UNIVERSAL LIBRARY
OU-234219
UNIVERSAL LIBRARY

۱۲۲۰

کتب خانہ

قال اللہ تعالیٰ انا فتحنا لک فتحا مبینا

الحمد للہ کہ نسخہ تسعین مقلدین بجواب ہفوات و مغالطات محی الدین مؤلف ظفر مبین

المسمیٰ بالفتح المبین

در کشف

مکائد غیر المقلدین

مع ضمیمہ

تنبیہ الوہابیین

بہ ثبتِ مواہیر و دستخط علمای دین باہتمام مولانا محمد یعقوب صاحب در مطبع نجم العلوم واقع لکھنؤ محلہ

دار العلم و العمل فرنگی محل طبع گردید

مقدمۂ ضروری الاطلاع و تنبیہ واجب الملاحظہ

(۱) جملہ جوابات اس کتاب کے موافق ترتیب اعتراضات خرافات اوس ظفر المبین مطبوع سابق ۱۲۹۷ھ کے ہین کہ جسکا یہ مصرع تاریخی بحکم حق برزبان جاری کے اوسی کتاب مین مرقوم ہی ع پکارا دٹھا ہاتف خرافات ہی۔ پس کوئی صاحب اس کے مضامین کو ظفر المبین مطبوع بار دوم ۱۲۹۸ھ سے نہ ملاوین اسواسطے کہ جب معترض نے اس فتح المبین کا چھپنا سنا تو گھبرا کر ظفر المبین کی عبارتین گھٹا بڑھا دین اور مضامین کو اولٹ پلٹ کرکے خلاف ترتیب سابق کے دوبارہ چھپوا دیا خیر اس فریب سے کیا ہوتا ہی انشاء اللہ تعالی آیندہ جب یہ کتاب دوبارہ چھاپی جائیگی تو بعد اضافۂ عبارات مسائل و دلائل جوابات اسکے موافق ترتیب اوسکے کردیے جاوینگے اور ظفر المبین کی پوری عبارت بہی ہر جواب کے اوپر تحت قال لکھوا دیجائیگی

(۲) معترض نے جو پچیس مغالطے مقلدین کی طرف منسوب کرکے بارہوین مغالطے مین سو مسئلے نکالے ہین اور ہر مسئلے مین بطریق طعن لکھا ہی کہ اسمین امام اعظم نے خلاف احادیث صحیحہ و آیات صریحہ کے عمل کیا ہی سو مولف کتاب ہذا نے جملہ مطاعن کو دفع کرکے بدلائل قرآن و حدیث ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہی اور حنفیہ کے ہر مسئلہ کا ماخذ کتاب و سنت سے بتا دیا ہی اور کوئی کلمہ خلاف آداب حضرات محدثین کی شان مین نہین لکھا ہی اور مثل معترض کے بزرگون پر لعن و طعن کو جائز نہین رکھا ہی

فہرست مضامین فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ موسوم بتنبیہ الوہابیین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ وجہ تالیف و بیان بدگوئی مولف ظفر	۹	غیبت اور جھوٹ کی وعید۔	۱۴	دینداری ظاہر الفاظ پر نہین ہی	۱۹
وجہ اختلاف احکام شرعیہ تقریر معقول	۱۰	لعن طعن کرنیوالا مسلمان نہین۔	۱۵	ظاہریہ نعمت باطنی سے محروم مین	″
اختلاف روایات بخاری و مسلم کا	۱۱	سند ہر مسئلہ کی آنحضرت تک ضرور نہین	۱۶	ائمہ اربعہ کو فہم مطالب حدیث مین محدثین پر ترجیح ہی۔	۲۰
خبر آحاد ناسخ قرآن نہین ہوسکتی	″	فریب دہی مولف ظفر کی نقل عبارت ملا علی قاری مین۔	″	مخالف ہونا اجتہادات امام بخاری کا صریح حدیث سے۔	″
قوت و ضعف حدیث کا راویون پر موقوف نہین۔	″	علم فقہ دین مین داخل ہی اور جواب باصواب معترض کا	۱۷	دفع طعن تحقیر امام بخاری رح کا۔	″
وجہ ضرورت تقلید حنفیت مذہب امام اعظم	۱۲	راویان حدیث معصوم نہین۔	″	تحقیق طائفہ منصورہ کی	۲۱
بیان دروغگوئی و افترا پردازی مولف ظفر و ترک عمل حدیث صحیحین و آیت کا	۱۳	ہونا ائمہ اربعہ کا اہل حدیث سے	۱۸	حصر محدثین کا [illegible]	″
دروغگوئی دوزخ مین پہونچاتی ہی	″	فقاہت ضروریات دین سے ہی	۱۹	سرقہ مولف ظفر کا شرح مسلم [illegible]	[illegible]

مقدمۂ ضروری الاطلاع وتنبیہ واجب الملاحظہ

(۱) جملہ جوابات اس کتاب کے موافق ترتیب اعتراضات خرافات اوس ظفر المبین مطبوع سابق ۱۲۹۷ھ کے ہین کہ جسکا یہ مصرعہ تاریخی بحکم حق بر زبان جاری کے اوسی کتاب مین مرقوم ہے ع پکارا وٹہا ہاتف خرافات ہے - پس کوئی صاحب اس کے مضامین کو ظفر المبین مطبوع بار دوم ۱۲۹۹ھ سے نہ ملاوین اسواسطے کہ جب معترض نے اس فتح المبین کا چہپنا سنا تو گہبرا کر ظفر المبین کی عبارتین گہٹا بڑہا دین اور مضامین کو اولٹ پلٹ کرکے خلاف ترتیب سابق کے دوبارہ چہپوادیا خیر اس فریب سے کیا ہوتا ہے انشاء اللہ تعالی آیندہ جب یہ کتاب دوبارہ چہاپی جائیگی تو بعد اضافۂ عبارات مسائل و دلائل جوابات اسکے موافق ترتیب اوسکے کردیے جاوینگے اور ظفر المبین کی پوری عبارت بہی ہر جواب کے اوپر تحت قال لکہوادیجائیگی

(۲) معترض نے جو چہپیس مغالطے مقلدین کی طرف منسوب کرکے بارہوین مغالطے مین سو مسئلے نکالے ہین آور ہر مسلے مین بطریق طعن لکہا ہے کہ اسمین امام اعظم نے خلاف احادیث صحیحہ وآیات صریحہ کے عمل کیا ہے سو مولف کتاب ہذا نے جملہ مطاعن کو دفع کرکے بدلائل قرآن وحدیث ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہے آور حنفیہ کے ہر مسلہ کا ماخذ کتاب وسنت سے بتا دیا ہے اور کوئی کلمہ خلاف آداب حضرات محدثین کی شان مین نہین لکہا ہے آور مثل معترض کے بزرگون پر لعن وطعن کو جائز نہین رکہا ہے

فہرست مضامین فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ موسوم بتنبیہ الغافلین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ وجہ تالیف و بیان بدگوئی مولف ظفر	۹	غیبت اور جھوٹ کی وعید -	۱۴	دینداری ظاہر الفاظ پر نہین ہے	۱۹
وجہ اختلاف احکام شرعیہ تقریر معقول	۱۰	لعن طعن کرنیوالا مسلمان نہین -	۱۵	ظاہریہ نعمت باطنی سے محروم مین	//
اختلاف روایات بخاری و مسلم کا	۱۱	سند ہر مسلہ کی آنحضرت تک ضرور نہین	۱۶	ائمہ اربعہ کو فہم مطالب حدیث مین محدثین پر ترجیح ہے -	۲۰
خبر آحاد ناسخ قرآن نہین ہو سکتی	//	قریب دہی مولف ظفر کی نقل عبارت ملا علی قاری مین -	//	مخالف ہونا اجتہادات امام بخاری کا صریح حدیث سے -	//
قوت و ضعف حدیث کا راویون پر موقوف نہین -	//	علم فقہ دین مین داخل ہے اور جواب باصواب معترض کا	۱۷	دفع طعن تحقیر امام بخاری رح کا -	//
وجہ ضرورت تقلید حنفیت مذہب امام اعظم	۱۲	راویان حدیث معصوم نہین -	//	تحقیق طائفہ منصورہ کی	۲۱
بیان دروغگوئی و افترا پردازی مولف ظفر و ترک عمل حدیث صحیحین و آیت کا	۱۳	ہونا ائمہ اربعہ کا اہل حدیث سے	۱۸	حصر محدثین کا [illegible] مین [illegible]	//
دروغگوئی دوزخ مین پہونچاتی ہے	//	فقاہت ضروریات دین سے ہے	۱۹	سرقہ مولف ظفر کا [illegible]	[illegible]

اور نہ ماننا قول بخاری کو — ۲۲
ثبوت قیاس کا حدیث صحیحین سے — ۲۲
مشروع ہونا قیاس کا — ۲۳
اثبات قیاس کا احکام میں اور نفی قیاس کی توحید میں متفق علیہ ہے مگر داؤد ظاہری اسکا منکر ہے — ۲۴
مسائل مستنبطہ حدیث و قرآن بھی داخل قیاس ہیں — ״
داؤد ظاہری منکر قیاس کا علما میں شمار نہیں ہو الا بعبارت تہذیب الاسماء — ۲۵
جواب طعن ترمذی کا دربارہ قیاس — ״
ابو حنیفہ کسی شخصوں کی کنیت تھی اور دارمی کی حدیث مذمت قیاس میں امام صاحب پر گمان کرنا محض لغو ہے — ۲۶
مغالطہ مؤلف ظفر کا تفسیر کبیر میں — ۲۶
جائز ہونا قیاس ابن عباس کا — ״
ہر شخص قرآن و حدیث سے مسائل فقہیہ کا استنباط نہیں کر سکتا — ۲۷
مؤلف ظفر کا مجبوراً قائل تقلید ہونا — ۲۸
مسائل اجتہادیہ میں تقلید ضروری ہے — ״
عامی کو تقلید نہ کرنے میں بڑی ابتری خرابیاں ہیں — ״
داؤد ظاہری کا مسئلہ ربا میں جمہور اہل سنت کے خلاف ہونا — ۲۹
عامی کو بدون تقلید کے چارہ نہیں — ״
جواب مجتہدوں کو رہبان و احبار بنانے کا — ۳۰
مصلحت تقلید کی اور فساد غیر مقلدی کا — ۳۱
اعتبار مذاہب اربعہ و عدیم المثل ہونا ائمہ مجتہدین کا — ۳۲
کوئی مسئلہ حنفیہ کا مخالف قرآن اور حدیث کے نہیں — ״
جواب انکار تقلید قاضی ثناء اللہ کا — ״
حنفیہ بعض مسائل میں تقلید امام صاحب کے نہیں کرتے ہیں — ״
مصداق آیات مشرکین کے غیر مقلد ہیں — ۳۲
کسی امام کا اجتہاد مخالف نص صریح کے نہیں — ״
امام طحاوی باوجود ملکہ اجتہاد مقلد ہے — ״
عامی کو مسائل استنباطی میں تقلید ضروری ہے مجتہد کو نہیں — ۳۳
مؤلف ظفر کا اقوال صحابہ کو نہ ماننا اور غیر صحابہ کے کہنے کو معتبر جاننا — ۳۴
تقلید ائمہ در حقیقت تقلید خدا اور رسول ہے — ״
وجہ التزام مذہب معین کے — ״
مسائل منصوصہ میں تقلید واجب نہیں — ۳۵
تصرف معترض کا نقل عبارات تقلید میں — ״
تعریف مجتہد و شرائط اجتہاد کی — ۳۶
بدون فہم معنی قرآن و حدیث سے اجتہاد و استخراج مسائل فروعیہ کا ہرگز ممکن نہیں — ״
سلسلہ اسناد کا حدیث سے ثابت نہیں — ۳۷
حدیث کیواسطے اسناد کی کچھ ضرورت نہیں — ״
بیان اختلاف صحت و ضعف احادیث کا — ۳۸
فقہا کو برا کہنا موجب گناہ ہے — ۳۹
اسناد کو ضروری جاننے سے معترض پر الزام — ״
تطبیق در فہم حدیث میں ائمہ مجتہدین اور مقلدین کامل ہیں — ۴۰
ظاہریہ مانند نیم حکیم خطرہ جان کے خطرہ ایمان ہیں — ۴۱
بقول ابن حجر مکی حدیث بغیر معرفت فقہ کے مانند دوا کی عطار اور فقیہ مثل حکیم ہے — ״
اختلاف فقہا اختلاف حدیث سے بہت کم ہے — ۴۲
احادیث ہدایہ موضوع نہیں اور نہ حدیث موضوع پر کسی مقلد کا عمل ہے — ۴۳
ثابت ہونا عمل محدثین کا ترمذی سے حدیث ضعیف پر باوجود صحیح حدیث کے — ״
مسائل اجتہادیہ میں خطا و صواب دونو کا احتمال ہے مگر جانب صواب کو غلبہ ہے — ۴۳
کوئی یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ جسقدر امام بخاری کو حدیثیں پہنچیں اوس قدر امام صاحب کو نہیں پہنچیں — ۴۴
کوئی محدث ایسا نہیں کہ جسکو تمام حدیثیں پہنچی ہوں — ۴۵
باوجود صحیح حدیث کی عمل صحابہ اور اقوال مجتہدین کے ضرورت پڑتی ہے — ״
بلا تحقیق کے حدیث صحیح پر بھی عمل کرنا مقتضای احتیاط ہے — ״
تحقیق کم و بیش ہونے ایمان کے — ۴۶

جوایمان بدون عمل کے صرف تصدیق و اقرار ہی وہ کم و بیش نہین ہوتا	۴۸
کمی و بیشی ایمان مین نزاع لفظی ہی	۴۹
تصرف مؤلف ظفر کا عبارت مجمع البحار مین	۵۰
نفس ایمان کے کم و بیش ہونیکا ثبوت حدیث و قرآن سے ۔	۵۲
جواب اسکا کہ عمل جب رکن ایمان ہوا تو بغیر اسکے ایمان نہ پایا جاوے	۵۳
ایمان کی دو تفسیرین ہین ۔	〃
قصہ خضر و موسی کی حکمت قرآن مین	۵۵
آیت تلثون شہرا سے حمل کے دو برس اور رضاع کے ڈہائی برس ثابت ہوتے ہین	۵۶
پہلا جواب اعتراض آیہ حملہ و فصالہ کا	۵۷
دوسرا اور تیسرا جواب اعتراض کا	۵۸
جواب شبہ مدت حولین کاملین و حدیث لا رضاع بعد حولین کا ۔	〃
شان نزول آیہ حولین کاملین کا	۵۹
رضاع کے دو برس ہا اس آیہ سے نہین نکلتے	۶۰
تعیین دو سال مین کوئی حدیث مرفوع نہین آئی مذہب امام صاحب کا موافق آیت ہی	۶۱
دو برس سے زائد رضاع کو آیت مانع نہین	۶۲
آیت سے رضاع دو برس کا یا استحقاق اجرت دو برس کا ثابت ہوتا ہی ۔	〃
آیہ حملہ و فصالہ سے کمتر مدت فصال و حمل کے ثابت ہوتی ہی ۔	۶۳

مدت ڈہائی برس لینے کے فوائد ۔	۶۴
آیت حولین سے معاملہ والدین کا سمجہا جاتا ہی نہ حرمت رضاعی ۔	〃
مسئلہ رضاع مین ایک روایت امام صاحب کی موافق صاحبین کے ہی ۔	۶۵
محرمات ابدی کے ساتہ نکاح کرکے صحبت کرنیسے حد نہ آنیکا جواب	۶۶
فرق درمیان حد اور تعزیر کے	〃
نکاح محارم داخل شبہات عقد ہی	۶۷
معترض کا عبارت فتح القدیر کو نہ سمجہنا	〃
شبہہ عقد سے حد ساقط ہو جاتی ہی	۶۸
دفع حد مین حیلہ جائز ہی ۔	۶۹
قرآن سے نکاح محرمات مین حد ثابت نہین البتہ تعزیر قتل وغیرہ سے جائز ہی ۔	۷۰
نکاح وغیرہ عقد و فسخ مین حکم قاضی کا ظاہر و باطن مین نافذ ہوتا ہی ۔	۷۱
حدیث قطعۃ من النار خاص اموال مین ہی سوا مال مین حکم ظاہرا ہوتا ہی نہ باطنا	〃
حدیث موقوف و معلق حجت ہی ۔	۷۲
تقلید صحابی کی واجب ہی ۔	〃
حکم تعلیقات بخاری کا ۔	۷۳
بعد زمانہ تبع تابعین کے موضوع حدیثین شروع ہوئین قبل اسکے نہ تہین	〃
وجہ اختراع شروط بخاری	〃
سند اتصال احادیث بخاری ضروری نہین	〃

تعلیقات امام محمد مثل تعلیقات امام بخاری کے حکما متصل ہین ۔	۷۳
امام محمد کے حدیث مرسل حجت ہی	〃
لامذہب اقوال صحابہ کو حجت نہین کہتے	〃
غیر مقلدین کے عقائد فاسدہ کا بیان	〃
تطبیق احادیث مین مذہب حنفیہ کا قوی ہی	۷۵
عجیب حکایت اعتراض لامذہب کی	〃
بقول شاہ ولی اللہ سوای ان چار مذاہب کے کوئی مذہب قابل اعتبار نہین	۷۶
اعتماد کرنا سلف پر متفق علیہ ہے	〃
تتمہ بحث قضای قاضی کا کہ قضا ظاہر و باطن مین سوای مال کے نافذ ہوتی ہے	۷۷
بیان نقض عہد ذمی کا ۔	۸۰
نہ سمجہنا معترض کا اجر مثل کو زنا کی خرچی	۸۱
بیان اجارہ باطل و اجارہ فاسد کا	〃
اجرت زنا حرام ہی نہ مثل منافع خدمت زانیہ	۸۲
چلپی کے عبارت اجارہ فاسد مین ہی نہ اجارہ باطل مین ۔	۸۳
اجتہاد بیجا معترض کا عبارت چلپی مین	۸۴
اختلاف علما کا فن کلام مین ۔	۸۵
مطلق کتے کی بیع حدیث سے ثابت ہی	۸۶
بیان روایات و مسانید امام صاحب کا	۸۸
امام صاحب کو شرہ حدیثین پہونچنے کا جواب	〃
جسطرح بزرگی صحابہ کی باوجود ترجیح کرنے احادیث کی سارا امت پر ہی اسیطرح	۸۹

فضیلت امام صاحب کے تمام محدثین پر ہی ۸۹
تتمہ بحث بیع کلب کا۔ ۹۰
مہر البغی بالاتفاق حرام ہی۔ 〃
نہی بیع کلب کی تنزیہی ہی۔ 〃
ظاہر یہ سود کو چھ چیزوں مین منحصر جانتے ہین حالانکہ جمہور امت کے نزدیک سود اور چیزوں مین بھی ثابت ہی ۹۱
ابن جریج کی فضیلت فقاہت اور ثقاہت کو معترض نے قصداً اوڑا دیا۔ ۹۱
مرسل مطلقاً حجت اور مقبول ہین ۹۲
مرسل اور منقطع ایک شے ہی اور دونون قابل احتجاج ہین۔ ۹۳
بلی کی بیع جائز ہی اور حدیث نہی کو جمہور نے نہی تنزیہی یا عدم نفع پر محمول کیا ہی ۹۴
شاۃ مصراۃ کا مع لبن نہ پھیرنا حدیث شافعی سے ثابت ہی ۹۵
حدیث الخراج بالضمان کو حدیث مصراۃ پر ترجیح ہی۔ 〃
فریب معترض کا کہ شافعیہ کا ماخذ لکھا اور حنفیہ کا ماخذ اوڑا دیا۔ ۹۸
تحقیق معنی حدیث من ادرک رکعۃ کے ۹۹
ممانعت نماز کی اوقات ثلاثہ مین۔ ۱۰۰
نزدیک امام طحاوی کی نماز عصر اس روز کے بھی وقت غروب بسبب احادیث نہی کے جائز نہین ۱۰۱
حنفیہ کے قیاسات اور دلائل عقلیہ ہرگز مقابل نصوص کے نہین ہیں بلکہ بعض حدیث ۱۰۲
اما کو بعض پر ترجیح دینے کیواسطے قیاس اور دلیل عقلی بیان کیجاتی ہی۔ ۱۰۲
وجہ جواز نماز عصر وقت غروب اوس روز کے ۱۰۳
مسئلہ فقہ کا حدیث سے ثابت ہی کہ بائع کسی مال کا قرضخواہان دیگر کے مساوی ہی ۱۰۴
خمر کو شراب انگوری پر اطلاق کرنے مین امام صاحب کے پانچ دلیلین قوی ہین ۱۰۶
قرآن و حدیث و لغت و کلام شعرا سے ثابت ہوا کہ اطلاق خمر کا شراب انگوری پر حقیقی ہی ۱۰۷
اطلاق عام خمر کا حکماً یا مجازاً ہی۔ ۱۰۸
جواب شبہہ عمومیت معنی مخامرت کا۔ 〃
چار قسم کی شراب بالاتفاق حرام ہی اور چار قسم مین اختلاف ہی اور مختلف فیہ کا پینا صحابہ اور تابعین سے مروی ہی۔ ۱۰۹
نبیذ پختہ حلال اور نبیذ خام حرام ہی 〃
فرق کیفیت شراب اور نبیذ کا۔ ۱۱۰
جواب شبہہ حدیث کل مسکر خمر و کل مسکر حرام ۱۱۱
نچوڑا انگور کا جبکہ پکانیسے دو تہائی اوسکی جلکر ایک تہائی باقی رہجاوے تو حلال ہی 〃
چار قسمون کی شراب حلال ہین حد نہین ۱۱۲
نبیذ کا حلال ہونا آثار صحابہ و تابعین سے باسناد صحیح ثابت ہی۔ ۱۱۳
ان چار شرابونکا پینا حلال ہی بشرطیکہ نشہ نہ لاوے ورنہ حرام ہی مگر اسمین حد نہین ۱۱۴
حرمت نبیذ مین نشہ بالفعل معتبر ہے ۱۱۵
حرمت خمر کی منصوص ہی اگرچہ قلیل بے نشہ ہو ۱۱۶
تحقیق معنی اعتکاف کہ روزے کے اعتکاف مین شب ضرور داخل ہی۔ ۱۱۷
ممانعت نفل بعد غروب و قبل نماز مغرب ۱۱۸
باوجود حدیث فرع اجماع پر عمل ہوگا ۱۱۹
جواب حدیث ابن حبان کا فتح القدیر سے 〃
بخاری اور مسلم مین بہت سے راوی مجروح اور مطعون ہین۔ ۱۲۰
حدیث صحیح کبھی غلط ہو جاتی ہی اور کبھی ضعیف صحیح ہو جاتی ہی 〃
ظاہر یہ کے نزدیک حدیث صحیحین کو اقوال جمہور صحابہ پر ترجیح ہی بلکہ آیت پر بھی ۱۲۲
فجر کی فرض و سنت کے درمیان کلام فضول نہ چاہیے ہان کلام ضروری جائز ہی ۱۲۳
قبل دو رکعتون فجر کے یا بعد اوسکے لیٹنا سنت نہین بلکہ استراحت ہی ۱۲۴
تاکید و اہتمام سنت فجر کا۔ ۱۲۵
ہونا تبدیل مکان سے تبدیل احکام کا ۱۲۶
کبھی حدیث ضعیف قرائن سے قوی ہوجاتی ہی ۱۲۷
جوابات مسئلہ رجم کے۔ ۱۲۸
احصان کیواسطے اسلام شرط ہی 〃
نماز فجر و مغرب مین دوبارہ شرکت نچاہیے ۱۲۹
بیان نفل کا بعد نماز صبح اور عصر کے ۱۳۰
چوتھی رکعت مین قعدہ نکیا ہو تو پانچوین رکعت کا سجدہ کرنیسے نماز کا باطل ہ ۱۳۱

ہ ہو جانا حدیث کے مخالف نہیں۔ ۱۳۱
خیانت مولف ظفر کی کہ جس صورت مین قعدۂ اخیرہ کرنیسے نماز ہو جاتی ہے اوسکو بیان نکیا اور بعض لکھے فقرہ اوڑا دی ۱۳۱
امام صاحب کے نزدیک اشعار مسنون ہے مثلہ نہیں اور جو سنت سے متجاوز ہو وہ مکروہ ہے ۱۳۳
اشعار مین نزاع لفظی ہے۔ ۱۳۴
جواب اسکا جو تعصب سے کہتے ہین کہ کل مسائل فقہ حنفیہ کے مخالف احادیث ہیں 〃
اکثر اقوال ظاہرہ مخالف قرآن و حدیث ہیں ۱۳۵
شراب کا سرکہ بنانا حلال ہے۔ 〃
بیان مستحب ہونے جلسۂ استراحت کا درمیان رکعت اول و سوم کے ۱۳۶
باجماع صحابہ نماز جنازہ مین چار تکبیرین ہین اور حدیث پانچ کی منسوخ ہے۔ ۱۳۷
نماز جنازہ مین حدیث و عمل صحابہ سے قراءت فاتحہ ثابت نہیں بلکہ خاص دعا ثابت ہے۔ ۱۳۹
نماز جنازہ مین سورۂ فاتحہ پڑہنا بعض صحابہ کا بطریق ثنا و دعا کے تھا نہ بطریق قراءت کے۔ ۱۴۰
نماز جنازہ مسجد مین نہ چاہیے بلکہ خارج مسجد کے افضل و بہتر ہے۔ ۱۴۱
مولا کو غلام پر حد لگانی باذن امام جائز ہے ۱۴۲
قذف زنا سے لعان ہوتا ہے نہ انکار حمل سے ۱۴۴
جہالت معترض کی لعان انکار حمل مین ۱۴۴
موافق آیت و حدیث کے فقط عمامہ پر بغیر سر کے مسح کرنا درست نہیں۔ ۱۴۵
آنحضرت نے سوای مزدلفہ اور عرفات کے دو نمازون کو جمع نہ فرمایا۔ ۱۴۶
قرآن دیکھکر پڑہنا مفسد نماز ہے۔ ۱۵۱
موافق مذہب جمہور کے نماز اکیلے کی پیچھے صف کے جائز ہے بشرطیکہ صف مین جگہ نہو والا مکروہ۔ ۱۵۲
محرم کو سیا ہوا کپڑا پہننا موافق احادیث صحاح ستہ کے جائز نہیں ورنہ دم لازم ہوگا ۱۵۳
عورتکو امامت عورتون کی نکرنی چاہیے۔ ۱۵۴
نکاح حرۂ بالغہ بدون اجازت ولی جائز ہے ۱۵۵
حدیث اشتراط اذن ولی کے امام بخاری کے نزدیک بھی صحیح نہین۔ ۱۵۷
نذر حالت شرک و کفر کے ادا کرنیکا وجوب کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔ ۱۵۸
مذہب جمہور کا یہی ہے کہ میت کیطرف سے ولی کو نماز و روزہ کا ادا کرنا نچاہیے ۱۵۹
عورت زانیہ کو شہر بدر کرنا حد مین داخل نہیں بلکہ از راہ سیاست ہے۔ ۱۶۱
ثبوت رضاعت مین گواہی عورتون کی معتبر نہیں ۱۶۲
بیع غلام مدبر کے جائز نہین۔ ۱۶۳
بیان حدیث بیع مدبر کا۔ ۱۶۴
خلاف کرنا ظاہریہ کا باوجود ثابت ہونے ۱۶۵
مہر نکاح جدید زینب کے حدیث صحیح سے ۱۶۵
دخول دار الاسلام سے نکاح کفار کا ٹوٹ جانا ۱۶۶
حج مین کسی امر کے تقدیم یا تاخیر سے دم دینا لازم آتا ہے مگر بحالت لاعلمی مین کچھ گناہ نہیں اور مفرد یا حج پر دم بھی نہین آتا ۱۶۷
گھوڑیکا گوشت کھانا جائز نہین۔ ۱۶۸
تحقیق تفرق بالابدان بالاقوال کی ۱۶۹
بعد ایجاب و قبول کے بیع تمام ہو جاتی ہے 〃
ذبیحہ کے پیٹ سے بچہ مردہ نکلے تو اوسکو نکھانا چاہیے اور کسی حدیث سے حلال ہونا بچۂ مردہ کا ثابت نہین ہوتا۔ ۱۷۰
تحقیق حدیث ذکاۃ الجنین ذکاۃ امہ ۱۷۱
مہر دس درم سے کم جائز نہین۔ ۱۷۳
خدمت وغیرہ پر مہر باندہنا درست نہیں ۱۷۴
اسلام یا تعلیم قرآن پر نکاح ہونیسے مہر مثل ساقط نہوگا اور اسلام بالاتفاق مہر نہین 〃
باتفاق ائمہ اربعہ قصاص غلام کا مولا سے نہ لیا جائیگا اور حدیث مین قصاص مولا کا بطور زجر مثل حدیث سرقہ واقع ہوا ہے ۱۷۶
شغار یعنی نکاح سے نکاح کا بدلا کرنا جائز نہیں مگر طرفین سے مہر مثل دیا جاوے تو جائز ہے ۱۷۷
پڑی ہوئی شی پانیکے احکام ۱۷۸
قصہ حضرت علی کے دینار پانیکا ۱۷۹
کسی کے جانور گمشدہ کو پکڑنا ۱۸۰

موہوبہ کی حفاظت جائز ہی۔ ۱۸۰
کسی کا پڑا ہوا مال غنی اپنے صرف
مین لاوی تو وقت طلب صاحب
مال کے قیمت اوسکی دینی ہوگی۔ ۱۸۱
درخت پرسی میوہ چورانیوالیکا ہاتہ
نہ کاٹا جائیگا۔ ۱۸۲
مخالفہ مولف ظفر کا مسئلہ ہدایہ مین ۱۸۳
حجرین مین سی میوہ چورانیوالیکا ہاتہ
کاٹا جائیگا۔ ۱۸۳
حاجیون کی گری ہوئی چیز کا بخیال
حفاظت اوٹہا لینا جائز ہی۔ ۱۸۴
سرقہ دہ درم مین قطع میا لاتفاق ہی
اور اسسے کم مین اختلاف ہی۔ ۱۸۵
شیرخوار لڑکے کا پیشاب کسی شی پر
پڑجاوے تو اوسپر پانی بہانا کافی ہی ۱۸۷
بول شتر بلاضرورت پینا جائز نہین۔ ۱۸۹
مرد کو واسطے دفع مرض خارش کے پارچہ
حریر پہننا جائز ہی۔ ۱۹۰
کتے کا جہوٹا برتن تین بار دہونیسے
پاک ہوجاتا ہی۔ ۱۹۲
ثمر بیع درخت مین بلاشرط داخل نہوگا ۱۹۳
جس چیز کی بیع علحدہ درست ہے
شرطا اوسکی جائز ہی ورنہ ناجائز۔ ۱۹۴
درخت پر پہل چہوڑ دینے کی شرط
سے بیع کرنا جائز نہین۔ ۱۹۴
درخت پر بیع میوہ کی قبل پختگی کے
بلاشرط قطع کے جائز ہی۔ ۱۹۵
تر کہجورونکی بیع سوکہی کہجوروںکے
ساتہ جائز ہی مگر اودہار جائز نہین ۱۹۶
شہر سی باہر جاکر غلہ خریدنا جائز ہی
بشرطیکہ شہر والونکو ضرر نہ پونہچے ۱۹۷
اجرت لیکر بیع کرانا جسمین بائع کا
ضرر ہو جائز نہین۔ ۱۹۸
مدینہ منورہ مثل مکہ معظمہ کے حرم نہین ۱۹۸
حرم مکہ و حرم مدینہ کا ایک حکم نہین ۱۹۹
طمانینت رکوع و سجود کی اور قومہ اور
جلسہ واجب ہی فرض نہین۔ ۱۹۹
قربانی شہر مین قبل نماز کے جائز نہین
مگر باہر شہر سی قریں کو دس پر جائز ہی ۲۰۲
عقیقہ جائز ہی واجب نہین۔ ۲۰۳
وتر کی تین ہی رکعت ہین دوسری
رکعت مین تشہد کرکے تیسری مین سلام سے پہیرے ۲۰۴
وتر کی تین رکعتون پر اجماع ہی۔ ۲۰۶
قوی اور تندرست کو بشرطیکہ مالک
نصاب ہو زکوۃ دینی جائز ہی۔ ۲۰۷
مولف ظفر کی افترا پردازی حنفیہ پر اور
اجتہاد بیجا خلاف حدیث کے۔ ۲۰۸
حدیث سی تیمم کیواسطے دو ضرب ہین ہی ۲۰۹
رضاع سی حرمت آجاتی ہی قلیل ہو یا کثیر ۲۱۱
جب مالک اپنی چیز چور کو بخشدے تو ۲۱۱
قاضی کو چور کا ہاتہ کاٹنا جائز نہین ۲۱۱
بعد وتر کے قنوت اور نماز وعین جائز
نہین مگر نماز صبح مین بضرورت جائز ہی ۲۱۲
سواری پر بیٹہکر نماز وتر جائز نہین ۲۱۵
نماز وتر پڑہنا سواری پر منسوخ ہوگیا ۲۱۵
سنتین فجر کے بعد نماز فرض کے قبل
طلوع آفتاب نہ پڑہے۔ ۲۱۵
امام صاحب کے نزدیک نماز استسقا بغیر
جماعت و خطبہ کے جائز ہی مگر فتوی صاحبین
کے قول پر ہی کہ خطبہ و جماعت مسنون ہی ۲۱۷
چادر پلٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
نماز استسقا مین بطریق نیک فالی کے تہا ۲۱۷
امام احمد کے نزدیک خطبہ نماز استسقا
مین مسنون نہین۔ ۲۱۷
ثیبہ اور باکرہ بارہ مین دونو برابر ہین ۲۱۸
قسم مدعا علیہ پہی نہ مدعی پر۔ ۲۱۹
حدیث قسم مدعی کے منکر اور مردود ہی ۲۲۰
قسم مدعی و گواہ مدعا علیہ کا اعتبار نہین ۲۲۰
کج بحثی مولف ظفر مبین کے۔ ۲۲۰
تحقیق حدیث نماز کسوف کی۔ ۲۲۱
نماز کسوف کی دو رکعتین ہین بدو رکوع ۲۲۲
نماز کسوف مین خطبہ مسنون نہین ۲۲۳
نماز کسوف مین قرات آہستہ کیجاوے ۲۲۴
نماز جمعہ گانون والون پر واجب نہین ۲۲۴
نابینا اگر عالم محتاط ہو تو نماز اوسکی ۲۲۶

کے پیچھے جائز ہی ورنہ مکروہ۔	۲۲۶
کراہت اکل سمک طافی کے۔	۲۲۷
مخالفت مولف ظفر کی باحادیث صحیحہ	۲۲۸
مخابرت اور مزارعت ممنوع ہی۔	〃
مولف ظفر کا انکار احادیث صحیحہ سی ذی رحم محرم کو کوئی چیز ہبہ کر دیجاوے تو واپس نہ لیجاوے۔	۲۳۰ / ۲۳۱
نیت روزہ رمضان قبل زوال درست ہی	۲۳۲
تحقیق روزۂ عاشورا کی۔	۲۳۳
نیت روزہ کی نفی دن مین باعتبار کمال کے ہی۔	۲۳۴
زمین سی جو کچہ نکلے دسوان حصہ اوسمین زکوۃ کا ہی۔	〃
مال مستفاد پر زکوۃ واجب ہی	۲۳۵
حدیث صحیحین سے ثابت ہی کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو مقتدی ربنا لک الحمد کہی اور امام دونو جمع کرے	۲۳۶
وقت تکبیر تحریمہ مرد کانون تک اور عورتین مونڈہون تک ہاتہ اوٹہاوین	۲۳۷
قعدۂ نماز مین داہنا قدم کہڑا کرے اور بایان بچہاوے۔	۲۳۹
ایک سلام سی آٹھ رکعتین یا زیادہ پڑہنے کی تحقیق۔	۲۴۰
ظہر کی دونو رکعتون مین قرأت برابر چاہیئے	۲۴۱
پچہلے دو رکعتون فرض مین سبحان اللہ پڑہے	〃
سو خواہ چپکا ہو اختیار ہی گر قرأت بہتر ہی	۲۴۱
قرأت رکعتین اخیرین مین استحبابا ہی نہ بطریق وجوب۔	۲۴۲
بسم اللہ و آمین نماز مین بالاخفا ثابت ہی	〃
معترض نے ثبوت جہر مین اکیس حدیثین لکہین ہر ایک کا جواب ہی حدیث سی دیا گیا	〃
جواب پہلی حدیث کا۔	〃
جواب دوسری حدیث کا۔	۲۴۳
جواب تیسری حدیث کا۔	〃
پہر دو جواب تیسری حدیث کے۔	〃
پہر جواب تیسری کا دوسری حدیث سی	〃
جواب چوتہی کا تیسری حدیث سی	〃
جواب پانچوین کا چوتہی حدیث سی	〃
جواب حدیث موقوف کا حدیث مرفوع سی	۲۴۴
جواب چہٹی کا پانچوین حدیث سی	〃
جواب ساتوین کا چہٹی حدیث سی	〃
جواب آٹہوین کا ساتوین حدیث سی	〃
جواب نوین حدیث کا۔	〃
جواب دسوین کا آٹہوین حدیث سی	۲۴۵
کبہی جہر آمین کا واسطے تعلیم مقتدیون کے تہا جیسا کہ حافظ ابن القیم لکہتے ہین	〃
بقول حافظ ابن القیم آمین بالجہر مثل رفع یدین ہی کہ کرنا نکرنا اوسکا جائز ہی	۲۴۶
جواب گیارہوین کا نوین حدیث سی	〃
جواب بارہوین کا دسوین حدیث کر	〃
معترض کے بارہوین حدیث سی اکیسوین تک کسی سی جہر ثابت نہین ہوتا	۲۴۶
لفظ قول سی بخاری مین جہر ثابت نہین	〃
صحابہ آمین بالجہر نہین کرتے تہی	۲۴۷
جو کوئی آمین آہستہ کہنی کو برا جانیگا وہ مانند یہود کے ہوگا۔	〃
پہر جواب بارہوین کا گیارہوین حدیث سے	〃
پہر جواب اوسکا بارہوین اور تیرہوین حدیث کر	〃
پہر جواب اوسکا ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ حدیث سی۔	۲۴۸
بروایت دار قطنی ثابت ہوا کہ جہر مین کوئی حدیث صحیح نہین۔	〃
بعض روایات مین جو جہر بسم اللہ کا آیا ہی وہ بطریق تعلیم مقتدیونکی تہا	۲۴۹
پہر جواب اوسکا اکیسوین حدیث سی	۲۵۰
تحقیق کنیت حجر بن عنبس کے	〃
حدیث علقمہ مین شبہات معترض کے جوابات۔	〃
مناقب شعبہ واسطے دفع شبہہ معترض کے	۲۵۱
جواب شبہہ معترض کا دربارہ سماع علقمہ کے اپنی باپ سی	۲۵۲
معترض نے محض تعصب و نفسانیت سے اپنے پیشوا نواب بہوپال کے بہی قول کو نہ مانا	〃
احادیث اخفا مین معترض کا تاویلات رکیکہ سی پیش آنا اور امر حق کو چہپانا	۲۵۴

مضمون	صفحہ
موٴلف ظفر کا آثار صحابہ کو حجت نگردانا اور حال یہ کہ اونہین سے استدلال کرتے ہیں نیز	۲۵۴
معترض کے کلام مین تناقض۔	۲۵۵
روایت عدم جہر کے باتفاق جمہور کے اصح الروایات ہی۔	″
غیر مقلدین نواب بھوپال کی ایسی تقلید کرتے ہین کہ اونکے مقابل مین احادیث صحیحہ اور روایات صحابہ کو بھی نہین مانتے	۲۵۶
جواب شبہہ معترض کا آیت قرآنی مین	″
تحقیق معنی آمین کے۔	″
دوسرا جواب شبہہ موٴلف ظفر کا تفسیر اخفا مین۔	″
آمین دعا ہی اور دلائل اخفائے دعا کے	۲۵۷
دعا مین اخفا مستحب ہے اور جو آنحضرت نے بعض مرتبہ جہر اوسکا فرمایا سو وہ بطریق تعلیم کے تہا کہ دعا اسطرح مانگا کرین	″
جواب تاویل معترض کا آیت مین۔	۲۵۸
جواب دوسری توجیہ معترض کا۔	″
حکم اخفای دعا کا قرآن سے۔	۲۵۹
تاویل کرنا معترض کا اپنے رای سے خلاف سیاق ظاہر آیت کے۔	″
جواب صورة مفروضہ معترض کا۔	″
معترض کی بی ادبی آنحضرت کی جناب مین	۲۶۰
معترض بلکہ کل غیر مقلدین کا بمقابلہ حدیث صحیحین کے آیت قرآنی کو نہ ماننا۔	۲۶۱
جوابات اعتراض اخفای دعا کے۔	۲۶۲
موٴلف ظفر کی خباثت دیرینہ و عداوت پر کینہ دربارہٴ لعن طعن ائمہ مجتہدین کے	۲۶۳
معترض بیچارہ کو بجز کتب غیر محقق نواب بھوپال کے اور کتب معتبرہ نصیب نہین نیز	″
عرفات و مزدلفہ مین جمع بین الصلاتین کے حدیثین بکثرت ہین۔	۲۶۴
آیت حرمت علیکم سے انہین عورات مذکورہ فی الآیة کی حرمت قطعی نکلتے ہی اور دوسری عورتون سے آیت ساکت ہی	″
مسائل حنفیہ سے معترض بالکل جاہل ہی ہان حدیث کی نقل بے محل مین کامل ہے	″
بیان حرمت ایک شی کا دوسری شی کی حلت کو مستلزم نہین۔	۲۶۵
حدیث متواتر و مشہور سے آیت قرآنی منسوخ ہو جاتی ہی۔	″
تفسیر آیت اذا نودی للصلوة کے	۲۶۷
مغالطہ معترض کا آیت مذکورہ مین	″
بیان احکام و شرائط جمعہ کا۔	۲۶۸
تفسیر مصرجات کے۔	۲۶۹
آیہٴ اذا قمتم بے وضو لوگونکے حق مین ہی با وضو اسمین داخل نہین۔	۲۷۰
تفسیر آیت مذکورہ کے۔	۲۷۱
مغالطہ معترض کا عموم آیت مذکورہ مین	″
داوٴد ظاہری کے نزدیک ایک وضو سے کئی نمازین جائز نہین۔	۲۷۲
مقلدین داوٴد ظاہری کا عقیدہ	۲۷۳
داوٴد ظاہری کا احادیث صحیح مسلم و بخاری پر عمل نہین۔	″
تتمہ بیان اخفای آمین کا۔	″
غیر مقلدین اخفای آمین مین آیت قرآنی پر عمل نہین کرتے۔	۲۷۴
حدیث جہر آمین مین مطابقت قرآن کے نہین رہتی ہی۔	″
اعتراض امام صاحب پر درحقیقت خدا و رسول پر اعتراض ہی۔	۲۷۵
غیر مقلدین اخفای آمین کو باوجود قرآن و حدیث سے ثابت ہونیکے نہین مانتے	″
کس کس جگہ امام کو اخفا چاہیے	۲۷۶
جواب اعتراض منکرین کا دربارہٴ مناقب امام اعظم کے۔	۲۷۷
تعریف تابعی کے۔	″
تابعی ہونا امام صاحب کا باقوال جمہور محدثین و فقہا کے ثابت ہی	۲۷۸
ثبوت روایت امام صاحب کا صحابہ سے	۲۷۹
ثبوت رویت امام صاحب کا صحابہ کو	۲۸۰
نفی تابعیت امام صاحب مین نواب بھوپال کا تشدد۔	″
تفصیل روایات امام صاحب کے صحابہ سے	۲۸۱
احادیث صحیحہ کو بلا تحقیق موضوع کہدینا	۲۸۵

مضمون	صفحہ
ہوین عادت ابن جوزی کے۔	
جواب اعتراض قلت روایت امام صاحب کا	۲۸۷
اخذ حدیث کرنا امام صاحب کا پہلو ... مشائخ کبار سے۔	۲۸۸
شمار امام صاحب کا اول درجے کے طبقۂ حفاظ حدیث مین ہے۔	″
کثرت روایت موجب قلت درایت ہے	″
غلطی ابن خلدون کی دربارۂ روایت سترہ حدیثون امام صاحب کے۔	۲۸۹
ابن خلدون کا علوم شرعیہ سے ناواقف ہونا	″
تعریف ترقی مذہب امام صاحب کے۔	۲۹۰
احکام شرعیہ کے اخذ کرنے مین امام صاحب کا عمدہ طریقۂ احتیاط تھا۔	۲۹۱
بغرض منقصت امام صاحب کے مؤلف ظفر کے دہوکے بازی۔	″
خاص بروایت امام صاحب کے احادیث احکام کی چودہ مسندین ہین۔	۲۹۲
تفصیل مسانید امام صاحب کے	۲۹۳
جواب انکار مولف ظفر کا نسبت احادیث شرح مواہب الرحمن کے	۲۹۴
معترض کا انکار بدیہی۔	″
استاد امام صاحب کے چار ہزار تابعی تھے	۲۹۵
وجہ قلت روایت امام صاحب کی	″
بشارت ائمہ مجتہدین کی احادیث صحیحہ سے	۲۹۶
بشارت امام اعظم کی حدیث صحیح سے	۲۹۷
کثرت عبادت مستحب ہے نہ بدعت۔	۲۹۸
ثبوت کثرت عبادت کا آنحضرت سے	″
ثبوت کثرت عبادت کا صحابہ سے۔	۳۰۱
معترض کا کثرت عبادت کو بدعت کہنا باوجودیکہ آنحضرت وصحابہ سے ثابت ہے	۳۰۳
تمام رات نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ طبیعت کو ذوق شوق ہو۔	۳۰۵
ایک ختم قرآن کے شبانہ روز مین اور ہزار رکعت ایک رات مین پڑھنا اولیا کا ممکن ہے	۳۰۷
فضائل ومناقب امام صاحب کے	″
امام صاحب نے فجر کی نماز عشا کے وضو سے چالیس برس پڑھی۔	۳۰۸
امام صاحب ایک رکعت مین ختم قرآن کرتے تھے	۳۰۹
امام صاحب کی کرامت۔	۳۱۰
مناقب امام محمد کے۔	″
مناقب امام شافعی کے۔	۳۱۱
مناقب امام احمد کے۔	″
مناقب امام مالک کے۔	″
مناقب امام بخاری کے۔	۳۱۲
امام صاحب کے بڑے بڑے مجتہدین اور محدثین شاگرد ہین۔	″
بخاری ومسلم امام صاحب کے شاگرد بالواسطہ ہین	۳۱۳
ادب امام شافعی کا وقت زیارت امام صاحب	″
حضرت علی نے امام صاحب کے والد کو خیر وبرکت اولاد کی دعا دی۔	۳۱۴
حاصل ہونا کمال قوت طہارت و عبادت کا امام صاحب کو بہ برکت دعا دو آیتون کے۔	۳۱۴
وجوہ تفضیل امام صاحب کے پہلوں پر	۳۱۵
فقہا چار ہین ابوحنیفہ سفیان مالک اوزاعی اور فقہ ابوحنیفہ کی ہے کہ انہون نے خوب تنقیح کی۔	۳۱۶
دوست امام صاحب کا سنی ہے اور دشمن بدعتی۔	۳۱۷
امام صاحب کی گریہ وزاری بخوف جناب باری۔	″
بیان سخاوت امام صاحب کا۔	″
امام صاحب کا تیس برس برابر روزے رکھنا اور چالیس برس نہ لیٹنا۔	۳۱۸
حال انتقال ونماز جنازہ امام صاحب کا	″
بعد دفن امام صاحب کے تین روز تک غیب سے آواز کا آنا۔	″
شب انتقال امام صاحب کی جنات کا رونا	″
قبر امام صاحب کے وسیلہ قضاء حاجات ہے	۳۱۹
امام صاحب کی قبر سے امام شافعی کا برکت لینا	″
امام صاحب نے ننانوے مرتبہ جناب باری کو خواب مین دیکھا۔	″
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی تعیین مذاہب اربعہ وتقلید ائمہ ثابت ہے	۳۱۹

مضمون	صفحہ
جاہل طاعنین امام صاحب کا	۳۲۰
نماز جنازہ امام صاحب کے چار بار پڑہی گئے	۳۲۱
طاعن امام صاحب کا جو طریق رکہتا ہو اوسی طریق کے جوابات	۳۲۲
مغالطہ معترض کا مسائل حنفیہ مین	״
عمل حنفیہ کا صریح احادیث پر ہی اور مسائل استنباطی مین جانب احتیاط پر	۳۲۳
مس ذکر سے وضو نہین ٹوٹتا	״
حدیث قیس بن طلق کے قوی ہی اور حدیث بسرہ عورت کی معلول	۳۲۴
وضو مس ذکر کے سبب حدیثین مخدوش ہین	״
نماز کے اندر وضو ٹوٹنے سے نماز کو سر نو سے پڑہنا افضل ہی	۳۲۵
حدیث الوضوء مما مست النار کی حدیث ترک الوضوء مما مست النار سے منسوخ ہی	۳۲۶
اکل لحم شتر سے وضو نہین جاتا کہ حدیث اوسکی منسوخ ہی	״
نماز پشت خانہ کعبہ پر اور رستہ اور حمام اور مقبرہ مین مکروہ ہی اور حدیث نہی اسکی ترمذی کے نزدیک ضعیف ہی	۳۲۷
مغالطہ معترض کا حسب عادت	۳۲۸
جواب افترائی معترض کا اونکے پیشوا نواب صاحب کی کتاب سے کہ قصہ کنیز خلیفہ ہارون رشید کا محض بے اصل ہی اور نسبت اوسکی امام ابو یوسف کی طرف بالکل لغو	۳۲۸
اعتراض بیجا مولف ظفر کا حنفیہ کے مسائل غیر مفتی بہ پر	۳۲۹
تکرار اعتراضات معترض کے لغویت	״
جلد خنزیر و آدمی باغت سے مستثنی ہی	۳۳۰
اعتراض الزامی غیر مقلدین پر	״
حد بوجہ شبہہ کے ساقط ہو جاتی ہی	״
اگر شئی حرام مین شفا منحصر ہو اور بدل اوسکا نہ ملے تو بضرورت استعمال اوسکا جائز ہی	۳۳۱
غیر مقلدین کے نزدیک استعمال پیشاب کا بلا ضرورت بہی جائز ہی	״
قرات امام کی مقتدیونکو کافی ہی	۳۳۲
معترض صاحب چند لامذہبون کے مدد سے مصنف بن بیٹھے	״
احادیث ہدایہ کو موضوع کہنے کی جوابات	۳۳۳
جب روایت بالمعنی جائز ہی تو پہر بوجہ تغیر الفاظ کے احادیث ہدایہ پر طعن بیجا ہی	״
خیانت معترض کی نقل عبارت عینی مین	۳۳۴
آنحضرت کا ہر کام مین قیامن کو دوست رکہنا	۳۳۵
جواب اعتراض ہدایہ کا	״
کہڑے ہوئے یا سجدہ مین سو جاوی تو وضو نہین جاتا مگر جبکہ لیٹے کروٹ پر	۳۳۶
کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا جنابت مین فرض ہی اور وضو مین سنت	۳۳۷
مولف ظفر کی چالاکی اور دہوکے بازی	״
حدیث ہدایہ کے موافق حدیث ابن ماجہ ہی	۳۳۸
معترض کی خیانت عبارت حدیث مین	۳۳۹
حدیث ہدایہ کی مسح مین	״
طریق طہارت کپڑے کا خون حیض سے	۳۴۰
ثبوت نجاست منی کا حدیث سے	۳۴۱
زمین خشک ہونیسے طاہر ہو جاتی ہی	۳۴۲
بیان سند احادیث و تبحر صاحب ہدایہ	״
روایت بالمعنی مین تغیر الفاظ کا ہونا محل طعن نہین	۳۴۳
آخر وقت عشا کا طلوع فجر تک ہی	۳۴۴
افضل وقت عشا کا تہائی رات تک ہی	״
بوجہ اختلاف الفاظ کے احادیث ہدایہ کو موضوع کہدینا محض تعصب ہی	״
خیانت معترض کی شرح سفر السعادۃ تمیز	۳۴۵
بیان انصاف علامہ شیخ الاسلام ابن الہمام کا تحقیق احادیث ہدایہ مین	״
مکہ معظمہ مین چارون مصلون کو بدعت کہنے کا جواب	۳۴۶
اجتہاد جدید معترض کا معنے آیت مین اور جواب الزامی اوسکا	״
تفسیر آیہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلے	۳۴۷
معترض کا اجتہاد بیجا و مغالطہ رکیک	۳۴۸
غیر مقلدین سواد اعظم سے خارج ہین	۳۴۹
بیان جواز مخالفت بعض احکام فقہائیہ ائمہ مجتہدین کے	۳۴۹
مقلدین کو اوذ ظاہریہ پر سخت اعتراض	۳۵۰

حالات وخیالات غیر مقلدین کے	۳۵۱
حدیث قلتین ضعیف ہے حدیث زہری قوی ہے	۳۵۳
کوفہ ڈیڑھ ہزار صحابی کا مسکن تھا۔	۳۵۴
وجوہ ضعف حدیث قلتین۔	”
باوجود صحیح حدیث کے غیر مقلدین کا حدیث ضعیف پر عمل کرنا۔	”
بھوپال کے لامذہب ٹٹوؤں کا مذہب ہے کہتے ہین جسکا کھائین اوسیکا گائین	۳۵۵
ضعف اور اضطراب حدیث قلتین۔	”
اختلاف لفظی ومعنوی قلہ کا۔	”
حدیث قلال ہجر منقطع ومجہول الرواۃ ہے	”
غیر مقلدونکا صاحب بہار کے تقلید کرنا	۳۵۶
آب دہ دردہ کے کوئی مقدار معین نہین	”
صحت حدیث قلتین ومقدار آب قلہ کے ثبوت پر دس ہزار روپیہ کا انعام	۳۵۷
تعیین معنی قلہ مین غیر مقلدین کا اپنی رای کو دخل دینا۔	”
غلط فہمی معترض کے عقود الجواہر مین	”
حنفیہ کے نزدیک ضعیف حدیث بھی رای سے بہتر ہے۔	۳۵۸
بیان تعصب بدیع الزمان مقلد نواب بھوپال کا۔	”
بیان ناسخ ومنسوخ کا۔	۳۵۸
حنفیہ کسی حدیث کو امام صاحب کے قول سے منسوخ نہین کہتے۔	۳۵۹

بددیانتی معترض کے تبدیل الفاظ مین	۳۵۹
سوای حدیث متواتر کے سب حدیثین ظنی ہین مفید یقین نہین۔	۳۶۰
خبر واحد ثقہ کے قابل حجت ہے۔	”
جو فعل اخیر آنحضرت صلعم کا بروایات صحابہ ثابت ہے وہ ناسخ ہے۔	۳۶۱
ظاہریہ پر الزامی اعتراض۔	”
حنفیہ بغیر دلیل کے کسی آیت وحدیث کو منسوخ نہین کہتے۔	”
معترض کا اتہام دربارۂ مسائل حنفیہ	۳۶۲
تطبیق حدیث مین ادعا ظاہریہ کا	”
تحقیق شمار آیات واحادیث منسوخہ	۳۶۳
حصر آیات منسوخہ کا پانچ مین اور احادیث کا دس مین خلاف جمہور محققین ہے	”
تعداد احادیث منسوخہ۔	۳۶۴
بیان منسوخ ہونے حدیث رفع یدین وحدیث مصراۃ کا۔	۳۶۶
پیشاب کرنا آنحضرت صلعم کا کھڑے ہوکر بوجہ عذر تھا۔	۳۶۷
بلا عذر کھڑے ہوکر موتنا مکروہ ہے	۳۶۸
دباغت سے کتے کا چمڑا پاک ہونے پر کوئی دلیل نہین۔	”
مخالفت معترض کے امام بخاری سے	۳۶۸
معترض کا امام بخاری کو چھوڑ کر صاحب دراسات کی تقلید کرنا۔	۳۶۹

مکہ مین کراہت نماز کی اوقات ممنوعہ مین	۳۶۹
بیان اوقات نماز مکہ معظمہ کا۔	۳۷۰
بیان حدیث جمع بین الصلاتین کا جمع حقیقی وصوری۔	”
حدیث جمع بین الصلاتین منسوخ ہے یا معمول ہے جمع صوری پر	۳۷۱
معترض نے حدیث صحیح وآیت صریح کو چھوڑ کر حدیث ضعیف پر عمل کیا	۳۷۲
بیان تقلید جامد معترض کا۔	”
حدیث فجر سے پہلے رمضان مین غسل کرنے کی منسوخ ہے۔	۳۷۳
بحال رکھنا معترض کا اوس حدیث کو جس سے ابو ہریرہ راوی نے رجوع فرمایا	”
بیان استحباب روزۂ عاشورا کا۔	”
مسائل ظفر مبین کا اکثر ماخذ کتب مردودۂ نواب بھوپال ہین۔	۳۷۵
مولانا عبد الحی صاحب نے باظہار اغلاط فاحشہ کتب نواب بھوپال کو مردود کردیا	”
مولف ظفر کی ناانصافی اور ہٹ دھرمی	”
عجز معترض بجواب صاحب انتصار الاسلام	۳۷۶
قول فیصل محاکمہ درمیان مولف ظفر ومولف انتصار الاسلام کے	”
توجیہ حدیث وطی فی الدبر بخاری کے	۳۷۶
ہر حدیث بخاری کے قابل عمل نہین کیونکہ اوسمین منسوخ حدیثین بھی ہین	”

مضمون	صفحہ
بیان حدیث ناسخ و منسوخ بخاری کا	۳۷۷
بیہودہ گوئی مولف ظفر کی اور اتہام جواز وطی فی الدبر کا حنفیہ پر اور جواب بالصواب اوسکا۔	۳۷۹
خیانت معترض کے عبارت تفسیر فتح البیان نواب بھوپال مین قابل دید ہے۔	۳۸۰
نسبت جواز مسئلہ وطی فی الدبر کے امام شافعی کے طرف محض جھوٹ ہے۔	۳۸۱
تعزیر شدید وطی فی الدبر کے۔	〃
مولف ظفر پر سخت الزام۔	۳۸۲
حسب تصریح محدثین کے شمار رجال مجروح و ضعیف مسلم کا بخاری سے زائد ہے	〃
شراب کا سرکہ بنانا حدیث بخاری سے جائز ہے	۳۸۳
ہر قول بخاری کا قابل حجت کہنے سے مولف ظفر کا زک کھانا اور الزام اوٹھانا	〃
بیان حقیقت مذاہب اربعہ و اعتراض اخیر کتاب کا کہ خود معترض پر اولٹ پڑا۔	〃
اعلان ختم جوابات حصہ اول ظفر مبین و مژدہ جواب حصہ دوم و انتظار ایفاء وعدہ معترض کا۔	۳۸۴
مقدمہ تنبیہ الوہابیین قابل ملاحظہ ناظرین	۳۸۵
پہلا مسئلہ غیر مقلدین نے قیاس کی حدیث صحیح پر جو بخاری و مسلم مین ہے عمل نہ کیا	〃
ثابت ہونا قیاس کا سنت نبوی سے	۳۸۶
غیر مقلدین نے صحاح ستہ کی دوسری حدیث کو	〃

مضمون	صفحہ
صحیحہ جس سے قیاس کا مسنون ہونا ثابت ہے چھوڑ دیا۔	۳۸۶
ثبوت شرعیت قیاس کا آیات قرآنی سے	۳۸۶
انکار قیاس و اجماع مثل انکار قرآن و حدیث کے	۳۸۷
دوسرا مسئلہ غیر مقلدین نے احادیث صحیحہ اجماع کو ترک کر دیا اسمین چار حدیثین اور تین آیتین ہین۔	〃
منکر اجماع کی وعید قرآن و حدیث سے	〃
تیسرا مسئلہ احادیث صحیحہ آمین بالاخفا پر غیر مقلدین کا عمل نہین اسمین نو حدیثین ہین	〃
منکر اجماع قطعی کا کافر ہے اور منکر اجماع ظنی کے کفر مین اختلاف ہے۔	〃
تعدیل و توثیق شعبہ کے۔	۳۸۸
تحقیق معنی مدّ بہا صوتہ کے۔	〃
تفسیر رفع بہا صوتہا کے۔	۳۸۹
کید غیر مقلدین کا وقت پلٹنے جواب کے	〃
ثبوت سماع علقمہ کا اپنے باپ سے اور غلط ہونا عبارت تقریب کا۔	〃
عبد الجبار برادر خرد علقمہ نے اپنے باپ وائل بن حجر سے نہین سنا۔	۳۹۰
ثبوت آمین بالاخفا کا حدیث سکتہ سے	۳۹۱
قول بمعنی آواز سے کہنے کے نہین آیا	〃
آمین دعا ہے اور دعا پکار کر نہ مانگنا آیات قرآنی سے ثابت۔	۳۹۱
چوتھا مسئلہ غیر مقلدین نے احادیث ص	۳۹۲

مضمون	صفحہ
صحیحہ عدم رفع یدین کو چھوڑ دیا اسمین سولہ حدیثین ہین۔	۳۹۲
دلائل منسوخیت حدیث رفع یدین	۳۹۳
رفع یدین نکرنا صحابہ کا اور منع کرنا اوسے	〃
قصہ امام اوزاعی و امام ابو حنیفہ کا دربارہ رفع یدین اور غالب آنا امام صاحب کا	〃
آنحضرت کا رفع یدین کو سرکش گھوڑون کے دمون سے تشبیہ دینا اور منع کرنا۔	۳۹۵
باوجود دعوے عمل بالحدیث کے حدیث صحاح ستہ پر غیر مقلدین کا عمل نکرنا	۳۹۶
حدیث صحیح سے سات جگہ رفع یدین کرنا چاہیے	۳۹۷
رفع یدین نکرنا فقط امام صاحب کا مذہب نہین بلکہ بہت سے صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا مذہب ہے۔	۳۹۸
پانچوان مسئلہ غیر مقلدین نے احادیث صحیحہ ممانعت قراءت خلف الامام کے خلاف کیا اسمین نو حدیثین ہین اور ایک آیت	〃
تفسیر آیۂ اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ	〃
قول فیصل امام بغوی کا آیت مذکورہ مین	۳۹۹
خیانت معترض کے تفسیر معالم مین قابل دید ہے	〃
نزول آیۂ مذکورہ کا دربارۂ قراءت نماز کے	۴۰۰
جرأت بیجا مولف ظفر مبین کے۔	〃
جواب شبہ آیۂ فاقرؤا ما تیسر آہ۔	〃
قاعدہ مسلمہ عند التعارض۔	〃
منع قراءت خلف الامام دس صحابہ سے	۴۰۱

مضمون	صفحہ
جواب شبہہ سکتۂ امام کا۔	۴۰۱
جواب اعتراض کا قول زہری پر۔	۴۰۲
بددیانتی معترض کے تبدیل نام راوی مین	〃
جوابات احادیث مجوز قراءت خلف الامام	۴۰۴
حدیث عبادہ کی قراءت خلف الامام مین ضعیف ہی	۴۰۵
قاعدہ اسکا کہ جرح تعدیل پر مقدم ہی۔	۴۰۶
یحیی قطان کا اعلم بالرجال ہونا۔	〃
آثار صحابہ بیچ قراءت خلف الامام کے وعید	۴۰۷
چھٹا مسلہ غیر مقلدین نے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے صحیح حدیثون پر عمل نہین کیا اسمین پانچ حدیثین ہین۔	〃
جواب شافی اعتراض موقوفیت حدیث کا	۴۰۹
الفاظ مرفوعیت حدیث کے۔	〃
ساتوان مسلہ غیر مقلدین نے جمع بین الصلاتین مین حدیث صحیحین کے مخالفت کی ہی	۴۱۱
آٹھوان مسلہ غیر مقلدین نے جواز صلوۃ المنفرد خلف الصف مین حدیث بخاری کو چھوڑ دیا	〃
نوان مسلہ غیر مقلدین نے دربارۂ بقاے نکاح اسلام دار الحرب کے دار الاسلام مین حدیث ابن ماجہ و ترمذی کے خلاف کیا۔	〃
دسوان مسلہ غیر مقلدین نے دربارۂ تحریم اکل لحم اسپ کے احادیث صحیحہ کو ترک کر دیا۔	〃
گھوڑا اور خچر اور گدہا حلال نہین۔	〃
گیارہوان مسلہ غیر مقلدین نے کراہت جہر بسم اللہ مین حدیث صحیحین پر عمل نکیا۔	۴۱۲
بارہوان مسلہ غیر مقلدین نے دربارۂ ضرب تیمم کے احادیث صحیحہ کے خلاف کیا۔	۴۱۲
تیرہوان مسلہ غیر مقلدین نے دربارۂ کراہت نفل بعد غروب و قبل نماز مغرب کے احادیث و اقوال صحابہ و فقہا کو چھوڑ دیا	۴۱۳
چودہوان مسلہ غیر مقلدین نے محرم کے پارچۂ دوختہ نہ پہننے مین حدیث صحاح ستہ کے خلاف کیا	〃
پندرہوان مسلہ غیر مقلدین نے نکاح حرۂ بالغہ بلا اذن ولی مین حدیث ابوداود و ترمذی و نسائی و موطا پر عمل نہین کیا	〃
سولہوان مسلہ غیر مقلدین نے سوای نماز وتر کے اور نماز و نمین بلا ضرورت قنوت پڑھنے کو خلاف احادیث صحیحہ جائز کہا	〃
سترہوان مسلہ غیر مقلدین نے کراہت سمک طافی مین احادیث ابو داود و ابن ماجہ کے خلاف کیا	۴۱۴
اٹھارہوان مسلہ غیر مقلدین نے ذی رحم محرم سے شے موہوب اپس لینے مین احادیث بیہقی و دار قطنی و مستدرک کو ترک کر دیا	〃
انیسوان مسلہ غیر مقلدین کہتی ہین کہ مردونکو بھی مثل عورتون کے وقت تکبیر تحریمہ کانون تک ہاتھ اوٹھانا چاہیے سو انہونے اس مسلہ مین خلاف کیا ہی احادیث صحیحہ کا۔	۴۱۵
بیسوان مسلہ غیر مقلدین نے دربارۂ تساوی قراءت اول دو رکعت ظہر مین حدیث مسلم پر عمل نہین کیا	۴۱۵
اکیسوان مسلہ غیر مقلدین نے مس ذکر سے وضو ٹوٹنے مین احادیث مسند امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ کے خلاف کیا	۴۱۶
بائیسوان مسلہ غیر مقلدین نے اکل لحم شتر سے وضو ٹوٹنے مین احادیث صحیحہ ابوداود و نسائی وغیرہ کو چھوڑ دیا	〃
تیئیسوان مسلہ غیر مقلدین نے دباغت پوست خنزیر مین حدیث مسلم و ترمذی کے خلاف کیا۔	〃
چوبیسوان مسلہ غیر مقلدین نے عدم قطع ید سارق الثمر علی الشجر مین حدیث ابوداود پر عمل نہین کیا۔	۴۱۷
پچیسوان مسلہ غیر مقلدین نے عشر شی قلیل ارضی مین احادیث صحیحین وغیرہ کے خلاف کیا	〃
چھبیسوان مسلہ غیر مقلدین نے جواز اُجرت عبادت مین احادیث بخاری و ترمذی و ابن ماجہ و نسائی کے مخالفت کے	۴۱۸
ستائیسوان مسلہ غیر مقلدین نے دربارۂ مسنون ہونے مسح گردن کے خلاف احادیث صحیحہ عمل کیا اسمین چار حدیثین ہین	۴۱۹
اٹھائیسوان مسلہ غیر مقلدین احادیث صحیحہ پیشین گوئی کے پورے پورے مصداق ہین اسمین آٹھ حدیثین ہین	〃
غیر مقلدین مقلد خواہش نفس اماره ہین	۴۲۰

غیر مقلدین کا از راہ تعصب و نفسانیت کے تمام مقلدین کو مشرک اور کافر کہنا اور تقلید کو شرک و حرام جاننا اور مکہ معظمہ کے چاروں مصلوں کو ضلالت و بدعت سمجھنا اور صحابۂ کرام کو خاطی و مخترع بدعت ضلالہ کا لکھنا نعوذ باللہ منہا	۴۲۰
مختصر بیان خروج وہابیہ نجد کا۔	۴۲۱
وہابیان ہند کا حال بر سبیل اجمال	۴۲۲
حرمت عمل تلفیق کے۔	//
تقلید مذہب معین کے واجب ہے	۴۲۳
احادیث پیشین گوئی سے سب اعمال واقوال فرقۂ ظاہریہ کے ظاہر ہو گئے	۴۲۴
(۲۹) انتیسواں مسئلہ غیر مقلدین نے دربارۂ تعظیم اہل حرمین و دیگر مقامات متبرکہ عرب کے اکثر آیات صریحہ و احادیث صحیحہ کا خلاف کیا ہے	//
فضائل حرمین و حجاز و شام و مسجد بیت الحرام کے آیات و احادیث سے	۴۲۵
دین محمدی کا ثبوت و بقا حقیت مذہب مقلدین پر موقوف ہے۔	۴۲۶
ملقب باہل سنت و مصداق سواد اعظم کے جماعت مقلدین ہے نہ گروہ غیر مقلدین	۴۲۷
(۳۰) تیسواں مسئلہ غیر مقلدین نے واسطے بہکانے اور شک میں ڈالنے عوام مقلدین کے ایک نیا طریقہ اشتہار انعام کا بسوالات جواب طلب نکالا ہے	//
تجاہل مولوی محمد حسین لاہوری کا کہ باوجود جواب با صواب پانیکے مکر گئے اور انعام دینے میں وعدہ خلاف ہوئے	۴۲۸
نقل اشتہار سوالات مولوی محمد حسین لاہوری	//
تفصیل جوابات اشتہار مذکور کے	۴۲۹
فریب دہی مولوی محمد حسین لاہوری کے سوالات مشتہرہ میں۔	۴۳۰
اشتہار جدید مقلدین کے طرف سے (۱۴) چودہ سوالات نمبر اول کا بوعدۂ انعام بیس روپیہ فی جواب۔	۴۳۱
ایضاً اشتہار (۲۰) بیس سوالات نمبر دوم بوعدۂ انعام دس اشرفی فی جواب۔	۴۳۲
تنبیہ دربارۂ شرائط جوابات۔	//
(۳۱) اکتیسواں مسئلہ عقائد و اعمال غیر مقلدین میں کہ خلاف اہل سنت کے ہیں بعضے اونمیں سے موجب کفر اور بعضے مبطل نماز اور بعضے موجب فسق و ابتداع۔	۴۳۳
نقل فتوای جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد۔	//
وہابیہ مثل رافضی و خارجی گروہ ضالہ کے اہل سنت سے خارج ہیں۔	//
تفصیل عقائد غیر مقلدین قابل ملاحظہ ناظرین اسمیں ۲۸ عقیدے ہیں ہر ایک بحوالہ صفحہ کتاب ہے۔	۴۳۴
نقل عبارت نواب بھوپال کی حاشیہ ص	۴۳۵
پیرکی فقہ کو جعلسازی و مکاری اور فقہاء مقلدین کو مشرک و بدعتی اور دغاباز لکھا ہے اور صدقات ثواب پہنچانے اموات کو طریقۂ ہنود قرار دیا ہے۔	۴۳۵
ثبوت امام بخاری کے شافعی ہونیکا	۴۳۶
الزام غیر مقلدین پر بوجہ مذمت تقلید	//
خطا مولوی نذیر حسین کی تعریف متقی میں	۴۳۷
تحقیق آیات متشابہات صفات بار میں	۴۳۹
نواب بھوپال نے حضرت عمرؓ کو خاطی اور مخترع بدعت ضلالہ ٹھیرایا۔	//
غیر مقلدین کے پیرو سنت پر چلنے کا دعوا کرتے ہیں اور عمل آدھی پر بھی نہیں	۴۴۰
مانعین زیارت نبوی کا قرآن سے ملعون ہونا	۴۴۲
غیر مقلدین نے حضرت سعدی و جامی و حافظ کو بوجہ تضمین و اقتباس کے کافر بنادیا	۴۴۵
تصریح عملیات غیر مقلدین لائق دید ناظرین اسمیں (۱۷) سترہ اعمال ہیں بحوالہ صفحہ کتاب	۴۴۶
سور کے چربی کہانیکا اتہام آنحضرت پر	۴۵۰
ہونا غیر مقلدین کا اہل بدعت سے	//
جو کوئی اس زمانہ میں مذاہب اربعہ سے خارج ہوا وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔	۴۵۱
غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں	//
حکم لامذہبوں کا مثل حکم باغیوں کے ہے	۴۵۲
حقیقت حال صلحنامہ علمای دہلی	//
تمت	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

امابعد خاکسار ازلی محمد منصور علی بن مولانا محمد حسن علی مرادآبادی غفر لہما اللہ ذوالایادی عرض کرتا ہی کہ ان دنون ایک کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین مطبوعہ لاہور تصنیف ہری چند بن دیوان چند کھتری ساکن علی پور ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب کہ فی الحال براے نام مسلمان ہو کر نام اپنا غلام محی الدین رکھا نظر سے گذری اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مؤلف نے ایمہ سلف پر طعن وتشنیع کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ہی جسقدر اوسکی زبان نے یاوری دی اوسقدر درگذر نہین کیا اور اپنے زعم مین یون سمجھا ہی کہ سب ایمہ مخالفت حدیث وقرآن کی کرتے تھے چنانچہ سو مسلے فقہ کے مخالف قرآن وحدیث بیان کیے ہین اور چارون امامون خصوصًا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ہر مسلے مین یہی دعوا کیا ہی کہ امام صاحب نے اس مسلے مین قرآن یا حدیث کی مخالفت کی ہی اور ہر مسلے مین ایک حدیث اور کہین آیت بھی لکھدی ہی کہ یہ مسلہ اس حدیث اور آیت کے مخالف ہی اور جو حدیث اور آیت اوس مسلے کے موافق تھی اوسکو بالکل چھوڑ دیا پھر ان مسلونکی وجہ

جسقدر راویون مین تبرا لکھا ہی اوسکو دیکھنے والے اوس کتاب کے خوب جانتے ہین مگر یہ تبرا درحقیقت قرآن
و حدیث پر ہی نعوذ باللہ کیونکہ کوئی مسلہ ان سو مسلون مین سے ایسا نہین کہ جسکا ماخذ قرآن و
حدیث نہو پھر نہین معلوم کونسی شی اس طعن کی باعث ہوئی پھر حنفیون کیطرف سے اونھون نے مغالطات
فرض کیے ہین کہ وہ مغالطے محض مصنوعی ہین حنفیہ اونکے ہرگز قائل نہین ہین غرض حنفیکی ہی اوس سے
مؤلف ظفر مبین کا اصل دور ہی اور حدیثین واسطے ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے بہت کچھ
تحریف کردی ہین ہر امام کا ماخذ حدیث اور قرآن ہی اگر ایک امام مجتہد نے ایک حدیث سے اخذ کیا ہی تو
دوسرے امام مجتہد کا ماخذ دوسری حدیث ہی غرض کوئی امام مخالف حدیث اور قرآن کے نہین کہ تاکہ
کسیکو اونپر طعن کرنا نہین پہونچ سکتا اور اگر ایسی مخالفت مورد الزام ہی جیسا کہ یہ سمجھے ہین تو کوئی
متقدمین و متاخرین سے ایسا نہین کہ جن وجہ مخالفت حدیث کی اوس سے نہوئی ہو بلکہ جو لوگ اونپر
طعن کرتے ہین اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ سب سے زیادہ حدیث کے مخالف ہین غرض جن وجہ مخالفت بعض
سے حقیت مذہب کی باطل نہین ہو سکتی اور امامونپر اعتراض کرنے سے درحقیقت خدا اور رسول پر
اعتراض ہوا جاتا ہی نعوذ باللہ منہ کہ اونھون نے مختلف طرق کیون بیان کیے یا ہر امر کی
تصریح قرار واقعی کیون نہین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جسقدر بعید ہوتا گیا اوسی قدر
راویون مین بوجہ عدم عصمت و انتقال کے اختلاف واقع ہوتا گیا گو کل اختلافات شارع کی طرف سے
نہین فقط راویون کے سہو اور نسیان پر مبنی ہین مگر اسمین بھی کلام نہین کہ اختلاف امت شارع
کو کسی مصلحت سے منظور تھا ورنہ جب ایسے ہی لوگ مخالف حدیث اور خلاف مرضی خدا اور رسول
ہوجاوینگے تو پھر موافق حدیث اور مطابق مرضی شارع کون ہوگا اسیطرح اونکے مقلدونکو بھی سمجھنا
چاہیے کیونکہ تنقیح حدیث کی جیسی ان چارون امامون نے کری ہی ایسی کسی نے نہین کی اسیوجہ سے
جو قول ان چار کے اقوال سے خارج ہو وہ غیر معتبر شمار کیا جاتا ہی الا ماشاء اللہ غرض کہ تقلید
ایسیکی کوئی معیوب امر نہین بلکہ اسکو برا سمجھنا اپنی جہالت ظاہر کرنا ہی اسمین تو بڑے بڑے مصالح
دینی و اخروی موجود ہین اور قاعدہ ہی کہ جبتک آدمی کسی امر دینی یا دنیوی کا التزام نکرے

وہ امور صادر ہونا دشوار ہی پس حنفیہ کا التزام کرنا اسکو مقتضی نہین کہ تقلید کے وجوب مین کوئی نص
قطعی وارد ہی البتہ بعضے حنفیہ نے اسمین ایسا غلو کر لیا ہی کہ محققین اوسکو پسند نہین کرتے ہین جیسے
فرقہ ظاہری نے بخاری اور مسلم مین اس درجے کا غلو اور انہماک کیا ہی کہ اوسکے سامنے اوسی قسم
کی حدیث بھی نہین مانتے ہین بلکہ آیت قرآن اگر کوئی پڑھتا ہی تو برا جانتے ہین اور کہتے ہین
کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم قرآن نہین سمجھتے تھے حالانکہ سیکڑون برس کے بعد یہ کتابین تصنیف ہوئی
ہین راویون مین صحیحین کے خود اختلاف ہی ایک کی کچھ رعایت ہی اور دوسرے کی کچھ ہی علی ہذا القیاس
بہت راوی ضعیف بھی موجود ہین ایک حکم کچھ بیان کرتا ہی اور دوسرا اوسکے مخالف کہتا ہی خود ثقہ
راویون کے مسالک مین بھی اختلاف پڑا ہوا ہی پھر کیونکر ایک شخص کی روایت کو قرآن کی آیت پر
ترجیح دیجاے گی ہان اگر یہ یقین ہو جاے کہ یہ کلام بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اور راوی
سے اسمین غلطی ممکن نہین تو اوسوقت وہ حدیث ناسخ ہو جاے گی اور یہ یقین جب ہوگا کہ راوی
نے اپنے کانون سے سنا ہو اوسکے حق مین وہ حدیث حکم قطعیت کا رکھتی ہی مگر جب تک اوسکے راوی
اس کثرت سے روایت نکرین کہ اونکا سہو اور نسیان محال ہو کیونکر اوسکو ہم بمقابلہ آیت کے ترجیح
دے سکتے ہین غرض ہر چیز کو اپنے محل پر رکھنا بہتر ہی بخاری کی صحت مین بہ نسبت اور کتابون کے
زیادہ التزام کیا ہی اور قرآن کے متواتر ہونے مین تو کسی کو بھی کلام نہین پس قرآن پر بخاری کے
راویون کو ترجیح دینی بڑی جہالت کی بات ہی حالانکہ کسی بات کا یقین ہونا کہ مثلاً فلان کلام اوس
شخص کا ہی فقط راویون کی صحت اور ضعف پر مبنی نہین بسا اوقات ثقہ کی خبر غلط نکلتی ہی اور فاسق
فاجر صحیح کہدیتا ہی گو کم سہی مگر اوسکے وجود مین کلام نہین اسیوجہ سے ضعیف حدیث کا قوی ہونا
اور قوی حدیث کا ضعیف ہونا ہو سکتا ہی قوت اور ضعف حدیث کا راویون پر موقوف سمجھنا غلط
واقع ہی بسا امور قراین سے قوی ہو جاتے ہین گو راوی اوسکے ضعیف ہون اسیطرح قوی بات
جسکو ثقہ نے روایت کیا ہو قراین سے ضعیف معلوم ہوتی ہی پھر خود حدیث مین اسقدر
اختلاف کہ ایک شخص اوسکو منسوخ جانتا ہی اور دوسرا معمول بہ سمجھتا ہی ایک کے نزدیک بنا اوسکی

ایک امر پر ہی اور دوسرے کے نزدیک اور امر پر مبنی ہی اگر اس قسم کا اختلاف نہوتا تو ہم ایمہ کیطرف ہرگز رجوع نکرتے
ہمکو اختلاف روات نے تقلید پر مجبور کردیا ہی ورنہ ظاہر ہی کہ تقلید سے مقید ہونا ناگوار طبیعت کو گذرتا ہی
بے قیدی اچھی معلوم ہوتی ہی ہم اپنی سمجھ اور عوام کی سمجھ کو اس امر اہم کی تنقیح مین کافی نہین سمجھتے ہین خصوصًا
متعصبین جنکو اماموں سے عداوت قلبی اور حسد دلی ہی اونکے اقوال تو ہم لوگ بادہوائی اور خانہ ساز
باتین اونکی سمجھتے ہین پس جو شخص جتنا قرون ثلاثہ سے قریب ہی اوسیقدر اوسمین شان حقیت زیادہ
ہی اور یہ باتین کہ امام صاحب وغیرہ کو بہت سی حدیثین نہین پونہچین متعصبین کی محض نفسانیت اور خانہ
ساز باتین ہین کوئی حجت اسپر نہین خصوصًا اس کتاب ظفر مبین مین تو تعصب اسد رجے کا موجود
ہی جسکا کچھ پایان نہین ناظرین بانصاف خود ملاحظہ کرلینگے چونکہ یہ کتاب مسلک حق سے
بالکل بعید تھی اسلیے اسکا جواب لکھنا ضرور ہوا گو مجکو اپنے کاروبار دنیوی سے فرصت نہ تھی مگر بوجہ اصرار
بعض خلص احباب کے مجبور ہو کر تین مہینے مین کتاب مذکور کے کل جوابات سے فراغت پائی اور بدون
تعصب اور نفسانیت کسی امر کے موافق اقوال محدثین ہر مسلے کا ماخذ قرآن وحدیث سے ثابت کردیا
چونکہ مؤلف کتاب مذکور نے واسطے ثابت کرنے مخالفت قرآن و حدیث کے نسبت مسائل ائمہ مجتہدین
خصوصًا امام اعظم رح کے اور واسطے بدعقیدہ کرنے اور فریب دینے عوام مقلدین حنفیہ کے جابجا قرآن و
حدیث کے معنی بیان کرنے مین دھوکے دیے تھے اور حق باتون کو چھپایا تھا لہذا نام اس کتاب کا
الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین رکھا کہ جس سے سب فریب سازیان اور دھوکے بازیان
اونکی ظاہر ہوگئین اور اعتراضات اور مطاعن جو ائمہ مجتہدین پر کیے تھے سب دفع ہوگئے اللہ تعالی
اسکو مقبول خاص وعام کرے اور اس سے برادران دینی کو فائدہ پونہچاوے آمین ثم آمین

قال ایک مغالطہ یہ ہی کہتے ہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہین سو جواب اسکا یہ ہی
کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہین کیونکہ اللہ تعالے نے تو قرآن مجید مین جابجا
یہی فرمایا ہی کہ اللہ اور اوسکے رسول صلعم کی راہ پر چلو اور یہ شخص اللہ تعالے اور اوسکے رسول کے برخلاف
بتلاتا ہی کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہین الخ **اقول** یہ محض مغالطہ اور

مغالطہ سوم

افترا پردازی معترض صاحب کی ہے کوئی حنفی اسکا قائل نہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہے اور حدیث پر جائز نہین بلکہ حنفیہ اسکے مدعی ہین کہ کوئی بات فقہ کی قرآن اور حدیث کے برخلاف نہین اور ماخذ فقہ کا قرآن و حدیث ہے پس فقہ اور حدیث مین فقط تغایر اسمی ہے مسمی ایک ہے یا فرق اجمال و تفصیل کا ہے حاصل دونون کا ایک ہے یا کلیات اور جزئیات کا فرق ہے مدعا ایک ہے غرض اس قسم کی مغایرت حقیقت مین مغایرت نہین علی ہذا القیاس فقہ شافعی اور مالکی اور حنبلی بھی ہرگز مخالف قرآن و حدیث کے نہین اور حنفیہ کے نزدیک اوس حدیث پر چلنا جائز نہین جو مؤول اور منسوخ ہو گو وہ بخاری اور مسلم مین لکھی ہو پس مغالطے کو اپنی طرف سے لکھنا اور حنفیہ کی طرف منسوب کرنا پھر اوسکے جواب مین آیتین اور حدیثین پیش کرنا خود حنفیہ پر کذب اور افترا ہے کیونکہ خود حنفیہ قرآن و حدیث پر چلنے کو فرض کہتے ہین اور جو مسئلہ مخالف اسکے ہو اوس پر چلنا جائز نہین رکھتے معترض صاحب نے اس عقیدہ حنفیہ کے برعکس حدیثین اور آیتین لکھنی شروع کین اور کذب و افترا کی وعید اور مواخذہ کا جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے مطلق خیال نہ کیا قرآن شریف مین ہے وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ یعنی خلط ملط نکرو حق کو ساتھ باطل کے اور نہ چھپاؤ حق کو حالانکہ خود تم جانتے ہو بخاری و مسلم مین ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا یعنی عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کرو سچ بولنے کو اسواسطے کہ سچ بولنا نیکی کی راہ بتاتا ہے اور نیکی جنت کیطرف پہونچا دیتی ہے اور ہمیشہ آدمی سچ بولتا ہے اور قصد کرتا ہے سچ بولنے کا یہان تک کہ لکھا جاتا ہے نزدیک خدا کے سچا اور جھوٹ بولنے سے بچو تم کیونکہ جھوٹ بدی کی راہ بتاتا ہے اور بدی دوزخ کیطرف پہنچا دیتی ہے اور ہمیشہ آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہے اور قصد جھوٹ کا کرتا رہتا ہے یہان تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھا

جاتا ہی انتہی اور صحیح مسلم مین ہو عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ
اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَةُ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِکْرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکْرَہُ قِیْلَ اَفَرَأَیْتَ
اِنْ کَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ کَانَ فِیْہِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَہٗ وَاِنْ لَمْ یَکُنْ فِیْہِ مَا تَقُوْلُ
فَقَدْ بَهَتَّہٗ یعنی ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم
جانتے ہو غیبت کیا چیز ہی کہا اصحاب نے اللہ اور رسول اوسکا خوب جانتا ہی فرمایا ذکر کرنا تیرا اپنے بھائی کو
ساتھ اوس چیز کے کہ جو بری ہی کہا گیا بتلائیے اگر میرے بھائی مین وہ امر ہو جسکو مین کہتا ہون فرمایا
اگر وہ شی جسکو تو کہتا ہی اوسمین موجود ہی تو تو نے اوسکی غیبت کی اور اگر وہ بات جو تو کہتا ہی اوسمین نہین ہی
بس تو نے بہتان باندھا انتہی اور ترمذی مین ہی قَالَ اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ
کُلَّهَا تُکَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ ... بِکَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا
وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت آدمی صبح کو اوٹھتا ہی بس
کل اعضا زبان سے عاجزی کرتے ہین اور کہتے ہین تو اللہ سے ڈر کہ ہم ساتھ تیرے ہین اگر تو سیدھی ہی
تو ہم بھی سیدھے رہین گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو تو ہم مین بھی کجی آجائے گی انتہی اور دوسری حدیث صحیح ترمذی
کی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ
تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِہٖ یعنی ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے جب جھوٹ بولتا ہی بندہ دور ہو جاتا ہی اوس سے فرشتہ ایک میل بھر اوسکی بدبو
کی وجہ سے انتہی اور تیسری حدیث ترمذی کی عَنْ سُفْیَانَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الثَّقَفِیِّ قَالَ قُلْتُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَیَّ قَالَ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِہٖ وَقَالَ ھٰذَا یعنی
سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عرض کی مین نے یا رسول اللہ کون سی شی
زیادہ خوفناک ہی اون اشیا سے کہ جنکا مجھپر آپ خوف کرتے ہین کہا اونھون نے پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا یہ ہی انتہی اور چوتھی حدیث ترمذی عَنِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا

بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ یعنی ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین مسلمان طعن کرنیوالا اور نہ لعنت کرنیوالا اور نہ فحش کہنے والا اور نہ بے شرم انتہی اور پانچوین حدیث ترمذی کی عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا النَّجَاةُ قَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰی خَطِيئَتِكَ یعنی عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے عرض کی مین نے یا رسول اللہ نجات کیا شی ہی فرمایا قابو مین کر تو زبان اپنی اور چاہیے کہ گنجایش دے تجکو گھر تیرا اور گریہ کر تو اپنی خطاؤن پر انتہی اور چھٹی حدیث بخاری اور ترمذی کی عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَتَوَكَّلْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَتَوَكَّلْ لَهُ بِالْجَنَّةِ یعنی سہل بن سعدؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میرے سامنے ضامن ہو جائے زبان اپنی اور شرمگاہ اپنی کا تو اوسکے واسطے جنت کی ضمانت کرتا ہون انتہی اور ساتوین حدیث ترمذی کی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمان نہین ہوتا لعن طعن کرنے والا انتہی اور مسلم مین ہی عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ یعنی ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کہا کسی شخص نے کہ گمراہ ہو گئے آدمی پس وہ اون سب مین زیادہ گمراہ ہی انتہی **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہر مسلے کے لیے سند اوسکی رسول اللہ تک پہونچانی ضرور نہین اسلیے کہ مجتہدون نے بڑی سعی اور کوشش سے ہر طرح کے مسائل جمع کر رکھے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ قائل اسکے محقق حنفیہ بھی نہین ہین دیکھو کہا ملا علی قاری حنفی نے شرح فقہ اکبر مین کہ علم وہ ہی کہ ہو بیچ اوسکے حدثنا اور جو سوا اسکے ہی وہ وسواس ہی شیطانون کا۔

اقول جواب اسکا جو معترض صاحب نے دیا ہی وہ بھی قابل دید ہی خود اونھین پر اعتراض اولٹ پڑا بات کچھ ہی جواب کچھ مصرعہ سوال از آسمان کردم جواب از ریسمان آمد دیکھو بخاری اور مسلم کو

کہ اونمین بھی ہر مسلہ کی سند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک موجود نہین بعضے کی صحابی تک اور بعضے کی تابعی تک ہی پس اگر آپکی یہ غرض ہی کہ ہر مسلہ کی سند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک ضرور ہی تو یہ اعتراض تمام حدیثون کی کتابون پر ہوجائے گا اور اگر یہ غرض ہی کہ مطلق اسناد لکھنا دین مین داخل ہی اور بلا اسناد نقصان ہی تو یہ بھی خلاف حدیث ہی فقط یہ قول عبد اللہ بن المبارک کا ہی وہ خود کہتے ہین کہ میرے نزدیک اسناد دین مین سے ہی اور غرض اونکی یہ نہین کہ لفظ حَدَّثَنَا ضرور ہی ورنہ دین مین نقصان ہوگا بلکہ مراد اونکی یہ ہی کہ ہر شخص سے بلا سند بات لینا نہین چاہیے اور ظاہر ہی کہ اگر اسناد کا لکھنا دین سے ہوتا تو امام بخاری تعلیقات مین اسناد نہ چھوڑتے معترض صاحب حنفیہ کے جواب مین تو صحابہ کے قول اور فعل کو بھی حجت نہین کہتے ہین اور خود تبع تابعین کی سند لاتے ہین اونکو چاہیے تھا کہ کوئی حدیث مرفوع یا موقوف یا صحیح یا ضعیف کچھ تو بیان کرتے حدیث مین کہین پتا بھی نہین کہ حدیث بیان کرنے مین راوی کے نام بھی بتلایا کرو فقط مصلحۃً اسکو علما نے جاری کیا ہی اسکو بدعت حسنہ کہنا چاہیے اور محض مبتدعین جبریہ قدریہ جہمیہ وغیرہ کیواسطے اسناد نکالی گئی ہی تاکہ بیدین لوگ موضوع حدیثین دین مین داخل نکرین اسواسطے نہین ہی کہ مسلمان متقی سچے کی حدیث بھی مقبول نہ کی جائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو فقط ایمان دریافت کر لیتے تھے اور جتنے شروط ہین اون سے تعرض نہین کرتے تھے اب لوگون نے اسمین ایسی شدت کی کہ انقطاع اور ارسال وغیرہ ادنے ادنے باتون سے حدیث صحیح کو چھوڑ دیتے ہین **حاصل تقریر** یہ ہی کہ جو حنفیہ کہتے ہین اوسکا تو معترض صاحب نے جواب بالکل اوڑا دیا دوسری بات جواب مین بطور خیالی نباشد کے اپنی طرف سے بیان کر دی حال آنکہ اسناد ضروریات دین سے نہین ہی ورنہ یہ اعتراض خاص حنفیہ پر نہین بلکہ سب پر لازم آتا ہی پس معترض صاحب نے جواب مین سب محدثین پر بھی ہاتھ صاف کیا اور ملا علی قاری کیطرف اس قول کی نسبت ہرگز نہین ہی اونھون نے اپنا قول نہین کہا بلکہ امام شافعی کے اقوال اونھون نے نقل کیے ہین اوسمین ایک بھی اونکا قول نقل کیا ہی چنانچہ شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین وَقَالَ اَیْضًا کُلُّ الْعُلُوْمِ سِوَی الْقُرْاٰنِ مُشْغِلَۃٌ اِلَّا الْحَدِیْثَ وَاِلَّا الْفِقْہَ فِی الدِّیْنِ اَلْعِلْمُ مَا کَانَ فِیْہِ قَالَ

حَدَّثَنَا وَمَا سِوَىٰ ذٰلِكَ وَسْوَاسُ الشَّيَاطِيْنِ یعنی اور یہ بھی امام شافعی نے کہا ہی کہ کل علوم سوائے قرآن کے شغل دنیا مین ڈالنے والے ہین مگر حدیث اور فقہ دین کی علم وہ ہی جسمین قَالَ حَدَّثَنَا ہو اور ماسوا اسکے وسواس شیطانون کا ہی انتہی پس معترض صاحب نے نصف عبارت نقل کی جس سے دھوکا ہوتا ہی کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی حالانکہ وہ فقط ناقل ہین اونکا یہ مسلک ہو نا کسی کی عبارت کے نقل کرنے سے نہین سمجھا جاتا معترض صاحب حنفیہ کیطرف مغالطون کو منسوب کرتے ہین اور خود مغالطے دیتے ہین پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فقہ دین سے خارج نہین بلکہ دین مین داخل ہی اسکے بعد جو امام شافعی نے یہ کلام بیان کیا کہ جس علم مین حَدَّثَنَا ہی وہ تو علم ہی باقی وسواس شیطانی ظاہر ہی کہ مراد اس سے لفظ حَدَّثَنَا نہین ورنہ کوئی محدث اس سے بری نہو گا خود امام شافعی کی بعض کتابین حَدَّثَنَا سے خالی ہین علاوہ اسکے اونھون نے فقہ کو پہلے ہی مستثنی کر دیا ہی پس مراد امام شافعی کی یہی کہ جو علم حدیث سے خالی ہو اور مخالف حدیث ہو وہ داخل وسواس شیطانی ہی اور جو موافق قرآن اور حدیث کے ہی وہ منجملہ دین کے ہی گو اوسمین لفظ حَدَّثَنَا نہ لکھا ہو اور اسناد سے خالی ہو اور اگر فرض کیا جاوے کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی تو کہا جاویگا کہ خود اونکی بہت کتابون مین اسناد نہین پس اس سے مراد اونکی یہ ہو گی کہ حدیث سے وہ علم تعلق رکھتا ہو کوئی حنفی حدیث کو یا اوسکے راویون کو ہرگز برا نہین جانتا بلکہ حنفیہ رُوات حدیث کو مانتے ہین اور اونکو متقی اور بزرگ جانتے ہین مگر معصوم نہین سمجھتے برخلاف فرقۂ ظاہریہ کے کہ اونکے نزدیک حدیث کا راوی کل رواۃ قرآن سے بھی بڑھکر ہی اگر ایک راوی کوئی حدیث بلفظ حَدَّثَنَا بیان کر دے تو پھر اوسکے مقابلے مین آیت قرآن کی بھی نہین مانتے ہین اور حجت کیا معقول پیش کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قرآن نہین سمجھتے تھے پس معلوم ہوا کہ اونھون نے راوی کو معصوم سمجھا اور مثال اوسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ ایک حدیث متواتر ہو جسکو ہر قرن مین جمہور روایت کرتے چلے آئے ہون اور ایک حدیث آحاد ہو جسکے ایک دو راوی مخالف روایت جمہور کے پائے جائین پس ظاہر ہی کہ حدیث آحاد بمقابلہ حدیث متواتر کے ترک کی جاوے گی اور اوسوقت یون نہ کہا جائیگا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کیا متواتر

کے معنی نہین جانتے تھے جو حدیث آحاد فرمائی اسیطرح آیت قرآنی کو سمجھنا چاہیے حاصل
تقریر یہ ہی کہ اسناد مین فرقۂ ظاہریہ نے اس درجے کا غلو پیدا کیا ہی کہ باقی طریقے یقین کے بالکل چھوڑ دیے
پس متقدمین نے تو اسناد کو مصلحۃً واسطے مخالفین اہل سنت وجماعت کے نکالا تھا اوسکے
بدعت حسنہ ہونیمین کلام نہین مگر حضرات ظاہریہ نے بوجہ تعصب کے اسمین ایسا اہتمام کیا کہ اہل سنت
وجماعت ہی پر ہاتھ صاف کرنے لگے کہ حدیث بخاری او مسلم کے مقابلے مین اگر دوسری حدیث
صحیح بھی ہو تو بھی اوسپر عمل کرنے کو خلاف اتباع سنت کے جانتے ہین غرض کہ اونکے نزدیک
مدار اسلام کا اسناد پر ہی جو اسناد کی ذرا بھی رعایت نکریگا اپنے زعم فاسد مین اوسکے واسطے
نعوذ باللہ ابد الآباد جہنم سمجھتے ہین حالانکہ ایسی اسناد کے بدعت سیئہ ہونے مین کچھ کلام نہین
اور بخاری او مسلم مین ہی عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد یعنی عائشہ رض سے روایت
ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہمارے اس دین مین نئی بات نکالے
کہ وہ اوسمین سے نہو پس وہ مردود ہی انتہی اور امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عرباض
ابن ساریہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نئی بات سے بچو کیونکہ کل
حادث امور بدعت ہوتے ہین اور ہر بدعت گمراہی ہی انتہی مختصراً اور طائفہ منصورہ کو صرف اہل حدیث
ٹھیرانا بعض کا قول ہی ہمپر حجت نہین ہو سکتا اور اگر تسلیم کیا جائے تو اہل حدیث مین چارون
امام بدرجۂ اولے داخل ہین کیونکہ اہل حدیث محض ناقلین کو نہین کہتے ہین بلکہ اصلی اہل حدیث وہ
لوگ ہین جو حدیث کی غرض اور مراد بھی سمجھتے ہون محض روایت سے کام نہین چلتا پس چارون امام
خصوصا امام اعظم حقیقی محدث ہین باقی محدثین کو اسدرجے کی فقاہت حدیث حاصل نہین کیونکہ امام
شافعی اور امام احمد اور ابو داؤد ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی سے روایت ہی
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبداً سمع مقالتی فحفظہا
ووعاہا واداہا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ہو افقہ منہ

مِنۡهُ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تر و تازہ کرے اللہ اوس بندے کو کہ میرے کلام کو سنکر یاد رکھے اور نہ بھولے اور پہونچا دے اوسکو اس لیے کہ اکثر اوٹھانیوالے حدیث کے فہیم نہیں ہوتے اور اکثر حامل اوسکے ہین کہ پہونچا دیتے ہین طرف اوس شخص کے کہ وہ زیادہ سمجھدار اون سے ہوتا ہے انتہی اور بخاری اور مسلم مین ہے عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ یعنی معاویہ سے روایت ہے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جسکو اللہ تعالے خیر دینے کا ارادہ کرتا ہے اوسکو دین مین فقیہ کر دیتا ہے اور مین تو تقسیم کرنیوالا ہون اور اللہ عطا کرتا ہے انتہی پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ حدیث کی روایت اور شی ہے اور سمجھ اوسکی اور ہے پس اگر محض ظاہر الفاظ پر دین کی بنا ہوتی تو پھر فقاہت کے کوئی معنی نہ تھے کیونکہ ظاہر الفاظ تو تمام عرب سمجھتے تھے اخفا کو بمعنی جہر اور جہر کو بمعنی اخفا نہین لیتے تھے پس معلوم ہوا کہ غرض نبوی اور حکمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے کنہ کو پہونچنا ہے فقط معنی ظاہر جسکو ہر شخص عربی دان سمجھ سکتا ہے نہین بلکہ جتنا زیادہ سمجھدار ہوگا اوتنا ہی زیادہ مقصود شارع کو سمجھے گا چنانچہ قرآن شریف مین ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ یعنی احسان کیا ہے اللہ نے مسلمانوں پر جبکہ بھیجا اونمین ایک رسول اون مین سے کہ پڑھتا ہے اونپر آیتین اوسکی اور تزکیہ کرتا ہے اونکا اور تعلیم کرتا ہے اونکو کتاب اور حکمت کی انتہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ فقط دار و مدار دین کا ظاہر الفاظ پر نہین کیونکہ اللہ تعالے نے یہان چار درجے بیان کیے ہین پہلا مرتبہ تلاوت قرآن کا جس سے ظاہر الفاظ کے معنی صحابہ سمجھ جاتے تھے پھر اوس سے ترقی کر کے دوسرا درجہ تزکیۂ نفس کا بیان فرمایا پھر اسکے بعد تیسرا درجہ تعلیم قرآن کا کہ ان دونوں مرتبوں سے بڑھکر ہے ارشاد کیا پھر اوسکے بعد چوتھا درجہ حکمت کی تعلیم کا ارشاد ہوا پس معلوم ہوا کہ علاوہ ظاہر الفاظ کے اور مدارج بھی ہین مگر حضرات ظاہریہ اونسے بوجہ لعن و طعن و سب و شتم ائمہ دین کے محروم ہین لیکن

انکار کرنا اونکا نص قطعی کا انکار ہی غرض حدیث اور قرآن دونون سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ فقہا محدثین
رواۃ ظاہریہ سے افضل ہین اور زیادہ ضرورت دین مین فہم کی ہی جن لوگونکو فہم حدیث نہین
محض راوی ہین اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ وہ حدیث پونہچاوین اور نقل کر دین کہ
سمجھنے والے آپ سمجھ لین گے اس لیے حنفیہ چارون امامون سے بڑھکر کسیکو فہم حدیث
مین نہین جانتے امام بخاری اور امام مسلم کے محدث او متقی اور بزرگ ہونے کے نہایت معتقد
ہین مگر ائمہ اربعہ پر فقاہت حدیث مین ترجیح نہین دیتے ہین حدیث تو سبکی لیتے ہین مگر اون
محققین کے اقوال دیکھکر تطبیق کر دیتے ہین ظاہریہ کے قول کو حجت نہین گردانتے کیونکہ اس
فرقے نے فرط اعتقاد سے امام بخاری کو کل ایمہ پر ترجیح دی ہی اور ایسا اعتقاد بھی اچھا نہین
ہوتا کہ جس سے انکار قرآنی لازم آجاوے بلکہ اگر غور سے بخاری شریف کو دیکھا جاے تو خوب
واضح ہو جائے کہ اجتہادات امام بخاری کے حدیث سے بظاہر برخلاف ہین جیساکہ یہ امر ترجمۃ
الباب آمین بالجہر وغیرہ سے پیدا ہی علما نے کسقدر اوسکی تطبیق مین تکلف اور تاویلات کیے ہین البتہ امام
بخاری کی روایت اکثر اول درجے کی ہم سمجھتے ہین مگر ظاہر الفاظ جس سے تناقض حدیث اور آیت
قرآنی پیدا ہو جائے اونکی حنفیہ کے نزدیک تاویل معقول موجود ہی اگرچہ ظاہریہ اوسکو پسند نہین
کرتے او اپنے تخیلات محضہ مین خلاف حدیث جانتے ہین او فقط ظاہر الفاظ بخاری او مسلم پر
اکتفا کرکے دوسری صحیح صحیح حدیثون او آیتون او جمہور صحابہ کے اقوال کا انکار کر دیتے ہین پس حنفیہ
درایت حدیث مین امام بخاری اور امام مسلم کو چارون امامون پر ترجیح نہین دیتے اگر اسکا
نام حقارت ہی تو تابعین کو صحابہ پر اور تبع تابعین کو تابعین پر او صحابہ کو انبیا پر اور عالم کو
اعلم پر ترجیح نہ دینا بھی حقارت ہو جائے گا اسیطرح خلفاے اربعہ پر اور صحابہ کو ترجیح نہین
اسکا نام تحقیر سمجھنا وضع الشیٔ فی غیر محلہ ہی جیسے امامیہ نے حضرت علی رض او امام حسین رض کی فضیلت
مین اسدرجہ کا غلو کیا ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق رض او تمام صحابہ کو اونسے افضل نہین جانتے
اور اہل سنت وجماعت کا انکار فقط اونکے افضل ہونے پر ہی فی نفسہ اونکی فضیلت کے منکر

نہین پس حنفی بھی امام بخاری اور امام مسلم کو امام صاحب پر ترجیح نہین دیتے اسمین وہ حق
پر ہین البتہ اونکی فضیلت اور تقوی اور حدیث کا انکار محض جہالت ہی اسمین کوئی حنفی کیا
شافعی ہم اسکو ہرگز پسند نہین کرتے بلکہ گناہ سمجھتے ہین اور نہ کوئی حنفیہ سے اسکا قائل ہی حاصل
کلام یہ ہی کہ طائفہ منصورہ کی تفسیر مین اختلاف ہی چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین وَ
اَمَّا هٰذِهِ الطَّائِفَةُ فَقَالَ الْبُخَارِيُّ هُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنْ لَمْ
يَكُوْنُوْا اَهْلَ الْحَدِيْثِ فَلَا اَدْرِيْ مَنْ هُمْ قَالَ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ اِنَّمَا اَرَادَ اَحْمَدُ اَهْلَ
السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنْ يَعْتَقِدُ مَذْهَبَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ قُلْتُ وَيَحْتَمِلُ اَنَّ هٰذِهِ الطَّائِفَةَ
مُفَرَّقَةٌ بَيْنَ اَنْوَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُمْ شُجْعَانٌ مُقَاتِلُوْنَ وَمِنْهُمْ فُقَهَاءُ وَمِنْهُمْ مُحَدِّثُوْنَ
وَمِنْهُمْ زُهَّادٌ وَاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَمِنْهُمْ اَهْلُ اَنْوَاعٍ اُخْرٰى
مِنَ الْخَيْرِ وَلَا يَلْزَمُ اَنْ يَكُوْنُوْا مُجْتَمِعِيْنَ بَلْ قَدْ يَكُوْنُوْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ فِيْ اَقْطَارِ
الْاَرْضِ یعنی یہ طائفہ منصورہ پس کہا امام بخاری نے وہ اہل علم ہین اور کہا امام احمد نے
اگر اہل حدیث نہوتے پس نہین جانتا ہون کونسے ہوتے وہ کہا قاضی عیاض نے ارادہ کیا احمد نے
اہل سنت وجماعت کا اور جو اونکے مذہب کا معتقد ہی مین کہتا ہون اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ
گروہ انواع مسلمین مین متفرق ہو بعضے اونمین کے بہادر لڑنیوالے اور بعضے اونکے فقہا
اور بعضے محدث اور بعضے زاہد اور حکم کرنیوالے بھلائی کے اور منع کرنیوالے برائی سے اور اونمین سے اور اقسام
کے خیر والے بھی ہین اور یہ لازم نہین کہ وہ مجتمع ہون بلکہ کبھی اطراف زمین مین متفرق ہوتے ہین
انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب نے فقط ایک صورت کو کہ اس سے بھی مراد بقول
قاضی عیاض کے اہل سنت وجماعت ہین لے لیا اور باقی صورتین ترک کردین امام بخاری
خود کہتے ہین کہ مراد طائفہ منصورہ سے اہل علم ہین اور امام نووی نے تمام فرقے اوسمین داخل کیے ہین
معترض صاحب نے عوام کے مغالطے دینے کو محدثین ہی پر حصر کردیا کیونکہ عوام بیچارے کیا جانتے
ظاہر ہے نے اونکے ذہن نشین کردیا ہی کہ اہل حدیث فقط امام بخاری اور مسلم وغیرہ ہین

اور امام صاحب تو اہل حدیث سے نہ تھے اسی لیے شرح مسلم کا ایک جملہ لکھدیا اور امام بخاری کا قول چونکہ مخالف اونکے تھا چھوڑ دیا اس لیے کہ اوس سے عوام حنفیہ ہی پر حصر سمجھتے غرض مغالطے دینا معترض صاحب کا شیوہ ہی حنفیہ اس سے بری ہین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ خصوصًا حنفیہ حدیث پر عمل کرنے والون کو یہ دیتے ہین کہ مسائل دینیہ مین قیاس کرنا شرع ہی اور دلیل اسکی یہ حدیث پیش کرتے ہین جو کہ ابوداؤد اور ترمذی اور دارمی مین روایت ہی معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا معاذ کو طرف یمن کے (یعنی قاضی یا حاکم کر کر) فرمایا (یعنی امتحان کے لیے) کسطرح حکم کریگا تو جسوقت کہ پیش آویگا واسطے تیرے کوئی قضیہ کہا حکم کرون گا مین بموجب کتاب اللہ کے فرمایا اگر نہ پاوے تو (یعنی صراحۃً کتاب اللہ مین) کہا پس حکم کرونگا مین بموجب سنت رسول خدا کے فرمایا اگر نہ پاوے تو بیچ سنت رسول اللہ کے کہا اجتہاد کرون گا مین اپنی عقل سے اور نہ قصور کرونگا مین کہا معاذ نے یا روایت کرنے والے نے معاذ سے پس مارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوپر سینے کے **اقول** جواب اسکا تین طرح پر ہی اول حنفیہ اثبات قیاس مین فقط یہی حدیث نہین لاتے ہین بلکہ اسمین صحیح صحیح حدیثین صحیحین کی بھی موجود ہین مگر ظاہریہ قیاس کا مطلقًا انکار کرتے ہین حالانکہ احادیث مثبت قیاس فی المعنی حد تواتر کو پہنچی ہین ظاہریہ محض قیاس سے انکار قیاس کرتے ہین بخاری اور مسلم مین روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ وَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ یعنی عبد اللہ بن عمرو اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہا دونون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت حکم کرے حاکم پس اجتہاد کرے اور صواب کو پہنچ جاوے تو اوسکے لیے دو اجر ہین اور جسوقت حکم کرے پس اجتہاد کرے اور خطا کرے تو اوسکے واسطے ایک اجر ہی انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجتہد کو درصورت صواب دو اجر ہین ایک اجر اجتہاد کا اور ایک صواب کا اور اگر

ثبوت قیاس

حدیث صحیح متفق علیہ

مجتہد کو استنباط مسائل مین خطا واقع ہوگی تو ایک اجر فقط اجتہاد کا اوسکو ملے گا اور ظاہر ہی کہ اجتہاد
قیاس کو شامل ہی پس ثبوت قیاس کا صحیح حدیث بخاری و مسلم سے ہوگیا اور دوسری حدیث
سنیے بخاری اور مسلم مین روایت ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَی رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّہَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْہَا دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَیْنَ اللّٰہِ فَہُوَ
اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ یعنی ابن عباس سے روایت ہی کہا اونھون نے ایک شخص رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا پس عرض کیا کہ ہمشیرہ میری نے حج کی نذر مانی تھی
اور وہ مرگئی ہی پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر اوسپر قرض ہوتا کیا تو ادا کرتا
کہا ہان فرمایا پس ادا کر دین خدا کا کہ وہ زیادہ مستحق ادا کا ہی انتہی اس حدیث سے بھی معلوم
ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو بطور قیاس کے سمجھایا کہ جب بندے کا قرض
ادا کیا جائے تو اللہ کا ادا قرض بدرجۂ اولے چاہیے اور عمر رضہ نے ابو موسے اشعری کو جو خط لکھا
ہی اوس سے بھی قیاس کرنے کا ثبوت ہوتا ہی چنانچہ دارقطنی اور بیہقی مین روایت ہی اَلْفَہْمَ
اَلْفَہْمَ فِیْمَا یَتَخَلَّجُ فِیْ صَدْرِکَ مِمَّا لَمْ یَبْلُغْکَ فِی الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ اِعْرِفِ
الْاَشْبَاہَ وَالْاَمْثَالَ ثُمَّ قِسِ الْاُمُوْرَ عِنْدَ ذٰلِکَ فَاعْمِدْ اِلٰی اَحَبِّہَا اِلَی اللّٰہِ وَ
اَشْبَہِہَا بِالْحَقِّ فِیْمَا تَرٰی اَلْحَدِیْثَ یعنی سمجھ سمجھکر چلنا اوس کی خلجان کرے قلب تمھارے مین
اوس شی سے کہ نہین پونہچی تمکو کتاب اللہ اور حدیث مین پہچانو اشباہ اور امثال کو پھر
اوسوقت قیاس کرو امور کا پس قصد کرو طرف محبوب تر کے نزدیک خدا کے اور مشابہ تر
اوسکے ساتھہ حق کے اوس چیز مین کہ رائے لگاؤ انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ
قیاس کرنا امر دین مین مشروع ہی اور علامۂ تفتازانی نے تلویح مین لکھا ہی کہ عمل صحابہ سے
دو وجہین قیاس کے حجت ہونے پر پائی جاتی ہین ایک تو صحابہ سے قیاس پر عمل کرنا ثابت
ہونا بطریق تواتر ثابت ہی اگرچہ تفصیل اوسکی آحاد کو پہونچتی ہی اور عادت حکم کرتی ہی کہ ایسا امر

ہوتا اگرچہ کہ دلیل یقینی قیاس کے حجت ہونے پر پائی جائے گو تعیین اوسکی ہمکو معلوم نہو اور
دوسری وجہ صحابہ کا قیاس پر عمل کرنا اور مباحثہ کرنا تصحیح بعض مین بعض پر شایع ہو گیا ہی بغیر انکار
کے اور یہ اتفاق اور اجماع ہی قیاس کے حجت ہونے پر اور وہ جو مذمت راے کی عثمانؓ اور علیؓ
اور ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہی وہ بعض صورتون مین بوجہ مخالفت نص کے یا بوجہ نہونے
شرائط قیاس کے ہی اور شائع ہونا قیاسات کثیرہ کا بلا انکار کے امر یقینی ہی انتہے اور جامع العلم مین
ابن عبد البر نے لکھا ہی لَا خِلَافَ بَیْنَ فُقَهَاءِ الْاَمْصَارِ وَسَائِرِ اَهْلِ السُّنَّةِ فِی نَفْیِ
الْقِیَاسِ فِی التَّوْحِیْدِ وَاِثْبَاتِهٖ فِی الْاَحْکَامِ اِلَّا دَاوٗدَ فَاِنَّهٗ نَفَاهُ فِیْهِمَا جَمِیْعًا
یعنی نہین اختلاف ہی درمیان فقہاے بلاد اور تمام اہل سنت کے نفی کرنے قیاس کے توحید
مین اور ثابت کرنے قیاس کے احکام مین مگر داؤد ظاہری کہ اونھون نے دونو مین قیاس کی
نفی کی ہی انتہے اور ابو داؤد مین روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعِلْمُ ثَلٰثَةٌ اٰیَةٌ مُحْکَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِیْضَةٌ
عَادِلَةٌ وَمَا سِوٰی ذٰلِکَ فَهُوَ فَضْلٌ یعنی عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہی کہا اونھون
نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین ایک آیت محکم دوسرے حدیث صحیح تیسرے
احکام اجتہادی کہ مانند قرآن و حدیث کے ہین وجوب عمل مین اور ماسوا انکے فضول ہی انتہے
اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ مسائل قیاسیہ جو قرآن اور حدیث سے مستنبط ہون اونھین کے
حکم مین ہین اور علامہ حسن چلپی حاشیہ تلویح مین لکھتے ہین کہ صحابہ نے بعد اختلاف کے قتال
مانعین زکوٰۃ مین حضرت ابو بکرؓ کی راے کی طرف رجوع کیا اور ابو بکر صدیقؓ نے اول نانی
کو ورثہ دلایا تھا اور دادی کو محروم رکھا تھا پھر دونون کے ورثہ مین شریک کرنے پر بوجہ کہنے
بعض انصار کے رجوع کیا اور عمرؓ نے اوس عورت کو جو مرض الموت مین تین طلاقین دی گئی ہو
اپنی راے سے وارث کیا اور ایک شخص کے قصاص مین ایک جماعت کے قتل کرنے مین شک
کیا پھر علیؓ کے قول کیطرف بوجہ قیاس کرنے اونکے کے اوپر شریک ہونے جماعت کے سرقے مین

رجوع کیا اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعمیہ سے جب کہ اسنے اپنے باپ کیطرف سے حج
کرنے کا سوال کیا فرمایا اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا اور تو اوسکو ادا کرتی کیا تیری طرف سے
مقبول نہ ہوتا کہا اوسنے ہاں فرمایا خدا کا دین زیادہ استحقاق رکھتا ہے اسیطرح فرمانا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا عمر رض سے جبکہ اونھون نے بوسہ صائم کا سوال کیا بتلاؤ تو اگر تم پانی سے کُلی
کرکے پھر ڈالدو کیا تمکو اوس سے کچھ نقصان ہوگا کہا نہین انتہے پس ان احادیث سے معلوم ہوا کہ
قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط امر مشروع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمہور صحابہ سے
ثابت ہے البتہ وہ قیاس درست نہین جسکا ماخذ قرآن اور حدیث نہو بلکہ محض اپنی رائے ہی کو
دخل دیا ہو اس قیاس کی بیشک مذمت آئی ہے جتنی روایتین رائے کی برائی مین وارد ہین
وہ یہی قیاس اور رائے ہے جسکا ماخذ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ نہو ورنہ صریح آیات و
احادیث صحیحہ کا انکار لازم آجائے گا اور ائمہ اربعہ قیاس مذموم سے بالکل بری ہین البتہ اہل
ظاہری بالکل قیاس کی نفی کرتے ہین سو اونکے خلاف سے بالاتفاق خرق اجماع نہین ہوتا ورنہ
کوئی مسئلہ اجماعی نہوگا الا ماشاء اللہ اور بخاری کی حدیث کا معارضہ ہرگز نہین ہوسکتا کیونکہ
اس حدیث سے بھی قیاس ثابت ہوتا ہے باوجودیکہ اونکے سردار نے ظاہر الفاظ پر عمل کیا اور فرض
اطاعت سے حجت لائے مگر صحابہ نے اوسپر قیاس کیا کہ ہم تو آگ سے بچنے کے واسطے ایمان لائے
اور یہ آگ مین ہمکو ڈالتے ہین یہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امر اطاعت سے ہرگز نہوگی اسیوجہ سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی اطاعت نکرنے کو پسند کیا ورنہ اور کوئی آیت یا حدیث اونکے
پاس بجز اس قیاس کے آگ سے بچنے کے لیے نہ تھی ورنہ بیان کرتے اور ترمذی نے امام وکیع کی جو
روایت لکھی ہے وہ تبع تابعین کا قول ہے کسی پر حجت نہین ہوسکتا علاوہ اسکے وکیع کو امام صاحب
کے مسئلے کی حقیقت معلوم نہ تھی ورنہ ایسا نہ کہتے امام صاحب اصل اشعار کو ہرگز مکروہ نہین جانتے
تھے بلکہ اپنے اہل زمانہ کا اشعار کہ بہت مبالغے سے کرتے تھے کہ چوپایہ کے تلف ہوجانے کا خوف
ہوتا تھا مکروہ جانتے ہین چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ اسبت وکیع کے جواب مین مذکور ہے اور حدیث

داڑھی کی جس مین قیاس کی مذمت ہی وہ مطلق قیاس نہین جیسا کہ ظاہر ہے کا مذہب ہی ورنہ احادیث
مین تناقض ہو جاوے گا اور تواتر کا انکار لازم آوے گا اور صاحب دراسات نے جو لوائح کی
عبارت نقل کی وہ بلا سند ہے کوئی حجت اوسپر نہین علاوہ اسکے ابو حنیفہ کئی شخصون کی اوس زمانے
مین کنیت تھی امام صاحب کی طرف نسبت کرنا محض بے اصل اور موضوع قصہ ہی یہ شیعہ کا امام صاحب
پر اعتراض ہی چنانچہ نواب الاجاہ امیر بھوپال نے کشف الالتباس مین جواب اسکا لکھا ہی بعینہ نقل کیا
جاتا ہی یہ حکایت محمد بن نعمان ملقب بہ شیطان الطاق کی ہی نہ نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کی
کیونکہ یہ لوگ بسبب نے علمی کے عبارت ایمہ کو نہ سمجھتے تھے پس ترتیب کرنا قیاس شرعی کا انسے
ممکن نہ تھا اسلیے ایمہ نے انکو قیاس سے منع فرمایا اور ابو حنیفہ رض وغیرہ کو بملاحظہ کثرت علم و
قوت اجتہاد اجازت قیاس کی دی چنانچہ کتب حنفیہ اور رسائل فضایل اہلبیت مین جابجا
صادق علیہ السلام کی ابو حنیفہ کو واسطے قیاس کے مصرح ہی انتہی اور تفسیر کبیر کی عبارت معترض
صاحب واسطے مغالطہ دہی کے اول چھوڑ گئے ہین وہ یہ ہی وَلَمَّا دَلَّتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ عَلٰی
اَنَّ التَّکَبُّرَ عَلَی اللّٰهِ یُوجِبُ الْعِقَابَ الشَّدِیْدَ وَالْاِخْرَاجَ مِنْ زُمْرَةِ الْاَوْلِیَاءِ وَالْاِدْخَالَ فِیْ زُمْرَةِ الْمَلْعُونِیْنَ
ثَبَتَ اَنَّ تَخْصِیْصَ النَّصِّ بِالْقِیَاسِ لَا یَجُوْزُ وَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ مِمَّا نَقَلَهُ الْوَاحِدِیُّ
فِی الْبَسِیْطِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض یعنی جبکہ اس آیت نے دلالت کی اسپر کہ تکبر کرنا اسپر واجب
کرتا ہی عذاب سخت کو اور خارج کرنے کو زمرہ اولیا سے اور داخل کرنے کو جماعت ملعونین مین تو
ثابث ہوگیا یہ امر کہ خاص کرنا نص قرآنی کا قیاس سے نہین جائز ہے اور یہی مراد اوس
حدیث سے ہی جسکو واحدی نے بسیط مین ابن عباس سے نقل کیا ہی انتہی علاوہ اسکے اس قول
ابن عباس سے مطلق قیاس کی نفی ہرگز نہین بلکہ وہی قیاس ہے جسکی سند کلام شارع سے ماخوذ
نہوتی ہو ورنہ سب قیاسی عمل صحابہ کا درہم برہم ہو جائے گا بلکہ خود ابن عباس رض نے
جسوقت ابو ہریرہ رض نے تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ کی حدیث بیان کی اونکو بطور
قیاس کے جواب دیا تھا اگر مطلق قیاس ابن عباس رض کے نزدیک جائز نہوتا تو خود قیاس نکرتے

باقی رہا قول مدارک اور دراسات کا حال انکا اونھون نے اسمین اجماع بیان کر دیا پھر بھی معترض صاحب مغالطے سے باز نہ آئے نص کے ہوتے ہوے تو کسی امام کے نزدیک قیاس درست نہین ہاتو ابرہانکو ان کنتم صادقین اس کا کون قائل ہی جو معترض صاحب نے ناحق ورق سیاہ کیے حاصل کلام یہ ہی کہ قیاس ائمہ کے مشروعیت مین کچھ کلام نہین کیون کہ قیاس خدا و رسول کے احکام مخفی کو ظاہر کر دیتا ہی نیا حکم قیاس سے بر آمد نہین ہوتا چونکہ فرقہ ظاہریہ مقلد امام داؤد ہین اس لیے وہ اسکا انکار کرتے ہین اور صحیح صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ کی حدیثون مین تاویلات رکیکہ اور تسویلات واہیہ کرتے ہین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث کے جو جو مسلے حدیث کی کتابون مین موجود ہین انپر تو حدیث پر چلنے والے عمل کر ہی لین گے لیکن جو جو مسلے کہ حدیث سے ثابت نہین ہین اونکے لیے کیا کرین گے آخر کار فقہ کی کتابون پر ہی چلین گے اور کسی نہ کسی امام ہی کے مقلد بنین گے جواب اسکا یہ ہی کہ اگر کوئی شخص غور سے از راہ تحقیق قرآن اور حدیث کی طرف نظر کرے اور دیکھے تو ہر ایک مسلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہو سکتا ہی کسی مسلے کے لیے بھی کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہین الخ **اقول** معترض صاحب نے اس جگہ کمال بے انصافی سے گفتگو شروع کی ہی اور حنفیہ کے کلام سے اسکو کچھ تعلق نہین حنفیہ کچھ کہتے ہین اور معترض صاحب کچھ ارشاد کرتے ہین قولہ اگر کوئی شخص غور سے دیکھے تو ہر ایک مسلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہو سکتا ہی کسی مسلے کے لیے بھی کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہین اقول یہ کلام بالکل مہمل اور بے معنی ہی معترض صاحب نے مطلق انصاف نہین کیا ذرا معترض صاحب نے چند مسائل فرعی کو قرآن اور حدیث سے استنباط کر کے دکھلا دیا ہوتا زبان سے کہہ دینا بہت آسان ہی مگر استنباط مسائل ہر ایک کا کام نہین اگر ہر شخص مسائل فرعی معلوم کر لیتا تو پھر مجتہد کا ہونا مع اوسکے شروط کے جو آج کل بالکل مفقود ہین محض بیکار تھا باقی نفس معنی قرآن اور حدیث کے سمجھنے سے استنباط مسائل کیونکر ہو سکتا ہی اور اگر ہو گا تو بجہالت خبیث ہوگا اتفاقیہ

شاید مطابق نکلے مجتہد سے اگر چار خطائین ہون گی تو غیر مجتہد علماء سے پچاس خطائین سرزد
ہون گی پھر مجتہدون نے کیا زہر ملادیا ہی جو اونکے اقوال چھوڑ کر معترض صاحب بھی اجتہاد
کرنے لگے یہ قول اونکا محض تعصب اور دھینگا دھانگی ہی غیر مجتہد کو مسائل فقہیہ مین جو مستنبط قرآن
اور حدیث سے ہین تقلید مجتہدین سے چارہ نہین اور غیر مجتہد کو استنباط کا دعوا محض نازیبا او
سراسر جہالت ہی کوئی حاکم شریعت نہین رہا جو ایسی جہالت کی باتون سے تعرض کرتا ع آدمیان گم
شدہ ملک خدا خر گرفت **قال** لیکن جس کسیکو بسبب کم علمی کے یا قصور فہم یا قلت تدبر کے کوئی
مسئلہ معلوم نہو سکے تو کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ سے پوچھکر عمل کرے ایسے محل مین بسبب ناچاری کے
کسی کی تقلید کرنی جائز ہی **اقول** اس کلام سے معلوم ہوا کہ ناچاری مین تقلید درست
ہی مقلدین بھی بدون ناچاری کے تقلید نہین کرتے اور مجتہد کے واسطے تقلید کو بہتر نہین سمجھتے
کیونکہ جسکو خود ملکۂ استنباط حاصل ہی اوسکو کسی کا تابع ہونا عقلاً اور نقلاً مستبعد ہی حنفیہ یہ
نہین کہتے ہین کہ جمیع اصول و فروع مین سب پر تقلید ضروری ہی بلکہ یہ کہتے ہین کہ مسائل اجتہادیہ
مین غیر مجتہد کو تقلید مجتہد کی کرنی چاہیے **قال** لیکن اوس تقلیدی مسئلے کی تحقیق کی فکر
مین رہے اور کوشش کرے الخ **اقول** یہ کلام بالکل خلاف واقع ہی کیونکہ گفتگو تو کم علم
اور کم فہم مین ہی اوسکو کیونکر تحقیق ہو سکتا ہی کہ یہ مسئلہ خلاف قرآن اور حدیث کے ہی اس لیے
کہ مولوی اپنے مذہب کے موافق اوسکی تحقیق بتلاوے گا جب خود علما بلکہ مجتہدین کو اوسکی
تحقیق نہین ہوئی تو ہر ایک اپنے اجتہاد کے موافق دوسرے کے مخالف کہے گا تو یہ بیچارہ عامی
کیونکر اوس مسئلہ کو محقق سمجھ لیگا اور محض اپنی رائے فاسد سے اوس کو درست جاننا
اسکا کچھ اعتبار نہین کیونکہ جب دوسرے مذہب کے دلایل تو یہ سنے گا وہ تحقیق جاتی رہے گی
پھر وہ کیونکر باوجود کم علمی کے ایکو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہی جب بڑے بڑے علما کی
ہی سمجھ مین اختلاف اور تناقض ہو گیا تو عامی کس شمار مین رہا غرض عامی کے مسئلے کا
نام تحقیق رکھنا خلاف تحقیق ہی مثلاً ربا مین حدیث جو وارد ہی اوسمین چھ چیزین مذکور ہین مگر

تمام علما اور جمہور امت کا اسپر اتفاق ہی کہ اسکے حرام ہونے کی کوئی علت ہی چنانچہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد ان چارون اماموں نے اوسکی علتین جدا جدا بیان کی ہین کہ ہر ایک کی علت سے معلوم ہوتا ہی کہ سوا ان چھہ چیزون کے اورون مین بھی حکم ربا جاری ہی مگر داؤد ظاہری کوئی علت نہین نکالتے اور انھین چھہ اشیا مین ربا کو منحصر جانتے ہین اسواسطے کہ وہ قیاس کو نہین مانتے ہین حالانکہ یہ مذہب مخالف جمہور اہل سنت ہی اگرچہ فرقہ ظاہریہ کیواسطے یہ قول حجت ہے مگر مخالفت جمہور سے مردود سمجھا گیا پس چارون مذہب کے مقلد اپنے اپنے امام کے قول کے موافق سند پکڑینگے پھر اگر کسی کے نزدیک بوجہ اختلاف اس علت کے ایک شئی مین ربا ہوگی تو دوسرے کے نزدیک اوسمین ربا نہوگی پس ایک شخص عامی جو علم مین بھی کم اور فہم مین بھی ناقص ہو اوسکو ایسے مسائل مین کیونکر تحقیق ہو سکتی ہی بجز اسکے کہ وہ اپنے زعم فاسد مین تحقیق سمجھ لے اور فی الواقع تحقیق نہو پس حیف صد حیف کہ محققین اکابر دین تو مسائل فروعیہ کی تحقیق مین تمام عمر گفتگو کرتے کرتے انتقال کر گئے اور آجتک صدہا قرن سے کوئی بات محقق اور منقح نہین ہوئی اب یہ بیچارے کم علم جو اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ مین داخل ہین کیا تحقیق کرینگے واہ واہ انصاف اسی کا نام ہی اسیوجہ سے جب عامی کی تحقیق کا مطلق اعتبار نہین ہوا تو اوسکو بجز تقلید کے کوئی چارہ نہ ٹھیرا اور ساری تفتیش اور کوشش اوسکی تکلیف مالایطاق مین داخل ہوگئی جسکے واسطے جناب باری فرماتا ہی لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنی نہین تکلیف دیتا ہی اللہ کسی نفس کو مگر موافق وسعت اوسکی کے انتہی البتہ جن لوگون کو درجۂ اجتہاد حاصل ہی اونکے واسطے سعی محال نہین یا جنکو بعض مسائل مین مرتبۂ اجتہاد ہو وہ بھی اس سے خارج ہین اونکے واسطے بھی اون مسائل مین تقلید واجب نہین پس عامی کو مجتہدین اہل ذکر کی تقلید کرنی عین اطاعت خدا و رسول ہی اور اسکا انکار کرنا صریح آیت کا انکار ہی اگر عامی کو تقلید مجتہدین سے منع کیا جائیگا تو خلاف آیۂ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے لازم آئیگا اور بے علم اور کم فہم کو تکلیف تحقیق

شاید مطابق نکالے مجتہد سے اگر چار خطائین ہون گی تو غیر مجتہد علما سے پچاس خطائین سرزد
ہون گی پھر مجتہدون نے کیا زہر لا دیا ہی جو اونکے اقوال چھوڑ کر معترض صاحب بھی اجتہاد
کرنے لگے یہ قول اونکا محض تعصب اور دھینگا دھانگی ہی غیر مجتہد کو مسائل فقہیہ مین جو مستنبط قرآن
اور حدیث سے ہین تقلید مجتہدین سے چارہ نہین اور غیر مجتہد کو استنباط کا دعوا محض نازیبا او
سراسر جہالت ہی کوئی حاکم شریعت نہین رہا جو ایسی جہالت کی باتون سے تعرض کرتا ع آدمیان گم
شدہ ملک خدا خر گرفت **قال** لیکن جس کسیکو بسبب کم علمی کے یا قصور فہم یا قلت تدبر کے کوئی
مسئلہ معلوم نہو سکے تو کسی محقق شیا مجتہد یا فقیہ سے پوچھکر عمل کرے ایسے محل مین بسبب ناچاری کے
کسی کی تقلید کرنی جائز ہی **اقول** اس کلام سے معلوم ہوا کہ ناچاری مین تقلید درست
ہی مقلدین بھی بدون ناچاری کے تقلید نہین کرتے اور مجتہد کے واسطے تقلید کو بہتر نہین سمجھتے
کیونکہ جسکو خود ملکہ استنباط حاصل ہی اوسکو کسی کا تابع ہونا عقلاً اور نقلاً مستبعد ہی حنفیہ یہ
نہین کہتے ہین کہ جمیع اصول و فروع مین سب پر تقلید ضروری ہی بلکہ یہ کہتے ہین کہ مسائل اجتہادیہ
مین غیر مجتہد کو تقلید مجتہد کی کرنی چاہیے **قال** لیکن اوس تقلید ہی مسئلے کی تحقیق کی فکر
مین رہے اور کوشش کرے الخ **اقول** یہ کلام بالکل خلاف واقع ہی کیونکہ گفتگو تو کم علم
اور کم فہم مین ہی اوسکو کیونکر تحقیق ہوسکتا ہی کہ یہ مسئلہ خلاف قرآن اور حدیث کے ہی اس لیے
کہ ہر مولوی اپنے مذہب کے موافق اوسکی تحقیق بتلاوے گا جب خود علما بلکہ مجتہدین کو اوسکی
تحقیق نہین ہوئی تو ہر ایک اپنے اجتہاد کے موافق دوسرے کے مخالف کہے گا تو یہ بیچارہ عامی
کیونکر اوس مسئلہ کو محقق سمجھ لیگا اور محض اپنی راے فاسد سے اوسکو درست جاننا
اسکا کچھ اعتبار نہین کیونکہ جب دوسرے مذہب کے دلایل تو یہ سنیگا تو وہ تحقیق جاتی رہے گی
پھر وہ کیونکر باوجود کم علمی کے ایکو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہی جب بڑے بڑے علما کی
ہی سمجھ مین اختلاف اور تناقض ہوگیا تو عامی کس شمار مین رہا غرض عامی کے مسئلے کا
نام تحقیق رکھنا خلاف تحقیق ہی مثلاً ربا مین حدیث جو وارد ہی اوسمین چھ چیزین مذکور ہین مگر

تمام علما اور جمہور امت کا اسپر اتفاق ہی کہ اسکے حرام ہونے کی کوئی علت ہی چنانچہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد ان چارون امامون نے اوسکی علتین جدا جدا بیان کی ہین کہ ہر ایک کی علت سے معلوم ہوتا ہی کہ سوا ان چھ چیزون کے اورون مین بھی حکم ربا جاری ہی مگر داؤد ظاہری کوئی علت نہین نکالتے اور انھین چھ اشیا مین ربا کو منحصر جانتے ہین اسواسطے کہ یہ قیاس کو نہین مانتے ہین حالانکہ یہ مذہب مخالف جمہور اہل سنت ہی اگرچہ فرقۂ ظاہریہ کیواسطے یہ قول حجت ہے مگر مخالفت جمہور سے مردود سمجھا گیا پس چارون مذہب کے مقلد اپنے اپنے امام کے قول کے موافق سند پکڑینگے پھر اگر کسی کے نزدیک بوجہ اختلاف اس علت کے ایک شئی مین ربا ہوگی تو دوسرے کے نزدیک اوسمین ربا نہوگی پس ایک شخص عامی جو علم مین بھی کم اور فہم مین بھی ناقص ہو اوسکو ایسے مسائل مین کیونکر تحقیق ہو سکتی ہی بجز اسکے کہ وہ اپنے زعم فاسد مین تحقیق سمجھ لے اور فی الواقع تحقیق نہو پس حیف صد حیف کہ محققین اکابر دین تو مسائل فروعیہ کی تحقیق مین تمام عمر گفتگو کرتے کرتے انتقال کر گئے اور آجتک صد ہا ترن ہے کوئی بات محقق اور منقح نہین ہوئی اب یہ بیچارے کم علم جو اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ مین داخل ہین کیا تحقیق کرینگے واہ واہ انصاف اسی کا نام ہی اسیوجہ سے جب عامی کی تحقیق کا مطلق اعتبار نہین ہوا تو اوسکو بجز تقلید کے کوئی چارہ نہ ٹھیرا اور ساری تفتیش اور کوشش اوسکی تکلیف مالایطاق مین داخل ہوگئی جسکے واسطے جناب باری فرماتا ہی لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنی نہین تکلیف دیتا ہی اللہ کسی نفس کو مگر موافق وسعت اوسکی کے انتہی البتہ جن لوگون کو درجہ اجتہاد حاصل ہی اونکے واسطے سعی محال نہین یا جنکو بعض مسائل مین مرتبہ اجتہاد ہو وہ بھی اس سے خارج ہین اونکے واسطے بھی اون مسائل مین تقلید واجب نہین پس عامی کو مجتہدین اہل ذکر کی تقلید کرنی عین اطاعت خدا و رسول ہی اور اسکا انکار کرنا صریح آیت کا انکار ہی اگر عامی کو تقلید مجتہدین سے منع کیا جائیگا تو منافی آیۂ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے لازم آئیگا اور بے علم اور کم فہم کو تکلیف تحقیق

... اوس دین کا جو اوس سے ناممکن ہی خلاف آیہ لا یکلف اللہ کے ہوگی لہذا معلوم ہوا کہ کم علم کو فقط
اہل علم سے دریافت کرکے تقلید کرنی چاہیئے اور اوسکو کوشش کی تکلیف دینی صریح آیت کے
خلاف ہی البتہ جو ایسا شخص ہو کہ گو اوسکو بالفعل ملکۂ استنباط نہین مگر لیاقت اور ذکاوت
ایسی رکھتا ہی کہ اوس سے امید ہی کہ اگر علم حاصل کرے گا تو درجۂ تحقیق کو پہونچ جائے گا اوس
شخص کو بے شک درجۂ تحقیق کا حاصل کرنا چاہیے اور فی زماننا جیسے کہ ہین خصوصاً حضرات ظاہریہ بدیہیات
قدما بھی اونکے نزدیک نظریات کا حکم رکھتے ہین اور بالکل اون سے امید نہین کہ یہ لوگ کسی
مسئلے مین پایۂ تحقیق کو پہونچ جائین اونکے واسطے جب خود خدا ہی تکلیف تحقیق کو معاف کردے
تو پھر دوسرے کو کب پہونچ سکتا ہی کہ اونکو تکلیف مالا یطاق مین ڈالے اور جو تکلیف دے گا وہ
صریح اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کے مخالفت کرے گا **قال** تفسیر نیشاپوری مین ضمن آیت اِتَّخَذُوْا
اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ کے مذکور ہی کہ اس آیت کی تفسیر مین
اختلاف کیا ہی الخ **اقول** اس آیت کا مصداق ائمہ مجتہدین کو ٹھیرانا غایت درجے کی
گستاخی اور بیباکی اور سوء ادبی ہی رہبانین اپنی طرف سے حلال اور حرام ایجاد کرتے تھے اونکا
ماخذ انجیل اور توراۃ نہ تھا یہ محض شرک ہی اسکے مصداق مجتہدین جو قرآن اور حدیث سے
احکام مستنبط کرتے ہین کیونکر ہو سکتے ہین چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی عقد الجید مین
لکھتے ہین اِعْلَمْ اَنَّ فِی الْاَخْذِ بِھٰذِہِ الْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَۃِ مَصْلَحَۃً عَظِیْمَۃً وَّفِی
الْاِعْرَاضِ عَنْھَا مَفْسَدَۃً کَبِیْرَۃً وَنَحْنُ نُبَیِّنُ ذٰلِکَ بِوُجُوْہٍ اَحَدُھَا اَنَّ
الْاُمَّۃَ اَجْمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّعْتَمِدُوْا عَلَی السَّلَفِ فِیْ مَعْرِفَۃِ الشَّرِیْعَۃِ فَالتَّابِعُوْنَ
اِعْتَمَدُوْا فِیْ ذٰلِکَ عَلَی الصَّحَابَۃِ وَتَبَعُ التَّابِعِیْنَ اِعْتَمَدُوْا عَلَی التَّابِعِیْنَ وَھٰکَذَا
فِیْ کُلِّ طَبَقَۃٍ اِعْتَمَدَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی مَنْ قَبْلَھُمْ وَالْعَقْلُ یَدُلُّ عَلٰی حُسْنِ ذٰلِکَ
لِاَنَّ الشَّرِیْعَۃَ لَا تُعْرَفُ اِلَّا بِالنَّقْلِ وَالْاِسْتِنْبَاطِ وَالنَّقْلُ لَا یَسْتَقِیْمُ اِلَّا
بِاَنْ یَّاْخُذَ کُلُّ طَبَقَۃٍ عَمَّنْ قَبْلَھَا بِالْاِتِّصَالِ وَلَا بُدَّ فِی الْاِسْتِنْبَاطِ مِنْ اَنْ

يعرف مذاهب المتقدمين لئلا يخرج من اقوالهم فيخرق الاجماع
ويبني عليها ويستعين في ذلك بمن سبقه لان جميع الصناعات
كالصرف والطب والشعر والحدادة والنجارة والصياغة لم تتيسر لاحد
الا بملازمة اهلها وغير ذلك نادر بعيد لم يقع وان كان جائزا في العقل
واذا تعين الاعتماد على اقاويل السلف فلا بد من ان يكون اقوالهم
التي يعتمد عليها مروية بالاسناد الصحيح او مدونة في كتب مشهورة
وان يكون مخدومة بان يبين الراجح من محتملاتها ويخصص عمومها
في بعض المواضع ويقيد مطلقها في بعض المواضع ويجمع المختلف منها
ويبين علل احكامها والا لم يصح الاعتماد عليها وليس مذهب في
هذه الازمنة المتاخرة بهذه الصفة الا هذه المذاهب الاربعة

یعنی جان تو کہ ان چارون مذہبون سے اخذ کرنے مین بڑی مصلحت ہی اور اونکے اعراض
کرنے مین بڑا فساد ہی اور ہم اسکو کئی وجہون سے بیان کرتے ہین ایک یہ کہ امت نے اجماع
کیا ہی اسپر کہ شریعت کے معلوم کرنے مین سلف پر اعتماد کرین یعنی تابعی صحابی پر اعتماد کرین
اور تبع تابعی تابعین پر اسیطرح ہر طبقے مین علما اپنے اگلون پر اعتماد کرین اور عقل اسکے
حسن پر دلالت کرتی ہی اس لیے کہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر نقل اور استنباط سے
اور نقل نہین درست ہوتی مگر اسطور سے کہ ہر طبقہ پہلون سے بالاتصال سند لیتا چلا آوے
اور استنباط مین ضرور ہی کہ متقدمین کا مسلک معلوم ہو تاکہ اونکے اقوال سے خارج ہو کر
خارق اجماع نہو جاوے اور چاہیے کہ اسپر بنا کرے اور پہلون سے استعانت کرے اسلیے
کہ تمام صناعتین جیسے صرف اور نحو اور طب اور شعر اور لہاری اور بڑھئی گری اور سناری وغیرہ
حاصل ہوتے ہین مگر صحبت سے اور سوا اوسکے کم اور مستبعد ہی واقع نہین ہوا اگرچہ عقل جائز
رکھتی ہی اور جبکہ سلف کے اقوال پر اعتماد متعین ہو گیا تو بس ضرور ہی کہ اقوال اونکے جنپر اعتماد

کیا جاتا ہی اسناد صحیح سے مروی ہون یا کتب مشہورہ مین جمع ہون اور راجح محتملات سے بیان کر دیا جاوے اور عام بعض مواضع مین خاص کیا جاوے اور بعض مواقع مین مطلق مقید کیا جاوے اور مختلف اوس سے جمع ہون اور احکام کی علتین بیان ہون ورنہ اعتماد اوسپر صحیح نہوگا اور کوئی مذہب ان زمانون اخیر مین اس صفت کا نہین ہی مگر یہی چار مذہب انتہیٰ اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ ائمہ اربعہ کا بہت بڑا اعتبار ہی اور مثل ائمۂ مجتہدین اب ہونا دشوار اور جو کچھ آپ از راہ نفسانیت و تعصب کے ان کی منقصت و عیب جوئی مین تقریر کرین سب مہمل او محض بیکار اور قول امام فخر الدین رازی کا کہ مین نے کئی آیتین مخالف اونکے مذہب کے پڑھین اونھون نے قبول نکین خدا جانے کون سے مقلد کے حق مین وارد ہی اپنی طرف سے اونکو مقلدین حنفیہ پر محمول کرنا محض ناانصافی ہی کوئی حجت اسپر نہین وجہ اوسکی یہ ہی کہ حنفیہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہین جو قرآن کے مخالف ہو اگر کسی صاحب کو دعوا ہو پیش کرے اور فقط قصے کہانیون سے تو کام نہین چلتا ہان مقلدین ظاہریہ سے عجب نہین جو ایسی گفتگو آئی ہو کیونکہ یہ اسناد کے مقابلے مین قرآن نہین مانتے ہین فقط یہی جواب کافی سمجھتے ہین کہ کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہین سمجھتے تھے اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا قول بھی انکار تقلید پر دلالت نہین کرتا اسواسطے کہ اونھون نے حدیث صحیح مین یہ شرط لگائی ہی کہ اوسکے دوسری حدیث معارض نہو اور ناسخ بھی اوسکا معلوم نہو تب اوس حدیث صحیح پہ عمل کرنا ضرور ہی اور مذہب کی پابندی اوس مسئلے مین نہین چاہیے ہم نے بیشک اسکو تسلیم کرتے ہین کہ ہر مسلمان کو یون ہی اعتقاد رکھنا چاہیے مگر آجتک کوئی ایسی حدیث پائی نہین گئی کہ کوئی مسئلہ حنفیہ کا مخالف اوسکے نکلے اگر ایک حدیث کے بظاہر مخالف ہی تو دوسری کے موافق ہی علاوہ اسکے بعض مسائل مین حنفیہ کے یہان امام صاحب کے قول پر عمل نہین بلکہ امام ابی یوسف و امام محمد و امام زفر رحمہم اللہ کے موافق عمل ہوتا ہی تمام کتب فقہ حنفیہ سے یہ بات ظاہر ہی اگر ہر مسئلے مین امام صاحب کے قول پر تقلید واجب جانتے تو کوئی مسئلہ امام صاحب کا غیر مفتی بہ نہوتا حالانکہ ایسا نہین اور یہی مراد علامۂ شامی کی ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب کے اقوال سے

بھی یہی معلوم ہوتا ہی کیون کہ وہ اوس تقلید کو برا کہتے ہین جسمین مقلد یون سمجھے کہ اس امام سے
خطا محال ہی اور جو کہتا ہی صواب کہتا ہی اور یہ بات دلمین رکھے کہ تقلید اسکی نچھوڑونگا
اگرچہ خلاف پر دلیل قایم ہوجاوے پس انصاف کرنا چاہیے کہ کونسا مقلد یہ عقیدہ رکھتا ہی
کہ امام سے خطا محال ہی اور کسی طور گو خلاف پر دلیل قایم ہو تقلید نچھوڑیگے اگر یہ عقیدہ مقلدین
کا ہوتا تو کوئی مسلہ امام صاحب کا نہ چھوڑتے اور مین وجہ مخالفت تو اضطراری ہی جو کوئی مسلہ کسی مذہب کا
لیجیے کسی نہ کسی ماخذ سے مخالف ضرور ہوگا پس مشرکین کی آیتون کا خود ظاہر یہی مصداق
ہین کیونکہ اپنی راے کے آگے اہل ذکر سے دریافت کرنا جائز نہین رکھتے اور اگر جائز رکھتے
ہین تو تکلیف مالایطاق جسکی خدا نے ممانعت کی ہی اوسپر لازم جانتے ہین وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ
بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ اور حلال و حرام مین مطلق تمیز نہین کرتے اپنی راے سے جسکو چاہتے ہین
ترجیح دیتے ہین اور اپنی عقل کے مقابلے مین ایمہ کی راے کو کافی نہین جانتے اور صحابہ کی
خدمت مین گستاخیان کرتے ہین ایسے لوگ تو موحد اور محمدی آپکو تغلباً مشہور کرین اور مسلمانون کو
مشرک قرار دین سبحان اللہ کیا انصاف ہی خدا اونکو اس ورطۂ ضلالت سے نکال کر صحابہ اور
ایمہ مجتہدین کی طرف سے حسن ظن عنایت کرے جاے حیرت ہی کہ کجا شرک اور کجا تقلید ایمہ
یہ لوگ کس خواب خرگوش مین ہین اور امام طحاوی کا قول خاص اپنے واسطے ہی کہ اونکو درجہ
اجتہاد حاصل تھا مگر باین ہمہ امام صاحب کے مقلد رہے اور معانی الآثار مین امام صاحب کے
مذہب کی تمام حدیثین لکھتے چلے جاتے ہین اور برابر اون کو ترجیح دیتے ہین اگر یہ قول امام
طحاوی کا ٹھیک منقول ہوا ہی تو پھر اونھون نے باوجود علامۂ دہر ہونے کے تقلید کیون نترک
کی اور گفتگو ہماری فقط نسبت امام طحاوی وغیرہ کے نہین گفتگو فقط عام اشخاص مین ہی
جنکو قرآن و حدیث سے مسائل کے استنباط کی قوت نہین امام طحاوی پر ہم بھی تقلید واجب
نہین جانتے مبحث کچھہ ہی معترض صاحب کا کلام کچھہ ہی اور اس قسم کے قصے ہمیہ ہرگز بحث نہین ہو
سکتے جب تک سند اوسکی امام طحاوی تک نہ پونہچا دو حاصل کلام یہ ہی کہ حنفیۃ تقلید

شخصی کو واجب نہین جانتے ہین محققین حنفیہ نے کہ جس مسئلے مین اونکو خلاف حدیث معلوم ہوا ترک کردیا مگر وہ مسائل شاذ و نادر ہین اور تعجب ہے کہ معترض صاحب تو خود صحابہ کے قول کو جو قرن اول مین تھے نہین مانتے اور پھر اقوال بعد قرون ثلثہ کے حجت لاتے ہین سببہین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا + اگر زیادہ تحقیق اس مسئلہ تقلید کی منظور ہو تو کتاب انتصار الحق تصنیف جناب مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری کی ملاحظہ فرماوین اوسمین یہ بحث مفصل لکھی ہے **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین اپنے حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ چارون اامامون مین سے ایک کی تقلید اگر واجب نہوتی تو بڑے بڑے عالم فاضل محدث اور مفسر اور فقیہ اونمین سے کسی کے بھی مقلد نہوتے جواب اسکا دو طرح ہے اول یہ کہ بجز بعض متعصب علما کے ایک امام کی تقلید کو واجب تو کیا مباح تک بھی کوئی نہین کہتا الخ

اقول معترض صاحب نے چند اشخاص کو کہ جنمین بعض ظاہر ہے بھی داخل ہین بدون تحقیق لکھدیا ہے جتنے نام لکھے ہین سب مقلد تھے الا ماشاء اللہ اور بعض مسائل مین خلاف تقلید کر لینے سے تقلید فوت نہین ہوتی غرض تقلید اسکا نام نہین کہ خاص امام کا قول مستقل معمول بہ رہے بلکہ وہ قول خدا اور رسول کا ہے چونکہ وہ مخفی تھا اسلئے اوسکو ظاہر کردیا اس نسبت سے حنفی شافعی کے الفاظ مقلدین پر صادق آتے ہین مگر در حقیقت تقلید خدا اور رسول کی ہے اسکی طرف نسبت مجازی ہے **قال** التزام مذہب معین مین حکم اور خطاب شارع کا صادر نہین ہوا **اقول** مذہب معین کا التزام بوجہ عوارض مجبوراً کرنا پڑا کیونکہ ایک ایک مسئلے مین اختلافات کثیر تھے کسی کے نزدیک حرام اور کسی کے نزدیک حلال تھا اس لیے بغیر تقلید ایک کے چارہ نہ تھا کیونکہ اسصورت مین تو ارتکاب حرام مین بوجہ دوسرے قول کے شبہہ تھا مگر جب دونون مجتہدون پر عمل کریگا تو اب یقیناً مرتکب حرام کا ہو جاوے گا اور اسی قسم کے مسائل مین تقلید ضروری ہے جو مسائل صریح قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہوتے ہین اونمین تقلید محض بے اصل اور لغو ہے علاوہ اسکے معترض صاحب خود التزام اسناد کو تو لیا ہو

اور فرض سمجھ گئے کہ اوسکے روبرو قرآن بھی نہ مانیں حال آنکہ نہیں قرآن اور حدیث سے ایسا التزام
مفہوم نہیں ہوتا اور حنفیہ پر باوجود عدم التزام مذہب معین حقیقی کے الزام دین یہ حدیث تو ہم
پہلے ہی اونکی رد مین لکھ چکے ہین اور حجۃ اللہ البالغہ سے بعد مائۃ رابعہ کے تقلید کا رد نہین
ہوسکتا اس لیے کہ پہلے ان ابواب اور فصول کے ساتھ امور دینی مرتب نہ تھے جب محققین
نے ان ایمہ کے اقوال کو دوسرون کے اقوال پر ترجیح دیکھی لا محالہ تقلید شروع کی حاصل
کلام یہ ہے کہ جو شخص واقف سنت ہو اوسکو حنفی یا شافعی بننا کچھ ضرور نہین اور واقف ہوکے
کبھی ضرور نہین ہین اگر ایسے امور ہین کہ جن مین عام لوگ بھی شریک ہین اور خاص بھی یادنکو جانتے
ہین جیسے نماز اور حج اور زکوۃ اور روزہ اور وضو کی فرضیت اجمالی علی ہذا القیاس زنا اور
اور قتل وغیرہ کی حرمت کہ ہونا انکا ضروریات دین سے تمام عام وخاص کو معلوم ہے تو یہ کسی مذہب
معین یا کسی مجتہد کی اتباع پر موقوف نہین ہر مسلمان اسکا معتقد ہے البتہ جو امور کہ بغیر فکر و
اجتہاد کے معلوم نہین ہوتے تو جو شخص اونکے استنباط پر قادر ہو جیسے ایمہ مجتہدین اوسکو
اسمین کسی کی تقلید کرنی نہ چاہیے اور جسکو قدرت اجتہاد نہو اوسکو ایسے شخص کا اتباع کرنا چاہیے
کہ جسکو سب سے زیادہ عالم اور متقی جانتا ہے اور اوسوقت اوس سے تکلیف بحث اور نظر
کی بوجہ عجز کے بحکم لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ساقط ہوگی اور فَاسْئَلُوْا اَهْلَ
الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ سے اوسپر تقلید واجب ہوگی اس تقریر کے مخالف
کسی کا بھی قول نہین معترض صاحب نے جہان تقلید کی عبارتین نقل کی ہین سب جگہ اپنے
مطلب کے موافق تصرف کیا ہے اور موافق مقصود قائل کے پوری عبارت نہین لکھی یہان معترض صاحب
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کی چال چلے ہین کوئی اونکی بات مغالطے سے خالی نہین ہوتی ناحق
حنفیہ بیچارون کی طرف منسوب کرتے ہین اور خود دھوکے کی ٹٹی مین شکار کھیل رہے ہین
ع بہر رنگے کہ آئی می شناسم **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والونکو
دیتے ہین کہ معنی قرآن شریف کے بدون مجتہد کے اور کوئی نہین سمجھ سکتا جواب اسکا یہ ہے کہ

یہ بات غلط اور واہی ہی جو شخص کہ عربی زبان سمجھتا ہی وہ معنی قرآن کے بھی بے شک سمجھ سکتا ہی

اقول اللہ ری بے باکی حنفیہ کے قول کو کسقدر تحریف کردیا ہی حنفیہ تو یہ کہتے ہین کہ بے
مجتہد کے دوسرا شخص قرآن اور حدیث سے مسائل استنباط نہین کرسکتا معنی قرآن کے
سمجھنے اور چیز ہین اور مسائل فقہیہ کا قرآن سے اخذ کرنا اور شی ہی ہر شخص کا کام نہین یہ کام
اوس شخص کا ہی کہ اوسکو قرآن کے احکام تمام یاد ہون اور احادیث جو متعلق احکام کے وارد
ہین سب یاد رکھتا ہو اور خاص اور عام اور مطلق او مقید او مجمل او مبین او ناسخ او منسوخ وغیرہ احکام خوب
جانتا ہو اور حدیث متواتر اور آحاد او مرسل اور متصل او منقطع کو پہچانتا ہو اور راویون کا
حال کہ فلان راوی ثقہ ہی اور فلان ضعیف ہی سب اوسکو معلوم ہو اور صحابہ او تابعین اور
تبع تابعین کے اقوال سے خواہ اجماعی ہون خواہ اختلافی آگاہی رکھتا ہو اور علم قیاس جلی اور
خفی اور تمیز قیاس صحیح اور فاسد کی اوسکو ہو اور پھر زبان عرب بھی باعتبار لغت اور اعراب
اور اصطلاح کے خوب جانتا ہو ایسے شخص کو مجتہد کہتے ہین اور معترض صاحب جو اجتہاد
کا دم بھرتے ہین ہمارے سامنے آئین تو اونکے اجتہاد کی حقیقت معلوم ہو خیر وہ تو کس
شمار مین ہین اور جن جن کو اسمین دعوا ہو ان تمام شروط مذکورہ کو بیان کرین جب خود مولانا
عبد العلی بحر العلوم باوجود اسکے کہ انقطاع اجتہاد کا رد کرتے ہین اور اونکی جامعیت شہرہ
آفاق تھی مجتہد نہو سکے تو اورون کو بجز اپنے مونہ آپ میان مٹھو بننے کے اور کیا آتا ہی
غرض قرآن کے معنی سمجھنے کا کوئی حنفی منکر نہین مجتہد اور غیر مجتہد دونون سمجھتے ہین البتہ
اجتہاد اور استنباط مسائل فرعیہ کا فقط معنی سمجھنے والون سے ممکن نہین جبمین اتنے
شروط پائے جائین اوسکا اجتہاد محققین کے نزدیک معتبر ہی ودونہ خرط القتاد

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر عمل
کرنیوالا حال حدیث کے صحیح اور ضعیف اور موضوع ہونے کا اور تحقیق رواۃ کی کسطرح
جم پہونچائے گا جواب اسکا یہ ہی کہ پہچاننا حدیث تینون قسم یعنی صحیح اور ضعیف اور

اقول سند الخ موضوع کا اٹھارہ قسمون سمیت موقوف ہی تحقیق رواۃ اور حال سند
کیا معترض صاحب اسکے خواستگار ہین کہ فقہ کی روایت لفظ حدثنا سے امام صاحب
تک ہوتی یا اور کوئی صورت جس سے سلسلۂ اسناد وہان تک پہونچتا اول تو یہ فرمائیے
کہ اسناد کا برابر پہونچنا حدیث سے کہان ثابت ہی جس امر کی خدا اور رسول نے تکلیف
نہین دی آپ اوس سے کسیکو مکلف کرین تو پہلے دعوائے پیغمبری یا خدائی کا کر لیجیے پھر اسناد
کا التزام کیجیے ظاہر ہی کہ جب کسیکا قول ثابت کیا جاے تو کچھ اسناد پر موقوف نہین بلکہ شہرت کتب
مشہورہ سے بھی اوسکا ثبوت ہوجاتا ہی چنانچہ عقد الجید میں لکھا ہی کہ ثبوت مسئلہ کے دو طریق
ہین یا تو اوسکے واسطے سند پائی جائے یا اوس کتاب مشہور سے اخذ کیا ہو جو برابر ہاتھون
ہاتھ چلی آئی ہی جیسے کتابین امام محمد کی اور مثل اونکے تصانیف اور مسانید مشہورہ مجتہدین
کے اس لیے کہ وہ بمنزلۂ خبر متواتر یا مشہور کے ہین اسیطرح ذکر کیا اسکو امام رازی نے اور
فتاوای قنیہ مین ہی کہ جو کسیکا کلام پایا جاوے اور کسی کتاب مشہور مین مذہب اوسکا
مدون ہو اور ہاتھون ہاتھ وہ کتابین ایک دوسرے سے نقل ہوتی چلی آئی ہون پس اوسکے
ناظر کو یہ کہنا جائز ہی کہ فلان شخص نے یہ کہا ہی اگرچہ اوسکو کسی نے سنا نہو جیسے کتابین امام
محمد کی اور موطا امام مالک کی اور سوا انکے اون کتابون سے جو اقسام علوم مین تصنیف کی گئی ہین
اس لیے کہ انکا اسطور سے پایا جانا بمنزلۂ تواتر اور خبر مشہور کے ہی کہ مثل اوسکے نہین محتاج
ہوتی ہی طرف اسناد کے انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کتب حنفیہ مین اسناد کی کچھ ضرورت
نہین فقط ظاہریہ کے مغالطے ہین اور معترض صاحب کے چھٹے مغالطے کے جواب مین جو ہمنے
دوسری عبارت عقد الجید کی نقل کی ہی اوس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ حدیث کے واسطے
اسناد کی ضرورت نہین بلکہ کتب مشہورہ مین مدون ہونا کافی ہی اسیطرح فقہ کو سمجھنا چاہیے
پس معترض صاحب نے کہان سے اسناد کی ضرورت کا حکم لگا دیا اور پھر حدیث پر فقہ کو قیاس
کیا کلام مجید کی اسناد کیون نہ طلب کی شاید سمجھے ہین معترض صاحب حدیث آحاد کے مقابلے مین آیت

نہین مانتے اور بوجہ نہونے اسناد کے انکار قرآن کا کر دیتے ہین خدا ایسی اسناد سے
محفوظ رکھے جسپر یہ دیوانے اور فریفتہ ہین اور محض بنا اسناد کے لعن اور طعن او خلاف قرآن
سبھی کچھ کرتے ہین مجھکو خوف ہی کہ رفتہ رفتہ کہین اسناد کی پرستش نکرنے لگین غرض کلام حنفیہ کا
اسمین نہین ہی کہ حدیث کی صحت اور ضعف معلوم نہین ہو سکتا بلکہ گفتگو اسمین ہی کہ مسائل
فرعی جنکے استنباط کی حاجت پڑتی ہی اوسمین صحت اور ضعف کے جاننے سے کام نہین چلتا
علاوہ اسکے حدیث کی صحت اور ضعف اور وضع مین اسقدر اختلاف ہی کہ ابتک کوئی بات
طی نہین ہوئی جسنے جس مسئلہ کو اختیار کیا ہی اوسکے موافق جو حدیث ہی وہ اوسکے نزدیک
مرجح ہی اسیطرح ایک راوی کو ایک شخص نے ضعیف کہا ہی تو دوسرے نے لا باس کہدیا ہی
غرض اگر صحت اور ضعف حدیث مین ہی فیصلہ ہو گیا ہوتا تو بھی آنسو پونچھے جاتے دشواری
تو یہ ہی کہ اختلاف باہمی نے ساری خرابی ڈال رکھی ہی کسکا اعتبار کرین اگر ایک کے قول کو درست
کہتے ہین تو دوسرے کا قول غلط ہوا جاتا ہی پھر فہم کا اختلاف اوس سے بڑھکر ہی ایک شخص
کی راے مین مسائل مستنبط مین ایک مسئلے کا یقین ہی اور دوسرے کی راے مین دوسرا مسئلہ
مناقض اوسکے جما ہوا ہی ابن جوزی صلوٰۃ التسبیح کی صحیح حدیث کو موضوع اور بخاری کی حدیث
تحریم معازف کو باوجود صحیح ہونے کے مردود جانتے ہین اور دار قطنی اور علامہ ابن ہمام وغیرہم
مثل رباب وغیرہ ۱۲
نے بخاری کے بعض احادیث مین کلام کیا ہی اور علامہ ابن حجر عسقلانی کو بخاری اور مسلم دونون
کے بعض رجال مین کلام ہی گو مسلم مین بہ نسبت بخاری کے زیادہ متکلم فیہ بتلاتے ہین اور امام بخاری کے
شاگرد ابن حجر نے بخاری مین قریب اسی آدمیون کے اور مسلم مین ضعفا اسکے ضعیف کہا ہی پھر تقریب
مین علقمہ کے سماع کا اپنے والد سے انکار کیا ہی اور ترمذی مین سماع اونکا اپنے والد سے ثابت
کیا ہی غرض اس قسم کے اختلافات بہت ہین پس ظاہر ہوا کہ اس تحقیق کے واسطے بہت بڑا ماہر
درکار ہی معترض صاحب کو سوا نام بتلانے کے اور زبانی جمع خرچ کرنے کے اور کچھ نہین آتا ہی
کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ذرا دو چار مسئلے ہی معترض صاحب

اپنے اجتہاد کے پیش کریں ورنہ فقہاے مجتہدین کے شکر گذار ہوں اور طعن اور تشنیع سے باز آئیں دیکھو مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب الانصاف میں لکھتے ہیں اَمَّا هٰذِهِ الطَّبَقَةُ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُ الْحَدِيْثِ وَالْاَثَرِ فَاِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ مِنْهُمْ اِنَّمَا اَكْبَرُ هَمِّهِمْ فِي الرِّوَايَاتِ وَجَمْعِهِمُ الطُّرُقَ وَطَلَبِ الْغَرِيْبِ الشَّاذِّ مِنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ اَكْثَرُهُ مَوْضُوْعٌ اَوْ مَقْلُوْبٌ وَلَا يُرَاعُوْنَ الْمُتُوْنَ وَلَا يَفْهَمُوْنَ الْمَعَانِيَ وَلَا يَسْتَنْبِطُوْنَ سِرَّهَا وَلَا يَسْتَخْرِجُوْنَ رِكَازَهَا وَفِقْهَهَا وَرُبَّمَا عَابُوا الْفُقَهَاءَ وَتَنَاوَلُوْهُمْ بِالطَّعْنِ وَادَّعَوْا عَلَيْهِمْ مُخَالَفَةَ السُّنَنِ وَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّهُمْ عَنْ مَبْلَغِ مَا اُوْتُوْهُ مِنَ الْعِلْمِ قَاصِرُوْنَ وَبِسُوْءِ الْقَوْلِ فِيْهِمْ اٰثِمُوْنَ یعنی لیکن یہ طبقہ جو اہل حدیث کا ہی سو بے شک اکثر اونکے سعی کرتے ہیں روایات ہی میں اور طرق حدیث کے جمع کرنے میں اور طلب کرنے میں غریب اور شاذ کے اوس حدیث سے کہ جسکا اکثر موضوع یا مقلوب ہی اور نہیں رعایت کرتے وہ لوگ متن کی اور نہیں سمجھتے معنونکو اور نہیں استنباط کرتے اونکے اسرار کا اور نہیں نکالتے اون کے خزانہ اور فقاہت اور بسا اوقات فقہا پر عیب کرتے ہیں اور طعن مارتے ہیں اور اونپر مخالفت حدیث کا دعوا کرتے ہیں اور نہیں جانتے یہ امر کہ فقہا کو یہ مسلک کس مبلغ سے دیا گیا علم سے وہ لوگ قاصر ہیں اور فقہا کے حق میں برے الفاظ کہنے سے گنہگار ہوتے ہیں انتہی کبھر فقہ کا ایک ایک جزئیہ موجود ہی اگر کسی مسئلے میں اختلاف ہی تو مسئلہ مفتی بہ میں تمام حنفی شریک ہیں مگر معترض صاحب نقل روایت اور اسناد کو جب تک فقہ میں نہیں دیکھ لیں گے ہرگز اونکو اعتبار نہ آئے گا ورنہ اونکے مسالک کے خلاف ہوجائے گا معترض صاحب کے قول سے معلوم ہوتا ہی کہ جتنے اقوال اونھوں نے بزرگوں کے نقل کیے ہیں کوئی قابل اعتبار نہیں کیوں کہ کسی کتاب میں اسناد اونکی نہیں ہی اسیطرح اسماء الرجال اور موضوعات حدیث اور صحت اور ضعف کی کتابیں سبکی سند لائیے کہ یہ کتابیں اونھیں شخصونکی ہیں جنکی طرف منسوب ہیں ان سب کتابوں کے راویوں کا کبھی

[illegible]

بتا نہین پس معترض صاحب کے قول سے کتابین اسماء الرجال وغیرہ کی سب بے سند ٹھیرین کیونکہ
سند کو وہ ضروری جانتے ہین پس اونکے نزدیک کوئی کتاب قابل اعتبار نرہے گی **قال**
اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ جب دو حدیثین مختلف
ہون معنون اور حکم مین تو اب عمل کرنے والے حدیث رسول اللہ پر کیونکر عمل کرین گے جواب
اسکا یہ ہی کہ جن حدیثون کو مقلدین ایمہ آپسمین مختلف سمجھتے ہین او نظاہر مین ایک دوسرے
کی ضد اونکو معلوم ہوتی ہین یہ سبب اونکے قصور فہم اور قلت تدبر کا ہی انتہی **اقول**
حنفیہ کی غرض یہ ہی کہ احادیث مختلفہ مین ایمہ نے جو تطبیق دی ہی وہ سب سے بہتر ہی
اور معترض صاحب نے ابن خزیمہ کا فقط قول نقل کیا ہی حالانکہ اس قول سے کوئی نتیجہ
حاصل نہین قول شی دیگر ہی عمل شی دیگر دعوا سب کرتے ہین کوئی اوسکا مصداق دکھلانیوالا
سواے ایمہ اربعہ کے موجود نہین معترض صاحب فقط اقوال ہی کو کافی اور وافی سمجھتے
ہین ہم پوچھتے ہین کہ ابن خزیمہ کا یہ قول ہمارے کس مصرف کا ہی اگر وہ کوئی کتاب تطبیق کی
لکھہ جاتے تو بیشک ہمارے کام آتی جسمین تطبیق ان دونون صحیح حدیثونکی ہی کہ ابن عباس رض
فرماتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا خوف مطر وغیرہ شہر مین جمع کیا ہی اور ابن
مسعود رض فرماتے ہین ہمنے سواے مزدلفہ اور عرفہ کے اور کہین جمع کرتے نہین دیکھا ہوجاتی
اسی طرح ایک صحیح حدیث مین صحابہ رض سے قبل نماز مغرب نفل پڑھنے کی روایت ہی اور عبد اللہ
ابن عمر رض سے روایت ہی کہ ہمنے کبھی کسی صحابی کو قبل مغرب نماز پڑھتے نہین دیکھا ان
دونونمین بھی تطبیق دیتے باوجودیکہ دونون صحیح ہین علے ہذا القیاس بہت ایسی احادیث
ہین جنمین اختلاف ہی مگر ایمہ اربعہ نے بالکل خلاف اوٹھادیا ہی خصوصا مذہب حنفی مین تو
حدیث کو مثل آئینہ کردیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام او مقلدین اونکے حدیث کو خوب
سمجھتے ہین اور ظاہریہ نے حدیث کا اصل مطلب نہین پایا دوسری حدیث کیسی ہی صحیح ہو
بخاری کی حدیث کے روبرو باوجود امکان اتفاق کے اوس حدیث سے آنکھین

بند کرتے ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کا انکار کر بیٹھتے ہین اسیطرح بہت قواعد اونکے مجمہور کے خلاف ہین جسکو ائمہ اربعہ سے خارج ہونا ہو وہ اونکا مذہب اختیار کرے پھر ہم حیران ہین کہ اسمین معترض صاحب کو کون سی وجہ ترجیح کی نظر آئی کہ اپنے ہمعصر متعصبون کی کتابین دیکھنے کو ارشاد فرماتے ہین اور امامون کے اقوال سے فرار کرتے ہین کیا ائمہ کی تطبیق ابن خزیمہ کے تطبیق سے بھی کم تھی جو حدیث مختلف کا مطلب ائمہ نے بتلایا ہی وہ کسی کو بھی نہین سوجھا اور قاعدے تو سب کتابون مین لکھے ہوئے ہین چنانچہ طب کے قاعدے تمام کتابون مین موجود ہین ہندی کی چندی ہوگئی ہی ہر دوا کی خاصیت اور ماہیت اور افعال و خواص بالتصریح موجود ہین اب یون کہدینا کہ فلان فلان کتاب دیکھکر مطب کرنا مشکل نہین بہت آسان ہی مگر معترض صاحب اگر ان کتابون کو دیکھکر کوئی نسخہ کسی مریض کے واسطے لکھدین تو ہم سلام کرین اور اگر بالفرض لکھ بھی دین گین تو اوس نسخے کی اور سنکیا کی ایک خاصیت ہوگی بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہی کہ آدمی کو علم شی کا ہوتا ہی جیسے علم طب تمام پڑھ جاوے مگر نسخہ بغیر مطب دشوار ہی پھر طبیبون مین بھی فرق ہوتا ہی جتنا زیادہ ذکی اور قوی الحافظہ ہوگا اوتنا ہی علم طب اور مطب اوسکا عمدہ ہوگا اگر سب برابر ہوا کرین تو پھر بڑے طبیبون کو کون پوچھے خود کتابین دیکھکر دوا پی لیا کرین جیسے آج کل کے نیم حکیم خطرۂ جان ہین ویسے ہی حضرات ظاہریہ خطرۂ ایمان ہین دعوایہ کہ جس سے بوے اجتہاد پائی جائے اور علم ایسا کہ جس سے فاش غلطی واقع ہو غرض جتنا کسی شخص کا علم وسیع ہوگا اوتنا ہی قول اوسکا بہ نسبت دوسرے کے زیادہ قوی ہوگا ورنہ امام صاحب کی درایت اور امام بخاری کی روایت کو کوئی نہ دریافت کرتا اور علامہ ابن حجر مکی شافعی رح خیرات الحسان کی فصل بست وششم مین لکھتے ہین مَن یَطلُبُ الحَدِیثَ وَلَا یَتَفَقَّہ کَمَن یَجمَعُ الاَدوِیَۃَ وَلَا یَدرِی مَنَافِعَہَا حَتّٰی یَجِیءَ الطَّبِیبُ کَمَا اَنَّ المُحَدِّثَ لَا یَعرِفُ وَجہَ حَدِیثِہٖ حَتّٰی یَجِیءَ الفَقِیہُ یعنی جو شخص حدیث

خیرات الحسان کی فصل بست وششم

طلب کرتا ہی اور فقیہ نہین ہوتا مثل اوس شخص کے ہی کہ جمع کرے دواؤنکو اور نہ جانے منافع اونکے
یہان تک کہ آوے طبیب جیسا کہ محدث نہین پہچانتا وجہ حدیث کی یہان تک کہ فقیہ
آوے انتہی اور فقہ کا اختلاف کچھ مضر نہین اس لیے کہ اسمین کتنا ہی اختلاف ہو مگر مسئلہ
مفتی بہ سب حنفیہ کے نزدیک ایک ہی ہی الا ماشاء اللہ اور حدیث مین اسقدر اختلاف
ہی کہ جسقدر چارون مذاہب مین بلکہ زائد ہر ایک کا ماخذ ایک حدیث موجود ہی ورنہ اتنے مذاہب
مختلف کیون ہو جاتے پس فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے چوتھائی بلکہ اس سے
بھی کم سمجھنا چاہیے چنانچہ شرح مسلم مین موجود ہی اوسکو ملاحظہ کیجیے کوئی باب ایسا
نہین کہ جسمین کسیکا خلاف نہو مگر یہ اختلاف کچھ معیوب نہین فقط معترض صاحب کے
اعتراض کا جواب ہی کہ وہ فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے زیادہ بتلاتے ہین اور
یہ محض غلط ہی البتہ چارون مذہب کے فقہ کا اختلاف عجب نہین کہ حدیث سے
کم ہو اور فقط ایک امام کے اختلاف فقہ کو زیادہ کہنا لغو بات ہی محض واہیات ہی **قال**
بتلائیے کہ متبع راے ابو حنیفہ کا کس پر عمل کرے **اقول** مسئلہ مفتی بہ پر **قال** اور ایک
مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ بہ نسبت حدیث کی کتابون کے
فقہ کی کتابین بڑی آسان اور بہت تحقیق اور کوشش سے بنائی گئی ہین سو جواب اسکا
یہ ہی کہ یہ بات محض کذب اور دروغ ہی اگر کوئی منصف بہ نظر تحقیق دیکھے تو عبارت حدیث
کے متون فقہ مثل شرح وقایہ اور کنز اور ہدایہ وغیرہ سے لاکھ درجے آسان ہی الخ **اقول**
جناب معترض صاحب تمنے کچھ تو خدا کا خوف کیا ہوتا ایسی رکیک اور ضعیف باتین
ہمارے حنفیہ کی طرف کیون منسوب کردین اور جواب دینا انکا کیا ضرور تھا شاید
یہ فرضی صورتین ہون فقہانے فرضی مسائل نکالے ہین تو معترض صاحب بھی تو
تصدیق اجتہاد کے واسطے کوئی بات نکالین اور غرض اس اختراع سے یہ ہی کہ کوئی فقہ
نہ پڑھے اور نہ اوسپر عمل کرے اگر ضرورت پڑے تو مسک الختام وغیرہ کتابین پڑھو بال

کی اور نیل الاوطار وغیرہ تصانیف قاضی شوکانی زیدی کی جو مخالف مسلک جمہور علماے سنت کے ہین دیکھ لین
اور جب کسی خاص مسئلے کی ضرورت پڑی تو انہین کتابون سے اجتہاد بھی کرلے اور یہ جو کہتے ہین
کی حدیث موضوع پر کسی مقلد کا عمل نہین اور نہ اوسمین موضوع حدیثین ہین چنانچہ فتح القدیر
مین تو صحیح صحیح حدیثون سے مسائل ہدایہ کو خوب قوت دیکر جبر نقصان کردیا ہی یعنی مطلب ثبوت
سے ہی کہین ہو البتہ ضعف اور صحت مین اختلاف ہوا کرتا ہی اوسکا خود محدثین نے بھی اعتبار
کیا ہی اور حدیث ضعیف پر باوجود پائے جانے صحیح کے عمل کرلیا ہی چنانچہ ترمذی مین لکھا ہی
فَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَجْوَدُ إِسْنَادًا وَالْعَمَلُ عَلَى
حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ یعنی کہا یزید بن ہارون نے کہ حدیث ابن عباس کی اسناد
مین بڑھی کھری ہی اور عمل عمرو بن شعیب کی حدیث پر ہی انتہے پس تعجب ہی کہ خود تو صحیح کو محدثین
چھوڑکر ضعیف پر عمل کرلین اور فقہا اگر ضعیف پر کسی وجہ سے عمل کرلین تو قصوروار ٹھیرین
ع ہر یکے ناصح براے دیگران + ناصح خود یافتم کم در جہان **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین
ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ مجتہدون کا کوئی مسئلہ بھی قرآن اور حدیث کے
خلاف نہین ہی اور اگر کوئی ہوگا بھی تو اوسکا باعث یہ سمجھا جاوے گا کہ اوسکو مجتہدون نے
بسبب لائق نہ ہونے عمل کے عمداً ترک کردیا ہوگا جواب اسکا یہ ہی کہ اس تقریر سے یہ ثابت
ہوتا ہی کہ مقلدین مجتہد سے خطا کے ہونے کے قائل نہین ہین اور قائل نہونا خطا کا مجتہد سے
یہ مذہب معتزلہ کا ہی انتہے **اقول** اس کلام سے یہ نہین سمجھا جاتا ہی کہ احتمال خطا اون سے
نہین احتمال خطا تو ہر صورت مین ہی اگر صحیح کے مطابق استنباط ہوگا تو بھی احتمال خطا ہی
فقط خلاف حدیث کی صورت کو رفع خطا مین دخل دینا محض خطا ہی اگر مجتہد عمداً کسی حدیث کو
کسی علت سے ترک کردے اور اسکے اجتہاد مین احتمال خطا ہوگا اور اگر مسئلے استنباطی اوسکا
مخالف کسی حدیث کے نہ معلوم ہو تو بھی احتمال خطا سے چارہ نہین غرض مسائل اجتہادیہ
مین احتمال خطا او صواب ہر صورت مین ہوتا ہی مخالفت اور موافقت کو اوسمین کیا دخل

جو معترض صاحب نے محض فضول گفتگو کی معلوم ہوا کہ حضرت کو نے ربط الفاظ کہنے مین بھی نہایت
ہی مشق ہی یہان صواب اور خطا کے مسلے سے کیا بحث تھی جو معترض صاحب نے اظہار کمال دانائی
کیا حنفیہ ہر صورت مین خطا او صواب دونون کا احتمال رکھتے ہین البتہ جانب صواب غالب
ہوتی ہی اور جانب خطا کا احتمال ہوتا ہی اور اسمین کلام نہین کہ ائمہ نے بعض مسائل مین بعضے
احادیث کو بوجہ کسی علت کے ترک کر دیا ہی اور دوسرا ماخذ اوسکا قرار دیا ہی **قال** +
اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہمارے امام نے تمام
مسائل حدیث ہی سے نکالے ہین اور اونکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین جواب اسکا
یہ ہی کہ ایسا شخص بڑا کذاب اور بہت برے اعتقاد والا بیوقوف ہی انس لیے کہ بڑے بڑے
اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو کہ اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صحبت
مین رہتے تھے اونکو تو تمام حدیثین ایک مدت تک پونہچی ہی نہین تھین ان اماموں کو کیا
پونہچی ہون گی انتہی **اقول** حنفیہ کسی کی نسبت یہ دعوا نہین کرتے کہ اونکو کل حدیثین
بالیقین پونہچی تھین خواہ امام صاحب ہون یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد یا امام بخاری
یا امام مسلم ہون کسی کی نسبت کوئی ثابت نہین کر سکتا کہ اوسکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین
پس جسطرح یہ نہین کہہ سکتے کہ امام صاحب کو کل حدیثین پہونچ گئی تھین اسی طرح کوئی
اس دعوے کو بھی نہین ثابت کر سکتا کہ امام صاحب کو اسقدر حدیثین نہین پونہچین جسقدر
امام بخاری وغیرہ کو پونہچی تھین پس معترض صاحب نے یہان دو مغالطے دئے ایک تو حنفیہ
کی طرف سے کل حدیثون کا دعوا کر دیا اور دوسرے اوسکے جواب مین صحابہ کی حدیثین
بیان کر دین اور صحبت اوسپر یہ لائے کہ صحابہ اکثر اوقات رہتے تھے جو بات معترض صاحب
نے بیان کی من قبیل بناء الفاسد علی الفاسد ہی اکثر اوقات خود اس امر کا مقتضی ہی کہ کل
حدیثین صحابہ کو معلوم ہون پھر یہ کہنا کہ مدت تک اونکو حدیثین نہین پونہچی تھین اس سے
بھی معلوم ہوا کہ بعد مدت کے وہ حدیثین پہونچ گئین چنانچہ خود اوسکی تصریح کر دی ہی پس

نقض تقریر لازم

امام صاحب کا زمانہ تو بہت بعد ہوا ہی اور کوفے مین بہت سے صحابہ آکر مقیم ہوے تھے
اونکا علم حدیث کہان گیا کیا ظاہریہ نے سیکھا اور کسیکو میسر نہوا لہذا امام صاحب کو کہ تمام
کوفے سے اعلم تھے بہت ہی احادیث پونہچے ہون گے چنانچہ مسائل کی تطبیق مین امام صاحب
کی مسانید مین اسقدر احادیث موجود ہین کہ دوسرے کی کتاب مین اتنے نہین ہین اور ہر حدیث
جو ذرا بھی ایک گونہ مخالف ہوا وسکو کہدینا کہ امام صاحب کو نہین پونہچی محض بے دلیل بات اور
رجم بالغیب ہی خدا ایسے سوء ظنی سے بچاوے ورنہ ہر امام کے حدیث دوسرے امام کی صحیح حدیث
اور اجتہاد کے مخالف نہوتے حالانکہ کوئی حدیث ایسی نہین کہ جسکے مخالف کسی کا قول
موجود نہو مگر یون دعوا نہین کرسکتے کہ اوسکو صحیح حدیث نہین پونہچی تھی ہم بہت حدیثین
صحیح دیکھتے ہین کہ ایمہ نے اونکو باوجود صحت کے ترک کردیا ہی کیونکہ محض صحت پر دار و مدار عمل
کا نہین ورنہ جمہور صحابہ سے خلاف حدیث صحیح کے کوئی امر مروی نہوتا ہیں سب صحیح حدیثونکو واجب العمل
جانین تو صحابہ کا عمل اونکے ضرور برخلاف موجود ہی جب صحابہ ہی خلاف کرنے لگے تو نعوذ
باللہ موافق حدیث فقط ظاہریہ اپنے خیال مین ہون گے اسیوجہ سے احادیث مرفوعہ
مین صحابہ کے اعمال بھی ملحوظ خاطر ضرور ہین خصوصًا جو راوی اوس حدیث کے ہون اگر وہ
خلاف عمل کرتے ہون گے تو وہ حدیث قابل عمل نہوگی پھر اوسمین ایمہ کے اقوال بھی ضرور دیکھنے
چاہیین کیونکہ اکثر احادیث کی ایمہ نے وہ توجیہ بیان کی ہی کہ گو ظاہر کے خلاف ہی مگر غرض
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین وہی معلوم ہوتی ہی پس بے تحقیق صحیح حدیث پر عمل کرلینا
حسن ظن تو ہی مگر حماقت اور کم سمجھی خالی نہین ؎ درمیمنہ وزیر سلطان را + بوسیلہ گر و پیر امین
سگ و دربان چو یافتند غریب + این گریبان گرفت و آن دامن ۔ حاصل یہ ہی کہ معترض
صاحب دوسرون کے مغالطے فرضی نقل کرتے ہین اور جواب کے ضمن مین خود مغالطے دیتے
ہین بلکہ اونکے جواب کا نام مغالطہ ہی سمجھنا چاہیے عوام کو تو معلوم نہین کہ حنفیہ کا حقیقت
کار کیا ہی اونکی نظر مغالطون پر ڈال کر مٹی کی آڑ مین اون بیچارون کو پھانس لیتے ہین

اسکے بعد معترض صاحب نے سو مسلے مخالف احادیث نقل کیے ہین اور عقل کو بالاے طاق
رکھدیا ہی چنانچہ ناظرین کو جواب سے معلوم ہوگا کہ یہ طعن ائمہ حدیث پر نہین بلکہ اس پردے
مین معترض صاحب نے سبھی پر طعن کیا ہی امام صاحب وغیرہم اس سے بالکل بری ہین
قال اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ قرآن اور حدیث
کا ایسا کوئی مسلہ نہین ہی جو کہ مجتہدون کو نہ ملا ہو یا اونھون نے کسی مسلہ پر قرآن و حدیث
کے خلاف عمل کیا ہو سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی اگر کوئی شخص تامل کرے
تو اکثر پاوے گا کہ ایک طرف تو حدیث صحیح ہی اور ایک طرف راے امام کی ہی اوس حدیث
صحیح کے مخالف اور فتوے امام کی راے پر ہی چنانچہ مشت نمونہ خروارے چند قول اونکے
یہان نقل کرتا ہون دیکھ لیجئے مسلۂ اول اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث
کے یہ ہی جو کہ فقہ اکبر اور شرح عقائد نسفی مین لکھا ہی اَلْاِیْمَانُ هُوَ الْاِقْرَارُ وَالتَّصْدِیْقُ
وَاِیْمَانُ اَهْلِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ یعنی ایمان اقرار ہی اور
تصدیق ہی اور ایمان اہل آسمان اور زمین کا نہین زیادہ ہوتا اور نہین کم ہوتا انتہےٰ
امام اعظم نے خلاف کیا ہی اس مسلے مین کلام اللہ کی صریح کئی آیتون کا بھی اور حدیثون کا بھی
اس لیئے کہ ایمان بڑھتا بھی ہی اور کم بھی ہوتا ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاِذَا تُلِیَتْ
عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا یعنی جب پڑھی جاتی ہین اوپر اونکے نشانیان اوسکی
زیادہ کرتی ہین اونکو ایمان **اقول** یہان نزاع لفظی ہی اسمین مخالفت قرآن اور حدیث
کی مطلق نہین پائی جاتی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ایمان کے معنی جیسا کہ متاخرین حنفیہ
کے کتب مین ہین فقط تصدیق قلبی کے ہین اور اقرار کو احکام معاملات دنیوی مین ضروری اور
داخل ایمان جانتے ہین چنانچہ آیات قرآنی اسپر شاہد ہین فرمایا اللہ تعالے نے اُولٰٓئِكَ
كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ یعنی یہی لوگ ہین کہ جنکے دلون مین اللہ نے ایمان کو ثابت
کردیا اور وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ یعنی دل اوسکا مطمئن ہو ساتھ ایمان کے وَلَمَّا یَدْخُلِ

الْاِيْمَانُ فِي قُلُوْبِكُمْ يعني نهين داخل هوا ايمان تمهارے دلون مين قَالَتِ الْاَعْرَابُ
اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا يعني كها بدوي نے جو منافق تهے ايمان لائے هم تو كهدے
كه تم ايمان نهين لائے دل سے ليكن كهو كه اسلام لائے هم يعني ظاهر مين منقاد و مطيع هو گئے
اور احاديث سے بهي يهي معلوم هوتا هے چنانچه فرمايا رسول الله صلي الله عليه وسلم نے اسامه
سے جس وقت اونهون نے قتل كيا ايك شخص كو كه اوسنے لا اله الا الله كها تها هَلَّا شَقَقْتَ
قَلْبَهٗ فَنَظَرْتَ اَصَادِقٌ هُوَ اَمْ كَاذِبٌ يعني كيون نه چير كر ديكهه ليا تو نے دل اوسكا
كه وه سچا هے يا جهوٹا وَالْاِيْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ
يعني ايمان يه هے كه تصديق كرے تو ساتهه الله كے اور فرشتون اوسكے كے اور كتابون اوسكے كے
اور رسولون اوسكے كي يه چند آيتين اور حديثين هم نے لكهدي هين ورنه اور بهت سي سندين
قرآن اور حديث مين اوسكي موجود هين جن سے معلوم هوتا هے كه ايمان كا تعلق قلب هي سے هے اور
امام اعظم كي عبارت سے معلوم هوتا هے كه اونكے نزديك ايمان عبارت هے تصديق قلبي اور
اقرار زباني سے اور محدثين كے نزديك ايمان كے معني تصديق اور اقرار اور عمل كے هين اور قرآن
اور حديث مين بهي ايمان بان معني آيا هے اسي وجه سے حنفيه اور شافعيه مين اختلاف هوا
كه آيا ايمان زياده اور كم هوتا هے يا نهين پس محدثين چونكه عمل كو بهي داخل ايمان كر چكے تهے
اس ليے وه زيادتي اور كمي ايمان كے قائل هوے چنانچه اس آيت كو وه اپنے قول كي سند لاتے
هين امام رازي شافعي تفسير كبير مين لكهتے هين فَقَدِ احْتَجُّوْا بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ مِنْ
وَجْهَيْنِ الْاَوَّلُ اَنَّ قَوْلَهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْاِيْمَانَ
يَقْبَلُ الزِّيَادَةَ وَلَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِبَارَةً عَنِ الْمَعْرِفَةِ وَالْاِقْرَارِ لَمَا
قَبِلَ الزِّيَادَةَ يعني تحقيق حجت گردانا اونهون نے اس آيت كو دو وجهون سے اول
يه كه قول الله تعالى زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا دلالت اسپر كرتا هے كه ايمان زيادتي قبول كرتا هے
اور اگر ايمان عبارت هوتا تصديق اور اقرار سے تو البته زيادتي نه قبول كرتا تهي

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو معنی ایمان کی امام صاحب لیتے ہین وہ ہرگز زیادتی اور کمی
قبول نہین کرسکتی جتنی آیتین آپ نے بیان کین سب مین ایمان سے ارکان ثلاثہ
مذکور مراد ہین اگر یہ معنی ایمان کے آپ مراد لیتے ہین تو بجا ہی سوان معنون سے
امام صاحب ایمان کی کمی اور بیشی کا انکار نہین کرتے اور اگر صرف تصدیق یا مجموع اقرار
و تصدیق کے معنی لیے جائین جیسا کہ مذہب امام صاحب کا ہی تو معنی آیت کے
یہ ہون گے جو تفسیر کبیر مین لکھے ہین اور امام صاحب سے بھی یہی معنی منقول ہین والوجہ
الثانی مِنْ زِیَادَۃِ التَّصْدِیْقِ اَنَّھُمْ یُصَدِّقُوْنَ بِکُلِّ مَا یُتْلیٰ عَلَیْھِمْ
مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَلَمَّا کَانَتِ التَّکَالِیْفُ مُتَوَالِیَۃً فِیْ زَمَنِ الرَّسُوْلِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَعَاقِبَۃً فَعِنْدَ حُدُوْثِ کُلِّ تَکْلِیْفٍ
کَانُوْا یَزِیْدُوْنَ تَصْدِیْقًا وَاِقْرَارًا وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ مَنْ صَدَّقَ
اِنْسَانًا فِیْ شَیْئَیْنِ کَانَ تَصْدِیْقُہٗ لَہٗ اَکْثَرَ مِنْ تَصْدِیْقِ مَنْ صَدَّقَہٗ
فِیْ شَیْءٍ وَاحِدٍ وَقَوْلُہٗ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیَاتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا مَعْنَاہُ
اَنَّھُمْ کُلَّمَا سَمِعُوْا اٰیَۃً جَدِیْدَۃً اَتَوْا بِاِقْرَارٍ جَدِیْدٍ فَکَانَ ذٰلِکَ
زِیَادَۃً فِی الْاِیْمَانِ وَالتَّصْدِیْقِ یعنی وجہ دوسری زیادتی تصدیق کی یہ ہی کہ وہ
تصدیق کرتے ہین کل اوس شی کی جو پڑھی جاتی ہی اونپر اللہ کی طرف سے اور جبکہ تھین تکلیفین زمانہ
رسالت پناہ مین سے درپی اور ایک بعد دیگرے پس وقت حادث ہونے ہر
تکلیف کے زیادہ کرتے تھے وہ تصدیق اور اقرار اور ظاہر ہی یہ کہ جو شخص تصدیق کرے
کسی انسان کی دو امر مین زیادہ ہی تصدیق اوس شخص کی تصدیق سے کہ ایک امر مین
تصدیق کرے اور قول جناب باری واذا تلیت الخ یعنی جب وہ سنتے ہین کوئی آیت
جدید کرتے ہین اقرار جدید پس ہوگی یہ زیادتی ایمان مین اور تصدیق مین دوسری جگہ
کہتے ہین وَالْمَعْرِفَۃُ وَالْاِقْرَارُ لَا یَقْبَلَانِ التَّفَاوُتَ یعنی تصدیق اور اقرار

کمی بیشی قبول نہین کرتی اور جس صفحے کا آپنے حوالہ دیا ہی اوسمین تو اونھون نے بلکہ اور کسی
جگہ کہین ان معنون سے جو امام صاحب کہتے ہین ہرگز کمی اور بیشی کو نہین لکھا بلکہ منع
کیا ہی چنانچہ عبارت اونکی نقل کی گئی اور جس جگہ تفسیر کبیر مین ہمنے دیکھا نزاع لفظی پایا
ہان اب گفتگو اتنی باقی ہی کہ امام صاحب ان معنون کے کیون قائل ہوے جو اونکو معنی
مجازی لینے پڑے سو جواب اوسکا یہ ہی کہ امام صاحب کے معنی اکثر آیات اور احادیث سے
مطابق ہین اگر یہان یہ معنی لیتے تو دوسری جگہ مجاز لینا پڑتا جیسا کہ شافعیہ لیتے ہین
بلکہ میری راے مین امام صاحب کا مذہب اس باب مین بہت درست معلوم ہوتا ہی اگر منظور اختصار
نہوتا تو دونون طرف کے دلائل لکھتا پھر معلوم ہو جاتا کہ کس کی راے قرآن و حدیث سے
موافق زیادہ ہی مگر دو چار سندین ایسلیے لکھدین کہ کوئی صاحب اسکو عجز پر محمول نکرین اب
رہی حدیث سو اوسمین کہین تصریح نہین کہ ایمان معنی تصدیق کے زیادہ اور کم ہوتا ہی
بلکہ خود آپکی سندین جو بخاری سے لائے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ایمان بمعنی قول اور فعل کے
زیادہ ہوتا ہی علاوہ اوسکے اسکا حدیث ہونا ثابت نہین چنانچہ فتح الباری شرح بخاری
مین اسی مقام پر لکھا ہی کہ یہ لفظ سلف سے وارد ہے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا
وہم ہی اور مراد بخاری کی بھی یہ نہین ہی بلکہ عطف اسکا آثار کی عبارت پر ہی قول نبی پر نہین
گو یہ حدیث اسناد ضعیف سے وارد ہوئی ہی انتہی اور شیخ الاسلام علامہ عینی شارح بخاری
لکھتے ہین قَالَ الْاِمَامُ هٰذَا الْبَحْثُ لَفْظِيٌّ لِاَنَّ الْمُرَادَ بِالْاِيْمَانِ اِنْ كَانَ هُوَ
التَّصْدِيْقُ فَلَا يَقْبَلُهُمَا وَاِنْ كَانَ الطَّاعَاتُ فَيَقْبَلُهُمَا اَقُوْلُ ثُمَّ مَا قَامَ
مِنَ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ الْاِيْمَانَ لَا يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوْفٌ اِلٰى اَصْلِ الْاِيْمَانِ
وَكُلُّ مَا دَلَّ عَلٰى اَنَّ الْاِيْمَانَ يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوْفٌ اِلَى الْكَامِلِ وَهُوَ
مَقْرُوْنٌ بِالْعَمَلِ یعنی کہا امام صاحب نے یہ بحث لفظی ہی اسلیے کہ مراد ایمان سے اگر
فقط تصدیق ہی تو یہ زیادتی اور کمی نہین قبول کرتی اور اگر طاعت ہی تو یہ کمی اور بیشی قبول

فتح الباری شرح البخاری

کرتی ہی پس جو دلیل قائم ہوا سپر کہ ایمان کمی اور بیشی قبول نہین کرتا سو مراد اوس سے اصل ایمان ہی اور جو دلیل ایمان کی کمی اور بیشی پر دلالت کرتی ہو اوس سے مراد ایمان کامل ہی جس مین عمل داخل ہی انتہے اور مجد الدین فیروز آبادی شافعی مذہب لکھتے ہین وانچہ مشہور ست کہ

اَلْاِیمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ وَالْاِیمَانُ لَایَزِیْدُ وَلَایَنْقُصُ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درین معنی چیزے صحیح نشدہ وآن از اقوال صحابہ وتابعین ست یعنی جو کہ مشہور ہی کہ ایمان قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہی اور ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین کوئی حدیث صحیح نہین آئی بلکہ اقوال صحابہ اور تابعین سے ہی انتہے اور شیخ الہند شارح سفر السعادت بھی جنکی آپ سند لائے ہین اوسکے بعد لکھتے ہین کہ حاصل کلام تحقیق یہی ہی کہ دونون طرف کی کوئی حدیث صحیح نہین آئی اور جتنے اقوال آپنے نقل کیے ہین ذرا غور سے اوسمین ملاحظہ فرمائیے کہین یہ لکھا ہی کہ ایمان بمعنی تصدیق یا تصدیق مع الاقرار زیادہ اور کم ہوتا ہی بلکہ اسکی تصریح کردی ہی کہ قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہی چنانچہ غنیۃ الطالبین کی عبارت جو آپ لکھتے ہین اوسمین بھی تصریح کردی ہی کہ ایمان اقرار لسانی اور تصدیق جنانی اور عمل ارکانی ہی زیادہ ہوتا ہی بندگی سے اور ناقص ہوتا ہی گناہ سے اور قوی ہوتا ہی علم سے اور ضعیف ہوتا ہی جہل سے انتہے اور سلف کی عبارت مین جو قول وعمل فقط آیا ہی تصدیق کا ذکر نہین ہی اسکی وجہ یہ ہی کہ عمل سے مراد عام ہی خواہ جوارح سے ہو خواہ قلب سے چنانچہ تصریح اسکی شرح سفر السعادت مین کردی گئی ہی اور مجمع البحار کی عبارت جو آپنے نقل کی ہی اوس عبارت کے آگے وجہ موافقت بھی موجود ہی اوسکو آپنے کیون قلم انداز فرمایا چنانچہ وہ عبارت یہ ہی اِلَّا الْمُحَقِّقِیْنَ مِنْهُمْ فَاِنَّهُمْ قَالُوْا مَفْسَرُ التَّصْدِیْقِ لَایَزِیْدُ وَلَایَنْقُصُ وَالْاِیمَانُ الشَّرْعِیُّ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ بِزِیَادَۃِ ثَمَرَاتِہٖ وَبِہِ التَّوْفِیْقُ بَیْنَ ظَوَاهِرِ النُّصُوْصِ وَاَقَاوِیْلِ السَّلَفِ یعنی مگر محققین اونمین سے پس تحقیق کہا اونھون نے ... اور ایمان شرعی زیادہ اور کم ہوتا ہی بسبب زیادتی

ثمرون اپنے کی اور ان معنی سے موافقت درمیان ظاہر نص اور اقوال سلف کے ہوگئی انتہے
باقی رہا قول صاحب تفسیر فتح البیان کا جو معصر اور مربی آپکے ہین اوسکا جواب یہ ہو کہ وہ خود
اوسی صفحے مین لکھتے ہین وَالْمُرَادُ بِزِيَادَةِ الْإِيمَانِ هُوَ زِيَادَةُ انْشِرَاحِ الصَّدْرِ
وَطُمَانِيْنَةِ الْقَلْبِ وَانْفِلَاجِ الْخَاطِرِ یعنی مراد زیادتی ایمان سے زیادتی کشادہ ہونے
سینے کی ہو اور اطمینان قلب کا اور شگفتہ ہونا خاطر کا ہو انتہے سو اس زیادتی کے حنفیہ بھی
قائل ہین چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ہین لکھا ہو فَالتَّحْقِيقُ اَنَّ الْاِيمَانَ كَمَا قَالَ الْاِمَامُ
الرَّازِيُّ لَا يَقْبَلُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ مِنْ حَيْثِيَّةِ اَصْلِ التَّصْدِيقِ لَا مِنْ جِهَةِ
الْيَقِيْنِ فَاِنَّ مَرَاتِبَ اَهْلِهَا مُخْتَلِفَةٌ فِي كَمَالِ الدِّيْنِ یعنی تحقیق یہ ہو کہ ایمان
جیساکہ امام رازی نے کہا ہو زیادتی اور نقصان کو باعتبار اصل تصدیق کے قبول نہین
کرتا البتہ باعتبار یقین کے کمی بیشی ہوتی ہو اس لیے کہ مراتب اہل یقین کے مختلف ہین کمال دین
مین انتہے اس عبارت کے بعد ملا علی قاری لکھتے ہین چنانچہ اسپر کلام آلہی بھی دلالت کرتا ہو
قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ اس لیے کہ مراتب عین الیقین کے رتبہ
علم الیقین سے فوق ہین اسیواسطے آیا ہو کہ سننا مثل دیکھنے کے نہین ہوتا اگرچہ بعضون کا
قول ہو کہ اگر حجاب بھی اوٹھا دیا جاوے تو بھی یقین زیادہ نہو یعنی اصل یقین زیادہ نہو
بوجہ مطابقت علم الیقین کے اور یہ منافی نہین زیادتی یقین کو وقت دیکھنے کے چنانچہ مشاہدہ
کیا گیا ہو واسطے اوس شخص کے کہ علم ہو اوسکو خانہ کعبے کا غیبت مین پھر اوسکو مشاہدہ اوسکا ہو حضوری
مین اسی بنا پر بس مراد زیادتی نقصان سے قوت اور ضعف ہو اس لیے کہ تصدیق ساتھ
طلوع آفتاب کے قوی تر ہو تصدیق سے ساتھ حدوث عالم کے اگرچہ دونون مساوی ہین
اصل تصدیق مؤمن بہ مین یعنی جس کے ساتھ تصدیق کی گئی ہو انتہے اسکے آگے لکھتے
ہین فَالْخِلَافُ لَفْظِيٌّ یعنی بس اختلاف اسمین لفظی ہو حقیقی اختلاف نہین انتہے اور
رد المقبول علے النہج المقبول مین لکھا ہو کہ تحقیق نفس ایمان کم و بیش نہین ہوتا نزدیک

تفسیر فتح البیان

شرح فقہ اکبر ملا علی قاری

رد المقبول علے النہج

ترتیب

عام حنفیہ کے لیکن فرق اوسمین باعتبار قوت اور ضعف کے ہی اس لیے کہ ایمان عبارت ہی تصدیق
قلبی سے کہ حد اذعان کو پہونچ جاوے اور اسمین زیادتی اور کمی متصور نہین حتی کہ جسکو حقیقت
تصدیق کی حاصل ہوجائے خواہ وہ عبادت کرے خواہ گناہ تصدیق اوسکی برحال خود باقی رہیگی
اوسمین کچھ تغیر نہین آتا ہی اور دلیل ہماری قول جناب باری ہی وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ
اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ یعنی جسوقت
کہا ابراہیم نے اے رب میرے دکھا مجکو تو مردے کو کیسے زندہ کردیتا ہی کہا کیا تو ایمان نہین
لایا کہا ابراہیم نے ایمان تو لایا ہون مگر دل کا اطمینان چاہتا ہون پس اگر ایمان زیادتی اور
نقصان قبول کرتا تو جواب ابراہیم کا وَلٰكِنْ لِيَزْدَادَ اِيْمَانِيْ ہوتا یعنی مگر اس لیے کہ زیادہ ہوجاوے
ایمان میرا پس قول ابراہیم کا لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ دلیل یقینی ہی اسپر کہ نفس ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور
نہ کم البتہ اطمینان سے تصدیق اصلی کو تقویت ہوتی ہی اسیطرح قول اللہ تعالے کا اُولٰٓئِكَ
كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ یعنی یہی ہین جنکے دلون مین حق تعالے نے ایمان ثابت کردیا ہی اور
ظاہر ہی کہ مثبت زیادہ اور کم نہین ہوتا علی ہذا القیاس قول رسالت مآب کا حدیث ابو سعید مین
جو نہی عن المنکر مین وارد ہی وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ دلالت کرتا ہی اسپر کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی
اور نہ کم لیکن قوی او ضعیف ہوجاتا ہی جیسا کہ مذہب حنفیہ کا ہی انتہے اور جوامع قادریہ مین لکھا ہی
وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ دلیل یقینی ہی کہ ایمان کم و بیش نہین ہوتا لیکن بسبب اطمینان کے قوی
ہوجاتا ہی چنانچہ یہی مذہب ہمارا ہی انتہے اور الدر الازہر شرح الفقہ الاکبر مین ہی اِنَّ الْاِيْمَانَ لَا يَزِيْدُ
وَلَا يَنْقُصُ مِنْ حَيْثُ اَصْلِ التَّصْدِيْقِ وَالْاِذْعَانِ اِلَّا اَنَّهٗ يَقْوٰى وَيَضْعُفُ
مِنْ جِهَةِ الْيَقِيْنِ یعنی تحقیق ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور کم بھی نہین ہوتا ہی باعتبار اصل تصدیق
اور اذعان کے مگر تحقیق قوی او ضعیف ہوتا ہی باعتبار یقین کے انتہے البتہ محدثین کے قول پر
یہ شبہ وارد ہوتا ہی کہ جب عمل بھی داخل ایمان ہوا تو چاہیے کہ بدون عمل ایمان متحقق نہو سو اسکا جواب
کشاف اصطلاحات فنون مین موجود ہی قَالَ الْاِمَامُ هٰذِهٖ فِيْ غَايَةِ الصُّعُوْبَةِ لِاَنَّ الْعَمَلَ

إِذَا كَانَ رُكْنًا لَا يَتَحَقَّقُ الْإِيمَانُ بِدُونِهِ فَغَيْرُ الْمُؤْمِنِ كَيْفَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ قُلْتُ الْإِيمَانُ فِي كَلَامِ الشَّارِعِ قَدْ جَاءَ بِمَعْنَى أَصْلِ الْإِيمَانِ وَهُوَ الَّذِي لَا يُعْتَبَرُ فِيهِ كَوْنُهُ مَقْرُونًا بِالْعَمَلِ كَمَا فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَالْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ وَتُقِيمَ الصَّلٰوةَ الْحَدِيثَ وَقَدْ جَاءَ بِمَعْنَى الْإِيمَانِ الْكَامِلِ وَهُوَ الْمَقْرُونُ بِالْعَمَلِ وَهُوَ الْمُرَادُ بِالْإِيمَانِ الْمَنْفِيِّ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ الْحَدِيثَ وَكَذَا كُلُّ مَوْضِعٍ جَاءَ بِمِثْلِهِ فَالْخِلَافُ فِي الْمَسْأَلَةِ لَفْظِيٌّ لِأَنَّهُ رَاجِعٌ إِلَى تَفْسِيرِ الْإِيمَانِ وَأَنَّهُ فِي أَيِّ الْمَعْنَيَيْنِ مَنْقُولٌ شَرْعِيٌّ وَفِي أَيِّهِمَا مَجَازٌ یعنی کہا امام نے یہ کلام نہایت مشکل ہے اس لیے کہ عمل جبکہ رکن ہوا تو ایمان بغیر اوسکے پایا نہ جائے گا پس غیر مومن دوزخ سے کیونکر نکلے گا اور جنت مین کیونکر داخل ہوگا جواب دیتا ہون مین کہ ایمان کلام شارع مین کبھی بمعنی نفس ایمان کے آیا ہے اور نفس ایمان وہ ہے کہ جس مین عمل کے ساتھ ہونا اعتبار نکیا جائے چنانچہ قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین وارد ہی ایمان یہ ہی کہ تصدیق کرے تو ساتھ اللہ اور فرشتون اور کتابون اور رسولون اوسکے کے اور اسلام یہ ہی کہ عبادت کرے تو اللہ کی اور نہ شریک کرے تو ساتھ اوسکے اور قائم کرے تو نماز اور کبھی بمعنی ایمان کامل کے آیا ہی اور ایمان کامل وہ ہی جو عمل کے ساتھ ہو اور یہی مراد ہی اوس ایمان سے جو نفی کیا گیا ہی قول نبی علیہ السلام مین نہین زنا کرتا ہی زنا کرنے والا جسوقت وہ زنا کرتا ہی اوس حال مین کہ وہ ایمان رکھتا ہی اور اسیطرح ہر جگہ مثل اسکے آیا ہی سمجھنا چاہیے پس خلاف اس مسئلہ مین لفظی ہی اس لیے کہ وہ رجوع کرتا ہی طرف تفسیر ایمان کے اور طرف اسکے کہ وہی ایمان کون سے دو معنون مین سے منقول شرعی ہی اور کونسے دو معنون مین مجاز ہی انتہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے دو معنی آئے ہین نفس تصدیق اور ارکان ثلاثہ اور ایمان کامل

کے معنی اس لیے بیان ہوے تاکہ مذہب معتزلہ سے احتراز ہوجاے کیون کہ معتزلہ نفس ایمان مین
عمل اصل کہتے ہین پس اس سے لازم آتا ہی کہ جو عمل ترک کرے اوسکو ہمیشہ دوزخ مین رہنا پڑیگا
حالانکہ یہ مذہب خلاف اہل سنت اور جماعت کے ہی پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ
فقط نزاع لفظی ہی معنی مین نزاع نہین جہان قرآن اور حدیث مین عمل پر اطلاق آیا ہی
وہان ایمان کامل مراد ہی اور جس جگہ نفس تصدیق پر بولا گیا ہی وہان فقط اصل ایمان مراد
ہی اور لغت بھی ان معنون کے مطابق ہی قاموس مین ہی اٰمَنَ بِہٖ اِیْمَانًا صَدَّقَہٗ یعنی ایمان
لایا وہ ساتھ اوسکے یعنی تصدیق کی اوس نے اوسکی اور لمعات شرح مشکوۃ کے کتاب
الایمان مین ہی ثُمَّ نُقِلَ فِی الشَّرْعِ اِلٰی تَصْدِیْقِ الشَّارِعِ فِیْمَا اَخْبَرَ اِمَّا وَحْدَہٗ
وَھُوَ مَذْھَبُ الْمُحَقِّقِیْنَ اَوْ مَعَ الْاِقْرَارِ اِنْ لَمْ یَمْنَعْ مَانِعٌ وَھُوَ قَوْلُ الْجُمْھُوْرِ
اَوْ مَعَ الْاِقْرَارِ وَالْعَمَلِ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَۃِ وَاَمَّا مَا یُحْکٰی مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ مِنْ اَنَّ
الْاِیْمَانَ اِعْتِقَادٌ بِالْجَنَانِ وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ فَالْمُرَادُ الْاِیْمَانُ
الْکَامِلُ لَا اَصْلُہٗ کَمَا اشْتَبَہَ عَلٰی اَقْوَامٍ مِنَ النَّظَرِ فِیْ ظَوَاھِرِ عِبَارَاتِھِمْ وَقَدْ
صَرَّحُوْا بِمَا ذَکَرْنَا یعنی پھیر نقل کیا گیا شرع مین طرف تصدیق شارع کے اوس چیز
مین کہ خبر دی شارع نے یا فقط تصدیق اور یہ مذہب محققین کا ہی یا مع اقرار کے اگر کوئی
مانع نہو اور یہ قول جمہور کا ہی یا مع اقرار اور عمل کے نزدیک معتزلہ کے لیکن جو کہ محدثین سے
منقول ہی کہ ایمان اعتقاد قلبی اور اقرار زبانی اور عمل ارکانی ہی پس مراد اوس سے ایمان کامل
ہی نہ نفس ایمان جیسا کہ شبہہ ہو گیا ہی بعضون کو اونکی ظاہر عبارت سے اور تحقیق تصریح
کردی ہی اونھون نے اوس چیز کی جو ذکر کی ہمنے انتہے اور مرقات شرح مشکوۃ کے کتاب
الایمان مین ہی وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَآءُ فِیْہِ عَلٰی اَقْوَالٍ اَوَّلُھَا وَعَلَیْہِ الْاَکْثَرُوْنَ وَالْاَشْعَرِیُّ
وَالْمُحَقِّقُوْنَ اَنَّہٗ مُجَرَّدُ تَصْدِیْقِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا عُلِمَ مَجِیْئُہٗ بِہٖ
بِالضَّرُوْرَۃِ یعنی اختلاف کیا ہی علما نے ایمان مین کئی قول پر اول اونکا اور اوسیپر اکثر لوگ ہیں

قاموس اللغات

لمعات شرح مشکوۃ کتاب الایمان

مرقاۃ شرح مشکوۃ کتاب الایمان

اشعری اور محققین ہیں یہ ہی کہ ایمان مجرد تصدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اوسمین کہ جانا گیا ہی لانا
اوسکا اونکو ضروری انتہے اور اسکے بعد لکھا ہی اور نہین ظاہر ہوتی ہی مخالفت درمیان قول
اصحاب حدیث اور درمیان تمام اہل سنت کے اس لیے کہ بجالانا اوامر اور نواہی کا کمال ایمان سے
ہی اتفاقاً نہ ماہیت ایمان سے پس نزاع لفظی ہی نہ حقیقی ایسے ہی اختلاف کمی اور بیشی
مین لفظی ہی انتہے پس ہم حیران ہین کہ آپکو مخالفت صریحہ کا حکم کرنے پر کون سی شی باعث ہوئی
اول آپکو مناسب تھا کہ ایمان کے معنی متعین کرتے پھر اوسمین گفتگو کرتے کہ ان معنون سے
کمی اور بیشی قرآن اور حدیث سے ثابت ہی یا نہین آپنے بلا تحقیق حکم دے دیا کہ امام صاحب
نے صریح مخالفت کی ادنی استعداد والا بھی جان سکتا ہی کہ فرق بیّن ہی اور یہ آیت سلف
سے آجتک کسی کو نہ سوجھی تھی فقط آپکو معلوم ہوئی حیف صد حیف یہ انصاف رہ گیا آپکو لکھتے
وقت یہ بھی خیال نہ آیا کہ ذرا حنفیہ اور شافعیہ کی کتابین تو دیکھ لون پھر اس اعتراض کو قلمبند
کرون خیر قطع نظر اون کتابون کے جن کتابون کو آپنے لکھا ہی انھین [illegible] کرتے تو جواب
موجود تھا اگر امام صاحب ایسی مخالفتین کیا کرتے تو شرق سے غرب تک کوئی اونکی تقلید نکرتا مگر آپنے
باوجود دعوی اسلام کے ایسی جرات کی ہی کہ آجتک کسی نے نہین کی تھی آپکو گفتگو سے تہذیب
مناسب تھی مگر کیا کرین ہمارا یہ شیوہ نہین ورنہ بحکم ؎ کلوخ انداز را پاداش سنگ ست
جواب دندان شکن دیا جاتا فی الواقع بڑون کو برا کہنا باعث سوء خاتمہ کا ہوتا ہی اللہ محفوظ
رکھے آخر حضرت موسی اور خضر کا قصہ قرآن شریف مین کس غرض سے لایا گیا ہی اوسمین ایک یہ
بھی حکمت ہی کہ ظاہری مخالفت دیکھکر بغیر غور کے یون نہ کہنا چاہیے کہ فلانے بزرگ نے
مخالفت صریح کی غرض تمھاری ان گستاخیون سے ہمارا کچھ نہ گیا تمھین پر چار ونطرف سے
نفرین اور ملامت ہونے لگی سچ ہی ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنۂ
پاکان برد **قال** مسئلۂ دوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی
جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ

فقہ کی کتابون مین ہی مُدَّۃُ الرِّضَاعِ ثَلٰثُوْنَ شَہْرًا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی مدت دودھ
پھرانے کی تیس مہینے ہین نزدیک ابی حنیفہ کے اور بلفظ ہدایہ کے ہین انتہے امام اعظم نے خلاف
کیا ہی اس مسلے مین کلام اللہ کی صریح تین آیتون کا بھی اور حدیث کا بھی اس لیے کہ نبی کو دودھ
بلانے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو برس ہی آلخ **اقول** امام صاحب نے ہرگز صریح آیتون اور حدیثون کا خلاف نہین
کیا بلکہ امام صاحب نے اوسی آیت حَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَہْرًا سے کہ جس سے دو برس بھی لیے ہین اور
ڈھائی برس بھی اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ مین لکھی ہی وَوَجْہُہٗ اَنَّہٗ تَعَالٰی
ذَکَرَ شَیْئَیْنِ وَضَرَبَ لَہُمَا مُدَّۃً فَکَانَتْ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا بِکَمَالِہَا کَالْاَجَلِ الْمَضْرُوْبِ
لِلدَّیْنَیْنِ اِلَّا اَنَّہٗ قَامَ الْمُنْقِصُ فِیْ اَحَدِہِمَا فَبَقِیَ الثَّانِیْ عَلٰی ظَاہِرِہٖ یعنی وجہ امام
صاحب کی یہ ہی کہ اللہ تعالی نے دو چیزون کو ذکر کیا (یعنی حمل اور رضاع) اور دونون کے واسطے
مدت بیان کی پس وہ مدت ہر ایک کیواسطے کامل ہوگی جیسے وقت کہ دو قرض کیواسطے مقرر کیا جاے
مگر ایک مین ناقص کرنے والی شی موجود ہی پس باقی رہا دوسرا اپنے حال پر اور اجل مضروب کے
مثال رد المحتار اور بنایہ مین یہ لکھی ہی اَجَّلْتُ الدَّیْنَ الَّذِیْ عَلٰی فُلَانٍ وَالدَّیْنَ الَّذِیْ
عَلٰی فُلَانٍ سَنَۃً یعنی وقت معین کیا مین نے اوس دین کا جو فلان شخص پر ہی اور اوس دین کا جو
فلان شخص پر ہی ایک برس انتہے اس سے سمجھا جاتا ہی کہ دونون کیواسطے ایک ایک برس ہے چنانچہ تصریح
اسکی کتب مذکورہ مین موجود ہی اور دوسری مثال اسی محاورے کی تائید مین طحطاوی اور عنایہ مین یہ ہی
لِفُلَانٍ عَلَیَّ اَلْفُ دِرْہَمٍ وَخَمْسَۃُ اَقْفِزَۃٍ حِنْطَۃٍ اِلٰی شَہْرَیْنِ یَکُوْنُ
الشَّہْرَانِ اَجَلًا لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الدَّیْنَیْنِ بِکَمَالِہٖ یعنی واسطے فلان شخص کے اوپر میرے
ہزار درہم ہین اور پانچ گون گیہون ہین دو ماہ تک اس عبارت مین دو ماہ ہر ایک دین کی بکمالہ
اجل ہونگے انتہے اور منقص کی مثال حدیث عائشہؓ کی ہی کہ فرماتی ہین اَلْوَلَدُ لَا یَبْقٰی فِیْ
بَطْنِ اُمِّہٖ اَکْثَرَ مِنْ سَنَتَیْنِ یعنی لڑکا نہین باقی رہتا ماں کے پیٹ مین زیادہ دو برس سے
انتہے چنانچہ یہ حدیث کتب مذکور مین موجود ہی اور دارقطنی اور بیہقی بھی اسکو روایت کرتے ہین

چنانچہ تخریج زیلعی اور ردمحتار میں ہے ومثلہ لا یعرف الا سماعاً یعنی اس قسم کی حدیث سنی
ہوئی ہی ہوتی ہے اور ردالمحتار میں فتح القدیر سے نقل کیا ہے اسلیے کہ مقدرات کیطرف عقل ہرگز
راہ نہیں پا سکتی ہے پس کہا او یقین یہی ہوگی کہ یہ حدیث حکم میں مرفوع حدیث کے جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنی گئی ہو اور فتح القدیر میں اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت کیا ہے
اسی وجہ سے امام صاحب حمل کی مدت دو برس کہتے ہیں کیونکہ حدیث سے تخصیص آیت کی
ہو گئی اور رضاع کی مدت وہی ڈھائی برس جسپر آیت دلالت کرتی ہے باقی رہی البتہ اس صورت میں
دو اعتراض واقع ہوتے ہیں ایک یہ کہ قرآن کو حدیث سے متغیر کر دینا لازم آتا ہے دوسرے یہ کہ
لفظ ثلٰثین کا ایک اطلاق میں ثلاثین یعنی تیس اور اربعۃ وعشرین یعنی چوبیس کے معنوں میں
استعمال کرنا پڑتا ہے اور یہ جمع ہے درمیان حقیقت اور مجاز کے جس سے منع کیا گیا ہے سوال
اعتراض کا جواب درالمختار میں یہ لکھا ہے والآیۃ مؤولۃ لتوزیعھم الاجل علی الاقل
والاکثر فلم تکن دلالتہا قطعیۃ یعنی آیت تاویل کی گئی ہے بسبب تقسیم کرنے انکی اجل کو
اوپر کم اور زیادہ کے پس نہوگی دلالت اوسکی قطعی انتہٰی اور کہا ردالمحتار شرح درالمختار میں قولہ
والآیۃ مؤولۃ ای قابلۃ للتاویل بمعنی آخر فلم تکن قطعیۃ الدلالۃ علی المعنی
الاول فجاز تخصیصہا بخبر الواحد یعنی قول اوسکا الآیۃ مؤولۃ کے معنی یہ ہیں کہ آیت قابل
تاویل کے ہے بمعنی دوسری کے پس یہ آیت اول معنی پر قطعی دلالت نکرے گی پس جائز ہوا خاص
کرنا آیت کا خبر واحد سے انتہٰی وقولہ لتوزیعھم ای العلماء کالصاحبین وغیرھما
الاجل ای ثلثین شھراً علی الاقل ای اقل مدۃ الحمل وھو ستۃ اشھر
والاکثر ای اکثر مدۃ الرضاع وھو سنتان فالثلاثون بیان لمجموع
المدتین لا لکل واحدۃ یعنی اور قول اوسکا واسطے تفریق کرنے اونکے یعنی علما کے
مثل صاحبین اور سوا اونکے اجل کو یعنی تیس ماہ کو اوپر اقل کے یعنی اقل مدت حمل کے اور وہ چھ
ماہ ہیں اور اوپر اکثر کے یعنی اکثر مدت رضاع کی اور وہ دو برس ہیں پس تیس ماہ بیان ہے دونوں

مدتوں کا نہ ہر واحد کا انتہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ بوجہ تاویل کرنے اونکی طرف اقل اور
اکثر کے ظاہر معنی کو حمل اور رضاع مین سے ہر ایک کے واسطے پوری ڈھائی برس لینی مناسب
تھی چنانچہ محاورات سے یہ امر ثابت کردیا گیا ہی اور خاص کر لینا آیت کا حدیث سے جائز ہو گیا

بیان تخصیص

اور دوسرے اعتراض کا جواب بھی رد المحتار شرح در مختار مین لکھا ہی کہ حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ دو
مبتدا ہین اور ثَلٰثُوْنَ فِصَالُهٗ کی خبر ہی حَمْلُهٗ کی خبر مقدر ہی پس فِصَالُهٗ کی خبر اپنے معنی حقیقی مین
اور حَمْلُهٗ کی خبر معنی مجازی مین ہی پس اجتماع درمیان حقیقت اور مجاز کے ایک لفظ مین واقع نہو
اور اسپر ایک اعتراض اور ہوتا ہی کہ ایک عدد کو دوسرے مین مجازًا داخل نہین کرتے سو جواب یہ ہی کہ
عَشَرَةٌ اِلَّا اِثْنَیْنِ کہتے ہین اور ثَمَانِیَةٌ مراد لیتے ہین ہان البتہ اسمین یہ شبہہ ہوتا ہی کہ یہ
استثنا مین ہی اور گفتگو اسمین نہین اسکا جواب یہ ہی کہ یہ کہنا تکلف ہی بلکہ سوا استثنا کے
بھی استعمال آیا ہی چنانچہ تفسیر کبیر کی عبارت آتی ہی اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جسوقت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے چالیس سے دو برس کم تھے حالانکہ قرآن شریف
مین آیا ہی بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یعنی جب چالیس برس کو پہونچے یہ کہا اور تفسیر سے معلوم
ہوتا ہی کہ قریب چالیس کے تھے تو اس آیت مین چالیس کا اطلاق اڑتیس پر ہوچکا ہی ایسا بہت
استعمال آتا ہی اسکا انکار کرنا کلام عرب سے آگاہ نہونا ہی اور ایک شبہہ اسمین یہ وارد ہوتا ہی کہ حدیث عائشہ
آیت حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ اور حدیث لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَیْنِ سے بہتر نہ تھی اسکا جواب یہ ہی
کہ امام صاحب آیت اور حدیث کو استحقاق اجرت مین خاص کرتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت
کے سیاق سے معلوم ہوتا ہی کہ والدہ مطلقہ کو دو برس دودھ پلانا چاہیے اور اجرت اوسکے
باپ پر ہی اسلیے کہ زوجہ کو اجرت پر لینا امام صاحب کے نزدیک درست نہین اور امام شافعی رح
درست کہتے ہین علی ہذا القیاس حدیث بھی اسپر محمول ہی کہ دو برس سے زیادہ رضاع کی اجرت
کا استحقاق نہین پس ان معنوں سے حدیث اور آیت اور شان نزول اور سیاق اور سباق
مین خوب مطابقت ہوجائے گی اور یہ اختلاف آیت مذکورہ سے جب ثابت ہوتا ہے

کہ اس آیت کو عام شخص کے واسطے لیا جاوے اور اگر اسکو خاص ایک شخص کے واسطے مثل حضرت ابو بکر صدیق وغیرہم کے لیوین جیسا کہ اکثر تفسیرونمین مذکور ہی خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق رضہ کے حق مین نازل ہونے کے تو اکثر مفسرین قائل ہین چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین ہی وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ وَاَبِیْهِ وَاُمِّهٖ اور دوسرون نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق اور اونکے والدین کے حق مین نازل ہوئی انتہے اور تفسیر احمدی مین لکھا ہی وَقِیْلَ فِیْ حَقِّ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ خَاصَّةً حَیْثُ کَانَ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَارْتَضَعَ بَعْدَهٗ حَوْلَیْنِ وَیَدُلُّ عَلَیْهِ سِیَاقُ الْاٰیَةِ وَتَمَامُهَا وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ الاٰیۃ یعنی کہا بعضون نے نازل ہوئی یہ آیت خاص حضرت ابو بکر صدیق کے حق مین اس لیے کہ وہ اپنی والدہ کے شکم مین چھ مہینے رہے ہین اور دودھ پیا ہی اونھون نے بعد اسکے دو سال اور دلالت کرتا ہی اسپر سیاق آیت کا اور خاتمہ اوسکا اور وہ قول اللہ تعالے کا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ کا آخر آیت تک ہی انتہے اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ حکایت کیا واحدی نے ابن عباس اور قوم کثیر متاخرین مفسرین سے اور متقدمین اونکے سے کہ تحقیق یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کے حق مین نازل ہوئی ہی کہا اونھون نے دلیل اسپر یہ ہی کہ اللہ تعالے نے معین کیا حمل اور فصال کو اس جگہ ساتھ ایسی مقدار کے کہ معلوم ہی کہ کبھی وہ ناقص ہوتی ہی اور کبھی زیادہ بوجہ مختلف ہونے آدمیون کے ان احوال مین پس ضرور ہوا کہ مقصود اس سے کوئی ایک شخص ہوتا کہ کہا جاوے کہ یہ مقدار اوسکے حال کی خبر ہی پس ممکن ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق کا بطن والدہ مین رہنا اور رضاع اونکا اسی مقدار ہو پھر فرمایا اللہ تعالے نے اسی شخص کی تعریف مین یہان تک کہ جسوقت پہونچا وہ اپنی جوانی کو اور پہونچا چالیس برس کو کہا ای رب میرے الہام کر تو مجکو کہ شکر کرون مین تیری نعمت کا جو مجھپر تونے کی ہی اور میرے والدین پر اور معلوم ہی یہ بات کہ ہر شخص اس قول کو نہین کہا کرتا پس واجب ہوا کہ مراد اس آیت سے کوئی شخص معین ہو کہ کہا ہو اوسنے اس قول کو لیکن ابو بکر رضہ پس تحقیق کہا ہی

تفسیر معالم التنزیل

تفسیر احمدی

تفسیر کبیر

اونھوں نے اس قول کو قریب اس سن کے اس لیے کہ وہ چھوٹے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس سے
کچھ زیادہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوئے چالیس برس میں اور ابو بکر صدیق رض قریب
چالیس برس کے تھے اور اونھوں نے تصدیق کی آپکی اور ایمان لائے پس ثابت ہوا اس تقریر سے
کہ یہ آیتیں صلاحیت رکھتی ہیں کہ مراد انسے حضرت ابو بکر صدیق ہوں اور جب صلاحیت رکھنا
ثابت ہوا تو اب ہم کہتے ہیں کہ مراد اس آیت سے حضرت ابو بکر رض ہی ہیں انتہی پس صورت
میں اس آیت سے ہر شخص کے واسطے دو یا ڈھائی برس ثابت نہونگے بلکہ خاص ایک شخص کا
حال ہوگا اور صورت کہ عام ہر شخص کے واسطے لیا جائے تو بھی دلالت اس آیت کی اقل اور اکثر مدت
پر قطعی نہوگی بلکہ آیت موؤل ہو جاوے گی چنانچہ سند اسکی درمختار اور رد المحتار سے
بیان ہوگئی پس رضاع کے دو برس معین پر دلالت یقینی آیت سے ثابت نہوئی کیونکہ
ان معنوں سے تاویل کہلاتی ہے ہاں امام صاحب کے معنی ظاہر آیت کے مطابق ہیں اگر شبہہ
ہوتا ہے تو فقط یہی ہوتا ہے کہ آیت کو حدیث سے خاص کرتے ہیں سو یہ امام صاحب کے نزدیک
جائز ہے چنانچہ تقریر اسکی اوپر گذر چکی کہ مدت رضاع میں اختلاف ہے امام صاحب ڈھائی برس
اسی آیت سے لیتے ہیں اور امام مالک دو برس سے دو ماہ زیادہ کرتے ہیں اور ایک روایت میں ایک
مہینہ اور ایک میں کچھ مدت معین نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ جب تک بچہ کو دودھ کی احتیاج ہو پلانا چاہیے
اور بغوی نے معالم التنزیل میں حضرت علی رض سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رض
کی شان میں نازل ہوئی ہے انتہے پس اس صورت میں البتہ اقل اور اکثر مدت حمل اور رضاع کی
لینا درست ہو جاویگا کیونکہ قرینہ قائم ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کا حال مذکور ہے اور جس صورت میں
کہ عام لیا جاوے پھر بھی معنی یہی مراد ہوں اور دوسرے معنی سے انکار کیا جائے تو بعید از انصاف
ہے البتہ ان معنوں سے بھی بیشک اسمین تاویل ہے پھر قطعی الدلالۃ نہیں چنانچہ صاحب عنایہ
لکھتے ہیں کہ تائید کرتی ہے اسکی تاویل یہ وہ روایت کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پس
چھ مہینے میں وہ عورت لڑکا جنی پس حضرت عثمان رض کے پاس لائی گئی پس آپنے مشورہ لیا

اوسکے رجم کرنے مین اور کہا ابن عباس رض نے کہ اگر مین کتاب اللہ سے اسمین مخاصمہ کرون تو کر سکتا

ہون کہا صحابہ نے کیونکر کہا حضرت ابن عباس رض نے کہ اللہ تعالے فرماتا ہی وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا آپس حضرت عثمان رض نے چھوڑ دیا اوسکو انتہے پس معلوم ہوا کہ تاویل سے دونو معنی خالی نہین امام صاحب کے معنی گو ظاہر ہین لیکن اونہین بوجہ حدیث کے تغیر آگیا اور محدثین کے معنون مین بوجہ کمی بیشی لینے کے تاویل ہو گئی یہی وجہ ہی کہ دو سال کے تعین مین کوئی حدیث صحیح مرفوع نہین آئی ہی بلکہ حضرت ابن عباس رض کا قول ہی کہ جسکے معنی استحقاق اجرت کے ہین جیسا کہ قرآن شریف سے دو برس دودھ پلانا والدہ کا سمجھا جاتا ہی اسکا مطلق ذکر نہین کہ حرمت رضاع دو برس مین ہوگی فقط محدثین کا قول ہی ایسے ہی امام صاحب کا قول ہی تصریح آیت مین دونون کے قول کی نہین لیکن سیاق آیت مؤید مذہب امام صاحب کے ہی البتہ بخاری اور مسلم کی روایت مین یہ آیا ہی اِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ یعنی رضاعت وقت طفلی ہی کے ہوتی ہی انتہے سو اس عبارت سے دو برس کا تعین کیسے ہو سکتا ہی بلکہ آیت مین بھی جو خاص حرمت رضاع کے بارے مین آئی ہی مطلق ارضاع ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالے نے وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ یعنی اور حرام کین مائین تمہاری جنھون نے تمکو دودھ پلایا ہی انتہے باقی رہی آیت وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ اور دوسری آیت حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِیْ عَامَیْنِ سو اسکا جواب تفسیر احمدی مین مذکور ہی وَبِالْحَقِیْقَةِ لَیْسَ هُوَ حُجَّةً لَّهُمْ فِیْمَا ذَهَبُوْا اِلَیْهِ مِنْ عَدَمِ زِیَادَةِ الرَّضَاعِ عَلٰی حَوْلَیْنِ لِاَنَّهٗ قَیْدٌ لِوُجُوْبِ اِرْضَاعِ الْوَالِدَةِ وَلَدَهَا یَعْنِیْ اَنَّ لَیْسَ الْوَاجِبُ عَلَی الْوَالِدَةِ اِرْضَاعُ وَلَدِهَا عِنْدَ الْعُذْرِ اِلَّا حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ وَالزِّیَادَةُ تَبَرُّعٌ مِّنْهَا اَوْ قَیْدٌ لِوُجُوْبِ اُجْرَةِ الرَّضَاعِ عَلَی الْاَبِ بِقَرِیْنَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَعَلَی الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ یَعْنِیْ لَیْسَ الْوَاجِبُ عَلَی الْاَبِ اِلَّا اُجْرَةَ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ وَلَا یُفْهَمُ مِنْهُ اَنْ لَّا یَجُوْزَ زِیَادَةُ الرَّضَاعِ اَكْثَرَ مِنْ سَنَتَیْنِ یعنی درحقیقت یہ دونون آیتین اونکے لیے حجت نہین ہو سکتین اوس چیز مین کہ گئے ہین وہ طرف

بخاری و مسلم

تفسیر احمدی

اوسکے نہ زیادہ ہونے رضاع مین دو برس سے اس لیے کہ دو برس قید ہین واسطے وجوب دودھ پلانے ماکے اپنے بچے کو یعنی نہین واجب ہی والدہ پر دودھ پلانا اپنے لڑکے کا وقت عذر کے مگر دو سال اور زیادتی اسکی طرف سے احسان ہی یا دو سال قید ہین واسطے واجب ہونے اجرت دودھ پلانی کے والد پر بسبب قرینہ قول اللہ تعالے کے اور والد پر ہی کہانا اور کپڑا اونکا یعنی نہین واجب ہی باپ پر مگر اجرت دو برس کامل کی اور نہین سمجھا جاتا اس سے کہ نہ جائز ہو زیادتی رضاع کی زیادہ دو برس سے انتہے اس عبارت سے واضح ہوا کہ یہ آیتین اس بارے مین ہین کہ ماں کو دو برس دودھ پلانا یا والد کو اجرت دودھ پلانے دو سال کی دینا ضروری ہی رضاع جس سے دو برس کے اندر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہی وہ مضمون ہرگز اس عبارت سے نہین نکلتا بلکہ رضاع سے جو حرمت آتی ہی اوسکی آیت پہلے ہم بیان کر چکے ہین اوسمین مطلق رضاع سے حرمت ہی البتہ احادیث نے ایام طفلی کو خاص کر لیا اور اگر آیت کو بھی غور سے دیکھا جاوے تو بھی معلوم ہوتا ہی کہ لڑکپن ہین ہی پینا معتبر ہی کیونکہ رضاع کیواسطے رضیع چاہیے اور ظاہر ہی کہ جوان رضیع نہین ہوتا اور شیخ امام ابو نصر نے شرح قدوری مین لکھا ہی وجہ قولہما قولہ تعالے وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَقَالَ وَفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ وَالْجَوَابُ اَنَّ رِضَاعَ الْاُمِّ لَا يَتَعَلَّقُ بِهٖ تَحْرِيْمٌ فَعُلِمَ اَنَّ الْفَصْلَ الْمَذْكُوْرَ لَيْسَ هُوَ فِيْمَا كَانَ فِي التَّحْرِيْمِ وَاِنَّمَا هُوَ فِيْ وُجُوْبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْاَبِ یعنی وجہ قول صاحبین کی یہ دونوں آیتین ہین اور جواب یہ ہی کہ رضاع والدہ کی ساتھ حرمت کے متعلق نہین ہوتی پس جانا گیا کہ اس فصل سے مراد وہ فصال نہین جو حرام کرتا ہی بلکہ یہ تو نفقہ نفقے کے واجب ہونے مین ہی والد پر انتہے مطلب اس عبارت کا یہ ہی کہ یہان والدہ کا اولاد کو دو برس دودھ پلانے کا ذکر کیا ہی پس والدہ کو دودھ پلانے سے حرمت کے کیا معنی بلکہ حرمت تو غیر عورت کے دودھ پلانے سے ہوتی ہی پس معلوم ہوا کہ یہ فصال وہ فصال نہین ہی کہ جس سے حرمت ثابت ہوجاتی ہی بلکہ یہان اس کا بیان ہی کہ دو برس تک عذر مین دودھ پلانا اون کو ضرور ہے

شرح قدوری

اور والد کو اسکی اجرت دینی چاہیے اس لیے کہ اسمین سبکا اتفاق ہے کہ استحقاق اجرت کے دو برس ہین
چنانچہ قاضی خان اور بحر الرائق مین اسکی تصریح کردی ہے اور تبیین الحقائق مین لکھا ہے پس اس تقریر سے
جانا گیا کہ فصال مذکور اس آیت مین فصال استحقاق اجرت کا والد پر ہے نہ فصال مدت رضاع
کا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ فصال مدت رضاع کا ہے اس صورت مین یہ بیان ہے کمتر مدت رضاع کا
نہ یہ کہ وہ واجب کردیتا ہے حرمت کو بعد اوسکے کیا نہین جانتا تو کہ رضاع اور حمل مین فرق ہے اور ارادہ
کیا ہے کمتر مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہے کمتر مدت فصال کا اور دلیل باقی رہنے مدت رضاع کی یہ ہے کہ
اللہ تعالی نے بعد اسکے فرمایا پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا رضامندی اپنی اور مشورے سے اوس
ذکر کیا اس آیت کو بعد حولین کے ساتھ حرف فا کے پس دلالت کی اس نے اوپر باقی رہنے مدت رضاع
کی بعد حولین کے اور اسیواسطے معلق کیا فصال کو بعد حولین کے ساتھ تراضی اونکے کے اوسیر اور دودھ
چھڑانا مدت رضاع مین غیر معتبر ہے جسطرح کہ رضاع بعد مدت رضاع کے غیر معتبر ہے دودھ چھڑایا ہوا نہ انتہے
اور شرح قدوری مین لکھا ہے وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا لَيْسَ هٰذَا بَيَانًا
لِغَايَةِ الْفِصَالِ وَاِنَّمَا هُوَ بَيَانٌ لِاَقَلِّ مُدَّةِ الْفِصَالِ اَلَا تَرٰى اَنَّهٗ فَرَّقَ بَيْنَ
الْحَمْلِ وَالْفِصَالِ وَاَرَادَ اَقَلَّ مُدَّةِ الْحَمْلِ كَذٰلِكَ اَرَادَ اَقَلَّ مُدَّةِ الْفِصَالِ
یعنی یہ اللہ تعالی کا قول انتہاے فصال کا بیان نہین بلکہ یہ بیان ہے کمتر مدت فصال کا کیا نہین
دیکھتا تو کہ درمیان حمل اور فصال کے فرق ہے اور ارادہ کیا ہے کمتر مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہے
کمتر مدت فصال کا انتہے اور تفسیر مدارک مین آیۂ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا کے بعد لکھا ہے زَادَا عَلَى
الْحَوْلَيْنِ اَوْ نَقَصَا وَهٰذِهٖ تَوْسِعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيْدِ یعنی زیادہ کرین والدین دو برس
یا کم کرین اور یہ وسعت ہے بعد تعیین کے انتہے اور تفسیر کشاف مین لکھا ہے فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا
صَادِرًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْ ذٰلِكَ زَادَا عَلَى
الْحَوْلَيْنِ اَوْ نَقَصَا وَهٰذِهٖ تَوْسِعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيْدِ یعنی مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ
پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا خوشی اور مشورے سے تو کوئی گناہ اسمین اونپر نہین ہے

قاضی خان
بحر الرائق تبیین الحقائق
شرح قدوری
تفسیر مدارک
تفسیر کشاف
صفحہ ۹۵

زیادہ کردین دو برس سے یا کم کردین اور یہ وسعت ہی بعد معین کرنے کے انتہےٰ اس عبارت سے معلوم ہوا
کہ دو برس رضاع کے معین نہین بلکہ اسمین وسعت کی گئی ہی اس لیے کہ امام مالکؒ کہتے ہین کہ دو برس سے
زیادہ بھی اگر ضرورت پڑے تو بھی رضاع ہی اور امام زفر ایک سال زیادہ لیتے ہین کیونکہ اسمین
خوب تغیر واقع ہوجاتا ہی کیونکہ ہر فصل کی عادت ہوجاتی ہی تو پھر دودھ چھڑانے مین تکلیف کم ہوگی
اور امام صاحب نے ڈھائی برس لیے ہین اسلیے کہ یکایک بعد دو برس کے انقطاع کرنا دودھ کا بچے کو
دشوار اور باعث ہلاکت ہوگا پس کچھ مدت زیادہ ہو تاکہ اسمین اوسکو اور شی کھانے کی عادت
ہوجاوے آور چھ ماہ مین صلاحیت ہی کہ دوسری غذا کی عادت ہوجاوے کیونکہ یہ چھ ماہ ادنے
مدت حمل کے ہین اسقدر مین غذا کا تغیر ہوسکتا ہی اس لیے کہ جنین کی غذا رضیع کے مغایر ہی جنین
کی غذا اوسکی مان کی غذا ہی پھر وہ دودھ ہوکر رضیع کے کام آتی ہی ایسی ہی رضیع کی غذا مغایر ہوتی
ہی فطیم کی غذا کے یعنی جسکا دودھ چھڑایا ہو کیونکہ اسکو کبھی دودھ بھی دیا جاتا ہی اور کھانا بھی دیا جاتا ہی
پس معلوم ہوا کہ غذا کا متغیر کرنا چاہیے اور تغیر غذا کا چھ مہینے مین ہوتا ہی چنانچہ جنین مین بیان
ہوا اسیلیے یہان بھی تغیر غذا کیواسطے چھ مہینے لیے گئے یہ تقریر ہدایہ اور عنایہ وغیرہ مین لکھی ہی
علاوہ اسکے وہ آیت تَلَقَّوْنَ شَهْرًا بھی ڈھائی برس کی تائید کرتی ہی چنانچہ تقریر اوسکی
اوپر ہوچکے بیان کی پس اسی احتیاط کی وجہ سے امام صاحب نے ڈھائی برس لیے کیونکہ
حدیث مین تو جسکی حرمت مین شبہ ہوجائے اوس سے بھی بچنے کو فرمایا ہی اور اسمین تو اسقدر
دلائل موجود ہین اس لیے امام صاحب نے احتیاطاً فرمایا کہ ڈھائی برس مین اگر کوئی دودھ
کسی عورت کا پیے وہ مع اپنے اقربا کے اوسپر حرام ہوجائے گا چنانچہ تفسیر احمدی وغیرہ مین اسکی
تصریح کردی ہی ہان البتہ اگر نص صریح دو برس کی پائی جاتی تو اوسوقت مین حرمت رضاع
مین احتیاط کرنی مناسب تھی بلکہ آیات کے سباق اور سیاق کو دیکھا جائے تو خوب واضح
ہوجائے کہ یہان والدین کے معاملات کا ذکر ہی حرمت رضاعی کا پتہ بھی نہین آپکو حولین کا
لفظ دیکھکر شبہ ہوگیا اور مخالفت کا حکم لگا دیا اگر آپ سیاق اور سباق آیت کا ہی ملاحظہ فرماتے

ہدایہ

تفسیر احمدی

تو بھی ایسے شبہے آپکو ہرگز نہ ہوتے اور اگر آپکو حنفیہ کی کتابون پر نظر ہوتی تو اونمین تو سب کچھ موجود
ہے کوئی بات نہین چھوڑی جسقدر ہمنے لکھا ہے یہ ایک شمہ ہے اوسکا پس حاصل کلام یہ ہوا کہ جب تک
یہ نہ ثابت ہو جاوے کہ اس آیت مین وہی دو برس مراد ہین جس سے حرمت متعلق ہوتی
ہے اور والدہ کو دو برس دودھ پلانا جبکہ کوئی دائی نہ ملے یا والد غریب ہو کہ دائی کو نوکر رکھ سکتا ہو
یا وہ بچہ سوا اپنی والدہ کے کسی کا دودھ نہ پیتا ہو ضروری ہے ہرگز مخالفت نہین ہو سکتی بلکہ اسقدر
اختلاف جو ہمنے بیان کیا اسی وجہ سے واقع ہوا کہ ہر طرف کا احتمال ہے ورنہ ایسے محققین
اپنی طرف سے کوئی بات نعوذ باللہ منہا کہہ سکتے ہین جب تک کہ اوسکی کوئی سند قرآن اور حدیث
سے نہ پائی جائے یہ تمام تقریرات ہمنے واسطے رفع مخالفت کے بیان کیے ہین تا معلوم ہو جاوے
کہ امام صاحب نے مخالفت قرآن وحدیث کی ہرگز نہین کی بلکہ اوسی سے اخذ کیا ہے چنانچہ خوب
مدلل ہو گیا البتہ فتوےٰ اسوقت مختار ہین دونون پر ہے اور دوسری کتابون مین مذہب صاحبین
پر ہے چنانچہ فتح القدیر مین ہے الاصح قولہما وھو مختار الطحاوی یعنی صحیح تر قول
صاحبین کا ہے اور یہی مختار امام طحاوی کا ہے اور دوسری روایت امام صاحب کی بھی موافق صاحبین کے ہے چنانچہ علامہ ابن
قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین لکھتے ہین وعن ابی حنیفۃ روایۃ اخریٰ کقول
ابی یوسف ومحمد یعنی امام صاحب سے دوسری روایت مثل قول صاحبین کے آئی
ہے اور رد المحتار حاشیہ در المختار مین بھی اسکو ترجیح دی ہے اور صاحب ہدایہ کا بھی رجوع ثابت
کیا ہے علی ہذا القیاس اور فتاوون مین بھی یہ لکھا ہے وبقولہما ناخذ یعنی ساتھ قول
صاحبین کے ہم عمل کرتے ہین پس اس سے دوسرے قول مین مخالفت نہین ہو سکتی اس لیے کہ ائمہ محدثین
وغیرہ مین ہمیشہ اختلاف رہا ہے ایک کے قول پر عمل ہے دوسرے کا متروک ہے اس سے اون پر
کوئی اعتراض نہین آسکتا بلکہ اسکو من قبیل اختلاف امتی رحمۃ کے کہتے ہین صحابہ مین بھی
تو اس قسم کا اختلاف ہوا ہے وہ عین صواب تھا ایسے ہی اختلافات ائمہ کا سمجھنا چاہیے
چنانچہ اس بحث کو ہم مفصل اسی جگہ مین بیان کرینگے **قال** مسئلہ سوم اور ایک مسئلہ امام

فتح القدیر
زاد المعاد فی ہدی خیر العباد
حاشیہ در المختار
شامی

اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہی ہو کہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے محرمات ابدی مثل مان
اور بہن اور بیٹی اور اونکے سوا جنکو حرام کیا ہی خدا نے جانکر نکاح کرلے اور صحبت کرے اوسپر تو بھی
اوسپر حد نہین آتی اس لیے کہ محل شبہہ ہی کیونکہ تمام بیٹیان آدم کی موضوع ہین اولاد کے لیے اور وہ
مقصود اس جگہہ بھی حاصل ہی انتہی **اقول** آپنے موافقت کا نام مخالفت رکھا ہی اسمین ہرگز مخالفت
نہین پائی جاتی آپکا قیاس مع الفارق ہی مسئلہ کچھہ ہی اور آپ حدیث کچھہ لاتے ہین حدیث
مین تو یہ آیا ہی جو شخص اپنی مان یا اور کسی محرم سے نکاح کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اوسکا
کاٹنے کو اور مال لینے کو فرمایا اسمین فقط نکاح کا ذکر ہی وطی کا بیان نہین ہی اوسکی وجہ یہ تھی کہ
وہ شخص والدہ سے نکاح کرنے کو حلال جانتا تھا اور حکم شریعت کا انکار کرتا تھا چنانچہ لمعات
مین آیا ہی کَانَ الرَّجُلُ اِعْتَقَدَ حِلَّهٗ وَاَنْکَرَ حُکْمَ الشَّرِیْعَةِ فَکَانَ مُرْتَدًّا فَلِذٰلِكَ
اَمَرَ بِقَتْلِهٖ وَاَخْذِ مَالِهٖ یعنی تھا وہ شخص کہ اعتقاد کیا تھا اوسنے حلال ہونے اس نکاح کا اور
انکار کیا تھا حکم شرعی کا پس ہو گیا وہ مرتد پس اسی وجہ سے حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوسکے قتل کا اور مال چھین لینے کا انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بوجہ مرتد ہونے کے آپنے
اوسکے قتل کا اور اوسکے مال چھین لینے کا حکم فرمایا پھر امام صاحب کا مسئلہ اس حدیث کے مخالف کیسے
ہو سکتا ہی علاوہ اسکے قتل کرنا تعزیر کے منافی نہین بلکہ سوا حد کے جو شارع کی طرف سے معین ہی
سب تعزیر مین داخل ہی نصاب التعزیر مین آیا ہی وَالْفَرْقُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْحَدِّ عَلٰی مَا فِی
فَتَاوٰی نِصَابِ الْاِحْتِسَابِ اَنَّ الْحَدَّ مُقَدَّرٌ وَالتَّعْزِیْرُ مُفَوَّضٌ اِلٰی رَاْیِ الْاِمَامِ
وَاَنَّ الْحَدَّ یُدْرَأُ بِالشُّبُهَاتِ وَالتَّعْزِیْرُ یَجِبُ مَعَ الشُّبُهَاتِ یعنی فرق درمیان
تعزیر اور حد کے جیسا کہ نصاب الاحتساب مین ہی یہ ہی کہ حد معین ہی اور تعزیر رائے امام پر ہی اور
فرق یہ ہی کہ حد شبہہ سے زایل ہو جاتی ہی اور تعزیر شبہہ سے واجب ہو جاتی ہی اور درمختار وغیرہ مین
لکھا ہی وَیَکُوْنُ التَّعْزِیْرُ بِالْقَتْلِ یعنی تعزیر قتل سے بھی ہوتی ہی انتہے پس اس عبارت سے
معلوم ہوا کہ قتل کرنا بھی تعزیر ہی مگر تعزیر جب ہو گی کہ شبہہ ہو حد شبہہ مین ساقط ہو جاتی ہی چنانچہ

حدیث اِدْرَءُوا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُہَاتِ مَا اسْتَطَعْتُمْ یعنی ساقط کردیا کرو حدود کو شبہہ سے جہانتک استطاعت رکھتے ہو انتہےٰ اسپر دلالت کرتی ہے کہ کچھ بھی شبہہ ہو تو حد ساقط کرنی چاہیے باقی رہا شبہہ اسکے تعین کا سو کچھ حدیث اور قرآن مین صراحۃً کہین مذکور نہین بلکہ سراسکے نے استنباط کیا ہی اور امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی شبہات مین داخل کیا ہی پھر اسکا یہ فرمانا کہ سنیر کے حق مین یہ اعتقاد کرنا ہی کہ اونھون نے اس مسئلے کو نہین سمجھا انتہےٰ جناب من خود آپ نہین سمجھے جو ایسا شبہہ وارد کیا بیشک آپکے حق مین ہمارا ابھی اعتقاد یہی ہی کہ بالکل آپ مطلب حدیث کا نہین سمجھے چنانچہ دیکھو خلاصہ فتح القدیر کا بیان ہوتا ہی یعنی نزدیک امام صاحب کے نفس عقد سے حد لگانے مین شبہہ ہو جاتا ہی اگرچہ اوس عقد کی تحریم پر اتفاق ہو اور وہ جانتا بھی ہو اور نزدیک دوسرون کے جسوقت وہ جانتا ہو یہ شبہہ نفس عقد کا ثابت نہوگا اس عبارت کو عربی کی آپ سمجھے نہین یا عمداً تغیر کردیا اور کہا عمداً نکاح کرنے سے محل شبہہ نہین اس مین عمد اور غیر عمد کو کچھ دخل نہین بلکہ امام صاحب کے نزدیک نفس عقد ایسی شی ہی جس سے حد مین شبہہ واقع ہو جاتا ہی گو وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو پس امام صاحب اور سفیان ثوری اور امام زفر یہ فرماتے ہین کہ اگر اوس نے نکاح محارم سے کیا اور پھر وطی کی تو حد اوسپر واجب نہوگی گو جانتا ہو لیکن مہر واجب ہو جاوے گا البتہ اوسکو تعزیر اشد جو سب تعزیرون مین زیادہ ہو سیاستۃً دیجاوے گی اوسکے واسطے کوئی حد شرعی مقرر نہین ہے اور وہ حدیث جسمین آیا ہی کہ اوس شخص نے اپنی باپ کی بی بی سے نکاح کیا تھا اوسکے واسطے آپنے حکم دیا کہ گردن اوسکی ماری جاوے اور مال اوسکا لے لیا جاوے اس لیے کہ وہ مرتد ہو گیا اور نہ فقط نکاح سے یہ نہین لازم آتا کہ اوس نے وطی بھی کی ہو اور نہ کہین احادیث مین وطی کا ذکر ہی بلکہ محض نکاح آیا ہی اسکی وجہ یہی ہی کہ وہ مرتد تھا احکام شرعی کا انکار کرتا تھا کیونکہ سوائے وطی کے اور فعل مین مثل نکاح وغیرہ کے حد نہین آتی نہ کہ قتل کرنا اور کل مال لے لینا اسکا باعث فقط ارتداد ہی سو اسمین قتل بیشک آیا ہی اس لیے کہ حد گردن مارنا اور مال لے لینا نہین ہی بلکہ یہ لوازمات کفر سے ہی پس صاحبین جو کہتے ہین کہ محارم سے عقد

تحقیق الحجۃ

نہین اور امام صاحب فرماتے ہین محل عقد ہین اور دونون مین نزاع لفظی ہی اس لیے کہ جو نفی کرتے ہین
وہ باعتبار اس عاقد یعنی نکاح کرنیوالے کے کہتے ہین کہ اسکے لحاظ سے محل عقد نہین ہو سکتے اور جو محل
عقد کا ثبوت کرتے ہین اونکے نزدیک قطع نظر اس عاقد کے محل عقد ہین پس فی الجملہ محلیت نکاح ہونے
کو امام صاحب ثابت کرتے ہین خاص بنظر ناکح کے نہین کہتے اسیوجہ سے اوسکی علت یہ بیان کی کہ اونمین
قابلیت مقاصد نکاح کی پائیجاتی ظاہر ہی کہ اس ناکح کے اعتبار سے قابلیت نہین البتہ فی الجملہ ہی یہی
امام صاحب کا مقصود ہی اس لیے کہ شبہہ وہ جو مشابہ ثابت کے ہو اور خود ثابت نہو اور ظاہر ہی کہ یہان
شبہہ ثبوت بوجہ من الوجوہ پایا جاتا ہی اسیوجہ سے امام صاحب اشد تعزیر اوسپر واجب کہتے ہین مگر
حد کی عقوبت روا نہین رکھتے پس معلوم ہوا کہ اونکے نزدیک یہان زناے محض ہی مگر اوسمین شبہہ
عقد واقع ہوگیا ہی پس مہر اور تعزیر ضروری ہی اور حدیث بھی اس قول کی تائید کرتی ہی اَيُّمَا امْرَأَةٍ
نَكَحَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ
مِنْ فَرْجِهَا یعنی جو عورت نکاح کرے بغیر اذن ولی اپنے کے پس نکاح اوسکا باطل ہی پس اگر وہ وطی کرے
اوس سے پس واسطے اوس عورت کے مہر ہی بسبب جماع اوسکے انتہی یہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم بطلان کا فرمایا اور مہر واجب کیا اور یہان بالاتفاق حد ساقط ہو جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ نفس
عقد کو اتنا دخل ہی کہ حد ساقط کر دیتا ہی ورنہ اگر نکاح نہوتا تو حد لازم آتی یہ فقط نکاح کی برکت ہی کہ باوجود
باطل ہونے کے مہر لازم ہوگیا اور حد بالاتفاق ساقط ہو گئی ورنہ حد کے ساقط ہونے کی کوئی صورت نتھی
پھر نکاح محرمات باطل سے تو کسیطرح زیادہ نہین اسمین کیونکر شبہہ عقد نہوگا اور کیونکر حد ساقط نہوگی علیٰ
القیاس بروایت ابن عباس حدیث اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ اوپر گذر چکی اور حضرت
عمر کا قول ہی لَاَنْ اُعَطِّلَ الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُقِيْمَهَا بِالشُّبُهَاتِ
یعنی البتہ اگر موقوف کرون مین حدود کو شبہات سے تو اچھا جانتا ہون اس سے کہ قائم کرون
مین اونکو شبہات سے انتہی اور دوسری حدیث بروایت حضرت معاذ بن جبل و عبد اللہ بن مسعود
و عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم آئی ہے قَالُوْا اِذَا اشْتَبَهَ عَلَيْكَ الْحَدُّ فَادْرَأْهُ یعنی کہا

اونھون نے جسوقت مشتبہ ہو جاوے تجھیر حد مین توقف رکھا اوسکو انتقے اور اصل ظاہر یہ کہتے ہین
کہ حد بعد ثبوت کے حلال نہین ہے کہ موقوف کردی جائے اور ان آثار مین جرح کرتے ہین کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین کوئی روایت ثابت نہین بلکہ بعض صحابہ رض سے بطرق ضعیفہ
منقول ہے اسلیے کہ بعض اوسکا مرسل ہے ہم یہ کہتے ہین کہ ارسال مین کچھ مضائقہ نہین اور یہان
موقوف بھی حکم مین مرفوع کے ہے اسلیے کہ واجب کو ساقط کردینا بعد ثبوت اوسکے کے شبہ سے
خلاف مقتضاے عقل ہے بلکہ مقتضاے عقل یہ ہے کہ بعد متحقق ہونے ثبوت کے شبہ سے مرتفع نہو پس جبکہ اسکو نبی
نے ذکر کیا تو اوسکو رفع ہی پر محمول کیا جائیگا علاوہ اسکے تمام جہان کے فقہا کا اجماع ہو گیا ہے
کہ حدود شبہات سے ساقط کردیے جاتے ہین کفایت کرتا ہے اسیواسطے بعض فقہا نے کہا کہ یہ
حدیث متفق علیہ ہے اور یہی یہ ہے کہ قبول کیا ہے اوسکو ایک جماعت نے اور بھی تتبع نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اور صحابہ رض سے اس مسئلہ مین یقین ہو جاتا ہے کیونکہ جب ماعز سے آپنے باوجود اقرار صحیح کے یہ فرمایا
کہ شاید تم نے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھ لگایا ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ آپ تلقین کرتے تھے کہ کسی طرح
ہان کہدین اور اس سے دریافت کرنے مین اور کوئی فائدہ نہ تھا سوا اسکے کہ اونھون نے ہان کہا اور چھوڑ دینے سے
اقرار قرض کا کر لیا اوس سے آپنے کبھی یہ نفرمایا کہ شاید تیرے پاس امانت ہوگی پھر ہلاک ہوگئی ویسے ہی
چور سے فرمایا کہ کیا تو نے چوری کی ہے مجکو تو گمان نہین کہ تو نے چوری کی ہو اور غامدیہ سے بھی اسی
قسم کا کلام کیا ایسے ہی حضرت علی رض نے ایک عورت سے فرمایا شاید سوتے مین وہ تیرے اوپر آپڑا
یا زبردستی کی ہو یا تیرے مولے نے تیرا نکاح کردیا ہے اور تو اوسکو چھپاتی ہے اور بہت اسکی نظیرین
ہین جنکا بیان کرنا طول کلام ہے پس حاصل ان سب تقریرون کا یہ ہوا کہ حد کے دفع کرنے مین حیلہ
کرنا بیشک جائز ہے اور ان استفسارات سے بھی جو کہ دفع حد کے لیے قصداً احتمال کا فائدہ دیتی ہین
معلوم ہوا کہ بعد ثبوت کے تھی کیونکہ بعد صریح اقرار کے ثبوت ہوتا ہے جو یہان پایا گیا اور یہی ان
آثار کا حاصل ہے پس ان احادیث کے معنی جہت شارع سے یقینی ہوگئے اب اسمین کسی طرح کا
شک نکرنا چاہیے اور اسکے منکرین کی طرف مطلق التفات نکرنا چاہیے اور نہ اعتماد کرنا چاہیے

البتہ کبھی بعض مواقع مین اختلاف فقہامین واقع ہوا ہی کہ آیا یہ شبہہ قابلیت دفع کی رکھتا ہی یا نہیں سو ہمارا تو قول یہ ہی کہ شبہہ وہی ہی جو مشابہ ثابت کے ہو اور ثابت نہو انتہے ملخص فتح القدیر اور زیادہ تفصیل و تحقیق اس مسلہ کی مولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی نے رسالہ القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم مین کی ہی پس امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی داخل شبہات کیا ہی اگر انکو اسمین شبہہ ہی تو اوسکے دفع مین اپنے کوئی حدیث پیش کیون نہین کی یا کسی آیت سے سند لائے ہوتے امام صاحب کی جو حجت ہدایہ مین مذکور ہی اوسکی رد مین آپنے دو جواب لکھے ہین جسکا خلاصہ یہ چہ خوش گفت سعدی در زلیخا + کھنا چاہیے مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ اسمین محض آپنے اپنی راے کو دخل دیا ہی جب آپکو کوئی حدیث نہین ملتی تو حنفیہ ایسی عنایت کیون ہی کہ خود آستین چڑھا کر لڑنے کو مستعد ہو جاتے ہین پھر اس سے کچھ بحث نہین کہ الفاظ او معنی کو ربط ہو انہو بلکہ تا مقدور ربط کلام نہین دیتے اتفاقیہ کہین ہو جائے تو معذور ہین جب کچھ نہ بن پڑی تو بطور خلاصہ فرمانے لگے غرض کہ حنفیہ تو قرآن کی مخالفت سے ڈرتے ہین اور نہ حدیث کی انتہے جناب من قرآن اور حدیث کی مخالفت سے حنفیہ تو بیشک ڈرتے ہین مگر فرقہ ظاہریہ کی مخالفت سے البتہ اونکو کچھ باک نہین خلاصہ یہ ہی کہ قرآن شریف مین نکاح محرمات کے لیے کہین حد نہین آئی ہی باقی رہی حدیث سو اولاً وہ مرتد کے واسطے ہی چنانچہ عبارت لمعات و فتح القدیر سے معلوم ہوا علاوہ اسکے قتل بھی تعزیر ہی البتہ کسی حدیث مین رجم یا سو درہ آئی ہوں اور خاص اسی واقعہ مین ہو تو اوسوقت بیشک ہم امام صاحب کے قول کو چھوڑ دین گے اور جب قول اونکا ہر طرح سے موافق ہو تو پھر ہمکو نعوذ باللہ اونسے کچھ عداوت تو ہی نہین جو مثل آپکے بے انصافی کرین اللہ ایسے تعصب سے بچاوے **قال** مسلہ چہارم ایک مسلہ امام اعظم رح کا مخالف حدیث کے یہ ہی کہ حکم قاضی کا تمام عقود او فسوق مثل نکاح او طلاق او بیع اور اقالہ مین امام اعظم کے نزدیک نافذ ہی ظاہرا و باطنا الخ **اقول** آنکہ عیب جوئی ہی عیب بود اور خلط کلام آتا ہی عام کو خاص او خاص کو عام کرنا آپہی کا کام ہی حدیث کہ جسکے مخالف قول امام صاحب کا آپ سمجھتے ہین خاص

اموال مین ہے چنانچہ خاتم المحدثین جناب حافظ الحدیث مولانا مولوی احمد علی صاحب لکھتے ہین
وَاحْتَجُّوا اَیِ الْحَنَفِیَّۃُ بِاَنَّ الْحَاکِمَ قَضٰی بِحُجَّۃٍ شَرْعِیَّۃٍ فِیْمَا لَہٗ وِلَایَۃُ الْاِنْشَاءِ فِیْہِ
فَیُجْعَلُ اِنْشَاءً تَحَرُّزًا عَنِ الْحَرَامِ وَالْحَدِیْثُ صَرِیْحٌ فِی الْمَالِ وَلَیْسَ النِّزَاعُ
فِیْہِ فَاِنَّ الْقَاضِیَ لَا یَمْلِکُ دَفْعَ مَالِ اَحَدٍ اِلٰی اٰخَرَ وَیَمْلِکُ اِنْشَاءَ الْعُقُوْدِ وَالْفُسُوْخِ
یعنی اور حجت لائے حنفیہ بایں طور کہ حاکم حکم کرتا ہی حجت شرعیہ سے اوس چیز مین کہ اوسکو ولایت انشا
کی اوسمین ہی پس گردانا جاوے گا حکم اوسکا انشا واسطے بچنے کے حرام سے اور یہ حدیث مال مین صریح ہی اور
نہین ہی گفتگو مال مین اسواسطے کہ قاضی نہین مالک ہوتا ایک کے مال دینے کا طرف دوسرے کے
اور مالک ہوتا ہی نیا کرنے عقد نکاح وغیرہ و فسخ نکاح وغیرہ کا انتہی اور امام طحاوی لکھتے ہین وَذَھَبَ
اٰخَرُوْنَ اِلٰی اَنَّ الْحُکْمَ اِنْ کَانَ فِیْ مَالٍ وَکَانَ الْاَمْرُ فِی الْبَاطِنِ بِخِلَافِ مَا اسْتَنَدَ اِلَیْہِ
الْحَاکِمُ مِنَ الظَّاھِرِ لَمْ یَکُنْ ذٰلِکَ مُوْجِبًا حِلَّہٗ لِلْمَحْکُوْمِ لَہٗ وَاِنْ کَانَ فِیْ نِکَاحٍ اَوْ طَلَاقٍ
فَاِنَّہٗ یَنْفُذُ ظَاھِرًا وَبَاطِنًا وَحَمَلُوْا حَدِیْثَ الْبَابِ الَّذِیْ قَبْلَ ھٰذَا الْبَابِ عَلٰی مَا وَرَدَ
فِیْہِ وَھُوَ الْمَالُ یعنی اور گئے ہین دوسرے فقہا طرف اسکے کہ حکم اگر مال مین ہوا اور واقع مین امر خلاف
ہوا اوسکے کہ حکم دیا ہی حاکم نے ظاہر کا تو نہو گا یہ حکم واجب کرنے والا حلال ہونے اوسکے کا واسطے اوس
شخص کے کہ حکم کیا گیا ہی اوسکے لیے اور اگر ہو گا حکم نکاح مین یا طلاق مین تو تحقیق جاری ہو گا ظاہر
اور باطن مین اور حمل کیا اونھون نے حدیث باب کو جو کہ پہلے اس باب کے ہی اوپر اوسکے کہ وارد
ہوئی ہی اوسمین حدیث اور وہ مال ہی انتہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ حدیث خاص مال
مین وارد ہوئی ہی چنانچہ لفظ من حَقِّ اَخِیْہِ اور اَقْطَعُ لَہٗ قِطْعَۃً مِّنَ النَّارِ اس پر دلالت
کرتا ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ ظاہر اس حدیث کا دلالت کرتا ہی اسپر کہ یہ حدیث خاص ہی اوس حکم
مین کہ متعلق ہوتا ہی کلام خصم کے سننے سے اور گواہ اور قسم وہان نہون سو اسمین نزاع نہین
کیونکہ نزاع تو اوس حکم مین ہی جو گواہی پر مرتب ہوا انتہی کیونکہ اَلْحَنُ بِحُجَّتِہٖ جسکے معنی خوب
گفتگو کرنے والے کے ہین جھوٹی بات کو بھی سچی کر دے اوس مین گواہ اور قسم کا کہین ذکر نہین ہی

اختلاف ہے البتہ اگر فقط اونکی گفتگو پر کفایت کی جائیگی جیسا کہ ظاہر الفاظ حدیث کے اسپر دال ہین
تو اوسوقت ظاہراً تضاد واقع ہوگی اور امام صاحب بھی اسکے خلاف نہین کہتے البتہ جسمین گواہ اور
قسم ہو اوسمین امام صاحب فرماتے ہین کہ قضا قاضی کی ظاہر اور باطن مین نافذ ہوگی سو یہ یہان ہرگز
حدیث سے نہین نکلتا جو مخالف ہو علاوہ اسکے اگر اس حدیث کو عام رکھا جاوے تو پھر جمہور
کی مخالفت لازم آتی ہے اس لیے کہ اسپر سب متفق ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام مین خطا
نہین ہوسکتی اور اگر ایسا ہوا تو خدا کی طرف سے اطلاع ہوگئی چنانچہ امام نووی جو محدثین سے
ہین اس بات کو تسلیم کرتے ہین بلکہ اسکو خاص کرتے ہین ساتھ غیر اجتہاد کے یعنی جسمین گواہ اور قسم
ہو پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث جمہور کے نزدیک خاص ہے عام نہین البتہ فرق اتنا ہے کہ محدثین بینہ اور
یمین غیر اجتہاد کے ساتھ خاص کرتے ہین اور امام صاحب اموال مین خاص کرتے ہین غرض کہ
طرفین یعنی امام اعظم اور امام محمد اسکو مقید کرتے ہین اب ظاہر الفاظ حدیث کے اہل انصاف خود سمجھ
لین گے کہ اس سے قرینہ اموال کا ہے یا غیر اجتہاد کا علاوہ اسکے حدیث حضرت علی کی جسکو آپ موقوف
بتلاتے ہین اور قابل حجت نہین کہتے اس قول کی مؤید ہے اور حدیث موقوف امام شافعی کی یہان
حجت نہین چنانچہ خلاصۃ الخلاصہ مین لکھا ہے وَھُوَ لَیْسَ بِحُجَّةٍ عِنْدَ الشَّافِعِیِّ یعنی اور موقوف
نہین ہے حجت نزدیک شافعی کے انتہے اور حنفیہ کے یہان بیشک حجت ہے چنانچہ لمعات مین آیا ہے
وَمِنْ مَذْھَبِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رض وُجُوْبُ تَقْلِیْدِ الصَّحَابِیِّ فِیْمَا قَالَ یعنی اور مذہب امام صاحب
کا واجب ہونا تقلید صحابی کا ہے اوس چیز مین کہ کہا اونھون نے انتہے اور اتقانی مین لکھا ہے اِعْلَمْ
اَنَّ تَقْلِیْدَ الصَّحَابِیِّ وَاجِبٌ یعنی جان تو کہ تحقیق تقلید صحابی کی واجب ہے انتہے اور یہ جو آپ
لکھتے ہین کہ حدیث معلق ضعیف اور مردود شمار کیجاتی ہے سو جناب من ہر معلق کا یہ حکم نہین ہے
بعضے اقسام معلق کے مقبول ہوتے ہین چنانچہ تصریح اسکی نخبۃ الفکر مین ہے انکی عبارت منقول ہے
بعد وجوہ ہے اگر ایسا نہوتا تو تعلیقات بخاری مین قبل تصریح ابن حجر وغیرہ کے ضرور ضعف
[illegible] حالانکہ تعلیقات بخاری حکم مین اتصال کے ہین کچھ انکی تصریح پر اوسکی صحت موقوف

نہین اور بعضون نے یہ فرق کیا ہی کہ جسمین امام بخاری صیغۂ معروف لائے ہین جیسے قَالَ فُلَانٌ
یا ذَکَرَ فُلَانٌ تو یہ صحیح ہی اور جو صیغۂ مجہول لائے ہین جیسے قِیْلَ یا یُقَالُ تو اوسکی صحت
مین البتہ کلام ہی لیکن چونکہ اس کتاب مین مروی ہی کوئی اصل اوسکی ہوگی پس ایسے شخصون کی
تعلیقات کو ضعیف کہنا خالی از تعصب نہین حال آنکہ عادت مصنفین کی کبھی یہ بھی رہی ہی کہ
کل سند کو حذف کر دیتے ہین اور فقط قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہتے ہین چنانچہ
تصریح اسکی مقدمۂ مشکوٰۃ مین موجود ہی خصوصًا متقدمین کا تو یہی دستور تھا کہ وہ سند بیان نہین
کرتے تھے اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ جبتک کذب نہ تھا سچے لوگ تھے موافق اس حدیث شریف
کے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ اِلٰی مَا قَالَ ثُمَّ یَفْشُوا الْکِذْبُ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ سب قرنون سے بہتر میرا قرن ہی پھر جو اوسکے متصل ہی پھر جو اوسکے متصل ہی پھر پھیل جائیگا
جھوٹ انتہے اور ظاہر ہی کہ آپکا زمانہ اور صحابہ کا ایک تھا اوسکے بعد تابعین کا زمانہ ہوا پھر
تبع تابعین کا پھر اونکے بعد ایسا جھوٹ پھیلا کہ لوگون نے حدیثین وضع کرنی شروع کین
اسی لیے امام بخاری نے شروط لگائے ورنہ حدیث سے کہین ان شروط کی تصریح نہین
یہ شروط فقط احتیاطًا تھے اور اس غرض سے کہ اب جو کوئی حدیث نقل کرے اوسمین اتنی بات
دیکھ لی جائین جب اوس سے اخذ کیا جائے اوسکے یہ معنی نہ تھے کہ پہلے استاذ الاستاذ امام بخاری
کی جو حدیثین بیان کر گئے ہین اون مین بھی سند اتصال ضرور ہی جاننا وگرنہ یہ فقط فرقہ ظاہریہ
کی ایجاد تازہ سے ہی بیشک امام محمد رحمہ کے تعلیقات حکم مین اتصال کے ہین مثل امام بخاری کے
چنانچہ اتفاق جمہور علماے حنفیہ و مصنفین شافعیہ کا اسپر دلیل بدیہی ہی اور تنقیح الاصول مین بحث
شرائط راوی مین مرسلات امام محمد کو حجت لکھا ہی اور جو قواعد بعد اوسکے کسی مصلحت سے واسطے
جاری کیے گئے وہ پہلون پر کیونکر حجت ہو سکتے ہین یا پچھلے لوگ اوسکے پابند ہو کر تحقیقات
سابق کسطرح ترک کر سکتے ہین البتہ اتنی بات ہمکو ضروری ہی کہ اگر کہین مخالفت دیکھین تو
اوسمین تطبیق کر دین اس لیے کہ جب صحابہ ہی نعوذ باللہ مخالفت کرین گے تو پھر موافقت کس سے ہو

کون آئے گا پس ضرور ہوا کہ افعال صحابہ مین اور احادیث مرفوعہ مین حتی الامکان تطبیق دین
خصوصاً خلفاے راشدین کے فعل اور قول کی جنکے حق مین حدیث عَلَیکُم بِسُنَّتِی وَسُنَّۃِ
الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِینَ یعنی لازم پکڑو تم طریقہ میرا اور طریقہ میرے خلفاے راشدین کا آئی ہے وارد
ہی اونکا قول تو ضرور ہی سند ہوگا علی الخصوص حضرت علی رض کے حق مین اَقضَاھُم عَلِیٌّ وارد ہی
یعنی سب صحابہ مین زیادہ اور عمدہ فیصلہ کرنے والے علی رض ہین پھر یہ فرمانا حضرت علی رض کا کہ تیرے
گواہون نے تیرا نکاح کرادیا صاف دلالت کرتا ہی کہ ایسے معاملات مین جو عقود سے تعلق رکھتے
ہین ظاہر اور باطن مین قضا نافذ ہو جاتی ہی اور حدیث صحیحین کی جسکا سیاق دلالت کرتا ہی کہ
اموال مین وارد ہوئی ہی چنانچہ سند بھی اسکی ہم بیان کر چکے مطابق ہی پھر باوجود ایسی ظاہر بات
کے انکار کرنا آنکو یون سمجھنا ہی کہ جیسے فرقہ ظاہریہ سمجھے کہ حدیث کو حضرت علی بھی نہین سمجھے
اللہ ایسے عقیدہ فاسدہ سے محفوظ رکھے یہ لوگ یون سمجھتے ہین کہ قول پیغمبر صلعم کے معنی جو ہم کہتے ہین
وہی مراد ہین اور صحابہ کی انکی ٹانگ کھینچے جاتے ہین انکے اعتقاد مین صحابہ مرفوع حدیث کے
بالکل مخالف تھے اسی لیے صحابہ کا قول نہین مانتے نُؤمِنُ بِبَعضٍ وَّنَکفُرُ بِبَعضٍ
یعنی بعض کے ساتھ ایمان لاتے ہین ہم اور بعض سے ہم انکار کرتے ہین انھین کے حق مین صادق ہی
چونکہ صاف صاف سب وشتم صحابہ کو کرتے ہوے ڈرتے ہین اس لیے حدیث مرفوع کے پردے مین
بہت کچھ بے ادبی صحابہ کی شان مین کر جاتے ہین فی الواقع انکو صحابہ سے عداوت ہی جو صحابہ کے
خلاف قرآن وحدیث کے عمل کرنے پر قائل ہین اور انصاف مطلق نہین کرتے اپنی راے
کو مقدم سمجھتے ہین یون نہین تصور کرتے کہ ہم سے ہی کچھ معنی حدیث کے سمجھنے مین قصور ہوا ہوگا
صحابہ نے جو کچھ کیا موافق کیا اوسمین تطبیق دین کیا امکان ہی یا دوسرے کی بات مانین یہ تو
دور تک ہو سکتے ہین اور ہم کوئی بات الزاماً بھی کہین تو کہتے ہین توبہ توبہ ایسی بات نہ کہنا کیونکہ کہین
کہ ہم کو بھی تو اللہ نے یہ حکم نہین دیا کہ اس فرقے کے معنی حدیث اور قرآن کے لیے ہوے پر
عمل کرنا بلکہ ہم خوب جانتے ہین کہ اگر امام صاحب نے قرآن اور حدیث کے معنی لینے مین

ایکہزار مین سو غلطیان ہون گی تو دوسرون سے ہزار مین نوسو غلطیان ہون گی اور چند حدیثین معین جو
بعض صحابہ کو معلوم نہ تھین یا اونکو سنداً ہر جگہ پیش کر دیتے ہین اب جو حدیث آئی اپنی طرف سے معنی معین کر دیے
اور یون سمجھے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یون ہی سمجھا ہی پھر جواب دینے کو مستعد ہو گئے کہ اس حدیث کے
مخالف دوسری حدیث صحابہ کی اس وجہ سے ہوئی کہ اونکو بہت حدیثین نہین پہونچی تھین یا صحابہ کا قول
قرآن اور حدیث کے مخالف نہین ماننا چاہیے قرآن اور حدیث اون لوگون نے نام اپنے فہم کا رکھا ہی۔
ع برین عقل و دانش بباید گریست + بلکہ امام اعظم رح کا مسلک تطبیق نہایت درست معلوم ہوتا ہی ہمکو کہین خدا
اور رسول نے حکم نہین دیا کہ قرآن اور احادیث مین باوجود تطبیق اور موافقت عقل کے خواہ مخواہ خلاف
عقل کرنا ہان جہان تطبیق نہو سکتی ہو گو خلاف عقل ہو ہم اوسکو قبول کر لین گے اور اسمین اپنا
قصور سمجھین گے اور فقط ایک لفظ کو لے لینا اور دوسری لفظ کو غور نکرنا بلکہ اپنی عقل کو محض معطل سمجھنا
فرقہ ظاہریہ کا کام ہی عمدہ معنی موافق عقل کے چھوڑ کر خلاف عقل جاننا انھین کا شیوہ ہی عقل کو یون
سمجھتے ہین کہ محض دنیا کے واسطے عنایت ہوئی ہی دین مین اس سے متعلق کوئی کام لینا نچاہیے بلکہ
دوسرا کہے تو اوسپر طعن کرتے ہین چنانچہ ایک ظاہریہ کی نقل ہی کہ معقولیون پر بہت طعن کیا کرتے تھے اور
کہتے تھے کہ ان کم بختون نے قرآن اور حدیث کے بالکل خلاف کیا ہی اکثر باتین خلاف بیان کرتے
ہین ایک روز ایک شخص نے دریافت کیا کہ جناب وہ کونسا قول ہی جو مخالف ہی کہا ایک ہو تو بتاؤن
سیکڑون ہین مگر خیر مشتے نمونہ از خروارے ایک بتلائے دیتا ہون دیکھیے یہ سب منطقی متفق ہین
کہ اجتماع نقیضین محال ہی اور اثبات اور نفی جمع نہین ہو سکتا حالانکہ صریح مخالف ہی قرآن اور حدیث کے
کیونکہ دیکھیے لا اِلٰہ نفی ہوئی اور اِلّا اللہ اثبات ہی انکو کلمہ بھی تو یاد نہین ورنہ ایسی صریح مخالفت
نکرتے حاصل کلام یہ ہی کہ آدمی کو یون سمجھنا کہ جو مین سمجھا ہون دوسرا نہین سمجھا بلکہ صریح مخالف
قرآن اور حدیث کی سمجھا ہی عین خطا ہی تمام کتابین ائمہ اربعہ کے اختلافیات کی مع دلائل موجود
ہین دیکھ لیجیے اور یہ نکیجیے کہ آنکھون پر پٹی باندھ کے ایک طرف کی بات لکھدی اور دوسری طرف کی
چھوڑ گئے اور نسمجھے بوجھے حکم لگا دیا کہ دیکھو یہ مخالف حدیث کے ہی اور قول قاضی شوکانی کا

کہ جنکے اقوال جمہور کے مخالف نیل الاوطار مین موجود ہین پیش کردینا اور ایسے ہی اقوال ونکے مقلدین
کے نقل کردینا سراسر ہٹ دہرمی اور کج بحثی ہے بلکہ اسمین قول اونکا چاہیے تھا کہ جنکو طرفین تسلیم کرتے
جیسے شاہ ولی اللہ صاحب چنانچہ وہ عقد الجید اور انصاف فی بیان سبب الاختلاف مین لکھتے ہین جان تو
کہ تحقیق امت نے اجماع کیا ہی اسپر کہ اعتماد کرین وہ سلف پر شریعت کی پہچان لے مین پس تابعین
اعتماد کرین اسمین صحابہ پر اور تبع تابعین اعتماد کرین تابعین پر اور اسیطرح ہر طبقے مین اعتماد کرین
پچھلے علماء اگلے علماء پر اور عقل اوسکی خوبی پر دلالت کرتی ہے اس لیے کہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر
ساتھ نقل اور استنباط کے اور نقل نہین معتبر ہوتی مگر باین طور کہ اخذ کرے ہر طبقہ اپنے پہلون سے
بالاتصال اور استنباط کرنے مین یہ ضرور ہی کہ مذاہب متقدمین کے معلوم کرے تاکہ خارج نہو جاوے
اونکے اقوال سے والا خارق اجماع ہو جاوے گا اور چاہیے کہ بنا کرین اوسپر اور استعانت کرے
اوس مین اون سے جو پہلے اسکے ہین اور جبکہ اعتماد سلف پر متعین ہو گیا تو ضرور ہے اس سے کہ ہون
اقوال ونکے کہ جنپر اعتماد کیا جاتا ہی روایت کی گئی اسناد صحیح سے یا اونکی کتابون مشہورہ مین مجتمع ہون
اور یہ کہ ہون مخدومہ یعنی بیان کیا جاے راجح محتملات اونکی سے اور خاص کیا جاے عموم اونکا بعض
مواقع مین اور مقید کیا جاوے مطلق اونکا بعض جا پس جمع کیا جا مختلف فیہ اور بیان کیے جاین
سبب اونکے احکام کے اور نہین تو صحیح نہوگا اعتماد اون پر اور نہین ہی کوئی مذہب اس زمانہ اخیر مین
اس صفت کا مگر یہ چار مذہب باالبہ مگر مذہب امامیہ اور زیدیہ کہ وہ اہل بدعت ہین نہین جائز ہی اعتماد
اوسپر انتہے مختصراً باقی تحقیق اس کتاب کی اول مین گذر چکی اگرچہ چاہیے ملاحظہ فرما لیجیے اب امام
صاحب کی طرف سے بعض دلائل اسکے کہ قضا ظاہر اور باطن مین سوا مال کے جاری ہوجاتی ہی
شروع کرتے ہین فتح القدیر مین ہی کہ نزدیک امام صاحب کے ظاہر اور باطن مین قضا نافذ ہوگی
کہ جسمین قاضی کو انشاء عقد ممکن ہو پس اگر دوسرے کی عدت مین ہوگی یا مطلقہ الثلث غیر کی ہوگی
تو اس صورت مین قاضی کو انشاء عقد کا اختیار نہوگا کیونکہ قاضی دوسرے کی مال کی تملیک کا بغیر
عوض کے مالک نہین ہوتا اور مقصود قضا سے قطع منازعت ہی اور اس صورت مین جھگڑا طے نہین ہوسکتا

انصاف مین بیان سبب الاختلاف

قضا ظاہر و باطن

مگر حسب قضا باطن مین نافذ ہو اسواسطے کہ اگر حرمت باقی رہیگی تو پھر منازعت وطی کی طلب مین مکرر ہوگی
اور دوسرا منع کریگا کیونکہ حقیقت حال جانتا ہی پس ضرور ہوا کہ ہونا انشا کا پس گویا قاضی نے
کہدیا کہ مین نے تمہارا نکاح کیا اور اسکے ساتھ حکم دیا انتہی اوسکے بعد لکھا ہی وَقَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رض اَوْجَہُ
یعنی اور قول امام صاحب کا مدلل زیادہ ہی انتہی اور امام طحطاوی لکھتے ہین وَیَثْبُتُ الْحِلُّ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی
وَاِنْ اَثِمَ الْمُدَّعِیْ اِثْمَ اِقْدَامِہٖ عَلَی الدَّعْوَی الْکَاذِبَۃِ یعنی ہیں ثابت ہوگی حلت
نزدیک اللہ تعالے کے اگرچہ گناہگار ہوگا مدعی گناہ پیش قدمی کرنے اپنے کا اوپر جھوٹے دعوے کے
انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ گناہ اوسکو بیشک ہوگا ایسے ہی بحر الرائق کی اس عبارت سے واضح
ہوتا ہی لَا یَلْزَمُ مِنَ الْقَوْلِ بِحِلِّ الْوَطْیِ عَدَمُ اِثْمِہٖ فَاِنَّہٗ اٰثِمٌ بِسَبَبِ اِقْدَامِہٖ عَلَی
الدَّعْوَی الْبَاطِلَۃِ وَاِنْ کَانَ لَا اِثْمَ عَلَیْہِ بِسَبَبِ الْوَطْیِ یعنی نہین لازم آتا قائل ہونے حلت
وطی سے نہ گنہگار ہونا اوسکا اس لیے کہ وہ گنہگار ہی بسبب پیش قدمی کرنے اوسکے اوپر دعوا باطل کے
اگرچہ نہین گناہ ہی اوسپر بسبب وطی کے انتہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ گناہ اوسکے ذمے ضرور ہوگا
پھر اوسکے واسطے جو کچھ وعید آئی ہی اسی کذب کا بدلہ ہوگا اسوجہ سے بھی قول امام صاحب کا حدیث کے
مخالف نہوا بلکہ عین موافق ہوگیا اور طحطاوی مین لکھا ہی کہ امام صاحب کی ایک یہ بھی دلیل ہی کہ اسمین
سب کا اجماع ہی کہ جو شخص کسی لونڈی کو خریدے پھر جھوٹا دعوا کرے فسخ بیع کا اور گواہ لاوے ایسے کہ قاضی
حکم کردے تو بایع کو وطی اوس کنیز کی حلال ہوگی اور اوس سے خدمت لینا بھی حلال ہوگا با وجود جاننے
اوسکے کہ دعوا مشتری کا جھوٹا ہی حال آنکہ اسمین تو آزاد کرکے بھی خلاصی پا سکتا ہی گو اوسکے ال کا فوت
ہی انتہی اسیطرح امام صاحب کہتے ہین کہ یہان مابہ الفرق کونسی شی ہی جس سے یہان وطی جائز ہو اور
وہان جائز نہو اور بہت دلائل امام صاحب کے بوجہ اختصار کے یہان بیان نہین ہوے ورنہ اس
بحث کو ایک دفتر چاہیے مگر حیف ہی کہ باوجود ایسے عمدہ دلائل اور براہین کے آپ کا مخالف قرآن اور حدیث
کے بتلانا دو حال سے خالی نہین یا تو حدیث کا مطلب آپ خود نہین سمجھے یا دانستہ یہ شیوہ اختیار کیا ہی
مگر یہ احتمال تو ہم نہین لے سکتے کیونکہ کونسا مسلمان ہی جو ایسی باتین دانستہ کرکے اپنے تئین دائرہ دین

اسلام سے خارج سمجھے ہان آپکے فہم مین خطا واقع ہوئی جنیر یہ خطاے اجتہادی ہی اس مین آپ
معذور ہین خدای تعالے آپکو ذہن رسا اور طبع سلیم عنایت فرما دے آمین ثم آمین **قال**
مسئلہ پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اونکے شاگردان ابو یوسف و محمد کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی دو حدیثون کے یہہ ہی کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق وغیرہ مین لکھا ہی مَنِ امْتَنَعَ
مِنَ الْجِزْيَةِ اَوْ قَتَلَ مُسْلِمًا اَوْ سَبَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوْ زَنٰى بِمُسْلِمَةٍ لَمْ
يَنْتَقِضْ عَهْدُهٗ یعنی جو ذمی جزیہ دینے والا جزیہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو
مار ڈالے یا گالی دے نبی علیہ السلام کو یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو ان امور سے اوسکا
عہد ذمی کا نہین ٹوٹتا انتہی **اقول** اس حدیث سے مخالفت ہرگز نہین سمجھی جاتی بلکہ اگر الفاظ
حدیث پر آپ غور فرماتے تو بیشک موافق پاتے حدیث مین کَانَتْ تَشْتِمُ کا لفظ اسپر دلالت
کرتا ہی کہ جو مکرر سب و شتم واقع ہو اور عادت ہو جائے تو اوسکو قتل کرنا چاہیے اس لیے کہ اس لفظ
کے معنی ہین کہ سب و شتم کیا کرتے تھے یہ معنی نہین کہ ایک بار اوسنے شتم کیا ہو اور قتل کی گئی ہو
اور اگر ایکبار مراد ہوتی تو کَانَتْ شَتَمَتْ ہوتا جس کے معنی ہین شتم کیا تھا اوسنے پس لفظ
حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک مکرر نہو تو قتل نکرنا چاہیے سو امام صاحب بھی اسکے مخالف
نہین کہتے اس لیے کہ در المختار مین جسکی عبارت آپنے نقل کی ہی اوسکے بعد وجہ توفیق بھی مرقوم ہی
قَوْلُهٗ وَبِهٖ اَفْتٰى شَيْخُنَا اَىْ اَبُو السُّعُوْدِ مُفْتِى الرُّوْمِ بَلْ اَفْتٰى بِهٖ اَكْثَرُ الْحَنَفِيَّةِ
اِذَا اَكْثَرَ السَّبَّ كَمَا قَدَّمْنَاهُ عَنِ الصَّارِمِ الْمَسْلُوْلِ وَهُوَ مَعْنٰى قَوْلِهٖ اِذَا اَظْهَرَ
اَنَّهٗ مُعْتَادُهٗ وَمِثْلُهٗ مَا اِذَا اَعْلَنَ بِهٖ كَمَا مَرَّ فَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِ ابْنِ الْهُمَامِ اِذَا
اَظْهَرَهٗ يُقْتَلُ انتہی یعنی قول صاحب المختار کا اور ساتھ اسی کے یعنی قتل کے فتوا دیا ہی ہمارے شیخ نے یعنی ابو سعود
مفتی روم نے بلکہ فتوا دیا ہی ساتھ اسکے اکثر حنفیہ نے جسوقت کثرت کرے گالی دینے کی جیسا کہ بیان کیا ہم نے
اوسکو صارم مسلول سے اور یہی معنی قول مصنف کے ہین جسوقت ظاہر ہو جاوے کہ یہ عادت اسکی ہی اور مثل اسکے
وہ صورت ہی کہ اعلان کرے ساتھ اسکے اسکو جیسا کہ گذرا اور یہی معنی ہین قول ابن ہمام کے جسوقت ظاہر کرے اوسکو قتل کیا جاوے

بسبب اوسکے انتہے اور منتقی مین لکھا ہی اِذَا لَوْ یُعلِنُ فَلَوْ اَعلَنَ بِشَتْمِہٖ اَوِ اعْتَادَہٗ قُتِلَ وَلَوْ امْرَأَۃً
یعنی جسوقت ظاہر نکرتا ہو پس اگر ظاہر کرے شتم کو یا عادت کرے اوسکی قتل کیا جاوے گا اگرچہ
عورت ہو انتہے پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول مطابق حدیث کے ہی اور حدیث مین عادت
اور کثرت کیوجہ سے قتل ہی سو اسکا امام صاحب انکار نہین کرتے امام صاحب غیر معتاد کیواسطے
یہ حکم بیان کرتے ہین کہ قتل نہ کیا جاوے چنانچہ جو عبارت آپنے نقل کی ہی اوسمین لفظ سَبَّ
کہ ماضی ہی اسپر دال ہی جیسے قَتَلَ مُسْلِمًا سے ایک ہی قتل مراد ہی ایسے ہی سَبَّ سے ایک ہی سب مراد
ہی کوئی اسمین ایسا لفظ جو استمرار اور تکرار پر دلالت کرتا ہو نہین البتہ حدیث مین ایسا لفظ موجود ہی
کیونکہ لفظ کَانَ فعل مضارع سے پہلے ہوتا ہی تو معنی استمرار اور تکرار کے دیتا ہی اس صورت مین
بیشک امام صاحب کے نزدیک بھی قتل ہی چنانچہ رد المحتار مین ہی کہ اصول حنفیہ سے یہ امر ہی کہ جس
چیز مین قتل مقرر نہین نزدیک حنفیہ کے جسوقت وہ فعل مکرر ہو پس چاہیے امام کو کہ اوسکے کرنے
والے کو قتل کرے انتہے اسکے بعد لکھا ہی فَقَدْ اَفَادَ اَنَّہٗ یَجُوْزُ عِنْدَنَا قَتْلُہٗ اِذَا تَکَرَّرَ
مِنْہُ ذٰلِکَ وَاَظْھَرَہٗ یعنی پس تحقیق فائدہ دیا اسنے اسکا کہ جائز ہی نزدیک ہمارے قتل
اوسکا جسوقت مکرر ہو اوس سے یہ اور ظاہر کرے اسکو انتہے اور شرح قدوری کے فصل جزیہ مین لکھا ہی
کہ ہماری دلیل وہ ہی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے ایک جماعت یہود لوگوں کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی پس کہا اونھون نے اَلسَّامُ عَلَیْکَ
کہا عائشہ صدیقہ نے پس سمجھ گئی مین اس لفظ کو پس کہا مین نے اور تمپر ہلاکت اور لعنت ہو پس
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مت کہہ ایسا اے عائشہ تحقیق اللہ تعالی پسند کرتا ہی نرمی کو کل
کام مین پس کہا مین نے کیا آپنے سنا نہین جو اونھون نے کہا آپس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے تحقیق کہا مین نے اور تمپر پس یہ گالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ہوتی کسی مسلمان
سے تو حلال ہوجاتا خون اوسکا حالانکہ نہین قتل کیا آپنے اونکو انتہے اسیطرح کہا امام طحاوی
نے اور ظاہر یہ ہی کہ امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہی چنانچہ ذکر کیا اوسکو علامہ عینی نے شرح بخاری

رد المحتار جلد سوم صفحہ ۲۸۸

ع۴ رد المحتار جلد سوم صفحہ ۲۸۵

ع۵ بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۵

مین یہان یہ شبہہ ہوتا ہی کہ جب یہ لفظ شتم ہوا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعلیکم مجھ کو واو عطف
کیون فرمایا اسکا جواب یہ ہی کہ یہ واو عاطفہ نہین بلکہ واسطے استیناف کے جملہ لائے ہین دوسرا
شبہہ یہ ہوتا ہی کہ کعب بن اشرف کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون اوس کے قتل کا
ذمہ کرتا ہی اوس نے اللہ اور رسول کو اذیت دی ہی اور آپنے ایسے شخص کو اوسکی طرف بھیجا تھا
جس نے اوسکو دھوکے مین قتل کیا سو جواب اوسکا یہ ہی کہ اوسکو مجرد شتم کے آپنے قتل
نہین کرایا بلکہ وہ آدمیون کو آپکے ساتھ لڑنے کو جمع کرتا تھا علاوہ اسکے وہ اہل ذمہ سے بھی
نہ تھا بلکہ مشرک تھا آپ سے مقابلہ کرتا تھا ایسا ہی بیان کیا شیخ الاسلام علامہ عینی نے شرح
بخاری مین پس اب جو بخاری کی حدیث کے اب عمل آپ کا کہان چلا گیا اور بخاری کی حدیثون سے
استنباط کون اوٹھا کر لے گیا غرض امام صاحب کے مخالف ہونا اور طعن کرنا آپ نے اپنے اوپر
فرض سمجھ لیا ہی جہان اپنے زعم مین خلاف واقع کے مخالفت پاتے ہو پھر کیسی ہی حدیث صحیح
موجود ہو فقط اپنی رائے کو اوسوقت صائب جانتے ہو ذرا خدا سے بھی ڈرنا چاہیے اگر اسی
اپنے خیال کا نام مخالفت ہی تو خیر دنیا مین تو کون باز پرس کرتا ہی مگر فردائے قیامت اگر حق تعالے
آپ سے حجت طلب کریگا کہ کونسی وجہ سے شیوہ طعن تمنے اختیار کیا تھا پھر تو بغلین جھانکو گے
آیندہ آپ جانین مگر یہ طریقہ انکا سب طریقون سے بدتر ہی گو آپ اپنے خیال مین کچھ سمجھین
قال ششم مسلہ اور رائے میں امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی چار حدیثون کے یہ ہی جو کہ چلپی حاشیہ شرح وقایہ
مین محیط سے نقل کرکے لکھا ہی اَنَّ مَا اَخَذَتْہُ الزَّانِیَۃُ اِنْ کَانَ بِعَقْدِ الْاِجَارَۃِ فَحَلَالٌ
عِنْدَ الْاَعْظَمِ لِاَنَّ اَجْرَ الْمِثْلِ طَیِّبٌ وَاِنْ کَانَ السَّبَبُ حَرَامًا یعنی جو چیز کہ لے
عورت زنا کرنیوالی بدلے زنا کرنے کے اگر لیا ہی مقرر کرکر یعنی جسطرح سے کہ کسبیان اپنا
خرچی زنا کرنے سے پہلے مقرر کرلیتی ہین تو حلال ہی امام اعظم کے نزدیک اس لیے کہ تحقیق مزدوری
ایسی مثل کی طیب ہی خواہ وہ سبب کہ جسکے بدلے وہ مزدوری لیتا ہی حرام ہی ہو انتہے اسی سبب سے
امام اعظم کے نزدیک جو شخص کہ خرچی دیکر کسی عورت سے زنا کرے اوسپر حد واجب نہین انتہا **اقول**

جب معترض صاحب فقہ کا مطلب نہین سمجھتے اور اجارہ فاسد اور باطل مین فرق نہین کر سکتے تو پھر کیون ایمہ پر طعن کرتے ہین اور گنہگار ہوتے ہین انکھین بند کر کے اعتراض کر دیا اور یہ نہ دیکھا کہ چلپی مین اجر مثل اور اجارہ فاسد مین یہ گفتگو کی ہی اور معترض صاحب نے اوسکو اجارہ باطل قرار دیا اور اجر مثل کو زنا کی خرچی سمجھ گیے اتنا بھی غور نفرمایا کہ اجارہ فاسد مین چلپی نے اس اختلاف کو لکھا ہی زنا کی خرچی کیونکر مراد ہو سکتی ہی اب اسکا جواب سنیے کہ تمام حنفیہ کے نزدیک یہ کلیہ مسلم ہی اور سب کتب فقہ اسپر متفق ہین کہ اجارہ باطل وہ ہی کہ باصلہ غیر مشروع ہو اور اجارہ فاسد وہ کہ باصلہ مشروع اور بوصفہ غیر مشروع ہو کسی شرط یا عارض کی وجہ سے اوسمین فساد آیا ہو ورنہ اصل مین وہ جایز اور حلال تھا اور یہ بھی متفق سب کا ہی کہ جس اجارے کا معقود علیہ معصیت ہووے گا وہ باطل ہوگا نہ فاسد بعد ان دونون قاعدون کے محقق اور متفق علیہ ہونے کے وہ کون عاقل ہی کہ زنا کی اجرت کو حلال کہہ سکے اور کسی ادنے عالم کی بھی یہ شان نہین کہ اوس مین تامل کرے چہ جاے صاحب محیط و چلپی و ردمحتار خصوصاً جبکہ صریح حدیث کی اوسمین وارد ہووے پس بالضرورت واجب ہی کہ اجرت زنا سب کے نزدیک حرام ہووے ایک ادنے عامی کا بھی اسمین خلاف نہین چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اما مھر البغی فھو ما تاخذہ الزانیۃ علی الزناء وسماہ مھرا لکونہ علی صورتہ وھو حرام باجماع المسلمین یعنی لیکن مہر بغی زانیہ کی پس وہ شی ہی کہ جسکو زانیہ بعوض زنا کے لیوے اور اوسکا نام اس لیے مہر رکھا ہے کہ وہ بصورت مہر ہی اور حرمت اوسکی تمام مسلمانون کے نزدیک بالاجماع ہی انتہی لہذا ضرور ہی کہ روایت محیط کے ایسے معنی ہون گے جس سے اجارہ فاسد کی صورت پیدا ہو کیونکہ وہ تو خود ہی کلام اجارہ فاسد مین کرتا ہی اور حلت اجرت کا درصورت فساد قایل ہوا ہی نہ درصورت بطلان پس سنیے وہ کہتا ہی کہ کسی عورت کو اسکے منافع خدمت پر ایام معین مین اجارہ لیا اور یہ بھی شرط کر لی کہ اس ایام مین زنا بھی کرون گا سو اصل معقود علیہ خدمت ہی کہ امر حلال ہی اور شرط حرام اوسکے ساتھ لگئی ہی پس اجارہ فاسد ہی نہ باطل اسکی اجرت مثل مین خلاف ہی نہ اجرت مشروط مین

کیونکہ اجرت مشروط ومسمی تو خبث سے خالی نہین بسبب اس کے کہ بمقابلہ اسی اجارے کے واقع ہوئی ہے جو دراصل درست تھا مگر شرط حرام کی اقتران سے اس معقود علیہ مین حرمت آگئی لہذا مسمی بھی خبیث بن گیا مگر جب شارع نے اوسکا اجارہ رد کیا اور شرط حرام کو لغو بنایا تو وہ منافع مباح کہ موجر نے دیے اور مستاجر نے وصول کیے اونکو ضائع نہ کیا اوسکی اجرت مثل دلائی اوسمین کیا قبح ہے خدمت کے منافع تو اصلاً حلال تھے اور اب بھی منافع خدمت ہی کی اجرت دلائی ہے نہ منافع بضع کی سو اوسمین کسی وجہ سے شرکت زنا کی نہین یہ ہر حال مین طیب ہے اور حدیث مین اجرت زانیہ کو حرام فرمایا ہے تو زنا کی اجرت کو حرام کیا ہے زانیہ کی خدمت کے منافع کو تو حرام نہین کیا اگر زانیہ کسی قسم کی اجرت مباح کرے تو وہ حرام نہین مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت کو انگرکھا سینے پہ دو روپیہ کو اجارہ مین لے اور یہ بھی شرط کرے کہ زنا بھی کرونگا چنانچہ اوسنے انگرکھا بھی سیدیا اور اوس شخص کے ساتھ صدور زنا کا بھی ہوگیا پس اسصورت مین فقط اجرت مثل یعنی انگرکھا سینے کی قیمت چار پانچ آنے اوسکو دلائے جائینگے اور دو روپے جو اجارہ فاسدہ کے قرار پائے تھے رد کردیے جائینگے کیونکہ وہ بھی بوجہ شرکت زنا حرام ہین اور زنا کی اجرت تو قطعی حرام ہے اوسکو ہرگز نہین دلایا بلکہ فقط اجر مثل اوس اصل معقود علیہ کا ضائع نہ کیا کیونکہ یہ اجرت امر مباح کی ہے ہان اگر زنا کی خرچی بالکل یا اوسکو دلائے جاتے تو حرام ہوتے جو دلایا ہے وہ حرام نہین پس اسیطرح یہان یہ اجرت بھی ایسی ہی مباح امر کی ہے اور وہ شرط زنا کی جو اجارے مین فضول لگادی تھی وہ رد ہی ہوگئی کیونکہ اوس مسمے کا اعتبار ہی نہین رہا فقط منافع کی اجرت مثل دلائی جس مین شرط زنا کا نام ونشان بھی نہین پس کسب البغی کو اوسمین کچھ علاقہ اور دخل نہین رہا او مصداق اس حدیث کا ہرگز یہ واقعہ نہین ہوا اجرت مثل حلال اور طیب ہوئی نہ اجرت مسمے فوضح الْفَرْقُ وَثَبَتَ الْحَقُّ حکم مشتق مین معانی مشتق منہ کا مرعی ہونا واجب ہے اجرت زانیہ بوجہ زنا حرام ہے نہ یہ کہ اجرت زانیہ بوجہ مباح بھی حرام ہوئے پس حاصل مذہب امام صاحب کا یہ ہوا کہ اجرت زنا خواہ عقد اجارۂ زنا سے ہو خواہ بلا عقد ہو حرام مطلق ہے کیونکہ اجارہ باطل ہے اور جو اجارۂ فاسد ہو باین طور کہ اصل معقود علیہ خدمت تھی اور شرط زائد زنا کی اوسپر عارض ہو تو مسمی مشروط بھی حرام خبیث

ہی جیسا کہ معقود علیہ حرام تھا مگر بعد ردعمل خبیث اوسکے کہ اگر نفس امر مباح کی اجرت مثل ہووے تو
وہ درست ہی بایں وجہ کہ اوسکے اجارے کو جسمین شرط فاسد تھی معدوم کردیا جسکے سبب مسمی بھی
نہ دلایا گیا اور یہی نشان رد اجارہ کا ہی ورنہ بعد حاصل کرنے منافع کے رد کی کیا صورت ہوسکتی تھی
جب شارع نے مسمے یعنی اجرت فاسد کی نہ دلائی تو گویا اوس معقود علیہ ہی کو رد کردیا اب اصل منافع
کا اجر مثل جو مباح ہی اپنی طرف سے تشخیص کرکے دلایا تو اسمین نہ زنا کا کوئی دخل رہا نہ اثر آیا ہان اگر
اجرت مثل منافع زنا کی ہوتی تو لاریب حرام ہوجاتی یا زنا کی رعایت اجرت مین رہتی تو بھی بیشک
اجرت حرام ہوتی مگر یہاں تو کوئی امر محرم موجود نہین نہ زنا کی اجرت دلائی ہی نہ اجارۂ فاسد کا
مسمے دلایا بلکہ خدمت کا اجر مثل یعنی جتنی اجرت فقط اوسکی خدمت مباح کی ہوئی ہی وہ دلوائی ہی لہذا
اجرت حلال ہی اگرچہ کسب اصل اور سبب اصلی کہ تسمیہ معقود علیہ ہی حرام تھا اور وہ سبب کہ اجارۂ
فاسد تھا اب سبب بعید ہوگیا کیونکہ اجرت مثل کی سبب کا وہی سبب واقع ہوا ہی ورنہ کیون
یہ اعتراض آتا مگر صاحبین نے اس شرط کو شرط نہین جانا بلکہ عین معقود علیہ یا جزو معقود علیہ ٹھیرایا
تو اس صورت مین اجارۂ باطل قرار دیا اور یہ حکم بطلان کا فرمانا یا بسبب احتیاط کے ہی یا بسبب
غلو زانیہ عورتون اور کثرت اور غلبہ اس فعل کے اونکے زمانے مین ہوا ہی بہرحال صاحبین کو اس تقریر
امام صاحب پر کلام نہین بلکہ اونھون نے شرط زنا کو جزو معقود علیہ ٹھیرایا ہی کیونکہ زانی کو مقصود
زنا ہوتا ہی نہ دیگر منافع کہ وہ یا زوائد ہین یا جزو مقصود ہین بہرحال یہ وجہ خلاف کی ہی اور یہ خلاف
اختلاف زمانے پر محمول ہوسکتا ہی فائدہ پس اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو معنی معترض صاحب
اس عبارت کے لیتے ہین ہرگز ہرگز یہ معنی کسی طرح سے نہین ہوسکتے سیاق اور سباق کے
بالکل خلاف ہی گفتگو چلپی نے اجارۂ فاسدہ مین کی ہی معترض صاحب اوسکو اجارۂ باطلہ بناتے
ہین جو سب کے نزدیک حرام ہی کسی مسلمان کا اوسمین اختلاف نہین اور معترض صاحب کے معنو لینے
اجارہ باطل ہوگا جس مین یہان بحث نہین اگر معترض صاحب اپنے ان معنون سے اجارۂ فاسد
ثابت کردین تو ہم سودہ ہی جبرہ شناسی اونکی نظر کرین پس امام صاحب اور صاحبین کے اصل قاعدہ مین

خلاف نہین فقط فرق اتنا ہی کہ صاحبین نے شرط کو شرط نہین لکھا بلکہ معمول علیہ بنایا ہی اور اب اس زمانے
مین ایسا ہی ہی اور امام صاحب نے شرط زائد جانا اور اوس وقت مین ایسا ہی تھا یا نہ سہی مگر وہ
تقریر در صورت وجود اجارہ فاسد ہی اگر کہین پایا جاوے نہ در صورت بطلان اور حکم حلت اجرت
مثل کا فساد کی صورت مین لکھا ہی بطلان کی صورت مین نہین لکھا اگر فساد محقق ہو جاوے تو
صاحبین کو بھی تسلیم ہی اور اگر بطلان محقق ہو جاوے تو امام صاحب کو بھی حرمت مین کلام نہین
پس یا تو معترض صاحب ان معنون کو جو اونھون نے عبارت چلپی سے اخذ فرمائے ہین ثابت
کرین بغیر اسکے اون معنون سے اجارہ فاسد بنجائے جس مین چلپی کلام کرتا ہی اور ہماری طرف سے
اجازت ہی کہ اس مین اپنے اعوان اور انصار سے معترض صاحب استمداد بھی کرین ورنہ ایسے
بیہودہ مطاعن سے توبہ کرین اور بے سمجھے مطلب دخل نہ دیا کرین **قال** مسئلہ ہشتم اوپر خلاف مسئلہ امام
اعظم کا مخالف پیغمبر کی بیع شکاری کتے کی ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی
عالمگیری اور فتاوی قاضی خان وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَیَجُوزُ بَیْعُ الْکَلْبِ وَالْفَہْدِ
وَالسِّبَاعِ الْمُعَلَّمِ وَغَیْرِ الْمُعَلَّمِ فِی ذٰلِکَ سَوَاءٌ یعنی جائز ہی بیع کتے کی اور چیتے کی اور
درندون کی برابر ہی کہ سکھائے ہوے ہون یا بے سکھائے ہوے **اقول** کہا علامہ عینی نے
شرح بخاری مین فِیْہِ اخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ فَقَالَ الْحَسَنُ وَرَبِیْعَۃُ وَحَمَّادُ بْنُ اَبِیْ
سُلَیْمَانَ وَالْاَوْزَاعِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَدَاوٗدُ وَمَالِکٌ فِیْ رِوَایَۃٍ ثَمَنُ
الْکَلْبِ حَرَامٌ وَقَالَ عَطَاءُ بْنُ رَبَاحٍ وَاِبْرَاہِیْمُ النَّخْعِیُّ وَاَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَاَبُوْ یُوْسُفَ
وَمُحَمَّدٌ وَابْنُ کِنَانَۃَ وَسُحْنُوْنٌ مِنَ الْمَالِکِیَّۃِ الْکِلَابُ الَّتِیْ یُنْتَفَعُ بِہَا یَجُوْزُ
بَیْعُہَا وَیُبَاحُ اَثْمَانُہَا وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّ الْکَلْبَ الْعَقُوْرَ لَا یَجُوْزُ بَیْعُہٗ وَلَا
یُبَاحُ ثَمَنُہٗ وَاَجَابَ الطَّحَاوِیُّ عَنِ النَّہْیِ فِیْ ہٰذَا الْحَدِیْثِ وَغَیْرِہٖ اَنَّہٗ کَانَ حِیْنَ
کَانَ حُکْمُ الْکِلَابِ اَنْ تُقْتَلَ وَکَانَ لَا یَحِلُّ اِمْسَاکُہَا وَقَدْ وَرَدَ فِیْہِ اَحَادِیْثُ
کَثِیْرَۃٌ فَمَا کَانَ عَلٰی ہٰذَا الْحُکْمِ فَثَمَنُہٗ حَرَامٌ ثُمَّ لَمَّا اُبِیْحَ الْاِنْتِفَاعُ بِالْکِلَابِ لِلِاصْطِیَادِ

وَتَحرِيْم وَنَهْى عَنْ قَتْلِهَا نُسِخَ مَا كَانَ مِنَ النَّهْىِ عَنْ بَيْعِهَا وَتَنَاوُلِ ثَمَنِهَا یعنی ثمن
کلب مین اختلاف ہی علما کا پس کہا حسن اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان اور اوزاعی اور شافعی
اور احمد اور داود اور مالک نے ایک روایت مین کہ قیمت کتے کی حرام ہی اور کہا عطا بن رباح اور ابراہیم
نخعی اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور ابن کنانہ اور سحنون نے مالکیہ مین سے کہ جن کتون سے نفع
لیا جاتا ہی اونکی بیع درست ہی اور قیمت اونکی مباح ہی اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہی کہ دیوانے کتے
کی بیع جائز نہین اور نہ دام اوسکے مباح ہین اور جواب دیا ہی علامہ طحاوی نے ممانعت کا جو اس حدیث
مین اور اوسکے غیر مین وارد ہی باین طور کہ یہ ممانعت اوسوقت تھی کہ جب حکم کتون کے مارنے کا
دیا جاتا تھا اور حلال نہ تھا رکھنا ا... اور تحقیق وارد ہین ا... مین بہت حدیثین پس جو اس حکم پر
تھا اوسکے دام حرام تھے پھر جب مباح ہوا نفع لینا کتون سے شکار وغیرہ کا اور نہی کی گئی اونکے
قتل سے تو منسوخ ہوگیا حکم نہی بیع کا اور اونکے دام لینے کا انتہی ملتقطًا اور نہایہ شرح ہدایہ مین لکھا ہی
... تبیّن انتساخ ما روی من النھی وھذا لانھم کانوا
... الکلاب وکانت الکلاب فیھم تؤذی الصبیان والغرباء فنھوا
عن اقتنائھا فشق ذلک علیھم فامروا بقتل الکلاب ونھوا عن بیعھا
تحقیقًا للزجر عن العادۃ المالوفۃ ثم رخص لھم بعد ذلک ثمن ما یکون
منتفعًا بہ وھو کلب الصید والحرث والماشیۃ یعنی پس سبب بیان کرنے رخصت
کے ظاہر ہوا منسوخ ہونا نہی کا اور یہ اس لیے کہ اونھون نے الفت پکڑی تھی پالنے کتون کی اور
کتے اون مین کے تکلیف دیا کرتے تھے لڑکون کو اور مسافرون کو پس ممانعت کی گئی پالنے اونکے
پس شاق گذرا یہ امر اونپر پس حکم کیے گئے واسطے مار ڈالنے کتون کے اور ممانعت کی گئی بیچنے اونکے
سے تا کہ باز رہین عادت مالوفہ سے پھر بعد اسکے رخصت دی گئی اونکو اوس کتے کی قیمت کی جس سے
منتفع ہون اور وہ شکاری کتا اور کھیتی کا اور گلہ ... عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ یہ حکم پیشتر تھا بعد
موقوف ہوگیا اس صورت مین ممانعت اور ... ت کی حدیثون مین خوب مطابقت ہو جاوے گی

اور اگر یہ صورت نہو تو ایک جانب کی صحیح حدیثون کا انکار لازم آتا ہی کیونکہ دونون طرف کی حدیثین
صحیح موجود ہین اور یہ فیصلہ قرین قیاس اور ظاہر تر معلوم ہوتا ہی آخر اس مین تو سب متفق ہین کہ ایک
وقت مین آپنے اونکے مار ڈالنے کا حکم دیا تھا علی ہذا اس مین بھی اتفاق ہی کہ پھر قتل کی ممانعت
کردی اور شکاری کتے وغیرہ کے پالنے کی اجازت دے دی چنانچہ مسلم شریف مین لکھا ہی اَمَرَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْکِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُھُمْ وَبَالُ الْکِلَابِ
ثُمَّ رَخَّصَ فِیْ کَلْبِ الصَّیْدِ وَکَلْبِ الْغَنَمِ یعنی ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مار ڈالنے کتون کا پھر فرمایا ان سے اور کتون سے کیا واسطہ پھر رخصت دی شکاری کتے اور
کتے گلہ بکریون کے انتہی البتہ حدیث نہی کی نسخ مین اتفاق نہین بعض کے نزدیک منسوخ ہی جنمین
شیخ ابن ہمام بھی داخل ہین اور بعض کے نزدیک منسوخ نہین سو اس اختلاف سے ہمارا مطلب نہین
جاتا ایسے بہت اختلاف ہین اور ہر ایک کے دلائل موجود آپ عقلا خود غور کر لین گے کہ کون عقل اور
نقل کے زیادہ موافق ہی ہان جو صاحب اسکے منسوخ ہونے کے قائل نہین تو جب تک اس بات کو
ثابت نہ کر دین گے کہ حدیث نہی کی پہلے حکم قتل کے آپنے فرمائی ہی یا بعد ممانعت قتل کے ارشاد ہوئی
ہی ہرگز مدعا اونکا جو عدم نسخ ہی ثابت نہو گا کیونکہ جب پہلے یا بعد ارشاد ہوئی تو اس سے معلوم ہوگا
کہ بیع کی ممانعت مطلق ہی وقت قتل کے نہین تھی اور یہ بات ثابت ہونا محال ہی ورنہ اختلاف درمیان
ایمہ کے ممکن نہ تھا اور یہ لکھنا آپکا کہ اس باب مین حنفیہ جتنی حدیثین لائے ہین اون سب حدیثون سے
شکاری کتے کی بیع کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہی نہ یہ کہ ہر قسم کے کتے کی بیع جائز ہو یہ بات محض
غلط ہی اگر آپ تلاش کرتے اور کتابین حنفیہ کی ملاحظہ فرماتے تو ضرور پتا لگتا اس لیے کہ حنفیہ کا ماخذ
قرآن اور حدیث ہی جب کہین ان دونون مین نہین ملتا تو اوس وقت قیاس صحیح کو لیتے ہین کہ جسپر اتفاق ہی
اور سب ایمہ نے ایسا ہی کیا ہی بلکہ صحابہ اجتہاد کیا کرتے تھے حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ
وسلم کے اجتہاد کے اکثر قائل ہین غرض حنفیہ کے یہان اسکا بڑا التزام ہی کہ حتی المقدور جب تک حدیث
[illegible] احادیث سے مالامال ہین فتح القدیر مین ہی

وَقَدِ اسْتَدَلَّ فِی الْاَسْرَارِ وَغَیْرِہٖ مِنَ الشُّرُوحِ عَلٰی عُمُوْمِ بَیْعِ الْکَلْبِ بِاَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ
ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَوٰی عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَضٰی فِیْ کَلْبٍ
بِاَرْبَعِیْنَ دِرْهَمًا وَلَمْ یُخَصِّصْ نَوْعًا مِنْ اَنْوَاعِ الْکِلَابِ یعنی تحقیق استدلال کیا بیچ کتاب اسرار
وغیرہ مین شروح سے اوپر عام ہونے بیع کلب کے بابن طور کہ عبد اللہ بن عمرو رض نے روایت کی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپنے حکم دیا ایک کتے مین چالیس درہم کا اور نہین خاص کیا کسی قسم کو
کتون کے اقسام سے انتہے اور عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی قَالَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فِیْ کَلْبٍ بِاَرْبَعِیْنَ دِرْهَمًا فَذِکْرُہٗ مُطْلَقًا مِنْ غَیْرِ تَخْصِیْصٍ فِیْ اَنْوَاعِ الْکَلْبِ
بِالتَّضْمِیْنِ وَتَضْمِیْنُ الْمُتْلِفِ دَلِیْلٌ عَلٰی تَقَوُّمِہٖ وَمَالِیَّتِہٖ اَوْ نَقُوْلُ ثَبَتَ جَوَازُ بَیْعِ الْکَلْبِ
الْمُعَلَّمِ بِقَوْلِہٖ اِلَّا کَلْبَ صَیْدٍ وَجَوَازُ بَیْعِ الْکَلْبِ الْغَیْرِ الْمُعَلَّمِ سِوَی الْعَقُوْرِ بِقَوْلِہٖ اَوْ مَا
شِیَۃٍ فَاِنَّ کُلَّ کَلْبٍ یَصْلُحُ لِلْحِرَاسَۃِ الْمَاشِیَۃِ اِذْ مِنْ عَادَتِہٖ النُّبَاحُ عِنْدَ حِسِّ الذِّئْبِ
اَوِ السَّارِقِ یعنی کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض نے کہ حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
کتے مین چالیس درہم کا پس ذکر کیا اوسکو اونھون نے مطلق بغیر تخصیص کے اقسام کلب مین ساتھ ضمان
دلانے کے اور ضمان دلانا تلف کی ہوئی چیز کا دلیل ہی اوسکی قیمتی اور مال ہونے پر یا کہین ہمگے ہم کہ ثابت
ہوا جواز بیع کتے تعلیم یافتہ کا قول آنحضرت اِلَّا کَلْبَ صَیْدٍ سے اور جائز ہونا بیع کتے غیر معلم کا
سوا دیوانے کتے کے قول آنحضرت وَمَاشِیَۃٍ سے پس تحقیق ہر کتا صلاحیت کرتا ہی
بکریون کی نگھبانی کی اس لیے کہ اوسکی عادت سے بھونکنا ہے وقت دریافت کرنے بھیڑیے کے
یا چور کے انتہے اور کہا علامہ عینی نے کہ اس حدیث کو امام طحاوی نے ساتھ اسناد صحیح کے مرسل لائے
ہین اور کہا اونھون نے کہ اسمین روایت صحابہ اور تابعین سے کی گئی ہے انتہے **قال**
اس مسند کو امام اعظم رح کی جمع کی ہوئی کہنا محض کذب ہے **اقول** اسقدر درست ہے بیشک
امام صاحب نے اپنے ہاتھ سے جمع نہین کیا بلکہ اونکے شاگردون وغیرہ نے لکھا ہے جیسے مسند
امام شافعی کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے جمع کی ہے لیکن یہ کہنا کہ اسکی حدیثین غیر معتبر ہین

صریح غلط ہی اس لیے کہ اس کتاب کو ابو المؤید خوارزمی قاضی القضاۃ نے پندرہ مسندون سے جسمین مسند
امام ابو یوسف اور مسند امام محمد اور مسند امام صاحب کے بیٹے حماد کی بھی داخل ہی جمع کیا ہی چنانچہ
سب کے نام اونھون نے مقدمہ کتاب مین لکھے ہین اور یہ بھی مقدمے مین لکھا کہ جب مینے بعض
جاہلون سے ملک شام مین سنا کہ وہ امام صاحب کو طرف قلت روایت حدیث کے نسبت
کرتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ امام صاحب کی کوئی مسند نہین اور امام صاحب چند حدیثون کے
سوا نہین روایت کرتے تھے پس مجکو حمیت دینی آئی پس ارادہ کیا مین نے کہ جمع کرون مین پندرہ
مسندون سے جنکو بڑے بڑے علماے حدیث نے جمع کیا ہی انتہے لیس کہنا آپکا کہ قاضی القضاۃ
اور امام صاحب مین سلسلہ پندار دہی محض بے اصل ہی آپنے اونکی کتاب نہین دیکھی فقط تاریخ
سے جواب دیا اگر اونکی کتاب بھی ملاحظہ فرما لیتے کہ ان کتابون سے لکھا ہی جنمین واسطے کی
ضرورت نہین تو ایسا ہرگز نفرماتے پس یہ حدیثین طبقۂ رابعہ کی باعتبار جمع کے ہین اور درحقیقت
پہلی کتابون سے جمع کی گئی ہین چنانچہ اس کتاب کے مقدمے مین لکھا ہی ایسی شاہ صاحب
کی تحریر سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ فقط اتنا لکھتے ہین کہ بالفعل جو مسند امام مشہور ہی اسکو قاضی القضاۃ
ابو المؤید خوارزمی نے جمع کیا ہی امام صاحب کی لکھی ہوئی نہین نہ یہ کہ اسکی حدیثین عیاذاً باللہ
موضوع ہین پھر دعوا تو آپکا یہ کہ امام صاحب کو سترہ حدیثون کے سوا نہین پہونچین اور دلیل اوسپر
عبارت لائے یقال بلغت روایتہ الی سبعۃ عشر حدیثا او نحوہ یعنی کہا جاتا ہی
کہ پہونچی روایت امام صاحب کی طرف سترہ حدیث کے یا قریب اوسکے اور ظاہر ہی کہ لفظ یقال واسطے
ضعف اور قول بعض غیر معتبر کے لاتے ہین علاوہ اسکے روایت کرنا سترہ حدیثون کا اسکو مقتضی
نہین کہ اونکو اور حدیث نہین ملی جو کہ دعوا آپکا ہی پس اس عبارت کو اپنے دعوے کی حجت لانا
عین مغالطہ ہی پھر صاحب حطہ نے جسکی یہ عبارت آپنے نقل کی ہی گو وہ بھی فرقۂ ظاہریہ میں سے
ہین مگر اس کے بعد قلت روایت کی وجہ بھی بیان کر دی اور کہا ہی کہ احتیاطاً یہ امر ہوا نہ یہ کہ عمداً کیا
حاشا و کلا بعض صحابہ بھی مثل ابو بکر صدیق وغیرہ کے بوجہ احتیاط کے روایت کم کرتے تھے حالانکہ

حدیث اورون سے زیادہ جانتے تھے روایت کرنا شی دیگر ہی جاننا نہ جاننا امر آخر بقول آپکے اگر کمال
فقاہت اور ثقاہت دینداری کا کثرت روایت اور احادیث کے جمع کرنے پر موقوف ہوتا تو امام
بخاری و مسلم وغیرہ محدثین کو صحابہ پر تفضیل اور ترجیح ہوجاتی کہ انسے کثرت روایت و تدوین احادیث
ثابت نہین ہوتی حال آنکہ صحابہ کو باوجود نہ جمع کرنے احادیث کے ساری امت پر مطلقا فضل و بزرگی
ہی اسیطرح امام اعظم رح کی فضیلت و بزرگی کہ باتفاق ثقات محدثین کے تابعی ہین دیگر محدثین متاخرین
پر سمجھنا چاہیے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ پہلے ہی کتابین حدیث کی مدون ہوچکی تھین اور فقہ کا استنباط
قرآن اور حدیث سے شہرہ آفاق ہوچکا تھا بڑے بڑے محدثین مان گئے تھے امام صاحب کی
حدیث کا انکار کرنا جیسے دن مین طلوع آفتاب کا انکار کرنا ہی چنانچہ بحث اسکی تیرہوین مغالطے کے جواب
مین مفصل آئے گی آخر یہ تمام مسائل کہان سے استنباط ہوے اور علم اصول اور فقہ کہان سے
اخذ کیا سب کا ماخذ قرآن اور حدیث ہی یہ کہنا کہ اصول کے خلاف ہو تو حنفیہ حدیث نہین مانتے تو
اصول کیا ہی اصول بھی حدیث ہی سے ماخوذ ہی غرض جو بات تحقیق اور تدقیق کی حنفیہ کی یہان موجود
ہی کہین نہین امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے یہان تو یہ بات میسر ہی نہین پھر فرقہ ظاہریہ
کس شمار مین ہین جو خلاف جمہور اپنا مذہب جانتے ہین جسوقت روز ازل مین خدا کی طرف سے
مطالب قرآن اور احادیث اور غرض اور مقصود کلام تقسیم ہوتا تھا خدا جانے یہ لوگ کہان تھے جو ایسی
نعمت عظمیٰ سے محروم رہ گئے بہر طرہ یہ کہ خیر جو کچھ عنایت ہوا تھا صبر کرتے اہل تحقیق کے پیچھے نہ پڑتے مگر حسد کا
کیا علاج قاعدہ ہی جو بزرگی مین بڑا ہوتا ہی اسپر لوگون کو حسد بھی زیادہ ہوتا ہی لقب امام اعظم رح کا تو من
جانب اللہ تمام عالم مین مشہور ہوگیا ہی ظاہر ہی کے مٹانے سے ہرگز نہ مٹے گا ع چراغے را کہ
ایزد برفروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد انکو رشک آیا کہ حنفی مذہب کے اسقدر مقلد
کیون ہین ہزارون تدبیرین کین کہ کسی طرح انمین تفریق پڑے کہین کہا کہ انکی حدیثین ضعیف
ہین کبھی کہا کہ اپنی عقل سے یہ لوگ کہتے ہین کیون نہ کہین آخر اولو الالباب ہی تو ہین تم بھی
ذوی العقول تو ہین جو اپنی عقل کو بالائے طاق رکھدین خدا نے عقل اسیواسطے دی ہی کہ غرض کلام الٰہی

سمجھا کرین اس لیے اہل روایت محدثین ہوے اور اہل درایت محققین محدثین کے اجتہادات معتبر
نہین ہان روایت اونکی معتبر ہی اوسکے پرکھنے والے اور لوگ ہین یہ لوگ فرقۂ ظاہر یہ مطلق نہین
سمجھتے کہ یہ امر واسطے وجوب کے ہی یا واسطے استحباب کے یا بیان جواز کیواسطے ہی علی ہذا القیاس نہی
تحریمی ہی یا تنزیہی اس سے کچھ بحث نہین اعتراض کرنے سے کام ہی اور مخالف کہدینا تو انکا تکیہ کلام
ہی تمہیر عبارتین کتابون کی جو نقل کرتے ہین اونمین ایسا خلط ملط کرتے ہین کہ عامی اوسکو دیکھکر
دھوکا کھا جاوے مہر البغی مین تمام اہل اسلام کا اتفاق ہی کہ حرام ہی چنانچہ فقہ کی کتابون اس سے
بہرہ ہین اور امام نووی نے بھی اجماع مسلمانون کا اسمین بیان کیا ہی اور بیع کلب مین اونھون نے
ہرگز اجماع تمام اہل اسلام کا نہین کہا یہ فقط آپکا حاشیہ ہی ہان بیع خمر اور خنزیر مین اجماع تمام مسلمانونکا
لکھا ہی اسمین تو اونھون نے خود اختلاف لکھا ہی اور امام مالک کی تین روایتین لکھی ہین ایک مین
بیع جائز نہین لیکن جو شخص تلف کرے اوسپر قیمت واجب ہی اور دوسری مین بیع درست ہی اور قیمت
واجب ہی اور تیسری مین نہ بیع درست ہی نہ قیمت واجب ہان جس جگہ اکثر علما ایک طرف ہوتے ہین
وہ اپنی عادت کے موافق جمہور علما تعبیر کرتے ہین گو علما شافعی ہون مگر اجماع مسلمین وہان کہتے
ہین جہان چارون مذہب کے علما متفق ہون پس نہی کلب کو تحریمی کہنا کسی دلیل سے ثابت
نہین ہوتا بلکہ نہی تنزیہی کہنا اوس حدیث کے مناسب معلوم ہوتا ہی جو عبد اللہ بن عباسؓ سے
شیخین نے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائے اور حجام کو اجرت اوسکی دی
اور اگر اجرت حجام کی حرام ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اجرت نہ دیتے انتہی روایت کیا اسکو
بخاری اور مسلم نے حالانکہ اسیطرح آپنے ثمن کلب سے ممانعت فرمائی اور اوسکو خبیث کہا ہی اسیطرح اجرت
حجام کو بھی خبیث کہا ہی حالانکہ صحیح حدیثون سے اجرت دینا ثابت ہی پس محدثین یہان نہی تنزیہی
لیتے ہین کیونکہ دونون حدیثین صحیح موجود ہین ایک مین ممانعت ہی اور دوسری مین جائز ہونا معلوم
ہوتا ہی یہ کیسے ہوسکتا ہی کہ جس شی کی ممانعت ہو اوسکو خود کرلین پس معلوم ہوا کہ جہان منع کیا ہی
اوس سے نہی تنزیہی مراد ہی چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین کہ جمہور نے حجت پکڑی

حدیث عبداللہ بن عباس سے اور حمل کیا اونھون نے احادیث نہی کو تنزیہیہ پر اور منتفع ہونے پر لینے کے
سبب سے اور برانگیختہ کرنے پر عمدہ کامون کے اور شریف پیشون کے اونہی اسی قسم کی توجیہ بلی کی
قیمت مین بھی کی ہی چنانچہ سوال اینده کے جواب مین ہم لکھین گے پس کون سی وجہ ہمکو مانع ہی
کہ کتے کی قیمت مین یہ تقریر نکرین کہ یہان بھی نہی تنزیہی ہی اور اسوجہ سے ممانعت فرمائی ہی کہ
آدمی کو خصوصا شرفا کو یہ بات ہرگز زیبا نہین کہ کتے اور بلی کو بیچتے پھرا کرین بلکہ عالی ہمت ہون
اور رذیل پیشہ اختیار نکرین اگر بالفرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ لگانے کی ضرورت
نہ پڑتی تو حضرات ظاہریہ تو ہرگز یہ توجیہ سنتے گو کیسی ہی موافق عقل کے تھی پس مقلدین تو جو نص
مخالف قیاس کے آوے اوسکو اوسکے مورد پر رکھتے ہین اور اگر موافق قیاس ہو تو اوس مین
قیاس کرکے علت اوسکی نکالتے ہین اور فرقہ ظاہریہ خواہ موافق قیاس ہو یا نہو اوسکو اوسکے
مورد پر رکھتے ہین اس لیے ربا مین جو حدیث وارد ہوئی ہی اوسمین فقط سونا چاندی گیہون جو
چھوارے نمک کا ذکر ہی قیاس نہین کرتے چنانچہ شرح مسلم مین امام نووی لکھتے ہین فقال اھل
الظاھر لا ربا فی غیر ھذہ الستۃ بناء علی اصلھم فی نفی القیاس قال جمیع
العلماء سواھم لا یختص بالستۃ بل یتعدی الی ما فی معناھا وھو ما یشارکھا
فی العلۃ واختلفوا فی العلۃ التی ھی سبب تحریم الربا فی الستۃ یعنی کہا اہل ظاہر
نے نہین سود ہوتا سوا ان چھہ چیزون کے بنا بر اپنے قاعدے کے کہ جو نفی قیاس مین ہی کہا تمام
علما نے جو سوا اونکے ہین کہ نہین خاص ہی ساتھ چھہ چیزون کے بلکہ تجاوز کرتا ہی طرف اوسکے جو
انکے معنون مین ہی اور وہ وہ ہی جو شریک ہو انکی علت مین اور اختلاف کیا اونھون نے اوس علت
مین کہ جو سبب ہی حرام کرنے سود کا ان چھہ چیزون مین انتہی اور ابن جریج راوی کو آپنے ضعیف
کہا ہی اور دلیل اوسپر شافعی مذہب کے قول کی سند لائے ہین جنکے یہان مرسل ہین دوسری وجہ سے
اگر قوت ہو جاوے تو اوسکو مانتے ہین ورنہ حجت نہین گردانتے اور تقریب مین تو ابن جریج کو ثقہ
فقیہ فاضل لکھا ہی اسکو آپ خلاف دیانت قصدًا چھوڑ گئے بیشک تدلیس آپکی مذموم ہی نہ تدلیس

نووی شرح مسلم
جلد ثانی صفحہ ۲۲

ایسے ثقہ اور فقیہ فاضل کی بلکہ وہ مقبول ہین چنانچہ سند آگے آتی ہی خیر ہمنے اسکو بھی تسلیم کیا اسکی تو
قوت کثرت طرق سے ایسی ہی کہ کوئی نادان بھی انکار نہین کرسکتا گو مرسل ہی تو کیا ہوا حال آنکہ حنفیہ
کے نزدیک مرسل بھی حجت ہی چنانچہ ملا علی قاری نے شرح شرح نخبۃ الفکر مین لکھا ہی وَلِذَا قَالَ جُمْهُورُ
الْعُلَمَاءِ إِنَّ الْمَرَاسِيلَ حُجَّةٌ مُطْلَقًا یعنی اور اسیواسطے کہا جمہور علمانے کہ تحقیق مرسل
حدیثین حجت ہین مطلقاً انتہیٰ اور مقدمہ مشکوۃ شریف مین ہی وَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمَالِكٍ
الْمُرْسَلُ مَقْبُولٌ مُطْلَقًا یعنی اور نزدیک ابو حنیفہ اور مالک کے مرسل مقبول ہی مطلقاً انتہیٰ
اسکے بعد لکھا ہی وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ إِنِ اعْتُضِدَ بِوَجْهٍ آخَرَ مُرْسَلٍ أَوْ مُسْنَدٍ وَإِنْ كَانَ
ضَعِيفًا قُبِلَ یعنی اور نزدیک امام شافعی کے اگر قوت پائے دوسری حدیث سے مرسل ہو یا مسند
اگرچہ ضعیف ہو مقبول ہی انتہیٰ اور مقدمہ ترمذی مین لکھا ہی وَالْأَصَحُّ التَّفْصِيلُ فَمَا رَوَاهُ
بِلَفْظٍ مُحْتَمَلٍ لَمْ يُبَيِّنْ فِيهِ السَّمَاعَ فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْمُرْسَلِ وَأَنْوَاعِهِ وَمَا رَوَاهُ
بِلَفْظٍ مُبَيِّنٍ لِلِاتِّصَالِ كَسَمِعْتُ وَأَخْبَرَنَا وَحَدَّثَنَا وَأَشْبَاهِهَا فَهُوَ مُحْتَجٌّ بِهِ یعنی صحیح
تدلیس مین تفصیل ہی پس جو کہ روایت کیا اوسنے اوسکو ساتھ لفظ محتمل کے کہ نہ بیان کیا گیا اوسمین
سننا پس حکم اوسکا حکم مرسل کا ہی اور اوسکے انواع کا اور جو کہ روایت کیا اوسنے اوسکو ساتھ ایسے
لفظ کے کہ بیان کیا گیا ہی واسطے اتصال کے جیسے سنا مین نے اور خبر دی ہمکو اور حدیث بیان کی
ہمسے اور مثل اسکے پس حجت ہی انتہیٰ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے یہان دونون قسمین
معتبر ہین اور مقدمہ بخاری شریف مین ہی وَأَمَّا الْمُرْسَلُ فَهُوَ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ وَأَصْحَابِ الْأُصُولِ
وَالْخَطِيبِ الْحَافِظِ أَبِي بَكْرٍ الْبَغْدَادِيِّ وَجَمَاعَةٍ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ مَا انْقَطَعَ إِسْنَادُهُ
عَلَى أَيِّ وَجْهٍ كَانَ انْقِطَاعُهُ فَهُوَ عِنْدَهُمْ بِمَعْنَى الْمُنْقَطِعِ یعنی لیکن مرسل پس وہ نزدیک
فقہا اور اصولیون اور خطیب حافظ ابوبکر بغدادی اور ایک جماعت محدثین کی وہ ہی کہ منقطع ہو اسناد اوسکی
کسی وجہ سے ہو انقطاع اوسکا پس مرسل نزدیک اونکے بمعنی منقطع کے ہی انتہیٰ اسکے بعد لکھا ہی وَمَذْهَبُ
مَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَحْمَدَ وَأَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ أَنَّهُ يُحْتَجُّ بِهِ وَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ

اِذَا انْضَمَّ اِلَی الْمُرْسَلِ مَا یَعْضُدُهٗ اُحْتُجَّ بِہٖ یعنی اور مذہب مالک اور ابو حنیفہ اور احمد رح
تینوں اماموں کا اور اکثر فقہا کا یہ ہی کہ مرسل کے ساتھ حجت پکڑی جاوے اور مذہب امام شافعی
کا یہ ہی کہ جسوقت ملے طرف مرسل کے ایسی شی جو قوت دے اوسکو حجت گردانی جائے انتہٰی
پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مرسل اور منقطع ایک شی ہی اور مرسل حجت ہی پھر آپکا لکھنا کہ مرسل
اور منقطع حجت نہین محض بے اصل ہی اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ بمقابلہ صحیح کے حجت نہین سو یہ مقابلہ محض
آپکے خیال مین ہی ورنہ دونون حدیثین اپنی اپنی جگہ پر درست اور بجا ہین مطلق ایک دوسرے کے
خلاف نہین چنانچہ تحقیق اسکی گذر چکی اور کتاب طحاوی حنفیہ کی نہایت معتبر کتاب ہی اوسکو ہم
نہین کہتے کہ مثل بخاری اور مسلم کے ہی البتہ جن احادیث سے ایمہ نے استخراج مسائل کیا ہے
وہ احادیث بیشک صحیح ہین گو بعد کے لوگ اوسکو ضعیف کہین اونکے وقت مین ہرگز ضعف
نہ تھا **قال** مسئلہ ہشتم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
کے یہ ہی جو کہ فتاوی قاضی خان اور فتاوی عالمگیری مین لکھا ہی بَیْعُ السِّنَّوْرِ وَالسِّبَاعِ اَلْوَحْشِیِّ
وَالطَّیْرِ جَائِزٌ عِنْدَنَا مُعَلَّمًا کَانَ اَوْلَمْ یَکُنْ یعنی بیچنا بلی اور درندے وحشی اور جانور
کا جائز ہی نزدیک ہمارے سکھایا ہوا ہو یا نہ سکھایا ہوا الخ **اقول** اسمین مخالفت حدیث
کی نہین آپنے کتابین نہین ملاحظہ فرمائین ورنہ موافق حدیث کے جانتے اسکی وجہ امام نووی
شرح مسلم مین لکھتے ہین اَمَّا النَّھْیُ عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ فَھُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ لَا یَنْفَعُ
اَوْ عَلٰی اَنَّہٗ نَھْیُ تَنْزِیْہٍ حَتّٰی یَعْتَادَ النَّاسُ ھِبَتَہٗ وَاِعَارَتَہٗ وَالسَّمَاحَةَ بِہٖ کَمَا
ھُوَ الْغَالِبُ فَاِنْ کَانَ مِمَّا یَنْفَعُ وَبَاعَہٗ صَحَّ الْبَیْعُ وَکَانَ ثَمَنُہٗ حَلَالًا ھٰذَا
مَذْھَبُنَا وَمَذْھَبُ الْعُلَمَاءِ کَافَّةً اِلَّا مَا حَکٰی ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ وَ
طَاؤُسٍ وَمُجَاھِدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّہٗ لَا یَجُوْزُ بَیْعُہٗ وَاحْتَجُّوْا بِالْحَدِیْثِ وَاَجَابَ
الْجُمْھُوْرُ عَنْہُ بِاَنَّہٗ مَحْمُوْلٌ عَلٰی مَا ذَکَرْنَا فَھٰذَا ھُوَ الْجَوَابُ الْمُعْتَمَدُ یعنی لیکن
ممانعت بلی کی قیمت سے پس وہ محمول ہی اسپر کہ نفع نہین دیتی یا اسپر کہ یہ نہی تنزیہی ہی تا کہ آدمی

مسئلہ ہشتم بیع سنور و درندہ
نووی شرح مسلم

عادت پکڑین اسکے مفت دے ڈالنے کی اور مستعار دینے کی اور جوان مردی کرنے کی ساتھہ
دینے اوسکے جیسا کہ یہی اکثر ہی پس اگر ہو اوس مین سے کہ نفع دے اور بیچے اوسکو صحیح ہی
بیع اور ہو گی قیمت اوسکی حلال یہ مذہب ہمارا ہی اور مذہب کل علما کا مگر وہ کہ روایت کی ابن منذر
نے ابو ہریرہ اور طاؤس اور مجاہد اور جابر بن زید سے یہ کہ نہین جائز ہی بیع اوسکی اور حجت لائے
وہ ساتھہ حدیث کے اور جواب دیا جمہور نے اوس سے باین طور کہ تحقیق یہ حدیث محمول ہی اوس پر
جو ذکر کیا ہمنے پس یہی جواب عمدہ ہی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ جمہور اسی کے قائل ہین کہ یہان
نہی تنزیہی ہی اور بیع بلی کی جائز ہی مگر آپ حضرات تو باوجود قول جمہور کے اوسکو مخالف ہی جانتے
ہین اس لیے ہم کہتے ہین کہ آپ معنی اور مطلب اور غرض حدیث حنفیہ سے دریافت کر لیا کیجیے
جسکا کام ہوتا ہی وہی اوسکی تہ کو پہونچتا ہی اپکا شیوہ یہ نہین ع کار بوزینہ نیست نجاری ہان گھر
کے اندر بیٹھے کے جس پر چاہے لعن طعن کیجیے گالیان دیجیے ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند

قال مسلہ نہم اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہی کہ جو در المختار مین لکھا ہی
بِخِلَافِ الشَّاةِ الْمُصَرَّاةِ فَلَا يَرُدُّهَا مَعَ لَبَنِهَا اَوْ صَاعِ تَمْرٍ بَلْ يَرْجِعُ بِالنُّقْصَانِ
یعنی بخلاف بکری بند کی گئی کے پس واپس کرے خریدار اوسکو ساتھہ دودھہ اوسکے کے یا ساتھہ
ایک صاع کھجوران کے بلکہ لیوے اوسکو کم قیمت کر کے الخ **اقول** معترض صاحب نے شاید گمان
کیا ہی کہ حنفیہ نے حدیث مصراۃ کو محض بوجہ مخالفت قیاس معمول بہ نہ ٹھیرایا حاشا وکلا امام
صاحب تو حدیث ضعیف کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے ہین حال آنکہ اس مقام پر تو اس حدیث کے
مخالف دوسری حدیث نہایت صحیح جس پر تمام امت کا عمل در آمد ہی موجود ہی اور قاعدہ ہی کہ جو حکم
شارع کی طرف سے عام ہو اوسکے مقابلے مین حکم خاص کو ترجیح نہو گی بلکہ اوسکو مورد خاص پر
جسکی وجہ ہماری عقل مین نہین آتی محمول کیا جائے گا یا یون کہا جاوے گا کہ حکم عام اس حکم
خاص کا ناسخ ہی بہر حال امام صاحب نے ایک حدیث کو جسمین حکم عام تھا دوسری حدیث خاص پر
ترجیح دی ہی محض قیاس کو دخل نہین دیا جیسا کہ ظاہر بین کا قیاس اور گمان ہی البتہ امام شافعی حکم

خاص کو حکم عام پر ترجیح دیتے ہین چنانچہ علم اصول مین بحث اسکی مفصل مندرج ہی اور حق یہی ہی کہ
حکم کلی حکم جزئی پر ترجیح رکھتا ہی اس لیے کہ جزئی مین احتمالات بہت ہین لہذا امام صاحب حتی الامکان
حکم عام کو معمول بہ گردانتے ہین خصوصا اوس وقت جبکہ حکم خاص مین چند روایتین مختلف وارد ہون
اور جمیع قیاسات کے مخالف ہو پس اس صورت مین بدرجہ اولی حکم عام قابل عمل ہوگا اور خاص
بوجہ تعارض علم کے صورت خاص پر محمول کیا جائے گا ترمذی شریف مین ہی عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ یعنی
عائشہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ خراج کا استحقاق بوجہ ضمان
ہوتا ہی اور یہ حدیث صحیح ہی انتہی حاصل اسکا یہ ہی کہ مثلا کوئی شخص کسی غلام کو خریدے اور اجرت
اوسکی جو بعد خریدنے کے آئی ہی خود رکھلے تو وہ اوسکا مستحق ہی کیونکہ وہ شی جو اوسنے خریدی ہی
اگر ہلاک ہو جاتی تو اوسیکا مال ہلاک ہوتا جب وہ شی اوسکی ضمانت مین ہی تو جو منافع اوسکے ہونگے
اونکا وہی خریدنے والا مالک ہوگا اور بایع کو وہ منافع واپس نکیے جائین گے بلکہ مشتری بوجہ ضمان
کے اونکا مستحق ہی پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بکری مصرات جو اوسکی ضمان مین آگئی ہی اوسکا
دودھ مشتری کو مباح ہی اور وہ اسکا بوجہ ضمان مستحق ہی پس اگر دوسری حدیث سے یہ بات ثابت
ہو کہ دودھ کا عوض دینا چاہیے تو ظاہر ہی کہ ان دونون حدیثون مین تعارض ہوگا حالانکہ دونو
حدیثین صحیح ہین پس حدیث اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ کہ جسپر جمہور امت کا عمل در آمد ہی چنانچہ قول امام ترمذی
وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی حدیث مصرات پر ترجیح دی جائے گی اس لیے کہ اوسکے الفاظ مین نہایت
اختلاف ہی کیونکہ مسلم کی روایت مین صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ہی یعنی ایک صاع کھجور دے اور دوسرا
لفظ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ غَيْرَ سَمْرَاءَ مرقوم ہی یعنی ایک صاع طعام سوا گندم کے دے اور
ابوداود کی روایت مین مِثْلَ اَوْ مِثْلَيْ لَبَنِهَا قَمْحًا ہی یعنی برابر دودھ کے یا دونے اوس کے
گیہون دے پس اس معاملے مین چار امر ارشاد ہین یا تو اوسپر عمل نہ کیا جاوے گا اور رجوع
دوسری نص کی طرف ہوگا یا اونکو خاص محل پر حمل کیا جاوے گا لہذا امام صاحب نے تو اوس واقعہ

قضیۂ شخصیہ پر حمل کیا کہ شارع نے خلاف قیاس کے مورد خاص شخصیہ مین جو ہماری عقل مین نہین آتا حکم فرمایا تھا اور عمل درآمد دین کا خلاف قیاس پر نہین ہوتا بلکہ امت کے واسطے حدیث الخراج بالضمان خود ارشاد ہوچکی ہی غرض امام صاحب نے اس باب مین حدیث صحیح پہ جو معمول بہ تمام امت کے ہی عمل کیا اور امام شافعی نے اوسکو عام کرلیا ہی اور امام صاحب نے اوس قضیۂ شخصیہ کو مخصوص کیا ہی اونکی نظر مین اسکو ترجیح ہی انکی نظر مین اوسکو طرفین سے صحیح حدیث موجود ہی اور عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ مین ہی کہ عیسی بن ابان محدث نے کتاب الحجۃ مین لکھا ہی کہ حکم مصرات کا اوس وقت تھا کہ جب معصیت کی عقوبت اخذ اموال تھی چنانچہ اسی قسم سے وہ حدیث ہی جو زکوۃ مین روایت ہی کہ جو شخص زکوۃ کو بخوشی ادا کرے گا اوسکا اجر پاوے گا ورنہ ہم اوس سے زکوۃ اور نصف مال اوسکا لینگے اور اسی قبیل سے وہ حدیث ہی جو عمرو بن شعیب سے دربارۂ سارق ثمر غیر محرز کے روایت ہی کہ اوس سارق کے چند درے عقوبۃً مارے جاوین اور دو مثل اوس ثمر کا اوس سے لیا جاوے پس جبکہ شروع اسلام مین ایسا حکم تھا یہان تک کہ ربا کو بھی اللہ تعالے نے منسوخ کردیا تو اشیاے ماخوذہ جنکے امثال ہین اپنے امثال کی طرف عود کرآئین اور جن کے امثال نہین وہ اپنی قیمت کی طرف پھر گئین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریہ سے منع فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ بیع مصرات کی فریب اور دغابازی ہی اور مسلمانون کو فریب دینا حلال نہین پس جس شخص نے ایسا کیا اور ایسی شی کو بیع کیا جسکی بیع سے مخالف حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوگیا اوسکے واسطے یہ سزا مقرر تھی کہ تین دن کا دودھ مشتری بعوض ایک صاع کے دیوے اور شاید وہ دودھ چند صاع کے مساوی ہو پھر یہ سزاے مالی منسوخ ہوگئی اور اشیا نے اپنے امثال یا قیمت کیطرف عود کیا اور کہا امام طحاوی نے کہ جس دودھ کو مشتری نے تین روز تک لیا ہی بعض اوسکا ملک بائع مین قبل شرا تھا اور بعض ملک مشتری مین بعد شرا پیدا ہوا ہی کیونکہ اوس سے کتنی بار اوسکو دوہا ہی پس وہ دودھ جو ملک بائع مین تھا مبیع ہوگیا جب بکری کی بیع فسخ ہوگئی تو اوس دودھ کی بھی بیع فسخ کیجاے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشتری مصرات کیواسطے

٤ قضیۂ شخصیہ

بعد رد اوسکے کے ست دودھ بعوض ایک صاع تمر کے جسکو مع بکری کے رد کرنا واجب گردانا ہی اور دودھ
اوسوقت مین کل صرف ہوگیا ہی یا بعض پس مشتری لبن دین کا بعوض تمر دین کے مالک ہوگا پس
یہ صورت بیع الدّین بالدّین مین داخل ہو جائیگی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے
بیع الدین بالدین سے منع فرمایا چنانچہ ابن عمر رضہ سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا بیع
الکَالِئِ بِالکَالِئِ سے یعنی بیع دین سے بعوض دین کے پس اس قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس قول کو جو مصرات مین مروی ہی منسوخ کردیا علاوہ اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
بروایت ابو ہریرۃ رضہ وغیرہ کے ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا اَلخَرَاجُ بِالضَّمَانِ یعنی منافع مبیع
کا بوجہ ضمان کے مشتری مستحق ہی اور علماے امت نے اس حدیث کو تسلیم کیا ہی اور قبول فرمایا ہی اور
تم جانتے ہو کہ اگر کوئی شخص بکری خریدے پس اوسکو دودہ لے پھر اوسکے عیب پر سوا تصریہ کے
مطلع ہو جاوے تو وہ شخص اوس بکری کو پھیر دے اور وہ دودھ اوسکا ہی اسیطرح اگر وہ بکری کوئی
بچہ دیوے تو بکری کو بوجہ عیب پھیر دے اور بچہ ملک اوسکی ہی اور تمھارے نزدیک یہ اوس
خراج سے ہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ ضمان واسطے مشتری کے مقرر فرمایا ہی
پس وہ صاع جسکو تم مشتری مصرات پر وقت واپس کرنے بکری کے بوجہ تصریہ واجب کرتے ہو دو
حال سے خالی نہین یا تو بعوض کل دودھ کے کرتے ہو جو وقت خرید موجود تھا یا بعد خرید حادث
ہوا ہی یا بعوض اوس دودھ کے کرتے ہو جو اوسکے تھن مین وقت وقوع بیع موجود تھا پس اگر وہ
صاع بعوض دونون کے ہی تو تم نے اوس حدیث کو ترک کردیا جس کی وجہ سے مشتری کو دودھ
اور بچے کا استحقاق بعد رد شاۃ ثابت کرتے تھے کیونکہ ان دونون کا حکم خراج کا حکم ہی جسکو رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے مشتری کے بوجہ ضمان مبیع کے مباح کیا ہی اور اگر یہ صاع بعوض
اوس دودھ کے ہی جو اوسکے تھن مین وقت بیع تھا اور باقی دودھ ملک مشتری کا من قبیل خراج
کہا جاوے تو اس صورت مین ایک صاع دین بعوض لبن دین کے ہو جاویگا حالانکہ بیع دین
بعوض دین موافق حدیث مذکور کسی کے نزدیک بھی جائز نہین پس جو صورت تم بیجیے اوسمین کوئی

نہ کوئی حدیث ترک کرنی پڑتی ہی اور تم فسخ حکم مصرات کے قائل ہونے مین غیر سے اولے ہو کیونکہ

تم لبن کو حکم خراج مین کرداننے ہو اور غیر ایسا نہین کرتا تھے پس معلوم ہوا کہ طرفین کا ماخذ حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کوئی قیاس نہین کرتا ہر طرف حدیث صحیح موجود ہی پس معترض صاحب
کا طعن بے سود ہی اونکو ائمہ کا ماخذ تو معلوم ہی نہین مگر دخل در معقولات ضرور دیتے ہین اور یہ
نہین جانتے کہ فیما بین حنفیہ و شافعیہ متنازع فیہ کونسا امر ہی جس سے اختلاف مسائل استنباطیہ
واقع ہوا ہے البتہ اوسمین گفتگو کرتے تو ایک موقع تھا حنفیہ کے ماخذ کو بالکل یک قلم اوڑا
کے شافعیہ کا ماخذ لکھدینا اس سے بڑھکر اور کیا دھوکا اور فریب ہوگا اللہ تعالی ایسی فریب
دہی سے عوام کو بچاوے وہ بیچارے تو نئے مسلمان ہوتے ہین وہ کیا جانین کہ حنفیہ کس پایہ
کا مسلک رکھتے ہین ظاہر اتو اونکو معترض صاحب کے اقوال دیکھکر یون ہی معلوم ہوگا کہ حنفیہ نے
محض قیاس کو دخل دیا ہی حاشا و کلا کوئی شخص امور دینیاوی مین جو کہ ناپائدار ہین دیدہ و دانستہ
بے احتیاطی نہین کرتا تو امور دینی مین باوجود احادیث اور قرآن کے اپنے قیاس سے مسائل کا
اختراع کیونکر کرے گا عامی کی بھی یہ جرأت نہین نہ کہ ائمہ کرام خصوصًا امام اعظم جنکا علم و فضل
اظہر من الشمس ہی اور جنکے مقلدین لاکھون اولیاے کاملین بدولت اسی تقلید کے ہوگئے
کیونکر محض قیاس سے مسائل استنباط کر سکتے ہین جبتک کوئی ماخذ اونکا نہ پایا جاوے خدا معترض
صاحب اور تمام متعصبین کو ایسے مطاعن سے رہائی بخشے اور اونکی عفو تقصیر کرے خدا جانے
کہ ان لوگون سے کونسا ایسا شدید گناہ سرزد ہوا ہی جسکی سزا کیواسطے مطاعن ائمہ کرام اونکی
تقدیر مین لکھدیا گیا ہی ہے چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ✦ میلش اندر طعنۂ پاکان برد ✦
نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا **قال** مسئلہ ۱۴۰ اور
ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور
کنز الدقائق اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خان مین لکھا
ہی وَلَا صَلٰوۃَ جَنَازَۃٍ لِمَا رُوِیْنَا وَلَا سَجْدَۃَ تِلَاوَۃٍ لِاَنَّھَا فِیْ مَعْنَی الصَّلٰوۃِ

اِلَّا عَصْرَ یَوْمِہٖ عِنْدَ الْغُرُوْبِ یعنی آفتاب کے طلوع کے وقت اور غروب کے وقت اور جسوقت عین دوپہر ہو نماز اور سجدۂ تلاوت کا اور نماز جنازے کی جائز نہین ہی مگر آفتاب کے غروب کے وقت فقط اوس دن کی نماز عصر کی تو البتہ جائز ہی الخ **اقول** معنی اس حدیث کے امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اِذَا اَدْرَکَ مَنْ لَا یَجِبُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ رَکْعَۃً مِّنْ وَقْتِھَا لَزِمَتْہُ تِلْکَ الصَّلٰوۃُ وَذٰلِکَ فِی الصَّبِیِّ یَبْلُغُ وَالْمَجْنُوْنُ وَالْمُغْمٰی عَلَیْہِ یُفِیْقَانِ وَالْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ تَطْھُرَانِ وَالْکَافِرُ یُسْلِمُ فَمَنْ اَدْرَکَ مِنْ ھٰؤُلَاءِ رَکْعَۃً قَبْلَ خُرُوْجِ الْوَقْتِ لَزِمَتْہُ تِلْکَ الصَّلٰوۃُ یعنی جسوقت پاوے وہ شخص کہ واجب نہین نماز اوسپر مقدار ایک رکعت کے اوسکے وقت سے تو لازم ہی اوسکو یہ نماز اور یہ صورت لڑکے مین ہی کہ بالغ ہو جاوے اور مجنون اور بیہوش مین کہ افاقہ پا جائین اور حائض اور نفسا مین کہ پاک ہو جائین اور کافر مین کہ مسلمان ہو جاوے پس جو شخص انمین سے ایک رکعت پہلے خارج ہونے وقت کے پا گیا تو نماز اوسپر واجب ہو جاویگی انتہے یعنی یہ حکم کافر وغیرہ مین ہی کہ ایسے وقت مین مسلمان ہو یا بالغ ہو کہ ایک رکعت کے مقدار وقت باقی ہو تو اس صورت مین نماز اوسپر واجب ہو جاویگی اور پوری نماز پڑھنی لازم ہوگی یا یہ معنی حدیث کے ہین جیسا کہ شرح مسلم مین لکھے ہین اِذَا اَدْرَکَ الْمَسْبُوْقُ مَعَ الْاِمَامِ رَکْعَۃً کَانَ مُدْرِکًا لِفَضِیْلَۃِ الْجَمَاعَۃِ بِلَا خِلَافٍ یعنی جو شخص کہ بعد آکر ملے اور ایک رکعت امام کے ساتھ پاوے تو وہ شخص جماعت کی فضیلت بلا اختلاف پاویگا انتہے یعنی یا حدیث کو باعتبار فضیلت جماعت کے لیا جاوے کہ جسکو ایک رکعت بھی جماعت کے ساتھ ملگئی گویا نماز پوری ملگئی اگر اس حدیث کے یہی معنی لیے جاوینگے کہ وقت طلوع آفتاب کے بھی نماز پڑھنی چاہیے تو یہ معنی دوسری حدیث کے جو مسلم مین آئی ہی مخالف ہو جاوینگے وہ حدیث یہ ہی وَوَقْتُ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِکْ عَنِ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّھَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطٰنِ یعنی اور وقت نماز صبح کا طلوع فجر سے اوسوقت تک ہی کہ جب تک آفتاب نے طلوع نہ کیا ہو پس وقت طلوع کرنے آفتاب کے

ٹھہرجا تو نماز سے اسواسطے کہ تحقیق ہے آفتاب طلوع کرتا ہی درمیان دو قرنون شیطان کے انتہے
دوسری حدیث مسلم وغیرہ کی جو عقبہ بن عامر سے فتح القدیر مین لکھی ہی ثلث ساعات کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینہانا ان نصلی فیہن او نقبر فیہن موتانا حین تطلع الشمس بازغة
حتی ترتفع وحین تقوم قائم الظہیرة حتی تمیل الشمس وحین تضیف للغروب
حتی تغرب وهو انما یفید عدم الحل فی جنس الصلوة دون عدم الصحة
فی بعضها بخصوصه والمفید لها انما هو قوله علیه السلام ان الشمس تطلع
بین قرنی الشیطان فاذا ارتفعت فارقها ثم اذا استوت قارنها فاذا
زالت فارقها واذا دنت للغروب قارنها واذا غربت فارقها ونهی عن الصلوة
فی تلک الساعات رواه مالک فی الموطا والنسائی یعنی تین وقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہمکو منع کرتے تھے نماز پڑھنے کو یا مردہ دفن کرنے کو ایک تو وقت طلوع آفتاب کے یہان تک
کہ اونچا ہو اور دوسرے وقت ٹھیک دوپہر کے یہان تک کہ آفتاب ڈھلے اور تیسرے غروب ہونے
کو جسوقت مائل ہو یہان تک کہ غروب ہو جاوے اور یہ حدیث فائدہ دیتی ہی اسکا کہ جنس نماز کسی قسم
کی ہو حلال نہین نہ یہ کہ خاص بعضی نماز درست نہو اور اسکا فائدہ دیتا ہی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا کہ تحقیق آفتاب طلوع کرتا ہی درمیان دو قرنون شیطان کے پس جسوقت خوب بلند
ہو جاتا ہی الگ ہو جاتا ہی اس سے شیطان پھر جسوقت برابر سر کے آجاتا ہی تو نزدیک ہو جاتا ہی اوسکے
پھر جسوقت ڈھلجاتا ہی الگ ہو جاتا ہی اور جسوقت قریب غروب کے ہوتا ہی پھر شیطان اوسکے
پاس آجاتا ہی اور جب غروب ہو جاتا ہی جدا ہو جاتا ہی اور منع کیا ہی نماز سے ان وقتون مین روایت
کیا اسکو مالک نے موطا مین اور روایت کیا نسائی نے انتہے اور یہ حدیثین اوس حدیث کے بعد وارد
ہوئی ہین چنانچہ کہا علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین وقال الطحاوی ورود هذا الحدیث
ای حدیث من ادرک کان قبل نهیه علیه السلام عن الصلوة فی الاوقات
المکروهة یعنی کہا امام طحاوی نے وارد ہونا اس حدیث کا یعنی حدیث من ادرک کا تھا

ٹھہرجا تو نماز سے اسواسطے کہ تحقیق ہی آفتاب طلوع کرتا ہی درمیان دو قرنون شیطان کے انتہے
دوسری حدیث مسلم وغیرہ کی جو عقبہ بن عامر سے فتح القدیر مین لکھی ہی ثَلٰثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيْهِنَّ أَوْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً
حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضَيَّفُ لِلْغُرُوْبِ
حَتّٰى تَغْرُبَ وَهُوَ إِنَّمَا يُفِيْدُ عَدَمَ الْحِلِّ فِي جِنْسِ الصَّلٰوةِ دُوْنَ عَدَمِ الصِّحَّةِ
فِي بَعْضِهَا بِخُصُوْصِهٖ وَالْمُفِيْدُ لَهَا إِنَّمَا هُوَ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ
بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا فَإِذَا
زَالَتْ فَارَقَهَا وَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَهَا وَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا وَنَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ
فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ وَالنَّسَائِيُّ یعنی تین وقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہمکو منع کرتے تھے نماز پڑھنے کو یا مردہ دفن کرنے کو ایک تو وقت طلوع آفتاب کے یہانتک
کہ اونچا ہو اور دوسرے وقت ٹھیک دوپہر کے یہانتک کہ آفتاب ڈھلے اور تیسرے غروب ہونے
کو جسوقت مائل ہو یہانتک کہ غروب ہو جاوے اور یہ حدیث فائدہ دیتی ہی اسکا کہ جنس نماز کسی قسم
کی ہو حلال نہین نہ یہ کہ خاص بعضی نماز درست نہو اور اسکا فائدہ دیتا ہی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا کہ تحقیق آفتاب طلوع کرتا ہی درمیان دو قرنون شیطان کے پس جسوقت خوب بلند
ہو جاتا ہی الگ ہو جاتا ہی اوس سے شیطان پھر جسوقت برابر سر کے آجاتا ہی تو نزدیک ہو جاتا ہی اوسکے
پھر جسوقت ڈھلجاتا ہی الگ ہو جاتا ہی اور جسوقت قریب غروب کے ہوتا ہی پھر شیطان اوسکے
پاس آجاتا ہی اور جب غروب ہو جاتا ہی جدا ہو جاتا ہی اور منع کیا ہی نماز سے ان وقتون مین روایت
کیا اسکو مالک نے موطا مین اور روایت کیا نسائی نے انتہے اور یہ حدیثین اوس حدیث کے بعد وارد
ہوئی ہین چنانچہ کہا علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ وُرُوْدُ هٰذَا الْحَدِيْثِ
أَيْ حَدِيْثِ مَنْ أَدْرَكَ كَانَ قَبْلَ نَهْيِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الْأَوْقَاتِ
الْمَكْرُوْهَةِ یعنی کہا امام طحاوی نے وارد ہونا اس حدیث کا یعنی حدیث مَنْ أَدْرَكَ کا تھا

إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ وَقْتُهَا أَيْ أَوَّلُهُ وَبِهِ يُوَافِقُوْنَ بَيْنَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَتِلْكَ الْأَحَادِيْثِ لِأَنَّ التَّخْصِيْصَ خِلَافُ الظَّاهِرِ وَظَاهِرُ الْأَحَادِيْثِ النَّهْيُ عَنِ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ يعني اور جواب یہ ہی کہ تحقیق تعارض واقع ہوا اس حدیث مین اور اون احادیث مین جنمین تین وقتون سے نماز کی ممانعت وارد ہی کیونکہ وہ شامل ہین فرض و نفل کو اور نہین خاص ہین نفل کے ساتھ جیسا کہ گمان کیا ہی شافعیہ نے اور حکم تعارض کا درمیان دو حدیثون کے رجوع کرنا ہی طرف قیاس کے اور قیاس نے اس حدیث کے حکم کو جو صلوۃ عصر کے جواز مین آئی ہی ترجیح دی اور حکم نہی کو جو نماز فجر مین آئی ہی ترجیح دی جیسا کہ ذکر کیا ہم نے کہ احادیث نہی تین وقتون کی نماز کی نفل کے ساتھ خاص نہین جیسا کہ حدیث ممانعت نماز کی بعد فجر اور عصر کے خاص ہی ساتھ نفل کے چنانچہ گمان کیا اسکا شافعیہ نے بوجہ فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو شخص سو جاوے نماز سے یا بھول جاوے اوسکو پس چاہیے کہ پڑھے اوسکو جب یاد آوے اسواسطے کہ تحقیق یہی وقت اوسکا ہی یعنی اول وقت ہی اور اسی سے توفیق دیتے ہین فقہاے محدثین درمیان اس حدیث کے اور اون احادیث کے اسوجہ کہ تخصیص کرنا ساتھ نفل کے خلاف ظاہر کے ہی اور ظاہر احادیث کا نہی ہی فرائض اور نوافل سے انتہی اسیطرح کہا علامہ عینی اور علامہ ابن ہمام نے اور حدیث مین بھی جو علت ممانعت کی بیان ہی عام معلوم ہوتی ہی چنانچہ فتح القدیر کی عبارت مین ذکر اسکا ہو چکا ہی اسکے بعد لمعات مین لکھا ہی وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا أَحَادِيْثُ النَّهْيِ نَاسِخَةٌ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَكَانَ وُرُوْدُهُ قَبْلَ النَّهْيِ وَمُقْتَضَاهُ أَنْ يَبْطُلَ الْعَصْرُ أَيْضًا لٰكِنَّهَا عَلَّلْنَاهُ بِمَا ذَكَرْنَا فَجَوَّزْنَا فِي الْعَصْرِ هٰذَا وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ يُوْسُفَ أَنَّ الْفَجْرَ لَا يَفْسُدُ بِطُلُوْعِ الشَّمْسِ يعني کہا ہمارے بعض اصحاب نے حدیثین نہی کی ناسخ ہین اس حدیث کی اور تھا ورود اس حدیث کا قبل وارد ہونے نہی کے اور مقتضا اس قول کا یہ ہی کہ نماز عصر بھی باطل ہو جاوے لیکن ہمنے اسکی علت بیان کر دی پس جائز رکھا ہمنے عصر مین اسکو اور تحقیق روایت کی گئی ہی امام ابو یوسف سے یہ کہ بیشک نماز فجر نہین فاسد ہوتی طلوع آفتاب سے انتہی اور فتح المنان مین لکھا ہی کہ وقت فجر کا کل کامل ہی

پس جب نماز اوس وقت مین شروع کرے گا کامل ہو واجب ہوگی پس جبکہ طلوع سے نقصان عارض ہو
جیسے نماز واجب ہوئی تھی ویسے ادا نہین ہوتی بخلاف عصر کے اس لیے کہ آخر وقت اوسکا ناقص ہے
کیونکہ وقت مکروہ ہے پس جبکہ شروع کرے گا اسوقت مین تو ناقص واجب ہوگی پھر جبکہ غروب سے
نقصان عارض ہوگا تو وہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا ہو جانے گی انتہے اسکے بعد چند دلائل اور
بیان کیے ہین پھر اخیر بحث مین لکھا ہے وَبِمَا ذَکَرْنَا عُلِمَ اَنَّ مَذْھَبَ الْحَنَفِیَّةِ مَبْنِیٌّ
عَلَی التَّحْقِیْقِ وَالتَّدْقِیْقِ وَاَنَّ قِیَاسَاتِھِمْ وَدَلَائِلَھُمُ الْعَقْلِیَّةَ لَیْسَتْ فِیْ
مُقَابَلَةِ النُّصُوْصِ بَلْ لِتَرْجِیْحِ بَعْضِ الْاَحَادِیْثِ عَلٰی بَعْضٍ کَمَا اَشَرْنَا اِلَیْهِ فِیْ
مَوَاضِعَ یعنی وجہ مذکور سے جانا گیا کہ بیشک مذہب حنفیہ کا تحقیق اور تدقیق پر بنا کیا گیا ہے
اور یہ کہ قیاسات اونکے اور دلائل عقلیہ اونکے احادیث کے مقابل نہین بلکہ واسطے ترجیح دینے بعض
احادیث کے ہین اوپر بعض کے چنانچہ اسکا اشارہ ہم بہت جگہ کر چکے ہین انتہے اور شرح وقایہ
مین ہے فَالْقِیَاسُ رَجَّحَ ھٰذَا الْحَدِیْثَ فِیْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَحَدِیْثَ النَّھْیِ فِیْ صَلٰوةِ
الْفَجْرِ وَاَمَّا سَائِرُ الصَّلٰوةِ فَلَا یَجُوْزُ فِی الْاَوْقَاتِ الثَّلٰثِ لِحَدِیْثِ النَّھْیِ اِذْ
لَا مُعَارِضَ لِحَدِیْثِ النَّھْیِ فِیْھَا یعنی پس قیاس نے ترجیح دی اس حدیث کو نماز عصر
مین اور حدیث نہی کو نماز فجر مین اور لیکن تمام نمازین پس نہین جائز ہین اوقات ثلثہ مین بوجہ
حدیث نہی کے اسواسطے کہ حدیث نہی کرنے کا اون وقتون مین کوئی معارض نہین انتہے اور
مرقات شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ جزو مقارن ادا کا سبب ہے وجوب نماز کا اور آخر وقت
عصر کا ناقص ہے اس لیے کہ وہ وقت ہے پوجے جانے آفتاب کا پس واجب ہوگی نماز ناقص جب ادا
کرے گا تو جیسا کہ نماز واجب ہوئی ہے ویسے ہی ادا کرے گا پس جب فساد بسبب غروب کے
آجائیگا تو فاسد نہوگی اور فجر کا کل وقت کامل ہے اس لیے کہ آفتاب قبل طلوع کے پرستش نہین
کیا جاتا ہے پس کامل واجب ہوگی پس جب طلوع سے فساد طاری ہوگا تو فاسد ہو جاوے گی اس لیے
کہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا نہین ہوئی پس اگر کہا جائے کہ یہ علت مقابل حدیث کے ہے مین کہتا ہون

بیان بناء مذہب حنفیہ

ترجیح قیاس بر حدیث

کہ جب احادیث مین تعارض واقع ہوا تبین قیاس نے اس حدیث کو نماز عصر مین ترجیح دی اور حدیث نہی کو
نماز فجر مین ترجیح دی لیکن اور نمازین بس نہین جائز ہین اوقات ثلثہ مین بسبب حدیث ممانعت کے اسواسطے
کہ حدیث نہی کا اور نماز ون مین کوئی معارض نہین یا نتی حاصل کلام یہی کہ یا توان احادیث سے وہ معنی
لیے جائین جو شرح مسلم سے نقل ہوئے یا اونکو منسوخ کہا جاوے چنانچہ یہی مذہب امام طحاوی کا ہی یا
بوجہ تعارض کے بعض کو بعض پر ترجیح دیجاوے چنانچہ یہی مذہب امام صاحب کا ہی غرض مخالفت حدیث
کی کسی صورت سے لازم نہین آتی **قال** مسئلہ یازدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیث کے یہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور ردالمحتار شرح درالمختار اور فتاوی
عالمگیری وغیرہ مین لکھا ہی وَمَنْ أَفْلَسَ وَعِنْدَهُ مَتَاعٌ لِرَجُلٍ بِعَيْنِهِ ابْتَاعَهُ مِنْهُ فَصَاحِبُ
الْمَتَاعِ أُسْوَةٌ لِلْغُرَمَاءِ فِيهِ یعنی ایک شخص مفلس ہو گیا اور اوسکے پاس وہ چیز ہی جو اوس نے خریدی
تو اوسکا بایع اور قرضخواہون کے ساتھ مساوی ہی بیچ اسکے انتہی **اقول** عمدۃ القاری شرح
صحیح البخاری مین لکھا ہی کہ ابراہیم نخعی اور حسن بصری اور ابن شبرمہ قاضی کوفہ اور وکیع بن الجراح
اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور زفر رضی اللہ عنہم اسطرف گئے ہین کہ بائع قرضخواہون کے برابر ہی
اور جواب دیا ہی امام طحاوی نے اس حدیث کا کہ اسمین یہ ذکر ہی کہ جو شخص اپنے مال کو بعینہ پاوے اور جو
شی بیچی گئی ہی وہ بعینہ مال اوسکا نہین بلکہ بعینہ مال وہ اوسکا پہلے تھا اب مال اوسکا بعینہ غصب کی ہوئی چیز
اور مستعار اور امانتین اور مشابہ انکے ہی تو البتہ یہ مال اوسکا بعینہ ہی پس وہ شخص بہ نسبت اور قرضخواہون
کے اوسکا مستحق ہی اور اسی بیان مین یہ حدیث آئی ہی اور ان معنون پر دلالت کرتی ہی وہ حدیث جو
سمرہ رض سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا کوئی مال چوری گیا یا ضائع ہو گیا پس
پایا اوسکو بعینہ نزدیک کسی کے پس وہ شخص مستحق ہی اس مال کا اور خریدنے والا بیچنے والے سے قیمت اپنی
پھیر لے انتہی ملتقطا اس عبارت سے واضح ہوا کہ اس حدیث کے معنی یہ نہین جو ظاہر پر لیتے ہین اس لیے
کہ جس حدیث سے امام صاحب نے اس مسئلے کو استنباط کیا ہی وہ بھی حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہی اور
معتبر ہی پس ضرور ہوا کہ معنی اس حدیث کے دوسرے ہون گے ورنہ تعارض ہو گا اور الفاظ حدیث سے جبتک کہ

مسئلہ یازدہم

تعارض بنوع ہو سکے دور کیا جائے ورنہ معنی بعض کو بعض پر ترجیح دیجائے گی جیسے جواب سابق مین بیان
ہوا اسی لیے اس حدیث کے یہ معنی بیان ہوے یا یہ معنی ہون گے جو نہایہ مین لکھے ہین کہ خریدار
نے قبضہ بغیر اذن بائع کے کر لیا یا بائع کو شرط خیار تھا اس صورت مین بائع کو وہ شی واپس کرنی چاہیے
انتہے غرض کہ جب اس حدیث کے دوسرے معنی ہو سکتے ہون اور خلاف سیاق اور سباق بھی نہون
اور موافق عقل بھی ہون تو پھر کون سی وجہ ہے کہ دونون حدیثون مین معنی مخالف پیدا کرین اور وہ حدیث
جو امام صاحب سند لاتے ہین یہ ہے عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہے ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیع کرے کسی مال کی پس پاوے اوسکو نزدیک ایسے شخص کے جو مفلس ہے
پس مال اوسکا درمیان قرضخواہون کے ہے انتہے یعنی سب قرضخواہ اوسمین برابر ہین پھر کہا علامہ عینی
نے پس اگر کہے تو کہ اسناد مین اسکے ابن عیاش راوی ضعیف ہے مین کہتا ہون کہ تحقیق توثیق کی
ہے ابن عیاش کی امام احمد نے اور تحقیق حجت گردانا اس حدیث کو خصاف اور رازی نے پس اگر کہے تو
کہ کہا دار قطنی نے نہین ثابت ہوتی یہ حدیث زہری سے مسند بلکہ مرسل ہے مین کہتا ہون کہ مرسل
نزدیک ہمارے حجت ہے اور مرفوع بیان کیا ہے خصاف اور رازی نے اس حدیث کو اور قرآن شریف
کی آیت وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ یعنی اور اگر ہو مدیون مفلس پس مہلت ہے غنا
تک انتہی اسپر دلالت کرتی ہے کہ اسکو فسخ بیع کر کے اپنی شی واپس کرنی نہین چاہیے یہی مطلب اس حدیث
کا ہے جسے امام صاحب سند لیتے ہین اور معنی اوس پہلی حدیث کے یہ ہین کہ جب بشرط خیار کسی شی کو بیع
کرے پھر خریدار مدت خیار مین مفلس ہو جاوے تو وہ مستحق ہوگا اپنے مال کا یعنی فسخ بیع کا اختیار ہوگا اور
یہی معنی لیے ہین ایک جماعت نے اکابر سے فرمایا امام صاحب اور ابراہیم نخعی اور اہل کوفہ نے کہ
بائع برابر ہے اور قرضخواہون کے ہر حال مین اور یہی روایت کی گئی حضرت علی رض سے اور صحیح کہا اس
روایت کو ابن حزم نے اور حکایت کیا ہے خطابی نے اس قول کو ابن شبرمہ سے بھی انتہے ملتقطا اس
تقریر سے حدیثون مین موافقت ہو گئی ورنہ صحیح حدیث کا انکار جسکو ابن حزم نے بھی صحیح کہا ہے لازم
آجائے **قال** مسئلہ دوازدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اونکے شاگرد ابو یوسف کا مخالف اسکے

حدیثون کے یہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ او کنز اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خان وغیرہ کتب فقہ مین لکھا ہی وَعَصِیْرُ الْعِنَبِ اِذَا طُبِخَ حَتّٰی ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِیَ ثُلُثُهٗ حَلَالٌ وَاِنِ اشْتَدَّ وَهٰذَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ یعنی اور شیرہ انگور کا جب کہ پکایا جاوے یہان تک کہ اوسکی دو تہائی جل جاوے اور ایک تہائی رہجاوے تو حلال ہے اگرچہ اوسمین نشہ پیدا ہو جاوے اور یہ مذہب ابی حنیفہ اور ابی یوسف کا ہی الخ

اقول امام صاحب کے نزدیک خمر لغت مین اوسکو کہتے ہین جو انگور سے بنائی گئی ہو اور امام صاحب کی اسپر پانچ دلیلین ہین اول یہ کہ اجماع ہی اہل لغت اور اہل علم کا کہ لفظ خمر کا موضوع ہی واسطے پانی انگور کے جبکہ اوسمین جوش اور تیزی آجاوے اور جھاگ اوٹھنے لگے چنانچہ ہدایہ اور زیلعی اور طحطاوی اور برجندی وغیرہ مین لکھا ہی لَنَا اَنَّهٗ اِسْمٌ خَاصٌّ بِاِطْبَاقِ اَهْلِ اللُّغَةِ فِیْمَا ذَکَرْنَاهُ وَهُوَ النِّیُّ مِنْ مَاءِ الْعِنَبِ اِذَا غَلٰی وَاشْتَدَّ وَقَذَفَ بِالزَّبَدِ وَهٰذَا الْمَعْرُوْفُ عِنْدَ اَهْلِ اللُّغَةِ وَاَهْلِ الْعِلْمِ وَتَسْمِیَةُ غَیْرِهَا مَجَازٌ یعنی واسطے ہمارے یہ دلیل ہی کہ خمر اسم خاص ہی ساتھ اجماع اہل لغت کے اس چیز مین جو ہمنے ذکر کیا یعنی اور وہ کچا پانی انگور کا ہی جبکہ اسمین جوش اور تیزی آجاوے اور جھاگ دے اور یہی معنی مشہور ہین نزدیک اہل لغت کے اور اہل علم کے اور اسکے غیر کا خمر نام رکھنا مجاز ہی انتہی پس امام صاحب فرماتے ہین کہ جو معنی باعتبار اصل لغت کے ہین اوسپر آیت کو حد وداد قطعیت مین محمول کرین گے اور اطلاق خمر کا مسکرات پر بعد نزول آیت تحریم کے مجاز مستحدث ہی پس آیت کو کہ پہلے نازل ہوئی ہی مجاز مستحدث پر حمل کرنا نہین چاہیے اور دوسری دلیل یہ ہی کہ عرب جنکی عربیت پر اعتماد ہی اور سب سند اونکی لاتے ہین اپنے کلام مین خمر کو انہین معنون سے لائے ہین چنانچہ متنبی شاعر بھی اونھین مین سی ہی اوسکے شعر سے معلوم ہوتا ہی کہ اصل خمر کی انگور ہی ہوتی ہی

شعر وَلَمْ تَكُ تَغْلِبُ اَلْعُنَابُ عُنْصُرَهَا + فَاِنَّ فِی الْخَمْرِ مَعْنًی لَیْسَ فِی الْعِنَبِ + یعنی اگرچہ آباواجداد متوفی کے اوسکے عنصر پر غالب تھے + لیکن شراب مین وہ لذت ہی جو انگور مین بھی نہین سلطنت ہی کہ حاصل اپنے آباواجداد پر باوجود اونکے اصل ہونے کے بعض وجوہ

غالب تھی جیسے شراب لذت مین اپنی اصل سے کہ انگور ہی غالب ہوتی ہی اور تیسری دلیل یہ ہی کہ خمر کی کنیت
سے بھی کہ بنت العنب اور بنت العنقود ہی معلوم ہوتا ہی کہ اصل اوسکی انگور ہی اور چوتھی دلیل یہ ہی کہ لفظ
خمر کا شراب انگوری کے واسطے خاص ہی کیون کہ دوسرے مسکرات کے اور نام ہین مثل باذق
اور منصف اور مثلث اور نقیع اور نبیذ وغیرہ کے اور اسما کا اختلاف دلالت کرتا ہی کہ مسمیات
مین بھی اختلاف ہو اسیطرح ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہی اور پانچوین دلیل یہ ہی کہ قول جناب باری بھی
اِنِّیْ اَرَانِیْ اَعْصِرُ خَمْرًا یعنی مین اپنے آپ کو خواب مین انگور نچوڑتے دیکھتا ہون انتہی اسی پر
دلالت کرتا ہی اس لیے کہ خمر سے یہان باتفاق مفسرین و علماے متقدمین و متاخرین انگور مراد
ہی من قبیل اطلاق کرنے مسبب کے اوپر سبب کے اور کلیات ابو البقا مین ہی کہ اصل اس اطلاق کی بالاتفاق
یہ ہی کہ سبب تو مسبب کیواسطے مطلقا استعارہ کیا جاتا ہی خواہ سبب مسبب کیواسطے خاص ہو یا نہو
مگر مسبب کو سبب کے واسطے جب لاتے ہین کہ اوس مسبب کا سبب دوسرا نہو جیسے لفظ خمر اگر خاص عنب کے
ساتھ نہو تا تو استعارہ نکرتے انتہی اور امام شوکانی نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار مین لکھتے ہین
اِعْلَمْ اَنَّ الْخَمْرَ تُطْلَقُ عَلٰی عَصِیْرِ الْعِنَبِ الْمُشْتَدِّ اِطْلَاقًا حَقِیْقِیًّا اِجْمَاعًا یعنی جان تو کہ اطلاق
خمر کا نچوڑی ہوئے انگور پر جو تیز ہو گیا ہو اطلاق حقیقی بالاجماع ہی انتہی اور تفسیر کشاف جار اللہ
زمخشری مین مرقوم ہی وَالْخَمْرُ مَا غَلٰی وَاشْتَدَّ وَقَذَفَ بِالزَّبَدِ مِنْ عَصِیْرِ الْعِنَبِ هُوَ
حَرَامٌ یعنی خمر وہ شی ہی کہ اوبل آئے اور تیز ہو جاوے اور جھاگ لے آئے نچوڑ انگور سے اور وہ حرام ہی
انتہی اور جو احادیث مین بعض شراب پر سواے انگور کے خمر کا اطلاق آیا ہی وہ باعتبار حکم کے ہی اور
کچھ لغت کے معنی نہین بتلائے گئے یا بطریق تشبیہ کے ہی چنانچہ کتاب حد الشرب فتح القدیر مین شیخ الاسلام ابن ہمام
لکھتے ہین وَیَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْحَمْلَ الْمَذْکُوْرَ جَارٍ فِی التَّشْبِیْهِ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ
حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَمَا بِالْمَدِیْنَةِ مِنْهَا شَیْءٌ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ فِی الصَّحِیْحِ وَمَعْلُوْمٌ اَنَّهٗ اِنَّمَا اَرَادَ خَمْرَ
الْعِنَبِ لِثُبُوْتِ اَنَّهٗ کَانَ بِالْمَدِیْنَةِ غَیْرُهَا یعنی اور دلالت کرتا ہی اسپر کہ حمل ان حدیثون مین بطریق تشبیہ کے
ہی قول ابن عمر کہ حرام کی گئی شراب اور حال یہ ہی کہ نہ تھی شراب سے کوئی شی مدینے مین روایت کیا اسکو امام بخاری نے اور معلوم ہی

یہ کہ ارادہ کیا ہی نچوڑ انگور کا بوجہ ثابت ہونے اس امر کے کہ تھین نہیں ہیں ۱۱ اوسکے اور شرابین انتہی اور امام زیلعی نے تبیین الحقائق
شرح کنز الدقائق مین لکھا ہی کہ خمر کا اطلاق غیر انگوری پر احادیث مین مجازی ہی یا باعتبار حکم کے
ہی یعنی حکم اور شرابون کا حکم شراب کا سا ہی یعنی اونکا پینا بھی حرام ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تعلیم احکام کے واسطے مبعوث ہوے تھے حقائق لغت وغیرہ تبلانیکو مبعوث نہین ہوے انتہی
ملخصا پس حدیث سے یہ استدلال ہرگز نہین ہوسکتا کہ خمر اصل مین عام ہی باقی رہا قول صاحب
قاموس کا کہ عمومیت اصح ہی سو یہ بنا بر اونکے مذہب کے ہی چنانچہ جو دلیل عمومیت پر شافعیہ احادیث
سے لاتے ہین وہی اونھون نے بھی لکھدی کسی لغت یا کلام عرب کی سند نہین دی یہان فقط اپنی رائے
لکھی ہی جس سے اونکے مذہب شافعیہ کو ترجیح ہوئی ہی ورنہ معنی لغوی تو وہی تھے جو اونھون نے پہلے
بیان کر دیے اور یہ قول اونکا کہ مدینہ شریف مین اوسوقت انگور کی شراب نہ تھی بلکہ کھجور کی تھی مخالف
ہی بخاری شریف کے حدیث سے جو حضرت انس رض سے مروی ہی قال حُرِّمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ حِيْنَ
حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِي بِالْمَدِيْنَةِ خَمْرَ الْأَعْنَابِ إِلَّا قَلِيْلًا یعنی فرمایا حضرت انس رض
نے کہ حرام کی گئی ہم پر شراب جسوقت کہ حرام کی گئی اوس حال مین کہ نہین پاتے تھے ہم مدینے مین شراب
انگورون کی مگر کم انتہی پس اوس حدیث مسلم کی سند لانے سے شبہہ پڑتا ہی کہ بالکل انگور کی شراب نہ تھی حالانکہ وہان تھا
اکثر کے کہا ہی جیسا کہ حدیث بخاری کی اسپر دال ہی پس حدیث مسلم کی سند لانا محض مغالطہ دینا ہی باقی رہا یہ امر کہ اسمین معنے
مخامرت کے ہین اس سے چاہیے کہ عام ہو سو جواب اوسکا یہ ہی کہ اس سے یہ نہین لازم آتا کیونکہ سفید اور سیاہ گھوڑونکو ابلق کہتے ہین
اور سفید اور سیاہ کپڑے کو ابلق نہین کہتے اسیطرح ثریا ستارے کو نجم بوجہ ظہور کے کہتے ہین اور ہر ظاہر کو نجم نہین کہتے
علی ہذا القیاس قارورہ قرار سے مشتق ہی پر کدو کو قارورہ نہین کہتے گو اوسمین قرار پایا جاوے اسیطرح اسکی بہت نظیرین
ہین پس امام صاحب کا قول کہ لغت مین خمر شراب انگوری کو کہتے ہین اور حدیث مین بیان احکام ہی
نہ لغت نہین بہت درست ہی مخالف کسی حدیث کے نہین بلکہ مطابق ہی البتہ اور شرابونکو مثل طلا کے
یعنی نچوڑ انگور کا کہ پکایا جاے حتی کہ دو تہائی سے کم جلجاوے یا مثل سکر کے یعنی خام پانی تر کھجور
کا جسوقت تیز ہو جاوے اور جھاگ لے آئے یا مثل نقیع زبیب کے یعنی خام پانی خشک انگور کا بشرطیکہ

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق

بخاری شریف

اوس مین تیزی اور جھاک پیدا ہو جائے انکو امام صاحب بھی حرام جانتے ہین یہ چار چیزین بالاتفاق
حرام ہین البتہ چار چیزون مین اختلاف ہی ایک تو چھوارے اور خشک انگور کا نبیذ اگر کچھ پکا لیا جاوے
اگرچہ اوسمین تیزی آجائے اسقدر پینا اوسکا امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہی
جس سے نشہ نہو ورنہ حرام ہوگا چنانچہ ردالمحتار مین ہی فَلَوْ شَرِبَ مَا يَغْلِبُ عَلٰى ظَنِّهٖ
اَنَّهٗ مُسْكِرٌ فَيَحْرُمُ لِاَنَّ السُّكْرَ حَرَامٌ فِيْ كُلِّ شَرَابٍ یعنی پس اگر پیا اوس نے وہ نبیذ
کہ ظن غالب ہی کہ اوسمین نشہ پیدا ہو جائے گا پس حرام ہی اس لیے کہ نشہ ہر شراب مین حرام ہوتا ہی
انتہے اور دلیل حلت نبیذ کی علامہ عینی نے شرح کنز مین یہ لکھی ہی لِمَا رُوِيَ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيْعًا وَلَا تَنْتَبِذُوا الرُّطَبَ
وَالزَّبِيْبَ جَمِيْعًا وَلٰكِنِ انْتَبِذُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى حِدَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْبُخَارِيُّ
وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلرُّطَبُ بَدَلَ التَّمْرِ وَهٰذَا نَصٌّ عَلٰى اَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى الْاِنْفِرَادِ
يَحِلُّ وَهٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمَطْبُوْخِ مِنْهُ لِاَنَّ غَيْرَ الْمَطْبُوْخِ مِنْهُ حَرَامٌ بِاِجْمَاعِ
الصَّحَابَةِ رض وَكَذَا مَا رُوِيَ عَنْ اَنَسٍ رض اَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ
وَالتَّمْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَالْمُرَادُ بِهٖ غَيْرُ الْمَطْبُوْخِ لِاَنَّ حُكْمَهٗ حُكْمُ الْخَمْرِ
فَلِهٰذَا اُطْلِقَ عَلَيْهِ اِسْمُ الْخَمْرِ وَقَدْ وَرَدَ فِيْ حُرْمَةِ الْمُتَّخَذِ مِنَ التَّمْرِ اَحَادِيْثُ كُلُّهَا
صِحَاحٌ فَاِذَا حُمِلَ الْمُحَرَّمُ عَلَى النِّيِّ وَالْمُحَلَّلُ عَلَى الْمَطْبُوْخِ فَقَدْ حَصَلَ التَّوْفِيْقُ بَيْنَ
الْاَدِلَّةِ وَانْدَفَعَ التَّعَارُضُ یعنی اس سبب سے کہ ابو قتادہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبیذ نہ بناؤ زہوا ور رطب کا اکٹھا اور رطب اور زبیب کا ساتھ اور زہو گدر رنگدار کھجور
کو کہتے ہین اور رطب پکی تر کو اور زبیب خشک انگور کو لیکن نبیذ ہر ایک کا علحدہ کرو روایت کیا
اوسکو مسلم اور بخاری نے اور ایک روایت مین بدلے رطب کے تمر آیا ہی اور یہ حدیث صریح ہی اسمین کہ
ہر ایک کا علحدہ نبیذ بنانا درست اور حلال ہی اور یہ حدیث محمول ہی پکے ہوے نبیذ پر اس لیے کہ خام تو
باجماع صحابہ رض حرام ہی اسیطرح وہ حدیث جو انس رض سے مروی ہی کہ تحقیق شراب حرام کی گئی اور

شراب اوس میوہ کچے کی اور خشک کھجور کی تھی روایت کیا اسکو بخاری او مسلم نے پس مراد اس سے خام ہی اسواسطے
کہ حکم اوسکا حکم شراب کا ہی اسی وجہ سے خمر اوسپر اطلاق کیا گیا ہی اور جو نبیذ تمر سے بنایا جاوے اوسکی
حرمت مین حدیثین صحیح صحیح وارد ہوئی ہین پس جبکہ حرام نبیذ خام پر اور حلال کو پختہ پر حمل کیا جائیگا
تو درمیان احادیث کے تطبیق اور توفیق ہوجانے گی اور تعارض جاتا رہے گا انتہے دوسری نبیذ
شہد انجیر گیہون جو کا یہی امام حسینہ اور ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی اور دلیل اسکی تبیین الحقائق
مین یہ ہی لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةُ وَالْعِنَبَةُ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَحْمَدُ وَغَيْرُهُمَا خَصَّ التَّحْرِيْمُ بِهِمَا وَالْمُرَادُ بَيَانُ الْحُكْمِ
اَيْ حُكْمُهُمَا وَاحِدٌ لَا اَنَّ كُلًّا مِنْهُمَا يُسَمّٰى خَمْرًا حَقِيْقَةً وَلَا يُشْتَرَطُ فِيْهِ الطَّبْخُ
لِاَنَّ قَلِيْلَهُ لَا يُفْضِيْ اِلَى الْكَثِيْرِ كَيْفَ مَا كَانَ یعنی بسبب قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہ شراب ان دو درختون سے ہوتی ہی وہ کھجور اور انگور ہی روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور امام احمد
وغیرہ نے خاص کی گئی تحریم اس حدیث مین ساتھ ان دو چیزون کے اور مراد بیان حکم کا ہی یعنی
حکم دونون کا ایک ہی نہ یہ کہ ہر ایک کو خمر حقیقۃً کہتے ہین اور اس نبیذ مین پکنے کی شرط نہین ہی اسلیے
کہ تھوڑا اسکا بہت کے طرف نہین پہنچاتا ہی کسیطرح کا ہو انتہے یعنی جیسے شراب مین یہ اثر ہوتا ہی
کہ قلیل پینے سے کثیر کی طرف طبیعت بیقرار رہتی ہی کیونکہ اسکی جتنی زیادتی کیجاتی ہی لذت آتی ہی
اسی لیے شراب کا تھوڑا بھی پینا منع ہی برخلاف نبیذ کے کہ اوسمین یہ کیفیت نہین پس اسکا اسقدر
نوش کرنا کہ حد سکر کو نہ پہنچ جاوے جائز ہی پس نبیذ عسل کے واسطے یہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
کہ جو شراب نشہ لاوے حرام ہی اس سے اوسکا حرام ہونا ثابت نہین ہوتا چنانچہ عمدۃ القاری شرح بخاری
مین شیخ الاسلام علامہ عینی فرماتے ہین کہ ما لعضون کے جو شراب نشہ لاوے یعنی اوسکی شان سے
اسکار ہو خواہ اوسکے پینے سے نشہ ہو یا نہو مین جواب مین کہتا ہون کہ یہ معنی اس حدیث کے نہین
کیونکہ کہتا ہے فے خبر دی ہی حرمت شراب کی جبکہ موصوف ہو ساتھ اسکار کے اور یہ اسپر نہین دلالت
کرتا کہ وہ شی حرام ہی جو کہ مستقبل مین نشہ لاوے انتہے پس اسکا قلیل نشہ لانیوالا تو کا اور کثیر اوسکا ہر شراب

نہین بلکہ خاص خمر مین ہی اس لیے کہ عبد اللہ بن عباس سے روایت موقوف اور مرفوع آئی ہی کہ خمر
بعینہا حرام ہی اور مسکر ہر شراب کا حرام ہی یہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ خمر کا قلیل اور کثیر حرام ہی
نشہ کرے یا نہ کرے اور اسپر کہ اور شرابین سوا خمر کے بوجہ اسکار کے حرام ہین اور یہ امر ظاہر ہی پس
اگر کہے تو کہ وارد ہوا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہر مسکر خمر ہی اور ہر مسکر حرام ہی جواب دونگا مین
کہ طعن کیا ہی اس حدیث مین یحیی ابن معین نے اور اگر تسلیم کیا جاوے تو صحیح تر یہ ہی کہ یہ موقوف ہی ابن
عمر پر اسیوجہ سے مسلم نے اسکو بطور ظن کے روایت کیا ہی اور کہا ہی نہین معلوم ہوتی مجھکو مگر مرفوع اور اگر
اسکو بھی تسلیم کرین تو معنی اسکے یہ ہین کہ جسکے کثیر مین نشہ ہو اوس کثیر کا حکم خمر کا ہی انتہی اور تیسری
قسم عصیر عنب کا جبکہ وہ پکایا جاوے اسقدر کہ دو تہائی جلجاوے اور ایک تہائی باقی رہے اگرچہ تیز ہو جاوے
امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہی اور وجہ اسکی علامہ عینی نے شرح کنز میں یہ بیان
کی ہی لما رُوِیَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ کَانَ یَشْرَبُ مِنَ الطِّلَاءِ مَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِیَ
الثُّلُثُ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَلَهٗ مِثْلُهٗ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَقَالَ الْبُخَارِیُّ رَاٰی عُمَرُ
وَاَبُوْ عُبَیْدَةَ وَمُعَاذٌ شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَى الثُّلُثِ وَشَرِبَ الْبَرَاءُ وَاَبُوْ جُحَیْفَةَ
عَلَى النِّصْفِ وَقَالَ اَبُوْ دَاؤُدَ سَاَلْتُ اَحْمَدَ عَنْ شُرْبِ الطِّلَاءِ اِذَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ
وَبَقِیَ ثُلُثُهٗ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ قُلْتُ اِنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ یُسْكِرُ فَقَالَ لَا یُسْكِرُ
لَوْ كَانَ یُسْكِرُ لَمَا اَحَلَّهٗ عُمَرُ رضی اللہ عنہ یعنی اس لیے کہ روایت کی گئی ہی ابو موسی سے کہ وہ پیا کرتے تھے
وہ طلا کہ دو ثلث اوسکے جلجاتے تھے اور ایک ثلث باقی رہتا تھا روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے
اور مثل اسکے نسائی نے ابو درداء سے روایت کی ہی اور کہا ہی امام بخاری نے کہ جائز کہا عمر اور ابو عبیدہ
اور معاذ رضی اللہ عنہم نے طلا پینے کو جبکہ تہائی باقی رہے اور براء اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہما نے نصف پر
پیا ہی اور کہا ابو داؤد نے کہ سوال کیا مین نے امام احمد سے طلا پینے کا جبکہ دو تہائی اوسکے جاتے رہین
اور ایک تہائی باقی رہے پس کہا امام احمد نے کوئی قباحت نہین ہی مین نے کہا لوگ کہتے ہین کہ وہ
نشہ پیدا کرتا ہی فرمایا اگر نشہ پیدا کرتا ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ اوسکو حلال نکرتے اور چوتھی قسم خلیط ہی جو کہ مثنی اور

عینی شرح کنز

کھجور کو اکٹھا برتن مین بھگو دین پھر اوسکو پکالین امام صاحب اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک
حلال ہی اور وجہ اسکی علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین یہ لکھی ہی لِمَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا
قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِقَاءٍ فَنَأْخُذُ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ
وَقَبْضَةً مِنْ زَبِيْبٍ فَنَطْرَحُهُمَا فِيْهِ ثُمَّ نَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَنَنْبِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ
عَشِيَّةً وَنَنْبِذُهُ عَشِيَّةً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ زِيَادٍ قَالَ سَقَانِيْ
ابْنُ عُمَرَ شَرْبَةً مَا كِدْتُ أَهْتَدِيْ إِلَى أَهْلِيْ فَغَدَوْتُ إِلَيْهِ مِنَ الْغَدِ فَأَخْبَرْتُهُ
بِذٰلِكَ فَقَالَ مَا زِدْنَاكَ عَلَى عَجْوَةٍ وَزَبِيْبٍ وَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمَطْبُوْخِ لِأَنَّ
الْمَرْوِيَّ عَنْهُ حُرْمَةُ نَقِيْعِ الزَّبِيْبِ النِّيِّ مِنْهُ وَمَا رُوِيَ مِنَ النَّهْيِ عَنِ الْخَلِيْطِ فِيْمَا
رَوَيْنَا مَحْمُوْلٌ عَلَى حَالَةِ الْقَحْطِ وَالْعَوَزِ لِئَلَّا يَجْمَعَ بَيْنَ النِّعْمَتَيْنِ وَجَارُهُ
يَحْتَاجُ بَلْ يُؤْثِرُ بِأَحَدِهِمَا جَارَهُ وَالْإِبَاحَةُ كَانَتْ فِيْ حَالَةِ السَّعَةِ وَالْحَمْلُ مَأْثُوْرٌ
عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ رض یعنی بسبب اسکے جو روایت ہی عائشہ رض سے کہ کہا اونھون نے کہ نبیذ کیا
کرتے تھے ہم واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مشکیزہ مین پس لیتے تھے ہم ایک مٹھی کھجور کی اور
ایک منقی کی پس ڈال دیتے ہم دونو کو اوسمین پھر اوسپر پانی ڈال دیتے پس صبح کو نبیذ بناتے تو آپ
شام کو پیتے اور شام کو بناتے تو صبح کو نوش فرماتے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت
کی گئی ہی ابن زیاد سے کہا اونھون نے پلایا مجکو ابن عمر نے ایسا شربت کہ گھر تک جانا دشوار ہوگیا
پس دوسرے دن صبح کو مین اونکی خدمت مین آیا اور اس کیفیت سے خبر دی فرمایا سوا ے عجوہ کھجور
اور خشک انگور کے نہین دیا اور یہ حمل کیا گیا ہی پختہ پر اس لیے کہ روایت عبد اللہ بن عمر سے حرمت
خام پانی منقی کی ہی اور جو کہ حدیث مین ممانعت خلیط کی آئی ہی محمول اوپر حالت قحط اور احتیاج
کے ہی تاکہ نہ جمع کرین دو نعمتون کو اور پڑوسی حاجتمند ہو بلکہ ایک اپنے ہمسائے کو دے ڈالے
اور مباح ہونا خلیط کا وقت وسعت کے ہی اور یہ حمل کرنا منقول ہی ابراہیم نخعی رح سے انتہے یہ چارون
قسمین جو کہ احادیث مذکورہ سے ثابت ہین امام صاحب اور ابو یوسف رح کے نزدیک حلال ہین

اسیوجہ سے اسمین حد نہین آتی چنانچہ تبیین الحقائق مین ہی فان نکان مباحًا عندنا ہُمَا فلا یُحدّ شاربُہٗ وان سکر بہٖ یعنی پس اگر ہووے مباح نزدیک شیخین کے پس نہ حد مارا جائیگا پینے والا اوسکا اگرچہ نشہ آجائے گو نشہ حرام ہی انتہےٰ پس مثال اسکی مثل زعفران وغیرہ کے ہوگی کہ اگر زیادہ کہائی جاوے تو نشہ اجاتا ہی مگر کسی کے نزدیک حد نہین آتی غرض کہ حلال شی مین حد نہین بالاتفاق گو اوسکی حلت اور حرمت مین کلام ہو اگر ان چار مین سے پیے گا تو امام محمد وغیرہ کے نزدیک حد اسلیے آجاوے گی کہ اونکے نزدیک حرام ہی اور امام صاحب کے نزدیک اخیر پیالہ جسمین نشہ آجائے حرام ہی بسبب سکر کے مگر حد نہین آتی اسلیے کہ حد مین بوجہ حلال شی کے شبہہ گیا اور رد المحتار مین ہی قال الاتقانی وقد اطنب الکرخی فی روایۃ الاٰثارِ عن الصحابۃِ والتابعین بالاسانیدِ الصحاحِ فی تحلیلِ النبیذِ الشدیدِ والحاصل ان الاکابر من اصحابِ رسولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم واھلِ بدرٍ کعمرَ وعلیٍّ وعبدِ اللہِ بن مسعودٍ وابی مسعودٍ رضی اللہ تعالی عنھم کانوا یُحِلّونہٗ وکذا الشعبیُّ وابراھیمُ النخعیُّ وروی ان الامامَ قال لبعضِ تلامذتہٖ ان من احدی شرائطِ السنۃِ والجماعۃِ ان لا یُحرِّمَ نبیذَ الجرِّ وفی المعراج قال ابو حنیفۃ لو اُعطیتُ الدنیا بحذافیرِھا لا افتی بحرمتھا لانّ فیہ تفسیقَ بعضِ الصحابۃِ ولو اُعطیتُ الدنیا لشربتُھا لا اشربُھا لانہ لا ضرورۃَ فیہ وھذا غایۃُ تقوی اھ یعنی کہا اتقانی نے کہ تحقیق طول دیا ہی علامہ کرخی نے روایت آثار صحابہ اور تابعین مین ساتھہ صحیح سنادون کے بیان مین حلال کرنے نبیذ تیز کے اور حاصل یہ ہی کہ اکابر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اہل بدر مثل عمر اور علی اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو مسعود رضی اللہ عنہم کے حلال جانتے تھے نبیذ کو اور ایسے ہی شعبی اور ابراہیم نخعی حلال کہتے تھے اور روایت کی گئی ہی کہ امام صاحب نے فرمایا اپنے بعض شاگردون سے کہ تحقیق شرائط سنت اور جماعت سے ایک یہ بھی ہی کہ حرام نکی جاوے نبیذ سبو چون کی اور معراج الدرایہ مین لکھا ہی کہ امام صاحب نے فرمایا

اگر تمام دنیا بھی مجھکو دیجائے تو بھی حرمت نبیذ کا فتوا ندون کیون کہ اس مین بعض صحابہ کو نعوذ
باللہ فسق کیطرف منسوب کرنا ہی اور اگر مجھکو اسکے پینے کیو اسطے دنیا دین تو نہین پیون کا اس لیے
کہ اسکے پینے کی کچھ ضرورت نہین معلوم ہوتی اور یہ کمال تقوی امام صاحب کا ہی انتہے اور رد المختار
مین لکھا ہی کہ ابو حفص کبیر ان اشربہ سے سوال کیے گئے فرمایا حلال نہین پس کہا گیا اون سے کہ
تمنے شیخین کی مخالفت کی فرمایا وہ حلال جانتے تھے واسطے گوارا ہونے کہانے کے اور آدمی اجکل
پی تے ہین واسطے فسق و فجور اور لہو و لعب کے اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر اسکے پینے
نشے کا ارادہ کرے گا تو قلیل اور کثیر دونون حرام ہو جاوینگے اور اوسکے واسطے بیٹھنا اور چلنا
دونون حرام ہین انتہے غرض کہ یہ چار چیزین اگر کوئی شخص اسقدر پیے کہ نشہ نہ آئے تو امام صاحب
کے نزدیک جائز ہی اور جو نشہ آجائے تو حرام ہی اس لیے کہ حرمت نشے کی بالاتفاق ہی مگر حد امام
صاحب کے نزدیک لازم نہین آتی کیون کہ حد تو ادنے شبہہ مین ساقط ہو جاتی ہی اسیواسطے
سکر کی تعریف امام صاحب نے وجوب حد مین ایسی بیان کی کہ جسمین کسی قسم کا شبہہ باقی نرہے
کیون کہ اور اقسام مین تفاوت ہوا کرتا ہی البتہ ہذیان کے معنی مین شبہہ ہوتا ہی کہ قول عمرؓ اَلْخَمْرُ
مَاخَامَرَ الْعَقْلَ کے منافی ہون کیونکہ شراب کی حرمت مین یہ قول وارد ہوا ہی اور امام صاحب
نے بھی حق حرمت شرب مین سکر کی تعریف یہ بیان کی ہی تو جواب اسکا یہ ہی جو فتح القدیر مین لکھا ہی
لِاَنَّ الْمُتَعَارَفَ اِذَا کَانَ یَهْذِیْ یُسَمّٰی سَکْرَانًا وَتَاَیَّدَ بِقَوْلِ عَلِیٍّ رض اِذَا سَکِرَ
هَذٰی اس لیے کہ جب آدمی ہذیان بکنے لگتا ہی تو عرف مین سکران کہتے ہین اور قوت پائی ہی
اس قول نے ساتھ قول علیؓ کے جس وقت نشے مین آئے گا بیہودہ بکے گا انتہے یعنی جسوقت صحابہ نے
مشورہ کیا تھا کہ شراب پینے والے کی حد کسقدر ہونی چاہیے پس ہر ایک نے جسکی راے مین جو
آیا بیان کیا اور علی رض نے فرمایا جب نشے والا ہوگا بیہودہ بکے گا اور ہذیان بکا تو افترا اور تہمت
کرے گا اور مفتری کے واسطے کتاب اللہ مین اسی درے آئے ہین پس اس راے کو صحابہ نے اچھا جانا
اور اسی پر سب نے اتفاق کیا اور ظاہر ہی کہ جب مخامرت عقل ہو جاتی ہی تو ہذیان اوسکے واسطے

لازم ہی اصل ہذیان کی مخامرت ہی علامت مخامرت کی ہذیان ہی ورنہ مخامرت کیونکر معلوم ہو سکتی اور
حد صاحبین کے نزدیک کیونکر آسکتی ہی نشہ باز کے قول کا تو حد مین اعتبار نہین کیونکہ اوسکے
فہم مین فتور آگیا اور اوسکے کلام کا اعتبار نہین رہا پس کیون کر اوسپر حد قائم ہو سکتی ہی جبتک کہ کوئی
علامت نپائی جاوے اور ہر شخص مخامرت کسطرح جان سکتا ہی جبتک کہ کوئی علامت نہ
دیکھے ہان جب اعتقاد کرے گا کہ اگر یہ پیالہ پیونگا تو ہذیان پیدا ہو جائے گا البتہ اس سے باز رہیگا
اور آگے ترقی نہ کرے گا کہ اوس مین امام صاحب کے نزدیک حد واجب ہی غرض آدمی کو اگر عقل ہی تو خوب
سمجھے گا کہ جس نے جو معنی بیان کیے اوسکی کوئی نکوئی وجہ ہی اوس سے مخالفت لازم نہین آتی اور
جو محض لفظ ہی کو خیال کرے کہ یہی لفظ بعینہ کیون نہ کہا اور معانی کی طرف مطلق نہ جاوے تو ایسے
شخص سے کچھ بحث نہین وہ تو بحث ہی سے خارج ہی اور وہ جو حدیث مین ممانعت آئی ہی سو وہ بر وقت
مسکر ہونے کے ہی اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا وہ نشہ لاتی ہی
سائل نے عرض کیا ہان اس سے معلوم ہوا کہ نشہ کی وجہ سے حرام ہی اس حدیث سے نہین
نکلا کہ جسکے پینے سے نشہ نہ آئے وہ بھی حرام ہی گو اوسمین صلاحیت نشے کی ہو مگر جبتک نشہ نہ آئیگا
حرمت اوسکی ثابت نہین پس امام صاحب تو نشہ بالفعل لیتے ہین اور دوسرون کے نزدیک
بالقوہ معتبر ہی اسیواسطے امام صاحب فرماتے ہین کہ جسکا نشہ ہی اوسی پیالے کا اعتبار ہوگا اور
مثال اسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ جیسے کھانا اوسقدر کھانا کہ جس سے بدہضمی نہو حلال ہی اور جس
لقمے سے بدہضمی آوے حرام ہی علےلقمہ حرام نہین ایسیہی کپڑے مین نجاست لگے مثل خون کے
اگر تھوڑا ہو مفسد صلوۃ نہین اور جو اس سے زیادہ ہو تو اخیر کا جز مفسد نماز ہوگا اور کثیر انجس کریگا
پہلا جز حرام نہوگا ایسیہی جو شخص نفقہ اپنے اہل وعیال کو دیتا ہی حلال ہی پس اگر اسراف کرے گا
تو وہ زیادتی حرام ہو جاوے گی پہلا حرام نہین اسیطرح کشتی مین بوجھ رکھا ہی اور اخیر کے بوجھ آ
من رکھنے سے مثلاً کشتی غرق ہوگئی تو ضمان اس ایک من رکھنے والے پر آجائے گا پہلے بوجھ
رکھنے والون سے کچھ سرو کار نہین ایسیہی اخیر کا پیالہ جو مسکر ہی حرام ہوگا پہلے پیالے حرام نہین

ہون گے اور قلیل حرام ہونے کی حدیث خاص خمر مین ہی چنانچہ تقریر علامہ عینی سے معلوم ہوا یا یون کہیے کہ کثیر مین جو قلیل ہی جس سے نشہ آیا ہی وہ حرام ہی اس لیے کہ باعث نشہ کا وہی قلیل ہی یس مطلب حدیث کا یہ ہوا کہ جس کا کثیر نشہ لاوے اوس کثیر کا جو قلیل ہی حرام ہی اور یہ معنی نہین کہ بغیر کثیر کے بھی قلیل حرام ہی جس سے نشہ نہ آوے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ کی حدیث جواب بطور تشنیع کے لائے ہین اوسکا جواب ابو النصر بغدادی نے شرح قدوری مین لکھدیا ہی مَا رُمِیتُ بِهٰذَا الْقَوْلِ اَصْحَابُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاِنَّمَا السَّلَفُ الصَّالِحُ اُرِیْدَتْ بِذٰلِكَ وَلَمْ يُمْكِنْكَ التَّصْرِيْحُ بِذٰلِكَ لِاَنَّ اَصْحَابَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ لَمْ یَبْتَدِعُوْا فِیْ ذٰلِكَ قَوْلًا بَلْ قَالُوْا بِمَا قَالَهُ اَئِمَّةُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَوُجُوْهُ التَّابِعِيْنَ وَكَيْفَ يُظَنُّ بِعَلِيٍّ رض وَبِعُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَعَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ وَلِاِبْرَاهِيْمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّهُمْ شَرِبُوا الْخَمْرَ وَغَلِطُوْا فِی اسْمِهَا یعنی نہین طعن کیا تو نے اس قول سے اصحاب امام صاحب پر بلکہ مراد تیری اس طعن سے صحابہؓ تھے لیکن تصریح اونکے نام کی نہ کرسکا تو اس لیے کہ اصحاب امام صاحب نے کوئی قول اسمین اپنی طرف سے نہین نکالا بلکہ وہ بات کہی جسکو اصحاب کبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بڑے بڑے تابعین نے کہا ہی اور کیونکر گمان ہوسکتا ہی حضرت علیؓ اور عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ اور عمار بن یاسر اور علقمہ اور اسود اور ابراہیم رضی اللہ عنہم پر کہ انھون نے شراب پی اور نام مین غلطی کی انتہے حاصل تقریر کا یہ ہی کہ اس مین کسی طرح سے مخالفت نہین ورنہ نعوذ باللہ صحابہ تک سوء ادبی لازم آوے گی ہاں البتہ فتوا اسمین بنظر احتیاط امام محمد کے قول پر ہی اور صحیح یہی ہی کہ انکے پینے سے بھی حد لازم آتی ہی اور قلیل اور کثیر دونکا حرام ہی واللہ اعلم

قال مسئلہ بیست و دوم اور ایک مسئلہ امام اعظمؒ اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور شیخ عبد الحق نے ترجمہ مشکوۃ مین اور علامہ محمد نے زرقانی شرح موطا امام مالک مین لکھا ہی کہ اعتکاف مین بیٹھنے والا داخل ہو جیچ جگہ اعتکاف کے پہلے غروب ہونے کے آفتاب سے آخر **اقول** جو معنی ظاہر ہین

اور تاویل اوس مین نہ تھی اونکو آپ نے غیر ظاہر بتلایا اور جو معنی خلاف ظاہر تھے وہ موافق ظاہر ہوگئے خدا جانے ظاہر آپکی اصطلاح مین کیا شی ہی ظاہر الایسا معلوم ہوتا ہی کہ ظاہر آپنے اوسکو قرار دیا ہے جسکو الفاظ اور قرینہ مقتضی نہو کہ لا مُنَاقَشَةَ فِي الْاِصْطِلَاحِ بلکہ ظاہر معنی تو یہی ہین کہ معتکف مین جو جاے اعتکاف تھی نماز صبح پڑھ کر داخل ہوتے تھے اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ اعتکاف بھی اوسیوقت سے شروع ہوتا تھا یہ محض آپکی رائے ناقص ہی کوئی قرینہ اسپر دال نہین کیا جب آدمی اعتکاف کی نیت کرے اوسیوقت گوشے مین بھی اوسپر بیٹھنا ضرور ہی کیا شب کو اعتکاف کی نیت سے مسجد مین رہنا اور صبح کو خلوت نشین ہونا خلاف سنت ہی فقط معتکف مین داخل ہونے سے ابتداے اعتکاف اپنی طرف سے کہنا محض اتہام ہی کہین ذکر اسکا صراحۃً یا ضمناً نہین جس کے الفاظ مقتضی ہون یا کوئی قرینہ اوسپر دال ہو اوسکو مثل نص جاننا اور دوسرون پر طعن کرنا غایت درجے کی سفاہت ہی ع اس سادگی پہ کون نہ مرجاے اے خدا + لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین اس حدیث سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گوشہ نشینی منظور ہوتی صبح کی نماز پڑھ کے خلوت خانہ مین تشریف لیجاتے تھے شب کو اوس مین داخل نہین ہوتے تھے بلکہ اشارۃً اس سے سمجھا جاتا ہی کہ جب معتکف مین جانے کو بعد صبح کے ذکر کیا ہی تو نیت پہلے تھی اور اعتکاف شروع کر چکے تھے معتکف مین اب داخل ہوے شاید آپکو اعتکاف کی لفظ سے دھوکا ہوگیا یہان اعتکاف کے معنی گوشہ نشینی کے ہین اصطلاحی اعتکاف مراد نہین اور معتکف کا لفظ واسطے ان معنون کے قرینہ ظاہر ہی علاوہ اسکے جب تمام احادیث مین دس دن کا اعتکاف مذکور ہی تو اوس مین شب بالتبع ضرور آجاوے گی چنانچہ محاورات عرب اور کلام مجید اسپر شاہد عادل ہی کہ جب ایام بولتے ہین تو راتین بھی مراد ہوتی ہین اور جب لیالی بولتے ہین تو دن اوس مین ضرور ارادہ کرتے ہین چنانچہ علامہ عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین اَلَا تَرٰى اِلٰى قِصَّةِ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيْثُ قَالَ اَنْ لَا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَقَالَ اَنْ لَا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا وَالْقِصَّةُ كَانَتْ وَاحِدَةً

یعنی کیا نہین دیکھتا تو طرف قصہ زکریا علیہ السلام کے کہ فرمایا اللہ تعالی نے یہ کہ نہ کلام کرے تو آدمیون سے
تین دن مگر اشارون سے اور فرمایا یہ کہ نہ کلام کرے تو آدمیون سے تین شب برابر اور قصہ ایک
ہی تھا انتہٰی یُقَالُ مَا رَأَیْتُکَ مُنْذُ اَیَّامٍ یعنی کہا جاتا ہی نہین دیکھا مین نے تجکو کئی
دن سے ؎ یَسُرُّ الْمَرْءُ مَا ذَهَبَ اللَّیَالِیْ ۔ یعنی خوش ہوتا ہی آدمی راتون کے گذرنے
سے انتہٰی پس جہان دنون کو ذکر کیا ہی وہان راتین بھی مراد ہین اور جس جگہ راتین ذکر کی ہین
وہان دن بھی مقصود ہین پھر کون سی وجہ ہی کہ اول شب ایک دن کی چھوڑ دی جاوے جب دس دن
ذکر کیے اوس کی راتین بھی کل مراد ہون گی پھر اول شب نہ لینا محض دھینگا دھینگی ہی حدیث
سے ہرگز ثابت نہین اور اوس معنون کی طرف تو سواے دو تین شخصون کے جمہور امت گئے ہین

قال مسئلہ چہاردہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور
کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی قاضی خان او فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی وَلَا یَتَنَفَّلُ بَعْدَ الْغُرُوْبِ قَبْلَ الْفَرْضِ لِمَا فِیْهِ مِنْ تَاخِیْرِ الْمَغْرِبِ
یعنی اور نہ نفل پڑھے بعد غروب ہونے آفتاب کے پہلے نماز فرض کے اس لیے کہ اسمین مغرب کی نماز کو دیر
ہو جاتی ہی **اقول** باوجودیکہ حدیث مین لفظ لِمَنْ شَاءَ آیا ہی جسکے معنی ہین کہ جسکا جی چاہے
پڑھے کسی قسم کی تاکید نہین پائی جاتی بلکہ مثل اور نفل کے ہی پھر امام نووی کا یہ قول وَلَمْ یَسْتَحِبَّهُمَا
اَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ وَآخَرُوْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَمَالِكٌ وَاَکْثَرُ الْفُقَهَاءِ
وَقَالَ النَّخَعِیُّ هِیَ بِدْعَةٌ وَحُجَّتُهُمْ اَنَّ اسْتِحْبَابَهَا یُؤَدِّیْ اِلٰی تَاخِیْرِ
الْمَغْرِبِ عَنْ اَوَّلِ وَقْتِهَا یعنی اور نہین مستحب جانا ان دونون رکعتون کو ابو بکر اور عمر اور عثمان
اور علی اور دوسرے صحابہ نے اور امام مالک اور اکثر فقہا نے اور ابراہیم نخعی نے کہا ہی کہ یہ بدعت ہے
اور حجت ان سب کی یہ ہی کہ استحباب اوسکا پونہچا دیتا ہی طرف تاخیر مغرب کے اول وقت
اوسکے سے انتہٰی پھر ابو داؤد کی طاوس سے یہ روایت ہی کہ کہا اونھون نے سوال کیے گئے ابن عمر
رکعتون سے قبل مغرب کے پس فرمایا نہین دیکھا مین نے کسیکو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مین کہ پڑھتا ہو انکو پھر یہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ ہر دو اذان مین نماز ہی اگر چاہے مگر
مغرب پھر عمیر کا یہ کہنا کہ یہ حکم ابتداے اسلام مین تھا تا کہ آدمی وقت ممنوع کو نہ پہچانے پس اون نماز پڑھنی
منع ہی پہچان لین ابعد اوسکے جلد مغرب پڑھنیکا حکم کر دیتے گئے انتہے عبارۃ العینی شرح الہدایۃ ملخصاً
پس یہ امر امام صاحب کے قول کی نہایت درجے کی تائید کرتا ہی اس لیے ہم آپ سے کہتے ہین کہ ہر بات
پر صحیحین کے مت اڑ جایا کرو جب تک صحابہ اور ائمہ کے اقوال پر مطلع نہو جاؤ اسی وجہ سے امام
زیلعی تبیین الحقایق مین اسی مقام کی تحقیق مین لکھتے ہین وَاِذَا اتَّفَقَ النَّاسُ عَلٰی تَرْکِ الْعَمَلِ
بِالْحَدِیْثِ الْمَرْفُوْعِ لَا یَجُوْزُ الْعَمَلُ بِہٖ لِاَنَّہٗ دَلِیْلُ ضُعْفِہٖ عَلٰی مَا عُرِفَ
فِیْ مَوَاضِعِہٖ فَمَا ظَنُّکَ بِفِعْلِ بَعْضِ الصَّحَابَۃِ یعنی اور جسوقت اتفاق کرلین آدمی اوپر
ترک کر دینے عمل کے ساتھ حدیث مرفوع کے نہین جائز ہی عمل اوس حدیث پر اس لیے کہ یہ امر دلیل
ہی اوپر ضعیف ہونے حدیث کے جیسا کہ اوسکے موقع مین معلوم ہو اپس کیا گمان تیرا ہی ساتھ فعل
بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے انتہے یعنی اگر ہی تو فقط بعض صحابہ کا فعل ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین
اور حدیث ابن حبان کا جواب فتح القدیر کی عبارت مین آتا ہی وہ یہ ہی کہ یہ حدیث معارض ہی اوس
حدیث کے جو ابوداؤد مین طاؤس سے مروی ہی کہا اونھون نے سوال کیے گئے ابن عمر دو رکعتون سے
قبل مغرب کے فرمایا نہین دیکھا مین نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کہ ان دو
رکعتون کو پڑھتا ہو اور رخصت تھی دو رکعتون کی بعد عصر کے سکوت کیا اس سے ابوداؤد نے اور
بعد اون کے منذری نے مختصر مین اور یہ سکوت صحت حدیث کا قائل ہونا ہی اور اس حدیث کا
معارض بخاری مین ہونا بعد شریک ہونے دونون حدیثون کے صحت مین اسکا مستلزم نہین کہ
بخاری کی حدیث کو مقدم کیا جائے بلکہ اس صورت مین ترجیح خارج سے تلاش کرینگے اور یہ قول اوس
شخص کا ہی کہ جس نے کہا سب احادیث سے صحیح زیادہ وہ حدیثین ہین جو صحیحین مین ہین بعد اوسکے جو بخاری مین
ہی بعد اوسکے جو مسلم مین ہی اور اوسکے بعد جو حدیث ان دونون کی شرط پر ہو دوسرے محدثین سے اور اوسکے بعد
وہ حدیث جو ایک کی شرط پر ہو یہ کہنا اوسکا قابل اعتبار نہین محض زبردستی ہی اس تقلید کی اللہ علیہ

تبع الصحابۃ رضی اللہ عنہم

کرنی جائز نہیں ہی لیے کہ اصح ہونے کے سوا اسکی اور کوئی وجہ نہین کہ راوی ان دونون کے موافق
شروط دونون کے ہین پس جب کہ تسلیم کیا جائے کہ غیر ان دو کتابون سے کسی حدیث کے روای ان
شرطون کو شامل ہین پھر حکم کرنا کہ ان کتابون کی حدیث اوس حدیث سے اصح ہی کیا مین بے انصافی
نہو گی پھر بخاری اور مسلم کا یہ حکم کرنا فقط ایک گمان کے لانے شخص مین یہ شرطین پائی جاتی ہین اوس
قبیل سے نہین کہ مطابق واقع ہونے کا یقین کر لیا جاوے جائز ہی کہ واقع مین خلاف اس کے ہو
حالانکہ مسلم اپنی کتاب مین بہت ایسے راوی لائے ہین جو عیب جرح سے سلامت نہین ایسے ہی
بخاری مین ایک جماعت ہی کہ اون مین طعن کیا گیا ہی پس مدار کار راویون کا علما کے اجتہاد اور رائے
پر ہی ایسی شروط مین سمجھنا چاہیے حتی کہ جس شخص نے ایک شرط کا اعتبار کیا اور دوسرے نے اوسکو نہ
سمجھا اور دوسرے کی روایت اوسکے نزدیک واسطے معارضہ اوس حدیث کے جو اوس شرط کو شامل نہ ہو
کفایت کرے گی ایسی جس شخص نے ایک راوی کو ضعیف کہا اور دوسرے نے اوس کی توثیق بیان کی
قیاس کر لینا چاہیے ہان قلب غیر مجتہد کا اور اوس شخص کا جس نے حال راوی کا خود امتحان نہین کیا اوس
چیز سے جس پر اکثر کا اجتماع ہو تسکین پا جاتا ہی لیکن مجتہد شرط کے اعتبار کرنے مین اور عدم اعتبار
مین اور جو شخص کہ حال راوی سے خود آگاہ ہی رجوع اپنی عقل کی طرف کرتا ہی اور جب کہ ہمارے نزدیک
حدیث ابن عمرؓ کی صحیح ہوئی تو یہ حدیث معارض ہو گی اوس حدیث کی جو صحیح بخاری مین ہی پھر یہ
حدیث ابن عمر کی راجح ہو جاوے گی اسوجہ سے کہ عمل اکابر صحابہ کا مثل ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے
موافق [illegible] اسکے ہی کہ ابراہیم نخعی نے ممانعت کی ہی ان دو رکعتون سے اوس حدیث مین جسکو روایت
کیا ہی ابو حنیفہؒ نے حماد بن ابی سلیمان سے اونھون نے ابراہیم نخعی سے کہ تحقیق منع کیا اونھون نے
ان سے اور فرمایا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نہین پڑھتے تھے بلکہ
اگر یہ حدیث حسن بھی ہوتی جیسا کہ بعضون نے کہا ہی تو بھی البتہ ترجیح دیجاتی اوس ترجیح بالاسی بیان سے
اس لیے کہ حدیث حسن اور صحیح اور ضعیف باعتبار سند کے ظنی ہوتی ہی لیکن واقع مین جائز ہی کہ صحیح
حدیث غلط ہو اور ضعیف صحیح ہو اور اسی وجہ سے حسن مین جائز ہی کہ صحت کو بوجہ کثرت طرق کے

پہونچ جاوے اور ضعیف حدیث اسی وجہ سے حجت ہو جاوے اس لیے کہ تعدد اوسکا قرینہ ثبوت نفس
الامری کا ہی پس کیون نہین جائز ہی کہ صحیح السند بوجہ اوس قرینے کے جو دلالت اوپر ضعف نفس الامری کے
کرتا ہو ضعیف ہو جاوے اور حسن حدیث بوجہ دوسرے قرینے کے مرتبہ صحت تک پہونچ جاوے چنانچہ
ہم نے اکابر صحابہ سے موافق اس قول کے بیان کیا اور ترک کرنا اونکا مقتضی اس حدیث کو اور ایسی
اکثر سلف کا اور امام مالک کا جو ستارہ حدیث ہین واقع مین اس حدیث کے ضعف پر دلالت کرتا ہی اور
وہ الفاظ جو ابن حبان نے صحیح سے علاوہ بیان کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین قبل
مغرب کے پڑھین یہ معارض اوس مرسل حدیث ابراہیم نخعی کے نہین ہو سکتا کہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے ان دو رکعتون کو نہین پڑھا اس لیے کہ یہ دو رکعتین جو آپنے پڑھین جائز ہی کہ قضا
اوس نماز کی ہون جو آپ سے فوت ہو گئی ہون اور یہ امر ثابت ہی روایت کی طبرانی نے مسند شامیین مین
جابر سے کہ کہا اونھون نے سوال کیا ہمنے ازواج مطہرات سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا دیکھا
تمنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دو رکعتین قبل مغرب پڑھتے ہوے کہا اونھون نے نہین مگر ام سلمہ
نے کہا ان دو رکعتون کو ایکبار میرے پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھا پس سوال کیا مین نے کہ یہ نماز
کیسی ہی فرمایا قبل عصر کے دو رکعتین پڑھنی بھول گیا تھا اب دونون کو پڑھ لیا پس ام سلمہ رضہ کا آپ سے
سوال کرنا اور صحابہ کا آپکے ازواج مطہرات سے دریافت کرنا چنانچہ لفظ سألنا جابر رضہ کا فرمانا اور لفظ
سألت نہین کہنا اسپر دلالت کرتا ہی کہ فقط جابر رضہ نے نہین دریافت کیا بلکہ اور صحابہ بھی اسمین شریک تھے
اس امر کا فائدہ دیتا ہی کہ یہ دونون رکعتین مشہور نہ تھین اسیطرح صحابہ کا ابن عمر سے سوال کرنا کیونکہ
خود ابن عمر نے حدیث اول نہین بیان کی تھی بلکہ جب سوال کیے گئے تو بیان کی اور ظاہر یہی کہ سوال
اونکا اسطرف اشارہ کرتا ہی کہ روایت ان رکعتون کی ظاہر ہو گئی تھی گو اوس قرن مین مشہور نہ تھین پس
جواب اسکا آپکے ازواج نے جو کہ آپکے اعمال سے اسقدر واقف تھین کہ دوسرا اتنا نہین جانتا تھا یہ
دیا کہ آپنے نہین پڑھین اور ابن عمر نے یہ جواب دیا کہ صحابہ مین سے کسی نے نہین پڑھین تھے حاصل اس تقریر کا
یہ ہی کہ ائمہ مجتہدین اور اکابر سلف کی تحقیق اور جانچ پر اعتماد کرنا چاہیے جس حدیث کو ان بزرگون نے

قبول کیا ہے اور عمل اوسپر کر لیا ہی علماے محدثین کی تقلید کرکے انپر اعتراض اور انکار نجاہے بعض ظاہریہ
نے جو اس تقریر منصفانہ کو متعصبانہ قرار دیا ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب کے قول کی سند لائے ہین
کہ اونھون نے اس قول کو بدعت لکھا ہی محض خطا ہی یا تو وہ صاحب اس تقریر کا مطلب خود نہین سمجھے
یا شاہ صاحب کی عبارت مین قیاس مع الفارق کیا اور یہ کہنا اونکا کہ دوسرے نے ایسی جرأت نہین
کی تھی جمہور کے خلاف ہی منھ کا بیان بجد خوان ہی یا شاہ صاحب نے ایسا تحقیق ایک امر دل بیان کرکے
کہ جبکا آج تک کسی سے جواب نہو سکا تو خلاف جمہور کہلائے اور خود حضرات ظاہریہ جنکے اصول خلاف
جمہور مین موافق ہین خود تعصب کے پتلے ہین دوسرون پر طعن کرتے ہین ہم دریافت کرتے ہین
کہ یہ کون سی بدعت ہی کوئی امر حدیث کے خلاف ہوا یا قرآن کے ہان یون کہیے کہ یہ ترتیب صحیحین کے
تعلیقا ہی ظاہریہ نے اسمین ایسا غلو کیا ہے اسکو کالوحی من السماء تصور کر لیا اور اس بحث مین اگرچہ
شفاء العی مین جسکو بعض حضرات ساکنین بھوپال نے تصنیف کیا اور مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی
لکھنوی نے اوسکی رد مین ابراز الغی لکھ کے اوسکو مردود کر دیا بہت کچھ زور مارا ہی لیکن بجز نقل عبارات مخالف
امام ابن ہمام کے اور کچھ اون سے نہو سکا یہ تو معلوم ہی اگرچہ بعض علما اس مقام مین ابن ہمام کے مخالف
ہین مگر اونکی تقریر مجتہدانہ اور دلیل محققانہ کا جواب شافی کسی نے نہین دیا حضرات ظاہریہ غیر مقلدین کا
دستور ہی کہ اگرچہ صحابہ ایک طرف ہون اور بخاری کی حدیث ایک طرف تو ممکن نہین کہ اوس مین فکر
کرین اور سوچین اور اقوال سلف دیکھین اور تطبیق دین بلکہ امام صاحب کے پیرایے مین دریدہ دہنی
کو سب کچھ سمجھتے ہین چنانچہ مشتی نمونہ از خروارے اسی سوال مذکور کو ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ باوجودیکہ
جمہور صحابہ اور خلفاے راشدین ایک طرف ہین مگر یہ تو بخاری اور مسلم پر ایسا ایمان لائے ہین اگرچہ اصلی
ایمان سے جو تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ہی بوقت اکراہ اقرار ساقط بھی ہو جاتا ہی مگر یہ لوگ ان
کتابون کے مقابلے مین قرآن کی بھی نہین سنتے حنفیہ کے مذہب کی حقیت دیکھیے کہ باوجودیکہ صحیحین
کو اصح الکتب جانتے ہین پھر بھی وہ کچھ تحقیقات کی ہی کہ اگر آدمی کو انصاف اور عقل ہو تو ہٹ دھرمی کو چھوڑ
دے اور سچے دل سے مان لے ہمکو فقط اسوجہ سے ایسی گفتگو کرنی پڑی کہ یہ لوگ صحابہ پر کیون طعن

کرتے ہین اپنے گریبان مین ذرا مونھہ ڈال کر دیکھین کہ اس صورت مین ایمان اونکا کہان جانے گا

یہ امام پر طعن نہین اکابر صحابہ پر ہوگا نعوذ باللہ من ہذا المذہب **قال** مسئلہ پانزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم

کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ درمختار اور فتاوی عالمگیری اور ذخیرۃ العقبے وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی

وَلَوْ تَكَلَّمَ بَيْنَ السُّنَّةِ وَالْفَرْضِ لَا يُسْقِطُهَا وَلٰكِنْ يَنْقُصُ ثَوَابُهَا وَقِيْلَ تَسْقُطُ یعنے

اور اگر کلام کرے درمیان سنت اور فرض کے نہین توڑتی سنتون کو اور لیکن کم ہو جاتا ہی ثواب انکا

اور کہا بعضون نے ٹوٹ جاتی ہین انتہی **اقول** یہ قول حدیث کے مخالف نہین اس لیے کہ جو کلام

فضول ہو اور ضروری نہو اگر واقع ہو تو ثواب کم ہوتا ہی چنانچہ دارمی کی حدیث مین ہی فَاِنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ

كَلَّمَنِيْ وَاِلَّا يعنى پس اگر کوئی حاجت ہوتی آپکو تو مجھ سے فرما دیتے انتہی یہ اسپر دلالت کرتا ہی کہ ضروری

بات کرنی مضایقہ نہین اسکا انکار کبھی نہین ہو سکتا نہین بلکہ جہان کلام کرنا مکروہ لکھا ہی اوس سے

مراد یہی کلام ہی جو ضروری نہو جیسے لوگون کی عادت ہوتی ہی کہ کلام غیر ضروری اکثر کیا کرتے ہین اس سے

کلام دینی اور ضروری مستثنی ہی سو کم گوئی و بجز مصلحت خاموش ہونا ہمیشہ سے کہ شیر شد تو از میش گو

قال مسئلہ شانزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ رد المحتار شرح

در المختار مین لکھا ہی وَحَاصِلُهٗ اَنَّ اضْطِجَاعَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

اِنَّمَا كَانَ فِيْ بَيْتِهٖ لِلْاِسْتِرَاحَةِ لَا لِلتَّشْرِيْعِ یعنی حاصل اسکا کہ تحقیق لیٹنا

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سوا اسکے نہین تہا کہ گھر اپنے کے واسطے آرام کے نہ

واسطے شرع بنانے کے انتہی **اقول** یہان بھی مخالفت حدیث کی نہین مخالفت تو

جب ہوتی کہ کسی حدیث مین یہ تصریح ہوتی کہ یہ ارشاد تشریعی ہی بلکہ ایسا اوقات آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے واسطے شفقت امت کے حکم فرمایا ہی لباس اور طعام وغیرہ کے

احادیث اس پر شاہد ہین اون سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ ان احکام کو بھی شرع مین

دخل ہی بلکہ امور دنیاوی کی تعلیم ہی چنانچہ امام مالک بھی اسی کے قائل ہین اور شرح سفر السعادۃ

مین لکھا ہی کہ امام مالک فرماتے ہین کہ اکثر واسطے استراحت اور دفع ملالت اور تھکن کے تہجد کی نماز مین کرتا

ہونے اور بیداری شب کی وجہ سے آنکھ لگی ہو تو لیٹ جانا بہتر ہی اور موجب شگفتگی اور تازگی طبیعت

کا ہی اور قول امام صاحب کا بھی یہی ہی وہ فرماتے ہین کہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی بقصد آرام کے تھا

نہ عبادت کے انتھے پس جب تک یہ نہ ثابت ہو جائے کہ ہر فعل او قول آپ کا تعبدی تھا مخالفت کیونکر

ثابت ہو سکتی ہی بلکہ اس صورت مین حدیث ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ مین بھی مطابقت ہو جائے گی

کما قاضی عیاض نے ذَهَبَ مَالِكٌ وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ وَجَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ اِلٰی

اَنَّهُ بِدْعَةٌ وَرِوَايَةُ الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ مَرْجُوحَةٌ فَيُقَدَّمُ رِوَايَةُ الْاِضْطِجَاعِ

قَبْلَهَا وَلَمْ يَقُلْ اَحَدٌ فِي الْاِضْطِجَاعِ قَبْلَهَا اِنَّهُ سُنَّةٌ فَكَذَا بَعْدَهُمَا وَقَدْ ذَكَرَ مُسْلِمٌ

عَنْ عَائِشَةَ فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَاِلَّا اضْطَجَعَ وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهُ لَيْسَ

بِسُنَّةٍ وَاَنَّهُ تَارَةً كَانَ يَضْطَجِعُ قَبْلُ وَتَارَةً بَعْدُ وَتَارَةً لَا يَضْطَجِعُ یعنی گئے امام مالک

اور جمہور علما اور ایک جماعت صحابہ کی اسطرف کہ وہ بدعت ہی اور روایت اضطجاع بعد دو رکعتون

فجر کے مرجوح ہی پس مقدم ہوگی روایت اضطجاع کی قبل فجر کے اور نہین کہا کسی نے کہ اضطجاع قبل

فجر کے سنت ہی پس بعد کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے اور تحقیق روایت کی مسلم نے عائشہ رض

سے پس اگر مین جاگتی ہوتی تو باتین کرتے مجھ سے نہین تو لیٹ جاتے اور یہ دلالت کرتا ہی اسپر کہ

وہ سنت نہین اور کبھی آپ لیٹ تے تھے پہلے اور کبھی بعد کو اور کبھی نہین لیٹتے انتھے غرض کہ اسکو

فرض کہنا اور بغیر اسکے نماز مین فساد کا قائل ہونا جیسا کہ بعض ظاہریہ نے کیا ہی ہرگز کسی حدیث

سے ثابت نہین ہوتا ہی البتہ صحابہ مین بھی اختلاف ہوا ہی اس لیے تطبیق اسکی وہی بہت درست

ہی جو پہلے ہمنے بیان کی ہی پس مخالفت بالکل جاتی رہی اور موافقت بخوبی ہوگئی **قال** مسئلہ ہفتدہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور

در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَمَنِ انْتَهٰى اِلَى الْاِمَامِ

فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَهُوَ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اِنْ خَشِيَ اَنْ تَفُوْتَهُ رَكْعَةٌ وَ

يُدْرِكُ الْاُخْرٰى يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ یعنی

ہونے اور بیداری شب کی وجہ سے آگئی ہو تو لیٹ جانا بہتر ہو اور موجب شگفتگی اور تازگی طبیعت

کا ہو اور قول امام صاحب کا بھی یہی ہو وہ فرماتے ہین کہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی بقصد آرام کے تھا

نہ عبادت کے انتہے پس جب تک یہ ثابت ہو جائے کہ ہر فعل او قول آپ کا تعبدی تھا مخالفت کیونکر

ثابت ہو سکتی ہو بلکہ اس صورت مین حدیث ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ مین بھی مطابقت ہو جائے گی

کما قاضی عیاض نے ذَهَبَ مَالِكٌ وَجُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ وَجَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ اِلٰی

اَنَّهٗ بِدْعَةٌ وَرِوَايَةُ الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ مَرْجُوْحَةٌ فَيُقَدَّمُ رِوَايَةُ الْاِضْطِجَاعِ نزع مسلکہ روایت صحیحہ

قَبْلَهَا وَلَمْ يَقُلْ اَحَدٌ فِي الْاِضْطِجَاعِ قَبْلَهَا اَنَّهٗ سُنَّةٌ فَكَذَا بَعْدَهُمَا وَقَدْ ذَكَرَ مُسْلِمٌ

عَنْ عَائِشَةَ فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ لَيْسَ

بِسُنَّةٍ وَاَنَّهٗ تَارَةً كَانَ يَضْطَجِعُ قَبْلُ وَتَارَةً بَعْدُ وَتَارَةً لَا يَضْطَجِعُ یعنی گئے امام مالک

اور جمہور علما اور ایک جماعت صحابہ کی اسطرف کہ وہ بدعت ہو اور روایت اضطجاع بعد دو رکعتون

فجر کے مرجوح ہو پس مقدم ہو گی روایت اضطجاع کی قبل فجر کے اور نہین کہا کسی نے کہ اضطجاع قبل

فجر کے سنت ہو پس بعد کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے اور تحقیق روایت کی مسلم نے عائشہ رض

سے پس اگر مین جاگتی ہوتی تو باتین کرتے مجھ سے نہین تو لیٹ جاتے اور یہ دلالت کرتا ہو اسپر کہ

وہ سنت نہین اور کبھی آپ لیٹتے تھے پہلے اور کبھی بعد کو اور کبھی نہین لیٹتے انتہے غرض کہ اسکو

فرض کہنا اور بغیر اسکے نماز مین فساد کا قائل ہونا جیسا کہ بعض ظاہریہ نے کیا ہو ہرگز کسی حدیث

سے ثابت نہین ہوتا ہو البتہ صحابہ مین بھی اختلاف ہوا ہو اس لیے تطبیق اسکی وہی بہت درست

ہو جو پہلے ہمنے بیان کی پس مخالفت بالکل جاتی رہی اور موافقت بخوبی ہو گئی **قال** مسئلہ ہفتدہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہو جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور

در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہو وَمَنِ انْتَهٰی اِلَی الْاِمَامِ

فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَهُوَ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اِنْ خَشِيَ اَنْ تَفُوْتَهٗ رَكْعَةٌ وَ

يُدْرِكَ الْاُخْرٰی يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ یعنی

اَنَّهَا وَاجِبَةٌ یعنی روایت کی مرغینانی نے ابوحنیفہ رحمہ سے یہ کہ وہ واجب ہو اور جامع محبوبی مین لکھا ہے رَوَی الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّہٗ قَالَ لَوْ صَلّٰی سُنَّةَ الْفَجْرِ قَاعِدًا بِلَا عُذْرٍ لَا تَجُوْزُ یعنی روایت کی حسن نے امام صاحب سے کہ فرمایا اونھون نے اگر سنتین فجر کی بلا عذر بیٹھکر پڑھے گا تو نہین جائز ہوگا شرح موطا مین ملا علی قاری لکھتے ہین فَقَدْ رَوَی الطَّحَاوِیُّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّہٗ کَانَ یَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَیُصَلِّی الرَّکْعَتَیْنِ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِی الصَّلٰوةِ وَرَوٰی اَیْضًا عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ نَحْوَہٗ یعنی بتحقیق روایت کی امام طحاوی نے ابودردا سے کہ وہ مسجد مین داخل ہوتے تھے اور آدمی صف باندھے ہوے نماز فجر مین کھڑے ہوتے تھے پس دو رکعتین گوشہ مسجد مین پڑھ لیتے تھے پھر آدمیون کے ساتھ نماز مین شامل ہو جاتے اور ابن مسعود رضی سے بھی ایسی ہی امام طحاوی نے روایت کی ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ کسقدر تاکید ان دو رکعتون سنت فجر کی نسبت احادیث مین وارد ہوئی ہے اور عمل صحابہ کا بھی ہو چکا ہے پھر امام صاحب بھی فرماتے ہین کہ ایک رکعت اگر ملجاوے تو سنت پڑھ لے کیونکہ حدیث مین ممانعت ہے جب اقامت ہو تو فرض کے سوا اور نہ پڑھے چاہئیے کہ مسجد سے علیحدہ دروازے وغیرہ پر پڑھ لے گا تو دونون فضیلتین حاصل ہو جاوینگی اور دونو سنت ادا ہو جاوینگی اور نماز جماعت بھی فوت نہ ہوگی بلکہ پوری نماز ملجاویگی کیونکہ مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوةَ یعنی ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک رکعت نماز کی پائی پس تحقیق اوس نے پوری نماز پالی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک رکعت بھی اگر ملجاوے گی تو بیشک کل نماز کا ثواب مل جاتا ہے چنانچہ ابن عباس رضی سے مروی ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ اِذَا اَقَامَ فِیْ بَیْتِ مَیْمُوْنَةَ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سنت فجر گھر میمونہ کے پڑھتے تھے اگر ایک کان ہوتا تو مین وقت

تکبیر کے نماز کیوں پڑھتے اس سے معلوم ہوا کہ دوسری جگہ حکم اور ہو جاتا ہے پھر اگر کوئی شخص دروازہ مسجد
جو کہ مسجد اور جماعت سے علیحدہ ہو دو رکعتیں پڑھے تو مخالفت کیا ہوئی بلکہ مطابقت تو سب احادیثوں
میں اسی سے ہوتی ہے اور جماعت تو فقط کھانے کے خاطر بھی آدمی چھوڑ دیتا ہے
چنانچہ بخاری اور مسلم میں آیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ
اَحَدِکُمْ وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ وَلَا یَعْجَلْ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْہُ وَکَانَ ابْنُ
عُمَرَ یُوْضَعُ لَہُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلٰوۃُ فَلَا یَأْتِیْهَا حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهُ وَاِنَّهُ
لَیَسْمَعُ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت رکھا جاوے کھانا
کسی کا تم سے اور تکبیر نماز کی ہو تب شروع کرو تم کھانا اور نہ جلدی کرے یہاں تک کہ فارغ ہو جاوے
اور تھے ابن عمر کہ رکھا جاتا تھا واسطے اون کے کھانا اور تکبیر کہی جاتی تھی نماز کی پس نہیں آتے تھے
نماز کو یہاں تک کہ فارغ اوس سے ہو جاتے اور تحقیق سنتے تھے وہ قراءت امام کی انتہے پھر
سنتیں باوجود اتنی تاکید کے اور عمل صحابہ کے اور نہ ترک ہونے جماعت کے اگر نہ خاص کیجاویں گی
تو اور کونسی صورت اس سے عمدہ ہوگی علاوہ اس کے اور حدیث میں کو ضعیف ہے سنتوں فجر
کا استثنا بھی موجود ہے ان احادیث اور عمل صحابہ سے اوسکی تقویت بھی ہو گئی اگر بالفرض
اتنی تاکید جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید واجب ہوں چنانچہ امام کی ایک روایت میں وجوب
ہی ہوتی تو بھی عمل صحابہ اس تخصیص کے واسطے کافی تھا علی ہذا القیاس اگر عمل صحابہ بالفرض نہ ہوتا
تو بھی یہ تاکید کافی تھی پس جبکہ اتنے دلائل اور براہین احادیث اور آثار سے مجتمع ہوں اور
استثنا کو اون سے تقویت بھی ہو جاوے پھر بھی آدمی انکار کرے تو گویا حدیث مرفوع کا
انکار کیا اور ہم کلام ابن ہمام سے جواب چوتھوں میں مدلل کر چکے ہیں کہ ضعیف حدیث بوجہ قرائن
خارجہ کے قوی اور صحیح ہو جاتی ہے پس مخالفت ہرگز نہ ہوگی بلکہ عین موافق حدیث ہوگا **قال**
مسئلہ ہژدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور
کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے ولا صلوٰۃ

الرَّجْوِانْ يَّكُوْنَ حُرًّا عَاقِلًا بَالِغًا مُسْلِمًا قَدْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً نِكَاحًا صَحِيحًا وَ
دَخَلَ بِهَا وَهُمَا عَلٰى صِفَةِ الْاِحْصَانِ یعنی اور محصن ہونا سنگسار ہونیکا یہ کہ ہو زانی آزاد عاقل
بالغ مسلمان اور یہ کہ صحیح نکاح کر چکا ہو اور زانی اور زانیہ اوپر صفت محصن ہونیکے ہوئے **اقول**
اسکے دو جواب ہین ایک یہ ہی کہ حکم رجم کا توریت سے موافق یہودیون کے دیا گیا تھا کیونکہ جب تک
آیت رجم نازل نہین ہوئی تھی چنانچہ شرح موطا امام محمد مین ملا علی قاری لکھتے ہین وَالْجَوَابُ
عَنْ رَجْمِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِلْيَهُوْدِيَّيْنِ اَنَّهٗ كَانَ بِحُكْمِ التَّوْرٰةِ قَبْلَ
اَنْ يَّنْزِلَ حُكْمُ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا نَزَلَ نُسِخَ ذٰلِكَ وَالْحُكْمُ بِالْمَنْسُوْخِ بَاطِلٌ یعنی
جواب رجم یہودیین کا یہ ہی کہ یہ رجم حکم توریت سے پہلے نازل ہونے حکم قرآنی کے تھا پس جبکہ
حکم نازل ہوا یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور حکم منسوخ کا باطل ہی انتہے اور دوسرا جواب یہ ہی کہ وقت
رجم کے احصان مین اسلام شرط نہ تھا گو رجم موافق شرع کے تھا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُحْصِنٍ فرمایا اوسوقت سے اسلام شرط احصان ہو گیا
چنانچہ فتح القدیر مین ہی کہ اس حدیث کو اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند مین اسطور سے بیان
کیا ہی کہ حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن محمد نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہم سے
عبید اللہ نے اونھون نے روایت کی نافع سے اونھون نے ابن عمر سے اونھون نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے جو شخص مشرک ہی وہ محصن نہین روایت کیا اسکو دارقطنی
نے اپنی سنن مین اور اس حدیث کی قوت دینے والی وہ حدیث ہی جسکو بقیہ بن الولید نے
عقبہ بن تمیم سے روایت کی ہی اونھون نے علی بن ابی طلحہ سے اونھون نے کعب بن مالک
سے کہ تحقیق اونھون نے ایک یہودیہ سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے مت نکاح کر اوس سے اس لیے کہ وہ یہودیہ تجکو محصن نہین کر دے گی اور یہ حدیث منقطع ہی
اور تو جانتا ہی کہ انقطاع بعد عدالت راویون کے نزدیک ہمارے ارسال مین داخل ہی حاصل
پہلی حدیث کی یہ حدیث شاہد ہی پس حجت ہو گی اور ظاہر قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے

کر کیا یا تھے ہو تم توریت مین شان رجم مین یہ معلوم ہوتا ہی کہ رجم شرع مین تھا ایسہی یہ بھی
ظاہر ہی کہ اسلام شرط نہ تھا ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رجم نکرتے کیونکہ شریعت یہودیون کی
منسوخ ہو گئی تھی بلکہ جو خدا احکام نازل کرتا وہی حکم فرماتے اور سوال اون سے اسوجہ سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا تاکہ اونکو الزام دین کہ جو احکام تمپر نازل ہوئے ہین اونکو ترک کرتے
ہو پس حکم رجم کا اسی شرع سے جو رجم مین موافق اونکے شرع کے تھا صادر ہوا پس وقت رجم کے
رجم اس شرع مین ثابت تھا مگر بلا شرط اسلام کے پس جب حدیث مذکور ثابت ہو گئی اور تاریخ
معلوم نہین ہوئی کہ جس سے معلوم ہو کہ قول پہلے ہی یا فعل پس تعارض واقع ہوا اب مرجح اس کا
چاہیے اور قول مقدم ہوتا ہی فعل پر انتہے ملتقطاً یعنی یہ حدیث قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی
اور رجم فعل ہی پس اس قول کو ترجیح دیجائے گی کیونکہ قول فعل پر مقدم ہوتا ہی اس لیے کہ فعل مین تو
احتمال خصوصیت وغیرہ ہوتی ہی **قال** مسلہ نوزدہم اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف حدیث
کے یہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہی فَلَو کَانَتِ الْعَصْرُ اَوِ الْمَغْرِبُ اَوِ الْفَجْرُ خَرَجَ وَاِنْ اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ
فِیْھَا لِکَرَاھِیَۃِ النَّفْلِ بَعْدَھَا یعنی اور اگر ہو نماز عصر یا مغرب یا فجر نکلے یعنی مسجد سے اگرچہ شروع
ہو موذن تکبیر مین واسطے مکروہ ہونے نفلون کے پیچھے ان کے یعنی ان نمازون کے **اقول** حدیث
ابن عمر کی دارقطنی مین مرفوع بھی آئی ہی چنانچہ مرقات شرح مشکوۃ مین ہی وَفِیْہِ حَدِیْثٌ صَرِیْحٌ اَخْرَجَہُ
الدَّارَقُطْنِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلَّیْتَ فِیْ اَھْلِکَ
ثُمَّ اَدْرَکْتَ فَصَلِّھَا اِلَّا الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ تَفَرَّدَ بِرَفْعِہٖ سَھْلُ بْنُ
صَالِحِ الْاَنْطَاکِیُّ وَکَانَ ثِقَۃً وَاِذَا کَانَ کَذٰلِکَ فَلَا یَضُرُّ وَقْفُ مَنْ وَقَفَہٗ لِاَنَّ
زِیَادَۃَ الثِّقَۃِ مَقْبُوْلَۃٌ یعنی اس مین حدیث صریح آئی ہی روایت کیا ہی اسکو دارقطنی نے
ابن عمرؓ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت نماز پڑھے تو اپنے مکان میں پھر پاوے
تو اوس کو سو پڑھے مگر صبح اور مغرب کہا شیخ عبد الحق نے اس حدیث کو فقط سہل بن صالح انطاکی نے

مرفوع روایت کیا ہی اور وہ ثقہ تھے اور جب کہ ایسا ہو الیس نہین ضرر کرتا موقوف بیان کرنا اوس شخص کا
کہ جس نے اسکو موقوف روایت کیا ہی اس لیے کہ زیادتی ثقہ کا مقبول ہی انتہی پھر نفل کی ممانعت
بعد فجر اور عصر کے صحاح ستہ سے ثابت ہی بخاری اور مسلم مین آیا ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغِیْبَ
الشَّمْسُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز کوئی نماز بعد نماز صبح کے یہان تک کہ بلند
ہو جاوے آفتاب اور نہین جائز ہی کوئی نماز بعد نماز عصر کے یہان تک کہ غروب ہو جاوے آفتاب انتہی آپ
فرماتے ہین کہ ان حدیثون کو ترجیح دیجاویگی یا اوس حدیث کو جس مین لفظ صبح موجود ہی حال آنکہ اور
حدیثون مین مطلق آیا ہی سو اون سے کچھ بحث نہین فقط اس صبح کے لفظ سے معترض صاحب کو شبہہ
پڑگیا اس لیے اوس کے جواب مین اوس سے زیادہ قوی حدیثین لائی گئین لیکن ظاہر ہی کہ اس صورت
مین احادیث صحاح ستہ کو اور دارقطنی کی حدیث کو جو کہ مرفوع آئی ہی اور صراحت صبح کی نماز مین نفل سے
ممانعت کرتی ہی ترجیح دیجاویگی **قال** مسئلہ بستم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اون کے شاگرد ابو یوسف و محمد
کا مخالف حدیث کے یہی ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور درالمختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی فَاِنْ قَیَّدَ الْخَامِسَۃَ بِسَجْدَۃٍ بَطَلَ فَرْضُہٗ عِنْدَنَا یعنی اگر اوسنے پانچوین
رکعت کا سجدہ کر لیا تو باطل ہوئے فرض اوسکی ہمارے نزدیک انتہی **اقول** اگر لفظ مخالفت بطور تکیہ
کلام کے حسب عادت صادر ہوا ہی تو خیر ورنہ مخالفت اگر اسی کا نام ہی کہ جسمین منافات نہو تو البتہ ایسی
مخالفتین ہر جگہ موجود ہین اگر یہی عقل ہی تو بندہ قرآن کی آیتون مین بھی دعوی مخالفت کا کرنے ہووے
کون مانع ہی ابھی تو آپکے قول سے امام صاحب اور صحابہ کی مخالفت حدیث سے معلوم ہوتی ہی آخر دیکھیے
درست آیا اس مخالفت کا صلہ بھی کچھ ملے گا سو وہ بجز ترقی مخالفت اور کیا ہو سکتا ہی اس سوء
ادبی کا نتیجہ یہی ہوا کہ دنیا اور دین مین رسوائی اپنے سر پر بیٹھے کچھ خوف خدا نہ آیا بھلا اتنا تو سوچا ہوتا
کہ جو صورت امام صاحب نے بطلان فرض کی بیان کی ہی وہی صورت بعینہ حدیث مین جواز فرض کے
ہی یا دوسری صورت بھی ہی امام صاحب کے نزدیک اگر قعدہ اخیر نہین کیا تو پانچوین رکعت کے سجدہ

کرنے سے نماز باطل ہوگی کیونکہ قعدہ اخیر فرض ہی اور ترک فرض سے نماز باطل ہو جاتی ہی پس قعدہ اخیر
مین نہ بیٹھنا اس صورت مین امام صاحب کے نزدیک شرط تھا اوسکو آپ چھوڑ گئے تاکہ ظاہر مخالفت
ہو جائے وَاِنْ سَهَا عَنِ الْقَعْدَةِ الْاَخِيْرَةِ جو انکے مطلب کی شرط ہی اوسکو بھی اگر ذکر کرتے پھر وہ حدیث بیان کرتے
جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قعدہ اخیر نکیا ہوتا البتہ اوسوقت مخالفت ہو جاتی سو ایسی حدیث جس مین یہ
ذکر ہو کہ قعدہ اخیر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین بیٹھے اگر تا قیامت تلاش کیجیے گا تو بھی نملیگی
پس اس حدیث کو ایسی صورت پر حمل کرنا جسمین ترک فرض لازم آئے کون سی حجت سے ثابت ہو سکتا ہی
بلکہ اس حدیث کا محمل صحیح ٹھیرانا مناسب ہی مگر آپ کا مطلب جو مخالفت امام صاحب ہی البتہ حاصل نہوگا گو
معنی حدیث کے اس سے عمدہ ہو جائینگے پھر آپکو تو اسکی کچھ پروا نہین فقط امام صاحب کی مخالفت کے
واسطے آپنے بہت حدیثون کے عمدہ معنی چھوڑ کر معنے مسنون کی طرف میلان کیا ہی یہ وہ بات ہی کہ گو
حدیث اور قرآن چھوٹ جائے مگر یارون کا رشتہ مخالفت نہ ٹوٹے ؏ شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد ہ اور دوسری صورت جس مین نماز فاسد نہین ہوتی بلکہ پوری ہو جاتی ہی
وہ یہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ مین اسکی عبارت منقولہ کے بعد لکھی ہی وَلَوْ قَعَدَ فِي الرَّابِعَةِ ثُمَّ قَامَ وَلَمْ
يُسَلِّمْ عَادَ اِلَى الْقَعْدَةِ مَا لَمْ يَسْجُدْ لِلْخَامِسَةِ وَسَلَّمَ وَاِنْ قَيَّدَ الْخَامِسَةَ بِالسَّجْدَةِ
تَمَّ فَرْضُهٗ یعنی اور اگر بیٹھا چوتھی رکعت مین پھر کھڑا ہوا اور سلام نہین پھیرا تو لوٹے طرف قعدے کے
بشرطیکہ نہین سجدہ کیا ہی پانچوین رکعت کا اور سلام پھیر دے اور اگر پانچوین رکعت کا سجدہ کر لیا فرض
اوسکا پورا ہو گیا انتھے پس اس صورت مین اور پہلی صورت مین جسکو آپنے نقل کیا ہی فقط قعدہ اخیر کا
فرق ہی یعنی اسمین بیٹھا ہی اور پہلی صورت مین بیٹھا نہ تھا اس لیے نماز باطل ہو گئی تھی پس اس صورت
بہتر کو چھوڑ کر فقط مخالفت کے واسطے دوسری صورت کمتر کو اختیار کرنا اور حدیث کے معنون کو واسطے
مغالطہ دینے عوام کے اپنی طرف سے متعین کر دینا آپہی کا کام ہی ؏ آفرین باد برین ہمت مردانہ تو
اسیوجہ سے لمعات شرح مشکوۃ مین لکھا ہی اِنَّ لَفْظَ الْحَدِيْثِ يَحْتَمِلُ تَرْكَ الْقَاعِدَةِ
وَعَدَمَ فِعْلِهَا وَالثَّانِيْ اَرْجَحُ وَاَقْرَبُ لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ الْقَعْدَةَ

لمعات باب السہو

الاخیرۃ یکون نہارکنا فجواز الصلوۃ علی تقدیر ترکہ بعید فھذا الحدیث مخصوص بصورۃ فعل القعدۃ الاخیرۃ یعنی تحقیق الفاظ اس حدیث کے صادق آتے ہین ساتھ ترک کرنے قعدے کے اور ساتھ کرنے اوسی قعدے کے اور دوسری صورت راجح زیادہ اور قریب تر ہی اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قعدۂ اخیرہ کو بوجہ رکن ہونے کے ترک نہین کرتے تھے پس جائز ہونا بر تقدیر ترک قعدۂ اخیرہ کے بعید ہی پس یہ حدیث خاص ہی ساتھ واقع ہونے قعدۂ اخیرہ کے انتہے اور ارکان اربعہ مین لکھا ہی ولا حجۃ فیہ للامام الشافعی لانہ حکایۃ حال ولا عموم لہ فیجوز ان کان قعد فی الرابعۃ یعنی یہ حدیث امام شافعی کے لیے حجت نہین ہوسکتی اس لیے کہ یہ حدیث حکایت ایک حال کی ہی اور عام نہین پس جائز ہی یہ کہ بیٹھے گئے ہون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چوتھی رکعت مین انتہی پس باوجود دونون صورتون کے اور ترجیح صورت ثانی کے پھر بھی پہلی صورت مرجوح لینی تاکہ کسیطرح مخالفت ثابت ہوجاوے غایت درجے کی نا انصافی ہی انصاف کہان سے آوے کہ آنکھون پر تعصب کا پردہ پڑا ہوا ہی خداوند تعالے توفیق حق بینی کی عطا فرماوے اور راہ راست پر لادے **قال** مسئلہ بست کم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی ولا یشعر عند ابی حنیفۃ یعنی نہ زخم کیا جاوے اونٹ کو نزدیک ابی حنیفہ کے اس لیے کہ اونکے نزدیک اشعار مثلہ ہی یعنی تکلیف دینا ہی الخ **اقول** اشعار کی دو قسمین ہین ایک اشعار مسنون جسمین فقط کھال کاٹ دیجاتی ہی اور گوشت محفوظ رہتا ہی اس کو امام صاحب نے ہرگز مثلہ نہین فرمایا ورنہ امام صاحب کے نزدیک ختنہ اور بچھنے اور داغ بھی ناجائز ہوتا البتہ جو حد مسنون سے تجاوز کر کے دستور ہوجائے گا تو اوس کو کون مسنون بتلائے گا مثلاً ختنے مین بالفرض اگر کھال کے سوا ایک ذرا سا گوشت کاٹنے کا دستور ہوجائے گا تو ہرگز سنت ادا نہوگی بلکہ یہ فعل بدعت قرار دیا جائے گا سنت تو وہی ہی کہ فقط کھال کاٹی جائے ورنہ خلاف مسنون کو مسنون کہنا لازم آئے گا پس امام صاحب ایسے اشعار کو جسمین گوشت نہ کٹے فقط کھال کاٹ دیجاوے جائز اور مستحب کہتے ہین

چنانچہ درمختار مین لکھا ہی فَاَمَّا مَنْ اَحْسَنَہٗ بِاَنْ قَطَعَ الْجِلْدَ فَقَطْ فَلَا بَاْسَ بِہٖ یعنی جو شخص
اشعار عمدہ طور پر اسطرح کرے کہ فقط کھال کاٹ دے سو کچھ مضایقہ اسکا نہین ہی انتہے اور
طحطاوی شرح درمختار مین ہی قَوْلُہٗ فَلَا بَاْسَ بِہٖ اَرَادَ اَنَّہٗ مُسْتَحَبٌّ لِمَا قَدَّمْنَا یعنی قول
شارح کا فَلَا بَاْسَ بِہٖ ارادہ کیا اس سے کہ وہ یعنی اشعار مستحب ہی اوس وجہ سے جو پہلے ہمنے
بیان کی انتہی علی ہذا القیاس مبسوط وغیرہ سب فقہ کی کتابون مین اس اشعار کو کہ بطریق مسنون ہی
ہرگز مثلہ نہین لکھا البتہ امام صاحب کے زمانے مین جو اشعار شائع ہو گیا تھا کہ گوشت بھی کاٹ
ڈالتے تھے اور جانور بوجہ گوشت کٹنے کے قریب ہلاکت پہونچتا تھا یہ اشعار بیشک خلاف
مسنون ہی اسی اشعار کو امام صاحب نے مثلہ کہا ہی اور مثلہ کی ممانعت احادیث صحاح مثل
بخاری و ابو داؤد و مسند امام احمد و مستدرک حاکم وغیرہ مین موجود ہی اگر ان اشعار مسنون مثلہ ہین تو رنہ
ختنہ وغیرہ سب مثلہ ہو جائینگے حالانکہ یہ بالاتفاق جائز ہین چنانچہ شیخ الاسلام علامہ عینی
نے شرح ہدایہ مین لکھا ہی لِاَنَّ مُرَادَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ لَیْسَ مُطْلَقَ الْمُثْلَۃِ وَاِنَّمَا مُرَادُہٗ
الْمُثْلَۃُ الَّتِیْ لَا یُبَاحُ فِعْلُہَا وَاَبُوْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ عَنْہُ مَا کَرِہَ اَصْلَ الْاِشْعَارِ
وَکَیْفَ یَکْرَہُ ذٰلِکَ مَعَ مَا اشْتَہَرَ فِیْہِ مِنَ الْاٰثَارِ وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ رح وَاِنَّمَا کَرِہَ
اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رح اِشْعَارَ اَہْلِ زَمَانِہٖ لِاَنَّہٗ رَاٰہُمْ یَسْتَقْصُوْنَ فِیْ ذٰلِکَ
عَلٰی وَجْہٍ یُخَافُ مِنْہُ ہَلَاکُ الْبَدَنَۃِ لِسِرَایَتِہٖ خُصُوْصًا فِیْ حَرِّ الْحِجَازِ
یعنی اس لیے کہ مراد امام صاحب کی مثلہ سے مطلق مثلہ نہین بلکہ مراد اونکی وہ مثلہ ہی جسکا کرنا جائز
نہین اور ابو حنیفہ نے اصل اشعار کو مکروہ نہین جانا اور کیونکر مکروہ جانین باوجودیکہ آثار مشہور
اسمین وارد ہین اور کہا امام طحاوی رح نے کہ امام صاحب نے اپنے زمانے کے لوگون کا اشعار
مکروہ جانا اس لیے کہ اونکو اسطور سے زیادہ اشعار کرتے ہوے دیکھا جس سے خوف ہلاکت جان
جانور کا تھا خصوصًا گرمی مین ملک حجاز کے بسبب سرایت کر جانے اوسکے کے انتہے اس تقریر سے
معلوم ہوا کہ مثلہ غیر مباح امام صاحب نے اشعار کو قرار دیا ہی اور امام طحاوی کے قول سے معلوم

ہوتا ہی کہ امام صاحب کے زمانے مین لوگ اشعار مین زیادتی خلاف مسنون کرتے تھے اس لیے امام
صاحب نے مکروہ سمجھا اور اصل اشعار جو مسنون ہی امام صاحب کے نزدیک بھی مکروہ نہین اسمین
فقط نزاع لفظی ہی جو اشعار کو مسنون کہتے ہین اونکے نزدیک وہی اشعار ہی جسمین گوشت کاٹنے
تک نوبت نہ آئے اور جو مکروہ کہتے ہین وہ باعتبار اپنے زمانے کے کہ خلاف مسنون حد اعتدال سے
تجاوز کر گیا تھا اصل اشعار مسنون کو مکروہ نہین کہتے پس مخالفت مطلق نہوئی اور اشعار
ایسا مسنون نہین کہ اوسکی تاکید ہوئی ہو بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے فقط ایکبار کیا ہی اسی لیے
ابن عباس اور عایشہ رضی اللہ عنہما نے اسکے ترک کرنے کی اجازت دیدی تھی چنانچہ یہ تقریر عینی
مین بعد عبارت مذکورہ کے لکھی ہی بہرحال فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدعت نہین ہو سکتا ہان افراط
تفریط بدعت ہو جاتی ہی **قال** راقم کہتا ہی کہ مسائل امام اعظم کے جو فقہ حنفیہ کی کتابون مین درج
ہین صحیح صحیح حدیثون کے اسقدر مخالف ہین کہ مین شمار نہین کرسکتا انتہے **اقول** کیون افترا
پر کمر باندھی ہی خدا کا بھی خوف جاتا رہا اگر مخالفت واقعی مراد ہی جیساکہ آپکی موافقت ہی تو اوسکا ثبوت
آج تک کسی متعصب سے نہین ہو سکا بعض بعض حاسدین نے بہت زور لگائے مگر اپنا سا مونہہ لیکر
رہ گئے مخالفت جسکا نام ہی اوس سے تو بعنایت الٰہی چارون مسلک محفوظ ہین ورنہ ان
چارون مذہب کی حقیت پر اجماع نہوتا ہان جس حدیث سے استنباط کیا ہی اوسکو چھوڑ دیجیے
پھر تو ہر جگہ مخالفت پیدا ہی اسکو مخالفت نہین کہتے اور اگر مخالفت سے یہ مراد ہی کہ جہان تک آپکے
ذہن رسا کی طاقت ہی پھر تو اوس مین امام صاحب نے کسی کا کیا چھین لیا ہی جو ایسی عنایات
سے پیش آتے ہین ایسے ذہن والا ہر جگہ مخالفت سمجھے گا مگر وہ مخالفت فی الحقیقت اوسکے ذہن
کی مخالفت ہی حدیث اور قرآن مین مطلق مخالفت نہین حالانکہ ایسی ہوئی عقل والے تو اوسکو
مخالف ہی سمجھینگے جیسے ان لوگون نے مخالفتین شمار کی ہین فقط بیچارے عوام کے
واسطے دام تزویر ہی اور جو لوگ عاقل ہین وہ تو کاہے کو مخالفت جانینگے بلکہ اگر کہین اپنی عقل
مین خطا بسوا مخالفت بھی پائینگے تو اوسکو مخالفت نہ کہینگے بلکہ کسی عالم سے اوس شبہہ کو

رفع کرلین گے ایسے شبہات اکثر ہوجاتے ہین کیا قرآن اور حدیث مین نہین بہت آیتین اور حدیثین ایسے عقل والون کے نزدیک مخالف ہوجائین گی کوئی محدثین مین سے ایسے نہین جنکا قول کسی نہ کسی حدیث کے مخالف واقع نہوا ہو داؤد ظاہری اور ابن حزم اور قاضی شوکانی اور ابن تیمیہ اور ابن قیم وغیرہ تلامذہ ابن تیمیہ کے بہت اقوال قرآن اور حدیث کے مخالف ہین اگر زیادہ چون وچرا آپ کرین گے اور ہمیر متوجہ طعن امیہ کے ہون گے تو ہم ان حضرات کی قلعی کھول دینگے افسوس باوجودیکہ محققین حنفیہ نے امام صاحب کے کل روایات کا ماخذ حدیث وقرآن سے بدلائل واضحہ ایسا مفصل بیان کردیا ہی کہ جسکو تھوڑی سی عقل ہو وہ بھی سمجھ لے گا اور ہرگز الزام مخالفت کا نہ دے گا لیکن آپکی عقل پر تو پردہ تعصب کا پڑا ہوا ہی اقوال امام صاحب کی حقیقت کیونکر معلوم ہو گی

ع چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ۔ عیب نماید ہنرش در نظر

قال مسئلہ بست ودوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اوس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہی انس رضی اللہ تعالے عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے شراب سے کہ بنائی جاوے سرکہ فرمایا کہ حلال نہین الخ

اقول کہا علامہ عینی نے شرح کنز الدقائق مین کہ ہماری دلیل قول اللہ تعالے کا ہی حلال کی گئین واسطے تمہارے پاک چیزین اور تحقیق عین شراب کا متغیر ہوگیا ہی اور سرکہ بالطبع پاک ہوتا ہی پس حلال ہوگا اور دوسری دلیل قول علیہ السلام کا اچھا نان خورش سرکہ ہی روایت کیا اسکو مسلم نے اور یہ مطلق ہی پس شامل ہوگا اوسکی تمام صورتون کو اور مراد نہی سے جو کہ حدیث مین وارد ہوئی ہی کہ شراب کا استعمال سرکے کا سا ہو بایں طور کہ اوس سے نفع مثل سرکے کے لیا جائے مثل نان خورش بنانے وغیرہ کے پس اگر کہے تو کہ روایت کی ابو داؤد اور امام احمد نے انس سے کہ ابو طلحہ نے سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یتیم شراب کے وارث ہوگئے ہین فرمایا بہا دو اوسکو عرض کیا گیا سرکہ اوسکا نہ بنالین فرمایا نہین مین کہتا ہون روایتین اسمین مختلف آئی ہین ایک روایت مین یہ آیا ہی کہ فرمایا آپنے سرکہ بنالو اوسکا پس حجت نہین ہو سکتی اور اگر ثابت ہو جیسا کہ کہا اونھون نے پس

عمل کیا جائیگا اور یہ ممانعت ابتدا سے اسلام مین نہی تھی بسبب اسکے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بابت خمر کے مبالغہ

فرماتے تھے واسطے زجر انکے کے اور واسطے چھوڑا دینے عادت مالوفہ کے کیا نہین جانتا تو کہ آنحضرت صلے

اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا مشکے توڑ نیکا اگرچہ اب جائز نہین اسیطرح سرکہ بنانے کو سمجھنا چاہیے انتہی اور شرح

قال مسلم مین لکھا ہی کہ یہ مذہب اوزاعی اور لیث کا ہی اور امام مالک سے بھی ایک روایت مین یہ آیا ہی انتہی

مسئلہ بست وسوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین بعد دونون

سجدون کے جلسہ استراحت کا کرنا یعنی بیٹھکر اوٹھنا درست نہین الخ **اقول** کہا امام نووی نے کہا

اکثرون نے کہ یہ جلسہ مستحب نہین حکایت کیا اس عدم استحباب کو ابن منذر نے علی اور ابن مسعود اور ابن

عمر اور ابن عباس اور ابو الزناد اور ثوری اور نخعی اور مالک اور احمد اور اسحق سے انتہی اور علامہ امام ابن ہمام فتح القدیر

مین لکھتے ہین کہ حدیث ترمذی کی ابوہریرہ سے مروی ہی کہ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوٹھا کرتے نماز مین اپنے

قدمون کی اونگلیون پر اور یہ کہنا ترمذی کا کہ عمل اس حدیث پر نزدیک اہل علم کے ہی اصل اس حدیث کی قوت کو

مقتضی ہی اگرچہ خاص اس طریق ترمذی مین ضعف واقع ہوگیا ہی اور یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت

کی ہی کہ وہ اوٹھا کرتے تھے نماز مین اپنے صدور قدمون پر اور نہین بیٹھتے تھے اور مثل اسکے علی سے اور ابن عمر اور ابن زبیر سے بھی

روایت کی ہی اور ایسی ہی عمر سے روایت کی ہی اور شعبی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے تھے عمر اور علی اور اصحاب

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ اوٹھ کھڑے ہوتے تھے نماز مین اونگلیون ہی پر قدمونکی اور نعمان ابن ابی عیاش

سے روایت ہی کہ پایا مین نے اکثر صحابہ کو کہ جب اوٹھاتے سر کو دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور

تیسری رکعت مین کھڑے ہوتے اور نہین بیٹھتے تھے اور یہی روایت عبد الرزاق نے ابن مسعود اور

ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے کی ہی اور بیہقی نے عبد الرحمن بن یزید سے روایت کی ہی کہ اونھون

نے ابن مسعود کو ایسی دیکھا ہی پس اتفاق بڑے بڑے صحابہ کا جو مقرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے تھے اور آپ کے افعال کا زیادہ اتباع کرنیوالے تھے اور مالک بن حویرث سے کہ جن سے

بخاری نے روایت کی ہی زیادہ لازم پکڑنے والے صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے خلاف اوسکے

جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہی ثابت ہوگیا پس تقدیم اوسکی واجب ہوگئی اور اسی وجہ سے اسپر

عمل نزدیک اہل علم کے ہوگیا جیسا کہ معلوم کیا تو نے قول ترمذی سے اور توفیق درمیان ان احادیث کے بہتر ہی پس عمل کیا جائیگا اوس حدیث کا جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہی اور یہ حالت کبرسنی کے اور اسی لیے روایت کی گئی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع اور سجود مین مجھسے سبقت مت کرجایا کرو اس لیے کہ جسقدر مین تم سے وقت رکوع کے سبقت کرجاؤنگا اوسی قدر تم پاؤگے جب مین رکوع سے سر اوٹھاؤنگا تحقیق مین بھاری بدن والا ہوگیا ہون روایت کیا اسکو ابو داؤد نے انتہے **قال** مسلہ بست و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جنازے کی نماز مین پانچ تکبیرین کہنی جائز نہین اگر امام پانچ تکبیرین کہے تو مقتدی متابعت اوسکی نہ کرے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہی عبد الرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا تھے زید بن ارقم تکبیرین کہتے ہمارے جنازون پر چار اور تحقیق اونھون نے تکبیرین کہین ایک جنازے پر پانچ پس پوچھا مین نے اونسے (کہ ہمیشہ چار تکبیرین کہتے تھے اور آج پانچ کیون کہین) پس کہا اونھون نے کہ تھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیرین کہتے الخ **اقول** امام نووی محدث شرح مسلم مین لکھتے ہین وَهٰذَا الْحَدِيْثُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ مَنْسُوْخٌ دَلَّ الْاِجْمَاعُ عَلٰى نَسْخِهٖ وَقَدْ سَبَقَ اَنَّ ابْنَ عَبْدِ الْبَرِّ وَغَيْرَهٗ نَقَلُوا الْاِجْمَاعَ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يُكَبِّرُ الْيَوْمَ اِلَّا اَرْبَعًا وَهٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهُمْ اَجْمَعُوْا بَعْدَ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَالْاَصَحُّ اَنَّ الْاِجْمَاعَ بَعْدَ الْخِلَافِ يَصِحُّ یعنی یہ حدیث نزدیک علما کے منسوخ ہی دلالت کرتا ہی اجماع اوپر نسخ اسکی کے اور تحقیق پہلے گذر چکا کہ ابن عبد البر وغیرہ نے نقل کیا ہی اجماع کو اس امر پر کہ آج کے دن نہ کہی جائین تکبیرین مگر چار اور یہ دلیل ہی اسپر کہ اونھون نے بعد زید بن ارقم کے اجماع کرلیا ہی اور صحیح تر یہ ہی کہ اجماع بعد خلاف کے درست ہی انتہے اور علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین لکھا ہی کہ صحت کو پہونچا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آخر نماز جو نجاشی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہی چار تکبیرین اوسمین کہی ہین اور وقت وفات تک اسی پر ثابت رہے اور ابن بطال نے ہمام بن حارث سے روایت کی ہی کہ عمرؓ نے جمع کیا آدمیون کو چار پر مگر اہل بدر کہ اون پر تکبیرین پانچ

اور چھہ اور سات کہی جاتی تھین آور کہا ابن حزم نے محلی مین کہ عمرؓ نے چار تکبیرین کہین اور علیؓ نے
چار تکبیرین کہین اور زید بن ثابت نے اپنی والدہ پر چار تکبیرین کہین اور عبد اللہ بن ابی اوفی نے
اپنے بیٹے پر چار تکبیرین کہین اور زید بن ارقم نے چار تکبیرین کہین آور ایسیہی براء بن عازب اور
ابن عمر اور ابو ہریرہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے مروی ہی اور صحیح ہوا ہی کہ تحقیق ابوبکر صدیقؓ
نے نماز پڑھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور چار تکبیرین کہین پس اگر زیادہ کیجاتین واسطے کسی کے
بسبب اوسکی شرافت کے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ اولے تھے اور نماز پڑھی عمرؓ نے
ابوبکرؓ پر پس چار تکبیرین کہین اور نماز پڑھی صہیبؓ نے عمرؓ پر پس چار تکبیرین کہین اور نماز پڑھی
امام حسنؓ نے علیؓ پر پس چار تکبیرین کہین اور نماز پڑھی عثمانؓ نے خبابؓ پر پس چار تکبیرین
کہین انتہے اور فتح القدیر مین ہی کہ روایت کی امام محمدؒ نے بواسطہ امام صاحبؒ کے حمادؒ سے کہ
کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ آدمی جنازے پر پانچ اور چھہ اور چار تکبیرین کہا کرتے تھے یہان تک کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی پھر اسیطرح ابوبکر صدیقؓ کی خلافت مین کیا پھر
عمرؓ خلیفہ ہوے پس لوگون نے ایساہی کیا پس فرمایا اون سے عمرؓ نے کہ تم لوگ گروہ اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو جب تم مختلف ہو جاؤگے تو تمھارے بعد آدمی بھی اختلاف
کرینگے اور لوگ زمانہ جاہلیت سے قریب ہین پس اجماع کرو تم ایسی شی پر کہ تمھارے بعد جو آوینگے
وہ بھی اوسپر اجماع کرلین پس اجماع کیا اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر کہ معلوم کرین
آخر جنازے کو کہ جسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے تکبیر کہی ہو پس اوسی کو اخذ
کرلین اور اوسکے ماسوا کو ترک کردین سو غور کیا اونھون نے پس پایا آخر جنازے کو کہ اوسمین
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیرین کہی تھین اور اس حدیث مین انقطاع ہی درمیان
ابراہیمؒ اور عمرؓ کے اور انقطاع ہمکو کچھہ مضر نہین علاوہ اسکے امام احمد نے اس حدیث کو دوسری
سند سے موصول بھی روایت کیا ہی اسیطرح چار تکبیرین مستدرک حاکم مین اور سنن بیہقی مین
اور طبرانی اور مسند بزار وغیرہ مین آئی ہین اور بعضون نے حدیث نجاشی کو جو بخاری اور مسلم

دفعیہ تفصیل فی الصلوۃ رشیت

مین اٹھی ہی ناسخ کہا ہی اسلیے کہ راوی اوسکے ابو ہریرہ ہین اور اسلام اونکا اخیر مین ہی اور حق نسخ ہی کیونکہ اسناد کا ضعف ضرر نہین کرتا ہی جبکہ تائید اوسکی ہو جاوے تو وہ صحیح ہو جاتی ہی اور یہان تائید ہو گئی ہی اور وہ کثرت سے روایتون کا وارد ہونا اور تمام جہان مین منتشر ہو جانا ہی خصوصًا کثرت روایت صحابہ سے پس تحقیق وہ دلالت کرتا ہی کہ آخر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چار کا تقرر ہو گیا تھا علاوہ اس کے حدیث ابو حنیفہ رحمہ کے صحیح ہی اگرچہ مرسل ہی بسبب صحیح ہونے مرسل کے بعد ثقہ ہونے راویون کے نزدیک ہمارے اور نزدیک انکار کرنے والون مرسل کے جس وقت وہ قوت پا جاوے تو صحیح ہی اور یہ ایسی ہی کیونکہ اسکو قوت بوجہ کثرت طرق اور راویون کے حاصل ہو گئی اور اس سے غالب ظن حقیت کا ہی انتہی ملتقطًا گو اسمین عبارت امام نووی کی کافی تھی مگر سندًا عبارات حنفیہ کی بہی لکھدی ہی تاکہ معلوم ہو جاوے کہ حنفیہ کے یہان بھی خوب تحقیق کی گئی ہی **قال** مسئلہ بست و پنجم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جنازے کی نماز مین سورہ فاتحہ اور سورت پڑھنی درست نہین الخ **اقول** ارکان اربعہ مین لکھا ہی وَلَا يُقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ الْقُرْاٰنُ لِمَا رُوِيَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ رَوَاهُ الْاِمَامُ مَالِكٌ یعنی اور نہ پڑھا جاوے جنازے کی نماز مین قرآن بسبب اوس حدیث کے جو ابو ہریرہ سے روایت ہی کہا اونھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جس وقت نماز پڑھو تم جنازے پر پس خالص کرو واسطے اوسکے دعا کو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور بسبب اوس حدیث کے جو نافع سے مروی ہی کہا اونھون نے تحقیق عبد اللہ بن عمر قرآن نہین پڑھتے تھے جنازے کی نماز مین روایت کیا اسکو امام مالک نے انتہی اور فتح القدیر مین ہی لَا يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ اِلَّا اَنْ يَقْرَأَهَا بِنِيَّةِ الثَّنَاءِ یعنی نہ پڑھے سورہ فاتحہ مگر یہ کہ پڑھے اوسکو نیت ثنا سے انتہی اور عینی شرح ہدایہ مین

مسئلہ بست و پنجم

ارکان الاربعہ باب الصلوۃ علی المیت

فتح القدیر باب الصلوۃ علی المیت

ہے وان قرأ الفاتحة على نية الدعاء جاز وليس في صلوة الجنازة قراءة القرآن عندنا قال ابن بطال وممن كان لا يقرأ في الصلوة على الجنازة وينكر عمر بن الخطاب وعلي بن ابي طالب وابن عمر وابو هريرة ومن التابعين عطاء وطاؤس وسعيد بن المسيب وابن سيرين وابن جبير والشعبي والحكم وقال مالك قراءة الفاتحة ليست معمولا بها في بلدنا في صلوة الجنازة یعنی اگر پڑھی الحمد بنیت دعا سے جائز ہے اور نہین ہے نماز جنازہ مین پڑھنا قرآن کا نزدیک ہمارے کہا ابن بطال نے اور اون شخصون مین سے جو جنازے کی نماز مین نہین پڑھتے تھے اور انکار کرتے تھے عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور ابن عمر اور ابوہریرہ ہین اور تابعین مین سے عطا اور طاؤس اور سعید بن المسیب اور ابن سیرین اور ابن جبیر اور شعبی اور حکم ہین اور کہا امام مالک نے سورت فاتحہ کے پڑھنے پر جنازے کی نماز مین ہمارے شہر مین (یعنی مدینہ شریف مین) عمل نہین ہے انتہے اور کہا امام طحاوی نے ولعل قراءة بعض الصحابة في صلوة الجنازة كان بطريق الثناء والدعاء لا على وجه القراءة یعنی اور شاید پڑھنا بعض صحابہ کا سورت فاتحہ کو نماز جنازہ مین بطریق ثنا اور دعا کے تھا نہ بطریق قراءت کے انتہے **حاصل** یہ ہے کہ حنفیہ سورت فاتحہ کو مطلق نہین منع کرتے ہین بلکہ بہ نیت دعا و ثنا کی درست سمجھتے ہین اور جن روایات مین پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کا ثابت ہوا اوسکو اسی پر محمول کرتے ہین پس مخالفت حدیث کی ان پر نہین لازم ہوئی یہی صورت تطبیق کی ہے **قال** مسئلہ بست و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ نماز جنازے کی مسجد مین پڑھنی درست نہین الخ **اقول** اگر اسی حدیث مسلم کو معترض صاحب غور فرماتے تو اوس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ امام صاحب کا قول خلاف نہین بلکہ حدیث مسلم سے خود سمجھا جاتا ہے کہ صحابہ نے انکار کیا اور مسلم کی دوسری روایت مین یہ الفاظ ہین فبلغهن ان الناس عابوا ذلك وقالوا ما كانت الجنائز

يُدْخَلُ بِهَا الْمَسْجِدَ یعنی پس خبر پہنچی ازواج مطہرات کو کہ صحابہ نے عیب جانا اسکو اور کہا نہین تھے جنازے کہ داخل کیے جاتے ہون مسجد مین انتہے اس سے خود معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین یہ دستور نہ تھا اور فقط دو کی نماز پڑھنے سے یہ نہین کہہ سکتے کہ ہمیشہ یون ہی ہوتا تھا اگر یہ امر مسنون ہوتا تو ایک مخلوق مسلمانون کی جو مدینے شریف مین وفات پائی سب کے جنازے نماز کے لیے مسجد مین ضرور داخل کیے جاتے اور عایشہ رض یون فرماتین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین نماز پڑھتے تھے تمام عمر مین کل دو شخصون کی نظیر بتلائی پھر صحابہ کا انکار کرنا اور معیوب سمجھنا اس امر کو مقتضی ہے کہ مسجد سے باہر پڑھنے پر امر قرار پایا تھا فتح القدیر مین ہے کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ مین ابوہریرہ رض کی روایت سے یہ حدیث آئی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی مَیِّتٍ فِی الْمَسْجِدِ فَلَا اَجْرَ لَہٗ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نماز پڑھے جنازے کی مسجد مین پس واسطے اوسکے کوئی اجر نہین انتہے اور یہ حدیث معتمد ہے حجت لائے اسکی صحت پر علامہ عینی اور شیخ الاسلام ابن ہمام شرح ہدایہ مین اور برہان شرح مواہب الرحمن مین ہے وَصَلٰوۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی سُہَیْلٍ وَّاقِعَۃُ حَالٍ لَا عُمُوْمَ لَہٗ فَیَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ بِضَرُوْرَۃِ کَوْنِہٖ مُعْتَکِفًا وَلَوْ سُلِّمَ عَدَمُہَا فَاِنْکَارُ الصَّحَابَۃِ عَلَیْہَا دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّہُ اسْتَقَرَّ الْحُکْمُ بَعْدَ ذٰلِکَ عَلَی التَّرْکِ وَلَوْلَا ذٰلِکَ لَا اَنْکَرُوْہُ عَلَیْہَا وَصَلٰوۃُ الصَّحَابَۃِ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فِی الْمَسْجِدِ کَانَتْ لِعَارِضِ دَفْنِہِمَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اور نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سہیل پر واقعہ حال کا ہے عام نہین پس جائز ہے کہ ہووے بسبب ضرورت اعتکاف کے اور اگر تسلیم کیا جاوے عدم ضرورت کو سو انکار کرنا صحابہ رض کا عایشہ رض پر دلیل اسکی ہے کہ بعد اسکے ترک پر حکم قرار پایا تھا اور اگر یہ نہوتا تو انکار صحابہ رض نہ کرتے اور نماز صحابہ کی ابوبکر اور عمر رض پر مسجد مین بسبب عارضہ دفن ہونے اونکے کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ کے تھی انتہے

فتح القدیر باب الصلوٰۃ علی المیت

برہان شرح مواہب الرحمن باب الصلوٰۃ علی المیت

اور علامہ عینی شرح ہدایہ کے اسی مقام پر لکھتے ہین وَعَلٰی کُلِّ تَقْدِیْرٍ اَلصَّلٰوۃُ عَلَی الْجَنَازَۃِ
خَارِجَ الْمَسْجِدِ اَوْلٰی وَاَفْضَلُ بِلَا وُجُوْبٍ لِلْخُرُوْجِ عَنِ الْخِلَافِ لَا سِیَّمَا فِیْ
بَابِ الْعِبَادَاتِ یعنی او پر ہر تقدیر کے نماز جنازے کی خارج مسجد کے بہتر اور افضل ہے بغیر
وجوب کے بوجہ خارج ہونے کے خلاف سے خصوصًا باب عبادات مین انتہے اور امام مالک رح
کا بھی یہی مذہب ہے کہ مسجد مین نماز جنازہ نچاہیے **قال** مسلہ بست وہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہے کہ نہ مارے حد مولا غلام اپنے کو مگر ساتھ اذن امام کے الخ **اقول** شرح
کنز الدقائق مین عینی نے لکھا ہے وَلَنَا مَا رُوِیَ عَنِ الْعَبَادِلَۃِ الثَّلٰثَۃِ مَوْقُوْفًا
وَمَرْفُوْعًا اَرْبَعَۃٌ اِلَی الْوُلَاۃِ اَلْحُدُوْدُ وَالصَّدَقَاتُ وَالْجُمُعَاتُ وَالْفَیْءُ وَعَنْ
عَلِیٍّ مِثْلُہٗ وَالْمُرَادُ بِمَا رُوِیَ التَّسْبِیْبُ بِالْمُرَافَعَۃِ اِلَی الْحُکَّامِ لَا الْمُبَاشَرَۃُ بِغَیْرِ
اِذْنِ الْاِمَامِ اَوْ یَکُوْنُ ذٰلِکَ اِذْ نَاً مِنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِلْمَوَالِیْ بِاَنْ یُقِیْمُوا الْحُدُوْدَ
عَلَیْہِمْ وَعِنْدَنَا تَجُوْزُ اِقَامَتُہٗ لِلْمَوْلٰی بِاِذْنِ الْاِمَامِ یعنی اور ہماری دلیل وہ ہے جو
عبادلہ ثلاثہ یعنی ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت موقوف اور
مرفوع آئی ہے کہ چار چیزین حکام کے اختیار مین ہین حدود اور صدقات اور جمعات اور غنیمت اور
علی سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور مراد اوس سے جو مروی ہے سبب کرنا مولا کا ہے واسطے مرافعہ کی
طرف حکام کے نہ خود بغیر اذن امام کے حد قایم کرنا یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موالی کو اذن دیا ہو
کہ حدود غلامون پر قائم کرین اور نزدیک ہمارے جائز ہے حد قائم کرنا مولی کو اذن امام سے انتہی
خلاصہ یہ ہے کہ یا تو انکو باعتبار سبب کے فرمایا کہ حکام کو اطلاع کر دیا کرین اور کچھ شفقت بوجہ غلام ہونے کے
حدود مین نکیا کرین یا خود انکو فرمایا کہ تم حد قائم کیا کرو مگر اسمین اذن اور غیر اذن کا کچھ ذکر نہین پس ان
حدیثون سے جو عبادلہ ثلٰثہ سے مروی ہین معلوم ہوا کہ حد مولی قائم کرے مگر امام کے اذن سے
ہو اگر بعد اذن امام کے حد قائم کرین گے تو بھی یہ حدیث حد قائم کرنے کی اذن پر صادق آئیگی
پس تطبیق سب احادیث مین ہو جائے گی آخر اسمین تو سب کا اجماع ہے کہ اگر مولا اپنے ہاتھ سے

حد نہ مارے بلکہ دوسرے کو حکم کرے تو بھی خلاف حدیث نہوگا حال آنکہ ظاہر حدیث کے خلاف ہی
اسی طرح یہان سمجھنا چاہیے کہ بعد اذن امام کے خلاف حدیث نہوگا البتہ اگر حدیث مین تصریح
ہوتی کہ بغیر اذن کے حد مارنی چاہیے تو بیشک خلاف حدیث لازم آتا بلکہ دوسری حدیث سے
اذن امام صاحب ثابت ہوتا ہی اور اس حدیث کی مؤید وہ حدیث ہی جو مصنف ابن ابی شیبہ
مین حسن بصری سے اور دوسری عطا ہی خراسانی سے اور تیسری عبد اللہ بن جریر سے اسی مضمون
کی آئی ہی گو مرفوع نہو مگر ایسے ایسے محققین بغیر کسی اصل کے ہرگز نہین کہہ سکتے پس اگر حدیث مین
جو صحیحین مین وارد ہی مولی کی ہی جانب اقامت حدود رکھی جائے مگر اذن امام ان حدیثون
سے اوس مین کہا جائے تو کچھ حدیث اذن امام کا انکار نہین کرتے گو معترض صاحب کو انکار
ہی پس اس صورت مین تو بلا تکلف درست ہی اور اگر بمعنی سبب لیا جائے تو بھی بعید نہین ہی
قسم کے محاورات بہت آئے ہین قرآن شریف مین ہی یَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا یعنی اے
ہامان بنا تو واسطے میرے ایک محل اتنہے اور ظاہر ہی کہ بنانے والے معمار اور مزدور ہون گے
اور مثلاً قَتَلَ الْأَمِيرُ فُلَانًا وَنَادَى الْأَمِيرُ فِي النَّاسِ یعنی قتل کیا بادشاہ نے فلان
شخص کو اور منادی کی بادشاہ نے آدمیون مین انتہے ظاہر ہی کہ قتل کا سبب بادشاہ ہی باعتبار سبب کے
اوسکی طرف نسبت کردی ہی اسیطرح ندا کرنیوالا اور شخص ہوتا ہی فقط بوجہ سبب کے بادشاہ کیطرف
نسبت کردیجاتی ہی غرض اگر غور کیا جائے تو مخالفت کا نام و نشان بھی نہین ورنہ نے انصافی
سے گھر مین بیٹھے جہان چاہو مخالفت کہدو ہان منصف آدمی ایسے اشارات کو خوب سمجھ جاتا ہی

قال مسئلہ بست و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کہے شوہر اپنی عورت کو حمل
تیرا مجھ سے نہین ہی تو نہین ہی لعان یہ مذہب ہی امام اعظم اور اونکے شاگرد زفر کا سوا امام اعظم
اور اون کے شاگرد زفر نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین
روایت ہی سہل بن ساعدی سے کہ عویمر عجلانی کی عورت نے زنا کیا ایک مرد سے اور حمل ہوا
اوسکو تو فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عویمر کو کہ تحقیق وحی اوتاری گئی ہی بیچ قصے تیرے

اقول کے اور عورت تیری کے پس لعان کی دونون نے یعنی میان بیوی نے مسجد مین
امام صاحب فرماتے ہین کہ اگر فقط حمل کا انکار کرے گا تو بوجہ عدم تیقن حمل کے قاذف نہوگا ہان اگر
زنا کا دعوا کیا یا یون کہا کہ یہ حمل زنا کا ہی اسصورت مین لعان آجائے گا کیونکہ صریح زنا کو ذکر کردیا
پس امام صاحب کے نزدیک حدیث مین لعان بوجہ قذف کے ہی انکار حمل سے نہین اب او سحدیث
کو ہم لکھتے ہین کہ جسمین معترض صاحب نے تحریف کی ہی اور الفاظ سابق چھوڑ گئے ہین ناظرین با
انصاف خود ملاحظہ کرلین گے کہ اس حدیث مین انکار حمل کا پتا بھی نہین اِنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ
جَاءَ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَأَیْتَ رَجُلًا وَجَدَ
مَعَ امْرَأَتِہٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُہٗ اَوْکَیْفَ یَفْعَلُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْ شَانِہٖ مَا ذُکِرَ فِی
الْقُرْاٰنِ مِنْ اَمْرِ التَّلَاعُنِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ قَضَی اللّٰہُ فِیْکَ
وَفِیْ امْرَأَتِکَ قَالَ فَتَلَاعَنَا فِی الْمَسْجِدِ یعنی تحقیق ایک شخص انصاری خدمت مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا پس عرض کیا یا رسول اللہ خبر دیجیے اوس شخص کی کہ اپنی عورت کے
ساتھ کسی شخص کو پاوے کیا اوسکو قتل کرے یا کیا کرے پس نازل کی اللہ تعالی نے اوسکی شان مین وہ
آیت لعان کی جو قرآن مین مذکور ہی پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق حکم کیا ہی اللہ تعالی نے
تیرے اور تیری جورو کے قصے مین کہا راوی نے پس لعان کیا دونون نے مسجد مین انتہی اس عبارت کے
بعد راوی کا یہ قول ہی وَکَانَتْ حَامِلًا وَکَانَ ابْنُھَا یُدْعٰی لِاُمِّہٖ یعنی اور تھی وہ عورت حاملہ
اور لڑکا اوسکا اپنی ماں کے نام سے پکارا جاتا تھا انتہی پس ظاہر ہی کہ اوس شخص قاذف کا ہرگز یہ
دعوا نہ تھا کہ یہ حمل مجھسے نہین ہی بلکہ الفاظ زنا سے اوسنے تعبیر کیا تھا البتہ زنا کے دعوے سے لازم
آجاتا ہی کہ حمل کا بھی منکر ہی مگر اوس شخص کے کلام مین کہین کسی حدیث سے انکار حمل نہین ہان الفاظ زنا
بالتصریح موجود ہین چنانچہ اسی حدیث بخاری مین وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِہٖ کے لفظ سے قذف زنا ثابت
ہوتا ہی پس واسطے ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے یون کہنا کہ لعان فقط انکار حمل سے حدیث
مین وارد ہوا ہی ہرگز ہرگز کسی حدیث سے ثابت نہین پس اس مسئلے کو مخالف حدیث کے کہنا

اپکا عین مغالطہ ہی فَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا **اقال** مسلہ بست و نہم عینی شرح ہدایہ مین اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھا ہی کہ پگڑی پر مسح کرنا درست نہین اور یہ مذہب ہی امام اعظم اور امام شافعی اور امام مالک کا سوا امام اعظم رح اور امام شافعی اور امام مالک رح نے اس مسلے مین خلاف کیا ہی ان دو حدیثون کا پہلے حدیث مسلم مین روایت ہی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر مسح کیا اپنی پیشانی کے بالون پر اور پگڑی پر اور موزون پر الخ **اقول** شرح سفر السعادت مین لکھا ہی کہ امام محمد رح نے اپنی موطا مین تحریر کیا ہی کہ امام مالک رح نے کہا کہ ہمکو جابر رض کی خبر پہونچی کہ اونکے لوگون نے عمامہ پر مسح کرنے کو دریافت کیا کہا اونھون نے نہین جائز ہی جبتک پیشانی کو بھی مسح نکرے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہین اور یہی قول ہی ابو حنیفہ کا اور نافع کہتے ہین کہ مین نے صفیہ بنت ابو عبید کی دختر یعنی زوجہ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر کو وضو کرتے ہوے دیکھا اور مسح کرتے ہوے سر کا خمار علحدہ کرکے اور خبر پہونچی ہمکو کہ اول عمامہ کا مسح مقرر تھا اوسکے بعد ترک کر دیا گیا اور منسوخ ہو گیا اور یہی ابو حنیفہ اور تمام فقہا ہمارے کا قول ہی اور ہشام بن عروہ سے روایت ہی کہ اونھون نے اپنے باپ عروہ بن زبیر کو دیکھا کہ عمامے کو علحدہ کیا پھر مسح کیا انتہی اور امام نووی محدث شرح مسلم مین لکھتے ہین وَلَوِ اقْتَصَرَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَلَمْ يَمْسَحْ شَيْئًا مِّنَ الرَّاْسِ لَمْ يُجْزِهٖ ذٰلِكَ عِنْدَنَا بِلَا خِلَافٍ وَهُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ یعنی اور اگر فقط عمامے کا مسح کیا اور سر کو مطلق نچھوا تو نہین کافی ہوگا نزدیک ہمارے بلا خلاف اور یہی مذہب ہی امام مالک اور امام ابو حنیفہ رح اور اکثر علما کا انتہے پس معلوم ہوا کہ جمہور اسیطرف گئے ہین اور بعض نے ظاہر لفظ سے اخذ کیا ہی مگر اور حدیثون مین برابر سر کا مسح ثابت ہوتا ہی اور کیون نہو کہ قرآن شریف مین صریح مسح سر کا حکم موجود ہی اور حدیث مسلم مین بھی جو کہ معترض نے نقل کی ہی پیشانی اور پگڑی پر مسح ثابت ہی چونکہ بقدر فرض جو مقدار پیشانی ہی مسح کرنا ضروری ہی فقط بیان کرنا پگڑی کے مسح کا ضرور تھا تا کہ معلوم ہو جاوے کہ کل سر کا مسح پہلے اکثر آپ کیا کرتے تھے اب اگر بقدر فرض سر کا مسح ہو جاوے

شرح سفر السعادت مطبع ... صفحہ ...

شرح مسلم جلد اول مطبع ... صفحہ ...

اور باقی کو پگڑی پر ہو تو بھی جائز ہے اسی وجہ سے راوی نے ذکر کیا فقط پگڑی کو بیان جواز کے لیے کچھ حصر کی واسطے نہین بلکہ مقدار پیشانی ہر حالت مین ضروری ہے یا یون کہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشانی کا مسح کر کے پگڑی کو سر مبارک پر جمایا ہوگا راوی نے دیکھکر یون جانا کہ مسح کرتے ہین الغرض کہ بوجہ مخالف ہونے ظاہر حدیث کے آیت قرآنی اور دوسرے احادیث اور جمہور محققین کی عقل سے ظاہر حدیث پر عمل نہ کیا گیا اور اسکو اسی معنون سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت نہ کیا بلکہ راوی کی طرف سے شبہ یا مجاز قرار دیا گیا ایسی اسقدر عقل سے کام لینا حنفیہ کے یہان نہایت ضروری ہے اگر عقل اسکے کام نہ آئے تو پھر کس کام آسے گی اسی کو توسط بین الافراط والتفریط کہتے ہین **قال** مسلہ تیسی ام کنز الدقائق مین لکھا ہے کہ ایک وقت مین دو نمازون کا جمع کرنا بسبب عذر کے یعنی سفر اور بارش اور مرض مین جائز نہین الخ **اقول** اس مین طعن مذہب حنفیہ پر کسی طرح سے درست نہین ہے اسوجہ سے کہ اونھون نے بے دلیل حکم ممانعت کا نہین دیا بلکہ اون کے پاس اس کے دلائل موجود ہین اور جو دلائل شافعیہ کے ہین اونکے جوابات بھی کتب حنفیہ مین مرقوم ہین ذرا آنکھین کھول کے دیکھیے اور اندھون کی طرح بدزبانی نہ کیجیے چنانچہ علامہ زیلعی رح تبیین الحقائق مین لکھتے ہین کہ ہماری حجت وہ نصوص ہین جو اوقات کی تعیین کرتے ہین مثل قول اللہ تعالے کے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اور سوا اسکے آیتین اور حدیثین ہین پس ترک کرنا اسکا جائز نہین جب تک کہ دوسری دلیل مثل قرآن کے قطعی الثبوت نہ پائی جائے اور کہا عبداللہ ابن مسعود رض نے قسم ہے اوس ذات کی کہ کوئی معبود نہین اوسکے سوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہین پڑھے مگر اپنے وقت پر لیکن دو نمازین کہ جمع کین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے عرفے مین اور درمیان مغرب و عشا کی مزدلفہ مین روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور ابن عمر رض سے مروی ہے کہ کہا اونھون نے نہین جمع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے درمیان مغرب اور عشا کے سفر مین کبھی مگر ایک بار اور اسقدر تاخیر کرتے ہین کہ پہلی نماز کا وقت نکل جاوے اور دوسری نماز کا وقت داخل ہو جاوے بیشک تفریط ہے اور تحقیق فرمایا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ

مسئلہ جمع بین الصلوتین

بجمع ثابت ہے مستحب ہے

وسلم نے کہ سونے مین تفریط نہین ہی بلکہ تفریط (یعنی قصور کرنا) جاگنے مین ہی باین طور کہ تاخیر کیجاوے
نماز دوسرے وقت تک روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے کہا ابو جعفر نے کہ فرمانا آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کا اس حدیث کو اس حال مین کہ آپ سفر مین تھے دلالت کرتا ہی کہ ارادہ کیا آپ نے اس سے
مسافر اور مقیم کا یکسان جانا گیا اس سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے احتراز تفریط کے جمع نہین
کیا اور مطلب اوس روایت کا جس مین جمع آئی ہی اگر صحیح ہو جاوے تو یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
ظہر کے آخر وقت مین نماز پڑھی اور عصر کے اول وقت مین ایسیہی مغرب اور عشا مین کیا پس جمع کرنا فعل مین ہوا
ایک وقت مین نہوا اور راوی نے جو تصریح کی ہی کہ پہلی نماز کا وقت خارج ہو گیا تھا اوسکو مجازا کہنا تمام
کیا جاوے گا مگر باعتبار قریب ہونے خروج کے بولا گیا ہی جیسے قول اللہ تعالے کا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
فَاَمْسِکُوْهُنَّ یعنی جب قریب اختتام عدت کے پہنچین تو روکو اونکو اس لیے کہ بعد عدت کے
روکنے پر قادر نہین ہوتا یا اس قول راوی کو اسپر حمل کرین گے کہ اونکو اس کا گمان ہو گیا اور اوسکی
نظیر وہ حدیث ہی جو جبرئیل علیہ السلام کی امامت مین مروی ہی کہ اونھون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو ظہر کی نماز دوسرے دن اوسوقت پڑھائی کہ جسوقت پہلے دن عصر کی نماز پڑھائی تھی یعنی
قریب عصر کے وقت آگیا تھا یا یون کہین کہ راوی نے یہ گمان کر لیا کہ دونون نمازین ایک ہی
وقت مین واقع ہوئین اور اس تاویل کے صحیح ہونے پر وہ حدیث دلیل ہی جو نافع سے مروی
ہی کہا اونھون نے نکلا مین ساتھ ابن عمر رضہ کے سفر مین اور آفتاب غروب ہو گیا تھا پس جب دیر
ہوئی تو مین نے کہا نماز رحم کرے اللہ تمپر پس دیکھا میری طرف اور چلے یہان تک کہ جب آخر شفق
کا وقت آیا تو اوترے پس نماز مغرب کی پڑھی پھر تکبیر عشا کی کہی اور تحقیق شفق جاتی رہی تھی پھر
نماز پڑھائی ہمکو پھر متوجہ ہوے طرف ہمارے اور فرمایا تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
جب سفر مین عجلت ہوتی یون ہی کرتے اور کہا راوی نے یہ حدیث صحیح ہی کہا عبد الحق نے اور یہ حدیث
اسپر نص ہی کہ ہر ایک کو دونون نمازون مین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وقت پر اوسکے
پڑھا ہی اور کہا نافع اور عبد اللہ بن واقد نے کہ موذن ابن عمر رضہ نے نماز کو کہا فرمایا چل یہان تک

کہ جب قریب غائب ہونے شفق کے وقت پونہچا اوترے پس مغرب کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا یہانتک
کہ شفق غائب ہوگئی پھر عشا کی نماز پڑھلی پھر فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب جلدی سفر کی
ہوتی تو ایسا ہی کرتے تھے جیسا کہ مین نے کیا اور یہ حدیث پہلی حدیث سے بھی صریح زیادہ ہی اور
ابن عمر سے وقت مین الفاظ مختلفہ روایت کیے گئے ہین اور عبد الحق نے احکام مین ذکر کیا ہی کہ جو حدیث
ابن عمر سے ان دونون نمازون کے جمع کرنے مین مروی ہی اسناد اوسکی صحیح ہی اور راوی اوس کے
کل ثقہ ہین لیکن بعض مین وہم ہی اور صحیح اون سے روایت جابر کی ہی اور جو اوس کے معنون مین ہی اور
تحقیق کیا اونھون نے کہ ہر نماز دو نمازون مین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وقت پر
پڑھی ہی اور رہ حدیث جسکو روایت کیا شافعی نے حدیث ابو الطفیل سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
غریب ہی اور کہا ابو داؤد نے نہین قایم ہی کوئی حدیث تقدیم وقت مین اور کہا حاکم نے حدیث ابو الطفیل
کے موضوع ہی ولیکن حدیث انس کی پس احتمال ہی کہ جمع کلام زہری سے ہو کیونکہ زہری حدیث کو
اکثر اپنے کلام کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے حتی کہ وہم ہوتا تھا کہ یہ لفظ حدیث ہی کا مین ہی اور تحقیق انکار کیا
عایشہ صدیقہ نے اوس شخص سے جو ایک وقت مین جمع کرنے کو کہتا ہی اور حدیث اونکی پہلی ہمارے واسطے
بھی حجت ہی اس لیے کہ اوسمین سوائے ذکر تاخیر اور تقدیم کے اور کچھ نہین اور یہ منافی اوس کے نہین جو
ہمنے کہا ہی انتہے کلام الزیلعی اور شرح سفر السعادت مین ہی کہ امام محمد نے اپنی موطا مین لکھا ہی کہ ہمکو عمرؓ سے یہ
روایت پونہچی ہی کہ اونھون نے اپنے عاملون کو اطراف مین لکھ بھیجا اور ممانعت کی اونکو اس بات سے
کہ جمع کرین وہ دو نمازون کو ایک وقت مین اور خبر کردی اون کو کہ ایک وقت مین دو نمازین جمع کرنی
گناہ کبیرہ ہی اور بیان کیا ہی اس خبر کو ہمسے ثقات نے علا ابن الحارث سے اونھون نے مکحول سے
روایت کی ہی اور چونکہ تعیین اوقات قطعی اور متواتر ہی پس خبر آحاد اوسکے معارض نہین ہوسکتی بخلاف
افطار اور قصر صلوٰۃ کے سفر مین کہ دونو نص قرانی سے ثابت ہین اور روایت کی ہی بخاری اور مسلم نے
عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا اونھون نے نہین دیکھا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ کسی
نماز کو اوس کے غیر وقت مین پڑھا ہو مگر دو نمازین مغرب اور عشا کی کہ جمع کیا ہی اونکو مزدلفہ مین

[illegible]

اور احادیث مین جمع کرنا ظہر اور عصر کو عرفات مین بھی آیا ہی اور یہ جمع کرنا بجہت ارکان حج کے تھا نہ بوجہ
سفر کے کہ ترمذی نے روایت کی ہی کہ لوگون نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے دریافت کیا کہ آیا عبد اللہ
نے کسی شب جمع کیا ہی سفر مین کہا نہین مگر مزدلفے مین اور احادیث جمع تقدیم کی صحاح مین بہت
کم ہین اور روایت مین بخاری کے اختلاف ہی اسلیے واسطے بہت ایمہ اوسکے قائل نہین ہین پس
نزدیک ہمارے جمع تاخیر بعض وقت مین ہی اور تاویل اوسکی یہ ہی کہ مراد جمع بین الصلوتین سے تاخیر کرنا اول نماز کا
اور گذارنا آخر وقت اوس کے مین اور جلدی کرنا دوسری نماز کا اور ادا کرنا اول وقت اوسکے مین اور بعضون
نے اسکا جمع صوری نام رکھا ہی اس لیے کہ صورۃً جمع ہی حقیقۃً نہین اور جمع کا اطلاق ایسی صورت پر
جو کہ حنفیہ نے جمع کرنا سفر مین ذکر کیا ہی باب استحاضہ مین حمنہ بنت جحش کی حدیث مین بھی ایسی
آیا ہی اگرچہ لفظ احادیث بعض روایات مین یہ ہی کہ وقت عصر مین پڑھتے تھے مگر یہ محمول اسی صورت پر
ہی بوجہ اون دلائل کے جو مذکور ہوے اور بعض روایات مین تخفیف اور دفع حرج جو آگیا ہی کہ جمع
کرتے تھے تاکہ اپنی امت کو حرج مین نہ ڈالین اسوجہ سے ہی کہ اس مین وسعت ہی کہ اگر کسی کو
فراغت اور رفاہیت اول وقت مین ہو تو اول وقت پڑھ لے ورنہ تاخیر کرے اور آخر وقت مین ادا
کرے تاکہ اول وقت دوسری نماز کو متصل ہو جائے اور تخفیف اور وسعت اس طریقے کی جاری
کرنے مین ظاہر ہی اور امام محمد اپنی موطا مین کہتے ہین کہ ہمکو ابن عمر سے پہونچا ہی کہ اونھون نے مغرب
کی نماز قبل غروب شفق ادا کی برخلاف روایت امام مالک کے کہ کہا اونھون نے یہان تک
کہ غائب ہوگئی شفق اور جامع الاصول مین ابو داود کی روایت نافع اور عبد اللہ بن واقد سے
آئی ہی کہ کہا موذن ابن عمر نے نماز کو فرمایا چل اقبل غروب شفق تک پس اوترے اور نماز مغرب
پڑھی پھر انتظار کیا یہان تک کہ شفق غائب ہوگئی پھر عشا پڑھی پھر کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو کسی کام کی جلدی ہوتی تو کرتے جیسا کہ مین نے کیا ہی یہ جو مذکور ہوا جمع بین الصلوتین
مسافر کے واسطے تھا لیکن مقیم کے واسطے پس ترمذی کہتے ہین کہ بعض تابعین جمع بین الصلوتین
مریض کے واسطے بھی کہتے ہین اور بعض بارش مین جمع کرنے کی طرف گئے ہین اور ترمذی نے

ابن عباس سے روایت کی ہے کہا ابن عباس نے مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ
فَقَدْ أَتَى بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْكَبَائِرِ یعنی جس شخص نے جمع کیا درمیان دو نمازوں کے بغیر عذر کے
پس تحقیق آیا وہ دروازے پر گناہ کبیرہ کے دروازوں میں سے اور عمل اسی پر ہے نزدیک جمہور
امت کے کہ جمع کیا جاوے درمیان دو نمازوں کے مگر سفر میں یا عرفے میں انتہے کلام الترمذی
اور مسلم طرق متعددہ سے ابن عباس رض سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جمع کیا درمیان ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کے مدینے شریف میں بلا خوف کے اور بغیر بارش کے
اور ایک روایت میں ہے بغیر خوف کے سفر میں دریافت کیا ابن عباس رض سے کہ کیوں ایسا کیا کہا
تاکہ مشقت اور تنگی میں امت آپکی نہو اور ترمذی بھی ابن عباس سے جامع ترمذی میں اس حدیث
کو لائے ہیں اور امام نووی نے ترمذی سے نقل کی ہے کہا اونھوں نے کہ میری کتاب میں کوئی
ایسی حدیث نہیں کہ تمام امت نے اوسکے ترک پر اجماع کر لیا ہو مگر حدیث جمع کے بلا خوف اور بارش
کے اور حدیث قتل کرنے شراب پینے والے کی چوتھی مرتبہ اور نووی کہتے ہیں کہ یہ بات ترمذی کی حدیث
قتل میں مسلم میں ہے اسواسطے کہ وہ منسوخ بالاجماع ہے اور عمل اوسپر کل امت کا متروک ہے لیکن
حدیث جمع بغیر خوف و مطر کی سوا اوسکے بعضے بوجہ عذر مرض کے قائل ہیں اور بعضے مثل ابن سیرین اور
اشہب کے بجہت ضرورت کے بھی جمع کرنے کے قائل ہیں اوس شخص کے واسطے کہ عادت نہ کر لے
اسیواسطے عدم حرج کی علت مرض وغیرہ بیان کرتے ہیں انتہے کلام النووی اور یہ حدیث
بھی نزدیک حنفیہ کے اوسی پر محمول ہے جو باب سفر میں بیان ہوئی باوجودیکہ اونھوں نے کہا ہے
کہ بعض پرکھنے والے حدیث کو بعض حدیثوں مسلم میں کلام ہے اور شاید یہ حدیث اوسی قبیل سے ہے
واللہ تعالے اعلم انتہے عبارت شرح سفر السعادت پس اس سے واضح ہوا کہ حنفیہ کا مسلک بہت با احتیاط
ہے حدیث بخاری اور مسلم ہی کی کافی تھی مگر بنظر احتیاط اور حدیثیں بھی لائے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ امام صاحب کی رائے موافق قرآن اور حدیث کے ہے اگر اسیکا نام مخالفت ہے تو پھر موافقت
مثل عنقا ہو جائے گی اور کہیں احادیث متعارض میں وجہ توفیق کی آپ سے بن نہ آئے گی

جسطرح تطبیق احادیث مین حنفیہ دیتے ہین دوسرے مذہب مین یہ بات نہین بلکہ بعض احادیث
کا ترک ضرور لازم آتا ہی اس تطبیق مین آدمی کی تسکین ہوجاتی ہی کہ عجب نہین جو راوی سے تخمیناً یا مجازاً
یہ صادر ہوا ہو ایسا اکثر جگہ ثابت ہی **قال** مسئلہ یہی وکیم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ
امام اگر نماز مین قرآن دیکھکر پڑھے تو نماز فاسد ہوجاتی ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم رح نے
اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری مین ہی کہ امامت کروا تا تھا حضرت عایشہ کو ذکوان
غلام اون کا قرآن سے یعنی نماز مین قرآن دیکھکر پڑھتا تھا **اقول** چونکہ قرآن سے دیکھ کے
پڑھنے مین بعض صورتون مین عمل کثیر لازم آتا ہی اور عمل کثیر سے بالاتفاق نماز فاسد ہوجاتی ہی
گو اسکی تفسیر مین اختلاف ہو اس لیے اس سے بھی نماز فاسد ہوجائے گی امام ہو یا اکیلا پڑھے قید
امام اتفاقی ہی اور جس صورت مین عمل کثیر نہو تو حنفیہ کے نزدیک بوجہ تعلم من الخارج یعنی نمازی کا
بیرون نماز سے سیکھنے کے سبب نماز فاسد ہوتی ہی اور ابن حزم نے محلی مین لکھا ہی وھو قول
ابن المسیب والحسن البصری والشعبی قلت وھو مذھب الظاھریۃ ایضا
یعنی یہی قول ہی ابن مسیب اور حسن بصری اور شعبی کا مین کہتا ہون کہ یہی مذہب ظاہریہ کا بھی ہی انتہی اور
عینی نے شرح ہدایہ مین لکھا ہی پس اگر کہے تو کہ ذکوان سولے عایشہ کا امامت اونکی رمضان
مین کیا کرتا تھا اور قرآن سے دیکھکر پڑھتا تھا ذکر کیا اسکو بخاری نے باب امامۃ العبد والمولی مین تو
کہون گا مین فعل ذکوان اگر صحیح ہو تو محمول اس پر ہی کہ قبل شروع نماز کے قرآن شریف سے دیکھکر
یاد کر لیتا تھا پھر کھڑے ہوکر نماز مین پڑھ دیتا تھا اور بعضون نے کہا ہی ہر دو شفعون کے درمیان مین
دو رکعتون کے مقدار حفظ کرلیا کرتا تھا پس دیکھنے والے نے یہ گمان کیا کہ قرآن دیکھکر پڑھتا ہی پس
اپنے ظن کے موافق روایت کی اور اس مذکور کی تایید یہ امر کرتا ہی کہ آخر قراءت قرآن شریف سے دیکھکر
نماز مین مکروہ تو ضرور ہی اور ہمکو عایشہ رض سے یہ گمان نہین کہ مکروہ پر راضی ہوئی ہون اور اوس
شخص کے پیچھے نماز پڑھتی ہون جو مکروہ نماز پڑھائے اور ابن عباس سے روایت کی گئی ہی کہ فرمایا اونھون نے
منع کیا ہمکو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہ امامت کرین لوگ قرآن شریف دیکھ کے پڑھنے سے

ذکر کیا اس حدیث کو ابوبکر بن ابوداؤد نے مع اسناد کے انتہے **قال** مسئلہ سی و دوم فتاوی عالمگیری وغیرہ مین لکھا ہی کہ امام کے پیچھے صف مین اگر جگہ موجود ہی تو نماز اکیلے کی مکروہ ہی اور اگر جگہ نہین ہی تو نہین ہی مکروہ الخ **اقول** بخاری اور ابوداؤد مین ہی اِنَّ اَبَا بَکْرَۃَ اِنْتَھٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ رَاکِعٌ فَرَکَعَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰی اِلَی الصَّفِّ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَکَ اللّٰہُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ یعنی تحقیق ابوبکرہ رض پہونچے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درحالیکہ آپ رکوع مین تھے پس رکوع کیا ابوبکرہ نے پہلے اس کے کہ ملجائین صف مین پھر چلے طرف صف کے پس ذکر کیا گیا یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پس فرمایا آپ نے زیادہ کرے اللہ حرص تیری پھر ایسا نکر یا نماز کا اعادہ مت کر یا جلدی نکر انتہے غرض لا تعُد کے کوئی معنی لیجیے کسی مین نماز کے اعادے کا حکم نہین بلکہ نہی تنزیہی پائی جاتی ہی اسیوجہ سے امام صاحب فرماتے ہین کہ نماز مکروہ ہوتی ہی اور مرقات شرح مشکوٰۃ مین ہی قَالَ الْقَاضِیْ ذَھَبَ الْجُمْھُوْرُ اِلٰی اَنَّ الْاِنْفِرَادَ خَلْفَ الصَّفِّ مَکْرُوْہٌ غَیْرُ مُبْطِلٍ وَقَالَ النَّخْعِیُّ وَحَمَّادٌ وَابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی وَوَکِیْعٌ وَاَحْمَدُ مُبْطِلٌ وَالْحَدِیْثُ حُجَّۃٌ عَلَیْھِمْ فَاِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَاْمُرْہُ بِالْاِعَادَۃِ یعنی کہا قاضی نے جمہور اسطرف گئے ہین کہ اکیلا کھڑا ہونا پیچھے صف کے مکروہ ہی باطل نہین کرتا نماز کو اور کہا نخعی اور حماد اور ابن ابی لیلی اور وکیع اور امام احمد نے نماز کو باطل کر دیتا ہی اور یہ حدیث اونپر حجت ہی اس لیے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حکم کیا اوس شخص کو نماز لوٹانے کا انتہے اور ملا علی قاری بھی لکھتے ہین کہ تورپشتی اور محی السنہ نے کہا ہی کہ اس حدیث مین اسپر دلالت ہی کہ اکیلے پیچھے صف کے کھڑے ہونے سے نماز فاسد نہین ہوتی انتہے اور یہ بھی لکھتے ہین کہ حدیث ترمذی کی کو اون شخصون نے جنہون نے اسکو ذکر کیا ہی اسکی تصحیح کی ہی لیکن ابن عبدالبر نے اوسکو مضطرب کہا ہی اور بیہقی نے اوسکو ضعیف کہا ہی انتہے حاصل کلام یہ ہی کہ امام صاحب کا قول مخالف حدیث نہین بلکہ موافق ہی اور جمہور بھی اسیطرف گئے ہین چنانچہ کلام قاضی سے معلوم ہوا اگر آپ تو خلاف جمہور کے گئے ہین

مشکوٰۃ باب الموقف
وابوداؤد وغیرہ
مرقات باب الموقف
مرقات باب ...
المصنف

معتشک آپنے حدیث اتباع سواد اعظم کے خلاف کیا ہے ع زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا **قال** مسئلہ ہی وسوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ محرم نہ پہنے کرتہ اور نہ پایجامہ اور نہ عمامہ **فائدہ** ملا علی قاری حنفی نے مرقات شرح مشکوۃ مین لکھا ہی کہ جس محرم کے پاس تہبند نہو پایجامہ ہی ہو تو وہ پایجامہ کو پھاڑ کر اسکا تہبند بنا لیوے اور اگر پایجامہ ہی پہنیگا تو اوسپر دم آوے گا یعنی جانور ذبح کرے الخ **اقول** امام صاحب کے نزدیک احرام باندھے ہوے کو سلی ہوئی شی مثل پایجامہ وغیرہ کے پہننا جائز نہین اور یہی مذہب امام مالک و صاحبین کا ہی اور ماخذ اونکا وہ حدیث ہی جو صحاح ستہ اور طحاوی مین مذکور ہی سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ فَقَالَ لَا یَلْبَسُ الْقَمِیْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِیْلَاتِ الحدیث یعنی سوال کیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کون سے کپڑے محرم پہنے پس فرمایا آپ نے نہ پہنے کرتہ اور نہ پگڑی اور نہ پایجامہ انتہی لیس امام مالک تو اوس حدیث کا جسمین پایجامہ پہننے کو بوقت ضرورت اجازت ہی بالکل انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ عبد اللہ بن عمر کی روایت مین یہ الفاظ نہین ہین اور امام صاحب اور صاحبین فرماتے ہین کہ اگر ضرورت پڑے پایجامہ پہنے مگر کفارہ اوسکا آ جائے گا گو یہ حدیث کفارہ سے ساکت ہی مگر اور دلائل و احادیث سے مستنبط ہوتا ہی کہ جو چیزین قبل از احرام حلال تھین اور محرم کو اونکی ممانعت کر دی گئی اگر ضرورت اونکی پڑے تو مباح ہین مگر کفارہ ضرور آئے گا چنانچہ شرح الآثار مین ہی فَنَحْنُ نَقُوْلُ بِذٰلِكَ نُبِيْحُ لَهٗ لُبْسَهٗ لِلضَّرُوْرَةِ وَلٰكِنَّا نُوْجِبُ عَلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ الْكَفَّارَةَ وَلَيْسَ فِيْمَا رَوَيْتُمُوْهُ نَفْيٌ لِوُجُوْبِ الْكَفَّارَةِ وَاِنَّا لَمْ نَقُلْ لَا يَلْبَسُ الْخُفَّيْنِ اِذَا لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ وَلَا السَّرَاوِيْلَ اِذَا لَمْ يَجِدْ اِزَارًا وَلَوْ قُلْنَا ذٰلِكَ كُنَّا مُخَالِفِيْنَ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَعَمْ اَوْجَبْنَا عَلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ الْكَفَّارَةَ بِالدَّلَائِلِ الْقَائِمَةِ الْمُوْجِبَةِ لِذٰلِكَ فَاِنَّمَا الْخِلَافُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ فِي التَّاْوِيْلِ لَا فِيْ نَفْسِ الْحَدِيْثِ لِاَنَّا قَدْ عَرَفْنَا الْحَدِيْثَ عَلٰى

وَتَبْحِيْمِاً وَلَا تُوْجِبُوْا عَلٰى مَنْ خَالَفَ تَاوِيْلَكُمْ خِلَافًا فَالذَّالِكَ اَحَادِيْثَ يعنی پس ہم کہتے
ہین یہی اور مباح جانتے ہین واسطے اوسکے پہننا بوجہ ضرورت کے ولیکن واجب جانتے ہین ہم اوسپر باوجود
اسکے کفارے کو اور نہین ہی او سحدیث مین جو بیان کی ہی تمنے نفی وجوب کفارے کی اور ہم نہین کہتے
کہ نہ پہنے موزون کو جبتک جوتیان نہ ملین اور نہ پایجامہ جبتک تہبند نہو اور اگر ہم یہ کہین تو اس حدیث
کے مخالف ہوجائین گے ہم ہان واجب کرتے ہین ہم اوسپر باوجود اسکے کفارے کو بوجہ دلائل سوجوہ
کے جو واجب کرنیوالے کفارے کے ہین الی آخرہ این نیست کہ خلاف درمیان ہمارے اور تمھارے
تاویل مین ہی نفس حدیث مین خلاف نہین کیونکہ ہمنے حدیث کو اون معنو مین بیان کیا ہی جنکی حدیث
محتمل ہی اور جو شخص تمھاری تاویل کے خلاف کرے اوسکو خلاف حدیث مت کہو انتہے مختصرا اور امام صاحب
سے بھی یہ دونون حدیثین عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ الامام ابی حنیفہ مین مروی ہین اور دونون
حدیثون مین یہی تطبیق دی گئی ہی ورنہ ہر منہی عنہ کے ارتکاب مین بوجہ ضرورت کے کفارہ لازم نہ آوے
پس ضرورت کا ہونا اس امر کو مقتضی نہین کہ کفارہ بھی ساقط ہوجاوے چنانچہ امام طحاوی نے اسکو خوب
وضوح وتمام سے شرح معانی الآثار مین ثابت کیا ہی اور ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہی مَنِ اسْتَطْلَعَ
عَلَیْہِ فَلْیَرْجِعْ اِلَیْہِ **قال** مسلہ سی وچہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ عورت کو امامت
عورتون کی کرنی مکروہ ہی الخ **اقول** برہان شرح مواہب الرحمن مین ہی لِقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ بُیُوْتُھُنَّ خَیْرٌ لَّھُنَّ لَوْ کُنَّ یَعْلَمْنَ وَلَانَّ اِجْتِمَاعَھُنَّ قَلَّمَا یَخْلُوْ عَنْ فِتْنَۃٍ
یعنی بسبب فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ گھر اون عورتون کے بہتر ہین واسطے اونکے اگر جانین
وہ اور اس لیے کہ جمع ہونا اونکا کم خالی ہوتا ہی فتنے سے انتہے اسی قسم کی اور بہت حدیثین ابوداؤد وغیرہ
مین آئی ہین جنسے معلوم ہوتا ہی کہ عورت جسقدر گوشے مین اور چھپکر نماز پڑھے بہتر ہی مگر کسی حدیث سے
کراہت معلوم نہین ہوتی گو بعضون نے ان احادیث کے نسخ کا دعوا کیا ہی اور کہا ہی کہ جسطرح
عورتون کا مساجد مین آکر جماعت مین شریک ہونا موقوف ہوگیا اوسیطرح جماعت بھی اونکی موقوف
ہوگئی مگر اسمین کچھ کلام نہین کہ یہ طریقہ مسنون نہین بلکہ خلاف اولی ہی گو کراہت نہ سہی اور اگر

عقود الجواہر المنیفہ

شرح معانی الآثار

برہان شرح مواہب الرحمن

مسئلہ عورت کی امامت

علامہ ابن الہمام بھی گئے ہین اور راقم حروف کا بھی یہی مسلک ہے فتح القدیر مین ہے وَلَا عَلَيْنَا اَنْ نَذْهَبَ
اِلٰى ذٰلِكَ فَاِنَّ الْمَقْصُوْدَ اِتِّبَاعُ الْحَقِّ حَيْثُ كَانَ یعنی اور نہین واجب ہمپر کہ جاوین طرف کثرت
جماعت کے اس لیے کہ مقصود اتباع حق ہی کہین ہو انتہے اور اگر زیادہ تفصیل و تحقیق منظور ہو تو تحفۃ الطلبۃ
فیما یتعلق بجماعۃ النساء تصنیف جناب مولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب لکھنوی کی مطالعہ کیجاوے
تا رفع اشتباہ ہو جاوے **قال** مسلہ سی و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ نکاح کرنا حرہ بالغہ
کا بدون اجازت ولی کے بھی جائز ہے الخ **اقول** فتح القدیر مین اس مسلے کے دلائل بتفصیل مذکور ہین مگر
مختصر کچھہ بیان کیے جاتے ہین لیکن یہ حدیث اور جو اوسکے مضمون مین احادیث وارد ہین سو ان مین سے
اس قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا یعنی ایم اپنے نفس کی زیادہ
مختار ہے ولی اپنے سے روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور مالک نے
موطا مین اور ایم وہ عورت ہے جسکا زوج نہو خواہ ثیبہ یعنی رانڈ ہو یا باکرہ اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ
ہر ایک کے واسطے دونون (یعنی ولی اور عورت) مین سے ضمن مین لفظ اَحَقُّ کے حق ثابت کیا ہے اور
معلوم ہے یہ امر کہ ولی کو بعد رضا اوسکی کے سوائے مباشرت عقد کے دوسرا فعل نہین پہونچتا ہے اور تحقیق
اوسکو اسمین ولی سے زیادہ مستحق کہا ہے پس اس کے بعد یا تو کسی حدیث کو ترجیح ہو یا طریقہ جمع کا ہو
اور اس حدیث مسلم کو بوجہ قوت اسناد کے اور نہونے اختلاف کے اسکی صحت مین ترجیح ہوگی خلاف
دونون حدیثون ترمذی کے کہ وہ ضعیف ہین اور طریقہ جمع کا یہ ہے کہ حدیث ابو موسی کی خاص کیجاوے
باین طور کہ مراد ولی سے وہ ہو جسکے اذن پر نکاح موقوف ہو جیسے نکاح مجنونہ اور لونڈی کا اور حدیث عائشہ
کی خاص کیجاوے ساتھ اوس عورت کے جو نکاح اپنا غیر کفو مین کرلے اور مراد باطل سے اوس کے نزدیک جو
غیر کفو مین نکاح بالکل صحیح نہین کہتا باطل حقیقۃً ہوگا اور اوسکے نزدیک جو نکاح صحیح کہتا ہے لیکن اون کے
نزدیک ولی کو حق خصومت اور اختیار فسخ نکاح کا ہے باطل حکماً ہوگا اور یہ بہت شائع ہے نصوص کے اطلاق
مین اور اس صورت کا اختیار کرنا واسطے دفع معارضے کے واجب ہے علاوہ اس کے مذہب محمد بن حسن
کا اس حدیث کے مخالف ہے اسواسطے کہ مفہوم اس حدیث کا یہ ہے کہ جب نکاح باذن ولی کے عورت کرلے تو

تو صحیح ہی حال آنکہ یہ مذہب اونکا نہین تہے ملخصًا اور لمعات شرح مشکوۃ مین ہی کہ حجت ہماری حدیث
ابن عباس کی الایم احق بنفسہا من ولیہا ہی اور قول اللہ تعالی کا کہ جسکے معنی یہ ہین پس
اگر طلاق دے اوسکو پس نہین حلال ہی واسطے اوسکے یہان تک کہ نکاح کرے اور شخص سے پس معلوم
ہوا کہ عورت کے الفاظ سے نکاح جائز ہی اور دوسرا قول اللہ تعالی کا جسکا ترجمہ یہ ہی اور نہ منع کرو اون کو
اس سے کہ نکاح کرین وہ ازواج اپنی سے پس نسبت کیا نکاح کو طرف عورتون کے اور منع کیا منع کرنے
اون کے سے اور ظاہر اوسکا یہ ہی کہ عورت خود اپنا نکاح کرلے تو درست ہی ایسا ہی ہی یہ قول اللہ تعالے
کا یعنی پس جب پہونچ جاوین وہ اختتام عدت پر پس نہین گناہ تمپر اوس چیز مین کہ خود کرین وہ معروف
کے ساتھہ پس مباح کیا اللہ تعالے نے فعل اونکا اون کے نفسوان مین بغیر شرط ولی سے اور تائید
کرتی ہی وہ حدیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی جسوقت ام سلمہ سے نکاح کو فرمایا جواب دیا کہ میرا اولیا
مین سے اسوقت کوئی موجود نہین فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اولیا تیرے سے کوئی ایسا
نہین جو مجہسے راضی نہو اور کہا واسطے لڑکے عمر بن ابی سلمہ کے اور تہی وہ صغیر کہ اوٹہو تم پس نکاح کردو پیر
نکاح کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر ولی کے اور حکم کرنا اونکے لڑکے کو بطریق مزاح کے تہا کیونکہ
تاریخ جاننے والون نے لکہا ہی کہ وہ صغیر تہے بعضون نے کہا ہی چہہ برس کے تہے اور بالاجماع ولایت ایسے
لڑکے کی صحیح نہین ہی اسیواسطے اونہون نے کہا کہ اولیا مین کوئی حاضر نہین اور حدیث ابو موسی مین بہی
کلام کیا گیا ہی باین طور کہ محمد بن الحسن رض نے روایت کی ہی امام احمد سے کہ وہ سوال کیے گئے نکاح بغیر ولی
سے کہ اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شی ثابت ہی یا نہین کہا میرے نزدیک کوئی شی
اس مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین اور عایشہ رض کی حدیث مین بہی کلام ہی کیونکہ
وہ روایت سلیمان بن موسی کی ہی اور بخاری نے اونکو ضعیف کہا ہی اور نسائی نے کہا ہی اونکی حدیث
مین ضعف ہی اور امام احمد نے ابو طالب کی روایت مین کہا ہی کہ حدیث لا نکاح الا بولی قوی
نہین اور روایت مروزی مین کہا ہی مین اسکو صحیح نہین گمان کرتا ہون کیونکہ عایشہ رض نے برخلاف
اوسکے عمل کیا ہی کہا گیا امام احمد سے کہ پہر آپ اسکے کیون قایل ہین فرمایا اکثر آدمی اسی پر ہین پہر

ابن جریج نے زہری سے نقل کیا ہی کہ اونھون نے اس حدیث کا انکار کیا انتہے اور علامہ زیلعی نے
تبیین الحقائق مین کہا ہی وَقَدْ وَرَدَ فِی کُتُبِهِمْ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَۃٌ وَلَیْسَ لَهَا صِحَّۃٌ عِنْدَ
اَهْلِ النَّقْلِ حَتّٰی قَالَ الْبُخَارِیُّ وَابْنُ مُعِیْنٍ لَمْ یَصِحَّ فِی هٰذَا الْبَابِ حَدِیْثٌ
یَعْنِیْ عَلٰی اشْتِرَاطِ الْوَلِیِّ یعنی اور تحقیق محدثین کے کتابون مین احادیث بہت وارد ہین اور
اونکے نزدیک صحیح نہین یہان تک کہ بخاری اور یحیی بن معین نے کہدیا ہی کہ اس باب مین کوئی حدیث
صحیح نہین یعنی شرط ولی مین انتہے غرض یہ ہی کہ آیات اور صحیح حدیث چھوڑ کر ضعیف پر عمل کرنا نہین چاہیے
بلکہ نفی کمال کی ان احادیث مین مراد لیجائے چنانچہ امام صاحب بھی اسی کے قائل ہین کہ کامل نکاح
ولی سے ہوتا ہی اور بالکل عدم جواز خلاف عقل و نقل کے ہی اور حدیثین اسکی تائید کی بوجہ طول کے چھوڑ دین
عاقل کو اسیقدر کافی ہی ع یک حرف بس ست گر کس است ✤ ورنہ چہ چراغ پیش کور ست ✤

قال مسئلہ سی و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کافر قسم کھا کر خواہ حالت کفر مین
توڑ دے خواہ اسلام لا کر توڑ دے وفا کرنا اوسکا اوسپر لازم نہین **فائدہ** کہا طیبی نے نہین ہی صحیح نذر
اوسکی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا
پہلی حدیث بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے یہ کہ حضرت عمر نے پوچھا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا نذر کی تھی مین نے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرونگا مین ایک رات مسجد
حرام مین فرمایا پوری کر نذر اپنی الخ **اقول** اس حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے بوجہ واجب ہونے ادائے نذر کے عمر رض کو حکم فرمایا بلکہ اسکا بھی احتمال ہی کہ بوجہ
طاعت ہونے کے آپنے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر لو اور تائید اسکی وہ حدیث کرتی ہی جو امام طحاوی نے
عمرو بن شعیب سے اور اونھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے اِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِیَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی نذر وہی ہی جو حسبۃً للہ ہو پس ظاہر ہی کہ حالت
شرک مین حسبۃً للہ نذر نہین ہو سکتی بلکہ معصیت ہوتی ہی اور نذر معصیت کی ممانعت مین بخاری
وغیرہ مین احادیث موجود ہین اور معصیت اس لیے ہی کہ مشرک کی نیت سے اون اشیا کا

تقرب ہوتا ہی جنکی وہ پرستش کرتا ہی اس لیے کوئی فعل مشرک کا اللہ کیواسطے نہین ہوتا اسیوجہ سے
ابراہیم نخعی اور ثوری اور امام صاحب اور صاحبین اور امام مالک اور امام شافعی اسیطرف گئے ہین
گو امام شافعی سے دوسری روایت بھی ہی مگر مشہور قول اونکا یہی ہی چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی
أَمَّا قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ أَوْفِ بِنَذْرِكَ فَالْمَشْهُوْرُ مِنْ مَذْهَبِ
الشَّافِعِيِّ أَنَّ نَذْرَ الْكَافِرِ لَا يَصِحُّ وَهُوَ يُؤَوِّلُهُ أَنَّهُ أَمَرَهُ أَنْ يَفْعَلَ قُرْبَةً
مُسْتَأْنِفَةً فِي حَالِ الْإِسْلَامِ لَا عَلٰى أَنَّهُ الْوَاجِبُ بِالنَّذْرِ یعنی لیکن قول آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کا کہ ایفا کر اپنی نذر کا پس مشہور مذہب شافعی سے یہ ہی کہ نذر کافر کی درست نہین اور
شافعیہ اس حدیث کے یون معنی بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو حکم دیا کہ حالت اسلام
مین عبادت مستقل کے طور پر کرلین نہ اسطور سے کہ نذر سے واجب ہوگئی ہی انتہے غرض یہ ہی کہ اس
حدیث سے ہرگز نہین معلوم ہوتا کہ نذر واجب ہونے کی وجہ سے فرمایا ہو بلکہ کئی احتمال ہین پھر
قرآن شریف مین لَا أَيْمَانَ لَهُمْ فرمایا جسکے معنی یہ ہین کہ کفار کے یمین نہین ہوتی اور بھی اس
مذہب کی تائید کرتا ہی اور رباقی ابن ماجہ اور ابو داؤد کی دونون حدیثون مین کہین نذر کافر کی نہین پائی
جاتی بلکہ سیاق سے مسلم کی نذر ہی سو یہ بحث سے خارج ہی پس قرآن و حدیث سے ثابت ہوگیا کہ امام
صاحب نے کوئی بات اپنی طرف سے نہین فرمائی حاشا و کلا بلکہ ماخذ اونکا قرآن و حدیث ہی ہی البتہ ترجیح
بعض کو بعض پر دینے مین اونسے اگر ایک غلطی ہوگی تو دوسرون سے پچاس ہونگی چونکہ احباب نے
اس کتاب کی تکمیل کیواسطے نہایت قلیل مدت ہمکو دی ہی اس لیے اختصار مجبوراً کرنا پڑا ورنہ اگر ایک
سال کی ہمکو مہلت ملتی تو پھر مذہب حنفیہ کے دلائل دیکھتے کہ کسقدر قرآن اور احادیث سے موجود ہین
اور اونکا ذہن کہان پونہچا ہی اس لیے اکثر موٹی عقل والے جو باریک باتون سے بے بہرہ ہین مثل
آپ کے اونکے مذہب پر طعن کرتے ہین اون بیچارون کا کیا قصور اپنی عقل کے موافق کہتے ہین مگر
قصور ہی تو اتنا ہی ہی ع سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست اگر اونکو بھی عقل کامل عطا ہوتی تو مذہب
حنفیہ کو بسبب اسکی خوبی اور احتیاط کے اور مذاہب پر ترجیح دیتے خیر یہ مرحلہ طے نہین ہوسکتا

اختلاف امت رحمت ایزدی ہی ہمیشہ سے یون ہین چلا آیا ہی **قال** مسئلہ سی و مغتنم ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہی کہ میت کی طرف سے ولی نہ روزہ رکھے اور نہ نماز پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور امام
مالک کا ہی سو اس مسئلے مین امام اعظم اور امام مالک نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور
مسلم مین روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کہ مرے اور اوسپر ہو روزہ پر روزہ رکھے اوسکی طرف سے وارث اوسکا **اقول** لمعات شرح
مشکوٰۃ مین ہی وَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ اِلٰی اَنَّهٗ لَا یُصَامُ عَنْهُ وَبِهٖ قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ وَمَالِكٌ
وَالشَّافِعِیُّ فِیْ اَصَحِّ قَوْلَیْهِ عِنْدَ اَصْحَابِهٖ یعنی اور جمہور اسطرف گئے ہین کہ میت کی طرف سے روزہ
نرکھا جاوے اور اسی کے قائل ہین امام صاحب اور امام مالک اور امام شافعی اپنے صحیح تر دونون
قولون مین جو نزدیک اونکے اصحاب کے ہی انتہے البتہ مسکین کو کھانا بدلے ہر روز کے دینا چاہیے
چنانچہ مشکوٰۃ شریف مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ
وَعَلَیْهِ صِیَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلْیُطْعِمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ یَوْمٍ مِسْكِیْنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ
وَقَالَ وَالصَّحِیْحُ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلَی ابْنِ عُمَرَ یعنی ابن عمر سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرا اور اوسپر روزے ماہ رمضان کے ہین تیس چاہیے کہ کھانا دیا جاوے
اوسکی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا صحیح یہ ہی کہ یہ
حدیث ابن عمر پر موقوف ہی انتہے اور دوسری حدیث جس سے صوم کی نہی پائی جاتی ہی مشکوٰۃ شریف
مین اسطور سے آئی ہی اِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ یُسْاَلُ هَلْ یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ اَوْ
یُصَلِّیْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ فَیَقُوْلُ لَا یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلَا یُصَلِّیْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ
رَوَاهُ فِی الْمُوَطَّا یعنی تحقیق ابن عمر سوال کیے جاتے تھے کیا روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے
یا نماز پڑھے تب فرماتے نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ نماز پڑھے روایت کیا اسکو امام
مالک نے موطا مین انتہے تب اس حدیث سے روزے کی ممانعت پائی جاتی ہی اور پہلی حدیث
اوس حدیث صحیحین کی تفسیر ہی جسمین بلفظ صوم آیا ہی یعنی اوسکی طرف سے روزہ رکھنا کھانے سے

ہو سکا تدارک کر دیا ہے پس جب مساکین کو کھانا دینے سے وہ میت روزے سے بری ہو گیا تو گویا
اوس شخص نے اوسکی طرف سے روزے ادا کیے اور ایک حدیث عبداللہ بن عباس سے بھی صحیحین میں
روزے کی قضا میں وارد ہے مگر وہان لفظ صوم نہین بلکہ قضا ہے سو وہ کھانا دینے سے بھی حاصل
ہو جاتا ہے علاوہ اسکے عبداللہ بن عباس جو راوی اس حدیث کے ہین مثل ابن عمر کے فرماتے ہین
چنانچہ فتح القدیر مین ہے وَقَدْ اَخْرَجَ النَّسَائِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ رَاوِی الْحَدِیْثِ فِی
سُنَنِهِ الْکُبْرٰی اَنَّهٗ قَالَ لَا یُصَلِّیْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلَا یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَفَتْوٰی
الرَّاوِیْ عَلٰی خِلَافِ مَرْوِیِّهٖ بِمَنْزِلَةِ رِوَایَتِهِ النَّاسِخَ یعنی تحقیق روایت کی ہے نسائی
نے ابن عباس سے اور وہی راوی اس حدیث کے ہین اپنی سنن کبری مین کہ کہا اونھون نے نماز
نہ پڑھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور فتوی دینا راوی کا خلاف
مروی اپنے کے بمنزلے روایت کرنے اوسکی کے ہے ناسخ کے لیے انتہے پھر اسکے نسخ کی تائید مین علامہ ابن ہمام
نے امام مالک کا قول بھی نقل کیا ہے قَالَ مَالِکٌ لَمْ اَسْمَعْ عَنْ اَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا مِنَ
التَّابِعِیْنَ بِالْمَدِیْنَةِ اَنَّ اَحَدًا مِنْهُمْ اَمَرَ اَحَدًا یَصُوْمُ عَنْ اَحَدٍ وَلَا یُصَلِّیْ عَنْ اَحَدٍ انتہی وَهٰذَا مِمَّا
یُؤَیِّدُ النَّسْخَ وَاَنَّهُ الْاَمْرُ الَّذِیْ اسْتَقَرَّ الشَّرْعُ عَلَیْهِ اٰخِرًا یعنی کہا امام مالک نے نہین
سنا مین نے کسی صحابہ اور تابعین مین سے مدینے شریف مین کہ کسی نے اونمین سے حکم کیا ہو کسی کو کہ
کسی کی طرف سے روزہ رکھے یا نماز پڑھے اور یہ قول امام مالک کا اوس قسم سے ہے کہ نسخ کی تائید
کرتا ہے وہ ایسا امر ہے کہ آخر مین شرع اسی پر قرار پائی ہے انتہے پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ
دلائل حنفیہ کے بہت قوی ہین چہ جائیکہ مخالف ہو استغفر اللہ حیز معترض صاحب جانین اور
اونکا کام جانے ع بر رسولان بلاغ باشد و بس **قال** مسلہ سی و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہے کہ جس عورت کی شادی نہوئی ہو اگر وہ زنا کرے تو اوسکو شہر سے نکالدینا اور درّے مارنے
دونون کام جائز نہین الخ **اقول** امام صاحب شہر سے نکالدینے کا انکار نہین کرتے بلکہ اسکی حد ہونیکا انکار کرتے ہین یا
اور اگر سیاست کیا جاوے تو اوسکا امام صاحب کو اقرار ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ نے

تعزیب کی ہی لیکن سیاسۃً تھی اور تعزیب کا حد ہونا اگر تمام عالم بھی جمع ہو جاوے گا ہرگز حدیث اور قرآن

سے ثابت نہو سکے گا ہان معترض صاحب اسکا حد ہونا اگر ثابت کرتے تو بیشک امام صاحب کا مسلہ

مخالف ہو جاتا بلکہ امام صاحب کے قول کی تایید علی رضہ کے ارشاد سے ظاہر ہی حَسْبُهُمَا مِنَ الْفِتْنَةِ

اَنْ يُّنْفَيَا یعنی اون دونون کو فتنے کے واسطے جلاوطن کرنا کافی ہی انتہے ایسا ہی ابراہیم نخعی سے

مروی ہی اور عمر رضہ کے قول سے بھی اسکے سیاسۃً ہونے کی تایید نکلتی ہی جبکہ ربیعہ بن امیہ بن خلف

کو اونھون نے خیبر کی طرف جلاوطن کیا تو وہ ہرقل سے جاملا اور نصرانی ہو گیا پس فرمایا لَا اُغَرِّبُ

بَعْدَهٗ مُسْلِمًا یعنی اب کسی مسلمان کو مین جلاوطن نہین کرونگا انتہے اگر تغریب حد ہوتی تو ممکن

نہ تھا کہ حضرت عمر اوسکو موقوف کر دیتے پس معلوم ہوا کہ سیاسۃً تھی اسکا امام کو اختیار ہی اگر مصلحت ہو

جاری کرے اور اگر مصلحت نہو موقوف کر دے فقط حدیث سے اسکے قائم کرنے کی اجازت ہو گئی ہی

اگر مصالح مقتضی ہون کرے ورنہ ترک کر دے بلکہ جہان اسکا ثبوت ہی وہان مصالح مقتضی تھے اس لیے

جلاوطنی کی گئی بلکہ تغریب حد کے ساتھ موقوف نہین اگر امام کی راے کسی شخص کی نسبت بوجہ خوف

فتنے اوسکے قرار پائی کہ اس شخص کا جلاوطن ہونا مناسب ہی تو بیشک امام کو اختیار ہی چنانچہ حضرت

عمر رضہ نے نصر بن حجاج کو کہ جوان اور نہایت حسین تھا جس سے عورتونکا فتنے مین پڑجانیکا خوف تھا

جلاوطن کر دیا تھا حالانکہ حسن ایسی شی نہین جس سے آدمی جلاوطن کیا جاوے مگر اسمین اونھون نے کوئی

مصلحت سمجھی اور اوس شخص نے عرض بھی کیا کہ حضرت میرا کیا گناہ ہی فرمایا تیرا گناہ کچھ نہین میرا گناہ ہی

اگر دار الہجرۃ کو تجھسے نہ پاک کرون پس نکالدیا اور وہ شخص روم چلا گیا پس حضرت عمر رضہ نے قسم کھائی کہ

کسی کو جلاوطن نہین کرونگا بلکہ صحیح بخاری مین ابو ہریرہ رضہ کا قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس

شخص کی نسبت جسنے زنا کیا تھا اور محصن نہ تھا ایک برس کی جلاوطنی اور قائم کرنے حد کا حکم فرمایا صاف

دلالت کرتا ہی کہ جلاوطنی حد مین سے نہین کیونکہ عطف حد کا جلاوطنی پر ہی پس دونون مغایر ہون سکے

اور یون کہنا کہ حد کا استعمال انہی مسمی کے جز پر کیا گیا ہی اور دوسرے جز پر عطف ہی تو یہ امر بعید ہی اور

کوئی دلیل نہین جس سے یہ مجاز واجب ہو جاسے اور الفاظ حدیث جو ذکر کیے گئے ہین وہ اسکے مفید

فتح القدیر باب حد الزنا
فتح القدیر باب حد الزنا
عینی شرح بخاری
فتح القدیر باب حد الزنا

نہین کیون کر جائز ہی کہ تغریب واسطے مصلحت کے ہوا تہے علاوہ اسکے آیۃ اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِی سے یہ حدیث منسوخ ہی چنانچہ شیخ الاسلام عینی اور علامۂ ابن ہمام اور امام زیلعی نے تصریح اسکی خوب مفصل کر دی ہی جسکا جی چاہے دیکھ لے **قال** مسئلہ سی و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ واسطے ثبوت رضاع کے فقط عورتون کی گواہی معتبر نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری مین روایت ہی عقبہ بن الحارث رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ تحقیق اوس نے نکاح کیا بچی کی مان کو جو بیٹی تھی ابی اہاب کی پس آئی ایک عورت اور بولی مین نے دودہ دیا ہی تم دونون کو پھر پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس فرمایا کیونکر ہوگا اور تحقیق کہا گیا پس جدا کر دیا عقبہ نے اور نکاح کیا عورت نے دوسرے کو **اقول** علامہ طیبی وغیرہ نے لکھا ہی کہ اکثر کے نزدیک یہ حدیث بطریق احتیاط اور تقوی کے وارد ہی کیونکہ بطور ادائے شہادت اور حکم قضا کے نہین آئی بلکہ فقط اخبار اور استفسار تھا چنانچہ اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ فقط ایک عورت کی گواہی پر حکم جاری نہین ہوتا تبیین الحقائق مین علامہ زیلعی نے لکھا ہی فَمَا ذَهَبْنَا إِلَيْهِ مَذْهَبُ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَفَى بِهِمْ قُدْوَةً وَحَدِيْثُ عُقْبَةَ حُجَّةٌ لَنَا أَيْضًا فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَعْرَضَ عَنْهُ مَرَّتَيْنِ فَلَوْ كَانَتِ الْحُرْمَةُ ثَابِتَةً لَمَا فَعَلَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمَّا رَأَى مِنْهُ طُمَأْنِيْنَةَ الْقَلْبِ بِقَوْلِهَا حَيْثُ كَرَّرَ السُّؤَالَ أَمَرَهُ أَنْ يُفَارِقَهَا احْتِيَاطًا وَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ أَنَّ الشَّهَادَةَ كَانَتْ عَنْ ضِغْنٍ فَإِنَّهُ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ تَسْتَطْعِمُنَا فَأَبَيْنَا أَنْ نُطْعِمَهَا فَجَاءَتْ تَشْهَدُ عَلَى الرَّضَاعِ وَبِالْإِجْمَاعِ مِثْلُ هٰذِهِ الشَّهَادَةِ لَا تُثْبِتُ الْحُرْمَةَ فَعَرَفْنَا أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ تَنَزُّهًا وَإِلَيْهِ أَشَارَ بِقَوْلِهِ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ بِالتَّنَزُّهِ إِذَا وَقَعَ فِي قَلْبِهِ أَنَّهَا صَادِقَةٌ یعنی پس وہ قول جسکی طرف ہم گئے ہین مذہب عمر اور علی اور ابن عباس رض کا ہی اور اونکی اقتدا کافی ہی اور حدیث عقبہ رض کی ہماری بھی حجت ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے دو بار اعراض کیا پس اگر حرمت ثابت ہوتی تو ایسا نکرتے پھر جب آپنے اونکے قلب کا اطمینان عورت کے قول سے دیکھا

تبیین الحقائق کتاب الرضاع

کیونکہ سوال مکرر کرتے تھے احتیاطاً حکم کر دیا کہ اوسکو جدا کر دین اور دلیل اس احتیاط پر یہ ہی کہ یہ گواہی عورت
کی کینہ اور بغض سے تھی اس لیے کہ اونھون نے کہا کہ آن ایک کالی عورت ہمسے کھانا طلب کرتی تھی
ہمنے انکار کیا پس آئی وہ گواہی دینے رضاع پر اور بالاتفاق ایسی گواہی حرمت کو ثابت نہین کرتی ہے
پس معلوم کیا ہمنے کہ یہ حکم باعتبار احتیاط اور پرہیزگاری کے تھا اور طرف اسی کے اشارہ کیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول کَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ سے جسکا مطلب ہی کہ اب کیونکر اوس کے
پاس جاؤگے حال آنکہ تمکو بھائی یا اوس عورت کا کہدیا گیا مقتضای مروت اور تقوے سے بعید ہی
اور ہم قائل ہین ساتھ تقوی اور احتیاط کرنے کے جبکہ اوس شخص کے قلب مین یہ امر واقع ہو جاوے
کہ یہ سچ کہتی ہوگی انتہی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث ہمارے موافق ہی مگر سمجھنے کو عقل چاہیے
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِقَوْمٍ یَعْقِلُوْنَ **قال** مسئلہ چہلم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ نہین جائز بیع مدبر کی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی فائدہ مدبر اوسکو کہتے ہین کہ جسکو کہے والا کہ میرے
مرنے کے بعد تو آزاد ہی آخر **اقول** تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَلَنَا رِوَایَۃُ ابْنِ عُمَرَ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُدَبَّرَ لَا یُبَاعُ وَلَا یُوْھَبُ وَلَا یُوْرَثُ
وَھُوَ حُرٌّ مِنَ الثُّلُثِ اَخْرَجَہُ الطَّحَاوِیُّ وَغَیْرُہٗ مِنَ الْاَئِمَّۃِ وَرَوٰی اَبُوالْوَلِیْدِ
اَنَّ عُمَرَ رَدَّ بَیْعَ الْمُدَبَّرِ فِیْ مَلَاٍ خَیْرِ الْقُرُوْنِ وَھُمْ حُضُوْرٌ مُتَوَافِرُوْنَ وَھُوَ
اِجْمَاعٌ مِّنْھُمْ اَنَّ بَیْعَ الْمُدَبَّرِ لَا یَجُوْزُ وَمَا رَوَاہُ حِکَایَۃُ حَالٍ فَلَا یُمْکِنُ الْاِحْتِجَاجُ
بِہٖ لِاَنَّہٗ یَحْتَمِلُ اَنَّہٗ کَانَ مُدَبَّرًا مُقَیَّدًا اَوْ یَحْتَمِلُ اَنَّہٗ بَاعَ مَنْفَعَتَہٗ بِاَنْ اٰجَرَہٗ
وَالْاِجَارَۃُ تُسَمّٰی بَیْعًا بِلُغَۃِ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ لِاَنَّہٗ فِیْھَا بَیْعُ الْمَنْفَعَۃِ یُؤَیِّدُہٗ مَارَوَاہُ
جَابِرٌ رض اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَاعَ خِدْمَۃَ الْمُدَبَّرِ ذَکَرَہٗ اَبُوالْوَلِیْدِ وَیَحْتَمِلُ
اَنَّہٗ بَاعَہٗ فِیْ وَقْتٍ کَانَ یُبَاعُ الْحُرُّ بِالدَّیْنِ کَمَا رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَاعَ
حُرًّا بِدَیْنِہٖ ثُمَّ نُسِخَ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ ذُکِرَ
فِی النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ یعنی ہماری حجت حدیث ابن عمر کی ہی کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا مدبر بیچ نہ کیا جاوے اور نہ ہبہ کیا جاوے اور نہ موروث ہو اور وہ آزاد ہی تہائی
مال سے حجت گردانا اس حدیث کو امام طحاوی اور سوا اونکے اوراماموں نے اور ابوالولید نے
روایت کی ہی کہ عمر رضہ نے مدبر کی بیچ رد کردی سامنے جماعت صحابہ خیر القرون کے اور وہ صحابہ بہت موجود
تھے پس یہ صحابہ کا اجماع ہوگیا کہ بیچ مدبر کی جائز نہین اور وہ حدیث جسکو روایت کیا ہی حکایت
حال کی ہی سو حجت پکڑنا اوس سے ممکن نہین کیونکہ احتمال ہی کہ مدبر مقید ہو اور احتمال ہی کہ خدمت اوسکی
فروخت کی ہو اس طور سے کہ اوسکو اجرت پر دیدیا ہو اور اجارے کو مدینے شریف والون کی لغت
مین بیچ کہتے ہین کیونکہ فائدے کی بیچ اوس مین ہوتی ہی تائید کرتا ہی اسکی وہ قول کہ روایت کیا
جسکو جابر رضہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت مدبر کی بیچ کی تھی ذکر کیا اسکو ابوالولید
نے اور یہ بھی احتمال ہی کہ اوسکو ایسے وقت مین بیچ کیا ہو کہ جسوقت آزاد بھی بوجہ دین کے بیچ لیا
جاتا تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہی کہ آپنے ایک آزاد شخص کو بوجہ قرض
کے بیچ کردیا پھر یہ بیچ اس قول اللہ تعالی سے یعنی پس اگر مدیون مفلس ہو تو تونگری کا انتظار کرنا چاہیے
منسوخ ہوگئی ذکر اسکا ناسخ و منسوخ مین ہی انتہے **خلاصہ** یہ ہی کہ حدیث ابن عمر رضہ کی عام ہی کہ مدبر
کی بیچ نہو اور یہ واقعہ خاص ہی علاوہ اسکے ہوسکتا ہی کہ مدبر مقید ہو یعنی وہ جسسے مثلاً یون قید لگائی
جاوے کہ اگر اس مرض سے یا اس سفر یا فلان مرض سے انتقال ہو تو آزاد ہی اسکو مدبر مقید کہتے ہین
اسکی بیچ بالاتفاق درست ہی اور مدبر مطلق کی بیچ مین اختلاف ہی یعنی وہ شخص جسسے بلا قید یون
کہا جاوے کہ مرنے کے بعد تو آزاد ہی اور حدیث مین کہین تصریح اوسکی نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مدبر مطلق کے بیچ کی ہو بلکہ مطلق مدبر ہی خواہ مدبر مقید ہو خواہ مطلق ہو لہذا حدیث کو بوجہ اجماع
صحابہ اور حدیث ابن عمر رضہ کے مدبر مقید پر محمول کرینگے پھر اجماع صحابہ کا موجود اور ادہر جابر رضہ سے
یہ روایت کہ بیچ نفع کی ہوئی اور لغت اہل مدینہ بھی اسکے مؤید ہی اور ادہر قرآن کی آیت اور حکم عمر رضہ
کا رد کرنا ہر طرح سے عدم جواز بیچ مدبر کی تائید کر رہا ہی اب بھی کوئی نہ سمجھے تو اوسکا کچھ علاج نہین خدا
اونپر رحم کرے جو عین موافقت کو مخالفت بتلاتے ہین افسوس کہ ان لوگون سے انصاف اٹھ گیا

ایسے مجتہدین کو مخالفت حدیث کا الزام دینا تو انکا تکیہ کلام ہے کیا اسلام اسی کا نام ہے اگر اس جرح وطعن
بزرگان دین سے یہ سمجھے ہون کہ ہمارا نام بھی پانچوین سوارون مین لکھا جاوے سو یہ خیر وعافیت
بلکہ اولٹی بدنامی ہوگی ع بزور کوہ کندن ہمسر فرہاد نتوان شد ہزار ارباب ہنر از صد یکی مشہور میگردد

قال مسئلہ حیل وکیم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر کافر مرد یا اوسکی عورت مسلمان ہوکر
دار الحرب سے دار الاسلام مین آجاوے تو اونکا نکاح نہین رہتا ٹوٹ جاتا ہے اور یہ مذہب امام اعظم رح
کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور
ترمذی اور ابن ماجہ مین روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے کہ کہا پھیر دی نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی بیٹی ابی العاص بن ربیع کو بعد چھ برس کے ساتھ پہلے نکاح کے اور نہ کیا نکاح اوسکا نیا
اور صحیح کہا اس حدیث کو احمد اور حاکم نے **اقول** ابن ماجہ مین ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِنِکَاحٍ جَدِیْدٍ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لڑکی زینب کو ابو العاص رض پر ساتھ نکاح جدید کے لوٹا دیا تھا
اور اسیطرح ترمذی مین ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَہٗ زَیْنَبَ
عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِمَہْرٍ جَدِیْدٍ وَنِکَاحٍ جَدِیْدٍ اور علامہ عینی و زیلعی نے شرح کنز
مین لکھا ہے فَکَانَ الْمُثْبِتُ اَوْلٰی مِنَ النَّافِیْ عَلٰی اَنَّ مَا رَوَوْہُ غَیْرُ صَحِیْحٍ عِنْدَ اَہْلِ
النَّقْلِ فَلَا یُعَارِضُ مَا رَوَیْنَا انْتَہٰی یعنی پس ثابت کرنیوالی حدیث اولی ہے نفی کرنیوالی سے
علاوہ اسکے وہ حدیث جسکو اونھون نے روایت کیا ہے نزدیک اہل حدیث کے صحیح نہین پس معارض
نہوگی اوس حدیث کے جسکو ہمنے روایت کیا ہے بسبب صحت اوسکی کے انتہے البتہ حجاج راوی مین
بعضون نے کلام کیا ہے اوسکا جواب بھی انھین دونون کتابون مین بعد عبارت مذکور کے موجود
ہے وَقَدْ وَثَّقَہٗ اَہْلُ النَّقْلِ حَتّٰی خَرَّجَ لَہٗ مُسْلِمٌ یعنی تحقیق توثیق کی ہے حجاج کے محدثین نے
یہان تک کہ مسلم نے اون سے روایت بیان کی ہے انتہی پس معلوم ہوا کہ نکاح جدید کی حدیث قوی
ہے باوجود اسکے جمع کرنا دونون حدیثون مین حتی الامکان بہتر ہے لہذا بالنکاح الاول سے مراد

پر لی جائے کہ بسبب نکاح پہلے کے ، دکر دیا یعنی پہلے نکاح کی رعایت کرکے نہ یہ کہ نکاح جدید نہ کیا اور لکھو
بحدِث شَیئًا کے یہ معنی ہون کہ مہر جیسا تھا ویسا ہی رکھا اوسمین کمی بیشی نکی ورنہ اگر تعارض
ہوگا تو پھر حدیثین اثبات کی ترجیح دی جائین گی چنانچہ محققین کے کلام سے معلوم ہوا بلکہ محدثین کا
مذہب اس حدیث کے مخالف ہی کیونکہ اسمین بعد چھ برس کے لوٹا دینا آیا ہی اور اونکے نزدیک عورت
کی عدت مین اگر مرد مسلمان ہوجاوے تو لوٹا دینا پہلے نکاح سے جائز ہی ورنہ اگر عدت پوری ہوجاوے
اوس کے بعد زوج اسلام لائے تو پھر لوٹا دینا پہلے نکاح سے جائز نہین رکھتے اور یہان تو چھ
برس کے بعد پہلے نکاح سے لوٹا دینے کی حدیث نقل کرتے ہین پس ظاہر ہی کہ عدت کے بعد لوٹا یا گیا ہی
اور طرفہ یہ ہی کہ نکاح اول کی حدیث کو ابن حجرؒ بلوغ المرام مین اجود اسناد لکھتے ہین اور عمرو بن شعیب
کی حدیث پر جسمین نکاح جدید ہی محدثین عمل کرتے ہین حالانکہ اوسمین اور نہ کسی حدیث مین کہین ثابت
نہین ہوتا کہ عدت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کیا ہو یا وہ اسلام ایام عدت مین لائے ہون
اس تقریر سے غرض ہماری یہ ہی کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ جو حدیث اسناد مین کسی کے نزدیک بہ نسبت
اور حدیث کے عمدہ ہو وہ عمل بھی اوسی پر کیا کرے عمل اور شی ہی اور اسناد دوسری چیز ہی نفس اسناد کا
کھرا ہونا عمل کے لیے حجت نہین ہوسکتا یہ امر راے مجتہد پر موقوف ہی جس حدیث کو اوسکا قیاس
صحیح ترجیح دے اوسپر عمل کرے **قال** مسئلہ چہل و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ
قبل ذبح سر منڈانے سے دم یعنی جانور ذبح کرنا آتا ہی اور یہ مذہب امام اعظمؒ اور امام مالک کا ہی الخ
اقول امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار مین لکھا ہی حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ ثَنَا الْخَصِيبُ
ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا
مِنْ حَجِّهٖ اَوْ اَخَّرَهٗ فَلْيُهْرِقْ دَمًا فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍؓ يُوْجِبُ عَلٰى مَنْ قَدَّمَ نُسُكًا
مِنْ نُسُكِهٖ اَوْ اَخَّرَهٗ دَمًا وَهُوَ اَحَدُ مَنْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهٗ مَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ مِنْ اَمْرِ الْحَجِّ اِلَّا قَالَ لَا حَرَجَ
فَلَمْ يَكُنْ مَعْنٰى ذٰلِكَ عِنْدَهٗ عَلَى الْاِبَاحَةِ فِيْ تَقْدِيْمِ مَا قَدَّمُوْا وَتَاخِيْرِ

مَا اَخَّرُوا مِمَّا ذَكَرْنَا اَنَّ فِيْهِ الدَّمَ وَلٰكِنَّ مَعْنٰى ذٰلِكَ عِنْدَهٗ عَلٰى اَنَّ الَّذِيْ فَعَلُوْهُ فِيْ
حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى الْجَهْلِ بِالْحُكْمِ فِيْهِ كَيْفَ هُوَ فَعَذَرَهُمْ
بِجَهْلِهِمْ وَاَمَرَهُمْ فِي الْمُسْتَانَفِ اَنْ يَتَعَلَّمُوْا مَنَاسِكَهُمْ یعنی ابن عباس سے روایت
ہی کہ فرمایا اونھون نے جو شخص مقدم کرے حج مین سے کسی شی کو یا موخر کرے پس جانور ذبح کرے پس
یہ ابن عباس ہین کہ واجب کرتے ہین دم اوس شخص پر جو کسی رکن کو مقدم کرے یا موخر کرے حالانکہ
ابن عباس اون ہی سے ہین جنھون نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین سوال
کیے گئے کسی شی کا جو مقدم کی گئی ہو یا موخر امر حج مین سے مگر فرمایا آپنے کوئی گناہ نہین پس منع سے
نزدیک اونکے معنی اس حدیث کے یہ کہ تقدیم اور تاخیر جس سے دم آجاتا ہمنے ذکر کیا ہی اون لوگون
کو مباح نتھی بلکہ معنی اس حدیث کے نزدیک ابن عباس کے یہ ہین کہ جس فعل کو لوگون نے حجۃ
الوداع مین کیا ہی وہ بسبب جاننی حکم اوسکے کے تھا کہ یہ معلوم نہ تھا کہ حکم اسکا کیونکر ہی پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو معذور رکھا اور حکم فرمایا کہ مناسک حج سیکھین انتہی اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ لا حرج کے معنی یہ ہین کہ کچھ گناہ نہین یہ معنی نہین کہ اسمین دم دینا بھی نہین آتا
علاوہ اسکے یہ کہنا سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا وہ قارن
یا متمتع تھا مفرد نہ تھا اگر مفرد ہو تو امام صاحب کے نزدیک بھی اسپر تقدیم اور تاخیر مین دم لازم
نہین آتا اور لمعات شرح مشکوۃ مین ہی معلوم کر تو کہ تحقیق افعال حج کے قربانی کے دن چار ہوتے
ہین کنکریان مارنا اور ذبح کرنا اور سر مونڈانا اور طواف کرنا اور اختلاف کیا اونھون نے اس امر مین
کہ یہ ترتیب سنت ہی یا واجب ہی پس ایک جماعت جنمین سے امام ابو حنیفہ اور امام مالک ہین طرف
وجوب کے گئی ہی اور کہا اونھون نے کہ مراد نفی حرج سے گناہ نہونا ہی بسبب عدم علم اور
نسیان کے لیکن دم واجب ہی اور کہا علامہ طیبی نے کہ ابن عباس نے مثل اسی کے حدیث
روایت کی ہی اور دم واجب کیا ہی پس اگر نہوتی یہ بات کہ اونھون نے اس حدیث سے یہی معنی
سمجھے اور جانا کہ یہی معنی مراد ہین البتہ نہ حکم کرتے بر خلاف اوسکے انتہی **قال** مسئلہ چہل و سوم ہدایہ

وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم اور امام مالک کا ہی انتہی **اقول** نسائی مین ہی عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ اَکْلُ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی خالد بن الولید سے روایت ہی کہ سنا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین حلال ہی کھانا گوشت گھوڑے کا اور خچر کا اور گدھے کا انتہی اور ابوداود مین آیا ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی اور اسی طرح ابن ماجہ مین ہی نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گھوڑے کا گوشت کھانا جائز نہین اور حدیث کو حلت پر ترجیح دی اس لیے کہ کم سے کم کراہت تو ضرور ہی ہوگی پس مذہب امام صاحب اور امام مالک اور اوزاعی اور ابو عبید کا موافق مذہب ابن عباس کے ہی حدیث کے مخالف نہین اور یہ حدیث جو حرمت مین وارد ہے صحیح ہی تصریح اسکی علامہ عینی نے خوب مفصل شرح کنز الدقائق مین کردی ہی غرض کہ احتیاط کرنا بہتر ہی کیونکہ دونون حدیثون کے تعارض سے شبہہ حلت مین پڑ گیا ہی **قال** مسئلہ چہل و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی بیع مین جب ایجاب و قبول ہو جاوے تو بیع ہو چکی بائع اور مشتری کو بیع کے توڑ ڈالنے کا اختیار نہین لیکن اگر کچھ عیب نکل آوے یا جس چیز کو مشتری نے خرید کیا ہی اوسکو اوسنے دیکھا نہو تو بیع ٹوٹ سکتی ہی انتہی **اقول** تفرق کی دو قسمین ہین تفرق بالابدان و تفرق بالاقوال پھر تفرق بالابدان بھی دو طرح پر ہوتا ہی ایک یہ کہ بعد ایجاب و قبول کے ہو دوسرے یہ کہ بعد ایجاب کے قبل قبول ہو اور حدیث مین کسی قسم کی تصریح نہین پس تفرق کو جو حدیث مین واقع ہی ایک قسم ابدان کے ساتھ خاص کر لینا اور پھر تفرق بالابدان کو بعد ایجاب و قبول ہی کے لینا اور پھر طرفہ یہ ہی کہ دوسرے معنی کو مخالف حدیث کے کہنا غایت درجے کی بلاہت اور سفاہت ہی اسپر کوئی دلیل برہانی تو درکنار اقناعی حجت بھی آجتک میسر نہین ہوئی کیا

مسئلہ چہل و سوم

مسئلہ چہل و چہارم

تفرق بالاقوال عرب کے محاورے مین نہین آتا قرآن شریف مین نظیر اسکی موجود ہی وَاِن یَّتَفَرَّقَا یُغۡنِ اللّٰهُ کُلًّا مِّنۡ سَعَتِهٖ یعنی اگر زوج اور زوجہ جدا ہو جائین گے تو اللہ تعالے ہر ایک کو اپنی وسعت سے بے پرواکر دے گا انتہے اور ظاہر ہی کہ یہان تفرق سے مراد ابدانی تفرق نہین بلکہ تفرق طلاقی ہی جو بالاقوال ہوتا ہی اور دوسری نظیر آیت کی یہ ہی وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَیِّنَةُ یعنی نہین متفرق ہوے وہ لوگ جو کتاب دیے گئے ہین مگر بعد اسکے کہ آئی اونکے پاس حجت واضح انتہے اسی طرح یہان بھی تفرق بالاقوال مراد ہی جس تفسیر مین جا بیے ملاحظہ فرمایے چونکہ بعضون نے تفرق بالاقوال کا انکار کیا تھا کہ محاورہ عرب مین نہین آتا اس لیے ہمنے قرآن شریف سے کہ ابلغ الکلام ہی دو نظیرین بیان کر دین پس اسیوجہ سے کہ تفرق مین کئی معنون کا احتمال تھا ہر فرقے نے حسب ترجیح قیاس و نظائر شرعی ایک معنی ونکا اختیار کیے یہی جو اختلاف کی واقع ہوئی پس امام صاحب اور امام مالک اور ثوری اور نخعی اور ربیعہ اور اہل کوفہ اور ایک جماعت اہل مدینے کی اور امام احمد ایک روایت مین اسطرف گئے کہ حدیث مین تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہی امام محمد موطا مین اسی حدیث کے بعد لکھتے ہین وَبِهٰذَا نَاۡخُذُ وَتَفۡسِیۡرُهٗ عِنۡدَنَا عَلٰی مَا بَلَغَنَا عَنۡ اِبۡرَاهِیۡمَ النَّخۡعِیِّ اَنَّهٗ قَالَ الۡمُتَبَایِعَانِ بِالۡخِیَارِ مَا لَمۡ یَتَفَرَّقَا عَنۡ مَنۡطِقِ الۡبَیۡعِ اِذَا قَالَ الۡبَائِعُ قَدۡ بِعۡتُکَ فَلَهٗ اَنۡ یَّرۡجِعَ مَا لَمۡ یَقُلِ الۡاٰخَرُ قَدِ اشۡتَرَیۡتُ فَاِذَا قَالَ الۡمُشۡتَرِیۡ قَدِ اشۡتَرَیۡتُ بِکَذَا وَکَذَا فَلَهٗ اَنۡ یَّرۡجِعَ مَا لَمۡ یَقُلِ الۡبَائِعُ قَدۡ بِعۡتُ وَهُوَ قَوۡلُ اَبِیۡ حَنِیۡفَةَ وَعَامَّةِ مِنۡ فُقَهَائِنَا یعنی اور اسی حدیث کا ہم اعتبار کرتے ہین اور تفسیر اوسکی نزدیک ہمارے ویسا کہ پونہچا ہمکو ابراہیم نخعی سے یہ ہی کہ کہا اونھون نے بیع کرنیوالونکو اختیار ہی جبتک کہ دونون گفتگو بیع سے علیحدہ نہو جائین جبکہ بایع کہے کہ بیچا مین نے پس اوسکو اختیار ہی جب تک کہ دوسرا یون نہ کہے کہ خریدا مین نے اور جب خریدنیوالا کہے کہ خریدا مین نے بعوض اسکے اور اسکے پس اوسکو اختیار ہی کہ اس قول سے رجوع کرے جبتک کہ بایع نے یون نہین کہا کہ بیچا مین نے

اور یہی قول ابو حنیفہ اور عام فقہا ہمارے کا ہی انتہے اور تفرق بالابدان جو بعد ایجاب قبل قبول ہو
اوس مین بھی اختیار ساقط ہو جاتا ہی اور اس مسئلے کا ماخذ سوا اس حدیث کے اور کوئی حدیث نہین
چنانچہ عیسیٰ بن ابان نے کتاب الحجۃ مین اس حدیث کے یہی معنی لکھے ہین اور امام ابو یوسف
سے بھی یہی معنی مروی ہین اَلْفُرْقَةُ الَّتِیْ تَقْطَعُ الْخِیَارَ الْمَذْکُوْرَ فِیْ هٰذِهِ الْاٰثَارِ هِیَ
الْفُرْقَةُ بِالْاَبْدَانِ وَذٰلِكَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَالَ لِلرَّجُلِ قَدْ بِعْتُكَ عَبْدِیْ
هٰذَا بِاَلْفِ دِرْهَمٍ فَلِلْمُخَاطَبِ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ اَنْ یَّقْبَلَ مَا لَمْ یُفَارِقْ صَاحِبَهٗ
فَاِذَا افْتَرَقَا لَمْ یَكُنْ لَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ یَّقْبَلَ وَهٰذَا اَوْلٰی مِمَّا حُمِلَ عَلَیْهِ هٰذَا
الْحَدِیْثُ یعنی وہ فرقت جو ساقط کردیتی ہی اوس اختیار کو جو احادیث مین مذکور ہی وہ فرقت بالابدان
ہی اور یہ اسطرح ہی کہ ایک شخص نے ایک شخص سے کہا مین نے بیچا اس غلام کو بعوض ایکہزار درہم کے
فروخت کیا پس اس قول کے مخاطب کو اختیار رہیگا قبول کرلینے کا جب تک کہ اپنے ساتھی
سے جدا نہین ہوا پس جب دونون جدا ہو جاوینگے تو پھر اوسکو قبول کرنا نہین پہونچتا اور یہ
معنی اولیٰ ہین اون معنون سے جنپر یہ حدیث حمل کیجاوے انتہے غرض کہ حنفیہ کے نزدیک تفرق
بالابدان اور تفرق بالاقوال دونون ہین پس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ موافق ہو گیا ۵
دعوا جو آپکے تھا وہ بالعکس ہو گیا اب پھر نہ اسطرح سے کوئی بات کیجیے **قال** مسئلہ جہل
و نجم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اونٹنی یا گائے کو ذبح کرے اور اوس کے پیٹ
مین سے مرا ہوا بچہ نکلے تو نہ کھاوے خواہ اوسکے بال ہون یا نہون الخ **اقول** عینی
شرح ہدایہ مین ہی وَالْجَوَابُ عَنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ اَنَّهٗ لَا یَصِحُّ الْاِسْتِدْلَالُ بِهٖ
فَاِنَّهٗ رُوِیَ ذَكَاةُ اُمِّهٖ بِالنَّصْبِ وَالرَّفْعِ فَاِنْ كَانَ مَنْصُوْبًا فَلَا اِشْكَالَ فَاِنَّهٗ
لِلتَّشْبِیْهِ وَاِنْ كَانَ مَرْفُوْعًا فَكَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ اَقْوٰی مِنَ التَّشْبِیْهِ مِنَ الْاَوَّلِ
عُرِفَ ذٰلِكَ فِیْ عِلْمِ الْبَیَانِ یعنی اور جواب اس حدیث کا یہ ہی کہ اس حدیث سے استدلال
کرنا درست نہین کیونکہ حدیث کی لفظ ذکات مین زبر اور پیش دونون روایت کیے گئے ہین پس اگر

منصوب لیا جاوے تو کوئی اشکال وارد نہین ہوتا کیونکہ یہ واسطے تشبیہ کے ہی اور اگر مرفوع ہو تو
بھی کچھ اشکال نہین کیونکہ یہ تشبیہ پہلی تشبیہ سے بھی زیادہ قوی ہی اسکا ذکر علم بیان مین کیا گیا ہی
انتہے پس اس تقریر سے معنی حدیث کے یہ ہوے کہ ذبح کرنا جنین کا مثل ماں کے ذبح کرنے کے ہی
اور نصب کی روایت ان معنون کے مرجح ہی کیونکہ اوسمین بغیر تشبیہ کے کوئی دوسری صورت
متصور نہین اور رفع کی حالت مین بھی تشبیہ بہت کثرت سے آئی ہی چنانچہ قرآن شریف مین
ہی وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ یعنی اور جنت کہ وسعت اوسکی مثل وسعت
آسمانون اور زمین کے ہی انتہے اور عرب زَیْدٌ اَلْاَسَدُ کہتے ہین یعنی زید مانند شیر کے ہی اور
کسی شاعر کا قول ہی ؎ وَعَیْنَاكِ عَیْنَاهَا وَجِیْدُكِ جِیْدُهَا + وَلٰكِنَّ عَظْمَ
السَّاقِ مِنْكِ دَقِیْقُ یعنی اور آنکھین تیری ای معشوقہ ہرنی کی سی آنکھین ہین اور گردن
تیری مثل گردن ہرنی کے ہی لیکن ہڈی ساق کی تیری ہڈی سے باریک ہی انتہی اور اگر
رفع کی صورت مین تشبیہ نلی جاویگی تو پھر معنی درست نہونگے کیونکہ اوسوقت معنی یہ
ہونگے کہ ذبح کرنا جنین کا اوسکی ماں کا ذبح کرنا ہی یعنی جنین کی ذکات کفایت کرتی ہی ماں کے
ذبح کرنے کی کچھ حاجت نہین اس لیئے کہ ذَكَاةُ الْجَنِیْنِ مبتدا ہی اور ذَكَاةُ اُمِّهٖ اوسکی خبر
ہی جیسا کہ کہا جاتا ہی كَلَامُ زَیْدٍ كَلَامُ الْقَوْمِ یعنی کلام زید کا کلام قوم کا ہی یعنی اس کے
کہ کلام زید کا کافی ہی کلام قوم کی کچھ احتیاج نہین اور وجہ اسکی یہ ہی کہ جب مبتدا اور خبر دونون معرفہ
ہوتے ہین تو مبتدا کا مقدم ہونا واجب ہوتا ہی یعنی پہلا لفظ مبتدا ہوا کرتا ہی اور دوسرا خبر پس اس قاعدہ
عرب کے رو سے حدیث کے یہ معنی ہوے کہ بچے کا ذبح کرنا کافی ہی ماں کے ذبح کرنے کی کچھ حاجت
نہین حالانکہ اسکا کوئی بھی قائل نہین کہ فقط بچے کو ذبح کرنا کافی ہی اور ان معنون مین جو امام صاحب
لیتے ہین کہ جنین کا ذبح کرنا مثل ماں کے ہی یعنی جیسے ماں ذبح کیجاتی ہی ویسہی جنین کو بھی ذبح کرنا
چاہیے اسکے ذبح کا کوئی اور طریق نہین ہی دونون کا ذبح کرنا برابر ہی کوئی قباحت نہین لازم آتی
بلکہ قرآن شریف کے مطابق ہی کیونکہ کلام مجید مین میتہ کا کھانا حرام کیا گیا ہی اور میتہ اوس جانور کو

کہتے ہین جو بغیر ذبح کے مرجاوے اور پھر ذبح کرنا خدا ے تعالی نے شرط بھی کر دیا ہی چنانچہ اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ سے معلوم ہوتا ہی کہ فقط ذبح کی ہوئی شی کھانی درست ہی ورنہ حرام ہی یہ خلاصہ تقریر علامہ زیلعی کا ہی اور موطا امام محمد مین ہی عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا تَکُوْنُ ذَکَاةُ نَفْسٍ ذَکَاةَ نَفْسَیْنِ یعنی امام صاحب نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونہون نے ایک جان کا ذبح کرنا دو جانون کے قائم مقام نہین ہوتا انتہے پس یہان موافق مذہب امام صاحب کے ایک نازک بات جو کمال احتیاط پر دلالت کرتی ہی نکلتی ہی وہ یہ ہی کہ بعد ذبح کرنے کسی جانور کے اسمین سے مرا ہوا بچہ نکلے تو احتمال ہی کہ یہ بچہ قبل ذکاة ام کے پیٹ کے اندر مرگیا ہو یا بعد ذکاة کے سو صورت ثانی مین موافق مدعا آپ کے معنی حدیث کے یہ ہوسکتے ہین کہ ذکاة ام کی کافی ہی ذکاة جنین کو لیکن صورت اول مین یہ معنی ہرگز نہ صحیح ہون گے اسواسطے کہ اول تو وقت ذکاة ام کے وہ جنین نہین ہوسکتا کہ جنین کہتے ہین زندہ بچے کو جو ماں کے پیٹ مین ہو حالانکہ وہ یہان مردہ تھا پس ذکات ام کی بچہ مردہ کو کیونکر کافی ہوگی وہ بچہ جیسا ماں کے پیٹ مین قبل ذبح کے مردار تھا اب بھی بعد پیدا ہونے کے ویسا ہی مردار رہا پس امام صاحب کے یہان واسطے بچنے اس شبہہ حرمت کے معنی حدیث کے ایسے لیے گئے کہ موافق محاورہ عرب کے بھی رہے اور احتمال مذکور سے احتیاط بھی کی گئی پس یہان نظر انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ مصداق ان دونون حدیثون کے اسکا مذہب ہی مَنِ اتَّقَی الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِیْنِهٖ یعنی جو شخص شبہہ کی باتون سے بچا سو بیشک اوسنے اپنے دین کو پاک و صاف کیا دَعْ مَا یُرِیْبُكَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُكَ یعنے جس چیز مین شک ہو اوسکو چھوڑ دے غرض ایسے دقائق حدیث کے سمجھنے کو عقل صحیح و ذوق سلیم چاہیے ایسی باتین فرقۂ ظاہریہ کی کب سمجھ مین آتی ہین سو ہزارون نکتے یہان بال سے بھی ہین باریک + کہ جسکی عقل ہو موٹی وہ اسکو کیا جانے +

قال مسئلہ چہل و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص نکاح کرے کسی عورت کو اور مہر مقرر کرے اوسکی برس دن کی خدمت کرنی یا پڑہانا قرآن کا تو یہ مہر باندھنا اوسکو کافی ہنوگا اور مہر

تُل دینا آوےگا ۔ **اقول** علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے لنا قولہ صلی اللہ
علیہ وسلم من حدیث جابر ولا مہر اقل من عشرۃ دراہم رواہ
الدارقطنی والبیہقی ولہ شاہد یعضدہ وہو ما روی عن علی رض قال
لا تقطع الید فی اقل من عشرۃ دراہم ولا یکون المہر اقل من عشرۃ
دراہم رواہ الدارقطنی والبیہقی ایضا وقال محمد بلغنا ذلک عن علی
وعبد اللہ بن عمر وعامر وابراہیم رضی اللہ عنہم فیحمل کل ما افاد
ظاہرہ کونہ اقل من عشرۃ علی انہ المعجل وذلک لان العادۃ
عندہم کان تعجیل بعض المہر قبل الدخول واذا کان ذلک معہودا وجب
حمل ما یخالف ما رویناہ علیہ جمعا بین الاحادیث وکذا یحمل امرہ
صلی اللہ علیہ وسلم بالتماسہ خاتما من حدید علی انہ تقدیم شیء
تالفا ولما عجز قال قم فعلمہا عشرین آیۃ وہی امرأتک رواہ
ابو داؤد وہو محمل روایۃ الصحیح زوجتکہا بما معک من القرآن
فانہ لا ینافیہ وبہ تجتمع الروایات یعنی ہماری دلیل قول رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ہے بروایت جابر نہیں مہر ہے کمتر دس درہم سے روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی
اور بیہقی نے اور واسطے اس حدیث کے تائید کرنے والی وہ حدیث ہے جو علی رض سے
مروی ہے کہ فرمایا نہ کاٹا جائے ہاتھ کمتر دس درہموں سے اور نہیں ہوتا مہر کم دس درہم سے
روایت کیا اس حدیث کو بھی دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا امام محمد نے یہی حدیث ہمکو
علی اور عبد اللہ بن عمر اور عامر اور ابراہیم رض سے پہنچی ہے پس وہ حدیث جسمیں ظاہرا دس
درہموں سے کم مہر کا ذکر ہے حمل کیجاوے گی اوپر مہر معجل کے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عادت انکی
تھی کہ قبل جماع کے کچھ مہر دیا کرتے تھے اور جب یہ امر مقرر تھا تو ان احادیث کا جو ان
احادیث کے مخالف وارد ہوے ہیں مہر معجل پر حمل کرنا واجب ہوا تا کہ سب احادیث میں

تعلیق ہو جاوے اور اسیطرح انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لوہے کی انگوٹھی کے واسطے فرمانا
اسپر محمول ہے کہ کوئی شی واسطے تالیف قلب کے پہلے دینی چاہیے اور جبکہ وہ شخص کچھ بھی نہ لایا
تو فرمایا آپنے اوٹھ اور اس عورت کو بیس آیتین تعلیم کر دے یہ تیری زوجہ ہوگئی روایت کیا اسکو
ابو داؤد نے اور یہی محمل روایت صحیح کا ہے کہ آپنے فرمایا ہمنے تیرا نکاح قرآن شریف کی وجہ سے
کر دیا کیونکہ یہ اوسکی منافی نہین اور اس گفتگو سے سب روایتین متفق ہو جائین گی انتہی ملتقطا
اور تبیین الحقائق مین ہے وَاَمَّا قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَلَّکْتُکَھَا بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ
فَمَا فِیْہِ دَلَالَۃٌ عَلٰی اَنَّ الْقُرْاٰنَ جُعِلَ مَھْرًا وَلِھٰذَا لَمْ یُشْتَرَطْ اَنْ یُعَلِّمَھَا
وَاِنَّمَا قَالَ بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَیْ بِسَبَبِ مَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ لِحَدِیْثِ
اُمِّ سُلَیْمٍ وَفِیْہِ فَکَانَ صَدَاقُ مَا بَیْنَھُمَا الْاِسْلَامُ وَھُوَ لَا یَصِحُّ صَدَاقًا بِالْاِجْمَاعِ
یعنی لیکن ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مالک کر دیا ہمنے تجکو اوسکا بسبب اوسکے جو تیرے
پاس قرآن ہے پس نہین دلالت اس قول مین کہ قرآن کو مہر کیا ہے اور اسیوجہ سے یہ شرط نکی کہ اوسکو
تعلیم کر دے بلکہ بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فرمایا یعنی بسبب اوس کے جو تجکو قرآن آتا ہے کیونکہ
حدیث ام سلیم مین آیا ہے کہ مہر درمیان دونون کے اسلام تھا حالانکہ اسلام بالاتفاق مہر نہین
ہوسکتا انتہی خلاصہ تقریر دونون محققون کا یہ ہے کہ قرآن شریف کو حسب تنور مہر معجل سمجھا جاے
چنانچہ ابو داؤد کی روایت مین ارشاد تعلیم ہے تو کچھ مہر پہلے حق تعلیم مین ادا ہو جاوے گا چنانچہ
علی رضی اللہ عنہ سے آپنے پہلے کچھ مہر دلوا دیا تھا حالانکہ مہر اونکا چار سو درہم بندھا تھا اسیطرح
یہان بھی آپنے جب اور کچھ نہ ملا تو قرآن شریف ہی کی تعلیم کو فرمایا اور یہ معنی نہین کہ اب مہر اور
دینا نہین آتا اسیقدر کافی ہے اسپر کوئی لفظ حدیث کا نہین دلالت کرتا ابو داؤد کی روایت سے قطع نظر
کیجاوے صحیحین کی روایت مین تو یہ لفظ نہین پس معنی یہ ہوے کہ قرآن شریف کی وجہ سے یعنے
کلام مجید کی برکت سے تمہارا نکاح کر دیا جیسے ابو طلحہ کا نکاح بوجہ اسلام کے کر دیا تھا پس مہر کیونکر
ساقط ہو سکتا ہے ہان اوس عورت نے جیسا کہ بعضون نے کہا ہے ہبہ کر دیا ہو تو بیشک ساقط

ہوجاویگا ورنہ حدیث سے کہین مستنبط نہین ہوتا کہ مہر اوس سے کم نہین رہا اور ہماری روایتین بسبب کثرت طرق کے مرتبۂ احتجاج اور استناد تک پہونچ گئی ہین آور امام نووی نے شرح مہذب مین کہا ہی کہ بوجہ کثرت طرق کے حدیث قابل احتجاج ہوجاتی ہی ذکر کیا اسکو علامہ عینی نے شرح کنز مین اور احادیث مین تطبیق عمدہ ہی یا ترک ہان اگر تطبیق نہو سکے اوسوقت مجبوری ہی علاوہ اسکے قرآن شریف مین بھی اسکی تائید موجود ہی وَاُحِلَّ لَکُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمۡ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِکُمۡ یعنی حلال کی گئین تمپر عورتین ماسوا ان عورتون کے باینطور کہ طلب کرو تم بدلے مالون اپنے کے انتہے پس مقید کیا حلت کو طلب مال سے تو معلوم ہوا کہ بغیر مال کے حلال نہین اور بعض ظاہریہ کے نزدیک تو ایک جو بھی اگر مہر ہو تب بھی نکاح درست ہی اور وہ عورت حلال ہوجاتی ہی حالانکہ ایک جو مال نہین ہی چنانچہ تبیین الحقائق مین لکھا ہی کہ کہا بعض ظاہریہ نے جس شی کا ہبہ یا میراث سے مالک ہوجاتا ہی وہ شی مہر ہو سکتی ہی اگرچہ بیع مین ثمن ہونے کی صلاحیت نرکھتی ہو جیسے گیہون کا دانہ یا جو کا اور قول ظاہریہ کا مہر کے بارہ مین زیادہ فاسد ہی اس لیے کہ ایک دانہ گیہون کا یا جو کا اسکو کوئی مال شمار نہین کرتا اسیوجہ سے اگر گر جاتا ہی تو اوسکو اوٹھاتے نہین اور اللہ تعالے نے نکاح بعوض مال کے مشروع کیا ہی اس قول سے کہ فرمایا حلال کی گئین تمپر ماسوا انکے باینطور کہ طلب کرو بدلے مال کے اور نہین مشروع کیا بدون مال کے انتہی **قال** مسئلہ چہل وہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص اپنے غلام کو قتل کر ڈالے اوسکو نہ قتل کرنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی او رنسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی سمرہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ قتل کرے گا اپنے غلام کو قتل کرین گے ہم اوسکو اور جو شخص کہ کاٹے گا اعضا اپنے غلام کے کاٹین گے ہم اعضا اوسکے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہی اور وہ روایت ہے حسن بصری کی ہی سمرہ سے اور اختلاف کیا گیا ہی سننے مین اوسکے اوس سے اور ابوداؤد

اور نسائی کی روایت مین ہی کہ جو خوجہ کریگا اپنے غلام کو خوجہ کرڈالینگے ہم اوسکو اور صحیح کہا حاکم
نے اس زیادتی کو **اقول** یہ حدیث جمہور کے نزدیک الا ماشاء اللہ متروک الظاہر ہی
مرقات شرح مشکوۃ مین ہی کہا خطابی نے یہ حدیث بطور زجر کے وارد ہوئی ہی تاکہ لوگ قتل
غلام سے بچین پس اس فعل پر اقدام نکرین جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب
پینے والے کے حق مین جسوقت شراب پیے درے لگاؤ پھر اگر پیے پھر لگاؤ پھر فرمایا چوتھی یا
پانچوین مرتبہ مین اگر پھر پیے پس قتل کرو پھر جب ایسا شخص جسنے چوتھی یا پانچوین مرتبہ شراب پی تھی
آپکی خدمت مین لایا گیا اوسکو قتل نہ کیا اور بعضون نے اس حدیث کو محمول کیا ہی اوس صورت
پر کہ پہلے غلام ہو پھر اوسکی ملک سے خارج ہوگیا ہو تو وہ حریت مین اوسکے برابر ہی اور بعضے سطرف
گئے کہ یہ حدیث منسوخ ہی قول اللہ تعالے سے اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ یعنی حر بدلے
حر کے اور غلام بدلے غلام کے انتہے کلام الخطابی اور حنفیہ اسطرف گئے کہ حر دوسرے شخص کے غلام
کے قصاص مین قتل کیا جائے اپنے غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور امام شافعی اور امام مالک
کہتے ہین کہ آزاد غلام کے قصاص مین قتل نہ کیا جائے اگرچہ غیر کا ہی غلام ہو انتہی اور امام احمد
بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہی کہ غلام کا قصاص مولی سے نہ لیا جاویگا چنانچہ ترمذی شریف
مین ہی لَيْسَ بَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ قِصَاصٌ فِي النَّفْسِ وَلَا فِيمَا دُونَ النَّفْسِ وَهُوَ
قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ یعنی درمیان غلام اور مولی کے قصاص نہین قتل کرنے مین اور نہ
ماسوائے قتل مین انتہی ان عبارتون سے معلوم ہوا کہ چارون امامون کے نزدیک مولی
اور غلام مین قصاص جاری نہین ہوتا اور یہ حدیث یا تو منسوخ ہی یا زجر اور تنبیہ کے طور پر ارشاد
ہوئی ہی جیسا کہ شارب خمر مین زجرا فرمایا ہی **قال** مسلہ جہل وشتم ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی یا اپنی بہن کا نکاح اس شرط پر کسی سے کردے
کہ وہ اپنی بیٹی یا اپنی بہن اوسکو نکاح مین دیوے اور مہر کچھ نہ باندھین تو اس صورت مین نکاح
دونون کا صحیح ہی لیکن دونون کو مہر مثل دینا آوے گا الخ **اقول** حدیث مین شغار کی

ممانعت ہی اسکا حنفیہ انکار نہین کرتے بیشک شغار کی جو حقیقت اور ماہیت ہی وہ جائز نہین شغار
مین تو یہ شرط ہی کہ بالکل مہر نہو جیسے اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ وہ مطلق مہر نہین دیتے تھے فقط
بدلا نکاح کا نکاح سے ہوجاتا تھا یہ صورت ہمارے نزدیک نہین جائز ہی اور اگر کسی نے ایسا کیا تو مہر
مثل واجب ہوگا اگر فقہ مین یہ صورت بیان ہوتی کہ مہر مثل بھی دینا نہ آوے گا تو بیشک مخالف
حدیث ہوجاتا اگر کہین حدیث یا لغت مین شغار کی تعریف یہ آئی ہو جسمین مہر بھی کسی صورت سے
داخل ہو تو مخالفت ہوگی یا شغار کی تعریف مین حدیث اور لغت سے مہر کا نہونا ثابت ہو جب
بھی مخالفت ہوجاوے گی اسمین کوئی عاقل کیا بلکہ ابلہ بھی فرق کرسکتا ہی کہ ایک صورت مین مہر
ہی اور دوسری مین مہر کی نفی ہی دونون مین فرق بین ہی ایسی بدیہی فرق کو ایک سمجھنا اور مخالفت
کا الزام دینا کمال سفاہت ہی ٥ ابتک شہ ہوئے مغز سخن سے آگاہ + لاحول ولا قوۃ الا باللہ
ہان اس نکاح کی کراہیت مین ہمکو بھی کلام نہین مگر اس کے فساد پر بھی کوئی دلیل نہین اور
فتح القدیر مین ہی اِنَّ مُتَعَلَّقَ النَّهْيِ وَالنَّفْيِ مُسَمَّى الشِّغَارِ وَمَاخُوذٌ فِي مَفْهُومِهِ
خُلُوُّهُ عَنِ الصَّدَاقِ وَكَوْنُ الْبُضْعِ صَدَاقًا وَنَحْنُ قَائِلُونَ بِنَفْيِ هٰذِهِ الْمَاهِيَّةِ
وَمَا يَصْدُقُ عَلَيْهَا شَرْعًا فَلَا نُثْبِتُ النِّكَاحَ كَذٰلِكَ بَلْ نُبْطِلُهُ یعنی متعلق نہی اور نفی
کا مصداق شغار ہی اور شغار کے مفہوم مین مہر سے خالی ہونا اور بضع کا مہر ہونا پایا جاتا ہی اور ہم تو
قائل ہین اس ماہیت کی نفی کے اور جو شی اسپر صادق آوے تیس نہین جائز رکھتے ہم ایسے نکاح
کو بلکہ ہم اوسکو باطل جانتے ہین انتہی **قال** مسئلہ چہل و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز پڑی ہوئی پاوے اوسکو اگر قیمت مین کم دس درہم سے ہو تو مشہور کرے
لوگون مین چند روز اور اگر قیمت مین دس درہم یا دس درہم سے زیادہ ہو تو مشہور کرے لوگون مین
برس دن تک اور بعضون نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ ان مقدارون مین سے لازم ایک بھی نہین الخ
اقول گری ہوئی شی جو شخص اوٹھاوے اوس کے مشہور کرنے مین احادیث مختلف ہین
کسی حدیث مین دو برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور کرنیکا حکم دیا ہی چنانچہ بخاری

کی روایت مین ہی قال سوید بن غفلة لقیت ابی بن کعب فقال اخذت صرة فیها مائة دینار فاتیت النبی صلی الله علیه وسلم فقال عرفها حولا فعرفتها حولا فلم اجد من یعرفها ثم اتیته فقال عرفها حولا فعرفتها فلم اجد یعنی سوید بن غفلہ نے کہا کہ ملاقات کی مین نے ابی بن کعب سے پس کہا اونھون نے پائی مین نے ایک تھیلی جسمین سو دینار تھے پس آیا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمتمین پس فرمایا آپنے ایک سال تک اسکو مشہور کر سو مشہور کیا مین نے پس نہ پایا مین نے اوس شخص کو جو اوسکو پہچانے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا پس فرمایا ایک سال اور مشہور کر سو شہرت دی مین نے پس پایا مین نے انتہی اور مسلم اور بخاری اور ابوداود کی روایت مین تیسری مرتبہ بھی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سال بھر اور شہرت دو انتہی اور بعضی روایتون مین اسی حدیث ابی بن کعب مین ایک سال ہی فقط آیا ہی بعضی حدیث مین مطلق تعریف آئی ہی کوئی مدت معین نہین اور بعضے مین تعریف بھی نہین چنانچہ ابوداود مین ہی عن جابر بن عبد الله قال رخص لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی العصا والحبل والسوط واشباهه یلتقطه الرجل وینتفع به یعنی جابر رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے رخصت دی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی اور رسی اور کوڑی اور اس کے مثل کی کہ کوئی شخص اوسکو اوٹھالے اور اوس سے منتفع ہو انتہی اور بخاری مین ہی عن انس قال مر النبی صلی الله علیه وسلم بتمرة فی الطریق فقال لولا انی اخاف ان تکون من الصدقة لاکلتها یعنی انس رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے گذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور پر راستے مین پس فرمایا اگر یہ خیال نہوتا کہ صدقہ ہوگا تو مین اسکو کھا لیتا انتہی خیر ان چیزون مین بوجہ کم قیمت ہونے کے تعریف کی چندان ضرورت نہین اور ایک حدیث مین تو ایک دینار کیواسطے بھی تعریف مذکور نہین بلکہ مضمون حدیث سے

معلوم ہوتا ہی کہ اوسمین مطلق تعریف نہین کی گئی اور ایک سال کا تو احتمال بھی نہین ہوتا
چنانچہ ابو داؤد مین ہی کہ علی رض گھر مین آئے اور دونو صاحبزادے حضرت حسن و حسین
رضی اللہ عنہما روتے تھے فرمایا کیون روتے ہین حضرت فاطمہ رض نے کہا کہ بھوک سے روتے ہین
پس حضرت علی رض باہر تشریف لائے تو ایک دینار بازار مین پڑا پایا گھر آئے اور فاطمہ رض کو
خبر دی اونھون نے کہا کہ فلان یہودی کے پاس جاؤ اسکا آٹا اوس سے لیلو پس حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اوس یہودی کے پاس آئے اور اوس دینار کا آٹا خریدا یہودی نے کہا
تم اونکے داماد ہو جو اپنے تئین اللہ کا رسول بتلاتے ہین فرمایا ہان کہا اوس نے لو اپنا دینار
اور آٹا لیجاؤ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ اوس آٹے کو مکان مین لے آئے اور حضرت
فاطمہ رض سے اس امر کی اطلاع کی اونھون نے کہا تم فلانے قصاب کے پاس جاکے ایک درہم
کا گوشت لیلو آپ تشریف لے گئے اور اوس دینار کو ایک درہم کے گوشت کی عوض مین گرو
کر دیا اور گوشت لے آئے پس حضرت فاطمہ رض نے آٹا گوندھا اور ہانڈی چڑھائی اور روٹی پکائی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کسی شخص کو بھیجا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے تو فاطمہ رض نے عرض کیا کہ مین آپ سے اس کھانے کی کیفیت بیان کرتی ہون پس اگر آپ
اسکو حلال سمجھین تو ہم بھی کھائین اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیے یہ کھانا ایسا اور ایسا ہی پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پس کھایا اونھون نے پس وہ ہنوز اپنی جگہہ پر
بیٹھے تھے کہ یکایک ایک لڑکا خدا کا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوا دینار طلب کرتا نکلا پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حکم دیا وہ بلایا گیا اوس سے دریافت کیا تو اوسنے کہا بازار مین مجھسے گر پڑا تھا فرمایا اے
اے علی تم قصاب کے پاس جاؤ اور ہمارا نام لو کہ وہ دینار بھیجدو اور درہم تمہارا ہمارے ذمے ہی اوس
قصاب نے وہ دینار بھیجدیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس لڑکے کو دیدیا انتہی پس ظاہر
حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ تعریف نہین کی اور کی بھی تو شاید گھڑی دو گھڑی مگر سال بھر تو
کسی صورت سے ثابت نہین ہوسکتا اسی وجہ سے صاحب ہدایہ نے کہا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ

کوئی مقدار معین لازم نہین جیسے شی ہو اوسکو اوسی طور سے مشہور کرنا چاہیے اگر کم قیمت ہو دن اور اگر زیادہ قیمت کی ہو تو زیادہ دن یہ حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ ہر شی کیواسطے ایک ہی سال متعین ہی بلکہ مختلف روایتین وارد ہوئی ہین اور سب صحیح حدیثون کی ہین بلکہ تعین کر لینا خلاف حدیث ہی **قال** مسئلہ پنجاہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ بکری اور گائے اور اونٹ گم ہوے کا پکڑنا مستحب ہے الخ **اقول** تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَمَا رَوَاهُ كَانَ فِي دِيَارِهِمْ إِذَا كَانَ لَا يُخَافُ عَلَيْهَا مِنْ شَيْءٍ وَنَحْنُ نَقُولُ فِي مِثْلِهِ يَتْرُكُهَا وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ عُثْمَانُ أَمَرَ بِمَعْرِفَتِهَا ثُمَّ تُبَاعُ فَإِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا أُعْطِيَ ثَمَنَهَا یعنی وہ جو روایت ہی کہ اونٹ گم شدہ کو نہ پکڑو یہ اونکی ملک مین اوسوقت تھا جبکہ اونپر کسی قسم کا خوف نہ تھا اور ہم بھی کہتے ہین کہ ایسے وقت مین چھوڑ دے انکو اور اس پر دلالت کرتی ہی روایت عثمان رض کی کہ حکم دیا کہ اول اونکی شہرت کیجاوے پھر فروخت کیے جائین پس جسوقت مالک اونکا آوے قیمت اونکی دیجاوے انتہے اور امام نووی اس حدیث مسلم مَنْ آوَى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعَرِّفْهَا کی شرح مین لکھتے ہین وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالضَّالَّةِ هُنَا ضَالَّةَ الْإِبِلِ وَنَحْوِهَا مِمَّا لَا يَجُوزُ الْتِقَاطُهَا لِلتَّمَلُّكِ بَلْ إِنَّمَا يَلْتَقِطُ لِلْحِفْظِ عَلَى صَاحِبِهَا یعنی اور جائز ہی یہ کہ مراد یہان ضالہ سے ضالہ ابل وغیرہ ہو اوس چیز سے جسکا لینا واسطے مالک ہونے کے جائز نہین بلکہ پکڑ لینا اوسکا واسطے حفاظت کے مالک کے لیے جائز ہی انتہی اور تبیین وطائی مین ہی کہ یہ امر اوسوقت تھا جبکہ صالحین اور امانت دارونکا غلبہ تھا کہ کسی خائن کا اوس پر قابو نہین ہوتا تھا جب اوسکو چھوڑ دیا جاتا تو مل جاتا تھا لیکن ہمارے زمانے مین خائن کے دست اندازی کا خوف ہی پس اوسکے پکڑ لینے مین زندگی اوسکی اور حفاظت ہی انتہی اور فتح القدیر مین ہی کہ یہ بات حق معلوم ہوتی ہی کیونکہ یہ امر قطعی ہی کہ شارع کا مقصود اوس کے مالک تک پہونچ جانا ہی اور شارع نے اسکا طریق بتلایا

کردیا ہی پس جب زمانے کا انقلاب ہوجائے اور وہ شی تلف ہونے لگے تو حکم اوسکا اوسوقت مشابہ
خلاف اوسکے ہوگا اور وہ پکڑ لینا واسطے حفاظت اور لوٹانے کے ہی انتہی علاوہ اسکے حدیث
سے چھوڑ دینے کا فقط جواز نکلتا ہی وجوب نہین نکلتا پس مخالفت کسی صورت سے نہین
ہوسکتی یہ آپکے فہم کا قصور ہی ہر جگہ مخالف حدیث کہدینا آپکا بہانا دستور ہی اس عنیبہ کی
عادت بدکو چھوڑ دیجئے بے سمجھے بوجھے کسی کی نکتہ گیری نہ کیجیے ع سیاہ روشود آنکس
کہ عیب بین گردد ٭ چو خامہ بر سخن ہیچ کس مدار انگشت **قال** مسلہ پنجاہ و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہی کہ پڑی ہوئی چیز کو اگر غنی نے اوٹھا لیا تو اوسکو اپنے کام مین لانا اوسکا
درست نہین الخ **اقول** اگر اس حدیث کے یہ معنی ہون گے کہ بعد ایک سال کے وہ شخص
مالک ہوجاتا ہی خواہ غنی ہو خواہ فقیر تو بخاری کی حدیثون مین تناقض واقع ہوگا کیونکہ بخاری
مین روایت ہی کہ ایک شخص نے لقطہ کا مسلہ پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک
سال تعریف کر پھر اوسکو خرچ کرلے پھر اگر مالک اوسکا آوے اوسکو وہ شی ادا کردے انتہے
اور مسلم کی روایت مین ہی پس خرچ کرلے اور چاہیے کہ وہ شی امانت رہے نزدیک تیرے
پس اگر طالب اوسکا کسی دن آوے تو ادا کردے اوسکو انتہی ان دونون صحیحین کی حدیثون سے معلوم
ہوا کہ وہ شی اسکے پاس امانت ہوتی ہی جسوقت طالب اوسکا آوے فوراً دیدے اگر خرچ بھی
کرلے تو بھی واپس دے گو وہ شخص دس بارہ سال کے بعد آوے اور مسند بزار اور دارقطنی مین ہی فَاِنْ
جَاءَ صَاحِبُهٗ فَلْيُؤَدِّهٖ اِلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَاْتِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِهٖ فَاِنْ جَاءَ فَلْيُخَيِّرْهُ بَيْنَ
الْاَجْرِ وَبَيْنَ الَّذِيْ لَهٗ یعنی پس اگر آوے مالک اوسکا پس چاہیے کہ دیدے اوسکو اور اگر نہ
آوے پس مناسب ہی کہ صدقہ کردے اوسکو پھر اگر آجاوے تو اوسکو اختیار ہی خواہ ثواب لے
خواہ شی انتہی اسیوجہ سے حنفیہ کہتے ہین کہ غنی کو بطور ملک اوسکا خرچ کرلینا نہین چاہیے
البتہ اگر محتاج ہو خرچ کرلے ورنہ دوسرے شخص کو جو محتاج ہو اوسکو تصدق کردے اور صدقہ
بالاجماع فقیر کے واسطے ہوتا ہی اور کسی حدیث سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ جنکو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے اجازت دی تھی وہ غنی تھے اسیوجہ سے علامہ زیلعی نے لکھا ہی کہ ابی بن کعب کی
حدیث حجت نہین ہو سکتی اس لیے کہ حکایت حال ہی اور جائز ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے
فقر کو معلوم کر لیا ہو یا تو قرض کیوجہ سے یا بوجہ کمی مال کے یا آپ سے منتفع ہونیکا اذن فرمایا ہو یہ ہمارے
نزدیک بھی جائز ہی امام کو کہ بطور قرض دیدے اور یہ بھی احتمال ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم
کر لیا ہو کہ یہ مال کسی کافر حربی کا ہی بلکہ ظاہر یہی ہی اس لیے کہ دار الاسلام مین اوسوقت وسعت نہ
تھی اور اگر کسی مسلمان کا مال ہوتا اوپر پوشیدہ نہ رہتا انتہے پھر قرآن شریف مین بھی آیا ہی وَلَا تَأْكُلُوا
أَمْوَالَكُم بِالْبَاطِلِ یعنی نہ کھا جاؤ مال ایک دوسرے کا باطل سے انتہے پس حدیث اور قرآن سے
ثابت ہو گیا کہ غنی اور صاحب نصاب کو تملکاً کسی کا مال کھانا نہین چاہیے بلکہ امام اگر اجازت بھی دے
تو اوسکو صرف کرلے مگر اوسکے ذمے وہ شی رہیگی جب مالک آویگا دینی پڑیگی اور فقیر کے واسطے
صدقہ بالاجماع ثابت ہی پھر حدیث مین بھی اوسکی تائید ہی پس حنفیہ کے طور پر تطبیق بین الاحادیث
خوب ہو جائے گی اور آپ کے مسلک پر صورت رفع تناقض کی بن نہ آوے گی بھلا سوچیے تو پھر معترض
کیجیے ع مزن بے تامل بگفتار دم **قال** مسئلہ پنجاہ و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ جو شخص درخت پر سے میوہ چراوے اسکا ہاتھ کاٹنا واجب نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی
سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی عمرو بن شعیب کے اوس حدیث کا جو کہ مسئلہ چہل
و نہم مین ابو داؤد اور نسائی کی روایت سے قریب گذرے **اقول** مسئلہ ہدایہ کا تو یہ ہی جو
شخص درخت پر سے میوہ چراوے تو ہاتھ اوسکا نہ کاٹا جاوے اور اگر جرین سے چراوے تو
ہاتھ کاٹا جاوے معترض صاحب نے ہدایے کی اول صورت لکھی اور اوسکو حدیث جرین کے
مخالف ٹھہرایا ہم حیران ہین کہ معترض صاحب کے کچھ دماغ مین بوجہ پیرانہ سالی کے خلل آگیا
یا روز ازل سے یہ بلادت اور کجی ذہن کی اونکے حصے مین آئی ہی غور کا مقام ہی کہ عدم قطع سرقہ درخت
مین ہی محفوظ جگہ یعنی جرین مین جو قطع ید حدیث مین وارد ہوا ہی اوسمین تو ہدایہ مین بھی تصریح ید کیا ہی
اسمین تو ظاہری مخالفت بھی نہ تھی جو معترض صاحب نے اسپر طعن کیا دعوا کچھ کرتے ہین اور دلیل کچھ لاتے

ہین اونکے دعوے اور دلیل مین ربط مطلق نہین مگر ان جاہل ان پڑھ لوگون کے بہکانے کو ایک
مسئلہ اور ایک حدیث بمقابلے اسکے کافی ہی غالباً معترض صاحب نے سو مسائل کی منت مانی ہی اس لئے
اونھون نے واسطے ایفاے نذر کے ہدایہ کا مسئلہ تو درخت سے سرقہ کا لکھا اور اوسکو مخالف
اوس حدیث کے بتلایا جسمین لفظ جرین ہی یعنی اگر جرین سے جسکا ترجمہ معترض صاحب نے کھلیان کیا ہی
میوہ چرایا جاوے تو ہاتھ کٹیگا ہم پوچھتے ہین کہ کیا درخت پر سے میوہ لینا اور کھلیان ایک
شی ہی جو مخالفت حدیث لازم آوے ؎ برین عقل و دانش بباید گریست ٭ آخر سو مسلون کا
التزام بھی تو ضرور ہی وہ کیونکر ہو سکتا ہی اونکو کسی نہ کسی طرح پورا کرنا چاہیے حنفیہ کے نزدیک بھی
جرین سے اگر چرائے گا تو بیشک ہاتھ کاٹا جائے گا البتہ درخت پر سے چرانے مین قطع نہین
چنانچہ ابوداؤد مین رافع بن خدیج کی روایت سے حدیث آئی ہی انّہٗ سمع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول لا قطع فی ثمر یعنی تحقیق اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے نہین قطع ہی پھل مین انتہی اور ثمر کے معنی قاموس مین حمل الشجر
کے لکھے ہین یعنی وہ پھل جو درخت مین لٹکا ہو پس حنفیہ نے کیا قصور کیا جو حدیث کے موافق کہدیا اور
جرین تو وہ جگہ ہی جہان کھجورین وغیرہ خشک کرنے کے واسطے جمع کی جاتی ہین اوسمین قطع ید ہی
چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی والذی یؤویہ الجرین فی عادتہم ھو الیابس من الثمر
وفیہ القطع یعنی وہ شی جسکو جرین ٹھکانا دے اونکی عادت مین وہ خشک پھل ہوتا ہی اور اسمین
قطع ید ہی انتہی غرض کسی فقہ کی کتاب سے ثابت نہین ہوتا کہ جرین سے چوری کرنے مین ہاتھ
نہ کاٹا جائے بلکہ درخت پر سے چوری کرنے مین قطع نہین اوسکی سند مین ابوداؤد کی حدیث لکھی
ہمنے لکھدی پس موافق حدیث کے یہی مسئلہ ہی دوسری جو صورت لیجئے مخالف پڑے گی اور وجہ
اوسکی یہ ہی کہ جرین محفوظ ہوتا ہی اور درخت محفوظ نہین ہوتا اس لیے سرقہ اوسمین صادق آتا ہی اور
اسمین نہین آتا پس معترض صاحب کی سمجھ کا پھیر تھا کہ سیدھی بات کو اولٹا سمجھ گئے ہدایہ مین
تو کوئی وجہ مخالفت کی نہ تھی زبردستی واسطے اغواے عوام کے یہ بھی لکھ دیا مارے گھمنا

پھوٹے انکہ کون بوجھتا ہی ؎ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا ✦ الا یا ایہا الساقی
ادر کاسا و ناولہا ✦ **قال** مسئلہ پنجاہ وسوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ حکم پڑی
ہوئی چیز کے اوٹھانیکا حل اور حرم کا برابر ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین
خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہی عبد الرحمن بن عثمان تیمی سے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا حاجیون کی گری ہوئی چیز کے لینے سے **اقول** امام نووی نے شرح
مسلم مین لکھا ہی قَوْلُهُ نَهٰى عَنْ لُقَطَةِ الْحَاجِّ يَعْنِي عَنِ الْتِقَاطِهَا لِلتَّمَلُّكِ وَاَمَّا
اَلْتِقَاطُهَا لِلْحِفْظِ فَقَطْ فَلَا مَنْعَ مِنْهُ وَقَدْ اَوْضَحَ هٰذَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيْثِ الْاٰخَرِ وَلَا يَحِلُّ لُقَطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ یعنی قول راوی کا
کہ ممانعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیون کے لقطے سے مراد اس سے اوٹھالینا اوس کا
واسطے مالک ہونے کے ہی لیکن اوٹھانا اوسکا فقط واسطے حفاظت کے سو نہین ممانعت اوسمین
اور تحقیق واضح کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اپنے قول مین جو دوسری حدیث مین
وارد ہی کہ نہین حلال ہی لقطہ مکے کا مگر واسطے شہرت دینے والے کے انتہی اور یہ صحیحین مین موجود
ہی اور علامہ ابن ہمام نے اس حدیث صحیحین سے اول استدلال کر کے دلیل عقلی یہ لکھی ہی کہ اس زمانے
مین حاجیون کی گری ہوئی چیز واسطے تعریف کے اوٹھالینی چاہیے کیونکہ چوری مکے مین بہت پھیل
گئی ہی اور جب احکام کے مشروعیت باعتبار کسی شرط کے باقی جائے پھر بر تقدیر مشروعیت اوسکے
کے ضد اوسکی کسی مفسدہ کو متضمن پائی جائے تو اوس حکم کا انقطاع معلوم ہوگا برخلاف اون چیزون کے جو
کسی سبب سے جاری ہوئین اور اوسکے باقی رہنے مین مفسدہ نہو جیسے طواف مین رمل اور
اضطباع واسطے اظہار شجاعت کے انتہی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیث صحیحین کی اوس
حدیث کی مفسر واقع ہوئی ہی پس حاجیون کا لقطہ واسطے حفاظت کے اوٹھانا جائز ہوا خصوصا
آجکل تو مکہ معظمہ مین چوری کا ایسا شیوع ہی کہ اظہر من الشمس ہی گویہ کام وہان کے اہل احتیاج
اور غربا اور اراذل قوم کا ہی شرفا اس فعل سے محفوظ ہین مگر حجاج تو بیچارے جنکی چوری ہو جاتی ہی

شرح مسلم نووی

فتح القدیر باب اللقطہ

سپہ چھٹتے رہجاتے ہین اور اداملی مکان حج بوجہ مفلسی کے اونپر دشوار ہوجاتا ہے اگر کوئی اوسوقت اونکی ہمیانی اوٹھا کر مشہور کرے اور اونکو ملجاوے تو یہ بات عمدہ اور موافق حدیث صحیحین کے ہوگی یا یہ امر اچھا ہی کہ اوسکو ویسے ہی چھوڑ دے اور کوئی سارق اوسکو اوٹھا لے ہمکو تو نقل اور عقل سے اسکا اوٹھا لینا بہتر معلوم ہوتا ہی چنانچہ صحیحین کی حدیث مین خود اوسکی تصریح ہی کہ ہر صرف کو اوٹھا لینا چاہیے پھر اعتراض مخالفت کیسا بغیر دیکھے کتب حدیث کے اعتراض کر دینا اپنے اوپر الزام لینا ہی سعدی چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + **قال** مسئلہ پنجاہ و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص دس درہمون کی قیمت سے کم قیمت کی چیز چوری کرے اسکا ہاتھہ نہ کاٹنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا الخ **اقول** جاننا چاہیے کہ ڈھال کی قیمت مین اختلاف ہی بعضے قائل ہین کہ قیمت اوسکی تین درہم تھی اور بعضے دس درہم بتلاتے ہین چنانچہ دو قسم کی حدیثین وارد ہوئی ہین مگر دس درہم مین کسی کا بھی خلاف نہین اس لیے حدود مین اکثر دس درہم لیے تا کہ شبہہ جس سے حدود ساقط ہو جاتے ہین نر ہی ابوداؤد مین ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَطَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ رَجُلٍ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ دِينَارٌ أَوْ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ یعنی ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ہاتھہ بوجہ سپر کے جسکی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی کاٹا انتہی اور نسائی مین ہی عَنْ أَيْمَنَ قَالَ لَمْ يَكُنْ تُقْطَعُ الْيَدُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ وَقِيمَتُهُ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ یعنی ایمن رضہ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے نہین ہاتھہ کاٹا جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مگر ایک ڈھال کی قیمت مین اور قیمت اوسکی اوسوقت ایک دینار تھی انتہی اور ترمذی مین ہی وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ لَا قَطْعَ إِلَّا فِي دِينَارٍ أَوْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ یعنی تحقیق روایت کی گئی ہی ابن مسعود سے کہ فرمایا اونھون نے نہین قطع ہی مگر ایک دینار مین یا دس درہمون مین انتہی اور دوسری روایت نسائی

نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کی ہے کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
مین دس درہم تھے انتہی اور تیسری روایت نسائی کی عطا سے ہے قَالَ اَدْنٰی مَا یُقْطَعُ
فِیْہِ ثَمَنُ الْمِجَنِّ وَثَمَنُ الْمِجَنِّ عَشَرَۃُ دَرَاھِمَ یعنی کہا اونھون نے ادنی اوسکا جس مین
ہاتھ کاٹا جاتا ہے قیمت سپر کی ہے اور قیمت ڈھال کی دس درہم ہین انتہی اسی قسم کی روایتین دارقطنی
اور مسند ابی حنیفہ اور طبرانی اور مسند امام احمد اور عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ مین آئی
ہین اور موطای امام محمد مین ہے وَقَالَ اَھْلُ الْعِرَاقِ لَا تُقْطَعُ الْیَدُ فِیْ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَۃِ
دَرَاھِمَ وَرَوَوْا ذٰلِکَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَنْ عُمَرَ وَعَنْ عُثْمَانَ وَ
عَنْ عَلِیٍّ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ فَاِذَا جَاءَ الْاِخْتِلَافُ فِی
الْحُدُوْدِ اُخِذَ فِیْھَا بِالثِّقَۃِ یعنی اور کہا اہل عراق نے نہ کاٹا جاوے ہاتھ کمتر دس درہمون سے
اور روایت کیا اونھون نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عمر رضہ سے اور عثمان رضہ سے اور علی رضہ
سے اور عبد اللہ بن مسعود سے اور بہتون سے پس جبکہ حدود مین اختلاف ہو تو جو امر حدود مین
احوط ہو اوسکو اخذ کرنا چاہیے انتہی اور فتح القدیر مین ہے کہ ابن خسرو نے امام محمد کے واسطے سے جو
حدیث روایت امام صاحب سے کی ہے کہ دس درہم سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے یہ حدیث متصل
اور مرفوع ہے اور اگر موقوف ہے تو بھی اس کے واسطے حکم مرفوع ہونیکا ہے کیونکہ مقدار شرعی مین
عقل کو کچھ دخل نہین پس موقوف بھی مرفوع کا حکم رکھتی ہے انتہی اور بیضہ کی جو معترض صاحب
نے حدیث نقل کی ہے شاید بیضے کے معنی انڈے کے سمجھے ہین یہ تو سوا بعض ظاہریہ کے کسی کا
بھی مذہب نہین ورنہ جمہور کے نزدیک دس اور تین مین حکم دائر ہے وہ بیضے کے معنی خود
کے لیتے ہین ایسے ہی بعضی روایتون مین حبل کا لفظ بھی آیا ہے اوسکی تفسیر خود اعمش نے
جو راوی اس حدیث کے ہین کر دی ہے وَ اِنَّ مِنَ الْحِبَالِ مَا یُسَاوِیْ عَشَرَۃَ دَرَاھِمَ
یعنی تحقیق بعضے رسیان دس درہمون کی قیمت رکھتے ہین انتہی خلاصہ تمام تقریر کا یہ ہے
کہ دس درہم کی حد مین کسی کا اختلاف نہین اور کم مین صحابہ کا اختلاف ہے چنانچہ مذکور ہوا ہیں

نسائی باب ما یقطع فیہ ید السارق

مصنف باب ما یجب فیہ قطع

فتح القدیر باب ما یجب فیہ القطع

حدود مین ایسی صورت ہوگی جسمین کسی قسم کا شبہہ بھی نہو کیونکہ شبہہ سے حدود ساقط ہو جاتی ہین

پس اعتراض معترض صاحب کا بیجا ہی عقل ہو تو کچھہ اون سے کہا جاوے اندہے کے آگے

رونا انکھین کھونا ہی سعدی زفیض بہرہ نیابد ضمیر کج طبعان + کجا بہار کند سبز شاخ آہو را +

مسئلہ پنجاہ و پنجم بول الطفل الرضیع

قال مسئلہ پنجاہ و پنجم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ پیشاب اگر کپڑے پر لگ جاوے

تو بدون دھوئے پاک نہین ہوتا **فائدہ** عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی کہ جو لڑکا کہ ہنوز طعام

نہین کھاتا پیشاب اوسکا پلید ہی کپڑے وغیرہ پر اگر لگ جاوے تو بدون دھوئے پاک نہین

ہوتا اور یہ مذہب امام اعظم اور تمام اہل علم کا ہی لیکن امام شافعی رح کے نزدیک نجاست خفیفہ

ہی اور اوزاعی کے نزدیک جبتک لڑکا دودھ پیتا ہی تب تک اوسکا پیشاب اگر کپڑے وغیرہ

پر لگجاوے تو کپڑا پلید نہین ہوتا اور داؤد ظاہری جو لڑکا کہ ہنوز کھانا نہین کھاتا اوس کے

پیشاب کو پاک سمجھتے ہین سوا امام اعظم وغیرہ نے اس مسئلے مین خلاف کیا ان تین حدیثون کا

مسئلہ پنجاہ و ششم بول الصبی

الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک اس حدیث مین نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہین چھڑکنے کے

نہین چنانچہ دوسری حدیثون مین اسکی تفسیر موجود ہی مسلم مین ہی عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُتِیَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصَبِیٍّ یَرْضَعُ فَبَالَ فِیْ حِجْرِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ

فَصَبَّہٗ عَلَیْہِ یعنی عایشہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا

دودھ پیتا لایا گیا اوس نے آپ کی گود مین پیشاب کر دیا پس آپنے پانی منگوایا پس ڈالدیا اوسپر

انتہی اور دوسری حدیث مسلم کی روایت مین ہی فَنَضَحَہٗ عَلٰی ثَوْبِہٖ وَلَمْ یَغْسِلْہُ غَسْلًا

یعنی پس ڈالا اوس پانی کو اوسپر اور نہ دھویا اوسکو دھونا انتہی اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہی

کہ دھونے مین مبالغہ جیسے اور نجاستون مین کیا جاتا ہی نہین کیا کیونکہ مفعول مطلق واسطے

تاکید فعل کے واقع ہوا ہی اوسکی نفی سے فقط خفیف دھونا باقی رہتا ہی اور بخاری مین ہی عَنْ

عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّہَا قَالَتْ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصَبِیٍّ

فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَہٗ اِیَّاہُ یعنی عایشہ رضہ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا لایا گیا اوس نے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپنے پانی منگوایا پس بہایا اوسکو کپڑے پر انتہی اور شرح معانی الآثار مین ہی عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُوْ لَهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ مَرَّةً فَبَالَ فَقَالَ صُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا یعنی عایشہ رضہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین لڑکے لائے جاتے تھے پس آپ اونکے واسطے دعا فرماتے تھے پس ایک بار ایک لڑکا لایا گیا اوس نے پیشاب کر دیا پس فرمایا آپنے اسپر خوب پانی ڈالدو انتہی اور دوسری روایت مین ہی وَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ یعنی اسپر پانی بہا دیا انتہی پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہین چنانچہ شرح معانی الآثار مین لکھا ہی وَإِتْبَاعُ الْمَاءِ حُكْمُهُ حُكْمُ الْغَسْلِ أَلَا تَرٰى أَنَّ رَجُلًا لَوْ أَصَابَ ثَوْبَهُ عَذِرَةٌ فَأَتْبَعَهَا الْمَاءَ حَتّٰى ذَهَبَ بِهَا فَإِنَّ ثَوْبَهُ قَدْ طَهُرَ وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطِنِيْ إِزَارَكَ لِأَغْسِلَهُ قَالَ إِنَّمَا يُصَبُّ عَلٰى بَوْلِ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ فَهٰذِهِ أُمُّ الْفَضْلِ فِيْ حَدِيْثِهَا هٰذَا إِنَّمَا يُصَبُّ عَلٰى بَوْلِ الْغُلَامِ فِيْ حَدِيْثِهَا الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ إِنَّمَا يُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ فَثَبَتَ أَنَّ النَّضْحَ الَّذِيْ أَرَادَتْهُ فِي الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ هُوَ الصَّبُّ لِمَذْكُوْرٍ حَتّٰى لَا يَتَضَادَّ الْأَثَرَانِ فَثَبَتَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ حُكْمَ بَوْلِ الْغُلَامِ هُوَ الْغَسْلُ إِلَّا أَنَّ ذٰلِكَ الْغَسْلَ يُجْزِئُ مِنْهُ الصَّبُّ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ النَّضْحَ عِنْدَهُمْ هُوَ الصَّبُّ وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ یعنی بہانا پانی کا حکم اسکا حکم دھونیکا ہی کیا نہین معلوم کہ اگر کسی شخص کے کپڑے سے پیشاب لگ جاوے پس وہ شخص پانی اوسپر ڈالدے یہانتک کہ وہ نجاست زائل ہوجاوے پس تحقیق کپڑا اوسکا پاک ہوجاویگا اور ام فضل سے روایت ہی پس کہا مین نے یا رسول اللہ اپنا تہبند مجھکو دیجیے اوسے دھوون فرمایا پانی ڈالا جاتا ہی لڑکے کے پیشاب پر اور دھویا جاتا ہی پیشاب لڑکی کا

بیچ ام الفضل مین جنسے یہ روایت ہی اور انہین کی حدیث مین جو پہلی فصل مین مذکور ہوئی نضح
کا لفظ ہی پس ثابت ہوا کہ اول حدیث مین نضح سے مراد پانی ڈالنا ہی تاکہ دونون حدیثین متعارض
نہو جائین پس ان تمام حدیثون سے ثابت ہوا کہ لڑکے کے پیشاب کا حکم بھی دھونیکا ہی مگر اس
دھونے کو فقط پانی ڈالدینا کافی ہوجاتا ہی پس دلالت کی اسنے کہ نضح نزدیک اونکے بمعنی صب یعنی
پانی ڈالنے کے ہی اور یہی مذہب امام صاحب اور امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہی انتہی ملخصا
پس یہ مضمون مخالف حدیث شریف کے کہان ہوا نے سمجھے بوجھے اعتراض کر دیا مغز سخن کو
پہونچنا کام ہی عاقلونکا نہ ناقلونکا ؎ خامہ ہر چند دود ولیک بمعنی نرسد سعی سودی نمی بخشد
بنود استعداد **قال** مسئلہ پنجاہ و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اونٹ کا پیشاب
پینا دوا کے لیے بھی حلال نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف
کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور ترمذی مین روایت ہی انس سے کہ آئے لوگ عرینہ مین سے
مدینے مین نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ناموافق ہوئی اونکو ہوا مدینے کی پس
بھیجا اونکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ اونٹون صدقات کے اور فرمایا اونکو پیو دودھ اونکا
اور پیشاب اونکا **اقول** اس حدیث سے خود معلوم ہوتا ہی کہ ضرورۃً اون کو اجازت دی تھی
اسکا امام صاحب بھی انکار نہین کرتے بلکہ ضرورت مین تو امام صاحب کے نزدیک قطعی حرام
بھی مباح ہو جاتا ہی مثلا کوئی شخص حالت اضطرار مین مردار کا گوشت کھالے یا نہایت تشنگی مین
یا حلق مین لقمہ پھنس جائے بشرطیکہ حلال شی میسر نہو تو شراب کے گھونٹ سے رفع تشنگی کرلے
یا لقمہ اوتارلے مباح ہی اور بلا ضرورت بطور دوا کے پیشاب پینا جائز نہین جیسا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت معلوم ہو گئی تھی اگر کسی شخص کو معلوم ہو جائے تو کیا مضائقہ ہی البتہ اگر
کسی حدیث سے یہ ثابت ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا ضرورت بھی پیشاب
پلوایا ہی تو اوسوقت امام ابو حنیفہ کا مسئلہ مخالف ہو جائے گا اور یہ امر حدیث سے ثابت ہونا
محال ہی پس مخالفت حدیث بھی محال ہو گی شرح معانی الآثار مین ہی قالوا ابوال الابل

بنجاسة وحكمها حكم دمائها لا حكم ألبانها ولحومها وقالوا أما ما رويتموه في حديث العرنيين فذلك إنما كان للضرورة فليس في ذلك دليل أنه مباح في غير الضرورة لأنا قد رأينا أشياء أبيحت في الضرورات ولم تبح في غير الضرورات وقد رويت فيها الآثار عن أنس أن الزبير وعبد الرحمن بن عوف شكوا إلى النبي صلى الله عليه وسلم القمل فرخص لهما في قميص الحرير في غزاة لهما قال أنس فرأيت على كل واحد منهما قميصا فهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أباح الحرير لمن أباحه له للبس من الرجال للعلة التي كانت لمن أباح ذلك فكان ذلك من علاجها ولم يكن في إباحته ذلك لهم للعلة التي كانت بهم ما يدل أن تلك كان مباحا في غير تلك العلة فكذلك أيضا ما أباحه رسول الله صلى الله عليه وسلم للعرنيين للعلل التي كانت بهم فليس في إباحته ذلك لهم دليل أن تلك كان مباحا في غير تلك العلل يعني کہا اونھون نے کہ پیشاب اونٹ کا ناپاک ہے اور حکم اوسکا حکم خون اوسکا ہے نہ حکم دودھ کا اور گوشت کا اور کہا اونھون نے لیکن وہ حدیث عرنیین کی جو تم نے بیان کی پس یہ تو بوجہ ضرورت کے تھا اس مین اس امر کی دلیل نہین کہ وہ بلا ضرورت بھی مباح ہے کیونکہ بہت اشیا دیکھتے ہین کہ بوجہ ضرورت مباح کردی گئی ہین اور بلا ضرورت مباح نہین ہین اور اوسمین احادیث مروی ہین چنانچہ انس رض سے روایت ہے کہ زبیر رض اور عبد الرحمن بن عوف رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جوئون کی شکایت کی آپ نے ریشم کا کرتہ پہننے کی اونکے غزوہ مین اجازت فرمائی اور انس کہتے ہین کہ مین نے دونون کو کرتا حریر کا پہنے دیکھا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن شخصون کو حریر پہننا مباح کیا تھا سو بسبب اونکی خارش کے تھا پس یہ علاج اوسکا ہوا اور اس کی رخصت علت سے جو اونکو لاحق تھی مباح کرنے مین دلیل نہین ہو سکتی کہ سوا اوس بیماری کے

بھی مباح ہی الیسا ہی اوس چیز کو کہ عرنیین کے واسطے آپنے مباح کی تھی بوجہ بیماریون اون کی کے تھی پس اونکے واسطے مباح ہونے مین یہ دلیل نہین ہوسکتی کہ سوا اون بیماریون کے اور ہین بھی جائز تھا انتہے اور پیشاب کی حرمت مین حدیث وارد ہی اِسْتَنْزِهُوا عَنِ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّۃَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْہُ یعنی بچا کرو پیشاب سے اسواسطے کہ تحقیق عام عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہی انتہے اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ اس حدیث کو حاکم نے ابوہریرہ کی روایت سے نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ اوپر شرط شیخین کے ہی انتہے اور علامہ عینی نے لکھا ہی لِاَنَّ الْبَوْلَ مُحَلًّی بِالْاَلِفِ وَ اللَّامِ فَیَعُمُّ جَمِیْعَ الْبَوْلِ یعنی اسلیے کہ لفظ بول پر الف لام داخل ہی پس تمام پیشابون کو مشتمل ہوگا انتہی حاصل کلام ہی کہ حدیث عرنیین سے حلت اور طہارت اوسکی ثابت نہوئی پس اس حدیث سے کہ تمام ابوال کو شامل ہی حرمت اوسکی ثابت ہی پس دونون حدیثون مین تعارض بھی نہوا کیونکہ بوجہ ضرورت اباحت اوسکی مقتضی نہین کہ بلاضرورت بھی جائز ہوجاوے ورنہ دونون حدیثون مین تعارض صریح ہوجاوے گا اور علامہ اکمل نے لکھا ہی کہ بعضون نے کہا ہی یہ حدیث مانند مثلہ کے منسوخ ہی تصریح اسکی علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کی ہی پس امام صاحب نے اگر بلاضرورت بھی حرمت بیان کی تو کیا خلاف ہوا معترض صاحب صرف اعتراض کردینا جانتے ہین اور کج فہمی سے سیدھا سا مطلب بھی اونکی سمجھ مین نہین آتا ؎ کج را بتکلف نتوان راست نمودن کی تیر نتوان ساختن از چوب کمانہا + **قال** مسئلہ پنجاہ و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ کتے کے جھوٹے برتن کو تین بار دھونا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ پیوے کتا بیچ باسن ایک تمہارے کے پس چاہیے کہ دھووے اوسکو سات بار اور مسلم کی ایک روایت مین یون ہی کہ کہا پاکی باسن ایک تمہارے کی جسوقت کہ پی جاوے اوس مین کتا یہ ہی کہ دھووے

اوسکو سات بار پہلا اونکا ساتھ مٹی کے **اقوال** بنایہ شرح ہدایہ مین ہی کہ دارقطنی نے
ابوہریرہؓ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھویا جاوے برتن کتے
کے موںھ ڈالنے سے تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور ابن عدی نے کامل مین ابوہریرہؓ سے
مرفوع روایت کی ہی کہ جسوقت کتا کسی کے برتن مین موںھ ڈالدے پس چاہیے کہ اوسکو خالی
کریے اور تین بار دھو ڈالے اور دارقطنی نے اسی حدیث کو سند صحیح سے ابوہریرہ سے روایت کی
ہی کہ جب کتا برتن مین موںھ ڈالدے پس خالی کر دو اوسکو اور برتن کو تین بار دھو ڈالو اور طحاوی
نے بھی اسکو اسناد صحیح سے روایت کیا ہی اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف مین معمر سے روایت
کی ہی کہ زہری سے سوال کیا گیا کہ کتا برتن مین موںھ ڈالدیتا ہی فرمایا تین بار دھو ڈالا جاوے
پس زہری کے نزدیک اگر سات بار کا منسوخ ہونا نہ ثابت ہوتا تو وہ فتوا اندے تے جو ابوہریرہؓ نے
دیا ہی اسیوجہ سے امام صاحب کہتے ہین کہ تین بار دھویا جاوے پس ابن حزم کسطرح کہتے ہین کہ
تین بار دھونا کسی صحابی سے مروی نہین انتہی اور فتح القدیر مین ہی مذہب ابوہریرہ سے تین بار
ثابت ہونا قرینہ اس امر کا ہی کہ مرفوع حدیث یعنی تین بار دھونے کی راوی ضعیف نے ٹھیک
بیان کی ہی اور اسوقت سات بار کی حدیث کے معارض ہو جاوے گی اور اوس پر ترجیح
دیجاوے گی کیونکہ سات بار کی حدیث مقدم معلوم ہوتی ہی اسلیے کہ جسوقت کتون کے احکام
مین شدت کیجاتی ہی یہان تک کہ حکم اونکے قتل کا دے دیا تھا یہ سات بار دھونے کی تشدید
اوسوقت کے مناسب ہی اور اوسکا منسوخ ہونا ثابت ہی پس یہ احادیث مرفوع جو ابوہریرہؓ
کی حدیث سے تایید یافتہ ہین سات بار کی حدیث پر عمل مین مقدم ہون گے پس سات بار کی
حدیث ابتدا پر حمل کیجاوے گی اور اگر اس مرفوع حدیث کو بالکل ترک بھی کر دیا جاوے تو بھی
ابوہریرہ کا مخالف سات بار کی حدیث کے (حال آنکہ وہی راوی اس کے بھی ہین) عمل کرنا کفایت
کرتا ہی کیونکہ محال ہی کہ وہ قطعی حدیث کو اپنی راے سے چھوڑ دین اور وجہ اوسکی یہ ہی کہ خبر واحد
کی ظنیت باعتبار غیر راوی کے ہوتی ہی لیکن باعتبار اوسکے کہ جس نے اوسکو رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سنا ہی قطعی ہی ہر یاک کہ اوس سے اگر قطعی الدلالت ہوتا اوسکا
اپنے معنی مین پایا جایگا تو آیت قران بھی منسوخ ہو جانے کی پس اس سے لازم آیا کہ اونھون
نے نہین ترک کیا اوسکو مگر بوجہ یقین کرنے اونکے کی نسخ کا کیونکہ نہین متروک ہوتی قطعی
مگر قطعی سے پس قول اونکا باطل ہوا جو کہتے ہین کہ جایز ہی کہ اونکے اجتہاد مین جو محتمل خطا کو ہی
ثبوت نسخ ہو گیا ہو پس جب پہچانا تو نے اوسکو تو ہو گیا ترک کرنا اونکا ہمنزلے روایت کرنے اونکے
کے ناسخ کو بلا شبہہ پس دوسری حدیث بالضرورت منسوخ ہو گی انتہی **قال** مسئلہ پنجاہ و ہشتم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ درخت پر میوہ بیچنا خواہ پک گیا ہو خواہ خام ہو جائز ہی اور
مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا الخ **اقول**
بخاری اور مسلم وغیرہ مین ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ
نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ یعنے تحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص درخت کھجور کا بعد جوڑا لگانے کے جیسا کہ کھجورین نر مادگی کا
دستور ہی فروخت کرے پس پھل اوسکے واسطے بائع کے ہین مگر اوسوقت کہ شرط کرے خریدنے
والا انتہی اس حدیث سے ثمر کی بیع مطلقا جائز معلوم ہوتی ہی کیونکہ اسمین قید پکنے ثمر کی نہین ہی
اور حدیث نہی کا مطلب آگے آتا ہی البتہ یہ شبہہ ہوتا ہی کہ جب ثمر بالتبع درخت مین داخل ہو جائین گے جیسے فنائے
دار مکان کے خریدنے مین داخل ہو جاتا ہی علیحدہ ثمر کی بیع کا جائز ہونا کہانسے معلوم ہوا اسکا
جواب یہ ہی کہ فنای دار تو بلا شرط بھی داخل ہو جاتا ہی اور ثمر بغیر شرط کے بیع درخت مین داخل نہین ہوتا
پس جو شی بلا شرط بالتبع داخل ہو جاتی ہی اوسکی تو علیحدہ بیع درست ہی اور جو شی بلا شرط نہین داخل
ہو گی اوسکو تو بہ نسبت پہلی شی کے زیادہ استقلال ہو گا پس دوسری شی کے ساتھ جبھی جائز ہو گی
کہ علیحدہ بھی بیع اوسکی درست ہو مثلا اگر گھر بیع کیا جائے تو اوسکا مال اوسمین داخل نہو گا جب
شرط ہو تو بیع مال کی علیحدہ بھی جائز ہی اس لیے شرط مین داخل ہو جائے گا ورنہ اگر شراب اور سور
وغیرہ حرام چیزون کی اگر شرط کرے گا تو بیع فاسد ہو جائے گی بوجہ اسکے کہ علیحدہ بیع اوس کی

حرام ہے پس بیع دار مین اوسی شی کی شرط کیجائے گی جو علیحدہ بھی جائز ہو ایسا ہی درخت مین
ثمر کا شرط سے داخل ہونا اسی وجہ سے ہے کہ علیحدہ بھی بیع اوسکی جائز ہو چنانچہ مسلم اور ترمذی
وغیرہ مین حدیث آئی ہے وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ
یعنی جو شخص کسی غلام کو خریدے پس مال اوسکا اوس شخص کا ہے جس نے غلام کو بیع کیا ہے انتہی اور یہ
الفاظ مسلم کے ہین اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مال کی علیحدہ بیع بھی درست ہے کیونکہ
اگر مال شراب یا سور ہوگا تو بیع شرط سے فاسد ہو جائے گی پس شرط اوسی مال کی ہوگی جسکی
بیع علیحدہ بھی درست ہو اور جسکی بیع علیحدہ درست نہوگی اوسکی شرط بھی جائز نہوگی پس معلوم
ہوا کہ ثمر کا بیع مین شرط کرنا اوسیوقت ہے جب اوسکی بیع علیحدہ بھی جائز ہو اور دوسری حدیث
امام مالک کی موطا مین عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے ایک شخص نے ایک باغ
کے پھل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین خریدے پس اوسکی درستی اور اصلاح کی پھر اوسمین
نقصان آگیا اوس نے باغ والے سے کہا یا تو دام کم کردو یا دام پھیر دو اوس نے قسم کھائی کہ ایسا نکرونگا
پس مشتری کے باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے اور یہ کیفیت عرض کی آپ نے
فرمایا عمدہ بات سے انکار کرتا ہے پس باغ والے نے سنا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا
اور کہا دام دونگا پس اگر بیع درست نہوئی تھی تو پھیرانا کیونکر صحیح ہوا اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے
معلوم ہوا کہ بیع اوسکی پکنے سے پہلے تھی جواب اوسکا یہ ہے کہ نقصان اور آفت سے معلوم ہوتا ہے
کہ پیشتر فروخت کیا ہے کیونکہ حدیث مین ممانعت قبل آفت کے ہے پس آفت اور نقصان کا اعتبار
اوسی وقت ہے جبتک پکا نہین کیجا ہے اور جب پک گیا پھر نقصان ہونے سے بائع کو کیا علاقہ باقی
رہا یہ امر کہ جب حدیث مین ممانعت آئی ہے تو پھر حنفیہ اوسکو کیون جائز رکھتے ہین اوسکا **جواب**
یہ ہے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس شرط پر فروخت کرے کہ درخت پر پھل چھوڑ دے تو ایسی
بیع ناجائز ہے اور اسکی سوا سب صورتین اس حدیث مین داخل نہین البتہ یہ صورت حنفیہ
کے نزدیک بھی ناجائز ہے پس مسئلہ اس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ صحاح ستہ کی حدیث کے جو شروع

جواب مین مذکور ہی موافق ہوگیا اول ہم چند مسئلے بیان کردین جسمین سبکا اتفاق ہی اور جمیع ایمت
اونکے قائل ہین پھر علامہ ابن ہمام کے کلام سے ثابت کردین گے کہ حدیث کا یہ مطلب نہین جو معترض
صاحب نے ظاہر الفاظ دیکھکر مخالفت کا حکم لگا دیا ہی وہ مسائل متفق علیہ یہ ہین اسمین کسی کا خلاف
نہین کہ پہلے نمودار ہونے پھل کے بیع ناجائز ہی اور اسمین بھی کسی کا خلاف نہین کہ بعد نمودار ہونے
پھل کے اور پہلے پکنے کے اس شرط پر کہ درخت پر چھوڑ دین گے بیع ناجائز ہی اور پہلے شروع پکنے
کے اس شرط پر کہ پھل توڑ لین گے اور پھل بھی ایسے ہو گئے ہون کہ اون سے آدمی یا چوپائے منتفع
ہو سکتے ہون اُسکے جواز مین کسیکو کلام نہین ایسی اس مین بھی کسیکو کلام نہین کہ جب بدو صلاح
ہو جائے اوسکے بعد بیع جائز ہی گو اسکی تفسیر مین خلاف ہو کہ ہمارے نزدیک تو جب آفت اور فساد
سے محفوظ ہو جاتا ہی تو بیع جائز ہوتی ہی اور امام شافعی کے نزدیک جب اوسمین حلاوت شروع ہو جاے
تو بیع جائز ہی مگر بدو صلاح مین سبکا اتفاق ہی اب رہا مسئلہ مختلف فیہ وہ یہ ہی کہ قبل پکنے کے صلاحیت
کے اوسکو بلا شرط قطع بیع کیا جائے یہ صورت حنفیہ کے نزدیک جائز ہی اور حدیث کے مخالف نہین
فتح القدیر مین ہی کہ ہماری حجت قول علیہ السلام کا ہی جو شخص درخت خریدے پس ثمر اوسکا بائع کا ہی
مگر جب مشتری شرط کرلے پس مشتری کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط سے مباح کر دیا
پس دلالت کی اس حدیث نے کہ مطلقا بیع ثمر کی جائز ہی کیونکہ داخل ہونا اُسکے کو وقت شرط بیع کے بدو
صلاح سے مقید نہین کیا لیکن حدیث نہی کی کہ اوسمین یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عدم
جواز کے علت واقع ہوا ہی بھلا اگر خدا پھل نہ آنے دے تو کس وجہ سے بائع مشتری کا مال حلال جانیگا)
اس امر کو مستلزم ہی کہ معنی حدیث کے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل پکنے کے پکو نکے دام دینے
اور اونکے بیع کرنے سے منع فرمایا ہی کیونکہ عادت لوگون کی یہ ہی کہ پھلون کو پہلے کٹنے کے بیع کر دیتے ہین
پس اس بیع سے منع کیا جب تک کہ اونمین سرخی اور زردی نہو یا آفت سے امن نہو جائے اور
وہ جو حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ کی ہے نے بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور
کی بیع سے منع فرمایا جب تک سیاہ نہو جاوے حالانکہ وہ قبل سیاہی کے عنب نہین کہلاتا بلکہ حصرم

اوسکو بوتے ہین سو اس حدیث سے قطعًا معلوم ہوتا ہی کہ نہی اس سے ہی کہ بیع عنب کی واقع ہو قبل
عنب ہونے کے اور یہ نہین ہوسکتا ہی مگر اس شرط پر کہ ہونے انگور تک اوسکو چھوڑ دیا جاوے پس
نہی کا مصداق یہ ہوا کہ پختہ کی بیع قبل پختگی ہوجاوے اور اسپر دلالت کرتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا علت بیان کرنا کہ اگر اوس مین پھل نہ آوے تو کیونکر اپنے بھائی کے مال کو بائع حلال سمجھتا ہی
پس معنی اس حدیث کے یہ ہوے کہ جب تم عنب کو قبل عنب ہونے کے اس شرط پر فروخت
کرتے ہو کہ اوسکو عنب ہونے تک چھوڑ دیا جاوے پس اگر خدا پھلونکو منع کردے اور وہ عنب نہون
تو کسکی عوض مین بائع مشتری کے مال کو حلال سمجھتا ہی اور اگر بیع مین کاٹ لینا شرط کر لیا جاوے
تو اوسمین یہ بات متصور نہین پس نہی اوسکو شامل نہوگی اور جب نہی کا محل وہ بیع ہوئی کہ جسمین شرط
ہو کہ تا شروع پختگی ثمر درخت پر چھوڑ دئے جاوین پس ہمنے موافق اس نہی کے اس بیع کو فاسد
کردیا اور مطلق بیع جو اس نہی کی بوجہ من الوجوہ شامل نہو باقی رہے گی اور اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ حدیث
تابیر کی جس سے ہم استدلال لائے ہین عام نہین کہ اوسکو خاص معارض ہو جو کہ حدیث بدو صلاح کی ہی تا کہ ترجیح
خاص کو بوجہ مانع ہونے کے ہماری حدیث پر جو بیع ہی دیجاوے بلکہ ایک حدیث دوسری کو شامل نہین
حاصل یہ ہی کہ جس شی مین ابھی تک صلاحیت پختگی نہین آئی اگر اوسکو بشرط قطع بیع کیا جاوے تو بالاتفاق
جائز ہی کیونکہ نہی اوسکو شامل نہین چنانچہ دلیل اسکی ہم بیان کر چکے اور اگر مطلقًا فروخت کیا جاوے
اگر حکم اوسکا لزوم قطع ہی تو مثل بیع بشرط قطع کے ہوجاویگی پس محل نہی کا سوا بیع بشرط ترک
کے کوئی صورت باقی نرہی اور ہم قائل ہین کہ اسی صورت سے بیشک بیع فاسد ہوگی انتہی ملخصًا

قال مسئلہ پنجاہ و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جائز ہی بیچنا تر کھجورون کا
عوض سوکھی کھجورون کے برابر برابر **اقول** ابوداؤد مین ہی نَہَی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ نَسِیْئَۃً یعنی ممانعت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیع تر کھجور کی بدلے خشک کے بطور اودھار کے انتہے اسی طرح اس حدیث کو حاکم نے اور
طحاوی نے شرح معانی الآثار مین و دارقطنی نے روایت کی ہی اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہوتی ہی چنانچہ یہ لم

[illegible]

معلوم ہوا کہ بغیر اجرت کے اگر کیوادیگا تو مضایقہ نہین الیسہی دوسرے باب مین بخاری نے کہا ہے
بَابُ مَنْ كَرِهَ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِاَجْرٍ یعنی جس شخص نے مکروہ جانا کہ شہری جنگلی کی چیز کو
عوض اجر کے بیع کرائے انتہی پھر اس باب کے متعلق وہی حدیث کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے اس بیع کو منع فرمایا لکھی ہے اور یہ بھی لکھا ہے وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یعنے
اسی کے قائل ہوئے ابن عباس پس معلوم ہوا کہ حدیث مین مراد اجرت لیکر بیع کرانا ضمن
بائع کا ہونا جائز ہے اور بدون اجرت بیع جائز ہوگی علی ہذا القیاس تلقی جلب مین بھی بخاری نے
یہی علت بیان کی ہے کہ یہ بیع فریب اور دھوکا ہے اور فریب دینا جائز نہین پس معلوم ہوا
کہ وہی بیع منع ہے جیسا دستور ہے کہ بھاو سے زیادہ لے لیتے ہین یا دلالی کرکے اوسکا نقصان
کرادیتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین بائع کو خیار دینا کہ جب وہ شہر مین آویگا تو اختیار
اوسکا ہے خواہ بیع جائز رکھے خواہ نہ رکھے خود اس پر دال ہے کہ اوسکا نقصان نہو اور اگر مطلق بیع
نادرست ہوتی اور ضرر کا خیال نہوتا تو پھر بازار مین آکر اوسکو اختیار دینے کے کیا معنی ہونگے
پس جو صورت حنفیہ نے بیان کی ہے اوسکی حدیث سے ہرگز نہی نہین پائی جاتی بلکہ حدیث اَلنُّصْحُ
لِكُلِّ مُسْلِمٍ کے موافق ہے اگر معترض صاحب اپنے زعم باطل مین مخالف سمجھین انکے سمجھنے
سے کیا ہوتا ہے کیونکہ اہل علم کے نزدیک اس ہٹ دھرمی سے بے اعتباری ہے اور نقصان عقل
قائل سمجھا جاتا ہے ع زبان لاف رسوامی کند ناقص کمالان را + کہ روبر خاک مالد پرفشانی
بستہ بالان را + **قال** مسئلہ شصت و دوم شیخ عبدالحق دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھا ہے
کہ مدینہ حرم نہین ہے اور یہ مذہب امام اعظم رح کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف
کیا ہے ان چار حدیثون کا الخ **اقول** علامہ تورپشتی نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہ فرمانا کہ مدینے کو مین نے حرام کیا اس سے مراد آپکی حرمت تعظیمی ہے جو احکام کہ متعلق حرم کے
ہوتے ہین وہ مراد نہین اور دلیل اسکی حدیث مسلم کی ہے کہ فرمایا آپنے درخت مدینہ کے نہ
جھاڑے جائین مگر واسطے کھلانے چوپایون کے کیونکہ حرم مکہ کے پتے جھاڑنے کسی حالت مین

معلوم ہوا کہ بغیر اجرت کے اگر کمواد یگا تو مضایقہ نہین ایسیہی دوسرے باب مین بخاری نے کہا ہی
بَابُ مَنْ كَرِهَ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِاَجْرٍ یعنی جس شخص نے مکروہ جانا کہ شہری دیہاتی
کی چیز کے بعوض اجر کے بیع کرائے انتہی پھر اس باب کے متعلق وہی حدیث کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے اس بیع کو منع فرمایا لکھی ہی اور یہ بھی لکھا ہی وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یعنے
اسی کے قائل ہوے ابن عباس پس معلوم ہوا کہ حدیث مین مراد اجرت لیکر بیع کرانا حسیمین ضرر
بائع کا ہونا جائز ہی اور بدون اجرت بیع جائز ہوگی علی ہذا القیاس تلقی جلب مین بھی بخاری نے
یہی علت بیان کی ہی کہ یہ بیع فریب اور دھوکا ہی اور فریب دینا جائز نہین پس معلوم ہوا
کہ وہی بیع منع ہی جیسا دستور ہی کہ بھاو سے زیادہ لے لیتے ہین یا دلالی کرکے اوسکا نقصان
کرادیتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین بائع کو خیار دینا کہ جب وہ شہر مین آوے گا تو اختیار
اوسکا ہی خواہ بیع جائز رکھے خواہ نہ رکھے خود اس پر دال ہی کہ اوسکا نقصان نہو اور اگر مطلق بیع
نادرست ہوتی اور ضرر کا خیال نہوتا تو پھر بازار مین آکر اوسکو اختیار دینے کے کیا معنی ہونگے
پس جو صورت حنفیہ نے بیان کی ہی اوسکی حدیث سے ہرگز نہی نہین پائی جاتی بلکہ حدیث النصیح
لکل مسلم کے موافق ہی اگر معترض صاحب اپنے زعم باطل مین مخالف سمجھین اونکے سمجھنے
سے کیا ہوتا ہی کیونکہ اہل علم کے نزدیک اس ہٹ دھرمی سے بے اعتباری ہی اور نقصان عقل
قائل سمجھا جاتا ہی ع زبان لاف رسوا می کند ناقص کمالان را + کہ رو بر خاک مالد پرفشانی
بستہ بالان را + **قال** مسئلہ شصت ونہم شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھا ہی
کہ مدینہ حرم نہین ہی اور یہ مذہب امام اعظم رح کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف
کیا ہی ان چار حدیثون کا الخ **اقول** علامہ توربشتی نے کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہ فرمانا کہ مدینہ کو مین نے حرام کیا اس سے مراد آپکی حرمت تعظیمی ہی جو احکام کہ متعلق حرم کے
ہوتے ہین وہ مراد نہین اور دلیل اسکی حدیث مسلم کی ہی کہ فرمایا آپنے درخت مدینہ کے نہ
جھاڑے جائین مگر واسطے کھلانے چوپایون کے کیونکہ حرم مکہ کے پتے جھاڑنے کسی حالت مین

درست نہین ہین رہا شکار مدینے کا اگرچہ چند صحابہ نے اسکو حرام کہا ہی مگر جمہور صحابہ نے مدینہ شریف کے جانورون کے شکار کا انکار نہین کیا ہی اور ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار مدینے مین کوئی حدیث ایسے طریق سے نہین پہونچی جسپر اعتماد کیا جاوے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عمیر سے فرمایا ہی تمہارا لال کیا ہوا اگر حرام ہوتا تو آپ وقت ضرورت بیان کے سکوت نفرماتے انتہی اور جمہور کے نزدیک شکار مین جزا انہون نے سے بھی حرم مکہ سے فرق ہی یہ فقط بعض کی راے ہی کہ حرم مکہ اور مدینہ احکام مین ایک ہی مگر جمہور صحابہ اور ائمہ دونون مین فرق کرتے ہین اور ان دونو حدیثون سے بھی معلوم ہوا کہ دونون کا ایک حکم نہین چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینے کو فرمائی تھی اور مسلمان آباد ہوتے جاتے تھے اسلیے اوسکی زیب و زینت کیواسطے ممانعت فرمادی تاکہ لوگ اگر درخت وغیرہ توڑ کر لیجائین گے تو زینت اوسکی جاتی رہے گی اور اوجاڑ سا معلوم ہوگا ورنہ اگر دونونکا ایک حکم ہوتا تو پتے توڑنے کو نفرماتے **قال**

مسئلہ شصت و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ رکوع اور سجود مین طمانینت فرض نہین ہی الخ مسئلہ شصت و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ قومہ یعنی رکوع سے سر اوٹھانیکے بعد کھڑا ہونا فرض نہین ہی الخ مسئلہ شصت و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ دونون سجدون کے درمیان بیٹھنا فرض نہین ہی الخ **اقول** فتح القدیر مین ہی

إِنَّ الْخَبَرَ يُفِيدُ عَدَمَ تَوَقُّفِ الصِّحَّةِ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ هٰذَا شَيْئًا فَقَدِ انْتَقَصْتَ مِنْ صَلَاتِكَ أَخْرَجَ هٰذِهِ الزِّيَادَةَ أَبُو دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ فَأَبُو دَاؤُدَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ فَعَلِمَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّمَا أَمَرَهُ بِإِعَادَتِهَا لِيُوقِعَهَا عَلَى غَيْرِ كَرَاهَةٍ لَا لِلْفَسَادِ وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَيْهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ هٰذِهِ الزِّيَادَةُ تَرْكُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ بَعْدَ أَوَّلِ رَكْعَةٍ حَتّٰى أَتَمَّ وَلَوْ كَانَ عَدَمُهَا مُفْسِدًا لَفَسَدَتْ بِأَوَّلِ رَكْعَةٍ وَبَعْدَ الْفَسَادِ لَا يَحِلُّ الْمُضِيُّ

فِي الصَّلٰوةِ وَتَقْرِيْرُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَدِلَّةِ الشَّرْعِيَّةِ وَعَنِ
السَّرْخَسِيِّ مَنْ تَرَكَ الْاِعْتِدَالَ تَلْزَمُهُ الْاِعَادَةُ وَلَا اِشْكَالَ فِي وُجُوْبِ الْاِعَادَةِ
اِذْ هُوَ الْحُكْمُ فِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ اُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيْمِ وَاَنْتَ عَلِمْتَ
حَالَ الطُّمَانِيْنَةِ وَيَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ الْقَوْمَةُ وَالْجَلْسَةُ وَاجِبَتَيْنِ لِلْمُوَاظَبَةِ
فَكَمَا رَوٰى اَصْحَابُ السُّنَنِ الْاَرْبَعَةِ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيْثِ
اِبْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلٰوةٌ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ
فِيْهَا ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَلَعَلَّهُ
كَذٰلِكَ عِنْدَهُمَا وَيَدُلُّ عَلَيْهِ اِيْجَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ فِيْهِ كَمَا ذُكِرَ فِيْ
فَتَاوٰى قَاضِيْ خَانْ فِيْ فَصْلِ مَا يُوْجِبُ السَّهْوَ قَالَ الْمُصَلِّيْ اِذَا رَكَعَ وَلَمْ يَرْفَعْ
رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ حَتّٰى خَرَّ سَاجِدًا سَاهِيًا تَجُوْزُ صَلَاتُهُ فِيْ قَوْلِ اَبِيْ
حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَعَلَيْهِ السَّهْوُ وَيُحْمَلُ قَوْلُ
اَبِيْ يُوْسُفَ اَنَّهَا فَرَائِضُ عَلَى الْفَرَائِضِ الْعَمَلِيَّةِ وَهِيَ الْوَاجِبَةُ
فَيَرْتَفِعُ الْخِلَافُ وَاَنْتَ عَلِمْتَ اَنَّ مُقْتَضَى الدَّلِيْلِ فِيْ كُلٍّ مِنَ الطُّمَانِيْنَةِ
وَالْقَوْمَةِ وَالْجَلْسَةِ الْوُجُوْبُ یعنی تحقیق حدیث فائده دیتی ہی موقوف ہونے
نماز کا اوپر طمانینت کے اور وه قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ جو شخص اسمین سے ناقص
کرے گا پس نماز تیری ناقص ہو جائے گی ان الفاظ کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے بیان
کیا ہی ابو داؤد نے تو ابو ہریرہ رض کی روایت سے اور ترمذی نے رفاعہ بن رافع کی روایت
سے پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم لوٹانے نماز کا اسواسطے کیا تھا تا کہ نماز
مکروہ تحریمی نہو نہ یہ کہ بوجہ فساد کے حکم دیا اور جو شئ کہ اسپر دلالت کرتی ہی اگر زیادتی ان الفاظ
حدیث کی نہ بھی ہوتی تو وہ چھوڑنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس شخص کو تا اختتام
نماز ہی اور اگر طمانینت نہونا مفسد صلوٰة ہوتا تو پہلے ہی رکعت مین نماز فاسد ہو چکی تھی

اور بعد فاسد ہونے کے نماز پڑھنا حلال نہ تھا اور ثابت رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوسکو شرعیہ مین سے ہے کہ نماز باطل نہین ہوئی تھی اور امام سرخسی سے منقول ہے کہ اعتدال کے ترک کرنے سے لوٹانا نماز کا لازم ہے اور اسکے وجوب اعادہ مین کوئی اشکال نہین کیونکہ جو نماز مکروہ تحریمی ادا ہوگی اوسمین یہی حکم لوٹانیکا ہے حال طمانینت کا تو پہچان لیا تو نے اور حال قومہ اور جلسے کا بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ یہ دونون بھی واجب ہون کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے واسطے دوام کیا اور فرمایا ہے کہ نہین کافی ہوتی نماز اوس شخص کی جو رکوع اور سجدے مین پیٹھ اپنی سیدھی نہ رکھے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شاید نزدیک صاحبین کے بھی واجب ہے اور اسکے وجوب پر سجدہ سہو کا واجب کرنا دلالت کرتا ہے چنانچہ فتاوای قاضی خان مین مذکور ہے کہ نماز پڑھنے والا رکوع کرے اور رکوع سے سر اپنا نہ اوٹھاوے اور سجدے مین بھول کر چلا جاوے تو نماز اوس کی ہو جاے گی لیکن اوسپر سجدہ سہو کا صاحبین کے نزدیک واجب ہے اور امام ابو یوسف کا قول کہ یہ فرض ہے اسپر محمول ہو گا کہ فرائض عملیہ سے ہے اور فرائض عملیہ واجب ہوتے ہین پس تینون کا اتفاق ہو جاے گا اس حدیث اور تقریر سے معلوم کر لیا تو نے کہ ہر ایک قومہ اور جلسہ اور طمانینت واجب ہے انتہے مختصرًا انیس حدیث سے معلوم ہوا کہ نقصان ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ نقصان فساد کو نہین کہتے بلکہ فساد کی صورت مین تو صلوٰۃ صادق ہی نہین آتی یہان حدیث مین اوسکو ناقص نماز ارشاد فرمایا ہے پس معلوم ہوا کہ رکوع مین اسقدر ٹھہرنا فرض ہے کہ جسمین لفظ رکوع موافق آیت کے صادق آجائے اور زیادہ ٹھہرنا جسکا نام اطمینان ہے وہ فقط واجب ہے فرض نہین اگر کوئی شخص زیادہ نہ ٹھہرے گا یا دونو سجدون کے درمیان مین خوب نہ بیٹھے گا یا رکوع سے کھڑا نہو گا تو نماز اوسکی باطل نہوگی بلکہ لوٹانا نماز کا اوسپر واجب ہوگا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اوسکی لوٹائی تھی اور اگر نماز باطل ہو جاتی تو پھر باقی رکعتون کے پڑھنے سے آپ ممانعت فرما دیتے بلکہ باوجود اعتدال نہونے کے اوسکو باقی نماز ختم کرنے دی اور بعد طریقہ اوسکا بتلایا پھر یہ بھی فرمایا کہ ان چیزون کے نقصان سے نماز مین نقصان

اتا ہے ورنہ یون فرماتے کہ نماز باطل ہو جاتی ہے علاوہ اسکے جیسے ان چیزون کا حکم فرمایا ہے اسیطرح گھٹنون پر ہاتھ رکھنے کا اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور سَمِعَ اللّٰهُ کہنے کا بھی تو حکم ہے حالانکہ اسمین اگر کوئی شخص نکرے تو نماز بالاجماع فاسد نہین ہوتی حکم دونون سے برابر ہین پھر اس کے کیا معنی کہ ایک کو فرض کہو اور دوسرے کو سنت لہذا حنفیہ کا مسئلہ موافق قرآن اور حدیث کے ہوگیا اور ان چیزون کی فرضیت پر کوئی دلیل نہین وَمَنِ ادَّعَى فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ پس معترض صاحب کو سواے اعتراض لایعنی اور طعن بے معنی کرنے کے اور کچھ نہین آتا کتاب سے تو بالکل لگاؤ نہین مطلب کا سمجھنا کجا اس بے استعدادی پر دعواے اجتہادی استغفر اللہ کبھی تو کتاب کا مطلب انکی سمجھ مین نہ آوے گا ؎ بے فہم اگر چشم بدوزد بکتاب ✠ نتواند دید ردی معنی درخواب ✠ کی غور کنند در سخن بے مغزان ✠ غواصی بحر نیست سقد و حباب **قال** مسئلہ شہمت و بجم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ شہر والے اگر گاؤن مین اپنی قربانی بھیج دین تو انکو بعد صبح قبل نماز عید قربانی کرنی جائز ہے الخ **اقول** حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے والون کو شہر مین قبل نماز قربانی نہین چاہیے اگر اسمین حنفیہ مخالف ہوتے تو بیشک خلاف حدیث تھا اور اسکے حنفیہ خود قائل ہین کہ شہر مین قربانی درست نہین چنانچہ بخاری اور مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز نماز تمام نہین کی تھی کہ اتنے مین دیکھا کہ قربانی ہوگئی اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ ہنوز نماز ہوئی نہین یہان قربانی پہلے سے کرلی اس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حدیث مین جو ممانعت آئی ہے وہ شہر کی قربانی سے قبل نماز ہے اور اگر کوئی شخص شہر سے باہر میں چالیس کوس بھیجکر قربانی کراوے تو اسکو حدیث کی نہی ہرگز شامل نہوگی حدیث کا مورد خاص شہر ہی اوسکو عام کرلینا فقط اپنی طرف سے مضمون خانہ زاد ہے حدیث سے بالکل یہ بات نہین پائی جاتی اسی وجہ سے حنفیہ کے یہان دو چار دس پانچ کوس کا بھی اعتبار نہین شہر ہی کا ہے تاکہ حدیث کے مخالفت کا وہم بھی نہ باقی رہے ہان اگر اتنی دور بھیجوا دے جسمین قصر صلوۃ ہے تو

[illegible]

جائز ہی چنانچہ فتاوی قاضی خان مین یہ شرط لکھی ہی کہ اس مقدار دور ہو جاوے جسمین نماز کا
قصر ہوتا ہی اگر پہلے نماز کے اتنی دور پہ قربانی کرا دے گا تو ہرگز خلاف حدیث نہوگا پس حدیث
کو باوجود خاص ہونے کے عام لینا اور مخالف کہدینا کمال بے انصافی ہی اور نہایت بے
بصیرتی ہے ع بے بصیرت را نباشد در حق و باطل تمیز ۔ کور یکسان اند عصائے سحر و اعجاز کلیم

قال مسئلہ شصت و ششم فتاوی عالمگیری مین جامع صغیر سے نقل کر کے لکھا ہی کہ عقیقہ کرنا
لڑکے اور لڑکی دونون کا مکروہ ہی نہ کیا جاوے الخ **اقول** ظاہر ہی کہ کراہت
سے مراد طریقہ جاہلیت کی کراہت ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ نے موطا مین لکھا ہی
اَمَّا الْعَقِیْقَۃُ فَبَلَغَنَا اَنَّھَا کَانَتْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَقَدْ فُعِلَتْ فِیْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ
نَسَخَ الْاَضْحٰی کُلَّ ذَبْحٍ کَانَ قَبْلَہٗ وَنَسَخَ شَھْرُ رَمَضَانَ کُلَّ صَوْمٍ کَانَ قَبْلَہٗ وَ
نَسَخَ غُسْلُ الْجَنَابَۃِ کُلَّ غُسْلٍ کَانَ قَبْلَہٗ وَنَسَخَتِ الزَّکٰوۃُ کُلَّ صَدَقَۃٍ کَانَتْ قَبْلَھَا
کَذٰلِکَ بَلَغَنَا یعنی لیکن عقیقہ پس معلوم ہوا ہمکو کہ وہ ایام جاہلیت مین تھا اور اول اسلام مین
بھی کیا گیا پھر منسوخ کر دیا قربانی نے ہر ذبح کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کر دیا رمضان نے
ہر روزے کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کیا غسل جنابت نے ہر غسل کو کہ پہلے اوس کے تھا
اور منسوخ کیا زکوۃ نے ہر صدقے کو کہ پہلے اوسکے تھا اسی طرح ہمکو پہونچا ہی انتہی اور شرح
موطا مین لکھا ہی وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ اَنَّھَا مُبَاحَۃٌ یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ عقیقہ کرنا
جائز ہی انتہی پس جب سب حدیثون مین تطبیق دیجاوے گی تو بجز جواز کے اور کوئی صورت
نہوگی بلکہ امام محمد تو کہتے ہین کہ ہمکو عقیقہ کا منسوخ ہونا پہونچا ہی سو منسوخ ہوا وجوب اوسکا
ہوگا ورنہ احادیث سے جواز معلوم ہوتا ہی وجوب کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا پھر امام
صاحب نے باوجود اس حدیث سے منسوخ ہونے کے اگر مباح کہدیا تو کونسا خلاف حدیث
ہوگیا معترض صاحب کو ایسے طعن بیجا اور الزام ناروا سے کوئی نہ مانیگا بلکہ بالکل جاہل متعصب
جانیگا گو بجائے خود جہلا مین وہ فاضل بے بدل گنے جاتے ہین اس سے کیا ہوتا ہی ع لاف

قال دانش گر زند پیوسته نادان دور نیست خفته دائم خویش را بیدار می بیند بخواب

مسئلہ شصت و ہفتم عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہی کہ ایک رکعت نماز وتر پڑھنی درست نہیں ہی
مسئلہ شصت و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ نماز وتر کی تین ہی رکعت ہیں الخ مسئلہ شصت و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابوں میں لکھا ہی کہ جب تین رکعت وتر پڑھی تو دو رکعت پڑھکر سلام نہ پھیرے الخ مسئلہ ہفتادم عینی شرح ہدایہ میں
لکھا ہی کہ تین رکعت وتر میں دو رکعت پڑھکر تشہد میں بیٹھے اور سلام نہ پھیرے تیسری رکعت پڑھکر سلام پھیرے انتہی **اقول**
وتر کی نسبت احادیث مختلف وارد ہوے ہیں مگر یہ اختلاف جب تک تھا کہ جب کوئی
امر اسمین قرار نہیں پایا تھا اور صحابہ اگرچہ اسمین مختلف رہے مگر تین رکعت وتر بہت سے
احادیث اور آثار سے ثابت ہی چنانچہ دارقطنی میں حدیث آئی ہی قَالَ لَا تُوتِرُوا بِثَلٰثٍ اَوْتِرُوْا
بِسَبْعٍ اَوْ خَمْسٍ الحدیث یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر تین نکرو سات یا پانچ
کرو انتہی حالانکہ تمام امت کا اجماع ہی کہ تین رکعت وتر کی جائز ہی اور مسلم میں عایشہ رض
کی روایت سے ہی اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کَانَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ ثَلَاثَ
عَشَرَۃَ رَکْعَۃً یُوْتِرُ مِنْ ذٰلِکَ بِخَمْسٍ لَا یَجْلِسُ فِیْ شَیْءٍ مِنْھَا اِلَّا فِیْ اٰخِرِھَا
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے شب میں تیرہ رکعت پانچ اونمیں سے وتر کرتے اور
کسی رکعت میں نہ بیٹھتے مگر آخر میں انتہی اور بخاری اور مسلم میں ہی کہ ہر دو رکعت میں
سلام پھیرتے تھے اور حاکم نے عایشہ رض سے روایت کی ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم
کی شرط پر ہی قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ بِثَلٰثٍ لَا یُسَلِّمُ
اِلَّا فِیْ اٰخِرِھِنَّ یعنی کہا حضرت عایشہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر
پڑھا کرتے تھے اور سلام نہ پھیرتے مگر آخر اونکے میں انتہی اور نسائی میں ہی قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُسَلِّمُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْوِتْرِ یعنی کہا عایشہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سلام نہیں پھیرتے تھے دو رکعتوں وتر میں انتہی اور حاکم نے روایت کی ہی قِیْلَ لِلْحَسَنِ
اِنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُسَلِّمُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ مِنَ الْوِتْرِ فَقَالَ کَانَ عُمَرُ اَفْقَہَ مِنْہُ

وَكَانَ يَنْهَضُ فِي الثَّانِيَةِ بِالتَّكْبِيْرِ یعنی کہا گیا حسن بصری رح سے کہ ابن عمر رض دو رکعتون
مین وتر کی سلام پھیرتے تھے فرمایا اونھون نے عمر رض اونسے زیادہ حدیث سمجھنے والے تھے وہ دوسری
رکعت مین تکبیر کہکر کھڑے ہوجاتے تھے (یعنی سلام نہین پھیرتے تھے) انتہی اور سکوت کرنا حاکم کا اس
حدیث کی صحت پر دال ہی اور طحاوی رحمہ اللہ اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور صحیح ابن
حبان اور مستدرک مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے اول رکعت مین
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری مین قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور تیسری مین
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے تھے پس اول رکعت کو وتر سے کہنا اسپر دال ہی کہ
ایک رکعت وتر نہین ہوتی ایسا ہی تیسری رکعت کو کہنا بھی اسیکا مقتضی ہی کہ تین رکعت
وتر ہین ورنہ یون آتا کہ وتر کی رکعت مین قل ہو اللہ پڑھتے تھے اور موطا مین امام محمد رح کی آیا ہی
کہ ابوہریرہ رض سے ابومرہ نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وتر کس طور سے پڑھتے تھے کہا
راوی نے ابوہریرہ رض نے کچھ جواب نہ دیا پھر اوس نے سوال کیا پھر خاموش رہے پھر اوس نے
دریافت کیا فرمایا اگر کہے تو اپنا فعل بتادون مین کیسے پڑھتا ہون جب مین عشا کی نماز
پڑھ لیتا ہون اوسکے بعد پانچ رکعتین پڑھتا ہون پھر سوجاتا ہون پس اگر رات کو اوٹھا تو
دو رکعت پڑھ لیتا ہون اور اگر صبح ہوگئی تو وتر میرے ہوگئے انتہے اس حدیث سے
بھی معلوم ہوا کہ ابوہریرہ رض تین رکعت وتر کی پڑھتے تھے اور دوسری حدیث موطا مین ہی
عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض اَنَّهٗ قَالَ مَا اُحِبُّ اَنِّيْ تَرَكْتُ الْوِتْرَ بِثَلٰثٍ وَاَنَّ لِيْ
حُمْرَ النَّعَمِ یعنی عمر رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے نہین پسند کرتا ہون مین کہ تین
رکعت وتر کی چھوڑدون اور میرے لیے سرخ اونٹ بعوض اوسکے ہون انتہی اور تیسری
حدیث موطا مین ہی عَنْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلْوِتْرُ ثَلٰثٌ كَثَلَاثِ
الْمَغْرِبِ یعنی ابوعبیدہ رح سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا عبداللہ بن مسعود نے
وتر تین رکعت ہین مثل تین رکعت مغرب کے انتہی اور چوتھی حدیث موطا مین یہ ہی عن

عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْوِتْرُ كَصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ یعنی عطا بن یسار سے روایت ہی کہ فرمایا ابن عباس نے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہی انتہی اور پانچوین حدیث طحاوی مین ہی عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا اَجْزَأَتْ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ قَطُّ یعنی ابن مسعود سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون نے نہین کفایت کرے گی ایک رکعت ہرگز انتہی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی حَدَّثَنَا حَفْصٌ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى اَنَّ الْوِتْرَ ثَلٰثٌ لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ یعنی حسن بصری سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون نے اجماع کیا ہی تمام مسلمانون نے اس امر پر کہ وتر تین رکعت ہین اور نہ سلام پھیرا جاوے مگر آخر اونکے مین اور طحاوی مین ہی کہ ساتون فقیہ یعنی سعید بن المسیب اور عروہ بن الزبیر اور قاسم بن محمد اور ابوبکر بن عبد الرحمن اور خارجہ بن زید اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار اور سوا انکے بڑے بڑے فقیہ اور صالح سبکا یہی مذہب ہی کہ وتر کی تین رکعت ہین اور سلام فقط اونکی اخیر رکعت مین ہی انتہی ملخصًا اور فتح القدیر مین ہی کہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز شب کی دو دو رکعت ہین پس اگر ڈر ہو صبح کا تو ایک رکعت نماز پڑھے وہ رکعت وتر کردے گی اوس نماز کو کہ پہلے پڑھ چکا ہی اس قول مین یہ دلالت نہین کہ وتر ایک رکعت علیحدہ تکبیر سے چاہیئے تاکہ اسکے جواب دینے کی ضرورت ہو کیونکہ اسمین ان امور ہر امر کا احتمال ہی اور یہ بھی احتمال ہی کہ وقت خوف صبح کے ایک رکعت متصل پڑھ لی لیکن یہ حدیثین اون صریح حدیثون کے کہان مقابل ہین جو ہم بیان کر چکے اور سوا اسکے اور بہت حدیثین ہین کہ بوجہ طول کے ہمنے ترک کردین حالانکہ اکثر صحابہ تین ہی رکعت کے قائل ہین امام طحاوی نے کہا ہی کہ ابو خالد سے ہمکو حدیث پہنچی کہ کہا اونھون نے پوچھا ابو العالیہ سے وتر کو دریافت کیا اونھون نے کہا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تعلیم کی ہی کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہی یہ وتر شب کے اور وہ دن کے اور دوسری حدیث ثابت سے ہمکو پہنچی کہ انس [illegible] جانب تھا اور ام ولد اونکی پیچھے ہمارے تھی

ع موطا باب الامر بالوتر

ع فتح القدیر باب الوتر

ع طحاوی باب الوتر

ع فتح القدیر باب الوتر

کہ سلام پھیرا مگر آخر رکعت مین انتہی مختصراً ان احادیث سے معلوم ہوگیا کہ وتر کے
تین رکعت ہین نہ زیادہ اور نہ کم نہین اور یہہ بھی معلوم ہوگیا کہ دو رکعتون مین وتر کے سلام پھیرنا نہین
چاہیے اور یہہ بھی ثابت ہوگیا کہ دو رکعتون مین فقط تشہد کے واسطے بیٹھنا چاہیے غرض کہ
تین رکعت وتر کی اسقدر کثرت سے روایات ہین کہ اگر اختصار منظور نہوتا تو اوسکی تفصیل مین
ایک دفتر ہوجاتا ع: در بند آن مباش کہ مضمون نماندہ است * صد سال می توان سخن از زلف
یار گفت۔ **قال** مسئلہ ہشتاد و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جو شخص مالک نصاب ہو
یعنی جسکے پاس ساڑھے باون روپے چہرہ شاہی یا اسقدر چاندی نہو تو اوسکو زکوٰۃ دینی
درست ہے اگرچہ تندرست ہو اور کسب کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو الخ۔ **اقول** جائے
غور اور مقام افسوس ہے کہ معترض صاحب نے حدیث کے معنی محض اسیوجہ سے کہ امام صاحب کے
مخالفت ہوجائے بدل دیئے واہ رے جرأت ع: بارا این گیاہ ضعیف این گمان نبود چونکہ
اون دو شخصون نے سوال کیا تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دیکھا تو تندرست
پایا پس سوال کرنا اونکا ناگوار گذرا کہ قوی آدمی کو سوال درست نہین اور یہی معنی اس ارشاد کے ہین کہ
غنی کو اور قوی کو صدقہ حلال نہین یعنی سوال کرکے صدقہ لینا تو درست ہی نہین ورنہ اگر قوی
کو زکوٰۃ دینا حرام ہوتا یا جائز ہوتا اور زکوٰۃ اوس سے ادا نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یون نہ
فرماتے کہ اگر چاہو تو زکوٰۃ دے دون اس کی تفسیر معترض صاحب نے بوجہ تعصب کے یون کی
کہ اگر حرام کیا چاہو تو دے دون کیا خوب امام صاحب کے اثبات مخالفت مین ایسے محو
ہوئے کہ یہہ بھی خیال نہ رہا کہ انبیا کی طرف فعل حرام کی نسبت ہوجائے گی خیر کچھ ہو مگر مخالفت تو
یارونکے ہاتھ سے نہ جانے دے ع: شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی * گو مشت خاک ما ہم برباد
رفتہ باشد * حدیث مین زکوٰۃ دینے کا جواز برابر معلوم ہوتا ہے حرام فقط آپنے نکالا ہے حدیث
کے بالکل مخالف ہے کیونکہ ایسے معنی کرنے کمال بے ادبی ہے علاوہ اسکے کسی لفظ سے ان معنونکا
استنباط نہین ہوسکتا البتہ فقط سوال کی حرمت نکلتی ہے اور زکوٰۃ دینا اسی حدیث سے

تو سی شخص کو جائز معلوم ہوتا ہے مذہب حنفیہ کی تائید کے حدیث آپنے تصرف کرکے اور لفظ حرام اپنی
طرف سے زیادہ کرکے کیون لکھدی شاید یہ بھی کسی حدیث مین آیا ہوگا نعوذ باللہ مِنْ
اِنَّ هٰذَا اُبْهتَانٌ عَظِیْمٌ آپکو یہ حدیث نہین پونہچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہین کہ جو شخص جھوٹ بات مجھپر لگاوے تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین کرلے چنانچہ کذابون اور
مفتریون کی وعید مین بہت سی حدیثین اول کتاب مین ہمنے لکھدین کچھ تو لکھتے وقت آپنے
خدا کا خوف کیا ہوتا اگر سو مسلون مین سے ایک کم ہو جاتا تو کونسا عتاب الٰہی نازل ہوتا
اور اس جھوٹ کے نہ کہنے سے کونسا الزام آتا بلکہ اب تم اس دروغ گوئی کی بلا مین مبتلا ہو گئے
ع خرد چو آخر لفظ دروغ بنید غین ÷ بداند اینکہ دروغ عاقبت ہزار بلاست ÷ حاصل کلام
یہ ہے کہ اس سے جواز معلوم ہوتا ہے اور جسقدر حدیثین اسمین وارد ہوئی ہین سب مین کلام اور
ضعف ہے چنانچہ علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین اسی مقام پر مفصل بیان کیا ہے ترمذی مین
ہے وَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ قَوِيًّا مُحْتَاجًا وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ اَجْزَءَ
مِنَ الْمُتَصَدِّقِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَوَجْهُ هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ
عَلَى الْمَسْئَلَةِ یعنی جب آدمی قوی اور محتاج ہو اور کوئی شی اوسکے پاس نہووین زکوة دیجاوے تو
اوسکو کافی ہو جاوے گی زکوة دینے والے سے نزدیک اہل علم کے اور وجہ اس حدیث
کی نزدیک بعض اہل علم کے اوپر سوال کے ہے انتہے یعنی صدقے سے مراد یہ ہے کہ سوال کرکے
صدقہ لینا درست نہین اور فتح القدیر مین ہے وَالْجَوَابُ اَنَّ الْحَدِيْثَ الثَّانِيَ دَلَّ عَلٰى اَنَّ
الْمُرَادَ حُرْمَةُ سُؤَالِهِمَا لِقَوْلِهِ وَاِنْ شِئْتُمَا اَعْطَيْتُكُمَا فَلَوْ كَانَ الْاَخْذُ مُحَرَّمًا
غَيْرَ مُسْقِطٍ عَنْ صَاحِبِ الْمَالِ لَمْ يَفْعَلْهُ یعنی اور جواب یہ ہے کہ حدیث دوسری اسپر
دلالت کرتی ہے کہ مراد ان دونون کے سوال کی حرمت ہے بسبب فرمانے آپکے اگر چاہو تم دونون
مین تمکو دون اگر لینا حرام ہوتا اور اس سے زکوة ادا نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو نکرتے
انتہی پس معلوم ہوا کہ موافق آیت اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ الآیة اور مطابق اس حدیث کے

تندرست محتاج کو زکوٰۃ درست ہی **قال** مسئلہ ہفتاد و دوم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ تیمم مین دو ضربین ہین ایک ضرب تو مونھ کے لیے اور ایک ضرب کہنیون تک ہاتھون کے لیے الخ **اقول** حاکم اور دارقطنی نے روایت کی ہی اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِلذِّرَاعَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تیمم ایک ضرب واسطے مونھ کے ہی اور ایک ضرب واسطے ہاتھون کے کہنیون تک انتہی کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہی اور کہا دارقطنی نے اس حدیث کے سب رجال ثقہ ہین اور طبرانی مین روایت ہی اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو ضرب ہین ایکبار مونھ کے لیے اور ایکبار ہاتھون کے لیے کہنیون تک ہی انتہی اور مسند بزار مین روایت ہی اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ فِی التَّیَمُّمِ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو ضرب ہین ایکبار مونھ کیواسطے اور ایکبار ہاتھون کے واسطے کہنیون تک ہی انتہی اور ابوداؤد مین ہی عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ اَنَّہٗ کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّھُمْ تَمَسَّحُوْا وَھُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالصَّعِیْدِ لِصَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَضَرَبُوْا بِاَکُفِّھِمُ الصَّعِیْدَ ثُمَّ مَسَحُوْا وُجُوْھَھُمْ مَسْحَۃً وَّاحِدَۃً ثُمَّ عَادُوْا فَضَرَبُوْا بِاَکُفِّھِمُ الصَّعِیْدَ مَرَّۃً اُخْرٰی فَمَسَحُوْا بِاَیْدِیْھِمْ یعنی عمار بن یاسر سے روایت ہی کہ صحابہ رضی نے مسح کیا درحالیکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھی مٹی سے نماز صبح کیواسطے پس ہاتھو کو مٹی پر مارا پھر مسح کیا مونھ کا ایکبار پھر دوبارہ ہاتھون کو مٹی پر مارا پس اپنی ہاتھون پر مسح کیا انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور اصحاب کو طریقہ تیمم کا کہ دو ضربین ہین معلوم تھا فقط عمار بن یاسر کو معلوم نہ تھا کہ جنابت مین بھی ضربین ہوتی ہین یا کل بدن پر مٹی ملتے ہین

اس لیے فقط واسطے تعلیم کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو طریقہ اوسکا بتلایا تا اونکے فعل سے امتیاز ہو جاوے کل باتین تیمم کی نہین بتلائین چنانچہ امام نووی نے اس کی تصریح شرح مسلم کی کتاب التیمم مین کردی ہے پس چونکہ اسمین یہ احتمال ہے اس لیے صریح حدیثین صحیح جسمین دو ضربین مذکور ہین کیونکر ترک ہو سکتی ہین طحاوی مین ہے عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ اَصَابَتْنِی جَنَابَۃٌ وَاِنِّی تَمَعَّکْتُ فِی التُّرَابِ فَقَالَ اِضْرِبْ ہٰکَذَا فَضَرَبَ بِیَدَیْہِ اِلَی الْاَرْضِ فَمَسَحَ وَجْہَہٗ ثُمَّ ضَرَبَ بِیَدَیْہِ اِلَی الْاَرْضِ فَمَسَحَ بِیَدَیْہِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ وَقَالَ ہٰکَذَا التَّیَمُّمُ یعنی ابو الزبیر جابر رض سے روایت کرتے ہین کہ اونکے پاس ایک شخص آیا پس کہا اوسنے مجکو جنابت پہنچی اور مین خاک مین لوٹا پس کہا اونھون نے کیا تو گدھا ہوگیا جسطرح وہ لوٹتا ہے اوسیطرح تو لوٹا پس دونون ہاتھ اپنے جابر رض نے زمین پر مارے پھر مونھ پر ملے پھر دونون ہاتھ زمین پر مارے پھر دونون ہاتھون کو کہنیون تک ملا اور فرمایا تیمم ایسے کرتے ہین انتہی اور طبرانی کی معجم اوسط مین ہے کہ جنگل کے رہنے والے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا اونھون نے کہ ہم لوگ ریت مین تین تین چار چار مہینے قیام کرتے ہین اور ہم مین ہوتے ہین جنب اور حائض اور نفسا ہو جاتے ہین اور ہمکو پانی نہین ملتا ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے تیمم کرو پھر اپنے اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا ایک ضرب مونھ کیواسطے پھر دوسری ضرب زمین پر لگائی پس ہاتھون کو کہنیون تک ملا انتہی ان احادیث سے ثابت ہوا کہ تیمم کی دو ضربین ہین اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے مطابق حدیث کے نہ مخالف

قال مسئلہ ہفتاد و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ مدت رضاعت کے اندر خواہ بچہ تھوڑا دودھ پیے خواہ بہت پیے حرام کر دیتا ہے

اقول فتح القدیر مین ہے وَالْجَوَابُ اَنَّ التَّقْدِیْرَ مُطْلَقًا مَنْسُوْخٌ صَرَّحَ بِنَسْخِہٖ اِبْنُ عَبَّاسٍ حِیْنَ قِیْلَ لَہٗ اِنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ الرَّضْعَۃَ لَا تُحَرِّمُ فَقَالَ کَانَ ذٰلِکَ ثُمَّ نُسِخَ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ آلَ اَمْرُ الرَّضَاعِ اِلٰی اَنَّ قَلِیْلَہٗ وَکَثِیْرَہٗ یُحَرِّمُ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْقَلِیْلَ یُحَرِّمُ یعنی جواب یہ ہے کہ تقدیر مطلقا منسوخ ہے تصریح کی اوسکی نسخ کی ابن عباس رض نے جبکہ اونسے کہا گیا کہ آدمی کہتے ہین

کہ ایکبار دو چھپنا حرام نہین کرتا فرمایا پہلے تھا پھر منسوخ ہوگیا اور ابن مسعود رض سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون نے رجوع کیا امر رضاع نے طرف اسکے کہ تھوڑا اور بہت حرام کردیتا ہی اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ قلیل رضاع حرام کردیتا ہی انتہی اور عقود الجواہر المنیفہ مین لکھا ہی أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ قَلِيلُهُ وَكَثِيرُهُ كَذَا رَوَاهُ الْإِمَامُ أَبُو يُوسُفَ عَنْهُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ رضاع سے وہ شی حرام ہوجاتی ہی جو نسب سے حرام ہوتی ہی قلیل رضاع ہو یا کثیر ہو ایسیہی روایت کیا اس حدیث کو امام ابو یوسف نے انتہی اور استذکار مین لکھا ہی کہ یہی قول علی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابن المسیب اور حسن بصری اور مجاہد اور عروہ اور عطا اور طاؤس اور مکحول اور زہری اور قتادہ اور حکم اور حماد اور ابو حنیفہ اور مالک اور اونکی اصحاب اور ثوری اور لیث اور اوزاعی اور طبری کا ہی انتہی اور لیث نے کہا ہی کہ مسلمانون نے اسپر اجماع کیا ہی کہ تھوڑا اور دودھ پینا اور بہت پینا حرام کردیتا ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ مَصَّةً وَمَصَّتَانِ کی حدیث منسوخ ہی

قال مسئلہ ہفتاد وچہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے قاضی کے حکم دینے کے بعد جسکی چوری ہوئی وہ اپنی چیز اگر چور کو بخشدے تو قاضی کو اوسکا ہاتھ کاٹنا جائز نہین الخ **اقول** اس حدیث سے یہ امر ثابت نہین ہوتا کہ صفوان بن امیہ نے اوس چادر کو دیدیا تھا اور سارق کو سونپ بھی دیا تھا تا کہ مسئلہ حنفیہ کا اس حدیث سے مخالف ہو کیونکہ ہدایہ مین یہ شرط لکھی ہی کہ جب اوسکو تسلیم کردے گا اسوقت ہاتھ نہین کاٹا جائے گا اگر یہ صورت معترض صاحب ثابت کردین کہ اونکو تسلیم کردیا ہو تو ہم بھی تسلیم کرین گے علاوہ اسکے یہ حدیث مضطرب ہی اور اضطراب باعث ضعف ہوتا ہی چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی وَلَمْ يَثْبُتْ أَنَّهُ سَلَّمَهُ إِلَيْهِ فِي الْهِبَةِ ثُمَّ الْوَاقِعَةُ وَاحِدَةٌ فَكَانَ فِي هَذِهِ الزِّيَادَةِ اضْطِرَابٌ وَالِاضْطِرَابُ مُوجِبٌ لِلضَّعْفِ وَيَحْتَمِلُ كَوْنَ قَوْلِهِ هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ وَكَانَ بَعْدَ الدَّفْعِ إِلَيْهِ

وَفِی ذٰلِکَ لَایَکُوْنُ مِلْکًا لَہٗ قَبْلَ الْقَبْضِ یعنی اور نہین ثابت ہی یہ امر کہ اونھون نے اوسکو
ہبہ مین سپرد کیا ہو اور واقعہ ایک ہی پس اس زیادتی مین اضطراب ہی اور اضطراب موجب ضعف
ہی اور احتمال ہی کہ صدقہ کہنا اونکا بعد ملجانے چادر کے ہو اور اسمین ملک قبض سے پہلے نہین
ہوگی انتہی پس مسئلہ ہدایہ کا حدیث کے کیونکر مخالف ہوسکتا ہی معترض صاحب اپنے ذہن
مین ایک بات خلاف حدیث متعین کرلیتے ہین اور بے دھڑک حکم مخالفت کا لگا دیتے ہین
فقط مخالفت اونکے ذہن نارسا کی ہی فی الواقع تو مخالفت ہرگز نہین عقلا اسکو خوب جانتے ہین
اور معترض صاحب کی دھوکے بازیان بھی بخوبی پہچانتے ہین کہ معترض صاحب کی آنکھون پر
تعصب اور حسد کا پردہ پڑا ہوا ہی خواہی نخواہی بنے یا نہ بنے زبردستی ہر مسئلے مین الزام مخالفت
حدیث کا لگا دیتے ہین درحقیقت الزام سفاہت اور جاہلیت کا اپنے اوپر لیتے ہین ۵
بھلا اسمین کسی کا جرم کیا ہی بد نصیبون سے تجھے اپنے گلا ہی **قال** مسئلہ شفا اور ہجم شرح
وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ سواے نماز وتر کے اور نمازون مین دعاے قنوت پڑھنی
جائز نہین الخ **اقول** احادیث مین دونون صورتین وارد ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فجر کی نماز مین قنوت پڑھا ہی اور نہین بھی پڑھا ہی پس جو حدیثین اس قسم کی ہین کہ
جنمین تصریح اس امر کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت پڑھا تھا یا وقت
حدوث حادثے کے پڑھتے تھے ان احادیث کی مفسر ہوجاوینگی پس معلوم ہوا کہ جن احادیث مین
قنوت پڑھنا ثابت ہوتا ہی اوس سے یہ مراد ہی کہ وقت حدوث حوادث کے پڑھتے تھے اور جن مین
قنوت کی نفی ہی اوس سے مراد یہ ہی کہ بلا حدوث کسی امر کے نہین پڑھتے تھے اور یہی مذہب حنفیہ
کا ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ لَمْ یَقْنُتْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فِی الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَھْرًا وَّاحِدًا لِاَنَّہٗ حَارَبَ حَیًّا مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَقَنَتَ یَدْعُوْ
عَلَیْھِمْ یعنی نہین قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر مین ہرگز مگر ایک ماہ اسلیے
کہ ایک قبیلہ مشرکین سے محاربے تھے قنوت پڑھتے تھے اونپر بددعا کرتے تھے انتہی کہا علما

ابن ہمام نے هٰذَا الحَدِيْثُ لَاغُبَارَ عَلَيْهِ یعنی اس حدیث مین کچھ غبار نہین یعنی صحیح الاسناد ہی انتہی اور مسلم مین ہی عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَاَلْتُهُ عَنِ الْقُنُوْتِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ قَالَ قُلْتُ فَاِنَّ نَاسًا يَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى اُنَاسٍ قَتَلُوْا اُنَاسًا مِنْ اَصْحَابِهِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ یعنی انس سے مین نے دریافت کیا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہی یا بعد رکوع کے فرمایا کہ پہلے رکوع کے مین نے کہا آدمی گمان کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رکوع کے قنوت پڑھا ہی فرمایا نہین قنوت پڑھا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک مہینہ (یعنی رکوع کے بعد) بد دعا کرتے اون لوگون پر جنہون نے آپکے صحابہ مین سے اون لوگون کو قتل کیا تھا جنکو قاری کہتے تھے انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قنوت قبل رکوع کے تھا اور عاصم بن سلیمان سے روایت ہی کہ مینے انس رض سے کہا کہ ایک قوم کہتی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز مین قنوت پڑھتے تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہین نہین قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ بد دعا کرتے تھے قبیلون پر مشرکین کے انتہی اور کتاب القنوت مین انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے مگر جس وقت کسی کے واسطے دعا کرتے یا کسی پر بد دعا فرماتے انتہی علامہ ابن ہمام نے لکھا ہی کہ سند اس حدیث کی صحیح ہی اسیوجہ سے انس رض صبح کی نماز مین قنوت نہین پڑھتے تھے چنانچہ طبرانی نے غالب بن فرقد سے روایت کی ہی کہ مین انس رض کے ہمراہ دو مہینے تک رہا پس صبح کی نماز مین اونہون نے قنوت نہ پڑھا اور ابن حبان نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے فجر مین مگر جبکہ دعا کرین یا بد دعا انتہی اور اس حدیث کی بھی سند صحیح ہی اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی نے ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہی وہ اپنے والد سے روایت

کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت
پڑھا اور ابو بکر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا اور عمر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا
اور عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑہا اور علی رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا
پھر فرمایا بیٹا تحقیق یہ بدعت ہی انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظ
نے سند اس حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہی انتہی اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس اور
ابن الزبیر رض سے روایت کی ہی کہ وہ صبح کی نماز مین قنوت نہین پڑھتے تھے اور ابو بکر اور عمر رض
اور عثمان رض نے بھی ایسی روایت کی ہی انتہی اور امام محمد رح نے کتاب الآثار مین اسود بن یزید
سے روایت کی ہی کہ مین عمر رض کے ہمراہ سفر اور حضر مین دو برس تک رہا پس دیکھا مین نے اونکو قنوت
پڑھتے فجر مین انتہی اور ابن ابی شیبہ نے علی رض سے روایت کی ہی کہ جب اونھون نے فجر مین قنوت
پڑھا تو لوگون نے اوپر انکار کیا پس فرمایا کہ ہمنے اپنے عدو پر مدد چاہی تھی انتہی اور اوسمین یہ بھی ہی
کہ یہ انکار آدمیون کو منکر معلوم ہوا اور آدمی یا تو صحابہ تھے یا تابعین پس معلوم ہوا کہ ابو داؤد اور
ترمذی اور مسلم مین جو روایت ہی وہ اوس وقت کی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے واسطے
دعا یا بد دعا کرتے تھے کیونکہ ایسی صریح حدیثین نہایت صحیح اوسکی تفسیر واقع ہوئی ہین یا علی ا
القیاس ابو داؤد مین انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھا ہی
اور بعد رکوع کے پڑھا ہی اسی پر محمول ہی کہ ایک مہینہ یا بوقت ضرورت ایسا واقع ہوا اور نہ انس رض
سے خود مسلم کی حدیث مین ثابت ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع قنوت فقط
ایک مہینہ پڑھا تھا اور یہ بھی اونسے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت نہین
پڑھتے تھے اور خود انس رض نے بھی نہین پڑھا پس امام صاحب تو حدیث کے موافق رہے مگر
سوئے فہم صاحب مخالف ہو گئے سے تم ہمکو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہی **قال** مسئلہ مفتاح
وشت تم عینی شرح ہدایہ مین محیط سے نقل کر کے لکھا ہی کہ وتر بیٹھ کر پڑھنے بھی اور سواری پر پڑھنے
بھی جائز نہین ہین انتہی **اقول** طحاوی مین اسناد صحیح سے روایت ہی عن نافع عن

ابنِ عُمَرَ اَنَّهٗ کَانَ یُصَلِّیْ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ وَیُوْتِرُ بِالْاَرْضِ وَیَزْعُمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَفْعَلُ کَذٰلِکَ یعنی نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ وہ نماز سواری پر پڑھتے تھے اور وتر زمین پر اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے انتہی اور عقود الجواہر مین ہے اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ صَحِبَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مِنْ مَّکَّةَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ یُصَلِّیْ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ یُوْمِیْ اِیْمَاءً اِلَّا الْمَکْتُوْبَةَ وَالْوِتْرَ فَاِنَّهٗ کَانَ یَنْزِلُ لَهُمَا یعنی مجاہد سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن عمر کے ساتھ مکے سے مدینے تک رہے نماز پڑھتے تھے اپنی سواری پر اشارے سے مگر فرض اور وتر پس تحقیق ان دونون کے واسطے نیچے اوترتے تھے انتہی پس تطبیق دونون حدیثون مین یون کیجاوے گی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کیوجہ سے مثل کیچڑ پانی وغیرہ کے سواری پر وتر پڑھی ہو کیونکہ واقعہ حال ہے عام نہین پانی کیچڑ کے عذر مین تو فرض نماز بھی سواری پر جائز ہے یا قبل ورود تاکید کے پڑھی ہو اس لیے کہ وتر بعد نماز پنجگانہ کے واجب ہوگئی ہے پس دونون حدیثون مین تناقض نہو گا اور علامہ طحاوی نے بعد تفصیل احادیث کے شرح معانی الآثار مین لکھا ہے فَمِنْ هٰذِهِ الْجِهَةِ عِنْدِیْ ثَبَتَ نَسْخُ الْوِتْرِ عَلَی الرَّاحِلَةِ یعنی اسیوجہ سے میرے نزدیک وتر کا سواری پر پڑھنا منسوخ ہوگیا انتہی **قال** مسئلہ ہفتاد و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر کسی سے فجر کی سنتین نہ پڑھی گئی ہون تو پڑھنا اونکا اوسکو نہ تو بعد فرض صبح قبل نکلنے آفتاب کے جائز ہے اور نہ بعد نکلنے آفتاب کے جائز ہے الخ

اقول مسلم مین عمر بن عبسہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا مین نے کہ وقت جواز [illegible] کا آپ بتلا دیجیے فرمایا صبح کی نماز پڑھکر پھر تھم جا نماز سے یہان تک کہ آفتاب طلوع کرے انتہی اور فتح القدیر مین ہے کیونکہ سنتین بعد نماز فجر محض نفل ہوگئی ہین بنا بر اسکے کہ حدیث اوس کے واسطے وارد نہین ہوئی ہے یا وارد ہے تو وہ معارض ہے بخاری اور مسلم کی حدیث سے کہ انحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد صبح کی نماز کے ممانعت فرمائی ہی جبتک کہ آفتاب نکل آوے پس حدیث تجویز
کی اوس حدیث پر مقدم ہوگی جیسا کہ ابھی ہم ذکر کر چکے ہین انتہی علاوہ اس کے ان دونوں حدیثوں
مین جو معترض صاحب نے لکھی ہین محدثین کو کلام ہی چنانچہ ترمذی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی
کہ اونکے نزدیک یہ حدیث قابل حجت نہین اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہی کہ یہ
حدیث ثابت نہین قطع نظر اسکے حدیث نہی کی مقدم ہوتی ہی خصوصاً اوسوقت کہ دوسری حدیث
جس سے جواز ثابت ہوتا ہی الیسی ثابت نہین جیسے کہ حدیث نہی کی قوت رکھتی ہی پس بعد نماز
صبح کے سنتون کا پڑھنا خلاف احتیاط ہی **قال** مسئلہ ہفتاد و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہی کہ استسقا مین جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی سنت نہین ہی اھ مسئلہ ہفتاد و نہم ہدایہ
وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نماز استسقا مین چادر پلٹ کر اوڑھنی امام کو بھی اور قوم
کو بھی سنت نہین مسئلہ ہشتادم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ استسقا مین خطبہ نہین
اھ **اقول** فتح المنان مین لکھا ہی کہ امام صاحب کے نزدیک استسقا دعا اور استغفار ہی
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اِستَغفِرُوا رَبَّکُم اِنَّہ کَانَ غَفَّارًا یُرسِلِ السَّمَاءَ عَلَیکُم
مِدرَارًا یعنی طلب مغفرت کرو پروردگار اپنے سے وہ بخشنے والا ہی بھیجتا ہی مینہ کو تم پر برسنے
والا علاوہ اسکے اکثر حدیثون مین طریقے استسقا کے مرقوم ہین اونمین نماز نہین ہے مگر
ایک صورت مین فقط نماز ثابت ہی اور وہ حدیث یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ
تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ حدیث مع تمام خصوصیات اپنی کے حد صحت
کو نہین پہنچی یا خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی اور سنت وہ ہی جسپر رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی کی ہو مگر کبھی ترک بھی کر دیا ہو اور یہان نماز کا نہ پڑھنا زیادہ ہی فقط نماز تو
ایک دفعہ پڑھی ہی اور یہ حدیث بھی صحیح ہی کہ عمر نے استسقا کیا اور فقط دعا مانگی اور استغفار
کیا اور نماز نہین پڑھی اگر نماز مسنون ہوتی عمر رض ترک نہ کرتے حالانکہ یہ امر صحابہ کے روبرو
کیا گیا اور عمر رض کا نہ جاننا باوجود عموم بلوے کے اور قرب زمانہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

مرقات شرح مشکوۃ ملا علی قاری ۱۲

طریقۂ نماز استسقا

فتح المنان ۱۲

بعید ہی اور باوجود جاننے کے ترک کر دینا اور بھی بعید ہی اور پھر صحابہؓ کا تنبیہ نکرنا نہایت مستبعد ہی اور
امام صاحب کی مراد اس قول سے کہ استسقا مین جماعت نہین یہ ہی کہ جماعت مع خصوصیات
دوسری کے مسنون نہین ورنہ اگر ہر شخص نماز پڑھیگا بطور نفل کے اور دعا اور استغفار کر لیگا تو جائز
ہی بلکہ مستحسن ہی اور احادیث جو استسقا مین مروی ہین اضطراب سے خالی نہین اور اکثر طرق
جنمین خصوصیات اور کیفیات مذکور ہین خالی از ضعف نہین پس امام صاحب نے اوسکا خلاصہ اور
مقصود اصلی جو دعا اور استغفار ہی اخذ کر لیا ہی اور نماز کو سوای جماعت اور خطبہ جائز رکھا ہی بوجہ اخذ
اونکے کے امر متیقن کو اور فتوی نزدیک حنفیہ کے صاحبین کے قول پر ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے فعل سے خطبہ اور جماعت ثابت ہی اور خصوصیت کی کوئی دلیل نہین پائی جاتی انتہی اور فتح القدیر
مین ہی کہ چادر پلٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور نیک فالی کے تھا چنانچہ اسکی تصریح مستدرک حاکم مین
جابرؓ کی روایت سے آئی ہی اور وہ صحیح حدیث ہی فرمایا اونھون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
چادر اسلیے قلب کی تا کہ قحط سالی منقلب ہو جاے اور طوالات طبرانی مین انسؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو پلٹا تا قحط سالی بدلکر ارزانی ہو جاے اور مسند اسحق مین ہی کہ چادر کا قلب
اسوجہ سے تھا کہ سختی آسانی کیطرف منقلب ہو جاے اور کتب اربعہ سے جو حدیث ابن عباسؓ کی روایت
سے وارد ہی اگر وہ خطبہ پر دلالت کرے تو کوئی اشکال نہین ورنہ ترمذی نے اوسکو صحیح کہا ہی مگر حاکم نے اسپر سکوت
کیا ہی اور سکوت اونکا ضعف پر اس حدیث کے دلالت کرتا ہی اور حافظ منذری نے اسکو مرسل کہا
ہی اور مسند امام احمد مین جو روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی کہ استسقا کیواسطے تشریف
لائے پس نماز قبل خطبہ کے شروع کی اور امام احمدؒ نے خطبہ کو استسقا مین مسنون نہین کہا ہی تو معلوم ہوا
کہ یہ حدیث اونکے نزدیک ضعیف ہی اور تو نے معلوم کر لیا ہی کہ حدیث کا ضعیف ہونا اسپر موقوف
نہین کہ بعض راوی اوسکے ضعیف ہوا کرین بلکہ علتین ضعف حدیث کی اور بہت ہین انتہی مختصرا
خلاصہ تحریرات یہ ہی کہ امام صاحب طریقہ مسنون ہونے کا انکار کرتے ہین اور فی الواقع جب طریقہ
مسنون کے یہ معنی ہونگے کہ اکثری ہو تو بیشک استسقا مین اکثر تو دعا اور استغفا فقط احادیث

مین وارد ہی ورنہ عمر رض اگر یہ طریقہ اکثری ہوتا تو ہرگز ترک نکرتے اور صحابہ رض ضرور متنبہ کردیتے پس ترک
دینا دعا اور استغفار کا اور نماز نہ پڑھنا عمر رض کا اور صحابہ رض کا سکوت کرنا اس پر دال ہی کہ طریقہ مسنون
یہی ہی وہ نہین گو فقط جواز اوسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہوگیا ہی وضو مین
بھی تو آخر ایک ایک بار اور دو دو بار دھونا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی مگر مسنون
وہی ہی جو اکثر تین تین بار اعضا کو دھویا ہی پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کی جو غرض ہی وہ حدیث
کے مطلق مخالف نہین حاشا وکلا تجہر با اینہمہ چونکہ حنفیہ کو ثابت ہوگیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے خطبہ اور جماعت کے ساتھ پڑھی گو ایکبار ہی اسلیے صاحبین کے مذہب پر فتوی ہی اور حنفیہ
نماز استسقا پڑھتے ہین مع جماعت اور خطبہ اور قلب ردا کرتے ہین مگر یون کہنا کہ فلانے مجتہد نے خلاف
کیا محض خطا ہی اگر اختلاف ماخذ نہوتا تو بیشک اختلاف ایمہ نہوتا اور اختلاف ماخذ بوجہ وسعت شفقت
کے رکھا گیا ہی ورنہ شارع سے رفع اختلاف کی تدبیر ممکن تھی اور اس اختلاف مین بندونکو واسطے بڑی بڑی
مصلحتین ہین ~ دم در احکام شریعت مزن از راہ خطا ؛ ہرچہ رو داد زشارع ہمہ خیرست و صواب
قال مسئلہ ہشتاد و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ عورت خواہ ثیبہ ہو خواہ باکرہ نئی ہو خواہ پرانی باری
مین برابر ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو
کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابی قلابہ رض سے الخ **اقول** مذہب امام صاحب کا اس مقام پر قرآن
و حدیث سے ماخوذ ہی اعتراض مخالفت کتاب و سنت کا اوس پر نہین ہوسکتا ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد اور حاکم نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جس شخص کی دو عورتین ہون پس مائل ہو طرف ایک کے تو قیامت کے دن وہ شخص آویگا
اس حال مین کہ ہونٹ اوسکا ٹیڑھا ہوگا انتہی اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ مین عائشہ رض
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسمت کرتے اور برابر کرتے اور فرماتے خدایا یہ تقسیم میری جو
میرے اختیار مین ہی پس غیر اختیاری مین مجکو ملامت نکر یعنی بعض سے قلب کی اختیار مائل
ہی انتہی اور خدا تعالی فرماتا ہی فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً یعنی پس اگر خوف کرو تم کہ عدل

نہین ہوسکیگا تو ایک ہی عورت کرو انتہی پس معلوم ہوا کہ ازواج مین خواہ باکرہ ہون خواہ ثیبہ برابری چاہیے اور جس حدیث مین شروع نکاح مین باکرہ کیواسطے سات روز اور ثیبہ کیواسطے تین روز ہین حنفیہ اسکا انکار نہین کرتے مگر یہ کہتے ہین کہ جتنے دن اسکے پاس رہیگا اوتنے ہی روز پہلی کے پاس رہنا پڑیگا ورنہ خلاف حدیث اور قرآن لازم آئیگا اور مسلم کی حدیث جو وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی سے نکاح کیا اور تین روز تک رہے اور فرمایا اگر چاہو تو سات دن رہون مگر سات سات دن اورون کے پاس بھی رہونگا انتہی اس سے یہ نہین معلوم ہوتا اگر تین دن رہینگے تو دوسری ازواج کے پاس بھی تین تین روز قیام نہوگا بلکہ یہ فرمانا آپ کا پھر اورونکے پاس بھی اسیقدر رہونگا صریح دلالت کرتا ہی کہ برابری چاہیے البتہ بوجہ ابتدای نکاح کے باکرہ کے پاس سات روز کی اجازت اور ثیبہ کے پاس تین روز کی دی گئی ہی اس حدیث سے خواہ مخواہ زبردستی یہ اخذ کرنا کہ دوسری کو اسقدر استحقاق نہوگا خالی تعصب اور سوء فہمی سے نہین جای انصاف ہی کہ خود عقل سے خالی ہون اور اہل الرای یعنی عقلا پر اعتراض کرین اور مخالفت حدیث کا الزام دین حال آنکہ جب ظاہریہ کو سمجھ ہی نہین تو پھر مطلب حدیث کو موافق مقصود قائل کے کیونکر سمجھینگے ۵ جا داوند خرد ابتدا دانی غرض قائل و قصد متکلم بسبب اینست •

قال مسئلہ ہشتاد و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ مدعی کو قسم نہ دیجاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان دو حدیثونکا پہلی حدیث مسلم اور ابوداود اور نسائی مین روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا قسم اور گواہ پر اور کہا اسناد اسکی جید ہی دوسری حدیث ترمذی مین روایت ہی جعفر بن محمد رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ نقل کی اونسے اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ قسم کے ساتھ ایک گواہ کے کہا اور حکم کیا ساتھ اسی کے حضرت علی رضی نے بیچ تمہارے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث صحیح ہی **اقول** مسلم مین ابن عباس رض کی روایت سے حدیث آئی ہی اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ یُعْطَی النَّاسُ بِدَعْوَاہُمْ لَادَّعٰی نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَّاَمْوَالَہُمْ وَلٰکِنَّ الْیَمِیْنَ عَلَی الْمُدَّعٰی عَلَیْہِ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اگر آدمی موافق دعوی اپنے کے دیے جاینگے تو آدمیون کی جان و مال کا دعوی کرینگے ولیکن قسم مدعا علیہ پر ہی انتہی اور بیہقی مین ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیکن گواہ لانے مدعی پر ہین اور قسم کھانی مدعا علیہ پر ہی انتہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی استشھدوا شھیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان یعنی دو مرد گواہ طلب کرو پس اگر دو مرد نہون تو ایک مرد اور دو عورتین ہون انتہی اور شاہد اور یمین کی حدیث کو علامہ زیلعی نے لکھا ہی کہ یحیی بن معین نے اسکو رد کیا ہی اور سہیل نے اسکا انکار کیا ہی پس بعد انکار راوی کے حجت نہین ہو سکتی علاوہ اسکے یہ بھی احتمال ہی کہ معنی اس حدیث کے یہ ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکبار فقط جنس شاہد سے حکم کر دیا اور کبھی یمین سے حکم کیا پس اس حدیث سے دونونکا جمع کرنا ایک شخص مین نہین پایا گیا اور مثال اسکی ایسی ہی جیسے کہا جاتا ہی کہ زید گھوڑے اور خچر پر سوار ہوا اور مراد علی التعاقب ہوتی ہی اور اگر تسلیم بھی کیا جاے کہ یہ حدیث جمع کو مقتضی ہی مگر مدعی کی یمین پر کہان سے دلالت کرتی ہی بلکہ جائز ہی کہ قسم مدعا علیہ کی مراد ہو اور ہم اسکے قائل ہین اسلیے کہ ایک گواہ کا اعتبار نہین عدم و وجود اوسکا برابر ہی پس مدعا علیہ کی قسم پر رجوع کیا جائیگا واسطے عمل کرنے کے مشہور احادیث پر انتہی حاصل کلام یہ ہی کہ اول تو شاہد و یمین کی حدیث مین بعضون نے کلام کیا ہی اور قطع نظر اسکے اس حدیث مین بہت احتمال ہین پس خواہ مخواہ ایک احتمال کو خاص کر کے مخالف حدیث مشہور اور قرآن کر دینا اچھا نہین بلکہ حدیث اور قرآن سے ثابت ہو گیا کہ دو گواہ ضرور ہین مگر گواہ دونون مدعی پر ہین اور قسم مدعا علیہ پر اس تقسیم سے معلوم ہوا کہ دونون چیزین ایک مین جمع نہونگی جیسے مدعا علیہ کے گواہ مسموع نہونگے ایسی مدعی کی قسم کا اعتبار نہوگا پس اگر شرکت لیجائیگی تو منافی تقسیم کے ہو جائیگی پس باوجود احادیث مشہورہ کے اور دلالت قطعی اونکی کے نہ ماننا اور اس حدیث کے ظنی معنونکو حجت گردانا پھر مذہب بران امام صاحب کے مذہب کو جو موافق حدیث اور قرآن کے ہی مخالف جاننا بجز تعصب اور کج فہمی کے کوئی بات نہین ہی سمجھو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہی **قال** مسلہ ہشتاد و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ سورج گہن کی نماز مین ہر رکعت مین ایک ہی رکوع ہی الخ مسلہ ہشتاد و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نماز گہن مین خطبہ نہین ہی الخ مسلہ ہشتاد و پنجم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ گہن کی نماز مین قراءت آہستہ پڑھنی چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسلہ مین خلاف کیا ہی بخاری اور مسلم کے الخ **اقول** فتح المنان

مین لکھا ہی والشیخ ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ اورد احادیث بروایات متعددۃ صحیحۃ وحسنۃ ومثبتۃ لمذھب الحنفیۃ وتکلم علی احادیث تعدد رکوع بانھا اضطرب فیھا الرواۃ فان منھم من روی رکوعین ومنھم من روی ثلث رکوعات فوجب ان یصلی علی المعھود وھو الموافق لروایات الاطلاق نحو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا کان کذلک فصلوا یعنی شیخ ابن ہمام احادیث روایات متعددہ سے لائے ہین جو صحیح اور حسن اور ثابت کرنیوالی مذہب حنفیہ کی ہین اور کلام کیا ہی اونھون نے تعدد رکوع کی حدیثون مین باینطور کہ اونمین راوی مضطرب ہین کیونکہ بعضے دو رکوع کی روایت کرتے ہین اور بعضے تین رکوع کی پس واجب ہوا کہ نماز بطور معمول پڑھی جاوے اور وہ روایات مطلقہ کو موافق ہی مثل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس جب کہ ایسا ہو پس نماز پڑھو انتہی اور تبیین الحقائق مین ہی کہ ہماری حجت وہ حدیث ہی جو ابو داود مین قبیصہ رض سے ساتھ اسناد صحیح کے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی دو رکعتین سورج گہن کی الحدیث اور روایت کیا ہی دو رکعتون کو ایک جماعت نے صحابہ رض کی اونمین سے عبد اللہ بن عمر رض اور سمرہ بن جندب اور ابو بکرہ اور نعمان بن بشیر ہین اور اس حدیث سے اخذ کرنا اولی ہی کیونکہ اسکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہی اور امر فعل پر مقدم ہوتا ہی اور بوجہ کثرت راویون کے اور صحت احادیث کے اور موافق ہونے اسکے طریقہ معہودہ کو اور حدیث عائشہ رض اور ابن عباس رض سے اون لوگون کی حجت قائم نہین ہو سکتی کیونکہ یہ امر ثابت ہی کہ مذہب اون دونونکا برخلاف اسکے ہی اور جب مذہب راوی کا خلاف اوسکے ہو جسکو روایت کرتا ہی تو وہ روایت حجت نہین ہو سکتی علاوہ اسکے یہ روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکوع کیے ایک رکعت مین اور چار رکوع کیے ایک رکعت مین اور پانچ رکوع کیے ایک رکعت مین اور چھہ رکوع کیے ایک رکعت مین اور آٹھ رکوع کیے ایک رکعت مین اور اس روایت کو اخذ نہین کرتے پس جو جواب دو رکوع سے زیادتی پر ہوگا وہی جواب ایک رکوع کی زیادتی پر ہوگا اور ایک رکوع سے زیادہ روایت کی یہ وجہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طول رکوع بہت کیا تھا کیونکہ جنت اور نار پیش کی گئی تھی پس بوجہ دیر کے بعض شخص

ملول ہوے اور اونھون نے اپنے سرکو اوٹھایا یا یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک
اوٹھایا ہی پس اونھون نے بھی سر اوٹھایا یا اپنے سر کو موافق عادت روزمرہ رکوع کے اوٹھایا پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع مین پایا پس رکوع کیا پس یہی دوسری بار اور تیسری بار کیا پس
جو لوگ انکے پیچھے تھے اونھون نے بھی ایسا ہی کیا اس گمان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایسا کیا ہی پھر ہر ایک نے موافق اپنے گمان کے روایت کر دی اور ایسا اشتباہ جو لوگ آخر صف مین
ہوتے ہین کبھی ہو جاتا ہی کیونکہ عائشہ رض تو عورتون کی صف مین تھین اور ابن عباس رض لڑکون کی
صف مین تھے اور جو امر کہ اس تاویل پر دلالت کرتا ہی وہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینہ شریف مین سورج گہن کی ایک ہی مرتبہ نماز پڑھی ہی پس کل امور کا ایک مرتبہ مین ثابت ہونا محال ہی
پس معلوم ہوا کہ راویون سے بوجہ اشتباہ کے اختلاف ہو گیا اور بعضون نے کہا ہی کہ خود رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سر اوٹھاتے تھے تاکہ آفتاب کو دیکھین کہ منجلی ہوا ہی یا نہین پس بعضون نے اسکو
رکوع گمان کر لیا پس اوس پر لفظ رکوع اطلاق کر دیا پس اون احادیث کی جو ہمنے روایت کی ہین یہ حدیثین
باوجود ان احتمالات کے معارض نہونگی انتہی اب وہ حدیث سنیے جسمین صریح فقط ایک رکوع کا ایک
رکعت مین کرنا ثابت ہی ابو داؤد اور نسائی اور شمائل ترمذی مین عبد اللہ بن عمرو رض سے روایت ہی کہ
کہا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سورج گہن ہوا پس قیام کیا آپنے بہت دیر تک پھر
رکوع کیا بہت دیر تک پھر سر اوٹھایا پس ٹھہرے رہے بہت دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر سر اوٹھایا اور بیٹھے رہے بہت
دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر اوٹھے پھر دوسری رکعت مین بھی ایسا ہی کیا اور حاکم نے بھی اس حدیث کو
روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہی پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہر رکعت مین فقط ایک رکوع کیا اور ابو داؤد اور نسائی مین سمرہ بن جندب سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی پس قیام کیا اور نمازون سے بہت زیادہ کہ ہم آپکی آواز نہین
سنتے تھے پھر رکوع کیا اطول رکوع کہ ہمکو کچھ آواز آپکی نہین آتی تھی پھر سجدہ کیا اور سجدون سے زیادہ کہ
ہم آواز آپکی نہین سنتے تھے پھر دوسری رکعت مین بھی ایسا ہی کیا انتہی مختصرا اور بخاری مین ابو بکرہ

بیان وحدت رکوع در نماز کسوف

روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سورج گہن ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چادر کہینچتے ہوے نکلے یہانتک کہ مسجد مین تشریف لائے اور آدمی بہی مسجد مین جمع ہوئے پس دو رکعتین اونکو پڑہائین پس آفتاب روشن ہو گیا پس فرمایا آفتاب اور چاند دو نشانی ہین اللہ کی نشانیون سے ڈراتا ہی اللہ اسے اپنے بندونکو پس جب ایسا ہو پس نماز پڑہو تم یہانتک کہ آفتاب روشن ہو جاوے انتہی بس یہ احادیث بعضی انمین سے صحیح ہین اور بعضی حسن ہین یا بعضی مین دو رکعتونکی تصریح ہی اور بعضی مین یہ حکم ہی کہ اس نمازکو مثل نماز صبح کے جو اب تم پڑہ چکے ہو پڑہو پس اس حدیث سے بہی دو رکعتین معلوم ہوئین اور بعضی حدیث مین تفصیل ایک رکوع کی ہی چنانچہ حدیث سمرہؓ اور عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی مذکور ہوئی اور دو رکعتونکی حدیث کو ایک رکوع سے زیادہ پر محمول کرنا خلاف ظاہر ہی اگر ایک رکوع سے زیادہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت فرمایا تھا کہ مثل صبح کی نماز کے پڑہو اوسوقت اسکی ضرور تصریح کر دیتے کہ اسمین رکوع دو ہین یا زیادہ ہین بلکہ جہان احادیث صحاح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی وہان مطلق نمازکو فرمایا ہی ورنہ اگر خلاف دستور ہوتا تو اسکے بیان کی ضرور احتیاج تھی پس معلوم ہوا کہ شارع کو فقط ایک رکوع مقصود ہی پھر آپکے فعل کی وجہ اختلاف بہی معلوم ہو گئی اور یہ بہی ثابت ہو گیا کہ ایک رکوع آپنے کیا اور خود عائشہ رضؓ اور ابن عباسؓ کا مذہب بہی ثابت ہو چکا کہ خلاف روایت ہی پس اتنی وجود سے معلوم ہوا کہ سورج گہن مین ایک ہی رکوع کرنا چاہیے لہذا اگر امام صاحب نے ایک رکوع کہدیا تو کونسا خلاف ہوا باقی رہا خطبہ اوسکی وجہ صاف ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ادای نماز اون لوگونکا رد کیا تھا جو کہتے تھے کہ بوجہ وفات ابراہیمؑ کے کسوف واقع ہوا ہی اسکا نام خطبہ نہین چنانچہ علامہ زیلعی تبیین الحقائق مین لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا حکم کیا ہی اور خطبہ کا حکم نہین فرمایا اور اگر خطبہ مشروع ہوتا تو آپ ضرور بیان فرما دیتے اور حدیث مین جو آیا ہی اوسکی وجہ یہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسواسطے بیان کیا تھا تاکہ اونکے قول کو رد کرین کہ وہ کہتے تھے کہ کسوف شمس بوجہ موت ابراہیمؑ کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے تھے ہوا ہی پس فرمایا آپنے کہ شمس اور قمر دو نشانی ہین اللہ کی نشانیون سے کسی کی موت اور حیات سے

منکسف نہین ہوتے اور جو امر کہ اسکی عدم مشروعیت پر دلالت کرتا ہی وہ یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ بعد روشن ہونے آفتاب کے پڑھا تھا اگر سنت ہوتا تو پہلے ہی روشنی کے مثل نماز اور دعا کے خطبہ بھی پڑھتے انتہی اور فتح القدیر[۱] مین ہی کہ خطبہ بوجہ قصد مشروع ہونے کے نہ تھا بلکہ واسطے دفع وہم اون لوگون کے جنھون نے گمان کیا تھا کہ کسوف بوجہ موت ابراہیم کے ہوا ہی پس یہ خطبہ عارضی تھا انتہی اور مسند امام احمد اور مسند ابو یعلی مین ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی پس نہ سنا مینے آپ سے ایک حرف انتہی اور حلیہ[۲] مین ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ مینے آپکے قریب نماز پڑھی اور قرات نہ سنی انتہی اور شرح[۳] معانی الآثار مین سمرہ بن جندب رضہ سے روایت ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑھائی اور ہمنے آپکی آواز نہین سنی انتہی اور شرح مسلم[۴] مین امام نووی نے لکھا ہی کہ مذہب ہمارا (یعنی امام شافعی رح کا) اور امام مالک رح اور امام ابو حنیفہ رح اور لیث بن سعد اور جمہور فقہا کا یہ ہی کہ کسوف شمس مین آہستہ قرات کیجاے اور حجت اونکی یہ ہی کہ صحابہ رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرات تخمینا بقدر سورہ بقرہ وغیرہ کے کی تھی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تو اوسکی مقدار بلا تخمین معلوم ہو جاتی انتہی

قال مسئلہ ہشتاد و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ گانون مین جمعہ پڑھنا جائز نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور ابو داود مین روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے الخ

اقول ابن ابی شیبہ[۵] رضہ نے علی رضہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے نہین جمعہ ہی اور نہ تکبیر تشریق اور نہ نماز عید الفطر کی اور نہ نماز عید اضحی کی مگر شہر جامع مین یا بڑے شہر مین انتہی اور ابن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہی اور دوسری حدیث عبد الرزاق[۶] نے علی رضہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے نہین تشریق ہی اور نہ جمعہ ہی مگر شہر جامع مین اور امام ابو یوسف نے اس حدیث کو املا[۷] مین مسندا اور مرفوع ذکر کیا ہی اگر یہ حدیث اونکے نزدیک مرفوع ثابت نہوتی تو اسکو مسندا اور مرفوع نہ کہتے اور بھی اسکو علامہ[۸] عینی نے شرح ہدایہ کی کتاب الجمعہ مین ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ امام ابو یوسف رح امام حدیث ہین حجۃ ہین اگر ثبوت اسکے رفع کا نہوتا تو مرفوع ذکر نکرتے اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر[۹] مین کہا ہی کہ اقتدا علی رضہ کی کفایت کرتا ہی

[illegible]

[۱] فتح القدیر باب الکسوف
[۲] حلیہ باب الکسوف
[۳] شرح معانی الآثار طحاوی باب القراءۃ فی صلوۃ الکسوف
[۴] شرح مسلم جلد اول صفحہ ۲۹۶
[۵] فتح القدیر کتاب الجمعہ
[۶] بنایہ کتاب الجمعہ
[۷] املا کتاب الجمعہ
[۸] عینی شرح ہدایہ کتاب الجمعہ
[۹] فتح القدیر شرح ہدایہ کتاب الجمعہ

اور علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین ذکر کیا ہی کہ حذیفہ رض سے بھی یہی مروی ہی کہ گانون والون پر جمعہ نہین
بلکہ شہر والون پر ہی مثل مدائن کے اور اسوجہسے کہ مدینہ شریف کے بہت گانون تھے اور کوئی روایت
نہین آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو جمعہ کا حکم دیا ہو اگر واجب ہوتا تو اونکو حکم فرماتے
اور ہمکو شہرت اوسکی معلوم ہوجاتی اور حدیث ابن عباس رض کی حجت نہین ہو سکتی اسلیے کہ جواثی بحرین کے
قلعہ کا نام ہی چنانچہ اسکو جوہری اور ابن اثیر نے ذکر کیا ہی اور صاحب مبسوط نے کہا ہی کہ جواثی شہر ہی اور
شہر کو قریہ بولتے ہین فرمایا اللہ تعالی نے لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ
(یعنی کیون نہین اوتارا گیا یہ قرآن اوپر ایک بڑے شخص کے دونون قریون مین سے) اور وہ مکہ اور
طائف ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ جواثی شہر کا نام ہی لفظ قریہ کا اوسپر اطلاق کیا ہی چنانچہ قرآن شریف مین
مکہ کو قریہ فرمایا ہی ایسا اطلاق بیشتر بہت تھا اور ابو عبید بکری نے بھی کہا ہی کہ جواثی بحرین کے شہر کا
نام ہی اور زمخشری نے نام قلعہ کا کہا ہی اور ظاہر ہی کہ قلعہ حاکم اور عالم سے خالی نہین ہوتا ہی علاوہ اسکے
ابن عباس رض فقط یہی فرماتے ہین کہ جواثی مین جمعہ ہوا اسمین یہ مذکور نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو بھی اسپر اطلاع ہوگئی تھی اور اونکو جمعہ پر قائم رکھا تھا علاوہ اسکے ابن عباس رض کے قول سے
علی رض کے قول کو ترجیح ہی پھر یہ حدیث مرفوع بھی آئی ہی اور موقوف کو بھی حکم مرفوع کا ہی کیونکہ قیاسی
نہین معلوم ہوتا یہی وجہ ہی کہ صحابہ رض سے اس امر کی کوئی روایت نہین کہ اونھون نے وقت فتح کرنے
شہرونکے گانوئون مین منبر رکھوائے ہون اور جمعہ کا حکم دیا ہو بلکہ شہر کے جمعہ کا فقط انتظام کرتے تھے
پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا ارشاد بہت ٹھیک اور موافق حدیث کے ہی کسیطرح خلاف نہین اگرچہ
تو معترض صاحب کی طبیعت مین اونکی طرف سے خلاف ہی ہوا کرے ہمکو اس سے کیا مطلب ہمارا
مسلک تو حضرت امام صاحب کی نسبت کیا بلکہ جمیع ایمہ مجتہدین ومحدثین محققین کے ساتھ حسن ظن
ہی کہ بیشک کسی نے مخالفت حکم شرعی کے نہین کی اور یہ جو اختلاف فروع احکام شرعی مین ہو گیا سو اس
امت مرحومہ کیواسطے وسعت رحمت ہی اور شارع کی طرف سے اسمین بہت بڑی مصلحت ہی سب کا ماخذ
قرآن وحدیث سے نکلتا ہی ولکلٍ فی حِکْمَۃ لیکن ظاہریہ اس سے بے بہرہ ہین بے سمجھے بوجھے ہر کسی کو

مخالف حدیث کہدینا انکی خو ہی اور بزرگان دین کو برا کہنا انکی گفتگو ہی یہ نہیں سمجھتے شعر ع بر بلندان سخن
بسوے خود ست ، تف بسوی فلک بروے خود ست ، **قال** مسئلہ ہشتاد و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ اگر اندھا جماعت کراوے تو نماز مکروہ ہوتی ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین
خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد مین روایت ہی انس رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ **اقول** حنفیہ کے
نزدیک اس اندھے کی امامت مکروہ ہی جو احتیاط نکرتا ہو اور کو جہ گرد ہو اور اگر عالم اور محتاط ہو یا سب مین
افضل ہو اوسوقت حنفیہ ہرگز مکروہ نہین کہتے بلکہ حجت اونکی یہی حدیث عبد اللہ بن ام مکتوم کی لکھتے ہین
کتاب الاشباہ والنظائر مین ہی وَتُكْرَهُ إِمَامَتُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَعْلَمَ الْقَوْمِ یعنی اور مکروہ ہی امامت
اندھے کی مگر جبکہ مقتدیون سے زیادہ جاننے والا ہو انتہی اور بحر الرائق مین ہی فَإِنْ كَانَ أَفْضَلَهُمْ فَأَوْلَى
وَعَلَى هَذَا حُمِلَ تَقْدِيمُ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ لِأَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الرِّجَالِ الصَّالِحِينَ لِلْإِمَامَةِ
فِي الْمَدِينَةِ أَحَدٌ أَفْضَلُ مِنْهُ حِينَئِذٍ یعنی پس اگر نابینا افضل قوم ہو تو وہ سب سے امامت کے
وہی بہت ہی اور اسی پر محمول ہی امام کرنا ابن ام مکتوم کا اسلیے کہ مدینہ مین کوئی شخص قابل
امامت کے انسے بہتر نہین تھا انتہی اور فتح المنان مین ہی إِنْ كَانَ مُقْتَدَى الْقَوْمِ وَعَالِمًا
وَقَارِئًا لَا يُكْرَهُ وَقَدْ كَانَ شَيْخُنَا الْأَجَلُّ الْأَكْرَمُ عَبْدُ الْوَهَّابِ الْمُتَّقِي يَؤُمُّ أَصْحَابَهُ مَعَ عَمَاهُ
یعنی اگر ہو اندھا مقتدا قوم کا اور عالم اور قاری تو نہین مکروہ ہی اور تحقیق استاد ہمارے عبد الوہاب متقی
امام ہوتے تھے اپنے یارونکے باوجود نابینائی کے انتہی اور محیط مین ہی إِذَا لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ مِنَ الْبَصِيرِ
أَفْضَلَ فَهُوَ أَوْلَى یعنی جبکہ نابینا سے بصیر افضل نہو تو نابینا بہتر ہی انتہی اور بدائع مین ہی إِذَا كَانَ
لَا يُوَازِيهِ غَيْرُهُ فِي الْفَضْلِ فِي مَسْجِدِهِ فَهُوَ أَوْلَى یعنی جسوقت فضیلت مین اور کوئی نابینا کے
برابر نہو تو وہی بہتر ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک نابینا کی امامت مکروہ نہین مگر اوسوقت
مکروہ ہی جب احتیاط نکرتا ہو یا علم نرکھتا ہو عبد اللہ بن ام مکتوم ان باتون سے بری تھے بلکہ اوسوقت تو
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی لڑائی مین تشریف لیگئے ہین اونسے بہتر کوئی نہ تھا علی رض کو
مکانونکے اہتمام مین چھوڑ گئے تھے اگر اسکا بھی اہتمام اونکے سپرد ہوتا تو اوس اہتمام مین کوتاہی ہوجاتی

بلکہ صاحب ہدایہ کی خود وجہ کراہیت سے معلوم ہوتا ہی کہ مطلقًا نابینا کی امامت مکروہ نہین بلکہ
بوجہ عدم احتیاط کے مکروہ ہی پس اس مسئلہ کو ابن ام مکتوم کی حدیث کے مخالف کہنا کمال درجہ
کی نادانی ہی قیاس مع الفارق اسی کو کہتے ہین ہان خوب یاد آیا اگر رطب و یابس نہ بھرتے تو سو سلونکا
التزام کیونکر ہو سکتا تھا کچھ معترض صاحب کو خیال نہین کہ کیا لکھتا ہون بے دیکھے انکل سے کام لیتے ہین سہ
سمجھ ہی مین نہین آتی ہی کوئی بات ذوق اوسکی + کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے **قال**
مسئلہ ہشتاد و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو مچھلی کہ خود بخود مرجاوے اور اولٹی ہو جاوے تو کھانا اوسکا
مکروہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد
اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ مین روایت ہی الخ **اقول** ابو داؤد اور ابن ماجہ نے
جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَلْقَی الْبَحْرُ اَوْ جَزَرَ عَنْہُ
فَکُلُوْہُ وَمَا مَاتَ فِیْہِ فَطَفَا فَلَا تَاْکُلُوْہُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جیز انکے
دریا یا علیحدہ ہو جاوے اوس سے پس کھاؤ تم اوسکو اور جو شی دریا مین مرجاوے اور اولٹی ہو کر اوپر آجاوے
پس نہ کھاؤ تم اوسکو انتہی اور علی رض سے مروی ہی کہ فرمایا اونھون نے ہماری بازارونمین طافی مچھلی مت
بیع کرو انتہی اسی طرح ابن عباس رض اور ابو ہریرہ رض اور ابن عمر رض سے طافی کی ممانعت مین احادیث
مروی ہین اور تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَعَنْ جَمَاعَۃٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ مِثْلُہٗ وَ حُجَّۃٌ
عَلٰی مَالِکٍ وَّالشَّافِعِیِّ فِیْ اِبَاحَتِہِمَا الطَّافِیَ وَلَا دَلِیْلَ لَہُمَا فِیْمَا رَوَیَا لِاَنَّ الْمُرَادَ بِمَیْتَۃِ الْبَحْرِ
مَا لَفَظَہُ الْبَحْرُ حَتّٰی یَکُوْنَ مَوْتُہٗ مُضَافًا اِلَی الْبَحْرِ وَلَا یَتَنَاوَلُ مَا مَاتَ فِیْہِ مِنْ غَیْرِ اٰفَۃٍ
یعنی اور ایک جماعت صحابہ رض سے ایسی ہی روایت ہی اور یہ حدیث امام مالک اور امام شافعی پر حجت ہی کہ وہ
وہ دونون طافی مچھلی کو مباح سمجھتے ہین اور حجت اونکی وہ حدیث جو اونھون نے روایت کی ہی نہین
ہو سکتی اسلیے کہ مراد دریا کے میتہ سے وہ ہی کہ اوسکو دریا پھینک دے تاکہ موت اوسکی طرف دریا کے
منسوب ہو جاوے اور نہین شامل ہی یہ حدیث اوسکو جو مرض وغیرہ سے مرجاوے انتہی پس معلوم ہوا کہ جو
مچھلی دریا مین اولٹی ہو کر اوپر پانی کے آجاتی ہی وجہ اوسکی مرض ہوتا ہی دریا کی سردی گرمی سے

طافی نہین ہوتی اوسپر میتہ دریا کا صادق نہین آئیگا کیونکہ دریا کے میتہ سے یہ تو مراد نہین ہے کہ دریا ہی مین مرے اگر باہر آکر مریگی تو بھی حلال ہے بلکہ دریا کی طرف جو نسبت کی ہے اوس سے مراد فعل دریا ہے لہذا طافی پر میتہ دریا صادق نہین ہوگا پھر جب حدیث صحیح موجود ہے اور صحابہ رض کا بھی مذہب یہا منقول ہے کہ اسکا کھانا نہین چاہیے اب کوئی اسمین حالت منتظرہ باقی نہین رہی معترض صاحب نے تو خود ان صریح حدیثونکی مخالفت کی ہے اور دوسرونپر مخالفت کا اعتراض واہ سبحان اللہ مجھ موئی لِی لَا یَجُوْزُ لِغَیْرِیْ ؎ نیک ہے جو بی عیوب دیگران چون سی عیب خود کور ہی زان * **قال** مسئلہ ہشتاد و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین اس غرض سے کسی کو دیوے کہ وہ اوسمین کھیتی کرے اور اوس سے اپنا حصہ مقرر کر لیوے تو جائز نہین ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے ان دو حدیثونکا الخ **اقول** جاننا چاہیے کہ زمین کو کھیتی کے واسطے اجارہ پر دینے مین اختلاف ہے حسن بصری رح اور طاوس رح کے نزدیک کسی حال مین درست نہین خواہ بعوض سونے چاندی کے دے خواہ اوس کھیتی کی تہائی چوتھائی کے عوض دے کیونکہ حدیث مین زمین کے کرایہ کی مطلق ممانعت آئی ہے اسلیے کسی صورت سے انکے نزدیک کرایہ زمین کا جائز نہین اور ربیعہ رح کہتے ہین کہ فقط بعوض سونے چاندی کے درست ہے اور کسی شی کی عوض درست نہین اور امام مالک رح کہتے ہین کہ بدلے سونے چاندی وغیرہ سوای طعام کے جائز ہے اور امام احمد رح اور صاحبین اور بعضے مالکی اور شافعی کے نزدیک زمین بعوض سونے چاندی کے اجارہ پر دینا جائز ہے اور مزارعۃ بالثلث والربع وغیرہ بھی جسکو مخابرت کہتے ہین درست ہے اور امام ابو حنیفہ رح اور امام شافعی رح وغیرہما کے نزدیک سونے چاندی کپڑے کھانا اناج ہر شی کی عوض مین کرایہ پر دینا درست ہے مگر اوس چیز کے حصہ کی عوض جو زمین کے کرایہ سے نکلے اوسکا تہائی یا چوتھائی حصہ مقرر کرکے کرایہ پر دینا درست نہین ہے پہلے ہم اس مذہب کی مؤید حدیثین بیان کردین پھر حدیث خیبر کا بھی شبہہ جو معترض صاحب نے پیش کی ہے رفع کردینگے بخاری مین ہے حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسٰی ثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانُوْا یَزْرَعُوْنَھَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَہٗ اَرْضٌ فَلْیَزْرَعْھَا

بخاری صفحہ ۳۱۳

اَوْلِيَمْنَحْهَا فَاِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهٗ يعنی جابر رضی سے روایت ہی کہ فرمایا اونھوں نے لوگ
زمین کی زراعت بعوض تہائی اور چوتھائی اور آدھی کے کرتے تھے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
جسکے پاس زمین ہو پس چاہیے کہ خود اوسکی زراعت کرے یا مناسب ہی کہ مستعار دیدے پس اگر ایسا نکرے
تو زمین اپنی روک رکھے انتہی اور مسلم مین ہی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی زمین کو کرایہ پر اوسکے حصہ کے عوض
دینے سے انتہی اور ابو داؤد مین ہی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ مَنْ لَمْ يَذَرِ الْمُخَابَرَةَ فَلْيُؤْذَنْ بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنی جابر رضی سے روایت ہی کہ کہا او
نے مینے سنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جو شخص زمین کو بعوض اوسکے حصے کے کرایہ پر دینا
ترک نکرے تو چاہیے کہ آگاہ کر دیا جائے خدا اور رسول کے ساتھ لڑنے کو انتہی اور دوسری حدیث ابو داؤد
مین ہی عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُخَابِرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّ بَعْضَ عُمُوْمَتِهٖ اَتَاهُ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَطَوَاعِيَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اَنْفَعُ لَنَا وَاَنْفَعُ قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيُزْرِعْهَا اَخَاهُ وَ
لَا يُكَارِيْهَا بِثُلُثٍ وَّلَا بِرُبُعٍ یعنی سلیمان بن یسار سے روایت ہی کہ رافع بن خدیج نے کہا کہ ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین مخابرت کرتے تھے پس ایک چچا ہمارے آئے اور فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک امر سے جو ہمکو نافع تھا ممانعت فرمائی ہی اور اللہ اور رسول
اوسکے کی طاعت زیادہ نافع ہی کہا نافع نے دریافت کیا ہمنے کہ وہ کیا ہی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جسکے پاس زمین ہو پس چاہیے خود زراعت کرے یا اپنے بھائی مسلمان کو واسطے زراعت
کے دیدے اور نہ کرایہ پر دے اوسکو بعوض تہائی اور نہ چوتھائی کے انتہی اور خیبر کے معاملہ مین یہ صورت
جسکی حدیث مین ممانعت بیان ہو چکی واقع نہین ہوئی چنانچہ امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین
لکھا ہی کہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل خیبر سے خراج مقاسمت تھا بطور احسان اور

صلح کے اور خراج مقاسمت جائز ہی اسلیے کہ خراج کی دو قسمین ہین ایک تو خراج وظیفہ ہی اور وہ یہ ہی
کہ امام اونپر وظیفہ ہر سال کا مقرر کر دے اور اسقدر مقرر کرے کہ زمینین اونکی اوس مقدار کو اوٹھا سکین
اور دوسری قسم خراج مقاسمہ ہی اور وہ یہ ہی کہ اونسے بعض خارج زمین مثل نصف اور ثلث وغیرہ کے
شرط کر لے اور دلیل اسپر یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت اونکے واسطے بیان نہین فرمائی اگر
مزارعت ہوتی تو ضرور بیان فرما دیتے کیونکہ مزارعت جو لوگ جائز رکھتے ہین اوسمین بیان مدت بھی
شرط کرتے ہین چنانچہ ہم بیان کرینگے اور دلیل اسپر بھی وہ حدیث ہی جو ابن عمر رض نے روایت کی ہی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر پر غالب آئے تو یہود نے سوال کیا کہ اونکو اسی زمین مین
اس طور سے رہنے دین کہ وہ اسکی زراعت کرین اور نصف اوسکا لیا کرین پس فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تمکو اس زمین مین جبتک چاہینگے ٹہیرنے دینگے روایت کیا اس حدیث کو
بخاری اور مسلم اور امام احمدؒ نے اور یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہی کہ خراج مقاسمت تھا اور وہ
لوگ مسلمانونکے ذمی تھے اور ذمی کو جب اوسکی زمین پر برقرار رکھتے ہین تو وہ زمین اوسکی ملک رہتی ہی
اور جو شی اوسکی اراضی سے لیجاتی ہی وہ خراج ہوتا ہی انتہی بلفظہ جبکہ صریح احادیث مین ممانعت آچکی ہی پھر بھی
معترض صاحب نے کسی کی تقلید کو لازم اور فرض سمجھکر امام صاحب کے پردہ مین صریح احادیث کو
طعن کیا ہی یہ کلام کسی مسلمان کا تو معلوم نہین ہوتا جو حدیث پر طعن کرتا ہو اب معترض صاحب کا
استنباط کہان گیا اور تقوی اور طہارت اور پاکدامنی کون اوٹھا کر لیگیا کبھی تو بخاری کو کلام اللہ
سے بھی پہلا و مقام سمجھتے ہین اور کبھی محض اس وجہ سے کہ امام صاحب نے اوسکے موافق کہدیا ہی ترک کر دیتے
ہین دوسرونپر الزام دیتے ہین حال آنکہ قصور اپنا ہی **خلاصہ تقریر** یہ ہی کہ امام صاحب موافق
ان صریح احادیث کے مخابرت اور مزارعت کو جائز نہین رکھتے اور معاملہ خیبر کو خراج مقاسمت کہتے
ہین کہ وہ بطریق احسان و مصالحت کے تھا معاملہ مزارعت نہ تھا کیونکہ کہین حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تا دم حیات اپنے جزیہ اونسے لیا ہو یا ابوبکر صدیق رض یا عمر رض نے کبھی جزیہ لیا ہو
اگر زمین کا نصف جو اونسے مقرر کیا تھا جزیہ نہوتا تو جسوقت آیت جزیہ کی نازل ہوئی تھی اوسیوقت

اونسے جزیہ لیا جاتا حالانکہ تمہین کسی روایت سے ثابت نہین ہوتا کہ سوائے اس نصف کے اور کچھ لیا ہو
پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول موافق حدیث کے ہی اور معترض صاحب مخالف حدیث کے کیئے نیز
کیا عمل بالحدیث اسی مخالفت کا نام ہی سچ پوچھو تو ہمکو ایسی باتون سے خود تمہارے اسلام مین کلام ہی
مرا باور نمی آید ز روی اعتقاد * اینچنین بد کردن دین پیمبر داشتن * **قال** مسئلہ نودم ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص ذی محرم کو کوئی چیز بخش دے تو اوسکو واپس لینی نہین آتی اور یہ مذہب
امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی الخ **اقول** بیہقی اور دارقطنی اور مستدرک مین روایت ہی
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت الھبۃ لذی رحم محرم لم یرجع فیھا
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جب کسی شخص ذی رحم محرم کو کوئی چیز بخش دیجاے
تو واپس نہ لیجاے انتہی پس یہ حدیث صریح دال ہی کہ ذی رحم محرم سے ہبہ لوٹایا نہ جاے اور جس حدیث مین العود
رجوع آیا ہی اوسکے معنی یہ ہین کہ باپ کو لے لینا اور خرچ کر لینا جائز ہی جیسے اور اموال اولاد مین باپ کو تصرف جائز
ہی یہ معنی نہین ہبہ کا رجوع اور فسخ جائز ہی ورنہ یہ معنی اس حدیث کے خلاف ہو جاینگے پس حتی الامکان تطبیق
اولی ہی **قال** مسئلہ نود و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص رات کو فرض
روزے کی نیت نکرے تو دن کو زوال کے وقت تک اوسکو نیت کرنی جائز ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو
امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی الخ **اقول** اس حدیث سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ رمضان کے
روزے کی نسبت یہ ارشاد ہوا ہی بلکہ جائز ہی کہ روزہ قضا اور کفارہ اور نذر غیر معین مراد ہو اور نیز
نزدیک بھی رات سے نیت روزے کی ضروری ہی اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ رات سے پہلے قبل غروب کے نیت کرنے
سے منع فرمایا ہو پس یہ تخصیص کہان سے نکلی کہ رات کے بعد نیت درست نہین یہ صورت کیون نہین
کہ رات سے پہلے دن مین نیت نہین چاہیے اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہین کہ جو شخص رات سے روزے کی نیت نکرے
یعنی دن مین اگر نیت ہو تو رات سے روزے کی ہو اوس وقت سے اگر روزہ رکھیگا اور یہ نیت نکریگا کہ

شب سے ہی تو روزہ اوسکا نہین ہوگا اسصورت مین لفظ مِنَ لفظ صَامَ کے متعلق ہوگا لفظ یَنوِ
کے متعلق نہوگا اسمین کوئی خرابی لازم نہین آتی بلکہ معنی بہت ٹھیک ہو گئے اور کوئی دلیل اسپر نہین کہ
مِنَ اللَّیلِ کو لَم یَنوِ کے متعلق کیا جاوے بلکہ صیام جو قریب اوسکے ہی زیادہ استحقاق بوجہ قرب کے رکھتا ہی یا
اس حدیث مین کمال روزے کی نفی مراد ہی یعنی کامل روزہ اوسکا نہین ہوگا اور فضیلت روزے کی حاصل
نہوگی جبتک کہ رات سے نیت نکریگا جیسے وضو مین وارد ہوا کہ جو شخص بسم اللہ نہین کہیگا اوسکا وضو نہین
ہوگا اس سے نفی کمال کی ہی اور جیسے جار مسجد کی نسبت وارد ہی کہ جو شخص مسجد کے متصل رہتا ہو اوسکی
نماز سوا اوس مسجد کے نہوگی پس یہان بھی نفی فضیلت کی ہی اس قسم کی بہت احادیث وارد ہین
پس چارون احتمال نہایت قوی ہین علاوہ اسکے اس حدیث کے مرفوع ہونے مین کلام ہی ترمذی کے
نزدیک تو موقوف ہی اور اکثر اسکے موقوف ہونے کے قائل ہین بعض نے مرفوع کہا ہی پس جس حدیث مین
اسقدر اضطراب ہو اور دوسرے معنی بھی ہو سکتے ہون تو اوسکو صحیحین کی حدیث اور قرآن پر ترجیح دینی
نہین چاہیے امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی ولنا قولہ تعالی وَکُلُوا وَاشرَبُوا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ
لَکُمُ الخَیطُ الاَبیَضُ مِنَ الخَیطِ الاَسوَدِ مِنَ الفَجرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیلِ اَبَاحَ الاَکلَ
وَالشُّربَ اِلٰی طُلُوعِ الفَجرِ ثُمَّ اَمَرَ بِالصِّیَامِ بَعدَہٗ بِکَلِمَۃِ ثُمَّ وَھِیَ لِلتَّرَاخِی فَتَصِیرُ العَزِیمَۃُ بَعدَ
الفَجرِ وَرُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیہِ السَّلَامُ اَمَرَ رَجُلًا اَن اَذِّن فِی النَّاسِ اَنَّ مَن اَکَلَ فَلیُمسِک
بَقِیَّۃَ یَومِہٖ وَمَن لَم یَکُن اَکَلَ فَلیَصُم یعنی ہماری دلیل قول اللہ تعالی کا ہی کھاؤ تم اور پیو تم یہانتک
کہ صبح صادق صبح کاذب سے نمودار ہو جاوے پھر تمام کرو روزے کو رات تک خدا تعالی نے کھانے اور پینے کو
طلوع صبح صادق تک مباح کیا ہی پھر حکم کیا ہی روزے کا بعد اوسکے ساتھ لفظ ثُمَّ کے اور لفظ ثُمَّ واسطے
تراخی اور مہلت کے آتا ہی پس عزم روزے کا لامحالہ بعد صبح صادق ہوگا اور روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگون مین پکار دو کہ جس شخص نے کچھ کھا لیا ہو پس چاہیے کہ
باقی دن رکا رہے اور جسنے کچھ نہ کھایا ہو پس چاہیے کہ روزہ رکھ لے انتہی اور شیخ الاسلام علامہ ابن ہمام
نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ بخاری اور مسلم مین سلمہ بن الاکوع سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ایک شخص اسلمی کو حکم فرمایا کہ لوگون مین کہدو کہ جسنے کھالیا ہی پس چاہیے کہ باقی دن ٹھیرا رہے
اور جسنے نہین کھایا ہی پس چاہیے کہ روزہ رکھے اسلیے کہ آج کا دن عاشوریکا ہی اس حدیث مین
اس امر پر دلیل ہی کہ محرم کا روزہ قبل منسوخ ہونے اوسکے کے روزۂ رمضان سے واجب تھا اسواسطے
کہ باقی دن نہ کھانے کا اوسی روز مین حکم ہوتا ہی جو مفروض متعین ہو برخلاف قضای رمضان
اگر اوسمین افطار کرے تو یہ حکم نہین پس معلوم ہوا کہ جسپر روزہ کسی دن کا متعین ہو اور رات سے
اوسنے نیت اوسکی نکی ہو تو دن کو نیت اوسکی کافی ہوجائیگی اور یہ بنا بر اسکے ہی کہ روزہ عاشوریکا
واجب تھا اور ابن جوزی نے اسکو منع کیا ہی اوس حدیث سے جو بخاری اور مسلم مین معاویہ رضہ سے
روایت ہی کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے یہ دن عاشوریکا ہی نہین فرض کیا گیا
ہمپر روزہ اوسکا پس جو چاہے تم مین سے روزہ رکھے پس مین تو روزہ دار ہون پس روزہ رکھا آدمیون
نے اور اس دلیل سے بھی منع کیا ہی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگونکو جنھون نے کھالیا تھا حکم
قضا کا نہین دیا تھا اور یہ قول ابن جوزی کا باینطور مردود ہی کہ معاویہ رض فتح مکہ کے مسلمان ہوے
ہین پس اگر اونھون نے اس حدیث کو بعد اسلام لینے کے سنا ہی تو ظاہر ہی کہ سن نو یا دس ہجری مین
سنا ہوگا پس سننا بعد منسوخ ہونے روزۂ عاشورا کے روزۂ رمضان سے تھا تو معنی اس حدیث کے یہ ہوے
کہ بعد واجب ہونے رمضان کے روزۂ عاشورا فرض نہین تا کہ اس حدیث مین اور اون حدیثون مین
جو صریح روزۂ عاشورا کی فرضیت پر دلالت کرتی ہین تطبیق ہوجاے اور اگر قبل اسلام لینے کے سنا ہی
تو جائز ہی کہ پہلے فرض ہونے روزۂ عاشورا کے سنا ہو اور عاشورا کا روزہ رمضان کے روزہ سے منسوخ
ہوگیا ہی چنانچہ بخاری اور مسلم مین عائشہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عاشوریکا روزہ قریش زمانہ
جاہلیت مین رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رکھتے تھے پس جب آپ مدینہ مین تشریف
لاے عاشوریکا روزہ رکھا اور حکم کیا اس روزیکا پس جب رمضان کا روزہ فرض ہوا فرمایا جو چاہے
رکھے اور جو چاہے ترک کرے اور ہونا لفظ امر کا مشترک درمیان استحباب اور وجوب کے ممنوع ہی اور اگر تسلیم
کیا جاے پس قول عائشہ رض کا کہ جب رمضان فرض ہوا فرمایا جو چاہے رکھے جو چاہے نہ رکھے

دلیل اسپر ہی کہ یہان لفظ امر واسطے وجوب کے ہی کیونکہ یہ بات یقینی ہی کہ اختیار دینا اس اعتبار سے نہین کہ پہلے مستحب تھا اسلیے کہ اب بھی مستحب بلکہ مسنون ہی پس یہ اختیار دینا اس اعتبار سے ہی کہ پہلے واجب تھا اسیطرح اوس حدیث صحیحین سے بھی جو مذکور ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے کہ باقی دن نہ کھایا جاے فرضیت معلوم ہوتی ہی پس ثابت ہوگیا کہ فرضیت روزہ کے اعتبار کرنے نیت کے بعض دن مین منع نہین کرتے پس مقدم کرنا اوس حدیث کا جو ہمنے روایت کی ہی مخالفین کی روایت کی ہوئی حدیث پر واجب ہی اسواسطے کہ صحیحین کی حدیث اونکی حدیث کی نسبت قوی ہی پھر ہم اوسمین اختلاف صحت رفع بھی نقل کر چکے ہین پس لازم آیا اس سے کہ مراد اوس سے نفی کمال کی ہی جیسے لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یُسَمِّ وغیرہ مین نفی فضیلت مراد ہی یا مراد یہ ہی کہ اوسنے رات سے روزہ ہونے کی نیت نکی پس جار مجرور کہ وہ مِنَ اللَّیْلِ ہی متعلق لفظ صیام دوسرے کے ہوگا متعلق لفظ یبیّت کے نہین پس دن مین نیت نکرنے سے یہ وہ مراد ہی روزہ نہوگا انتہی **قال** مسئلہ نود و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابو نمین لکھا ہی کہ زمین مین سے خواہ تھوڑی چیز نکلے خواہ بہت کو تو اوسمین سے دسوان حصہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی الخ **اقول** بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُیُوْنُ اَوْ کَانَ عَثَرِیًّا اَلْعُشْرُ وَمَا سُقِیَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس چیز مین کہ سیراب کیا اوسکو آسمان اور چشموں نے یا عثری ہو دسوان حصہ ہی اور عثری وہ زمین ہی جسمین پانی دینے کی حاجت نہو اور اوس چیز مین جو سیراب کیجاے آب پاشی سے بیسوان حصہ ہی انتہی اور مسلم مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا سَقَتِ الْاَنْھَارُ وَالْغَیْمُ الْعُشُوْرُ وَفِیْمَا سُقِیَ بِالسَّانِیَۃِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس زمین مین کہ سیراب کرین اوسکو نہرین اور بارش دسوان حصہ ہی اور اوس زمین مین کہ سیراب کیجاے سانیہ سے بیسوان حصہ ہی اور سانیہ اوس اونٹ کو کہتے ہین جسپر پانی رکھکر زمین کیواسطے لاتے ہین انتہی اور عبدالرزاق نے عمر بن عبدالعزیز رض اور مجاہد اور نخعی سے روایت

مسئلہ نود و دوم

کی ہی کہ فرمایا اونھون نے اوس چیز مین جو زمین اُگاوے تھوڑی ہو یا بہت دسوان حصہ ہی انتہی ساقطہٗ
ابن ابی شیبہ نے عمر بن عبد العزیز رض اور مجاہد اور ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی پس ان احادیث
سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر مین عشر دینا آتا ہی کیونکہ ان احادیث مین مطلق مقدار کا بیان
نہین بلکہ عام ہی قلیل اور کثیر سبکو شامل ہی پس جن حدیثون مین پانچ وسق کا بیان ہی وہ زکوٰۃ تجارت
مین وارد ہین کیونکہ قیمت وسق کی اوس وقت چالیس درہم تھے چنانچہ علامہ زیلعی وغیرہ نے اسکی تصریح
کر دی ہی بلکہ لفظ صدقہ کا اوسمین ہی جو دیا اور صدقہ زکوٰۃ مین مستعمل ہین اور خراج زمین پر عشر کا اطلاق
آتا ہی علاوہ اسکے عام کو خاص پر ترجیح ہی اور بنایہ مین لکھا ہی کہ علامہ ابو بکر بن العربی نے کہا ہی کہ قوی تر
مذہبون کا اس مسئلہ مین مذہب ابو حنیفہ رح کا ہی باعتبار دلیل اور احتیاط کے انتہی پھر با اینہمہ احتیاط
اور دعوی بالدلیل کے جیسا کہ علامہ ابو بکر بن العربی نے فرمایا مسالہ محقق کو نمانا حق کو نہ پہچاننا
ہی جب امر حق کو نمانا تو اوسکی بات کا کون ٹھکانا حسد کی پٹی آنکھون پر بندھی ہی اور مخالفت امام صاحب
دل مین ٹھنی ہی ہر بات مین ہوی نفسانیت آتی ہی ہر سخن مین اکابر دین کے ساتھ بدظنی پائی جاتی ہی

ع گیرم کہ تمام مصحف از برداری ✦ با آن چہ کنی کہ نفس کافر داری ✦ سر را بزمین چہ می نہی بہر نماز ✦ آنرا بزمین بنہ کہ در سر داری ✦

قال مسئلہ نود و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر صاحب نصاب کو بیچ سال کے اور
مال اوسی جنس کا ملجاوے تو اوس مال کو پہلے مال مین شامل کر دے اور زکوٰۃ کل کی ادا کرے اگرچہ اوس مال پر
جو کہ پیچھے حاصل ہوا ہی برس نگذرا ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف
کیا ہی اوس حدیث کا جو کہ ابو داؤد مین روایت ہی حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ

اقول بیان
شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی ولنا في المستفاد من الجنس قوله صلى الله عليه وسلم إن
من السنة شهراً تؤدون فيه زكوة أموالكم فما حدث بعد ذلك فلا زكوة فيه حتى
يجيء رأس الشهر رواه الترمذي فهذا يقتضي أن يجب الزكوة في الحادث عند مجيء
رأس السنة وما رواه ليس بثابت ولئن ثبت فليس فيه دليلنا في مذهبنا لأن قوله
لا يجب الزكوة في مال حتى يحول عليه الحول إما أصالة أو تبعاً كما في الأولاد والأرباح

یعنی ہماری دلیل ایک جنس کے مستفاد مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ تحقیق سال مین ایک مہینا ہو کہ ادا کیا کرو تم زکوۃ مالون اپنے کی اوسمین پس جو چیز بعد اسکے حادث ہو جاویں اوسمین زکوۃ نہین یہانتک کہ آجاوے وہی مہینا روایت کیا اسکو ترمذی نے پس یہ حدیث اس امر کو مقتضی ہے کہ حادث مین زکوۃ وقت شروع اوس سال کے ہو جاتی ہے اور وہ حدیث جو اونہون نے روایت کی ہے ثابت نہین اور اگر ثابت بھی ہو تو اوسمین وہ امر نہین جسکے ہمارا مذہب مخالف ہو کیونکہ ہم کہتے ہین کہ نہین واجب ہے زکوۃ مال مین جبتک اوسپر ایک سال نہ گذرے یا تو اصالۃً یا بالتبع جیسے درمیان سال کے بچے جانورونکے پیدا ہونے سے اور زیادتی منافع سے زکوۃ پورے سال کی آجاتی ہے انتہی

قال مسئلہ نود و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ نماز مین امام سمع اللہ لمن حمدہ کے ساتھ ربنا لک الحمد نہ کہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان دو حدیثونکا الخ **اقول** تبیین الحقائق مین لکھا ہے ولنا ما روی ابو ھریرۃ وانس بن مالک رضی اللہ عنہما انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد رواہ البخاری ومسلم قسم بینہما والقسمۃ تنافی الشرکۃ وما رواہ محمول علی حالۃ الانفراد وکان الطحاوی رحمہ اللہ یختار قولہما وھو روایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی یعنی ہماری دلیل وہ حدیث ہے جسکو ابوہریرہ رض اور انس رض نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت کہ امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے پس تم ربنا لک الحمد کہو روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان امام اور مقتدی کے تقسیم کر دی ہے اور قسمت کرنا منافی اشتراک کے ہے (یعنی اگر امام دونون کہیگا تو تقسیم نرہیگی) اور وہ حدیث جو صاحبین نے روایت کی ہے حالت انفراد پر محمول ہے اور امام طحاوی اختیار کرتے تھے مذہب صاحبین کا اور اسی کی امام صاحب سے بھی ایک روایت ہے انتہی پس جس روایت مین امام صاحب سے امام کو تحمید کہنا نہین آیا اوسکی بنا اوس حدیث مذکور پر ہے کہ اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے واسطے تسمیع اور مقتدی کے لیے تحمید مقرر کر دی ہے اور قول فصل یہ

مسئلہ نود و چہارم ۹۴

تبیین الحقائق باب صفة الصلوة

مقدم ہوتا ہی پھر فعل مین یہ بھی احتمال ہی کہ حالت انفراد مین ہوا اور جس روایت مین امام کو دونون جانبین
اوسکی بنا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی کہ ظاہر اعلام نہین معلوم ہوتا ہی غرض امام صاحب سے دونون
روایتین موجود ہین اور دونونکے ماخذ صحیح احادیث ہین پھر مخالفت کا الزام لگانا گویا جان بوجھ کے
اندھا بنجانا اور اپنا جہل مرکب بتانا ہی ؏ ہزار ہا مثال نشر کند ٭ کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا ٭ **قال** سلمہ
نود دنجم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ تکبیر تحریمہ کے وقت مرد کانون تک ہاتھ اوٹھاوے اور عورت
مونڈھون تک اوٹھاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا الخ
اقول مسلم مین ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَفَعَ یَدَیْہِ حِیْنَ
دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ کَبَّرَ وَضَعَھُمَا حِیَالَ اُذُنَیْہِ اَلْحَدِیْثَ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ
اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتھونکو جب نماز مین داخل ہوے تکبیر کہی اور
کیا دونون ہاتھونکو مقابل کانونکے انتہی اسی طرح ابوداؤد اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی سے روایت ہی
اور مسند امام احمد اور مسند اسحق بن راہویہ اور سنن دارقطنی اور شرح معانی الآثار مین برا بن عازب سے
روایت ہی قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی تَکُوْنَ
اِبْھَامَاہُ حِذَاءَ اُذُنَیْہِ یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز پڑھتے
اوٹھاتے دونون ہاتھونکو یہانتک کہ دونون انگوٹھے مقابل کانونکے ہوجاتے انتہی اور دارقطنی کی
روایت مین ثُمَّ لَمْ یَعُدْ بھی ہی جسکے معنی ہین کہ پھر ہاتھ نہین اوٹھاتے تھے اور مستدرک اور سنن بیہقی
اور سنن دارقطنی مین انس رض سے روایت ہی قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَبَّرَ
فَحَاذٰی بِاِبْھَامَیْہِ اُذُنَیْہِ اَلْحَدِیْثَ یعنی کہا اونھون نے دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
تکبیر کہی پس مقابل کیا انگوٹھونکو دونون کانونسے انتہی اور حاکم نے کہا ہی اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شرط
بخاری اور مسلم کے ہی اور ابوداؤد اور مصنف ابن ابی شیبہ اور شرح معانی الآثار مین برا بن عازب سے
روایت ہی قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی
تَکُوْنَ اِبْھَامَاہُ قَرِیْبًا مِّنْ شَحْمَتَیْ اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم جسوقت تکبیر کہتے شروع نماز کے اوٹھاتے ہاتونکو یہانتک کے دونون انگوٹھے قریب لو کان کے
ہو جاتے پھر ہاتھ نہین اوٹھاتے انتہی پس جب اسقدر صحیح احادیث سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کانون تک ہاتھ اوٹھاتے تھے اور بعضی حدیثونمین مونڈھون تک آیا ہی لہذا تطبیق ان احادیث مین دینی
چاہیے پس ایک وجہ ہی جو شرح معانی الآثار مین مذکور ہی کہ وائل بن حجر سے روایت ہی کہ مینے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو مقابل کان لو نکے وقت تکبیر ہاتھ اوٹھاتے دیکھا جب اگلے سال مین آیا تو وہ لوگ لباس
سرمائی پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ مونڈھون تک اوٹھاتے تھے پس معلوم ہوا کہ بوجہ سردی کے اگر مونڈھون تک
ہاتھ اوٹھائیگا تو کچھ مضایقہ نہین اور اگر ہاتھ کھلے ہوئے ہون اور بوجہ جاڑے کے کپڑے مین لپٹے نہون تو
کانون تک اوٹھانے چاہیین جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوٹھائے پس دونون حدیثونمین
تطبیق ہو گئی کہ بوجہ عذر جاڑے کے جہانتک ممکن ہو ہاتھ اوٹھاوے اور زیادہ تکلیف نکرے اور اگر کوئی عذر
نہو تو بہتر کانون تک ہاتھ اوٹھانا چاہیے اور علامہ ابن ہمام نے دوسری وجہ تطبیق کی یہ بیان کی ہی کہ
جب انگوٹھے کان کی لو کے متصل ہونگے تو ہتیلی مونڈھونکے مقابل ہو جائیگی پس روایتونمین تطبیق
ہو جائیگی کیونکہ جب ہتیلی مقابل مونڈھونکے ہوگی تو یون کہنا صادق ہوا کہ ہاتھ مونڈھونکے برابر تھے
اور مونڈھے فروع کے بھی مقابل او نگلیان ہونگی یعنی پہونچ جائینگی تو دوسری روایت فروع کی بھی صادق
آجائیگی اور انگوٹھے بھی لو کے برابر رہینگے پس تینون روایتین مطابق ہو جائینگی چنانچہ ابو داود مین
وائل بن حجر سے روایت ہی اَنَّهٗ اَبْصَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ
فَرَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی کَانَتَا بِحِیَالِ مَنْکِبَیْهِ وَحَاذٰی بِاِبْهَامَیْهِ اُذُنَیْهِ یعنی تحقیق اونھون
نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسوقت نماز کے لیے کھڑے ہوئے پس اوٹھائے دونون
ہاتھ اپنے مقابل مونڈھون اپنے کے اور مقابل کیا انگوٹھون اپنے کو کانون اپنے سے انتہی اس حدیث
سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ دونون حدیثونمین تعارض نہین بلکہ روایت مین بعضون نے ہاتھ کا مقابلہ
مونڈھون سے اور کسی نے کانون سے بیان کر دیا فقط لفظونکا فرق ہی مدعا ایک ہی چنانچہ اس روایت نے
دونون روایتونکو جمع کرکے بیان کر دیا ہی پس مذہب حنفیہ کا حدیث سے زیادہ مطابق ہی معترض صاحب

۱۲ شرح معانی الآثار باب رفع الیدین

۱۲ [illegible]

ذرا تو انصاف کرین کدورت تعصب سے اپنے دل کو صاف کرین راہِ راست پر آوین کجی کی طرف نہ جاوین ؎
بسوے راستی دل را ہدایت کن بیا شد * عصاے آبنوسی زیب میل سرمۂ اعمی * **قال** مسئلہ نود و ششم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابو نمین لکھا ہی کہ قعدۂ دوسرے مین اوسیطرح بیٹھے جسطرح سے کہ پہلے قعدہ مین
بیٹھتا ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین بھی خلاف کیا ہی ابو حمید ساعدی کی
اون دو حدیثونکا جو کہ مسئلہ نود و پنجم مین قریب گذرین **اقول** مسلم مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہی وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بچھایا کرتے تھے قدم اپنا بایان اور کھڑا رکھتے تھے قدم اپنا داہنا انتہی اور شرح مسلم مین ہی فِيهِ حُجَّةٌ
لِاَبِي حَنِيفَةَ وَمَنْ وَافَقَهُ اَنَّ الْجُلُوسَ فِي الصَّلٰوةِ يَكُونُ مُفْتَرِشًا سَوَاءٌ فِيهِ جَمِيعُ
الْجَلَسَاتِ یعنی اس حدیث مین امام ابو حنیفہ کیواسطے اور اوسکے واسطے جو موافق اونکے ہی حجت ہی کہ
تحقیق بیٹھنا نماز مین پیر بچھا کر ہی تمام جلسے اوسمین برابر ہین انتہی اور ابو داود و نسائی اور امام احمد
وائل بن حجر سے روایت کی ہی اَنَّهُ نَظَرَ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَسَجَدَ
ثُمَّ قَعَدَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى یعنی اونھون نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو نماز پڑھتے ہوئے پس سجدہ کیا آپ نے پھر بیٹھے پھر بچھایا پیر بایان اور کھڑا کیا داہنا انتہی اور مسند
امام احمد مین رفاعہ بن رافع سے روایت ہی اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ لِلْاَعْرَابِيِّ
فَاِذَا جَلَسْتَ فَاجْلِسْ عَلٰى رِجْلِكَ الْيُسْرٰى یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
واسطے اعرابی کے پس جب بیٹھے تو پس بیٹھ اپنے بائین پیر پر انتہی اور نسائی مین ابن عمر سے
روایت ہی اَنَّهُ قَالَ مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ اَنْ تُنْصَبَ الْقَدَمُ الْيُمْنٰى وَاسْتِقْبَالُهُ بِاَصَابِعِهَا
الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوسُ عَلَى الْيُسْرٰى یعنی تحقیق اونھون نے فرمایا نماز کی سنت سے ہی یہ امر کہ کھڑا
کیا جاے قدم داہنا اور اوسکی انگلیان اوسکی طرف قبلہ کے ہون اور بائین پیر پر بیٹھنا چاہیے انتہی
پس ان احادیث سے امام صاحب کا مذہب ثابت ہو گیا کہ دونون قعدے برابر ہین اور بخاری وغیرہ کی
حدیث مین محمد بن عمرو بن عطا ہین اونکو ابو حمید ساعدی سے اس حدیث کا سماع ثابت نہین

درمیان مین کوئی رجل مجہول ہی اور عبد الحمید بن جعفر ضعیف ہی چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار کے باب صفۃ الجلوس فی الصلوٰۃ کیف ہو مین اسکو مفصل لکھا ہی غرض یہ حدیث خالی از اختلاف نہین علاوہ اسکے اس طرف بکثرت روایات صحیحہ موجود ہین لہذا ان احادیث کو ترجیح ہی اور ترمذی نے بھی باب کیف الجلوس فی التشہد مین کہا ہی کہ اسپر اکثر اہل علم کا عمل ہی اور تورک کو کہا ہی کہ اسپر بعض اہل علم کا عمل ہی **قال** مسئلہ نود و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ آٹھ رکعت نماز نفل اگر ایک سلام سے کوئی پڑھے تو جائز ہی لیکن اگر آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھے تو جائز نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسلم مین روایت ہی سعد بن ہشام سے الخ **اقول** امام صاحب کے نزدیک تو آٹھ تک بھی مکروہ نہین مگر امام شافعی کے نزدیک اسقدر بھی مکروہ ہین اور حدیث مین مسلم کے جو آیا ہی وہان اور صورت ہی یہ صورت نہین کیونکہ امام صاحب کے نزدیک ہر دو رکعت مین واسطے تشہد کے بیٹھنا بھی ضروری ہی اور حدیث مین وہ صورت کہ اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلقًا نہین بیٹھے آٹھوین رکعت مین بیٹھے تھے پس اس مسئلہ کو مخالف کہنا حالانکہ اسمین دوسری صورت ہی محض بیجا ہی علاوہ اسکے برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی اِنَّ اتِّفَاقَ الْاَئِمَّۃِ عَلَی الْقُعُوْدِ عَلٰی کُلِّ شَفْعٍ لِمَا رَوَیْنَا دَلِیْلٌ عَلٰی اِنْتِسَاخِہٖ اَوْ اَنَّہٗ مِنْ خَصَائِصِہٖ یعنی تحقیق اتفاق کرنا سب اماموں کا اوپر بیٹھنے کے ہر دو رکعتون مین بسبب وسوجہ جو ہم بیان کر چکے دلیل ہی اوپر منسوخ ہونے اسکے یا یہ کہ وہ خصوصیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی انتہی چونکہ اعداد رکعات تہجد مین اختلاف کثیر ہی اور ہر ایک نے جو اسکے نزدیک قوی ہی اوسپر عمل کیا ہی اسلیے امام صاحب کے نزدیک افضل چار رکعت موافق حدیث صحیحین کے ہین اور امام شافعی کے نزدیک دو رکعت ہین اور صاحبین کے نزدیک رات مین دو اور دن مین چار ہین اور سب کی استدلالات احادیث سے موجود ہین خود احادیث اسمین مختلف آئی ہین اور وجہ اختلاف امام نووی نے شرح مسلم مین یہ لکھی ہی کہ بعضے کہتے ہین کہ یہ اختلاف خود عائشہ رضی سے ہوا ہی اور بعضون نے کہا ہی راویون سے یہ اختلاف ہو گیا ہی پس احتمال ہی کہ گیارہ رکعت تو اِ

ہین اور باقی روایات عائشہ رضہ کی وہ نادر اور کبھی واقع ہوئی ہون انتہی اسی خلاف کی وجہ سے ایمہ کو
ترجیح دینے کی ضرورت پڑی اور مسلم کی روایت کو کہ اوسمین آٹھہ رکعت بلاقعدہ کے ہین اوسکے منسوخ
یا خاصہ ہونیکے قائل ہوئے اور محیط مین لکھا ہی وَالْأَصَحُّ أَنَّ الزِّيَادَةَ لَا تُكْرَهُ لِمَا فِيهَا مِنْ وَصْلِ
الْعِبَادَةِ وَهُوَ أَفْضَلُ یعنی صحیح تر یہ ہی کہ آٹھہ رکعت سے زیادہ مکروہ نہین اسلیے کہ اوسمین اتصال عبادت ہی
اور وہ بہتر ہی انتہی **قال** مسئلہ نود و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ ظہر کی اول دو رکعتون مین
برابر کی سورتین پڑھے کم زیادہ نہ پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور اونکے شاگرد ابو یوسف کا ہی سوا امام اعظم اور اونکے
شاگرد ابو یوسف نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابی قتادہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ **اقول** مسلم مین ابو سعید خدری رضہ سے روایت ہی إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَوةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلٰثِينَ آيَةً الْحَدِيثَ
یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے پہلی دو رکعتون مین نماز ظہر کی مقدار تیس آیت کے ہر رکعت مین انتہی
پس امام صاحب نے اگر اس حدیث کے موافق کہدیا تو کیا گناہ ہوا پھر باینہمہ خلاصہ مین لکھا ہی کہ امام محمد کا
قول بہتر ہی افسوس کہ اسکو نہ دیکھا اور اناہونکی طرح بیدھڑک اعتراض کر بیٹھا کیسی عداوت اور نفسانیت ہی
کیا یہی آدمیت ہی ع نا بشکنہ گیری آدمیت * کہ کار سگ بود آہو گرفتن * **قال** مسئلہ نود و نہم ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ فرض نماز کی پچھلی دو رکعتون مین آدمی کو اختیار ہی خواہ چپکا رہے (یعنی کچھ نہ پڑھے)
خواہ پڑھے خواہ سبحان اللہ پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسئلہ مین بھی خلاف کیا ہی
بخاری اور مسلم کی اوس حدیث کا جو کہ ابی قتادہ رضہ کی روایت سے مسئلہ نود و ہشتم مین اوپر مذکور ہوئی **اقول**
امام محمد کے موطا مین روایت ہی کہ عبد اللہ بن مسعود امام کے پیچھے صلوۃ جہریہ اور سریہ مین پہلی اور پچھلی دو رکعتون مین
قرارت نہین کرتے تھے اور جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو اول کی دو رکعتون مین الحمد اور سورت پڑھتے اور اخیر کی
دو رکعتون مین کچھہ نہین پڑھتے تھے انتہی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین روایت ہی کہ علی رضہ اور ابن مسعود رضہ
نے فرمایا پہلی دو رکعت مین قرآن پڑھو اور اخیرین مین سبحان اللہ پڑھو انتہی پس ان حدیثون سے معلوم ہوا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارت بطریق وجوب نہ تھی بلکہ بطور استحباب کے تھی اور یہی امام صاحب کا

مسئلہ ہدایہ میں لکھا ہے اِلَّا اَنَّ الْاَفْضَلَ اَنْ یَّقْرَأَ یعنی مگر بہتر یہ ہے کہ قرارت کرے انتہی گو حدیث مذکور عائشہ رض سے غریب ہے مگر دوسری روایت اونسے غریب نہیں بنایہ میں لکھا ہے رُوِیَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ عَائِشَۃَ عَنْ قِرَاءَۃٍ فِی الْاُخْرَیَیْنِ قَالَتْ اِقْرَأْہَا عَلٰی جِہَۃِ الثَّنَاءِ یعنی روایت ہے کہ ایک شخص نے عائشہ رض سے سوال کیا دو رکعتوں اخیرین میں قرارت کا فرمایا پڑھ بطریق دعا کے انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ بطور قرارت الحمد کا پڑھنا نہیں چاہیے بلکہ بطریق دعا کے پڑھلے پس اس سے بھی استحباب نکلا پس امام صاحب کی مخالفت کیونکر ہو سکتی ہے ہاں اگر کوئی وجوب ثابت کردے تو ہو جائیگی مگر امام صاحب کی پھر کیا تخصیص ہے خود صحابہ رض کا مذہب ہو جو ہے ایسے جلیل القدر صحابہ خلاف حدیث نہیں کر سکتے بلکہ ادنی صحابی کا قول بھی حجت ہوتا ہے اسی وجہ سے کسی حدیث سے اخیرین میں وجوب ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان حدیثوں سے خود واضح ہو گیا کہ استحبابًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے اور بعضی مرجوح روایتوں میں حسن نے امام صاحب سے نقل کی ہے کہ قرارت فاتحہ افضل تسبیح کہنے سے ہے اور اگر تسبیح نہ کہی اور قرارت نہ کی تو گنہگار ہوگا اگر بھول کر ترک کریگا تو سجدۂ سہو لازم آجائیگا اور شیخ الاسلام علامہ ابن ہمام نے اس روایت کو احوط لکھا ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم

قال مسئلہ صد وم فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ بسم اللہ اور آمین نماز میں پکار کر کہنی مکروہ ہے اور جامع الرموز میں محیط سے نقل کر کے لکھا ہے کہ نماز میں آمین آہستہ کہنی سنت ہے اور پکار کر کہنی مکروہ ہے اور ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ امام اور مقتدی نماز میں آمین آہستہ کہیں اور یہ مذہب امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ کا ہے سوا امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے ان اکیس حدیثوں کا الخ **اقول** **قولہ** پہلی حدیث ابوداؤد الخ **اقول** پہلی حدیث مسند امام احمد کی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِہَا صَوْتَہٗ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہے کہ اونھوں نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ پہنچے ولا الضالین پر آمین کہی اور پوشیدہ کیا

آواز اپنی کو انتہی **قولہ** دوسری حدیث آہ **اقول** یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اس حدیث کا راوی بشر
ابن رافع ہی تقریب مین لکھا ہی کہ بشر بن رافع ضعیف الحدیث ہی اور ابن القطان نے اپنی کتاب مین
لکھا ہی کہ بشر بن رافع ابو الاسباط نجرانی ضعیف ہی اور عمدة المحدثین شیخ الاسلام علامہ عینی نے
بنایہ مین لکھا ہی وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ فِي إِسْنَادِهِ بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ ضَعَّفَهُ الْبُخَارِيُّ وَ
التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَأَحْمَدُ وَابْنُ مُعِينٍ یعنی یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسکی اسناد مین
بشر بن رافع ہی ضعیف کہا اوسکو بخاری اور ترمذی اور نسائی اور امام احمد اور یحیی بن معین نے انتہی
قولہ تیسری حدیث آہ **اقول** اس حدیث مین بھی وہی بشر بن رافع راوی ضعیف ہی پس حدیث
قابل حجت نہین اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاے تو اسکے دو جواب ہین اول یہ ہی کہ انجاح الحاجہ مین لکھا ہی
کہ انکار کرنا ابو ہریرہ رض کا ترک جہر پر اسوجہ سے ہی کہ شاید اونکو حدیث اخفا کی نہین پہونچی انتہی اور دوسرا جواب
یہ ہی کہ اسی حدیث سے اخفا بھی ثابت ہوتا ہی کیونکہ آدمیونکا چھوڑ دینا بجز اسکے کہ اونکو اخفا ثابت ہوا ہو کچھ
ممکن نہین اسلیے کہ آدمی ابو ہریرہ رض کے وقت مین صحابہ اور تابعین تھے پس اکثر کا چھوڑ دینا گو بعض صحابہ نے
مثل ابو ہریرہ رض وغیرہ کے ترک نکیا ہو مستدل ہی کہ اسکی کوئی اصل ضرور ہی پس اس حدیث سے بھی
اخفا کو ثابت ہی اور کیون نہو ابتک احادیث اخفا کی برابر محدثین اپنی کتابو مین روایت کرتے چلے آئے ہین
چنانچہ دوسری حدیث مسند ابو داود طیالسی مین ہے عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ
یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پس جب
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہونچا آمین کہی اور آہستہ کیا آواز کو انتہی پس جب ابو ہریرہ رض کے
زمانہ مین صحابہ نے جہر آمین چھوڑ دیا تو پھر امام صاحب کا کیا قصور ہی جو اونھون نے واسطے اخفا کے ارشاد
فرمایا حالانکہ مرفوع صحیح حدیثین اخفا کی موجود ہین **قولہ** چوتھی حدیث آہ **اقول** تیسری حدیث مسند
ابو یعلی مین ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پر پہونچے آمین آہستہ کہی انتہی
قولہ پانچوین حدیث آہ **اقول** چوتھی حدیث طبرانی نے معجم مین روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ

۴
تقریب جلد ۱
بنایہ باب
صفۃ الصلوۃ

علیہ وسلم جب ولا الضالین پر پہنچے تو آمین کہی اور آہستہ کہی انتہی ہمنے دونون حدیثون موقوف کے جواب مین مرفوع حدیثین لکھی ہین علاوہ اسکے پانچوین حدیث بخاری نے بلا سند بیان کی ہے اور معترض صاحب کہتے ہین کہ روایت کیا بخاری نے اسکو حالانکہ بخاری نے تو یہ روایت اسکی نہین لکھی لعنۃ اللہ علی الکاذبین ؏ چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد ✤ پھر دوسری غلطی معترض صاحب نے یہ کی کہ ضمیر کا مرجع جہر آمین ٹھہرایا حالانکہ مطلق آمین کیطرف ضمیر پھرتی ہے اور معنی یہ ہین کہ ابن عمر آمین کو ترک نہین کرتے تھے اور لوگونکو آمین کہنے پر برانگیختہ کرتے تھے اور نافع کہتے ہین کہ مینے ابن عمر رضؓ سے آمین کی حدیث مرفوع سنی تھی پس اس قول سے آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوئی اسکے ہم بھی قایل ہین مگر جہر اس سے ثابت نہین ہوتا ہان ابن زبیر رضؓ کے فعل سے ثابت ہوتا ہے اسیلیے ہمنے اخفا کی مرفوع حدیث لکھی ہے **قولہ** چھٹی حدیث آہ **اقول** پانچوین حدیث محلی مین ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہنچے آمین آہستہ کہی انتہی **قولہ** ساتوین حدیث آہ **اقول** چھٹی حدیث ترمذی مین ہے عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِھَا صَوْتَہٗ یعنی علقمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس آمین کہی اور پست کیا آواز کو انتہی **قولہ** آٹھوین حدیث آہ **اقول** ساتوین حدیث تہذیب الآثار مین ہے حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ ابْنُ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ عُمَرُ وَعَلِیٌّ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا یَجْھَرَانِ بِبِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِاٰمِیْنَ یعنی ابو وائل سے روایت ہے کہ عمر رضؓ اور علی رضؓ بسم اللہ جہر سے نہین پڑھتے تھے اور نہ آمین مین جہر کرتے تھے انتہی **قولہ** نوین حدیث آہ **اقول** یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ حجیۃ بن عدی کندی جو اسکے راوی ہین اونکو تقریب مین لکھا ہے کہ خطا کرتے تھے پس اس حدیث مین خطا واقع ہوا اوسکی حدیث قابل حجت نہین ہے وجہ یہ ہے کہ علی رضؓ کا فعل عدم جہر ہے چنانچہ ابھی ہمنے حدیث صحیح تہذیب الآثار سے نقل کی ہے اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو علی رضؓ ترک جہر نکرتے اور ابن ابی حاتم نے بھی کتاب العلل مین لکھا ہے کہ مینے اپنے باپ سے سوال کیا کہ یہ حدیث

ٹیسی ہی اونہونے کہا هٰذَا عِنْدِیْ خَطَأٌ یعنی یہ حدیث میرے نزدیک خطا ہی اور یہ ابن ابی لیلیٰ سے ہی اور اونکا حافظہ خراب تھا انتہی لہٰذا وہ حدیث جسمین یہ مذکور ہوا کہ علیؓ آمین پکار کر نہین کہتے تھے یا وہ معتبر ہوئی اور یہ حدیث جو معترض صاحب نے نقل کی ہی اوسکے مقابلہ مین صحیح نہ ٹھیری **قولہ** دسوین حدیث الخ **اقول** آٹھوین حدیث سنن دارقطنی مین ہی عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ کُہَیْلٍ عَنْ حُجْرٍ اَبِی الْعَنْبَسِ عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِہَا صَوْتَہٗ یعنی علقمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی پس جب ولا الضالین پر پہونچے آمین کہی اور اخفا کیا آواز اپنی کو انتہی اور وہ حدیث جسکو معترض صاحب نے عبد الجبار کی روایت سے بیان کی ہی منقطع ہی کیونکہ عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی چنانچہ ترمذی مین لکھا ہی سَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَقُوْلُ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْہِ وَلَا اَدْرَکَہٗ یُقَالُ اِنَّہٗ وُلِدَ بَعْدَ مَوْتِ اَبِیْہِ بِاَشْہُرٍ یعنی مینے امام بخاری سے سنا ہی وہ کہتے تھے عبد الجبار نے اپنے باپ سے سنا نہین اور نہ اونکا زمانہ پایا بلکہ وہ اپنے باپ کے انتقال کے کئی مہینے بعد پیدا ہوئے انتہی علاوہ اسکے دو چار دس پانچ بار اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سنا ہو تو اسکا ہمکو انکار نہین اسلیے کہ کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغرض تعلیم امت کے آیت اور دعا کو پکار کر پڑھ دیا کرتے تھے چنانچہ بعض صحابہؓ کی بھی یہی عادت تھی کہ واسطے تعلیم مقتدیون کے کبھی کبھی پکار کر قرأت فرمانے جیسا کہ حافظ ابن قیم جوزی زاد المعاد مین بسند صحیح نقل فرماتے ہین فَاِذَا جَہَرَ الْاِمَامُ اَحْیَانًا لِیُعَلِّمَ الْمَأْمُوْمِیْنَ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِکَ فَقَدْ جَہَرَ عُمَرُ بِالْاِفْتِتَاحِ لِیُعَلِّمَ الْمَأْمُوْمِیْنَ وَجَہَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِقِرَاءَۃِ الْفَاتِحَۃِ فِیْ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ لِیُعَلِّمَہُمْ اَنَّہَا سُنَّۃٌ وَمِنْ ہٰذَا اَیْضًا جَہْرُ الْاِمَامِ بِالتَّاْمِیْنِ وَہٰذَا مِنَ الْاِخْتِلَافِ الْمُبَاحِ الَّذِیْ لَا یُعَنَّفُ فِیْہِ مَنْ فَعَلَہٗ وَلَا مَنْ تَرَکَہٗ وَہٰذَا کَرَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی الصَّلٰوۃِ وَتَرْکِہٖ یعنی امام واسطے تعلیم مقتدیون کے دعای قنوت کو وقت نزول نازلہ کے کبھی پکار کر کہے تو کچھ مضایقہ نہین تحقیق کہ حضرت عمرؓ نے شروع کیا فاتحہ کو پکار کر تاکہ تعلیم ہو مقتدیون کو اور حضرت ابن عباسؓ نے

بھی نماز جنازہ مین سورۂ فاتحہ پکار کر پڑھی تا کہ مقتدیونکو تعلیم ہو کہ اس محل پر پڑھنا اسکا سنت ہی اور
اسی قبیل سے ہی پکار کر کہنا امام کا آمین کو اور یہ اختلاف مباح ہی کہ اسکے عامل اور تارک کو برا نہ کہا جاوے
اور یہ مثل رفع یدین کے ہی نماز مین کہ کرنا اور نکرنا اوسکا جائز ہی انتہی پس اس سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد قرات فاتحہ کے آمین بنظر تعلیم پکار کر فرمائی تھی کہ تا سمجھ جاوین کہ اس محل پر آمین کہی جاتی ہی
ورنہ جتنی احادیث جہر قرات اور تسبیح کی سماعت مین آئی ہین سب سے جہر ثابت ہو جائیگا حالانکہ
کوئی بھی جہر کا قائل نہین **قولہ** گیارھوین حدیث آہ **اقول** نوین حدیث مستدرک مین حاکم نے
اخفای آمین کی روایت کی ہی اور اوسکو صحیح الاسناد کہا ہی اور جہر کی روایت مین حاکم اور بیہقی کے
بشر بن رافع ہی اور وہ راوی ضعیف ہی پس حدیث جہر کو علی شرط الشیخین کہنا حاکم کا اور حسن کہنا بیہقی کا
مخالف شرط بخاری وغیرہ کے ہوگا **قولہ** بارھوین حدیث سے اکیسوین حدیث تک **اقول**
دسوین حدیث روی ابو داود وغیرہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال امین وخفض بہا
صوتہ یعنی روایت کیا ابو داود و طیالسی وغیرہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی
اور پست کی ساتھ آمین کے آواز اپنی انتہی اور بارھوین حدیث سے اکیس تک کسی سے جہر ثابت نہین کیونکہ
بلال رض کی حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہی کہ مقتدی اور امام کی آمین ایک وقت مین ہو اسمین
جہر کا نشان بھی نہین اسیطرح اور حدیثو مین فقط آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہی جہر کی اونسے
بو بھی نہین آتی اسلیے تمام فقہا اور محدثین ان احادیث کو فضائل آمین مین بیان کرتے ہین اور
اگر کسی نے کسی باب مین بیان کر دیا تو فقط اوسکا سمجھنا ہی ہم پر حجت نہین کیونکہ لفظ قول ہی جیسا کہ بخاری مین ہی یہ
استنباط کرنا کہ جہر مراد ہی فقط اپنے مذہب کی تائید ہی حدیث کے الفاظ ان معنی سے ہزاروں کوس دور ہین
ورنہ قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سے جہر ثابت ہو جائیگا اسیطرح احادیث
مین آیا ہی کہ جب صبح کو اٹھو تو یون کہو اور جب سونے کو لیٹو تو یہ کہو اور جب کھانا کھاؤ تو یہ کہو اور
جب قرآن ختم کرو تو یہ کہو اور جب پاخانہ سے نکلو تو یہ کہو سب اون دعاؤنکا جہر سے پڑھنا ثابت
ہوگا اسیطرح جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو حدیث مین آیا ہی تم ربنا لک الحمد کہو

ایسے ہی التحیات پڑھنے کیواسطے بھی لفظ قولوا آیا ہی یعنی ہر قعدہ مین التحیات پڑھا کرو ان تمام کو جہر سے پڑھنا
کیون نہین مسنون کہتے اور اسکے آہستہ کہنے کو کیون مسنون کہتے ہو حالانکہ قولوا اور قل نہین بھی موجود ہی پس
معلوم ہوا کہ ان الفاظ سے معترض صاحب کا استدلال کرنا محض مغالطہ اور فریب دہی عوام ہی ایسے ہی یہود کا حسد کرنا
اسپر موقوف نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے ہون بلکہ بعض اوقات واسطے تعلیم کے جہر فرماتے تھے کیا یہ
یہود پر ظاہر نہین ہو سکتا کہ ہمیشہ سے اونکا حسد کرنا متصور ہی ہو تو جتنے اقوال اور افعال جو نماز مین
صادر ہوتے تھے کیا اونکا علم نہ تھا اور آمین کو تو ہم خود تسلیم کرتے ہین کہ بعض اوقات جہر کرتے تھے کیا بعض
اوقات کا جہر اونکے علم کیواسطے کافی نہوگا اسیوجہ سے اونکو حسد تھا کہ یہ لوگ نماز مین آمین ضرور کہتے ہین اور
ہم لوگ آمین کی فضیلت سے محروم رہتے ہین جہر پر کچھ حسد موقوف نہین اور احادیث اخفا کی اسکی موید ہین
اور خود معترض صاحب نے ابوہریرہ رض کے قول سے ثابت کیا ہی کہ لوگون نے آمین چھوڑ دی پس صحابہ اور تابعین کا
چھوڑنا بھی اخفا پر دال ہی کیونکہ مطلقا چھوڑ دینا خواہ سرا ہو خواہ جہرا اگر لیا جائیگا تو یہ امر صحابہ سے نہایت بعید ہی اسلیے
کہ مطلق آمین مین سب کا اتفاق ہی اور احادیث مین بھی فضائل اوسکے موجود ہین گو سر اور جہر مین اختلاف ہو
پس معلوم ہوا کہ صحابہ آمین مین جہر نہین کرتے تھے اور جو ابوہریرہ رض نے جہر نکرنے کو معیوب سمجھا تو اسکا کچھ
تعجب نہین صحابہ مین اس قسم کا اختلاف رہا ہی پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آمین کا آہستہ کہنا
اور اسیطرح صحابہ سے ثابت ہوا پس جو شخص آہستہ کہنے کو برا سمجھیگا اوسمین اور یہود مین کچھ فرق نہوگا
گیارھوین حدیث طحاوی کی عن ابی وائل قال کان عمر وعلی لا یجہران ببسم اللہ الرحمن الرحیم
ولا بالتعوذ ولا بالتامین یعنی ابو وائل رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عمر رض اور علی رض بسم اللہ
اور اعوذ باللہ اور آمین مین جہر نہین کرتے تھے انتہی بارھوین حدیث بخاری اور مسلم کی عن
انس قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکر وعمر و
عثمان فلم اسمع احدا منہم یقرأ ببسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی انس رض سے روایت ہی
کہ کہا اونھون نے نماز پڑھی مینے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پیچھے ابوبکر اور عمر رض و عثمان
کے پس نہین سنا مینے کسیکو اونمین سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم انتہی اور تیرھوین حدیث مسلم کی

قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا يَذْكُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِىْ اَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَّلَا فِىْ اٰخِرِهَا یعنی فرمایا انس رض نے کہ نماز پڑھی مینے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رض اور عمر رض اور عثمان رض کے پس تھے وہ شروع کیا کرتے ساتھ الحمد کے اور نہین ذکر کرتے بسم اللہ کو اول قراءت مین اور اوسکے آخر مین انتہی چودھوین حدیث ابن ماجہ مین انس رض سے روایت ہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رض اور عمر رض کے پیچھے نماز پڑھی سب اخفا کرتے تھے بسم اللہ کا انتہی پندرھوین حدیث نسائی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رض اور عمر رض جہر نہین کرتے تھے بسم اللہ مین انتہی سولھوین حدیث دارقطنی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رض اور عمر رض بسم اللہ کا جہر نہین کرتے تھے انتہی سترھوین حدیث مسند امام احمد کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رض اور عمر رض بسم اللہ کا جہر نہین کرتے تھے انتہی اٹھارھوین حدیث صحیح ابن حبان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رض اور عمر رض الحمد للہ رب العالمین کو جہر سے کہتے تھے انتہی اونیسوین حدیث مسند ابویعلی موصلی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رض اور عثمان رض نماز جہریہ مین قراءت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے انتہی بیسوین حدیث طحاوی اور معجم طبرانی اور حلیۂ ابونعیم اور مختصر ابن خزیمہ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رض اور عثمان رض بسم اللہ کو آہستہ کہتے تھے انتہی اور ان کتابون مین اس حدیث کے کل راوی ثقہ ہین بخاری اور مسلم مین اونسے روایات موجود ہین اور فتح القدیر مین ہے قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ وَرُوِّيْنَا عَنِ الدَّارَقُطْنِىِّ اَنَّهٗ قَالَ لَمْ يَصِحَّ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْجَهْرِ حَدِيْثٌ یعنی کہا شیخ ابن تیمیہ نے ہمکو دارقطنی سے روایت پونہچی ہے کہ کہا اونھون نے کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہر بسم اللہ مین صحیح نہین آئی انتہی اور برہان شرح مواہب الرحمن مین ہے کہ جب دارقطنی مصر مین آئے تو اونسے بعض مصریون نے سوال کیا کہ بسم اللہ کے جہر مین کوئی کتاب تصنیف کر دیجیے پس ایک جزء اونھون تصنیف کیا پس بعض مالکیون نے اونکو قسم دلائی کہ ہمکو اسمین سے صحیح حدیث بتلا دیجیے کہا جہر کی

رد فتح القدیر
باب صفۃ الصلوۃ
برہان
باب صفۃ الصلوۃ

حدیث کوئی صحیح نہین ہی انتہی اور عمدۃ المحدثین شیخ الاسلام علامہ عینی رحمہ اللہ نے بنایہ مین لکھا ہی کہ نعیم مجمر کی
روایت معلول ہی اسواسطے کہ جہر بسم اللہ مین آٹھ سو صحابہ اور تابعین سے جو ابوہریرہ رضہ روایت کرتے ہین
متفرد ہی اکیلے راوی ہین اور کسی ثقہ سے ابوہریرہ رضہ کے اصحاب مین سے یہ امر نہین ثابت ہوتا کہ ابوہریرہ رضہ کی
حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہر بسم اللہ کرنا معلوم ہوتا ہو پس بخاری اور مسلم نے اعراض کیا ہے
ذکر بسم اللہ سے ابوہریرہ رضہ کی حدیث مین جسکو روایت ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کیا ہی کہ ابوہریرہ رضہ
تکبیر لیتے ہر نماز فرض اور نفل مین پس تکبیر کہتے وقت قیام کے پھر تکبیر کہتے وقت رکوع کے الحدیث پھر
فرمایا جب فارغ ہو جاتے کہ قسم ہی اوس ذات کی جسکے قبضے مین میری جان ہی مین زیادہ مشابہ ہون تمسے
ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی نماز آپکی تادم حیات رہی ہی اور اس حدیث مین اور نیز
اور احادیث صحیحہ مین ابوہریرہ رضہ سے بسم اللہ کا ذکر نہین اوراس سے گمان غالب ہوتا ہی کہ راوی نے ابوہریرہ رضہ
پر وہم کر لیا ہی انتہی اور برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی وَعَنْ حَدِيثِ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ أَنَّهُ مَعْلُولٌ
فَإِنَّ ذِكْرَ الْبَسْمَلَةِ فِيهِ مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ نُعَيْمٌ مِنْ بَيْنِ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ رضه وَأَنَّهُ حَدَّثَ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَجْهَرُ بِالْبَسْمَلَةِ فِي الصَّلٰوةِ وَقَدْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِهِ
فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ صَاحِبَا الصَّحِيحِ وَلَمْ يَذْكُرْهَا وَاحِدٌ مِنْهُمَا مَعَ شِدَّةِ حِرْصِ الْبُخَارِيِّ عَلَى
مُعَارَضَةِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ بِالْأَحَادِيثِ مَهْمَا أَمْكَنَهُ بِدَلِيلِ مَا أَشْعَرَ بِهِ صَحِيحُهُ یعنی اور جواب
حدیث نعیم مجمر کا یہ ہی کہ یہ حدیث معلول ہی کیونکہ بسم اللہ کے ذکر کرنے مین اصحاب ابوہریرہ رضہ سے نعیم مجمر ہی متفرد
ہوئے ہین اور یہ کہ وہ حدیث ابوہریرہ رضہ سے بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر بسم اللہ کا کرتے تھے
اور تحقیق اعراض کیا ہی اس ذکر سے حدیث ابوہریرہ رضہ مین بخاری اور مسلم نے اور کسی نے دونو مین سے اوسکو
ذکر نہین کیا ہی باوجود شدید ہونے حرص امام بخاری کے اوپر مقابلہ کرنے امام ابو حنیفہ کے ساتھ احادیث کے
جسقدر اونکے امکان مین ہی اوس دلیل سے کہ جس سے اپنی صحیح کو اونھون نے بھرا ہی انتہی پس احادیث صحیحہ سے
ثابت ہوا کہ جہر بسم اللہ مین نہین کرنا چاہیے اور بعض روایات مین آنے کی وجہ یہ ہی کہ واسطے تعلیم
کے کبھی جہر کر دیتے ہونگے جیسے کبھی ظہر کی نماز مین کوئی آیت آواز سے پڑھ دیتے تھے یا بوجہ قرب کے کسی نے بسم اللہ

باب بیان سنن الصلوٰۃ

سن لی ہو کیونکہ آہستہ پڑھنے مین بھی بعض اوقات قریب کے لوگونکو مسموع ہوجاتا ہی لیکن حدیث
امام ابو جعفر طحاوی اور ابن ماجہ اور نسائی اور ترمذی مین عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہی کہا اونہون نے
باپ میرے نے مجکو نماز مین بسم اللہ کہتے ہوئے سنا پس کہا مجھسے ای بیٹا یہ بدعت ہی بچنا بدعت سے اور کہا صحابہ
زیادہ برا جاننے والا بدعت کا ہمنے کسی کو نہین دیکھا اور مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز
پڑھی اور ساتھ ابو بکر رض کے اور ساتھ عمر رض کے اور ساتھ عثمان رض کے پس کسیکو مینے بسم اللہ پڑھتے
نہین سنا پس تو کہنا جہر بسم اللہ کو جسوقت تو نماز پڑھے پس کہہ الحمد للہ رب العالمین انتہی عدم جہر آمین مع
بسم اللہ کی ہم کہانتک حدیثین لکھتے جائین اب کچھ بحث اخفای آمین کی لکھکر اس جواب کو ختم کرین ورنہ
بہت طول ہوجائیگا معترض صاحب نے علقمہ کی حدیث مین حجر کی کنیت ابو العنبس ہونے کا انکار کیا ہی
حالانکہ ابن حبان نے کتاب الثقات مین لکھا ہی حُجْرُ بْنُ عَنْبَسٍ اَبُو السَّكَنِ الْكُوْفِيُّ وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ
لَهٗ حُجْرٌ اَبُو الْعَنْبَسِ يَرْوِي عَنْ عَلِيٍّ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَوٰى عَنْهُ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ یعنی حجر
ابن عنبس ابو السکن کوفی ہی اور وہ وہ شخص ہی جسکو حجر ابو العنبس کہا جاتا ہی وہ روایت کرتے ہین علی رض
اور وائل بن حجر سے اور اون سے سلمہ بن کہیل روایت کرتے ہین انتہی پس اگر شعبہ نے ابو العنبس انکو
کہدیا تو کیونکر اونکی خطا ہوئی اور شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی کہ حجر کی کنیت ابو العنبس
ہونے پر ابن حبان نے کتاب الثقات مین جزم کیا ہی اور کہا ہی کہ کنیت اونکی مثل نام باپ اپنے کے ہی اور
قول بخاری کا کہ کنیت اونکی ابو السکن ہی اسکے منافی نہین کہ کنیت اونکی ابو العنبس بھی ہو کیونکہ ایک
شخص کی دو کنیتین ہونے سے تو کوئی چیز مانع نہین انتہی اور دوسری علت اس حدیث علقمہ مین معترض
صاحب نے یہ لکھی ہی کہ شعبہ نے علقمہ کا لفظ زیادہ کیا ہی اور حدیث مین نہین **جواب** اسکا یہ ہی کہ
زیادتی ثقہ کی مقبول ہی چنانچہ شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی قَوْلُهٗ وَزَادَ فِيْهِ عَلْقَمَةَ
لَا يَضُرُّهٗ لِاَنَّ الزِّيَادَةَ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ وَلَا سِيَّمَا مِنْ مِثْلِ شُعْبَةَ یعنی یہ کہنا بخاری کا
کہ شعبہ نے علقمہ کو زیادہ کیا ہی کچھ مضر نہین اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہی خصوصاً شعبہ جیسے راوی سے
انتہی اور شعبہ امیر المؤمنین حدیث مین مشہور ہین اگر اونہون نے زیادتی علقمہ کی کی تو کیا خطا ہوئی

۹۷ بیان [illegible] صفحہ

اور تیسری علت اسمین یہ بیان کرتے ہین کہ شعبہ کی خطا اخفاء آمین کی روایت کرنے مین ہے
کیونکہ صحیح جہر کی روایت ہی اسکا جواب بھی علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی قُلْتُ تَخْطِیَتُهُ مِثْلَ
شُعْبَةَ خَطَاءٌ كَيْفَ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْحَدِيْثِ یعنی کہتا ہون مین شعبہ کی طرف خطا کی
نسبت کرنی خطا ہی کیونکر ہو حال آنکہ وہ حدیث مین امیر المؤمنین ہین انتہی حاصل کلام یہ ہے کہ
ایسے شخصون کی طرف خطا کی نسبت کرنی روایات احادیث کو درہم برہم کر دینا ہی جب ایسے لوگ خطا کرنے
لگے تو پھر کسکی حدیث کا اعتبار رہا بلکہ انکی روایت کی مؤید اور روایتین مرفوع اور موقوف موجود ہین
سو فقط اپنے مذہب کی مخالفت کی وجہ سے تسلیم نکرنا انصاف سے بعید ہی ورنہ ہر طرح سے ان روایات کو
قوت ہی اگر فقط شعبہ مین کچھ شبہ ہی تو اونکی محامد سنیے ترمذی کی کتاب العلل مین ہی حدثنا ابو بکر
عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِيْ اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ مَا خَالَفَنِيْ
شُعْبَةُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا تَرَكْتُهُ قَالَ قَالَ اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ قَالَ لِيْ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ اِنْ اَرَدْتَ الْحَدِيْثَ
فَعَلَيْكَ بِشُعْبَةَ یعنی ابو الولید نے بیان کیا کہ مینے حماد بن زید سے سنا کہتے تھے کہ نہین مخالفت کی میری
شعبہ نے کسی شی مین مگر مینے اوسکو چھوڑ دیا اور کہا اونھون نے کہ ابو الولید نے کہا کہ مجھسے حماد بن سلمہ نے
کہا اگر حدیث کا ارادہ ہو تو شعبہ کو لازم پکڑ انتہی اور یہ بھی ترمذی مین ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ ثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُوْلُ شُعْبَةُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ
فِي الْحَدِيْثِ یعنی امام بخاری کی روایت سے ہمکو معلوم ہوا کہ ابن مہدی کہتے ہین کہ مینے سفیان ثوری سے
سنا کہتے تھے کہ شعبہ حدیث مین سب مسلمانون کے سردار ہین انتہی اور یہ بھی اوسی ترمذی مین آیا ہے
کہ ہمسے ابو بکر نے بیان کیا کہ علی بن عبد اللہ کہتے تھے کہ مینے یحیی بن سعید سے دریافت کیا کہ بڑی بڑی حدیثونکو
زیادہ یاد رکھنے والے سفیان ہین یا شعبہ کہا شعبہ زیادہ قوی ہین ان حدیثون مین اور کہا یحیی نے شعبہ کو
رجال کا علم فلان عن فلان زیادہ تھا اور سفیان صاحب الابواب تھے انتہی پس معلوم ہوا کہ شعبہ
سفیان سے علم رجال مین زیادہ تھے اور بڑی حدیثونکو اونسے زیادہ یاد رکھتے پس سفیان کی حدیث جو جہر مین
واقع ہی شعبہ کی حدیث پر جو اخفا مین وارد ہوئی ہے ترجیح نہین رکھتی اور امام نووی نے تہذیب الاسماء مین

لکھا ہی کہ شعبہ بڑے محدثین اور کبار محققین سے ہین اونھون نے حسن بصری اور محمد بن سیرین کو دیکھا ہی اور
انس بن سیرین اور عمرو بن دینار اور شعبی اور خلائق بیشمار سے روایت کی ہی اور اونسے اعمش اور
ایوب سختیانی اور محمد بن اسحٰق تابعین نے روایت کی ہی اور سفیان ثوری اور ابن مہدی اور وکیع اور
عبد اللہ بن المبارک اور یحیی القطان اور خلائق بیشمار نے کبار ائمہ مین سے اونسے روایت کی ہی اور اجماع
کیا ہی اونھون نے اوپر امام ہونیکے اونکے علم حدیث اور احتیاط اور اتقان اور جلالت قدر مین کہا امام احمد بن
حنبل نے شعبہ کے زمانہ مین اونکے مثل حدیث مین اور عمدہ اونسے کوئی نہ تھا اور کہا امام شافعی رحمہ نے اگر
شعبہ نہوتے تو حدیث عراق مین پہچانی نہ جاتی اور کہا امام احمد رحمہ نے شعبہ ایک امت واحدہ ہین علم حدیث
اور احوال رواۃ مین انتہی مختصراً پھر جای تعجب ہی کہ شعبہ اخفای آمین کی حدیث بیان کرنے سے
مخطی ہو گئے حال آنکہ اسمین اونکی کوئی خطا نہین البتہ ظاہر کے مخالفانہ بیان کر دینے مین جو چاہیے کہیے
ورنہ حدیث مین کوئی نقص نہین یا ویونکا علم اونکو اور حافظہ اونکا بہت قوی ہی پس اونکی طرف
ایسا گمان کرنا سراسر اعتساف اور بالکل خلاف انصاف ہی اور چوتھی وجہ ضعف کی معترض صاحب نے
یہ بیان کی کہ علقمہ نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی اگر معترض صاحب ترمذی کی کتاب العلل دیکھتے تو ایسا کلمہ
زبان سے نہ نکالتے چنانچہ اوسمین لکھا ہی وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ اَبِيْهِ وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْ
عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ یعنی علقمہ نے اپنے باپ سے
سنا ہی اور وہ عبد الجبار سے بڑے ہین اور عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی انتہی پس معترض صاحب نے
عبد الجبار کی روایت اپنے باپ سے جو ابن ماجہ مین جہر آمین کی نسبت آئی ہی (حال آنکہ عبد الجبار کی
عدم سماع مین اتفاق ہی) حجت گردانی اور علقمہ کی روایت جو متصل ہی اوسکو بعض اشخاص کے
مرجوح اقوال سے ضعیف قرار دیا سبحان اللہ کیا انصاف اسی کا نام ہی کہ حق کو ناحق کر دیجے
الزام ہی لیکن معترض صاحب دل مین کہتے ہونگے ہم الزام اونکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا +
اور خود نواب صاحب امیر بھوپال جو معترض صاحب کے بڑے معتمد اور مستند ہین اپنی کتاب
مسک الختام شرح بلوغ المرام مین لکھتے ہین سماع علقمہ از ابیہ ثابت ہست پس حدیث سالم باشد

علوم رسول ترمذی کی کتاب العلل صفحہ ۵۲۰ جلد
بلوغ المرام چھاپہ نظامی صفحہ ۵۲۰

از انقطاع یعنی سماع علقمہ کا باپ اپنے سے ثابت ہی پس حدیث اخفاء آمین کی انقطاع سے سلامت
ہی انتہی باقی رہا یہ امر کہ شعبہ سے جہر کی بھی روایت ہی اسکا ہم کب انکار کرتے ہین ہم تو خود کہتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جہر بھی کیا ہی اسیوجہ سے صحابہ رضی میں اختلاف ہوا بعضون نے اوسکو بطور سنت
سمجھا اور اکثر نے اوسکو بوجہ تعلیم جانا چنانچہ اکثر آدمیونکا قرون اول مین ترک کردینا خود اسپر دال ہی
اونھون نے اخفا کو ترجیح دی ہی پس دار قطنی کی جہر کو ترجیح دینی ہمکو کچھ مضر نہین حتی للناس فیما یعشقون
مذاہب ۔ اور بعض صحابہ رض کے اہتمام سے خود ہویدا ہی کہ اونکی رای مین جہر کو ترجیح تھی اور اکثر نے ترک ہی کردیا تھا
اور جہر نہین کرتے تھے بلکہ آمین مین اخفا کرتے تھے ورنہ بعض صحابہ رض اسقدر اہتمام نفرماتے
یہ خود ہی سبب نہین غالب ۔ کچھ تو ہی جسکی پردہ داری ہی ۔ اسیواسطے علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر
لکھا ہی کہ مصنف نے حدیث اخفا کو ترجیح دی اور دار قطنی نے حدیث جہر کو اگر میرے نزدیک جہر کو قوت ہوتی تو خفض
مین یون تاویل کردیتا کہ مراد اوس سے عدم قرع عنیف ہی پس علامہ ابن ہمام کے قول سے معلوم ہوا
کہ وہ خود اسمین متردد ہین چونکہ اونھون نے اس تاویل کو معلق بالشرط کیا ہی جب شرط کا وجود نہ پایا گیا مشروط
بھی معدوم ہوگیا اور اگر اس قول سے یہ مراد لیجائیگی کہ اگر میرے پاس دلیل اخفا ہوتی تو دونون مین یہ توفیق دیتا
تو خلاف مقصود ہوجائیگا کیونکہ کہین اونکے کلام سے ثابت نہین ہوتا کہ وہ خود بھی جہر کو ترجیح دیتے ہین بلکہ
ترجیح اخفا کو ہی معلوم ہوتی ہی کیونکہ اونھون نے لکھا ہی کہ اگر یہ امر تمام ہوجاے تو حدیث مین انقطاع ہوگا
علاوہ اسکے انقطاع کو اونھون نے اپنی کتاب مین حجت گردانا ہی بلکہ حنفیہ کے نزدیک منقطع حدیث حجت ہی
پھر اسکو معلق بھی کردیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک انقطاع اسکا ثابت نہین پھر اونکی تطبیق سے
معلوم ہوتا ہی کہ فقط اخفا کے لفظ مین اونھون نے تاویل کرنے کو معلق کیا ہی اور جہر مین جو معنی بیان
کیے ہین وہ خلاف جہر نہین برخلاف معنی اخفا و خفض کے کہ اونمین محض تاویل ہی کیونکہ عدم
قرع عنیف جہر کو جو ضد اخفا کی ہی شامل ہی پس معنی اخفا و خفض کے عدم قرع کیونکر ہو سکتے ہین
جبتک جہر کو خوب قوت نہو البتہ اوسوقت ایسی تاویلات بعیدہ کے مرتکب ہوسکتے ہین مگر نہ اسکی اول
بعید اور خلاف متبادر اور خلاف لغت کے ہونے مین کیا کلام ہی پس اشارہ انکا طرف دلیل جہر کے

ہوگا ورنہ اگر دلیل اخفا کی طرف ہوگا تو پھر اوسمین تاویل کیا معنی ہونگے پھر تو جہر مین یون تاویل کیجائیگی
کہ مراد اوس سے اوس اخفا کا عدم ہی جسکو خود بھی آپ نہ مانینگے پس یہ معنی اخفا کو شامل ہو جائینگے ورنہ ترجیح بلا مرجح
لازم آئیگی بلکہ ترجیح مرجوح ہو جائیگی حاصل یہ ہوا کہ معترض صاحب اخفا مین تاویل کرتے ہین جہر مین کیون
نہین کرتے کہ مراد اوس سے عدم اخفاء شدید ہی اور یہ تاویل بعض شافعیہ سے منقول ہی علامہ ابن ہمام اسکے
ہرگز قائل نہین اسیواسطے اونھون نے معلق کر دیا ہی پس معلوم ہوا کہ غرض علامہ ابن ہمام کی یہی ہی
جہر کو ترجیح نہین پائی جاتی ورنہ موافق بعض شافعیہ کے ہم یون تاویل کر دیتے پس معترض صاحب کو یہ عبارت
مفید نہ پڑی اور اونکا حدیث مین تاویل کرنا محض لغو ہوا کسی لغت مین اخفا اور خفض کے معنی جہر کو شامل
نہین قاموس مین دیکھ لیجیے کہ اخفاء کے معنی مین کیا لکھا ہی اَخْفَاہُ سَتَرَہٗ وَکَتَمَہٗ جب لغت سے
اخفا کے معنی ستر اور کتم کے ہوئے اوسکو اپنے قول کی پاسداری سے بدل دینا اور خلاف متبادر لے لینا آپ ہی کا
کام ہی کیا فقط راوی کی خبر دینے سے جہر ثابت ہو سکتا ہی حالانکہ وہ خود کہتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اخفا کیا خواہ مخواہ اوسمین تاویلات رکیکہ کرنے کی کونسی ضرورت ہی اونکو اس امر کا علم تھا کہ آپ
آمین کہتے ہین ورنہ اخفا کرنے کی کیا ضرورت تھی کیا اگر کوئی شخص یون کہے کہ ظہر مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے الحمد پڑھی کیا اوسکو جہر لازم ہوگا اور خصوصاً اوسوقت جب تصریح بھی کر دی کہ اخفا کیا ہی
اوسکو نہ ماننا کسی عقل کے دشمن کا شیوہ ہی جو اپنی فقط رای سے حدیث کو خراب کرتا ہی اور دوسرونکو
رای کا الزام دیتا ہی ایسے بین الفاظ کو کوئی بیوقوف بھی بدل کر اونکے برعکس معنی نہ لیگا ہان البتہ
جسکو جہل مرکب ہو اوسکا کیا علاج کہ وہ معذور ہی ع گلیم بخت کسی کہ بافتند سیاہ ٭ بآب کوثر و
زمزم سفید نتوان کرد ٭ اسکے بعد معترض صاحب نے کچھ آثار مین کلام کیا ہی کہ اثر صحابہ رض کا حجت نہین
یہ عجیب بات ہی خود تو اثر صحابہ رض سے استدلال کرتے ہین کہمین ابو ہریرہ رض کے قول سے سند ہی اور
کہمین ابن زبیر رض سے اور پھر دوسرونکو اوسکی استدلال سے منع کرتے ہین حالانکہ حنفیہ کے یہان موقوف
حدیث حجت ہی چنانچہ چوتھے مسئلہ کے جواب مین تحقیق اسکی بیان ہو چکی ہی علاوہ اسکے مرفوع
حدیثین جو اس جواب کے شروع مین ہمنے لکھی ہین موقوف کی مؤید ہین اور موقوف مرفوع کی مؤید ہی

پس باوجود مرفوع حدیث کے جو موقوف کی تائید کرتی ہی پھر بھی موقوف کو نہ ماننا اپنے مسلک سے بھی انکار کرنا ہی پھر دوسرا جواب یہ لکھتے ہین کہ یہ روایتین طبقہ رابعہ کی ہین یہ قول اونکا مناقض اوس قول کے ہی جو مسلہ ہفتم مین اونھون نے لکھا ہی کہ طحاوی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی طبقہ ثالثہ مین طحاوی کو داخل کیا ہی پس یہان اوسکو طبقہ رابعہ کہتے ہین حال آنکہ یہ قول اونکا مخالف حجۃ اللہ البالغہ اور خود اونکی تصریح کے ہی سچ کہا ہی دروغگو را حافظہ نباشد اور تیسرا جواب معترض صاحب نے لکھتے ہین کہ روایت ابن مسعود کی بلا اسناد ہی ہمنے مانا کہ یہ روایت غریب ہی مگر اور روایتین کثرت سے موجود ہین ایک دوسری کی تائید کرتی ہین اسیواسطے برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی کہ امام طحاوی نے ابو وائل سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے علی رضہ اور عمر رضہ آمین مین جہر نہین کرتے تھے اور امام محمد نے کتاب الآثار مین ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے آمین کو اخفا کرنا چاہیے اسیطرح عبد الرزاق نے مصنف اپنی مین روایت کی ہی پس یہ حدیثین دلالت کرتی ہین کہ جہر بعض اوقات مین واسطے تعلیم تھا جیسا کہ وارد ہوا ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی وقت آیت سنادیتے تھے حال آنکہ اسکے واسطے جہر نہ تھا کہ سنت دوامی ہوجاوے ورنہ عمر رضہ اور علی رضہ ترک نکرتے اور ابراہیم نخعی ایسے شخص اپنی طرف سے برخلاف اوسکے حکم نہ دیتے انتہی پس معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی کا قول بے اصل نہین عمر رضہ اور علی رضہ سے بھی روایت ہی اور یہ روایت صحیح ہی اسکے رجال ثقہ ہین برخلاف ابن ماجہ کی حدیث کے جو علی رضہ سے مروی ہی وہ ضعیف ہی چنانچہ تحقیق اسکی شروع مین بیان ہوچکی پس معلوم ہوا کہ علی رضہ سے جہر کی روایت محض بے سند ہی ہرگز لائق ماننے کے نہین بلکہ صحیح اونسے عدم جہر ہی اور صحیح مسلم کی روایت جس سے معلوم ہوتا ہی کہ عمر رضہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کو جہر سے پڑھتے تھے مرسل ہی چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی وَهُوَ مُرْسَلٌ يَعْنِي أَنَّ عَبْدَةَ وَهُوَ ابْنُ أَبِي لُبَابَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ یعنی یہ روایت مرسل اسلیے کہ عبدہ نے عمر رضہ سے نہین سنی ہی انتہی پس عدم جہر کی روایت جس طرف جمہور ہین بہت صحیح ہی اور حدیث مرسل سے معترض صاحب کا حجت کرنا لغو ہی مگر معترض صاحب کیا کرین الغریق یتشبث بکل حشیش ڈوبتا آدمی کیا نہین کرتا جب کوئی حدیث ہاتھ نہین آتی تو قوی کا ضعیف سے مقابلہ کر بیٹھتے ہین اور تقلید

نواب صاحب امیر بھوپال سے باز نہین آتے وہ کل تقلید کو ایسا واجب جانتے ہین کہ صحیح صحیح حدیثونکو اونکے
مقابل مین باطل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہین خود ضعیف اور منقطع اور مرسل حدیث کو حجت نہین جانتے مگر جب
نواب صاحب کے کوئی حدیث مخالف دیکھتے ہین تو پھر ضعیف ہی کی طرف دوڑتے ہین ورنہ اونکے قول ہی کو
قابل حجت اور کالوحی من السماء سمجھکر پیش کرتے ہین پھر اپنے قواعد ممہدہ سے بھی قطع نظر کر لیتے ہین غرض
کسی جگہ اونکے برخلاف نہین کہتے حدیث کا انکار اور حدیث کی تاویل اونکے نزدیک نہایت سہل بات ہی زبان سے
کہنے کی دیر ہی مگر مخالفت نواب صاحب کی اپنے حق مین سم قاتل تصور کرتے ہین مبادا اونکی مخالفت کے
دال مین کالا ہو تو سلسلہ آمدنی پلاؤ قورمہ کا تہ و بالا ہو سو مقلد ہو تو ایسا ہو مقلد ہو تو ایسا ہو
ہی تقلید اوسکی فرض العین جسکے پاس پیسا ہو اسکے بعد معترض صاحب نے آیت قرآنی مین کلام شروع کیا ہے
کہ ادعوا ربکم سے استدلال درست نہین کیونکہ دعا ہونا آمین کا تابعی کے قول سے ثابت ہوتا ہے حدیث اور قرآن
سے ثابت نہین **جواب** اسکا یہ ہی کہ الفاظ دعا توقیفی نہین ہین اگر کوئی شخص دعا مانگے اور وہ دعا قرآن
اور حدیث مین نہ آئی ہو تو کیا وہ دعا نہوگی علاوہ اسکے حدیث مین آمین کہنا آیا ہی اگر اسکے معنی دعا نہین
یا یہ لفظ اسمای الہی سے نہین تو کیا نعوذ باللہ مہمل لفظ کا شارع علیہ السلام نے حکم دیا ہی بلکہ آمین کے معنی قاموس وغیرہ
استجب اور کذلک فلیکن اور کذلک فافعل کے ہین اور آمین کو اسمای الہی مین سے بھی لکھا ہی پس حال سے
خالی نہین دعا ہوگی یا اسمای الہی سے ہی ہر صورت سے اخفا چاہیے چنانچہ تفسیر مین لکھا ہی کہ امام ابوحنیفہ رح
اخفای آمین مین دو وجہین بیان کی ہین ایک یہ آمین دعا ہی اور دوسری یہ آمین اسمای الہی سے ہی پس اگر دعا ہی
تو اخفا اوسکا واجب ہی اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی دعا کرو پروردگار اپنے سے زاری اور آہستگی سے اور اگر
اسمای الہی سے ہی تو بھی اخفا واجب ہی اسلیے کہ خدا تعالی فرماتا ہی اپنے پروردگار کو دل مین یاد کرو پس اگر
وجوب ثابت نہوگا تو نہ کم ہوگا استحباب سے اور ہم بھی اسکے قائل ہین انتہی پس تابعی کا قول خلاف قرآن
اور حدیث نہوا بلکہ حدیث اور لغت اوسکے قول کی تائید کرتا ہی اور دوسرا جواب معترض صاحب کا کہ کسی مفسر نے
اس آیت کی تفسیر مین اخفای آمین نہین لکھا عجب مہمل اور بے معنی قول ہی تفسیر والون نے جب دعا کا
اخفا کرنا اس آیت سے ثابت کر دیا تو اب کیا ضرور ہی کہ مسائل متعلقہ کو مفصل لکھے البتہ امام فخر الدین رازی نے

اخفای دعا مین اسی آیت کی تفسیر مین بہت دلائل بیان کیے ہین اوسکے بعد امام صاحب کی بھی حجت بیان کردی
ہی چنانچہ ابھی اونکی عبارت ہمنے نقل کی ہی اب اخفای دعا کے دلائل بھی جنکو تفسیر کبیر مین لکھا ہی سنو کہ اخفا
دعا مین معتبر ہی اور اسپر کئی دلیلین ہین اول تو یہی آیت ہی کیونکہ یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ جناب باری نے
دعا کا حکم دیا ہی اوس حال مین کہ وہ دعا مخفی ہو اور ظاہر امر کا وجوب ہی پس اگر وجوب حاصل نہو تو اقل درجہ
استحباب ہوگا پھر خدای تعالی نے اسکے بعد فرمایا کہ اللہ تعالی حد سے تجاوز کرنیوالونکو دوست نہین رکھتا او
ظاہر تر یہ ہی کہ مراد اوس سے یہ ہی کہ خدا دوست نہین رکھتا اون لوگونکو جو حد سے تجاوز کرجاتے ہین اون دو امرونکے
ترک کرنے مین (کہ وہ دونون تضرع اور اخفا ہی) پس اللہ اونکو دوست نہین رکھتا اور محبت اللہ کی ثواب
سے عبارت ہی پس معنی یہ ہوئے کہ جو شخص دعا مین تضرع اور اخفا کو ترک کردے پس اللہ اوسکو ثواب نہین دیگا
اور نہ اوسکی طرف احسان کریگا اور جو شخص ایسا ہوگا وہ لامحالہ اہل عقاب سے ہوگا پس ظاہر ہوا کہ قول
اللہ تعالی کا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ بطور تہدید شدید کے ہی اوپر ترک کرنے تضرع اور اخفا کے دعا مین
اور دوسری حجت یہ ہی کہ اللہ تعالی نے زکریا کی تعریف کی فرمایا جبکہ ندا کی زکریا نے اپنے پروردگار سے ندا آہستہ
یعنی چھپایا اوسکو بندون سے اور خالص کیا اوس دعا کو واسطے اللہ کے اور اوس ندا کی وجہ سے خدا کی طرف منقطع ہوا
اور حجت تیسری وہ حدیث ہی جسکو ابو موسی اشعری نے روایت کیا ہی کہ صحابہ ایک غزوہ مین تھے پس ایک وادی مین
آئے پس لگے کہنے تکبیر اور لا الہ الا اللہ آواز سے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی کرو تم اپنی جانون پر
کسی بہرے کو تم نہین پکارتے اور نہ کسی غائب کو تم تو سمیع اور قریب کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہی اور چوتھی
حجت قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ ایک خفی دعا برابر ہی ستر دعای جلی کے اور دوسرا قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتر ذکر کا خفی ہی اور بہتر رزق کا وہ ہی جو کافی ہو جاوے انتہی پس ان احادیث اور قرآن
سے ثابت ہو گیا کہ دعا مین اخفا مستحب ہی اور بعض اوقات مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا
مسموع ہوئی ہی وہ بوجہ تعلیم کے وارد ہی ورنہ احادیث مین تناقض ہو جائیگا اسکے بعد معترض صاحب نے
آیت مین بھی تاویل شروع کی ہی فرماتے ہین کہ اس آیت مین اخفا سے مراد نہ بہت چلانا ہی اور نہ بہت آہستہ
کہنا ہی اور آیہ لَا تَجْہَرْ بِصَلَاتِکَ اوسکی سند مین بخاری کی روایت سے لائے ہین کہ یہ آیت دعا مین

نازل ہوئی ہی اور ہم کہتے ہین کہ یہ آیت نماز کے حق مین وارد ہوئی ہی چنانچہ بخاری و مسلم مین عبد اللہ بن عباس رضی سے روایت ہی قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَکَّۃَ کَانَ اِذَا صَلّٰی بِاَصْحَابِہٖ رَفَعَ صَوْتَہٗ بِالْقُرْاٰنِ فَاِذَا سَمِعَ الْمُشْرِکُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَہٗ وَمَنْ جَاءَ بِہٖ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْھَرْ بِصَلَاتِکَ اَیْ بِقِرَاءَتِکَ فَیَسْمَعَ الْمُشْرِکُوْنَ فَیَسُبُّوا الْقُرْاٰنَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَا عَنْ اَصْحَابِکَ فَلَا تُسْمِعُھُمْ وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا یعنی فرمایا ابن عباس رض نے کہ یہ اوس وقت نازل ہوئی ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین چھپے رہتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو قرآن آواز سے پڑھتے پس جب مشرکین سنتے تو برا کہتے قرآن اور اوسکے بھیجنے والے اور لانیوالے کو پس فرمایا اللہ تعالی نے واسطے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نماز مین جہر نکرو یعنی قرارت نماز مین پکار کر نکرو پس مشرک سنین گے اور قرآن کو برا کہینگے اور اپنے اصحاب سے قرارت کو پوشیدہ مت کرو بلکہ ان کو سناو اور طریقہ اوسط اختیار کرو انتہی اور لفظ بخاری کے ہین پس معلوم ہوا کہ یہ آیت نماز مین نازل ہوئی ہی اور مذہب مختار یہی ہی چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی لٰکِنَّ الْمُخْتَارَ الْاَظْھَرُ مَا قَالَہُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا یعنی لیکن مذہب مختار اور ظاہر تر وہی ہی جو ابن عباس رض نے کہا ہی انتہی اسکے بعد معترض صاحب نے پھر یہی تاویل کی ہی فرماتے ہین اگر آمین کا دعا ہونا تسلیم کیا جاوے تو بھی اس حکم سے اسیقدر مستفاد ہوتا ہی کہ آمین کو زور سے چلا کر نکہین بلکہ میانہ آواز کہین جو کہ نہ بہت بلند ہو اور نہ بہت پست **جواب** اسکا یہ ہی کہ کسی لغت یا تفسیر میں خفیہ کے یہ معنی نہین ہین اگر تم سچے تھے تو کسی معتبر کا قول کیون نہین نقل کرتے ہو فقط اپنی رای سے قرآن کے الفاظ کو بدلنا شروع کر دیا حالانکہ قرآن مین رای سے معنی کہنے پر نہایت وعید آئی ہی علاوہ اسکے تفسیر ابو سعود مین اسی آیت کی تفسیر مین لکھا ہی فَاِنَّ الْاِخْفَاءَ دَلِیْلُ الْاِخْلَاصِ یعنی اسلیے کہ اخفا کرنا دلیل اخلاص کی ہی انتہی اور تفسیر فتح البیان مین لکھا ہی وَالْخُفْیَۃُ الْاِسْرَارُ بِہٖ فَاِنَّ ذٰلِکَ اَقْطَعُ لِعِرْقِ الرِّیَاءِ یعنی معنی خفیہ کے پوشیدہ کہتے دعا کے ہین اسلیے کہ آہستہ کہنا زیادہ قطع کرنیوالا رگ ریا کا ہی انتہی اور تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہی وَخُفْیَۃً اَیْ سِرًّا قَالَ الْحَسَنُ بَیْنَ دَعْوَۃِ السِّرِّ وَدَعْوَۃِ

الْعَلَانِيَةِ سَبْعُونَ ضِعْفًا وَلَقَدْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَجْتَهِدُونَ فِي الدُّعَاءِ وَمَا يُسْمَعُ لَهُمْ
صَوْتٌ إِنْ كَانَ إِلَّا هَمْسًا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَبِّهِمْ وَذَٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَقُولُ ادْعُوا رَبَّكُمْ
تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً وَأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَىٰ ذَكَرَ عَبْدًا صَالِحًا وَرَضِيَ فِعْلَهُ فَقَالَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً
خَفِيًّا ط یعنی خفیہ کے معنی سر ہین کہا حسن بصری نے درمیان پوشیدہ اور ظاہر دعا کے ستر حصہ ہین اور تحقیق تھے
جمیع مسلمان کوشش کرتے دعا مین اور نہین سُنی جاتی تھی آواز اونکی آواز نہین تھی مگر آہستہ درمیان اونکے
اور پروردگار اونکے کے اور اسلیے کہ خدای تعالی فرماتا ہے دعا کرو پروردگار اپنے سے خشوع کرتے ہوئے اور آہستہ
اور تحقیق اللہ تعالی نے بندۂ صالح کا ذکر کیا اور اوسکے فعل سے راضی ہوا پس فرمایا جسوقت دعا کی اوسنے پروردگار
اپنے سے دعای خفی انتہی اسیطرح تفسیر کشاف وغیرہ مین لکھا ہے پس باوجود اجماع لغت اور تفسیر کے معترض صاحب
وہی تاویل کیے جاتے ہین جو جہر کو شامل ہو اور اپنی رای کے مقابل سبکو بالای طاق رکھا یا اگر نا انصافی کی
کسی کو تلاش ہو تو معترض صاحب کے یہان سے پوٹ باندھے ہزارون چالین چلتے ہین مگر کوئی چال اونکی قرآن اور
تفسیر کے مقابلہ مین نہین چلتی اس آیت مین گفتگو کرکے نہایت مضطرب ہوگئے ہین برابر تاویلین کرتے
ہین حیلے پیدا کرتے ہین مگر حق بات مخفی نہین رہتی کوئی عاقل ان تاویلات رکیکہ کو پسند نہین کرتا
مگر وہ مجبور ہین کیا کرین حالت مخمصہ اور اضطرار مین آدمی معذور ہوتا ہے اسکے بعد فرماتے ہین کہ اگر فرض بھی
کیا جاوے کہ اس آیت سے مراد ایسی آہستگی ہے جسمین آواز نہ نکلے تو بھی حکم آمین کا اس سے مستثنی اور مخصوص ہیگا
جواب اسکا یہ ہے کہ جبتک معترض صاحب کسی حدیث سے یہ امر ثابت نہ کر دیوین کہ جہر آمین اور بعض دعا کا جو بعض وقت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے بطور تعلیم نہ تھا ہرگز آیت مخصوص نہین ہو سکتی ہم بعض اوقات
دعا کے خود قائل ہین سو یہ بوجہ تعلیم صحابہ رض کے تھا اور دلیل اسپر یہ ہے کہ اکثر جہر سے دعا کا پڑھنا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوتا بلکہ بعض خلفاء و تابعین مین ثابت ہے اوس سے قرآن کی کیونکر تخصیص
ہو کر جہر مسنون ہو سکتا ہے بلکہ اکثر دعائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ ہی فرمائی ہین بعض
اوقات جہر کسی غرض سے خلاف قرآن نہین ہو سکتا بلکہ خود احادیث اور آثار بھی ہمنے بیان کر دیے
جس سے ثابت ہو گیا کہ دعا کا اخفا کرنا بہتر ہے پس متنازع فیہ فقط یہ امر ہے کہ آمین کا جہر اکثری ثابت نہین

اور نیز اسکے کوئی وجہ مسنون ہونے آمین کی نہین ہوگی اگر بعض اوقات صادر ہوا تو ہم اسکا برابر اقرار کرتے
ہین چنانچہ بعض دعاؤنمین بھی بعض اوقات جہر ثابت ہی گفتگو اکثر اوقات مین ہی اسکے حنفیہ منکر ہین اور حدیث مین
کہین اسکا پتا نہین اگر قیامت تک تلاش کیجیے گا تو کوئی حدیث ایسی نہین ملیگی جس سے اکثری فصل جہر دعا کا
ثابت ہو بلکہ دونون قسم کی احادیث موجود ہین اور ہر طرح سے ترجیح اخفا کو ثابت ہی کیونکہ اکثر صحابہ رض اور تابعین سے
اخفا معلوم ہوتا ہی اور قرآن سے تو صریح قطعی خفا ہی کیونکہ قرآن مین دعا کی اخفا کا ارشاد ہی اور آمین کے
دعا ہونے مین یا اسم اسماء الٰہی سے ہونے مین کسی کو کلام نہین پر عجب ہی کہ معترض صاحب نے حدیث اور قرآن کی
سند پیش کی ہی کہ اوسمین دعا کے معنی نہین آئے ع برین عقل و دانش بباید گریست + معترض صاحب نے
شارع کے ذمہ اظہار معنی لغوی بھی مقصود فرمایا ہی اسکے معنی لغت مین دیکھے ہوتے کہ دعا ہین یا نہین خدا اور رسول
احکام بتلاتے ہین یا آپکو لغت تعلیم کرتے ہین پھر اگر عطا تابعی نے اسکو کہدیا تو کونسی وجہ سے قابل حجت نہوگا
دعا کا اقرار معترض صاحب کو ہر طور سے کرنا پڑیگا یا اسماء الٰہی مین ماننا پڑیگا ع یار است بیان ہیچ ہیچ
باید بود + یا معترف فتنہ و شر باید بود + ورنہ بچنین حیلہ و کیادی خویش + دو چشم پر از خون جگر باید بود
اور ان دونونکے واسطے اخفا کا حکم ہم آیت سے بیان کر چکے ہین لہذا خالی از استحباب نہوگا مزید برآن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم سے اخفا ثابت ہوتا ہی چنانچہ شروع جواب مین احادیث ہمنے نقل کر دی ہین
اور جہر کی احادیث سے بجز بعض اوقات کے ثابت نہین ہوتا اول تو وہ حدیثین خود ضعیف ہین چنانچہ ہم
بیان کر چکے ہین کسی مین انقطاع اور کسی مین ضعف ہی اور اگر مانا جاوے تو بیش ہر ین نیست کہ گاہی گاہی
ایسا اتفاق ہوا ہو ورنہ درمیان احادیث و قرآن کے تطبیق دشوار ہوگی اور بجز تاویلات واہیہ اور
کچھ ہو سکے گا معترض صاحب کا ایک تکیہ کلام ہی کہ آپ آپکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر کرتے ہین اپنے کلام
اور استدلال کو بعینہ منطوق حدیث تصور کر کے ہین فرماتے ہین کہ اگر یون نہین ہو کیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی سمجھ مین نہین آیا یا دیدہ و دانستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا خلاف کیا نعوذ
باللہ ایسے سخت الفاظ کہے جاتے ہین اور کچھ باک نہین کرتے خود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو سمجھتے
نہین جب حدیث و قرآن مین موافق عندیہ اونکے کے تناقض ہوتا ہی تو پھر دعوی پیغمبری در پردہ

کرتے ہین جناب مین آپکی سمجھ مین معنی آیت کے نہین آئے یا آپ دیدہ و دانستہ اوسکے برخلاف کرتے ہین کیونکہ
آپکے نزدیک حدیث کتاب اللہ سے مقدم شمار کیجاتی ہی کتاب اللہ کو تو آپصاحبون نے بالکل بالائی طاق رکھدیا ہی
اگر کوئی بخاری کی حدیث کی سند بیان ہو تو جتنا اوسکا آپکے نزدیک اعتبار ہوگا ہرگز آیت قرآن کا گو کیسی
قطعی الدلالۃ ہو ایسا اعتبار نہوگا آپ تو ضعیف حدیثون سے استدلال کرتے ہو اور دوسرا جو صریح قرآن کی
آیت پیش کرے تو اوسکو قابل استدلال نہ سمجھو گویا قرآن محض تلاوت ہی کیواسطے نازل ہوا ہی احکام کا استدلال
اوس سے صحیح نہین باوجودیکہ الفاظ کلام اللہ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آجتک متواتر ہوتی
چلی آئی ہین اور احادیث مین یہ بات میسر نہین بلکہ اوسمین دو وجہ کا اختلاف ہی کہ بیان سے باہر ہی احادیث
ضعیفہ تو درکنار احادیث صحیحہ کہ جنکے تمام راوی ثقہ ہین اونمین اس وجہ کا اختلاف ہی کہ جبتک کوئی بڑا ماہر جو
ہر غرض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم معلوم نہین کر سکتا الیس حیف ہی کہ احادیث ضعیفہ تو ایک وسیلہ کی
مؤید ہو جائین اور قرآن کی آیت کو تائید مین کچھ دخل نہو بخاری کو بعد کتاب اللہ علمانے لکھا ہی مگر یہ حضرات
تو قبل کتاب اللہ سمجھتے ہین چنانچہ کتابین اونکی موجود ہین اور مشتی نمونہ از خروارے ہی معترض صاحب کی
کتاب کو ملاحظہ کیجیے کہ آیت کو حدیث کے مقابلہ مین سنتے نہین ما آیت مین تو ایسی تاویلین گھڑتے ہین جو کوئی
ابلہ بھی اوسکو پسند نہین کریگا اور احادیث کے الفاظ کو یون جانتے ہین کہ بلا واسطہ ہمکو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے پہنچی ہین اور یہی الفاظ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہین خدا جانے اونکے
امام پر وحی آئی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی الفاظ اور اونسے یہی غرض ہی یا اونھون نے کوئی خواب
دیکھا ہی جسکی وجہ سے اپنے خیال خام مین خوش ہین پھر آمین کے بارہ مین اکیس حدیثون پر بڑا ناز ہی اگر مطلق آمین
کی اکیس حدیثین مراد ہین تو اسکو ہم تسلیم کرتے ہین کہ آمین کی فضیلت اور اخفا اور جہر مین اس سے
زیادہ حدیثین آئی ہین اور اگر مراد یہ ہی کہ جہر آمین مین اکیس حدیثین ہین چنانچہ معترض صاحب کے قول سے
یہی دعوی معلوم ہوتا ہی تو یہ قول محض لغو اور بالکل بے اصل ہی چنانچہ پہلے ہم بیان کر گئے ہین
اونمین بجز ابو ہریرہؓ اور وائل بن حجرؓ کی حدیث کے کسی وجہ سے جہر ثابت نہین ہوتا اور علیؓ
کی حدیث تو برعکس اوسکے ثابت ہوتی ہی چنانچہ کئی کتابون سے سند اوسکی لکھ آئے ہی اور بعض صحابہؓ

فعل سے اگر جہر آمین ثابت ہوتا ہی تو اکثر صحابہ رض سے اخفای آمین سمجھا جاتا ہی فقط ان دو تین حدیثونکو
کئی کتابون مین آنیسے معترض صاحب نے بہت سا شمار کر لیا ہی اور اسقدر حرص کو ترقی دی کہ غیر جہر کی حدیثین
بھی اونمین شامل کر کے اکیس حدیثین کر دین پھر اوسپر ناز کرتے ہین حالانکہ اصل اور حقیقت اونکی دو تین
حدیثین ہین کیا اونمین بھی کلام ہی اسی وجہ سے ہمنے جواب ترکی بترکی دیا ہی کہ گیارہ حدیثین متعدد کتابونکی
جنمین صریح انخفای آمین مذکور ہی لکھدین اور دس حدیثین انخفای بسم اللہ کی کہ اسپر بھی معترض کا اعتراض
تھا بیان کر دین اسقدر بچونکے بہلانیکو کافی ہی کیونکہ معترض صاحب اوس چیز سے جو گنتی مین زیادہ ہو
بہت خوش ہوتے ہین جیسے اطفال خردسال عمدہ غیر عمدہ کا مطلق خیال نہین کرتے جو چیز شمار مین زیادہ ہو
اوسکو لیکر خوش ہوجاتے ہین ؎ قبول ناقص از شاہدی بجوہری باید * کہ جز طفلان خریدار نیست ہیچ
تیغ چوبین را + ان اکیس حدیثونپر فخر کرنیسے ہین بھی معترض صاحب نے بعینہ لڑکین کو کام فرمایا ہی اگر انکو
اختصار منظور ہوتا تو اونکے واسطے اس قسم کی سو حدیثین بلکہ زیادہ لکھدیتے اسکے بعد معترض صاحب نے
الزامی جواب دیا ہی کہ حنفیہ اس آیت کے بموجب ہر دعا کا خفیہ ہی کہنا لازم جانتے ہین تو الحمد وغیرہ دعائین قرآن کی عشا
وغیرہ مین کیون پکار کر پڑھتے ہین جواب اسکا کئی طرح ہی اول تو حنفیہ دعا کو خفیہ کہنا لازم نہین جانتے بلکہ
مستحب کہتے ہین دوسرے یہ کہ الحمد کو یا اور کسی آیت کو جو دعا کے معنی مین ہو نماز مین بطور دعا نہین پڑھتے بلکہ آیت قرآن
سمجھکر پڑھتے ہین اسلیے اور سورت جو دعا پر دلالت نہین کرتی ہی اوس سے بھی نماز جائز رکھتے ہین حنفیہ کو فقط قرآن
پڑھنا مقصود ہی دعا وغیرہ سے نماز مین بحث نہین البتہ التحیات اور درود اور قنوت کو بطور دعا کے پڑھتے ہین
اسی وجہ سے جہر نہین کرتے اور خارج نماز اگر قرآن کی آیت سے دعا مانگتے ہین تو اوسکو بھی آہستہ کہنا بہتر جانتے ہین تیسرے
یہ کہ الحمد وغیرہ کا تینون نمازونمین جہر سے پڑھنا احادیث مشہورہ اور اجماع امت سے ثابت ہی اور حنفیہ کے نزدیک
حدیث مشہور سے زیادتی کتاب اللہ پر ہوجاتی ہی البتہ حدیث آحاد سے نہین ہوتی اور جہر الحمد مین تو اجماع
امت بھی موجود ہی لہذا الحمد وغیرہ کا جہر سے پڑھنا خلاف قرآن مجید نہوا پس معترض صاحب کا الزام محض
لغو اور مانند تار عنکبوت ہوگیا ؎ جو بات اول ہی تمسے بن نہ آئی * تو آخر آپ تمنے منہ کی کھائی
اسکے بعد معترض صاحب نے کچھ اصول حنفیہ مین بحث کی ہی حالانکہ حنفیہ کے اس مسلک سے ذکر آیت مفید یقین

ہوتی ہی اور حدیث آحاد مفید ظن ہی قطعی کو چھوڑکر فقط ایک شخص کی خبر کو کہ اوسمین بہت سے احتمالات ہین
تسلیم کر لینا نہ چاہیے یعنی اگر صریح آیت کے ایک شخص کی خبر برعکس ہو تو اوسوقت آیت قرآنی پر عمل کرنا چاہیے مطلق
خبر نہین ورنہ اعتراض نکرتے مگر اونکے شیوہ قدیم اور عادت ذمیمہ سے کچھ بعید بھی نہین کیونکہ جس شخص نے باوجود ہونے
احادیث مرفوعہ اور عمل صحابہ کے سو مسئلونکو بیا ہر ترک قلم بند کر دیا اور کچھ خدا کا خوف نکیا بہر حال ایسی پر اون کو
مخالف حدیث اور قرآن بتلا دیا اور پھر ان مسائل کی وجہ سے جسقدر طعن اور تشنیع مجتہدین پر کی ہی گویا اپنی
خباثت تعصب باطنی کی داد دی ہی ایسا شخص جو کچھ لکھے تھوڑا ہی اسیوجہ سے ہم لوگونکو ایمان پر شک معلوم ہوتا ہی
کیونکہ اس ظفر مبین مین اونھون نے در پردہ صحابہ اور تابعین بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین سوء ادبی
کی ہی حالانکہ اس مسئلہ کو آمین مین کچھ تعلق تھا نہ وہ بنحو حنفیہ کیطرف سے ضعیف جواب لکھکر اوسکا جواب
الجواب معترض صاحب دینے لگتے ہین پھر تعجب ہی کہ حنفیہ کے مسلک شرعی سے بالکل آگاہی نہین بجز نواب صاحب
امیر بھوپال کے رسالون کے کسی محقق کی کتاب ملاحظہ سامی سے ہنوز نہین گذری مگر دخل در معقول دینے کو آمادہ ہی ہین
چنانچہ بحث اوسکی آگے آتی ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ ہم امام اعظم کے مقلد اگر نماز مین آمین پکار کر اسلیے نہین کہتے
کہ انحضرت **جواب** اسکا یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکار کر آمین بعض اوقات مین ثابت ہوتی ہی اسکے سوا اگر
آپکے پاس کوئی سند ہو تو لائیے **فَأْتُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ** ورنہ صحابہ کا فعل ہرگز اخفا نہو
اور گفتگو استحباب اور عدم استحباب مین ہی حنفیہ جہر آمین کو جائز جانتے ہین مگر مستحب نہین جانتے البتہ اگر کوئی
بطور تعلیم جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہر کیا ہی کریگا تو کوئی قباحت نہین مگر آج کل ظاہر ہی کہ تعلیم کی
کوئی ضرورت نہین ہی سبکو یہ احکام معلوم ہو گئے ہین جسقدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہی
وہ بیشک موافق مرضی خدای تعالی کے ہی اور اوسمین جو غلو اور ترقی ہو گئی ہی وہ ہرگز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا فعل ثابت نہین ہوتا پس حنفیہ کو جہر کی حدیث کا اوسمین کلام ہی اور اخفا کی حدیث صحیح الاسناد
بقول حاکم ہی باینہمہ اسکا اقرار ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی جہر بھی صادر ہوا ہی تا کہ تعلیم خدا
اور جہر کی حدیثون مین تطبیق ہو جاوے اور فعل صحابہ بھی بجای خود رہے لیکن جسکا حنفیہ انکار کرتے ہین وہ امر حدیث سے
ثابت نہین اور جسکا اقرار کرتے ہین وہ حدیث سے تو ثابت ہوتا ہی مگر معترض صاحب کو اپنے دعوی کو بعینہ

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی تصور کرتے ہین مخالف ہوا جاتا ہی اسیلیے معترض صاحب بہت بگڑے دل نظر آتے ہین خدا خیر کرے ع آج وہ شوخ غضب پر ہی خدا خیر کرے + غصے مین جامہ سے باہر ہی خدا خیر کرے + **قولہ** پہلا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا الخ **اقول** عرفات اور مزدلفہ مین جمع کی حدیثین اس کثرت سے موجود ہین کہ احاد سے گذر کر شہرت تک بلکہ فی المعنی متواتر ہین اور اجماع صحابہ رض کا بھی موجود ہی پس حنفیہ کے نزدیک اس قسم کی حدیث سے یقین ہوجاتا ہی اور زیادتی اوسکی کتاب اللہ پر کہ من وجہ نسخ ہی درست ہی کوئی حدیث آحاد پیش کیجیے اور ایک آیت قطعی الدلالۃ اون دونومین اگر مخالفت ہوگی تو بیشک حنفیہ کے نزدیک آیت پر عمل ہوگا آپکو حنفیہ کے مسلک سے مطلق خبر نہین آتی خبر ہی مگر عوام الناس کو اشتباہ مین ڈالنے کیواسطے اس قسم کے مغالطے شروع کیے ہین **قولہ** دوسرا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ الخ **اقول** اس آیت مین کہین نہین سمجھا جاتا کہ سوای ان عورتونکے دوسری عورتین حرام نہین فقط اس آیت سے اتنا معلوم ہوتا ہی کہ یہ عورتین جو آیت مین مذکور ہین قطعی حرام ہین اور دوسری عورتون سے آیت ساکت ہی جیسے حمار اہلی کا قرآن مین ذکر نہین اور حدیث مین اوسکی حرمت وارد ہی پس یہ حدیث مخالف قرآن کے نہوئی البتہ جو عورتین قرآن مین مذکور ہین اونمین سے اگر بالفرض کسی عورت کی حلت حدیث مین وارد ہوتی تو اوسوقت حنفیہ خبر احاد کو جبتک مشہور نہ ہوتی یا خبر ثابت نہوتی قرآن کو ترک نکرتے اور پھوپی اور خالہ کا قرآن مین کہین پتا بھی نہین پس اس حدیث کو قرآن کے مخالف سمجھنا سراسر جہالت ہی جسمین فرق بین ہو معترض صاحب اسکو بھی بیباکانہ لکھتے ہین تاکہ عوام تصور کرین کہ مسائل حنفیہ بھی انکو خوب یاد ہین حالانکہ معترض صاحب حدیث کو مطلق نہین سمجھتے اور نہ تطبیق دینا جانتے ہین مگر محض حدیثونکی نقل کرنے مین عاجز نہین اور حنفیہ کچھ کہتے ہین اور معترض صاحب اونکی طرف سے اور کچھ اختراع کرتے ہین اور ناحق مسائل فقہیہ کے مطلب سمجھنے کا دم بھرتے ہین ع

کی پسندد خرد خردہ بین + بہ دیت سستی توی جست چاق + تو ربی ویسی تصدیق او + وان پی تغلیط قائن الوفاق + **قولہ** تیسرا مسئلہ آیت اُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ الخ **اقول** اس آیت سے سمجھ نہین معلوم ہوتا کہ سوای ان دو قسم کے اور حلال ہین ایک شئی کی حرمت بیان کرنے سے دوسری

شی کی کیونکر حلت اوس قول سے ہوسکتی ہی دوسری شی کے حکم سے وہ قول ساکت ہوتا ہی جبتک
دوسرا حکم اوس دوسری شی کے واسطے نہو اول حکم اوسکے واسطے کافی نہوگا جسمین وہ حکم وارد نہین ہوا وہ باقی
رہیگا پس جو احکام قرآن مین مذکور نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی تصریح کی ہی تو
اونکو تسلیم کر لینا عین ایمان ہی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم جو قرآن مین ہی بیجا
ہی بیکار ہوگا پس جب ہمکو یہ معلوم ہوجاے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول بیشک فرمایا ہی
اوسوقت موافق آیت کے اطاعت واجب ہی اور اگر ہمکو اوسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
ہونے مین یقین نہو اور پھر آیت کے وہ قول مخالف بھی ہو تو اوسوقت ہم اوسکو اس حیثیت سے ترک نہین کرتے
کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی بلکہ بوجہ عدم یقین ارشاد ہونے کے آیت پر ترجیح نہین دیتے
ورنہ جس شخص نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی ایسا ارشاد سنا کہ وہ اپنے
معنی مین قطعی الدلالۃ ہی تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا واجب ہوگا گو کتاب اللہ کے مخالف ہو اسلیے کہ وہ اوسوقت
اوسکے نسخ کتاب سمجھا جائیگا پس جو حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین اسیوجہ سے
اونمین تفصیل کیجاتی ہی کہ ایک حدیث متواتر کہلاتی ہی جسکے اسقدر راوی ہر زمانہ مین چلے آئے ہون
کہ اونکا کذب پر مجتمع ہونا عقل محال تصور کرتی ہو اور دوسری حدیث مشہور ہی کہ ابتدا مین تو اوسکو
ایک دو نے بیان کیا پھر وہ حدیث اسقدر پھیلی کہ اتنے صحابہ رض اور تابعین وغیرہ اوسکو برابر روایت کرتے
چلے آئے کہ اونکا کذب پر مجتمع ہونا محال ہو پس ان دو قسمون سے قرآن کی آیت منسوخ ہوجاتی ہی
اور تیسری قسم حدیث آحاد ہی جسکے ایک دو راوی ہون یہ قسم موجب ظن ہوتی ہی اگر مخالف قرآن
پڑیگی تو آیت اوسکی وجہ سے منسوخ نہین ہوگی بلکہ عمل آیت پر کہ یقینی ہی کیا جائیگا اور حدیث ظنی میں
تاویل معقول کردیجائیگی پس حدیث آحاد بوجہ ہونے بہت سے واسطون کے ترک کیجائیگی کیونکہ بلا واسطہ علم
مین اور علم بوسائط مین فرق ظاہر ہی اور اگر مخالف قرآن وہ حدیث نہوگی تو اوسپر گو وہ ظنی ہی عمل کرنا
واجب ہی اور یہ امر بدیہی ہی کہ بلا واسطہ علم اور بواسطہ تواتر موجب یقین ہوتا ہی اور اگر ایک دو شخص
کسی بات کو بیان کرین تو اونکے بیان مین ضرور کوئی وجہ ہوگی ورنہ خلاف تواتر واقع نہوتا پس رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بصر چشم ہی اگر ثابت ہو جاے اونکی وجہ سے احادیث مین بہت فرق ہو گیا ہے
لہذا ایسے موقع پر کہ قرآن کے حدیث آحاد برخلاف ہو کہنا ہمکو سہل ہی کہ راوی سے کوئی غلطی سہوا ہو گئی ہوگی
خدا کی طرف ایسی نسبت کرنی حضرات ظاہریہ ہی کا کام ہی یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خبر آحاد سے
مخالفت قرآن کی نسبت کرنی انھین حضرات کا شیوہ ہی جنھون نے احادیث مین اس درجہ کا غلو کیا ہی کہ اوسکے
مقابلہ مین قرآن کی کچھ بھی حقیقت نہین سمجھتے اور ایک شخص کے قول کو خدا کے قول پر ترجیح دیتے ہین
حالانکہ خدا کا کاذب محال ہی اور راوی کا محال نہین قرآن مین ابراہیم علیہ السلام کا قول إِنِّي سَقِيمٌ
آیا ہے جسکے یہ معنی ہین کہ تحقیق مین بیمار ہون اور حدیث مین وارد ہی کہ ابراہیم علیہ السلام تین بار جھوٹ بولے
ہین ایک تو انھین ہی صورت ہی کہ اپکو بیمار بتلایا اور امام فخر الدین رازی باوجود صحیح حدیث ہونے کے اسکا
انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ پیغمبر کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے سے ہمکو یہ سہل معلوم ہوتا ہی کہ راوی
کی طرف نسبت کرین چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھتے ہین قَالَ بَعْضُهُمْ ذَلِكَ الْقَوْلُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ كَذِبَةٌ
وَرَوَوْا فِيهِ حَدِيثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَا كَذَبَ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ
قُلْتُ لِبَعْضِهِمْ هَذَا الْحَدِيثُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُقْبَلَ لِأَنَّ نِسْبَةَ الْكَذِبِ إِلَى إِبْرَاهِيمَ لَا تَجُوزُ فَقَالَ
ذَلِكَ الرَّجُلُ فَكَيْفَ نَحْكُمُ بِكَذِبِ الرُّوَاةِ الْعُدُولِ فَقُلْتُ لَمَّا وَقَعَ التَّعَارُضُ بَيْنَ نِسْبَةِ
الْكَذِبِ إِلَى الرَّاوِي وَبَيْنَ نِسْبَتِهِ إِلَى الْخَلِيلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ مِنَ الْمَعْلُومِ بِالضَّرُورَةِ أَنَّ نِسْبَتَهُ
الْكَذِبِ إِلَى الرَّاوِي أَوْلَى یعنی بعضون نے کہا کہ کہنا ابراہیم علیہ السلام کا جھوٹ ہی اور بیان کی اونھون نے اسکے
الیے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے نہین جھوٹ کہا ابراہیم نے مگر تین بار مینے اونسے کہا
یہ حدیث قبول کرنیکے لائق نہین اسلیے کہ جھوٹ کی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جائز نہین پس کہا
اوس شخص نے کیونکر حکم کیا جاے ساتھ جھوٹ بولنے ثقہ راویون کے مینے کہا جبکہ درمیان نسبت کرنے جھوٹ کی طرف
راویون کے اور درمیان نسبت کرنی جھوٹ کی طرف ابراہیم خلیل اللہ کے تعارض واقع ہوا تو بالضرور جانا جائیگا
کہ نسبت جھوٹ کی طرف راوی کے بہتر ہی انتہی حاصل یہ ہی کہ حدیث مین سواے ان دو قسمون کے
(جو قرآن شریف مین مذکور ہین) آپ سے مخالفت قرآن نہین ہو سکتی یہ حکم اوسی اور وہ لوگ ہین سیکڑون

احکام احادیث مین مذکور ہین او قرآن مین نہین کیا او نمین مخالفت ہے جو حدیث مشہور یا متواتر کی ضرورت
پڑی ایسے مسائل کو قطعی اور ظنی کی بحث مین لکھنا نشانہ مضحکہ عام و خاص کا بننا ہے معترض صاحب کو مطلق
خیال نہین ہے ایسی باتین کو مثل حاطب اللیل کے اخذ کرتے ہین اور پھر طرہ اوسپر یہ ہے کہ ندامت تو درکنار انکو
فخریہ لوگونکے سامنے پیش کرتے ہین خیر خدا تعالی انکو اس طیش سے بچاوے اور ان افعال اور اقوال سے
توبہ نصیب فرماوے آمین قولہ جو بہا سا فرمایا اللہ تعالی نے یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰة
من یوم الجمعة الخ اقول آیت مطلق نہین بلکہ مقید ہے اور مقید ظنی ہوتی ہے پس احادیث سے
اسکو خاص کر لینا جائز ہوا چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہے ولا شک ان اطلاق قولہ تعالی فاسعوا
مقید بخصوص مکان ومخصوص منہ کثیر کالعبید والمسافرین فجاز تخصیصہ ثانیا بعد
اذ خص بعض افراد المسلمین انتہی یعنی نہین شک ہے اسمین کہ مطلق ہونا آیت فاسعوا الی ذکر اللہ کا ساتھ
خاص مکان کے مقید ہے اور بہت اشیاء اوس سے خاص کی گئی ہین مثل غلامون اور مسافرون کے پس جائز ہوا
خاص کرنا اوسکا ساتھ ظنی دوسری کے خاص کیا جائیگا وہ اوس شخص سے بھی جسکو بادشاہ امر کرے انتہی
اور بیان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہے ان قولہ تعالی فاسعوا الی ذکر اللہ لیس علی اطلاقہ
اتفاقا بین الامة اذ لا یجوزون اقامتها فی البراری اجماعا یعنی تحقیق فرمانا اللہ تعالی کا کہ دوڑو
طرف ذکر اللہ کے مطلق نہین ہے بوجہ اتفاق سب اماموں کے اسلیے کہ قائم کرنا جمعہ کا جنگلون مین بالاجماع جائز
نہین انتہی پس جبکہ آیت مطلق نہوئی بلکہ مقید بالاجماع ہوئی تو مسافر اور عورت اور مریض پر بموجب آیت
جمعہ واجب ہوگا کیونکہ آیت مین بعضی چیزونکے بالاجماع خاص ہونے سے احتمال اس امر کا پیدا ہوگیا کہ
شاید دوسری اشیا بھی اس سے خاص ہون پس اوس وقت ظنی حدیث سے کلی ہو جائیگی اور آیت مین دوسری
تخصیص پیدا کردیگی البتہ جو آیت مطلق ہے اوسمین حدیث ظنی سے تخصیص نہین ہوتی پس اس تحقیق سے
اس بحث مین ناپیش کرنا اور حنفیہ کے مذہب کے خلاف اصول مقررہ و اصطلاح ہے جو ہم بیان کر آئے غایت سے
کی غریبی ہے س دائی ہر فرقہ کہ ہمت شان ہے چند کیا دی ود غالبا شد حنفیہ سوا قرآن اور
حدیث کے وہ اصول مقرر کیے ہین کہ کسی مذہب مین ایسے نہین حتی کہ منطق کے قاعدے اوسمین جا بجا ہین

مگر حنفیہ کے قواعد و کلیات برابر نقض سے پاک ہین البتہ جو شخص حنفیہ کے مذہب سے آگاہی نہین رکھتا وہ اپنے
لاعلمی سے جو چاہتا ہی کہتا ہی مگر اسکا کچھ تعجب نہین اسواسطے کہ جب قرآن اور حدیث پر لوگون نے اعتراض کیے
مین چہ جای مقلدین اور ایمہ مجتہدین ؎ مانجا اللہ والرسول معا من لسان الوری فکیف انا
اور اندھی کا خارج ہونا خود آیت ہی سے سمجھا جاتا ہی کیونکہ لفظ سعی اسمین موجود ہی اور ظاہر ہی کہ سعی سے
نابینا معذور ہی مگر باینہمہ حنفیہ کے نزدیک اگر یہ لوگ جمعہ مین شامل ہو جائینگے تو پھر ظہر کی نماز اونسے ساقط
ہو جائیگی اور لڑکا تو بالاجماع مرفوع القلم ہی اور حدیث مین بھی تین شخصونکے لیئے وارد ہی کہ اونسے قلم تکلیف کا
اوٹھا لیا گیا ہی ایک نابالغ دوسرا سویا ہوا تیسرا مجنون اسیوجہ سے حنفیہ وہ شروط جمعہ کے موافق اور احادیث
کے بڑھاتے ہین چنانچہ حاکم کی شرط ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتی ہی جابر بن عبد اللہ رضی سے
روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو تم کہ اللہ تعالی نے تمپر جمعہ فرض کیا ہی میرے اس مقام
مین اور میرے اس دن مین اور میرے اس مہینے مین اور میرے اس سال مین قیامت تک پس جو شخص اوسکو
ترک کریگا میری زندگی مین یا بعد میرے اور حال یہ ہی کہ واسطے اوسکے امام عادل یا جابر ہوگا واسطے آسان سمجھنے
اوسکے اور انکار اوسکے کے پس نہ جمع کرے پریشانی اوسکی اور نہ برکت والے اللہ اوسکے کام مین خبردار ہو نہ
نماز اوسکی اور نہ زکوۃ اوسکی اور نہ حج اوسکا اور نہ روزہ اوسکا انتہی مختصرا اور کہا شیخ الاسلام عمدۃ
المحدثین علامہ عینی نے یہ حدیث بوجہ کثرت طرق اور وجوہ متعددہ کے روایت کی گئی ہی اسیوجہ سے ضعیف
ہونے اسکی حجت ہونے سے منع نہین کرتی انتہی اس حدیث سے شرط ہونا حاکم کا واسطے جمعہ کے ثابت ہوا کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس حال مین کہ امام عادل یا جابر ہو ترک کرنے جمعہ پر وعید فرمائی پس معلوم ہوا
کہ امام یعنی حاکم کا ہونا جمعہ کے واسطے شرط ہی پھر حنفیہ نے تو ہندوستان مین بھی باوجود مسلمان حاکم
نہونے کے جمعہ کا فتوی دیا ہی اور کہتے ہین کہ اہل اسلام جمع ہو کر جسکے پیچھے جمعہ پڑھینگے وہی امام ہی مگر حدیث
سے معلوم ہوتا ہی کہ امام کے معنی حاکم کے ہین کیونکہ صفت اوسکی عادل یا جابر مذکور ہی یہ صفت
حکام مین ہوتی ہی نہ مسجد کے امام واسطے لفظ امام کا محتمل تھا مگر احتیاطا متاخرین حنفیہ نے حاکم کی قید کو بھی
بڑھا دیا ہی تو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی جو امام صاحب کی غرض ہی اور حسن بصری سے بھی منقول ہی

کہ چار چیزین بادشاہ کی تفویض مین ہین کہ اونمین سے جمعہ و عیدین بھی ہی پھر اگر امام صاحب نے امام کی
شرط فرمادی باوجودیکہ کسی حدیث مین اوسکی نفی نہین پائی جاتی بلکہ ان دونون حدیثون سے شرط امام جمعہ
کیواسطے معلوم ہوتی ہی تو خلاف حدیث ہوا یا موافق حدیث کے ہوا سے تھین کہو تو کہہ ہی اسمین کسکی رای صواب ہی
اور آیت کو ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہین کہ بوجہ تخصیص اجماع کے ظنی ہوگئی ہی پس خلاف قاعدۂ اصول
اور خلاف قرآن بھی نہوا البتہ امام کا شرط نہونا خلاف حدیث ہوگا اور علی رضہ کی امامت بوقت
محصور ہونے عثمان رضہ کے (گو اسکی تصریح نہین آئی کہ اونھون نے اجازت لی تھی یا نہین مگر موافق اس حدیث
کے) محمول بر اذن کیجائیگی ورنہ عدم اذن کہین ثابت نہین ہوتا ہی پس خلاف حدیث محمول کرنا بعید
ہی اور اگر اوسوقت اذن سے مجبوری ہوگی تو بھی اس حالت مین حنفیہ کے نزدیک نماز جائز ہی چنانچہ امام المحدثین
علامہ عینی نے لکھدیا ہی کہ ہمارے نزدیک ایسی صورت مین کہ حاکم کا اذن لینا ممکن نہو تو جمعہ ایک شخص کے پیچھے
جس سے لوگ راضی ہوجائین جائز ہی باقی رہی شرط شہر ہونے کی وسکے واسطے بھی حدیث موجود ہی مصنف ابن
ابی شیبہ مین علی رضہ سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون نے لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيقَ وَلَا صَلٰوةَ فِطْرٍ وَلَا اَضْحٰے
اِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ اَوْ مَدِيْنَةٍ عَظِيْمَةٍ یعنی نہین جمعہ اور نہ تشریق اور نہ عیدین مگر مصر جامع مین یا بڑے
شہر مین انتہی اور فتح القدیر مین ہی وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ وَكَفٰى بِعَلِيٍّ رَضِ قُدْوَةً یعنی صحیح کہا اس حدیث کو
ابن حزم ظاہری نے اور کفایت کرتا ہی اتباع علی رضہ کی ... اور مسند عبد الرزاق مین بھی یہ حدیث موجود ہی
اور ظاہر ہی کہ اس قسم کی حدیث حکما مرفوع ہوتی ہی کیونکہ یہ امر عقل سے ثابت ہونا بعید ہی پس اگر دوسرے
صحابی کے قول سے معارضہ ہوگا تو علی رضہ کا قول مقدم شمار کیا جائیگا حالانکہ ابتک کوئی حدیث معارض
اس حدیث کے مذکور نہین ہی یہی وجہ ہی کہ صحابہ رضہ سے یہ امر منقول نہین کہ جب اونھون نے شہرونکو فتح کیا ہو
تو منبر اور جمعہ کا گانؤنمین بھی حکم دیا ہو بلکہ شہرونمین جمعہ کیواسطے حکم دیتے اور منبر رکھوا دیتے اور اگر دیہات کی بابت
مین بھی حکم دیا ہوتا تو کوئی روایت گو آحاد ہی سہی ضرور مروی ہوتی اور مصر جامع کی تفسیر مین اختلاف ہی
امام صاحب سے اسمین مختلف روایتین ہین ایک یہ ہی کہ مصر جامع وہ جگہ ہی جہان حوائج ضروری متعلق اعلیٰ و
اطفال کے مہیا ہون اور دوسری یہ ہی کہ جہان امیر اور قاضی احکام اور حدود جاری کرتے ہون اور ...

۱۲ مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲ فتح القدیر ۱۲ ابن حزم

یعنی مصر جامع کے امام ابو یوسف رح سے بھی منقول ہین اور تیسرا یہ ہی کہ مصر جامع وہ ہی جہان کوچہ بازار
اور متعلق اوسکے گانوءن ہون کہ آدمی بروقت حوادث اوسمین جمع ہوکر جائین اور سفیان ثوری رح کے نزدیک
مصر جامع وہ ہی کہ آدمی جسکو شہر جانتے ہون اور امام کرخی رح اور علامہ زمخشری رح کے نزدیک جسمین حدود
احکام جاری ہون اور ابو عبد اللہ بلخی کے نزدیک مصر جامع وہ ہی جسکی بڑی سی بڑی مسجد مین آدمی
اوسکے نہ آسکین **حاصل کلام** یہ ہی کہ حنفیہ نے یہ شرط مخالف حدیث نہین لگائی بلکہ جب تمام
صحابہ مصرہی مین جمعہ کا حکم دیتے تھے اور علی رض سے بھی شرط مصر کی منقول ہی اور ابن حزم جنکو تمام فرقہ
ظاہریہ اپنا پیشوا سمجھتے ہین اس حدیث کی تصحیح کرتے ہین تو پھر امام صاحب نے اس شرط لگانے مین
مخالفت قرآن اور حدیث کی نکی بلکہ عین موافقت ہوگئی البتہ گانو مین جمعہ کے وجوب کی کوئی حجت نہین
پائی جاتی ورنہ صحابہ رض سے ضرور منقول ہوتا اور جواثی کا گانوءن ہونا ثابت نہین کیونکہ شہر کو قریہ بھی کہتے
ہین اور لغت مین بھی اوسکے قلعہ کے معنی ہین لکھا ہی اور قلعہ پر مصر جامع کی تعریف صادق آتی ہی
چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ ہشتاد و ششم کے جواب مین بیان ہوگئی ہی غرضکہ امام صاحب تو موافق
حدیث اور قرآن کے کہتے ہین مگر فرقہ ظاہریہ یا اونکے مدعی عمل بالحدیث اسمین خلاف حدیث اور قرآن
کرتے ہین اپنے گریبان مین تو منہ ڈالکر نہین دیکھتے دوسرون پر طعن کرتے ہین اپنی فہمی پر نہین سمجھ
نہین نظر اوٹھاتے ہین خود برا اورون کو جانتے ہین سب سے بدتر **قولہ** پانچوان مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ الخ **اقول** جواب اسکا یہ ہی کہ یہ آیت خاص محدثین کے
حق مین ہی سو معنی اسمین باطل نہین اور تقدیر اسکی یون ہی إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنْتُمْ مُحْدِثُونَ
یعنی جس وقت تم نماز کے لیے کھڑے ہو اور وضو سے نہو پس وضو کرو چنانچہ تفسیر احمدی مین لکھا ہی تقدیرہ
وَأَنْتُمْ مُحْدِثُونَ مَشْهُورٌ عِنْدَ الْبَعْضِ وَقِيلَ مَعْنَاهُ إِذَا قُمْتُمْ مِنَ النَّوْمِ لِأَنَّهُ دَلِيلُ
الْحَدَثِ عَلَى مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا نُقِلَ فِي الْمَدَارِكِ یعنی تقدیر آیت کی وَأَنْتُمْ مُحْدِثُونَ
مشہور ہی نزدیک بعض کے اور بعضون نے کہا معنی اوسکے جس وقت اوٹھو تم خواب سے کیونکہ سونا دلیل حدث کی ہی
چنانچہ یہی روایت ابن عباس رض سے کی گئی ہی جیسا کہ تصریح اسکی تفسیر مدارک مین موجود ہی

حاصل کلام یہ ہے کہ ابن عباس رض جو بڑے جلیل القدر صحابی اور بڑے مفسر ہین اسکی تقدیر عن مضاجع
النوم متعلق کو محذوف مانتے ہین پس معلوم ہوا کہ حدث کی قید اسمین ضروری ہے مطلق نہین اور
تفسیر کشاف مین لکھا ہے قُلْتُ يَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ الْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ فَيَكُوْنُ الْخِطَابُ لِلْمُحْدِثِيْنَ خَاصَّةً
وَاَنْ يَكُوْنَ لِلنَّدْبِ فَاِنْ قُلْتَ هَلْ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ الْاَمْرُ شَامِلًا لِلْمُحْدِثِيْنَ وَغَيْرِهِمْ
لِهٰؤُلَاءِ عَلٰى وَجْهِ الْاِيْجَابِ وَلِهٰؤُلَاءِ عَلٰى وَجْهِ النَّدْبِ قُلْتُ لَا یعنی مین جواب دونگا احتمال
ہے کہ امر واسطے وجوب کے ہو پس ہوگا خطاب خاص واسطے بے وضو لوگونکے اور یہ بھی احتمال ہے کہ امر واسطے
استحباب کے ہو پس اگر کہے تو کیا جائز ہے کہ امر با وضو اور بے وضو دونونکو شامل ہو اونکو بطور ایجاب کے اور انکو بطور
استحباب کے مین کہونگا نہین جائز ہے انتہی حاصل یہ ہے کہ اگر امر واسطے وجوب کے لیا جاتا ہے تو بالاتفاق
بے وضو لوگ مراد ہین اور اگر امر ندبی ہے تو اوسوقت با وضو لوگ ہی ہونگے مگر بے وضو کے واسطے آیت ساکت
ہوگی باوجودیکہ ضرورت بیان کی اسمین زیادہ ہے اور اوسمین تحصیل حاصل ہے گو مستحب سہی اور تفسیر فتح البیان
مین لکھا ہے وَالتَّقْدِيْرُ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَنْتُمْ عَلٰى غَيْرِ طُهْرٍ وَهٰذَا اَحَدُ اِخْتِصَارَاتِ الْقُرْاٰنِ
وَهِيَ كَثِيْرَةٌ جِدًّا یعنی اور تقدیر آیت کی جسوقت کھڑے ہو تم طرف نماز کے اور حال یہ ہے کہ تم بے وضو ہو اور
یہ تقدیر جملہ اور اختصارات قرآن کے ہے اور یہ بکثرت ہے انتہی پس اس تفسیر سے بھی جسکی معترض صاحب بہت
سند لاتے ہین معلوم ہوا کہ یہان یہ لفظ مقدر ہے اور اس قسم کا اختصار بہت آیا ہے اور قرینہ اسپر اس آیت سے
آگے وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا کا موجود ہے یعنی اگر بے وضو ہو تو وضو کرلو اور اگر جنابت سے ہو تو غسل کرلو
پس یہ آیت عام نہولی بلکہ خاص ونہین کے حق مین وارد ہوئی جو طہارت سے نہون اور یہ مقدر الفاظ اکثر
مذکور کئے ہوتے ہین پس اسکو عام سمجھکر حنفیہ پر اعتراض کرنا محض بے فہمی ہے پھر کثرت سے احادیث بھی اسکی
موجود ہین چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہے وَدَلِيْلُ الْجُمْهُوْرِ الْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ
مِنْهَا هٰذَا الْحَدِيْثُ وَحَدِيْثُ اَنَسٍ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَكَانَ اَحَدُنَا يَكْفِيْهِ الْوُضُوْءُ مَالَمْ يُحْدِثْ وَحَدِيْثُ سُوَيْدِ
ابْنِ النُّعْمَانِ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ اَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ

تفسیر کشاف جلد اول صفحہ ۲۴۲
تفسیر فتح البیان جلد اول صفحہ ۱۷۵
شرح مسلم جلد اول صفحہ ۱۲۱

ثُمَّ اَکَلَ سَوِیْقًا ثُمَّ صَلَّی الْمَغْرِبَ وَلَمْ یَتَوَضَّأْ وَفِی مَعْنَاہُ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَۃٌ کَحَدِیْثِ الْجَمْعِ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ بِعَرَفَۃَ وَالْمُزْدَلِفَۃِ وَسَائِرِ الْاَسْفَارِ وَالْجَمْعِ بَیْنَ الصَّلَوَاتِ الْفَائِتَاتِ یَوْمَ الْخَنْدَقِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ یعنی دلیل جمہور کی احادیث صحیحہ ہین کہ اونسے ایک تو یہی حدیث مسلم کی اور دوسری حدیث انس رض کی صحیح بخاری مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ہم لوگونکو ایکہی وضو جبتک حدث نکرتے کافی ہوجاتا تھا اور تیسری حدیث سوید بن نعمان کی کہ صحیح بخاری مین آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر ستو کھائے پھر مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اور اسی معنی کی بہت حدیثین وارد ہین جیسے حدیث جمع بین الصلاتین عرفہ اور مزدلفہ مین اور تمام سفرونمین اور حدیث جمع قضا نمازونکی دن خندق کے اور سوا اسکے موجود ہین انتہی اسیطرح کی حدیثین ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ تمام کتب حدیث مین موجود ہین اور داؤد ظاہری جو فرقہ ظاہریہ کے مقتدا اور پیشوا ہین وہ ہرگز جائز نہین رکھتے کہ ایک وضو کی نمازونکو کافی ہوجاے بلکہ ہر نماز کے واسطے تازہ وضو واجب جانتے ہین پس فرقہ ظاہریہ کو مناسب تھا کہ یہ تمام حدیثین اور اجماع امت اسمین نقل کرتے اور کہتے کہ یہ مسئلہ اونکا صحیح احادیث اور اجماع صحابہ رض اور تابعین کے برخلاف ہے امام صاحب کا کچھ قصور نہین بلکہ ہر ایک کا ماخذ موجود ہے ورنہ کوئی مخالفت حدیث سے پاکدامن نہین اگر ایک حدیث کے موافق ہے تو دوسریکے مخالف ہے تو اسمین کسیکا حال ظاہر کرنا اچھا نہین سمجھتے اور نہ اس قسم کی مخالفت کو قابل جہنم نعوذ باللہ جانتے ہین اگر ہمارا خدانخواستہ معترض صاحب کا سا عقیدہ بھی ہوتا تو پھر ہم تو ایسی قلعی اوس طرف کی کھولتے کہ بایدوشاید اسلیے فقط ہم اشارہ پر اکتفا کرجاتے ہین اگر معترض صاحب زیادہ چون و چرا کرینگے تو پھر اونکو مشکل پڑجائیگی اور انشاء اللہ جسقدر وہ دیدہ دلیری مین وہ چلینگے ہم اونکا پیچھا نچھوڑینگے اور جواب باصواب سے منہ نہ موڑینگے ع میدان ہے کاغذ قلم اپنا ہے چوگان + ہان مرد جو ہو آئے مقابل مین مرے یان اگر اونکو ان مسائل مین شبہ ہوتا تو مناسب تھا کہ الفاظ مہذبانہ لکھکر رفع اشتباہ کرلیتے **خلاصہ** یہ ہے کہ داؤد ظاہری باوجود کثرت احادیث اس آیت کو باوجود خاص ہونیکے عام لیتے ہین اور منسوخ ہونا قرآن کا حدیث سے جائز نہین رکھتے چنانچہ تفسیر کبیر مین اونکا مذہب مع جواب مفصل موجود ہے مگر تعجب یہ ہے

کہ خاص کو عام کر لینا حالانکہ کوئی قرینہ اوسکا موجود نہین بلکہ خصوصیت کا قرینہ خود عبارت مین موجود ہے پھر
احادیث صحیحہ بخاری اور مسلم کو اونھون نے اسکے مقابلہ مین ایک نمانا پس معلوم ہوا کہ ظاہریونکا یہ عقیدہ ہے
کہ جیسا قرآن کو داؤد ظاہری سمجھے تھے ویسا پیغمبر بھی نہین سمجھے ورنہ ایک وضو سے کئی نمازین نہ پڑھتے
کیا آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سمجھے ظاہر کو امام برا اور تری اہی یا دیدہ و دانستہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسکا خلاف کیا ہے مسلمان کی تو یہ شان نہین کہ انمین سے کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تجویز کرے
لیکن جو حوصلہ امام داؤد کے مقلدونکا ہے اور کسیکا نہین حالانکہ خدای تعالی فرماتا ہے مَن یُّطِعِ الرَّسُولَ
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ یعنی جسنے اطاعت کی رسول کی اوسنے اطاعت کی اللہ کی انتہی اور دوسری آیت
لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ یعنی تمہارے واسطے رسول اللہ مین طریقہ عمدہ موجود ہے
انتہی اور تیسری آیت قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یعنی کہدو ای پیغمبر اگر تم
اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمکو دوست رکھیگا انتہی پس مولوی محمد حسین لاہوری کا
قول ظاہریونکے حقمین بہت ٹھیک صادق آتا ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو صحیح اور
جرح سے سالم جانکر اوسکے مقابلہ مین قرآن کی آیت پڑھتے ہین بیشک یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہین سمجھے ورنہ حدیث کے مقابلہ مین کبھی قرآن سے اخذ کرین بلکہ دونونکو
باہم موافق کرین جیسے حنفیہ کرتے ہین لیکن چونکہ یہ بات ظاہریہ صاف صاف عوام مین نہین
کہہ سکتے ہین اسلیے وہ ایک ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلتے ہین کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور قطعی
کے مقابلہ مین ظنی پر عمل جائز نہین ہے پس وضو کی آیت اونکے نزدیک عام اور قطعی ہے اور احادیث
ظنی ہین اسلیے اونکے امام داؤد ظاہری نے آیت پر عمل کیا اور صحیح صحیح حدیثین بخاری اور مسلم کی آیت کے
مقابلہ مین ترک کر دین پس ظاہریونکو اپنے گریبان مین منہ ڈالنا چاہیے کہ اونکے امام کیا کہتے ہین
اوسکے بعد دوسرونپر اعتراض کرین پس انصاف کہنا چاہیے کہ یہان فرقہ ظاہریہ کا حدیث پر عمل کہان
چلا گیا اور اس قاعدہ کو کہ حدیث کے مقابلہ مین قرآن کی آیت نہین پڑھنی چاہیے کون اوٹھا کر لے گیا
ان تمام تقریرات سے قرار واقعی واضح ہوگیا کہ آیت اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً پر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اور صحابہ کا عمل تھا مگر حضرات ظاہر یہ ضعیف حدیثوں سے صریح آیت اور حدیث کو باطل کرتے
ہین اور آیت اور حدیث مین تناقض پیدا کرتے ہین خود تو دعوی کرتے ہین کہ آیت اور حدیث کو
مطابق کرنا چاہیے مگر خود کاربند ہو سکے نہین فی الانصاف کرنا چاہیے کہ آیت مین صریح لفظ خُفیہ موجود
ہی اور آمین کا دعا ہونا لغات و کلام عرب پر موقوف ہی کچھ حدیث و قرآن الفاظ کے معنی بتلانے کو
(اس لفظ کے دعا کے معنی ہین یا نہین) موضوع نہین بلکہ وہ اسلیے تعلیم احکام کے وارد ہی قرآن اور
حدیث کچھ لغت نہین کہ معترض صاحب اوسمین آمین کے معنی تلاش کرین آمین کے معنی لغت مین دیکھے
ہوتے کہ دعا کے ہین یا نہین تمام لغت کی کتابون مین آمین کے معنی دعا اور اسم باری تعالی کے موجود
ہین اسلیے عطا تابعی نے بیان کر دیا کہ یہان آمین کے معنی دعا ہین فقط ایک معنی کے حصر کرنے مین اونکی رای
ہو اسکو کوئی اگر تسلیم نکرے اور کہے کہ دوسرے معنی بھی لئے ہین تو کچھ مضایقہ نہین مگر نفس ان معنونکا انکار
کرنا اور حدیث اور قرآن مین کیسے اوسکی سند طلب کرنی چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا کے قبیل سے
ہوگا جیسے قرآن مین تِبۡیَانًا لِّكُلِّ شَیۡءٍ آیا ہی اور اسیطرح جناب باری نے وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ
کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ فرمایا ہی جسکے معنی ہین کہ قرآن مین رطب و یابس ہر شی کا بیان ہی اور مراد اوس سے احکام اجمالی
و تفصیلی ہین یہ معنی نہین کہ آمین اور دیگر الفاظ لغت کے معنی ہین پس جب آمین کے معنی دعا کے لیے جاوینگے
تو یہ آیت صریح اخفا پر دلالت کرتی ہی اور اگر نام خدا کے معنی خدا کے نامون سے مراد ہی تو دوسری آیت وَاذۡكُرۡ رَّبَّكَ
فِیۡ نَفۡسِكَ سے اخفا اسکا لازم ہوگا اگر اس امر کو واسطے وجوب کے نہ لیا جاویگا چنانچہ مذہب جمہور ہی تو ا
ستحبابی لینا ضرور ہی ورنہ آیت بیکار ہو جاویگی اور درصورتیکہ حدیث اور فعل صحابہ بھی اخفای آمین
مین موجود ہی تو اس صورت مین آیت اور حدیث مین زیادہ موافقت ہوگی ورنہ آیت مین اخفا کے
معنی کو خلاف لغت لینا اور حدیث اور فعل صحابہ کو بھی ترک کر دینا لازم آویگا ہماری رای مین حدیث
اور قرآن مین پوری پوری تطبیق جبھی ہوگی کہ آیت بوجہ قطعی الدلالۃ ہونے کے ماول نہو اور جہر کی حدیث
بعض اوقات پر محمول کیجاوے ورنہ جہر آمین لینے مین آیت اور حدیث اور افعال صحابہ کے کوئی وجہ معلوم
نہین ہوتی بجز اسکے کہ تاویل در تاویل کرتے چلے جاویں جیسے کہ معترض صاحب کو مشکل پڑ گئی ہی کہ آیت

اور حدیث کو تخیلات لاطائلہ اور اوہام رکیکہ سے فاسد کرتے چلے جاتے ہین اونکے ذہن مین شاید یہ امر
ہی کہ صحابہؓ اور پیغمبر آیت کو نہین سمجھے جو اونھون نے اخفا کیا یا اخفا کے معنی جہر ہین کسی لغت مین اونھون نے
دیکھ لیے ہین پس امام صاحب پر اعتراض کرنا شارع پر اعتراض ہی کہ خدا نے اخفای دعا کا کیون حکم دیا
اسیطرح پیغمبر اور صحابہؓ پر اعتراض ہی کہ اونھون نے خلاف معترض کیون کیا نعوذ باللہ منہا پس
ایسی لوگونکے واسطے یہ آیت وارد ہی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا
یعنی نہین پہونچتا کسی مسلمان مرد اور عورت کو کہ جب اللہ اور رسول اوسکا کسی امر کا حکم کرے کہ پھر اونکو کچھ
اختیار رہے اپنے کام مین اور جو نافرمانی کرے اللہ اور رسول اوسکے کی پس وہ شخص گمراہ ظاہر ہو گیا انتہی پس
ظاہر ہی کہ اللہ تعالی نے حکم اخفا کا کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ سے بھی یہی منقول ہی
باوجود اسکے ظاہر یہ اپنی رای کے مقابلہ مین نہین سنتے ہین تو بموجب اس آیت کے عاصی ٹہیرے خدا کی بھی نافرمانی کی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نافرمانی ہوئی اور پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جہر کے معنی اسی آیت سے
نسبت کرتے ہین باوجودیکہ اسمین لفظ خُفْيَةً موجود ہی اور جہر اسی آیت سے پیغمبر نے سمجھا تو اوسکے معنی کی
نسبت انھون نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ کی طرف کی خدا سے بھی خوف نکیا کہ اسمین تو موافقت نہین بلکہ برعکس ہوا جاتا ہی فقط
ہر قسم کے راویونکی روایت سے خواہ ضعیف ہون یا قوی ایسے معنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ کی طرف نسبت کرنے دو ہی قول امام
فخر الدین رازی کا صادق آتا ہی کہ راوی کی طرف نسبت سہو کی کرنی آسان ہی اور پیغمبر کی طرف
خلاف شان اونکے نسبت کرنی بہت بعید ہی اور آمین مین تو صریح آیت موجود ہی فقط ضعیف راویونکی
روایت سے آیت کو درہم برہم کر دینا بیجا ہی حالانکہ ہم تو آیت اور حدیث مین برابر تطبیق دیتے ہین آیت کے انکار سے
یہ تطبیق بدرجہا بہتر ہی اور دوسری آیت اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ
وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنی کیا اونکے لیے شریک ہین
کہ اونکے واسطے دین کی وہ راہ نکالی ہی جسکا اللہ نے حکم نہین کیا اور اگر بات فیصلہ کی نہوتی تو فیصلہ کیا جاتا
اونمین بیشک ظلم کرنے والونپر عذاب دردناک ہی انتہی یہ آیت صریح دلیل ہی اسپر جو لوگ خلاف حکم خدا کے

کرتے ہین کہ اللہ نے اوس شی کا حکم نہین دیا بلکہ اونھون نے راویونکو اپنا امام اور پیغمبر سمجھ لیا ہی وہ لوگ مسلمان
نہین مشرک ہین اور ظالم اور بڑے بے انصاف ہین اگر خدا نے فیصلہ دن قیامت کے مقرر نکیا ہوتا تو ابھی ان
لوگونکا فیصلہ ہو جاتا اور عذاب دردناک اونپر آجاتا مگر قیامت کو ہوگا مگر داؤد ظاہری اور مولوی
نذیر حسین صاحب نے تو ایمہ کی نسبت ایسا نہین کہا جیسا کہ حشرات الارض انکے اتباع کرنے والون نے ایمہ دین
تبرا کرنے کو موجب ثواب سمجھا ہی ایسے لوگونکو بہت تبرا تو یہ نصیب ہونی بھی مشکل ہی اماتو پر طعن کرنا خالی نجائیگا
دنیا یا دین مین انشاء اللہ اوسکا مزہ چکھینگے غرض کہ دلیل حنفیہ ہر طور سے قوی معلوم ہوتی ہی چنانچہ تبیین الحقائق
مین لکھا ہی وَلَنَا حَدِیثُ وَائِلٍ اَنَّہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِہَا صَوْتَہُ رَوَاہُ اَحْمَدُ
وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یُخْفِی الْاِمَامُ اَرْبَعًا اَلتَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَۃَ وَاٰمِیْنَ
وَرَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ وَیُرْوٰی مِثْلُ قَوْلِہٖ عَنْ جَمَاعَۃٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ بَعْضُہُمْ یَقُوْلُ اَرْبَعٌ
یُخْفِیْہِنَّ الْاِمَامُ وَبَعْضُہُمْ یَقُوْلُ خَمْسَۃٌ وَبَعْضُہُمْ یَقُوْلُ ثَلٰثَۃٌ وَکُلُّہُمْ یَعُدُّوْنَ
التَّاْمِیْنَ مِنْہَا وَلِاَنَّہٗ دُعَاءٌ فَیَکُوْنُ مَبْنَاہُ عَلَی الْاِخْفَاءِ یعنی ہماری حجت حدیث وائل
کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی اور اخفا کیا اوسکو روایت کیا اسکو امام احمد اور
ابوداود اور دارقطنی نے اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے چار چیزونکو امام اخفا کرے اعوذ باللہ اور بسم اللہ
اور آمین اور ربنا لک الحمد اور مثل اسی قول عمر رض کے صحابہ کی ایک جماعت سے روایت ہی بعضے کہتے ہین کہ چار چیزونکو
امام اخفا کرے اور بعضے کہتے ہین پانچ چیزونکو خفی کرے اور بعضے تین کہتے ہین اور کل اونکی آمین کو
اونمین سے شمار کرتے ہین اور اسلیے کہ آمین دعا ہی پس بنا اوسکی اخفا پر ہوگی انتہی اور حاکم نے اخفا کی
حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہی پس حنفیہ کا قول موافق آیت تو ظاہر ہی اور حدیث صحیح اور فعل صحابہ کے بھی موافق
ہوا پس جہر کی کوئی صورت باقی نرہی مگر واسطے تعلیم کے احیانا صادر ہوا ہو لہذا جسنے حنفیون پر
اعتراض جسنے سوای اپنے امام کے (کہ شاید داؤد ظاہری یا راوی یہان سمجھا ہی) سبکا خلاف کیا خدا کے
خلاف تو صاف صاف وہ شخص ہو گیا اور پیغمبر کی بھی مخالفت ظاہر ہوئی پس اعتراض کسی پر ہوا تھا جناب
کسی پر ... ز طعنت محکم آمد فی اصول ۞ با بدعت شرم از خدا ــــ وز رسول ۞

قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہین کہ امام اعظم کے پاس حدیث کی کتابونکے کئی صندوق تھے اور امام اعظم نے سوای جماعت صحابہ کے تین سو تابعین مشایخ سے سماع حدیث کی کی ہے اور اونکے مسند کی روایت پانسو آدمیون نے اونسے کی ہے اور سبکے سب امام اعظم کے استاذ علم کے چار ہزار آدمی ہین یہ باتین شیخ عبدالحق حنفی دہلوی نے شرح سفر السعادت مین نقل کیا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تو شیخ عبدالحق وغیرہ حنفیہ کی خانہ ساز باتین ہین انکو بجز بعض متعصب امام اعظم کے مقلدونکے کوئی نہین مانتا اور بناوٹی دل سے تراشی ہوئی باتونکو سچا کوئی نہین جانتا الخ **اقول** معترض صاحب سے جب کوئی جواب نہ بنا تو اقوال محققین کو بناوٹی اور دل سے تراشی ہوئی باتین کہدیا اگر اسیکا نام جواب ہے تو ہمکو ایسا جواب بہت آسان ہے جو بات کسیکے مخالف ہوئی جھٹ اوسکو تراشید قرار دیکر جھوٹ کہدیا یہ جواب بھی قابل وجد ہے آجتک کسیکو نہ سوجھا ہوگا خاص حصہ معترض صاحب کا ہے مگر ان باتونسے کیا ہوتا ہے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُنْكِرُوْنَ ؎ خس نسانہ میر دبر روی آب ✤ آب صافی میرود بی اضطراب ✤ اس جوابمین معترض صاحب نے امام صاحب کا دیکھنا صحابہ کو اور روایت کرنی صحابہ سے اور کثیر الحدیث ہونے امام صاحب کا انکار کیا ہے اور دو تین قول ضعیف نقل کیے ہین بعض سے نفی روایت اور بعض سے نفی رویت اور بعض سے قلت حدیث پائی جاتی ہے اب ہر ایک کو ہم بالترتیب ثابت کرتے ہین ملا علی قاری نخبۃ الفکر کی شرح الشرح مین لکھتے ہین قَالَ الْعِرَاقِيُّ وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْاَكْثَرِيْنَ وَقَدْ اَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّحَابِيِّ وَالتَّابِعِيِّ بِقَوْلِهٖ طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِيْ وَلِمَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ فَاكْتَفٰى بِمُجَرَّدِ الرُّؤْيَةِ قُلْتُ وَبِهٖ يَنْدَرِجُ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ فِيْ سِلْكِ التَّابِعِيْنَ فَاِنَّهٗ قَدْ رَاٰى اَنَسًا وَغَيْرَهٗ مِنَ الصَّحَابَةِ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ الْجَزَرِيُّ فِيْ اَسْمَاءِ رِجَالِ الْقُرَّاءِ وَالتُّوْرِبِشْتِيُّ فِيْ تُحْفَةِ الْمُسْتَرْشِدِ وَصَاحِبُ كَشْفِ الْكَشَّافِ فِيْ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَصَاحِبُ مِرْاٰةِ الْجِنَانِ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْمُتَبَحِّرِيْنَ فَمَنْ نَفٰى اَنَّهٗ تَابِعِيٌّ فَاِنَّمَا مِنَ التَّتَبُّعِ الْقَاصِرِ اَوِ التَّعَصُّبِ الْفَاتِرِ انتہی یعنی کہا عراقی نے کہ آپ (یعنی ابن حجر رح نے جو تعریف تابعی کی بیان کی ہے کہ تابعی وہ ہے جسنے صحابی کو دیکھا ہو یہی مذہب مختار ہے)

عمل اکثر ونکا ہی اور تحقیق اشارہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف صحابی اور تابعی کے ساتھ قول اپنے کے کہ
خوشخبری ہو اوس شخص کو کہ دیکھا اوسنے مجکو اور اوس شخص کو کہ دیکھا اوسنے اوسکو جسنے مجکو دیکھا ہی کہ پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دیکھنے پر اکتفا کی مین کہتا ہون کہ اس تعریف سے امام اعظم رح سلسلہ تابعین
مین داخل ہین اسلیے کہ اونھون نے انس رض اور سوا اونکے اور صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر کیا اسکو شیخ جزری نے
اسمای رجال قرأ مین اور توریشتی نے تحفۃ المسترشدین مین اور صاحب کشف الکشاف نے سورۂ مومنین مین اور
صاحب مرآۃ الجنان وغیرہم نے علمای متبحر سے پس جس شخص نے امام صاحب کے تابعی ہونیکی نفی کی یا بوجہ
قصور تلاش کے یا بوجہ تعصب شدید کے ہی انتہی اور ابن جوزی نے علل متناہیہ مین لکھا ہی اَبُو حَنِیفَۃَ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ
اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ وَاِنَّمَا رَاٰی اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ بِعَیْنِہٖ یعنی امام صاحب نے نہین سماعت کی کسی صحابی رض سے
بلکہ انس رض کو دیکھا ہی انتہی اور جلال الدین سیوطی تبییض الصحیفہ مین لکھتے ہین کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
امام صاحب کی روایت اور تابعیت سے سوال کیے گئے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رح نے ایک جماعت صحابہ کا زمانہ پایا اسلیے کہ
کوفہ مین ولادت اونکی سن اسی ہجری مین ہوئی ہی اور وہان عبد اللہ بن ابی اوفی تھے کیونکہ وفات اونکی بعد
اس سن کے ہی اور اوسوقت بصرہ مین انس بن مالک تھے کیونکہ وفات اونکی سن نوے مین یا بعد اسکے ہی اور ابن سعد نے
ایسی سند سے جسمین کوئی جرح نہین روایت کی ہی کہ امام صاحب نے انس رض کو دیکھا ہی اور سوا ان کے اور
صحابہ چند شہرون مین زندہ تھے انتہی مختصرا اور اقامۃ الحجہ مین لکھا ہی کہ ان علمای ثقہ دارقطنی اور ابن سعد اور
خطیب و ذہبی اور ابن حجر اور ولی عراقی اور سیوطی اور علی قاری اور اکرم سندی اور ابو معشر اور حمزہ اور یافعی
اور جزری و توریشتی و ابن جوزی اور سراج صاحب کشف الکشاف نے امام صاحب کے تابعی ہونے پر تصریح کر دی
ہی اور جنہون نے انکار کیا ہی وہ نہین سے اونکو صحابہ سے روایت کرنیکا انکار ہی اور دوسری جماعت محدثین اور مورخین
نے بھی اسکی تصریح کی ہی اور ہمنے عبارتین اونکی بوجہ طول کلام کے ترک کر دین اور جو کچھ ہمنے نقل کیا ہی بعینہ
ان کتابون سے نقل کیا ہی مجرد اعتماد نقل دوسرے کے نہین کیا اور جو شخص ان کتابون مذکور کو دیکھیگا ہماری نقل کی
تصدیق ہو جائیگی لیکن اقوال فقہا ہمارے اس باب مین پس وہ بیشمار ہین اور جسنے مورخین مین سے امام صاحب
کی تابعیت کا انکار کیا ہی وہ شخص اعتماد اور قوت حفظ اور وسعت نظر مین ان مثبتین تابعیت کے مرتبہ کو

نہیں ہونچتا پس اوسکے قول کا اعتبار نہیں ہے کہ وہ انکے قول کا معارض ہو جاے اور یہ ہی شیخ الاسلام کہ
مخلوق کے نزدیک نقل اونکی معتبر ہے اگر کسی نے امام صاحب کے تابعی ہونیکی تصریح کر دیتے تو بیشک اونکا قول
نفی کرنیوالوں کے قول کی رد میں کافی تھا ہم بتلا چکے ہیں جبکہ موافق اونکے امام الحفاظ ابن حجر اور سوا ثقات کے ملا علی قاری
اور خاتم الحفاظ سیوطی اور معتمد مورخین کے یافعی وغیرہم ہو گئے ہوں اور سبقت کی ہو طرف اسکے خطیب اور
دارقطنی نے اور تو جانتا ہی خطیب اور دارقطنی کون ہیں بڑے امام اور معتمد اور مستند ہیں اور سوا انکے جیسے
پس اب منکر کیواسطے کوئی امر باقی نہیں ہوا سکے کہ ان ثقات کی تکذیب کریں اگر یہ مراد اوس سے واقع ہو تو لوٹ
ساتھ کلام نہیں یا اقوال ادنی کو اعلی پر مقدم کرے پس اگر یہ کرے تو ترجیح مرجوح لازم آجائیگی اور اسکا
علمای منصف سے بعد ملاحظہ ان تصریحات کے یہ ہے کہ اونکا انکار باقی نہ رہیگا انتہی اور ثبوت روایت امام صاحب
صحابہ سے یہ ہے کہ ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری شافعی نے اپنے رسالہ میں دربارہ روایت امام صاحب لکھتے ہیں قال
الامام ابو حنیفة لقیت من اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم وهم انس بن مالك وعبد الله
ابن انیس وعبد الله بن جزء الزبیدی وجابر بن عبد الله ومعقل بن یسار وواثلة بن
الاسقع وعائشة بنت عجرد رضی الله عنهم ثم روی عن انس ثلثة احادیث وعن ابن جزء
حدیثا وعن واثلة حدیثین وعن جابر حدیثا وعن عبد الله بن انیس حدیثا وعن عائشة
بنت عجرد حدیثا یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ ملا میں صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ انس
ابن مالک اور عبد اللہ بن انیس اور عبد اللہ بن جزء زبیدی اور جابر بن عبد اللہ اور معقل بن یسار اور
واثلہ بن اسقع اور عائشہ بنت عجرد ہیں پھر روایت کی امام ابو حنیفہ رحمہ نے تین حدیثیں انس رض سے اور ایک
حدیث ابن جزء سے اور دو حدیثیں واثلہ رض سے اور ایک حدیث جابر رض سے اور ایک عبد اللہ بن انیس رض سے
اور ایک حدیث عائشہ بنت عجرد رض سے انتہی اور طبقات حنفیہ میں ملا علی قاری لکھتے ہیں قد ثبت رؤیته
لبعض الصحابة واختلف فی روایته عنهم والمعتمد ثبوتها کما بینته فی سند الامام ثم
مسند الامام حال اسناده الی بعض الصحابة الکرام فهو من التابعین الاعلام کما
صرح به العلماء الاعیان داخل تحت قوله والذین اتبعوهم باحسان فی عموم

عَلَيْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ یعنی تحقیق ثابت ہونا تابعی ہونا
امام صاحب کا بعض صحابہ کو اور اختلاف کیا گیا ہی روایت کرنے مین امام صاحب کے صحابہ سے اور اعتماد کیا گیا ہی
ثبوت روایت کا چنانچہ بیان کیا مینے اسکو مسند الانام شرح مسند الامام مین تحقیق اسناد اونکی کے طرف بعض
صحابہ کرام کے پس امام صاحب تابعین کبار سے ہین جیسا کہ بڑے بڑے علما نے تصریح کی آیت فی وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ
کے تحت مین اور عمومیت قول علیہ السلام خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ مین تصریح کر دی ہی روایت
کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے انتہی اور مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب صاحب غفار الحی کے جواب مین
لکھتے ہین وَاَمَّا رَابِعًا فَهُوَ اَنَّ عِبَارَتَهُ هٰذِهٖ تُوْهِمُ اَنَّ الْحَنَفِيَّةَ مُقْتَصِرُوْنَ عَلٰى اِثْبَاتِ الْمُعَاصَرَةِ
وَلَيْسَ كَذٰلِكَ فَاِنَّ اَكْثَرَهُمْ بَلْ كُلَّهُمْ ذَهَبُوْا اِلٰى رُؤْيَةِ الصَّحَابَةِ وَاِنَّمَا اخْتَلَفُوْا فِیْ رِوَايَتِهٖ عَنِ الصَّحَابَةِ
فَجَمْعٌ مِّنْهُمْ نَفَوْهَا كَجَمْعٍ مِّنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَجَمْعٌ مِّنْهُمْ اَثْبَتُوْهَا وَقَالُوْا هُوَ الْمَذْهَبُ الْمَتِيْنُ وَ
لَقَدِ اقْشَعَرَّ جِلْدِیْ وَتَوَحَّشَ فُؤَادِیْ حِيْنَ رَاَيْتُ عِبَارَةَ الْاَبْجَدِ وَحَكَمْتُ فَهْمًا
اَنَّهَا تُجَاوِزُ عَنِ الْحَدِّ وَهُوَ الَّذِیْ اَزْعَجَنِیْ اِلٰى جَمْعِ نُبَذٍ مِّنْ مُّسَامَحَاتِهٖ فِیْ تَصَانِيْفِهٖ لِئَلَّا
يَغْتَرَّ بِهَا الْجَاهِلُوْنَ بِاَمْثَالِ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ فِیْ تَاْلِيْفَاتِهٖ وَاللّٰهُ اَسْاَلُ اَنْ يُّجَنِّبَنِیْ وَيُجَنِّبَهٗ
مِنْ اَمْثَالِ هٰذِهِ الْمُغَالَطَاتِ یعنی چوتھا اعتراض یہ ہی کہ یہ عبارت اونکی موہم ہی کہ فقط حنفیہ امام صاحب کا
ہمعصر صحابہ ہونا ثابت کرتے ہین حالانکہ ایسا نہین ہی پس تحقیق اکثر اونکے بلکہ کل اونکے رویت صحابہ کے
قائل ہین اور جز این نیست کہ اختلاف اونھون نے امام صاحب کی روایت مین کیا ہی پس ایک جماعت نے
اونمین سے نفی روایت کی ہی مثل ایک جماعت کے محدثین سے اور ایک جماعت نے اونمین سے روایت کو ثابت
کیا ہی اور کہا ہی کہ یہی مذہب قوی ہی اور تحقیق کانپ اوٹھا بدن میرا اور ڈر گیا دل میرا جبکہ عبارت ابجد العلوم
تصنیف نواب صاحب بھوپال کی مینے دیکھی اور جسنے اوسکو سمجھا کہا یہ عبارت حد سے تجاوز کر گئی
ہی اور اسی نے مجھکو برانگیختہ کیا جمع کرنے مسامحات اونکی پر تصانیف اپنی مین تاکہ دھوکے مین نہ آجاوین
بے علم اسطور کے کلمات سے جو اونکی تالیفات مین ہین اور اللہ تعالی سے مین سوال کرتا ہون کہ مجھکو
اور اونکو اس قسم کے مغالطات سے بچاوے انتہی اقوٰل روایات امام صاحب کی جو صحابہ سے ہین

مع اسناد و تقریر سیوطی کی نقل کیجاتی ہیں تبییض الصحیفہ میں جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں قال ابو معشر فی
جزئہ انا ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن منصور الفقیہ الواعظ ثنی ابو ابراہیم احمد
ابن حسین القاضی انبانا ابو بکر محمد بن حمدان الصفی ثنی ابو سعید اسمعیل بن علی
السمان ثنی ابو الحسین احمد بن محمد بن محمود البزاد ثنی ابو سعید الحسین بن محمد بن
المبارک ثنی ابو العباس احمد بن محمد بن الصلت بن المغلس الحمانی ثنی بشر بن الولید
الفانی عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ سمعت انس بن مالک رضی اللہ عنہ یقول سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم وبہ عن انس
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الدال علی الخیر کفاعلہ وبہ عن انس سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ یحب اغاثۃ اللہفان یعنی امام ابو حنیفہ سے روایت
ہو کہ سنا میں نے انس رض سے کہتے تھے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے طلب کرنا علم کا ہر مسلمان پر فرض ہے
اور امام ابو حنیفہ انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے بتلانے والا
خیر کا مانند کرنیوالے خیر کے ہی اور امام ابو حنیفہ انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرماتے تھے تحقیق اللہ تعالی فریاد رسی تملین کی دوست رکھتا ہی اقول احمد بن مغلس مجروح والحدیث
الاول متنہ مشہور وقد قال الشیخ محی الدین النووی فی فتاواہ ہو حدیث ضعیف
وان کان المعنی صحیحا وقال الحافظ جمال الدین المزی روی من طرق تبلغ رتبۃ الحسن
قلت وعندی انہ یبلغ رتبۃ الصحیح لانی وقفت لہ علی نحو خمسین طریقا وقد جمعتہا فی جزء
والحدیث الثانی متنہ صحیح ورد من روایۃ جمع من الصحابۃ واصلہ فی صحیح مسلم من حدیث
ابن مسعود رضی اللہ عنہ بلفظ من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ والحدیث الثالث
متنہ صحیح ورد من روایۃ جمع من الصحابۃ وصححہ ضیاء المقدسی فی المختارۃ من حدیث
بریدۃ یعنی کہتا ہوں میں احمد بن مغلس جرح کیا گیا ہی اور پہلی حدیث متن اوسکا مشہور ہی اور کہا شیخ محی الدین
نووی نے فتاوی اپنے میں کہ حدیث ضعیف ہی اگرچہ معنی اوسکے صحیح ہیں اور کہا حافظ جمال الدین مزی نے

روایت کی گئی ہی اتنے طریقون سے کہ پہونچ جاتے ہین رتبہ حسن کو کہا مینے اور میرے نزدیک حدیث تو صحیح کو
پہونچتی ہی اسلیے کہ مین اسکے پچاس طریقون سے واقف ہو گیا ہون اور مینے علحدہ ایک جز مین جمع کیا ہی اور دوسری حدیث
متن اوسکا صحیح ہی وارد ہوئی ہی روایت ایک جماعت کے صحابہ مین سے اور اصل اوسکی صحیح مسلم مین حدیث ابن مسعود رض سے
بایں الفاظ من دلّ علی خیرٍ فله مثل اجر فاعله کے وارد ہی اور تیسری حدیث متن اوسکا صحیح ہی وارد ہوئی ہی
بروایت ایک جماعت صحابہ کے اور صحیح کہا اوسکو ضیاء مقدسی نے مختارہ مین حدیث بریدہ رض سے ثم قال ابو معشر
انا ابو عبد الله ثنی ابو ابراهيم ثنی ابو بكر الحنفی ثنی ابو سعيد الحسين بن احمد ثنی
علی بن احمد الحسينی النعی البصری ثنی احمد بن عبد الله بن حرام ثنی المظفر بن سهل
ابن موسى بن عيسى بن المنذر الحمصی ثنی ابی ثنی اسمعيل بن عياض عن ابی حنيفة
عن واثلة بن الاسقع رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال دع
ما يريبك الى ما لا يريبك وبه عن واثلة عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال لا تظهر
الشماتة باخيك فيعافيه الله ويبتليك یعنی پھر ابو معشر نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی
وہ واثلہ بن الاسقع صحابی سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کر اوس چیز کو
جو شک مین لاے تجکو طرف اوس چیز کے جو نہ شک مین ڈالے تجکو اور امام ابو حنیفہ رح واثلہ رض سے روایت کرتے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت ظاہر کر تو خوشی کو ساتھ مبتلا ہونے بھائی اپنے کے پس اللہ اوسکو عافیت
دیگا اور تجکو مبتلا کریگا اقول الحديث الاول متنه صحيح وورد من رواية جمع من الصحابة
وقد صححه الترمذی وابن حبان والحاكم والضياء من حديث الحسن بن علی بن
ابی طالب رضی الله عنهما والحديث الثانی اخرجه الترمذی من وجه اخر عن واثلة
وحسنه وله شاهد من حديث ابن عباس رض یعنی مین کہتا ہون کہ حدیث پہلی متن اوسکا
صحیح ہی وارد ہوئی روایت ایک جماعت صحابہ سے اور تحقیق صحیح کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن حبان اور
حاکم اور ضیا نے طریق حدیث حسن بن علی رض سے اور دوسری حدیث بیان کیا اوسکو ترمذی نے دوسرے طریق سے
روایت واثلہ رض اور حسن کہا اوسکو اور واسطے اوسکے شاہد حدیث ابن عباس رض سے بھی ہی ثم قال

أبو معشر أنا عبد الله ثني أبو إبراهيم ثني أبو بكر الحنفي ثني أبو سعيد السمان ثنا أبو علي الحسين بن علي بن محمد بن إسحق اليمني ثني أبو حسين علي بن ماموية الأسوادي ثني أبو داود الطيالسي عن أبي حنيفة قال ولدت سنة ثمانين وقدم عبد الله بن أنيس الكوفة سنة أربع وتسعين ورأيته وسمعت منه وأنا ابن أربع عشرة سنة سمعته يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حبك الشيء يعمي ويصم يعني پھر ابو معشر نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی کہ فرمایا انھوں نے کہ پیدا ہوا میں سن اسی میں اور آئے عبد اللہ بن انیس کوفہ میں سن چورانوے ہجری میں اور دیکھا میں نے انکو اور سنا میں نے انسے اور میں اوسوقت چودہ برس کا تھا سنا میں نے انکو کہتے تھے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت رکھنا تیرا کسی شیٔ سے اندھا اور بہرا کر دیتا ہے هذا الحديث رواه أبو داود في سننه من حديث أبي الدرداء والإشكال ههنا أنه يقال إن عبد الله بن أنيس الجهني الصحابي المشهور مات سنة أربع وخمسين وذلك قبل مولد أبي حنيفة بدهر والجواب أن الصحابة المسلمين عبد الله بن أنيس خمسة فلعل الذي روى عنه الإمام أبو حنيفة واحد آخر منهم غير الجهني المشهور یعنی اس حدیث کو ابو داود نے سنن اپنی میں ابو درداء کی حدیث سے روایت کیا ہے اور دشوار اسمیں یہ ہے کہ کہا جاتا ہے عبد اللہ بن انیس جہنی صحابی مشہور کا انتقال سن چون میں ہوا ہے اور یہ ایک زمانہ قبل ولادت امام ابو حنیفہ کے ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ صحابہ مسلمان عبد اللہ بن انیس پانچ ہیں پس شاید کہ جنسے امام ابو حنیفہؒ نے روایت کی ہے کوئی اور صحابی اونمین سے سوائے جہنی مشہور کے ہوں قال أبو معشر أنا عبد الله ثني أبو إبراهيم أنا أبو بكر الحنفي ثني أبو سعيد بن السمان ثني أبو علي الحسن بن علي بن عبد الله المشتقي ثني أبو الحسن علي بن عياث القاضي البغدادي ثني محمد بن موسى ثني ابن عباس الجلودي عن السمان يحيى بن القاسم عن أبي حنيفة سمعت عبد الله بن أبي أوفى يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من بنى لله مسجدا ولو كمفحص قطاة بنى الله له بيتا في الجنة یعنی امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ سنا میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہتے تھے سنا میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو شخص واسطے اللہ کے مسجد بناوے اگرچہ مثل آشیانہ قطاۃ کے
ہو بناویگا اللہ واسطے اوسکے مکان جنت مین اقول ہذا الحدیث صحیح بل متواتر یعنی مین کہتا ہون
کہ یہ حدیث صحیح ہی بلکہ متواتر ہی وبہ الی ابی سعید السمان ثنی ابو محمد عبد اللہ بن
کثیر الرازی ثنی عبد الرحمن بن ابی حاتم نا الرازی ثنی عیاش بن محمد نا الدوری
ثنی یحیی بن معین عن ابی حنیفۃ انہ سمع عن عائشۃ بنت عجرۃ رضی اللہ عنہا
تقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جند اللہ فی الارض الجراد لا اکلہ
ولا احرمہ یعنی امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہی کہ سنا اونھون نے عائشہ بنت عجرہ سے کہتی تھین فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر لشکر اللہ کا زمین مین ٹڈی کا ہی نہ مین اوسکو کھاتا ہون اور نہ
اوسکو حرام کرتا ہون اقول ہذا الحدیث متنہ صحیح اخرجہ ابو داود من حدیث سلمان
وصححہ الضیاء فی المختارۃ یعنی کہتا ہون مین کہ یہ حدیث متن اسکا صحیح ہی ذکر کیا اسکو ابو داود نے
حدیث سلمان رض سے اور صحیح کہا اسکو ضیا نے مختارہ مین قال ابن النجار انا القاضی ابو الحسین
عبد الرحمن احمد عن ابی عبد اللہ البلخی ثنی ابو الفضل بن حرون قال قرأت علی
القاضی ابی سعید عبد الملک بن عبد الرحمن بن محمد نا الواجی ثنی ابی ثنی محمد بن
عبد اللہ انا ابو محمد نا الحسن بن علی نا الدمشقی ثنی الحسن بن عباس نا القاضی
البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی الجلودی محمد بن عباس عن الیمامی یحیی بن
القاسم عن ابی حنیفۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال جاء رجل من
الانصار الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ یا رسول اللہ ما رزقت ولدا قط
قال فاین انت عن کثرۃ الاستغفار والصدقۃ یرزق اللہ بہا الولد قال فکان
الرجل یکثر الصدقۃ ویکثر الاستغفار فولد لہ سبعۃ من الذکور یعنی امام ابو حنیفہ
جابر رض سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے ایک شخص انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے کبھی اولاد نہیں ہوئی فرمایا تو کثرت استغفار

اور صدقہ کیون نہین کرتا اللہ تعالی اوسکی وجہ سے اولاد عنایت کریگا کما جابر رضی نے پس وہ شخص صدقہ بہت
دیا کرتا اور استغفار بہت کیا کرتا پس اوسکے سات لڑکے پیدا ہوے انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ اتنے بڑے
محقق نے ان احادیث کا پتا او نشان بتلا دیا اور خوب تحقیق منصفانہ کردی پس ابن جوزی وغیرہ
ظواہر کے موضوع کہنے سے کیا ہوتا ہی ع باطل است انچہ مدعی گوید + بلکہ اسمین خود محدثین ہی اونکا
اعتبار نہین کرتے اونھون نے تو بعض حدیثین بخاری کی بھی تسلیم نہین کی ہین البتہ بعض نے ان احادیث
کو ضعیف کہا ہی سو اوسکی تحقیق جلال الدین سیوطی نے بیان کردی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ احادیث
اکثر صحیح ہین پھر جو شخص متہم ہو اوسکی بھی روایت جب ثقہ کے مطابق ہو مقبول ہوتی ہی اور ان احادیث
مین تو کوئی ایسا راوی نہین جو موضوع حدیثین روایت کرتا ہو سو انکار کرنا محض تعصب اور حسد ہی
اور نہایت بدہی ع شیشۂ بغض و حسد کو سنگ سے انصاف کے + توڑ دے اور اہل دینو کی دل سے چھوڑ دے
اور ملا علی قاری وغیرہ کے اقوال سے بھی اول ہی واضح ہوچکا ہی کہ قوت ثبوت روایت کو ہی پس اگر
بعض نے اوسکی صحت کا انکار کیا اور اکثر نے ثبوت روایت کا اقرار کیا تو ثبوت کو بہر نہج ترجیح ہوئی باقی
رہا امام صاحب کی قلت حدیث کا جواب سو وہ بھی سن لیجیے کہ کم روایت کرنا حدیث کا اس امر کو مقتضی
نہین کہ حدیث اونکو آتی نہین تھی ایسا قول وہ شخص کہیگا جو تعصب کا پتلا ہو ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ + اور چار ہزار مشایخ امام صاحب کے شیخ عبد الحق دہلوی نے اپنی طرف سے نہین بیان کیے
بلکہ محدثین شافعیہ بھی اسکو ذکر کر گئے ہین اگر معترض صاحب کتابین محققین کی دیکھتے تو ایسے پاک لوگون پر اتہام
نکرتے یہ شیوہ تو حضرات ظاہریہ کا ہی کہ اپنی طرف سے دھوکا دینے کو عبارت بدل دیتے ہین ابن حجر مکی شافعی
خیرات الحسان مین لکھتے ہین وَاَنَّہٗ اَخَذَ عَنْ اَرْبَعَۃِ اٰلَافِ شَیْخٍ مِّنْ اَئِمَّۃِ التَّابِعِیْنَ وَغَیْرِھِمْ
وَمِنْ ثَمَّ ذَکَرَہُ الذَّھَبِیُّ وَغَیْرُہٗ فِیْ طَبَقَاتِ الْحُفَّاظِ مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَمَنْ زَعَمَ قِلَّۃَ اِعْتِنَائِہٖ
بِالْحَدِیْثِ فَھُوَ اِمَّا لِتَسَاھُلِہٖ اَوْ حَسَدِہٖ اِذْ کَیْفَ یَتَاَتّٰی لِمَنْ ھُوَ کَذٰلِکَ اسْتِنْبَاطُ
مِثْلِ مَا اسْتَنْبَطُوْا مِنَ الْمَسَائِلِ الَّتِیْ لَا تُحْصٰی کَثْرَتُہٗ مَعَ اَنَّہٗ اَوَّلُ مَنِ اسْتَنْبَطَ مِنَ الْاَدِلَّۃِ
عَلَی الْوَجْہِ الْمَخْصُوْصِ الْمَعْرُوْفِ فِیْ اَصْحَابِہٖ عَنْہُ وَلِاَجْلِ اشْتِغَالِہٖ بِھٰذَا الْاَھَمِّ لَمْ یَظْھَرْ حَدِیْثُہٗ

فِي الخارج كما ان ابا بكر و عمر رضي الله عنهما لما اشتغلا بمصالح المسلمين العامة لم يظهر عنهما من رواية الحديث مثل ما ظهر عمن دونهما حتى صغار الصحابة رضي الله عنهم وكذلك مالك والشافعي لم يظهر عنهما مثل ما ظهر عمن تفرغ للرواية كابي زرعة و ابن معين لاشتغالهما بذلك الاستنباط على ان كثرة الرواية بدون الدراية ليس فيه كثير مدح بل عقد له ابن عبد البر بابا في ذمه ثم قال الذي عليه فقهاء جماعة المسلمين وعلماؤهم ذم الاكثار من الحديث بدون تفقه ولا تدبر

یعنی بیان ہو چکی یہ بات کہ امام ابو حنیفہ رح نے چار ہزار مشایخ ائمہ تابعین و غیرہم سے حدیث اخذ کی ہے اور اسی وجہ سے ذہبی وغیرہ نے اونکو حافظوں حدیث کے طبقہ میں ذکر کیا ہے اور جو شخص گمان کرتا ہے قلت حدیث کا پس یا تو بوجہ مساہلہ کرنے اوسکے کے اہل حدیث سے یا بوجہ حسد اوسکے کے ہے اسلیے کہ جس شخص کو چند حدیثیں حاصل ہونگی اوس سے کیونکر ایسا استنباط مسائل بیشمار کا ہو سکتا ہے باوجودیکہ امام ابو حنیفہ اول اون لوگونکے ہیں جنہونے اوسکے بطور خاص جو حنفیہ میں امام ابو حنیفہ رح سے مشہور ہیں استنباط کیا ہے اور اسی امر مہم کی وجہ سے حدیث امام ابو حنیفہ رح کی خارج میں ظاہر نہوئی جیسے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بسبب مشغول ہونے انکے مصالح عام مسلمانونکے روایت حدیث اونسے ایسی ظاہر نہیں ہوئی جیسے سوا اونکے اور صحابہ حتی کہ صغار صحابہ سے ظاہر ہوئی اسیطرح امام مالک اور امام شافعی رح سے اسقدر روایت ظاہر نہیں ہوئی جسقدر اون لوگون سے ظاہر ہوئی جو اوسکے واسطے فارغ ہو گئے تھے جیسے ابو زرعہ اور یحیی بن معین بسبب مشغول ہونے امام مالک اور امام شافعی رح کے ساتھ اسی استنباط کے علاوہ اسکے کثرت روایت کے بدون سمجھنے کے تو کہ اوسمیں کچھ زیادہ تعریف نہیں بلکہ ابن عبد البر نے اسکی مذمت میں ایک باب باندھا ہے پھر کہا ہے کہ جسپر فقہا جماعت مسلمانونکے اور علما اونکے ہیں مذمت کثیر بیان کرنی حدیث کی ہے بدون فقاہت اور فکر کرنیکے انتہی اب امام صاحب کے چند مشایخ جنسے امام صاحب نے حدیث کی روایت کی ہے اور چند شاگرد جنہوں نے امام صاحب سے حدیث روایت کی ہے لکھے جاتے ہیں تبییض الصحیفہ میں ہے کہ روایت کی امام ابو حنیفہ رح نے ابراہیم بن محمد بن المنتشر اور اسمعیل بن عبد الملک بن ابی الصغیر اور جبلہ

حیکیم اور ابو ہند الحارث بن عبد الرحمن الہمدانی اور حسن بن عبد اللہ الحکم بن عتیبہ اور حماد بن
ابی سلیمان اور خالد بن علقمہ اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن اور زبید الیامی اور زیاد بن علاقہ اور سعید بن
مسروق الثوری اور سلمہ بن کہیل اور سماک بن حرب اور ابو روبہ شداد بن عبد الرحمن القشیری اور شیبان
ابن عبد الرحمن النحوی اور طاؤس بن کیسان اور طریف بن سفیان السعدی اور ابو سفیان طلحہ بن
نافع اور عاصم بن کلیب اور عامر السبعی اور عبد اللہ بن ابی حبیبہ اور عبد اللہ بن دینار اور عبد الرحمن بن
ہرمز الاعرج اور عبد العزیز بن رفیع اور عبد الکریم بن ابی امیۃ البصری اور عبد الملک بن عمیر اور عدی بن
ثابت الانصاری اور عطا بن ابی رباح اور عطا بن السائب اور عطیہ بن سعد العوفی اور عکرمہ مولے
ابن عباس اور علقمہ بن مرثد علی بن اقمر اور علی بن الحسن الزراد اور عمر بن دینار اور عون بن عبید اللہ
ابن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود اور قابوس بن ابی ظبیان اور قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود
اور قتادہ بن دعامہ اور قیس بن مسلم الجدلی اور محارب بن دثار اور محمد بن زبیر حنظلی اور محمد بن السائب
الکلبی اور ابو جعفر محمد بن علی بن ابی طالب اور محمد بن قیس الہمدانی اور محمد بن مسلم بن شہاب الزہری اور
محمد بن المنکدر اور مخول بن راشد اور مسلم البطین اور مسلم الملائی اور معن بن عبد الرحمن بن مقسم اور منصور
ابن المعتمر اور موسیٰ بن ابی عائشہ اور ناصح بن عبد اللہ المحلی اور نافع مولی ابن عمر اور ہشام بن عروہ
اور ابو غنا الہیثم بن حبیب الصیرفی اور ولید بن سریع المخزومی اور یحییٰ بن سعید الانصاری اور ابو محمد یحییٰ بن
عبد اللہ الکندی اور یحییٰ بن عبد اللہ الجابر اور یزید بن صہیب الفقیر اور یزید بن عبد الرحمن الکوفی
اور یونس بن عبد اللہ بن ابی الجہیم اور ابو جناب الکلبی اور ابو حصین الاسدی اور ابو زبیر المکی اور ابو السوداء
اور ابو عون الثقفی الجہنی اور ابو شعبہ مولی ابن عباس اور ابو الغفور العبدی سے اور روایت کی امام ابو حنیفہ
سے ابراہیم بن طہمان اور ابیض بن اغر بن صباح المنقری اور اسباط بن محمد القرشی اور اسحق بن ابی یوسف
اور اسود بن عمرو النخلی اور اسمٰعیل بن یحییٰ الصوفی اور ایوب بن ہانی الجعفی اور اسد بن زید النیسا پوری
اور جعفر بن عون اور حارث بن ہانی اور حبان بن علی الغزی اور حسن بن زیاد اللولوی اور حسین بن
فرات القزاز اور حسین بن حسن بن عطیہ العوفی اور جعفر بن عبد الرحمن البلخی القاضی اور حکام

ابن مسلم الرازی اور ابو مطیع الحکم بن عبداللہ البلخی اور حماد بن الامام اعظم ابی حنیفہ رح اور حمزہ بن حبیب الزیات
اور خارجہ بن مصعب الضبعی اور داؤد بن نصیر الطائی اور زفر بن ہذیل التمیمی اور زیاد بن حباب العکلی اور
سابق الرقی اور سعید بن الصلت قاضی شیراز اور سعید بن ابی الجہم العالوی اور سعید بن سلام بن
ابی الہیفاء البصری اور سلم بن سالم البلخی اور سلمان بن عمرو النخعی اور سہل بن مزاحم اور شعیب بن اسحق
الدمشقی اور صباح بن محارب اور صلت بن الحجاج الکوفی اور ابو عاصم الضحاک بن مخلد اور عامر بن
الفرات النسوی اور عابد بن حبیب بن عباد العوام اور عبداللہ بن المبارک اور عبداللہ بن یزید المقری
اور عبدالحمید بن عبدالرحمن الحمانی اور عبدالرزاق بن ہمام اور عبدالعزیز بن خالد الترمذی اور عبدالکریم
ابن محمد الجرجانی اور عبدالحمید بن ہلال الحنفی اور عبدالعزیز بن ابی داؤد اور عبدالوارث بن سعید اور عبداللہ
ابن الزبیر القرشی اور عبیداللہ بن عمرو الرقی اور عبیداللہ بن موسی اور عتاب بن محمد بن شوذب اور
علی بن ظبیان الکوفی القاضی اور علی بن عاصم الواسطی اور عمرو بن محمد العنقزی اور ابو قطن عمرو بن الہیثم
القطعی اور فضل بن دکین اور فضل بن موسی الشیبانی اور قاسم بن الحکم العرنی اور قاسم بن معن المسعودی
اور قیس بن الربیع اور محمد بن ابان العنبری اور محمد بن بشر العبدی اور محمد بن الحسن الشیبانی اور محمد بن
خالد الوہبی اور محمد بن یزید الواسطی اور مروان بن سالم اور مصعب بن المقدام اور معافی بن عمران الموصلی
اور مکی بن ابراہیم البلخی اور ابو سہل نصر بن عبدالکریم البلخی المعروف بالصیقل اور نصر بن عبدالملک
العتکی اور ابو غالب النضر بن عبداللہ الازدی اور نضر بن محمد المروزی اور نعمان بن عبدالسلام الاصبہانی
اور نوح بن دراج القاضی اور ابو عصمہ نوح بن مریم اور ہشیم بن سفیان اور ہوذہ بن خلیفہ اور ہیاج بن
بسطام البرجمی اور وکیع بن الجراح اور یحیی بن ایوب المغربی اور یحیی بن نصر بن الحاجب اور یحیی بن یمان
اور یزید بن زریع اور یزید بن ہارون اور یونس بن بکر الشیبانی اور ابو اسحق الفزاری اور ابو یحیی البکری اور ابو
سعد الصاغانی اور ابو شہاب الحناطی اور ابو مقاتل السمرقندی اور قاضی ابو یوسف نے انتہی اب غور کرنا چاہیے
جس شخص کے اسقدر استاذ اور شاگرد حدیث کے ہوں اگر بالفرض چار ہزار سے قطع نظر کیجاوے تو بھی کیا تھوڑے ہیں
کیا اُسنے کل سترہ حدیثوں کی روایت کی ہے کوئی اندھا بھی ایسی بات زبان سے نہیں نکالیگا ہاں البتہ جسکو

امام صاحب سے بغض ہووہ جو چاہے کہے مگر منصف کو یہ باطل ہے اونکے کمال روایت و درایت مین سر مو نقصان نہوگا اور نہین ہیں معتقد اونکا اگر حاسد تو کیا غم ہی نہوا ہی سجدہ ابلیس کیا نقصان آدم کا اور قطع نظر اسکے یہ روایت سترہ حدیثونکے پہونچنے کی سوای ابن خلدون کے اور کسی نے علمای معتبرین سے نہین لکھی اور ابن خلدون کو سوای بہرہ علم انشا و ادب کے علوم شرعیہ اور فن حدیث و رجال مین چندان مداخلت نتھی چنانچہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی شاگرد ابن حجر عسقلانی کتاب الضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع مین ابن خلدون کے ترجمہ مین لکھتے ہین فَلَمْ يَكُنْ مَاهِرًا بِالْعُلُومِ الشَّرْعِيَّةِ یعنی وہ علوم شرعیہ سے ماہر نہین تھا انتہی پس ایسے شخص کا قول کہ جسکو علم شرعیات اور فن حدیث مین ملکہ نہو قابل اعتبار کب ہوسکتا ہی ہان اگر کسی محدث معتبر اور مورخ سیر کہ جو علم روایت حدیث مین مہارت رکھتا ہو یہ قول صادر ہوتا تو معتبر تھا اور کیا عجب کہ عبارت ابن خلدون مین غلطی واقع ہوگئی ہو اسیواسطے مجمع الکمالات عالم المعی مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی ابراز الغی مین لکھتے ہین کہ سترہ حدیثین اگرچہ مقدمہ تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہین اور صاحب حطہ یعنی نواب صاحب امیر بھوپال کلام اوسکا تمامہ اخذ کیا ہی اور کل نقل کردیا ہی لیکن یہ قول مردود ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ قول ابن خلدون کا نہین بلکہ لکھنے والون کی غلطی کی ہی اسیواسطے اوس نسخہ کے مصحح نے جو مصر مین اسی صدی کے سن چوہتر مین چھپا ہی تنبیہ کردی اور قول سبعة عشر حديثا پر لکھ دیا ہی کہ شرح زرقانی موطا مین پانچ قول نقل کیے ہین اول پانسو دوسرا سات سو اور تیسرا ایک ہزار سے زیادہ اور چوتھا ایک ہزار سات سو بیس اور پانچوان چھ سو چھیاسٹھ اور اوسمین کوئی قول اس نسخہ کا نہین حاصل کلام یہ ہی کہ ایسے قول باطل کو نقل کرنا اور اوسپر سکوت کرجانا محققین اور علمای مدقق سے بعید ہی اور جو شخص امام ابو حنیفہ رح کے مناقب کی کتابین لکھیگا تو اس سترہ حدیثونکے قول کا کذب معلوم کرلیگا انتہی اور ابن حجر مکی خیرات الحسان مین لکھتے ہین کہ بچنا تو اس توہم سے کہ امام ابو حنیفہ رح کو سوای فقہ کے اور علم مین ملکہ تام نہ تھا بلکہ وہ علم تفسیر اور حدیث اور ادب وغیرہ مین ایک یا تھے اور امام بیمثل تھے اور قول بعض دشمنون اونکے کا خلاف اسکے ہی منشا اوسکا حسد تھا اور بہت اسکی سبقت لیجانا اونکا اپنے اقران پر اور مطعون کرنا اونکا ساتھ زور اور بہتان سے کیا ہی

وَيَابَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ انتہی اور ابن جوزی وغیرہ کا طعن کرنا کچھ مضر نہین کیونکہ کوئی امام
ایسا نہین جسپر کسی نے طعن اور جرح نکیا ہو شعبی نے نخعی پر اور زہری نے ربیعہ پر اور امام مالک نے ابن اسحق پر
اور یحیی بن معین نے امام شافعی پر اور ابن ابی ذئب وغیرہ نے امام مالک پر اور ابن جوزی نے غوث الثقلین
شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی پر بھی کچھ طعن کیا ہے کوئی ایسا ہی حاسد بے دین ہو تو ان سے طاعن
جائز رکھتا ہوگا مسلمان کا تو یہ شیوہ نہین کہ وہ بحکم حدیث شریف اَلْمُسْلِمُ مِرْاٰةُ الْمُسْلِمِ کے
ہر مسلمان بھائی سے صاف رہتا ہے نہ کہ ایسے امام معظم اور پیشوای عرب و عجم سے کہ جسکے معتقد اور
مقلد دنیا مین کرورون ہون بغض و حسد رکھے صورت نہ بست سینہ ما کینہ اور کسی ٭ کا کینہ ہر چہ
دید فراموش میکند ٭ عقود الجواہر المنیفہ مین لکھا ہے وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ
اَيُّوْبَ يَعْنِي السَّخْتِيَانِيَّ وَقَدْ ذُكِرَ عِنْدَهٗ اَبُوْ حَنِيْفَةَ بِنَقْصٍ فَقَالَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا
نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَقَدْ رَاَيْنَا مَذَاهِبَ جَمَاعَةٍ مِّمَّنْ تَكَلَّمَ
فِيْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ قَدْ ذَهَبَتْ وَاضْمَحَلَّتْ مَذْهَبُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ بَاقٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
وَكُلَّمَا قَدِمَ ازْدَادَ نُوْرًا وَّبَرَكَةً وَّالنَّاسُ الْاٰنَ مُطْبِقُوْنَ عَلٰى اَنَّ اَصْحَابَ السُّنَّةِ
وَالْجَمَاعَةِ هُمْ اَهْلُ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ مِثْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ
كُلُّ مَنْ تَكَلَّمَ فِيْ مَذْهَبِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ دَرَسَ مَذْهَبُهٗ حَتّٰى لَا يُعْرَفُ وَمَذْهَبُ
اَبِيْ حَنِيْفَةَ بَاقٍ مِّلْاَ الْاَرْضِ شَرْقَهَا وَغَرْبَهَا وَاَكْثَرُ النَّاسِ عَلَيْهِ یعنی روایت کی گئی ہے حماد بن
زید سے کہ کہتے تھے سنا مینے ایوب سختیانی سے کہ جسوقت کسی نے امام ابو حنیفہ رح کا ذکر کچھ برائی سے
نزدیک اونکے کیا تو فرمایا لوگ ارادہ کرتے ہین کہ اپنے منہ سے نور خدا کو بجھا دین اور اللہ انکار کرتا ہے مگر
یہ کہ تمام کرے نور اپنے کو اور ہمنے اون لوگونکے مذاہب کو دیکھا جنھون نے امام ابو حنیفہ رح مین کلام کیا تھا
جاتے رہے اور ناپید ہو گئے اور مذہب امام ابو حنیفہ رح کا قیامت تک باقی رہیگا اور جتنا پرانا ہوگا
اوتنا ہی نور اور برکت زیادہ بخشتا ہے اور اب تک آدمی اجماع کیے ہوئے ہین کہ اہل سنت اور جماعت
اہل مذاہب اربعہ ہین مثل ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد کے اور جس شخص نے امام ابو حنیفہ رح

عقود الجواہر المنیفہ [illegible]

مین کلام کیا اوسکا طریقہ ایسا ناپید ہو گیا کہ پتا نہین ورنہ مذہب امام ابو حنیفہ رح کا باقی ہی شرق سے
غرب تک زمین بھری ہوئی ہی اور اکثر آدمی اس مذہب پر ہین انتہی اور خیرات الحسان مین ہی اِعلَم انّهُ
یَتَعَیَّنُ عَلَیکَ اَن لَّا تَفهَم مِن قَولِ العُلَمَاءِ عَن اَبِی حَنِیفَةَ وَاَصحَابِهٖ اَنَّهُم اَصحَابُ
الرَّاْیِ اَنَّ مُرَادَهُم بِذٰلِكَ تَنقِیصُهُم وَلَا نِسبَتُهُم اِلٰی اَنَّهُم یُقَدِّمُونَ رَاْیَهُم عَلٰی
سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَلٰی قَولِ اَصحَابِهٖ لِاَنَّهُم بُرَاءُ عَن ذٰلِكَ
فَقَد جَاءَ عَن اَبِی حَنِیفَةَ مِن طُرُقٍ کَثِیرَةٍ مَا مُلَخَّصُهُ اَنَّهُ اَوَّلًا یَاْخُذُ بِمَا فِی القُراٰنِ
فَمَن لَّم یَجِد فَبِالسُّنَّةِ فَاِن لَّم یَجِد فَبِقَولِ الصَّحَابَةِ فَاِنِ اختَلَفُوا اَخَذَ بِمَا کَانَ اَقرَبَ
اِلَی القُراٰنِ اَوِ السُّنَّةِ مِن اَقوَالِهِم وَلَم یَخرُج عَنهُم فَاِن لَّم یَجِد مِنهُم قَولًا لَم یَاْخُذ بِقَولِ
اَحَدٍ مِّنَ التَّابِعِینَ بَل یَجتَهِدُ کَمَا اجتَهَدُوا یعنی جان تو کہ چاہیے تجکو کہ نہ سمجھے تو کہنے علما
سے امام ابو حنیفہ رح اور اصحاب انکے کو کہ وہ اصحاب رای ہین یہ کہ مراد اونکی اس سے منقصت بیان کرنی
اونکی ہی اور نہ نسبت کرنا اونکا طرف اسکے کہ وہ رای کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم پر یا قول
صحابہ پر مقدم سمجھتے ہون اسلیکہ وہ اس سے بری ہین کیونکہ امام ابو حنیفہ رح سے بواسطہ طرق کثیرہ کے
ثابت ہوا ہی کہ وہ پہلے قرآن سے اخذ کرتے تھے اگر اوسمین نہ پاوین تو حدیث سے اگر اوسمین بھی نملے تو قول
صحابہ پس اگر صحابہ بھی مختلف ہون تو جو قول اونکے اقوال سے قرآن یا حدیث سے زیادہ موافق ہو اور
صحابہ کے سب اقوال سے خارج قول نہین کہتے تھے پس اگر صحابہ مین سے بھی کسیکا قول نہین پاتے تو تابعین کے
قول کو اخذ نہین کرتے تھے بلکہ اجتہاد کرتے تھے جیسے ورتابعین نے کیا ہی انتہی اور طحطاوی نے
اوس قصہ کا رد کیا ہی جس سے منقصت انبیا لازم آتی ہی یہان جو معترض صاحب نے یہ عبارت لا طائل
لکھی ہی اور ان کتابونکے قصہ کو جس سے اہانت انبیا لازم آتی ہی اون کتابونکے ساتھ جو امام صاحب
کے پاس تھین کچھ علاقہ نہین محض مغالطہ عوام کیواسطے معترض صاحب نے یہ عبارت طحطاوی کی نقل
کردی ہی کہ جس سے عوام کو شبہہ ہوتا ہی کہ شاید امام طحطاوی نے اونھین کتابونکا رد لکھا ہی جنکو شیخ
عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب مین ثابت کرتے ہین حاشا وکلا طحطاوی نے اوس قصہ کو رد کیا ہی

جواب اعتراض ۹۰

جو مشہور ہے کہ عیسی علیہ السلام امام قشیری کی کتابونپر آسمان سے اوترکر عمل کرینگے اسکو وہ رد کرتے ہین کہ ایسا کلام جس سے منقصت انبیا لازم آوے نہ کہنا چاہیے باقی رہا یہ کہ وہ کتابین بالفعل نہین پائی جاتین سو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر مراد اس سے یہ ہے کہ وہ کتابین بعینہ موجود نہین سو ایسی کوئی کتاب مصنف کیوقت کی موجود نہین ہے نہ اصلی بخاری کا پتا ہے نہ مسلم کا اور اگر مراد مطلق کتابین حدیث کی ہین تو وہ بیشک موجود ہین جیسے امام شافعی کی مسند اور امام مالک کی موطا کہ خود اونکی جمع کی ہوئی نہین بلکہ اونکے شاگردون نے جمع کر دیا ہے اسیطرح امام صاحب کے احادیث بھی خود امام صاحب نے اپنے ہاتھ سے جمع نہین کین بلکہ اونکے شاگردون نے جمع کر لیا ہے اونکا ذکر فتح القدیر وغیرہ مین برابر ہوتا ہے اور کم ذکر کرنیکی وجہ یہ ہے کہ شافعیہ و حنفیہ سے زیادہ مقابلہ رہا ہے اسلیے حنفیہ و نحوہم کی کتب حدیث سے سند لائے ہین اور اونکو قائل کیا ہے اور کہین امام صاحب کی حدیث بھی بطور تایید کے لاتے ہین چنانچہ قسم حتی الامکان شافعیہ کی کتابون سے سند لیتے ہین اور کہین قوم اسنکا بھی بیان کر دیا ہے اگر ظاہر بینے وہ کتابین نہین دیکھین تو پھر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اونکا وجود بھی عالم ہستی سے ناپید ہو گیا ہو چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ جو سکندریہ مطبع مین چھپی ہے اوسکو ملاحظہ فرمائیے کہ تمام حدیثین متعلق احکام کے خاص بروایت امام صاحب جو وہ مسند و مین ہے انتخاب کی ہین اور برابر صحاح ستہ کے نشان ہر حدیث مین دیے ہین کہ اس حدیث کو بخاری یا مسلم وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے چنانچہ دیباچہ مین لکھتے ہین اما بعد فهذا كتاب نفيس اذكر فيه احاديث الاحكام التي رواها امامنا الاعظم المشار اليه رضي الله عنه و رحمه و احاد اليناسرة و فتوحة مما وافقه الائمة الستة البخاري و مسلم و ابو داود و الترمذي و النسائي و ابن ماجة في كتبهم المشهورة و سننهم المأثورة او بعضهم و اشير الى موافقتهم باللفظ في سياق المتن و السند او بالمعنى و قد اذكر غيرهم تبعا لهم معتمدا فيما اخرجته على مسانيد الامام الاربعة عشر المنسوبة اليه من تخاريج الائمة فمنها ما لاصحابه الاربعة حماد ابنه و ابي يوسف و محمد و يعرف بالاثار و الحسن بن زياد اللؤلؤي روايتهم عنه بلا واسطة و للائمة من بعدهم ابي محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب

عقود الجواهر المنيفة

ابن الحارث الحارثی البخاری المعروف بالاستاذ تلمیذ ابی حفص الصغیر وابی القاسم
طلحة بن محمد بن جعفر العدل وابی نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی
صاحب الحلیة وابی احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی وعمر بن الحسن الاشنانی
وابی الحسین محمد بن المظفر وہؤلاء السبعة حفاظ وابی بکر احمد بن محمد بن
خالد الکلاعی ومحمد بن عبد الباقی الانصاری وابی القاسم عبد اللہ بن محمد
ابن ابی العوام السعدی وابی بکر المقری والحسین بن محمد بن خسرو وقد
جمع کل ذلک الامام ابو المؤید محمد بن محمد الخوارزمی المتوفی فی سنة خمس و
سبعین وستمائة فی کتاب سماہ جامع المسانید فیما وصل الی بعضہا بالسماع
المتصل وبعضہا بالاجازة المتافہة وبعضہا فیما یندرج تحت الاجازة العامة

یعنی لیکن بعد حمد و صلوٰة کے پس یہ نفیس کتاب ہی اسمین مینے احادیث احکام کے ذکر کی ہین جنکو ہمارے
امام اعظم رح نے روایت کیا ہی اون احادیث مین سے جن پر بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ نے موافقت کی ہی اپنی کتابوں مشہورہ مین یا بعض نے انمین سے موافقت کی ہی اور اشارہ
کر دیتا ہون مین طرف موافقت کے ساتھ لفظ کے سیاق متن اور سند مین یا ساتھ معنی کے اور غیر اونکے کو بالتبع
ذکر کر دیتا ہون درانحالیکہ اعتماد کرنیوالا ہون اوس چیز مین جو ذکر کی ہی اوپر چودہ مسندون امام کے جو
اونکی طرف تخاریج ائمہ کے منسوب ہین یا پس بعضے تو وہ ہین جنکو امام صاحب کے اصحاب نے جمع کیا ہی ایک
مسند حماد بیٹے امام صاحب کی دوسری مسند امام ابو یوسف کی تیسری مسند امام محمد کی جو آثار
مشہور ہی چوتھی مسند حسن بن زیاد لولوی کی ان چارونکی روایت امام صاحب سے بلا واسطہ ہی اور
بعد اونکے پانچوین مسند امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری کی جو استاد
مشہور ہین اور ابو حفص صغیر کے شاگرد ہین چھٹی مسند ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر العدل کی ساتوین
مسند ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب حلیہ کی آٹھوین مسند ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی
کی نوین مسند عمر بن الحسن الاشنانی کی دسوین مسند ابو الحسین محمد بن المظفر کی اور یہ چھ حافظ

حدیث کہلاتے ہین گیارھوین مسند احمد بن محمد بن خالد الکلاعی اور محمد بن عبد الباقی الانصاری کی بارھوین مسند ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام سعدی کی تیرھوین مسند ابو بکر مقری کی چودھوین مسند حسین بن محمد بن خسرو کی اور تحقیق کل اسکو جمع کیا ہے امام ابو مؤید خوارزمی نے سنہ چھ سو بہتر مین ایک کتاب مین جسکا نام جامع المسانید رکھا ہے اونمین سے بعض کا سماع متصل ہے اور بعض کا بالمشافہہ اجازت سے اور بعض مندرج ہین اجازت عامہ مین انتہی اور خیرات الحسان مین لکھا ہے وَقَدْ خَرَّجَ الْحُفَّاظُ مِنْ اَحَادِیْثِہٖ مَسَانِیْدَ کَثِیْرَۃً اِتَّصَلَ بِنَاءُ کَثِیْرٍ مِّنْھَا کَمَا ہُوَ مَذْکُوْرٌ فِیْ مُسْنَدَاتِ مَشَایِخِنَا یعنی حافظون حدیث نے امام اعظم رح کی احادیث سے بہت مسندین لکھی ہین کہ اکثر اونکے کی بنا متصل ہے چنانچہ یہ ہمارے مشایخ کی سندونمین مذکور ہے انتہی اور شرح مواہب الرحمن کو شیخ محدث دہلوی نے جو لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ اور قرآن سے سند اوسمین ہو چکی ہے بجا اور درست ہے وہ ایسی کتاب ہے خود تو معترض صاحب نے اوسکو دیکھا نہین شیخ محدث کے مقابلہ مین ایک طالب علم کی سند کا اعتبار کر لیا حالانکہ بفضلہ تعالی وہ کتاب نظر سے کسیکے نہین گذری ہے خیالی گفتگو ہے یا کوئی فرضی کتاب ہے یہ کتاب اونھون نے قطعاً نہین دیکھی ورنہ صحیح حدیث کا انکار کرنا باعث بطلان ہے اور اگر بالفرض وہ اونکے پاس موجود ہے تو بجز اسکے کہ مطلب فہمی عالم بالا معلوم شد ہم اور کیا کہین سچ ہے ؏ اپنی آنکھین پھوڑیے اندھے کے آگے روئیے ✤ مسئلہ صدم کے جواب مین ہمنے انصافی بسم اللہ مین احادیث صحیحہ بخاری و مسلم وغیرہ کی اوسی کتاب سے نقل کی ہین ناظرین اوسکو ملاحظہ فرمائین تاکہ کذب بیانی معترض صاحب کا کھلجاوے اونھون نے یہ سمجھا کہ سوا لاہور کے اور کہین یہ نسخہ ہندوستان مین نایاب ہوگا اور اگر کہین ملا بھی تو عوام کے بہکانے کو اتنی عبارت بھی بہت ہے وہ بخاری صحیح اور سقیم حدیث کو کیا جانا جو نیت امام کی سو وہی اپنی معترض صاحب نے سمجھے تو خدا کا خوف کیا ہوتا جو کتاب اظہر من الشمس کی اوسکا صریح انکار کر جانا دن دھاڑے آفتاب کا انکار ہے وہ نہ یہان تشریف لائیے اور وہ کتاب ملاحظہ فرمائیے کہ اوسمین صحیح حدیثین استدلال مسائل مین لکھی ہین یا نہین اور گھر بیٹھے دشمنی علما ہونکو پھانسنے کیواسطے کہدینا محض بے انصافی ہے آخر خدا کو بھی تو

مصرع

جواب مسئلہ

منہ دکھانا ہی اسقدر کذب اور افترا پردازی کی کیفیت فردای قیامت معلوم ہوگی ع
بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت * کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور * علی ہذا القیاس فتح القدیر
اور عینی مین اس کثرت سے احادیث صحیحہ موجود ہین کہ سوای متعصب اور آنکھ کے اندھے کے اور کوئی جھٹلا
نہین سکتا اب اسیجہ اب کو ایک دو عبارت اور نقل کر کے ختم کرتا ہون خیرات الحسان مین ہو کہ کرا
سا تو نے کر مشایخ امام ابو حنیفہ رح مین او رو بہت ہین نہین گنجایش رکھتا یہ مختصر اور تحقیق ذکر کیا
اونہین سے امام ابو حفص کبیر نے چار ہزار مشایخ کو اور کہا غیر اونکے نے چار ہزار امام ابو حنیفہ رح کے اوستاد
تابعی تھے پس غیر تابعی کتنے ہونگے اور ذکر اونکا جنھون نے فقہ اور حدیث امام ابو حنیفہ رح سے اخذ کیا ہی
قبل استیعاب اونکے کے متعذر ہی ضبط اوسکا ممکن نہین اسیواسطے بعض اماموں نے کہا ہی کہ کسیکے واسطے اماموں
مشہور اسلام سے یہ بات میسر نہین ہوئی جو امام ابو حنیفہ رح کے واسطے نصیب ہوئی ہی مشایخ اور شاگردون
اور نہین نفع پایا ہی علما اور سب آدمیون نے جیسا کہ نفع امام ابو حنیفہ رح اور اونکے شاگردون سے
اوٹھایا ہی تفسیر احادیث مشتبہ اور مشتبہہ اور مسائل مستنبطہ وغیرہ سے انتہی اور ملا علی قاری رحمہ اللہ
شرح مسند مین لکھتے ہین وہ ظاہر ہی یہ بات کہ اگر امام ابو حنیفہ رح کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو محیط نہوتے تو ہرگز متصور نہ تھا کہ وہ امام مقتدی امت کے ہو جاتے اور کل فقہا اونکے طفیلی اصلاح
مذہب امام محمد ہین کہلاتے خصوصاً قرن اول مین باوجودیکہ اوس وقت مین بہت مجتہدین ایمہ موجود تھے
اور طحاوی نے کہا ہی کہ ہمسے سلیمان بن شعیب نے بیان کیا کہ میرے باپ نے کہا کہ امام ابو یوسف نے ہمکو لکھوایا کہ
امام ابو حنیفہ رح فرماتے تھے کہ لوگونکو نہین لایق ہی کہ حدیث بیان کرین مگر جبکہ اوسکو جسدن سے
سنا ہی ویسا ہی یاد رکھا ہو دن بیان اوسکے تک اور حاصل اوسکا یہ ہی کہ روایت بالمعنی جایز نہین اگرچہ
اصل کے مطابق ہو برخلاف جمہور محدثین کے کہ وہ روایت بالمعنی جایز رکھتے ہین مگر جبکہ اصل یاد
نہ رہی ہو پس اسیوجہ سے امام ابو حنیفہ رح کی روایت کم ہوئی حال انکہ اونکی مسانید کثیر مشہور ہین کہ بنا پر
تنگ ہونیکے ہین کہ اونکو جمع اور ضبط علما نے کیا ہی جیسے ابو بکر صدیق رض اور عمر رض نہایت قلیل روایت
کرتے تھے اور عمل مین غایت درجہ کی رعایت رکھتے تھے گویا کہ علم اور عمل دونون مقصود ہین اور فایدہ

ابن الحسن نے شعر کہا ہی کہ ای طالب علم کہ تیری تمام عمر روایت مین گئی کچھ درایت مین فکر کر اور کم روایت کر
اور علم کی رعایت زیادہ کر اسکی نہایت نہین ہے انتہی پس درایت امام صاحب کی روایت کے ساتھ لازم
ہی اور فرق ظاہر ہے نتیجہ یہ نعمت نہین پائی ہی ہ جو عالم مین روایت ہے درایت معتبر ہوتی ہ تو بڑا کہ مجتہد
مانند امام اعظم کے پہنچا تا ہ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدان امام اعظم کے حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ جو مرتبہ
امام اعظم کا ہی ائمہ مین سے اور کسیکا بھی نہین ہی اسلیے امام اعظم کی فضیلت مین انکا نام لیکر صریح یا حدیثین آچکی ہین الخ
اقول کچھ ان احادیث پر امام صاحب کی فضیلت موقوف نہین حنفیہ فقط ان احادیث کی وجہ
سے امام صاحب کو سب سے افضل نہین جانتے بلکہ اونمین وہ اوصاف تھے جسکے سبب ائمہ اور جمہور مداح چلے
آئے ہین اور مثل متواتر کے ہو گئے ہین چنانچہ اونمین سے ایک پندرھوان مغالطہ بھی امام صاحب کی کمال
فضیلت اور کرامت پر دال ہی اور ان احادیث کی نسبت در المختار مین لکھا ہی قَالَ فِي الضِّيَاءِ الْمَعْنَوِيِّ
وَقَوْلُ ابْنِ الْجَوْزِيِّ اَنَّهُ مَوْضُوعٌ تَعَصُّبٌ لِاَنَّهُ رُوِيَ بِطُرُقٍ مُخْتَلِفَةٍ یعنی ضیاء معنوی
مین کہا ہی کہ قول ابن جوزی کا کہ یہ حدیث موضوع ہی تعصب ہی اسواسطے کہ یہ حدیث طرق مختلفہ سے روایت
کی گئی ہی انتہی اور موضوع ہونا اس حدیث کا باعتبار اصطلاح محدثین کے ہی اور فی الواقع اسکے صحیح ہونے مین
کوئی استحالہ لازم نہین آتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی محال نہین علی ہذا راوی کا اگرچہ کاذب ہو
تو بھی صادق ہونا محال نہین ہی اسلیے کہ محدثین کے نزدیک جو بات جھوٹا آدمی روایت کرتا ہی اوسکی حدیث
کو موضوع نام رکھتے ہین اور واقع مین گو وہ بات اوسنے صحیح ہی کہدی ہو خیر ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ یہ حدیث
موضوع اصطلاحی ہی مگر بشارت امام صاحب کی صحیح حدیث بھی ہم ذکر کرتے ہین اور سوای اسکے اونکے اوصاف
کالشمس فی نصف النہار ہین جنسے فضیلت اونکی سب ائمہ پر ثابت ہی اور جلال الدین نے تبییض الصحیفہ مین
لکھتے ہی کہ ائمہ نے بیان کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک کی بشارت اس حدیث مین دی
ہی کہ قریب ہی کہ لوگ سواریونکو دوڑاتے ہوئے لائینگے اور علم طلب کرینگے پس نہ پائینگے کسیکو زیادہ جاننے والا
عالم مدینہ سے اور امام شافعی کی بشارت اس حدیث مین ہی کہ تم لوگ قریش کو برا مت کہو اسلیے کہ عالم اوسکا
زمین کو علم سے بھر دیگا مین کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہ کی بشارت اور

حدیث مین دی ہی جسکو ابو نعیم نے حلیہ مین ابو ہریرہ رض کی روایت سے بیان کیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اگر علم ثریا پر ہوتا تو فارس کے لوگ اوسکو وے لیتے اور شیرازی نے القاب مین اس حدیث کو
قیس بن سعد بن عبادہ رض کی روایت سے بیان کیا ہی کہ کہا اونہون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اگر علم ثریا پر معلق ہوتا تو ایک قوم فارس کی اوسکو لیتی اور ابو ہریرہ رض کی حدیث مین جو بخاری اور
مسلم مین آئی ہی پس لفظ بخاری کے یہ ہین کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو لوگ فارس کے لے لیتے اور لفظ
مسلم مین یہ ہی کہ اگر ایمان نزدیک ثریا کے ہوتا تو البتہ ایک شخص فارس کا جا کر اوسکو لے لیتا اور حدیث
قیس بن سعد مین جو معجم کبیر طبرانی مین مذکور ہی اس لفظ سے کہ اگر ایمان معلق ثریا پر ہوتا تو اوسکو فارس کے
لوگ لے لیتے اور دوسری حدیث اسی کتاب مین ابن مسعود رض کی روایت سے ہی کہ کہا اونہون نے فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دین ثریا پر معلق ہوتا تو البتہ لوگ فارس کے اوسکو لے لیتے یہ اصل صحیح ہی کہ اسپر بشارت اور
فضیلت مین مثل و حدیثون پہلی کے جو دونون اماموں کے حق مین وارد ہین اعتماد کیا جاتا ہی اور حدیث
موضوع کی کچھ حاجت نہین انتہی اور خیرات الحسان مین ہی وَمِمَّا يَصْلُحُ لِلْاِسْتِدْلَالِ بِهٖ عَلٰى عِظَمِ
شَاْنِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ مَا رُوِیَ عَنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُرْفَعُ زِیْنَةُ الدُّنْیَا سَنَةَ
خَمْسِیْنَ وَمِائَةٍ یعنی اوس چیز سے جو صلاحیت استدلال کی اوپر عظمت شان امام ابو حنیفہ رح کے
رکھتی ہی وہ حدیث ہی جو روایت کی گئی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے اوٹھا لیجاویگی
زینت دنیا کی سن ڈیڑہ سو مین انتہی **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو
یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کی بزرگی اور امید پر اسلیے زیادہ ہی کہ اونہون نے چالیس برس تک ایک وضو سے نماز
عشا اور صبح کی پڑھی ہی اور ہر شب مین ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اس روایت کو خطیب نے تاریخ بغداد مین
نقل کیا ہی اور طحطاوی مین ہی کہ جس مقام پر امام اعظم نے وفات پائی ہی وہان اونہون نے ستر ہزار ختم کیے ہین
جواب اسکا دو طرح پر ہی اول یہ کہ یہ بات بالکل غلط اور واہیات اور موجب اہانت امام اعظم کے ہی
نہ یہ کہ اونکی تعریف کی باعث ہوا اونہون نے جو اپنے آپکو ایک بھاری تکلیف اور مشقت مین ڈال رکھا تھا
کیا اونکو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ یہ بدعت ہی کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر کبھی شب کو بیس

۴ بیان مطاعن امام النعمان

رکعت سے زیادہ نوافل نہین پڑھی اور نہ کبھو تمام شب جاگے الخ **اقول** عِلْمُ ذٰلِكَ عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لِّنَا فَاِنْ ذِكْرُهٗ
هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهٗ يَتَضَوَّعُ یعنی امام اعظم رح کا ذکر پھر بیان کر اسلیے کہ ذکر اونکا مانند مشک کے ہے
جسقدر اوسکی تکرار کریگا خوشبو دیگا انتہی معترض صاحب کو اور احادیث سے ہنوز اطلاع نہین ورنہ ایسی عبادت کو
بدعت نکہتے اپنا سا حال سبکا تصور کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ ان بزرگان دین کو کچھ مشقت او تکلیف
عبادات کثیرہ سے نہین ہوتی تھی اور کسی حدیث سے کثرت عبادت کی جسقدر طاقت ہو ممانعت نہین پائی جاتی
اور جہان نہی وارد ہی بوجہ ملالت طبع و گرانی خاطر وغیرہ کے منع کیا گیا ہی نہ مطلقاً کثرت عبادت اور
ریاضت کی ممانعت آئی ہو **س** ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانی دارد حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی عبادت تو ایسی تھی کہ قدم آپکے ورم کر جاتے تھے بخاری مین عائشہ رض سے روایت ہی كَانَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُوْمُ لِيُصَلِّيَ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ فَيَقُوْلُ اَفَلَا اَكُوْنُ
عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کر جاتے دونو
قدم آپکے پس کہا جاتا آپ سے پس فرماتے کیا مین بندہ شکرگزار نہین ہون انتہی اور ترمذی مین مغیرہ رض سے روایت ہی
اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى
انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ اَتَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا
تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہان تک
کہ آماس کر جاتے قدم آپکے پس کہا گیا آپ سے آپ کیون ایسی تکلیف اوٹھاتے ہین حال آنکہ آپکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے
گئے فرمایا کیا مین بندہ شکرگزار نہین ہون انتہی اور ابن ماجہ اور نسائی مین مغیرہ رض سے روایت ہی قَالَ صَلّٰى
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ
لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی کہا اونھون نے
نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ متورم ہوگئے قدم آپکے پس کہا گیا یا رسول اللہ اللہ نے
تو آپکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے ہین فرمایا کیا مین بندہ شکرگزار نہین ہون انتہی اور نسائی مین ابو ہریرہ رض سے
روایت ہی كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَتّٰى تَزْلَعَ قَدَمَاهُ یعنی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ پیر آپکے پھٹ جاتے تھے انتہی اور علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ
مین لکھتے ہین کہ ابن بطال نے کہا ہی کہ اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہی کہ انسان اپنے نفس پر شدت عبادت
اختیار کرے اگرچہ بدن اوسکے کو نقصان کرے اسلیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کیا باوجودیکہ
آپ جانتے تھے کہ مغفور ہو گئے ہین پس جو شخص اسکو نہ جانتا ہو خصوصاً جسکو بیخوفی استحقاق نار سے
نہوئی ہو اوسکو بدرجہ اولی چاہیے اور موقع اس عبادت کا جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہی جبتک کہ
طبیعت کے ملالت کو نہ پہونچا دے اسلیے کہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور احوال سے کامل تھا
پس آپ اپنے پروردگار کی عبادت سے ملول نہین ہوتے تھے اگرچہ بدن کو ضرر ہوتا تھا بلکہ ثابت ہوا ہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے میری آنکھونکی ٹھنڈک نماز مین کی گئی ہی چنانچہ نسائی
انس رض کی روایت سے اوسکو بیان کیا ہی پس اگر شخص جب ملالت طبعی کا خوف کرے اوسکو لائق ہی کہ اپنے نفس کو
تکلیف مین نہ ڈالے انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہی کہ تمام رات جاگنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوا تو سنیے مسلم اور ابوداود وغیرہ مین عائشہ رض سے روایت ہی کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر الاواخر من رمضان احیی اللیل وایقظ
اھله وشد المئزر یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عشرۂ اخیر رمضان شریف کا
آتا تو تمام رات جاگتے اور اپنی اہل کو جگاتے اور ازواج سے قربت نکرتے انتہی اور صحیح ابن حبان
وغیرہ مین عطا تابعی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے مینے عائشہ رض سے عرض کیا کہ مجھکو زیادہ تعجب خیز
بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہو بتلائیے اونھون نے فرمایا کونسا امر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل تعجب نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے پاس آئے پھر فرمایا مین
اپنے پروردگار کی عبادت کرلون پس کھڑے ہوئے اور وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے پس
روئے یہانتک کہ آنسو آپکے سینے پر بہنے پھر رکوع کیا پس روئے پھر سجدہ کیا پس روئے پھر سر اوٹھایا
پس روئے پس اسیطرح کرتے رہے یہانتک کہ بلال رض نماز کی اطلاع کو آئے مینے کہا کس چیز نے آپکو رلایا
حال آنکہ آپکے تو گناہ مقدم او موخر اللہ نے بخش دیے ہین فرمایا کیا مین بندۂ شاکر نہین ہون انتہی

مختصراً اور نسائی اور ابن ماجہ مین ابو ذر غفاری رض سے روایت ہو قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَصْبَحَ بِاٰیَۃٍ وَالْاٰیَۃُ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ
فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یعنی کہا اونھون نے کھڑے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ
صبح کردی ایک آیت مین اور آیت یہ ہو کہ اگر تو عذاب کرے انپر پس بندے تیرے ہین اور اگر بخشش دے
انکو پس تحقیق تو غالب حکمت والا ہو انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہین اجازت اسکی نہین دی ہو کہ جتنی آدمی کو طاقت ہو اوتنی عبادت کیا کرے سو اسکا جواب سنیے
بخاری مین عائشہ رض سے مرفوع روایت ہو عَلَیْکُمْ مَا تُطِیْقُوْنَ مِنَ الْاَعْمَالِ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ
حَتّٰی تَمَلُّوْا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو تم اعمال کو جسقدر طاقت رکھتے ہو پس تحقیق
خدا نا خوش نہین ہوتا یہانتک کہ تم ملول ہو انتہی اور ابو داؤد مین ہو عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ اِنَّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِکْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِیْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ
حَتّٰی تَمَلُّوْا فَاِنَّ اَحَبَّ الْعَمَلِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُہٗ وَاِنْ قَلَّ وَکَانَ اِذَا عَمِلَ عَمَلًا اَثْبَتَہٗ
یعنی عائشہ رض سے روایت ہو کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف دو تم عمل سے جسقدر
طاقت رکھتے ہو اسلیے کہ اللہ ناراض نہین ہوتا جبتک تم ملول نہو کیونکہ محبوب تر عمل کا طرف اللہ کے دائم تر ہو
اگرچہ تھوڑا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تو ثابت رہتے اوسپر انتہی اور اقامۃ الحجۃ مین ہو
وَاِذَا ثَبَتَ جَوَازُ الْعَمَلِ حَسَبَ الطَّاقَۃِ اِلٰی اَنْ یَحْصُلَ الْاِعْیَاءُ وَالْمَلَلُ فَنَقُوْلُ طَاقَۃُ النَّاسِ
مُخْتَلِفَۃٌ فَکَمْ مِنْ رَجُلٍ یُطِیْقُ شَیْئًا وَلَا یُطِیْقُہٗ اٰخَرُ وَکَمْ مِنْ رَجُلٍ یَمَلُّ مِنْ شَیْءٍ وَلَا یَمَلُّ
مِنْہُ اٰخَرُ وَکَمْ مِنْ رَجُلٍ اُعْطِیَ السُّرْعَۃَ فِی الْقِرَاءَۃِ وَلَمْ یَنَلْھَا الْاٰخَرُ یعنی جبکہ ثابت ہو گیا جواز
عمل کا موافق طاقت کے یہانتک کہ تھکان اور ملالت حاصل نہو پس ہم کہتے ہین کہ آدمیونکی طاقت مختلف
ہوتی ہو بہت آدمی ایسے ہین کہ ایک شی کی طاقت رکھتے ہین اور دوسرا اوسکی طاقت نہین رکھتا اور بہت
آدمی ایسے ہین کہ ایک چیز سے ملول ہو جاتے ہین اور دوسرا اوس سے ملول نہین ہوتا اور بہت آدمیونکو سرعت
قراءت عطا کی گئی ہو اور دوسرا اوسکو نہین پونہچا انتہی اور اسی کتاب کے دوسرے مقام مین لکھا ہو کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام رات قیام کرنے کی حدیث سے ثابت ہوئی کہ عائشہ رض کا قیام کل شب کی نفی کرنا
غالب اوقات پر محمول ہے اسیطرح گیارہ رکعتون سے زیادہ کی نفی غالب اوقات پر محمول ہے رہ روایات صحیحہ
سے اس سے زیادہ پندرہ رکعت تک ثابت ہے ایسی ہی تقریر کیا اسکو نووی نے شرح مسلم مین اور بعض روایات مین وارد
ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت رمضان مین بغیر جماعت پڑھی ہین اور سند اوسکی ضعیف
ہے اور دوسرے یہ ہے کہ اگر تسلیم بھی کیا جاے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل رات قیام نہین کیا اور کل
قرآن ایک رات مین پڑھا اور نہ گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھا تو ہم کہتے ہین کہ اسکے مثل اور مشابہ بھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے اور وہ قائم ہونا آپکا یہانتک کہ قدم آپکے ورم کر آتے تھے اور اسقدر بدعت کا
نام اوٹھانے مین عبادات شاقہ سے کافی ہے اسلیے کہ بدعت وہ ہے کہ وہ اور نہ مثل اوسکا عہد نبوی مین ثابت
ہوا اور یہ کوسین شرط نہین ہے کہ ہر جزئی جزئیات عبادات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جاے
اور تیسرے یہ ہے کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی عبادت کو بوجہ شفقت امت کے اختیار
نہین کیا لیکن اوسکو اون لوگون نے اختیار کیا ہے جنکے طریقہ پر چلنے کا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم کیا ہے پس یہ عبادت کیونکر بدعت ہو گی انتہی اور اگر معترض صاحب کو یہ شبہہ ہو کہ صحابہ رض سے اس قسم کی
عبادت صادر نہین ہوئی تو اس مرحلہ کو بھی ہم طے کیے دیتے ہین حافظ ابو نعیم اصبہانی حلیۃ الاولیا مین حال
عثمان رضی اللہ عنہ کا لکھتے ہین حدثنا احمد بن جعفر بن حمدان حدثنا عبد اللہ بن احمد
بن حنبل حدثنی ابی نا حماد بن خالد نا الزبیر بن عبد اللہ عن جدۃ لہ یقال لہا
رہیمۃ قالت کان عثمان یصوم الدہر ویقوم اللیل الا ہجعۃ من اولہ یعنی زبیر بن
عبد اللہ اپنی دادی رہیمہ سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ عثمان رض ہمیشہ روزہ رکھتے اور تمام رات
قیام کرتے مگر قدرے اول شب مین آرام کر لیتے حدثنا ابراہیم بن عبد اللہ نا محمد بن
اسحق نا قتیبۃ بن سعید نا ابو علقمۃ عبد اللہ بن محمد عن عثمان بن عبد الرحمن
التیمی قال قال ابی لاغلبن اللیلۃ علی المقام فلما صلیت العتمۃ تخلصت الی
المقام حتی قمت فیہ فبینا انا قائم اذا رجل وضع یدہ بین کتفی فاذا ہو عثمان

ابن عفان فبدأ بأم القرآن فقرأ حتى ختم القرآن فركع وسجد ثم أخذ نعليه
فلا أدري أصلى قبل ذلك شيئاً أم لا یعنی عثمان بن عبد الرحمن تیمی روایت کرتے ہین کہ
میرے باپ نے مجھسے کہا آجکی رات مین مقام پر غالب ہونگا پس جبکہ عشا کی مینے نماز پڑھی مقام کی طرف
پہونچا پس مین وہان کھڑا ہی تھا کہ اتنے مین ایک شخص نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا دیکھا کیا ہون کہ
وہ عثمان رض ہین پس انھون نے الحمد شروع کی پھر پڑھتے رہے یہانتک کہ قرآن ختم کردیا پھر رکوع کیا اور سجدہ
کیا پھر نعلین اپنی اوٹھالین پس مین نہین جانتا مین کہ اس سے پہلے نماز انھون نے پڑھی یا نہین حدثنا
سلیمان بن احمد نا ابو یزید القراطیسی نا اسد بن موسی نا سلام بن مسکین
عن محمد بن سیرین قال قالت امرأة عثمان حين أطافوا به يريدون قتله
ان تقتلوه او تتركوه فانه كان يحيي الليل كله في ليلة يجمع فيها القرآن یعنی محمد بن سیرین
سے روایت ہی کہ کہا انھون نے کہ زوجہ عثمان رض نے جسوقت کہ لوگون نے اونکا بارادہ قتل احاطہ کرلیا تھا
اگر تم قتل کروگے انکو یا چھوڑدو بیشک یہ تمام رات اوس شب جاگتے تھے کہ جسمین قرآن ختم کیا کرتے تھے انتہی اور
ابن کثیر نے اپنی تاریخ مین عمر رض کا یہ حال لکھا ہی کان يصلي بالناس العشاء ثم يدخل بيته
فلا يزال يصلي الى الفجر وما مات حتى سرد الصوم یعنی تھے عمر رض کہ لوگونکو عشا کی نماز
پڑھا دیتے پھر اپنے گھر مین چلے جاتے پس برابر فجر تک نماز پڑھے جاتے اور نہین انتقال کیا یہانتک کے برابر روزے
رکھے گئے انتہی اور عبد اللہ بن عمر رض کو حلیۃ الاولیا مین لکھا ہی حدثنا سلیمان نا ابو یزید نا اسد
ابن موسی نا الولید بن مسلم نا ابن جابر حدثني سليمان بن موسى عن نافع
ان ابن عمر كان يحيي الليل صلوة ثم يقول يا نافع اسحرنا فيقول لا فيعاود الصلوة
فيقول يا نافع اسحرنا فاقول نعم فيقعد ويستغفر الله ويدعوا الى الصبح یعنی نافع
تابعی سے روایت ہی کہ ابن عمر رض رات بھر نماز پڑھتے پھر کہتے اے نافع سحر ہوگئی وہ کہتے نہین پھر نماز
پڑھنے لگتے پھر کہتے نافع سحر ہوگئی مین کہتا ہان پس بیٹھ جاتے اور اللہ سے استغفار اور دعا صبح تک
کرتے حدثنا محمد بن احمد بن الحسن نا بشر بن موسى نا خلاد بن يحيى نا عبد العزيز

ابن ابی رواد نا ابن محمد نا ابو یعلی نا محمد بن الحسین الجرجانی نا زید نا عبد العزیز
عن نافع ان ابن عمر کان اذا فاتته صلوٰة العشاء فی جماعة احیی بقیة لیلته
یعنی نافع رح سے روایت ہی کہ ابن عمر رض کو جب نماز عشا کی جماعت سے فوت ہو جاتی تو باقی شب جاگا کرتے تھے
اور تمیم بن اوس صحابی کا حال ابو سعد سمعانی کتاب الانساب مین لکھتے ہین کان تمیم یختم القرآن
فی رکعة و ربما ردد الاٰیة الواحدة اللیل کلہ حتی الصباح وکان من عباد
الصحابة و زهادهم ممن جانب اسباب العز و لزم التخلی بالعبادة الی ان مات
یعنی تمیم رض ایک رکعت مین قرآن ختم کیا کرتے تھے اور اکثر ایک آیت کو تمام رات صبح تک پڑھتے رہتے اور تھے
وہ عباد اور زہاد صحابہ مین سے جنھون نے کہ اسباب عزت و جاہ سے اجتناب کیا تھا اور عبادت ہی کو
لازم پکڑا تھا حتی کہ انتقال کیا انتہی اور ابن حجر مکی فتح المبین مین لکھتے ہین کان تمیم یختم القرآن
فی رکعة یعنی تمیم ختم کرتے تھے قرآن کو ایک رکعت مین انتہی اور شداد بن اوس صحابی کا حال سنیے حلیة الاولیا
مین ہی حدثنا ابراهیم بن عبد اللہ نا محمد بن اسحق نا قتیبة بن سعید نا الفرج بن
فضالة عن اسد بن وداعة عن شداد الانصاری انه کان اذا دخل الفراش
یتقلب علی الفراش لا یأخذه النوم فیقول اللهم ان النار اذهب عنی النوم فیقوم
فیصلی حتی یصبح یعنی اسد بن وداعہ سے روایت ہی کہ شداد انصاری جب بچھونے پر آتے
کروٹین لیتے نیند اونکو نہین آتی پس کہتے اللہ میرے خوف نار نے مجھسے خواب کو اوڑا دیا پس کھڑے
ہو جاتے اور نماز پڑھتے یہانتک کہ صبح کر دیتے انتہی اور علی رض کا حال بھی سن لیجیے اقامة الحجة مین لکھا ہی
انه کان یختم فی الیوم ثمان ختمات کما ذکره بعض شراح البخاری یعنی تحقیق کہ علی رض
ایک دن مین آٹھ ختم قرآن کرتے جیسا کہ ذکر کیا اسکو بعض شراح صحیح بخاری نے انتہی پس غور کا مقام ہی
کہ جو شی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگرچہ بعض وقت مین ہو اور صحابہ رض سے دائمی ثابت ہو اوسکو
بدعت کہدینا بجز جہالت اور گمراہی کے اور کیا کہا جاے اللہ تعالی ایسے عقیدۂ فاسدہ سے مسلمانون کو
محفوظ رکھے ۞ ای مومنو یہان عاقل و ہشیار رہو تم ✤ دجالونکے فتنون سے خبردار رہو تم ✤ معترض صاحب نے

اعتراضات ایسے پڑتے ہیں درحقیقت انبیا اور صحابہؓ پر ہیں اس عبادت میں امام صاحب کچھ مخصوص نہیں جو
اونپر معترض صاحب الزام بدعت دیتے ہیں بلکہ بڑے بڑے صحابہ اور تابعین نے ایسی عبادت شاقہ کی ہے
کہ دوسرے سے ممکن نہیں یہ جسقدر حالات ہمنے جلیل القدر صحابہ کے نقل کیے ہیں اگر شارع کی طرف سے ایسی عبادت
کی اجازت نہوتی تو ایسی عبادت صحابہ ہرگز نکرتے بلکہ ادنی صحابی بھی بدعت سے اجتناب کرتے تھے نہ کہ حضرت
عثمان رضؓ اور حضرت عمر رضؓ اور حضرت علی رضؓ اور عبداللہ بن عمر رضؓ وغیرہم ایسے امر کا ارتکاب کریں حاشا
وکلا ٭ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ٭ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر ٭ اویس قرنیؒ کے حال میں حلیۃ الاولیا
میں لکھا ہے حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيْمِ
نَا سَعِيْدُ بْنُ اَسَدِ بْنِ مُوْسٰى نَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ اَصْبَغَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ
اُوَيْسُ الْقَرْنِيُّ اِذَا اَمْسٰى يَقُوْلُ هٰذِهٖ لَيْلَةُ الرُّكُوْعِ فَيَرْكَعُ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ اِذَا اَمْسٰى
يَقُوْلُ هٰذِهٖ لَيْلَةُ السُّجُوْدِ فَيَسْجُدُ حَتّٰى يُصْبِحَ یعنی اویس قرنی جب شام ہوتی تو کہتے یہ شب
رکوع کی ہے پس رکوع کرتے یہانتک کہ صبح کر دیتے اور پھر جب شام کرتے کہتے یہ رات سجدہ کی ہے پس سجدہ کرتے
یہانتک کہ صبح کر دیتے انتہی اور سعید بن المسیب جو بڑے جلیل القدر تابعی ہیں اونکے حال میں اسی کتاب میں
لکھا ہے حَدَّثَنَا اَبُوْ مُحَمَّدٍ نَا اَحْمَدُ بْنُ رَوْحِ بْنِ حَامِدٍ نَا عَبْدُ الْمُنْعِمِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ
صَلّٰى سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْغَدَاةَ بِوُضُوْءِ الْعَتَمَةِ خَمْسِيْنَ سَنَةً یعنی عبدالمنعم اپنے
باپ ادریس سے روایت کرتے ہیں کہ کہا اونھوں نے سعید بن مسیب نے صبح کی نماز عشا کے وضو سے پچاس
برس تک پڑھی ہے اور ثابت بن اسلم تابعی جنھوں نے عبداللہ بن عمر رضؓ اور عبداللہ بن زبیر رضؓ سے روایت کی ہے
اور حضرت انس رضؓ کی خدمت میں چالیس برس رہے ہیں اونکے حال میں اوسی کتاب مذکور میں لکھا ہے حَدَّثَنَا
عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُثْمَانِيُّ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَلِيٍّ الْكَرَابِيْسِيُّ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ نَا
سِنَانٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَنَا وَاللّٰهِ اَدْخَلْتُ ثَابِتًا لَحْدَهٗ وَمَعِيْ حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ اَوْ رَجُلٌ
غَيْرُهٗ شَكَّ مُحَمَّدٌ فَلَمَّا سَوَّيْنَا عَلَيْهِ اللَّبِنَ سَقَطَتْ لَبِنَةٌ فَاِذَا هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ
فَقُلْتُ لِلَّذِيْ مَعِيَ اَلَا تَرٰى قَالَ اُسْكُتْ فَلَمَّا سَوَّيْنَا عَلَيْهِ التُّرَابَ اَتَيْنَا ابْنَتَهٗ

فقلنا ما کان عمل ابیک فقالت وما رأیتموہ فاخبرناہا فقالت کان یقوم اللیل خمسین سنۃ فاذا کان السحر قال اللھم ان کنت اعطیت احدا من خلقک الصلوۃ فی قبرہ فاعطنیہا فما کان اللہ لیرد ذلک الدعاء یعنی سنان اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونہون نے واللہ مین نے ثابت کو قبر مین رکھا تھا اور میرے ساتھ حمید طویل یا دوسرا شخص تھا یہ شک محمد بن سنان راوی کا ہی پس جبکہ اونپر ہمنے مٹی برابر کر دی ایک اینٹ نکل پڑی پس ہم نے دیکھا ناگاہ کہ وہ اپنی قبر مین کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہین پس مین نے اپنے ساتھی سے کہا کیا دیکھتا نہین کہا اوسنے چپ رہ پس جب ہمنے مٹی ڈال دی لوٹ کر اونکی لڑکی کے پاس آئے پس دریافت کیا ہمنے تمہارے والد کونسا عمل کرتے تھے اونہون نے کہا تمنے کیا دیکھا پس ہمنے اونکو اس واقعہ کی خبر دی اونہون نے کہا پچاس برس تک تمام رات قیام کرتے تھے پس جب صبح ہوتی کہتے ای اللہ اگر تو نے کسیکو مخلوقات اپنی سے قبر کے اندر نماز عطا کی ہو پس مجھکو عطا کرنا پس نہ تھا اللہ کہ رد کر دیتا اس دعا کو انتہی اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی مین روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل ہوئے اور رسی درمیان دو کھمبون کے تنی پائی فرمایا یہ کیسی رسی ہی لوگون نے عرض کیا کہ زینب نماز پڑھتی ہین جب تھک جاتی ہین تو اسکو پکڑ لیتی ہین فرمایا کھول دو چاہیے کہ نماز جبتک نشاط رہے پڑھے جب تھک جاوے بیٹھ جاوے انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ تمام رات نماز پڑھنا ممنوع نہین بلکہ جب آدمی کی طبیعت کسلمند ہو جاوے اوسوقت نماز کا لطف نہین ایسی نماز کو منع کیا ہی غرض جہان ممانعت ہی وہان طلق ممانعت نہین اور جہان حسب طاقت اجازت دی ہی وہان وقت نشاط تک دی ہی مطلقاً کثرت عبادت کو بدعت کہنا صریح احادیث صحیح کو باطل کر دینا ہی اور بے دلیل الزام دینا ہی حال آنکہ دعوای بے دلیل قبول خرد نہین ✦ باقی رہا جواب حدیث عبد اللہ بن عمرو اور جماعت صحابہ کا وہ بھی یاد رکھیے داشتہ آید بکار اقامۃ الحجہ مین لکھا ہی کہ حدیث عبد اللہ بن عمرو کا جواب یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حال سے معلوم کر لیا تھا کہ وہ جسکا التزام کرتے تھے ہین اوسکی مداومت پر قادر نہونگے پس ہدایت کی اونکو طرف طریقہ رخصت کے اور علت بیان کی کہ اونکے نفس کے لیے اونپر حق ہی اور اونکی اہل کا اونپر حق ہی اور یا نظر کہ جب ایسا کرینگے تو آنکھین ضعیف

ہوجاوینگے اور بدن نحیف ہوجائیگا پس دلالت کی اس امر نے کہ سعی کرنی عبادت مین اس طور سے

کہ ملال خاطر اور کسل طبع کی شورش ہو یا حقوق شرعیہ مین خلل واقع ہو جاوے تو ممنوع ہے اور دلالت اسکی

مطلق منع پر نہین اور جواب حدیث جماعت صحابہ کا یہ ہے کہ اونہون نے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

بہت کم جانا اور گمان کیا کہ آپ بوجہ مغفور ہونیکے عبادت مین زیادہ کوشش نہین کرتے اور ارادہ

اونہون نے اوس چیز کو واجب جاننا جسکو اللہ نے واجب نہین کیا تھا اور طریقہ آسان سے اعراض کیا اسیواسطے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے اونکو زجر کیا اور ہدایت کردی طرف طریقہ اپنے کے اور

فرمایا جو شخص میری سنت سے اعراض کرے یعنی اعراض کرے باینطور کہ جس طریقہ پر مین ہون اوسکو

حسن نہ سمجھے جیسا کہ ان لوگون نے گمان کیا تھا پس وہ شخص مجھسے نہین (یعنی اونمین سے نہین جو

میری مسلک اور ہدایت پر چلتے ہین) اور اس حدیث مین اس امر کی کہین دلالت نہین کہ جب آدمی

حسب طاقت اپنی عبادت مین کوشش کرے درانحالیکہ واجب کرنے والا غیر واجب کو نہو اور اپنے

مسلک کو مسلک نبوی پر فضیلت دینے والا نہو تو بھی یہ صورت جائز نہو گی انتہی اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی عبادت اختیار نکرنیکا باعث یہ ہے جو اسی کتاب مین لکھا ہے کہ بیشک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسقدر طاقت عبادت رکھتے تھے کہ اور آدمیونکو اتنی طاقت نہین

لیکن آپ کثرت عبادت کو بوجہ شفقت امت کا اور بوجہ ترحم کرنیکے اوپر اتباع اپنے کے ترک کرتے تھے تاکہ

لوگ بسبب اتباع اونکی کے تنگ نہون اور دلالت کرتا ہے اسپر قول عائشہ رض کا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم عمل کو ترک کرتے تھے حالانکہ اوس عمل کو دوست رکھتے تھے واسطے خوف اسکے کہ لوگ عمل کیا

کرنے لگین پس فرض ہو جاوے اونپر روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور ابو داؤد وغیرہ نے اور تحقیق ترک

کردی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح ساتھ جماعت کے بعد پڑھنے چند شب کے واسطے خوف اسکے

کہ لوگونپر فرض ہو جائیگی روایت کیا اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے اور ابو داؤد وغیرہ نے عائشہ رض سے

روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا پس عمر رض پیچھے آپکے برتن پانی کا لیکر کھڑے

ہوئے پس فرمایا کیا ہے یہ اے عمر رض کہا پانی آپکے وضو کے واسطے فرمایا نہین حکم کیا گیا مین کہ جب پیشاب

کرون وضو کر لیا کرون اور اگر ترتا مین تو سنت ہو جاتا اور امثال ایسکے بہت ہین انتہی اور معترض صاحب کے
دوسرے اعتراض کا جواب اقامۃ الحجہ مین یہ لکھا ہی فَاِنْ قُلْتَ بَعْضُ الْمُجَاهَدَاتِ مِمَّا لَا يُعْقَلُ وُقُوْعُهَا
كَثَمَانِ خَتَمَاتٍ فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ وَّكَادَاءِ اَلْفِ رَكْعَةٍ فِيْ لَيْلَةٍ وَّنَحْوِ ذٰلِكَ قُلْتُ وُقُوْعُ مِثْلِ
هٰذَا وَاِنِ اسْتُبْعِدَ مِنَ الْعَوَامِّ لٰكِنْ لَّا يُسْتَبْعَدُ ذٰلِكَ مِنْ اَهْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّهُمْ
اُعْطُوْا مِنْ رَّبِّهِمْ قُوَّةً مَّلَكِيَّةً وَّصَلُوْا بِهَا اِلٰى هٰذِهِ الصِّفَاتِ لَا يُنْكِرُهُ اِلَّا مَنْ
يُنْكِرُ صُدُوْرَ الْكَرَامَاتِ وَخَوَارِقِ الْعَادَاتِ یعنی اگر اعتراض کرے تو کہ بعض مجاہدات کا وقوع
عقل مین نہین آتا جیسے آٹھ ختم دن و رات مین اور ہزار رکعت ایک رات مین اور مثل اسکے کہتا ہون کہ وقوع
اسکا اگرچہ عوام سے بعید ہی لیکن اہل اللہ سے بعید نہین اسلیے کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف سے قوت ملکی عطا کیے
گئے ہین کہ اوسکی وجہ سے ان صفات کو پہونچ گئے ہین نہین انکار کرتا اسکا مگر وہ شخص جو منکر کرامات اور خرق
عادات کا ہو انتہی اور قفال مروزی کا قصہ موضوع گڑھا ہوا ہی چنانچہ خود نواب صاحب امیر بھوپال کی جنکو
معترض صاحب بہت سند لاتے ہین کشف الالتباس مین لکھتے ہین صاحب تحفہ شیعہ نے فرمایا ہی کہ علمای متاخرین
امامیہ نے واسطے الزام حنفیہ کے ایک حکایت جوڑی ہی کہ ایک شخص نے واسطے تفضیح مذہب ابو حنیفہ کے نبیذ سے
وضو کیا الی آخرہ چنانچہ منہج الفاضلین ملا محمد باقر مجلسی کے باب اول مین مذکور ہی انتہی حاصلہ نیز ملا علی قاری
نے انکار شدید کیا ہی قصہ قفال نقال کا امام الحرمین پر انتہی اگر کسی صاحب کو زیادہ تفصیل منظور ہو کتاب
اقامۃ الحجہ تصنیف مجمع الکمالات مولانا ابو الحسنات مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی کی ملاحظہ فرماوین
اگرچہ معترض صاحب نے امام صاحب کے بعض حالات کا ذکر کیا لیکن ہم بھی تو چند باتین اونکی کہ جنکے دیکھنے سے
آنکھوں مین نور اور دل کو سرور ہو مع کچھ حالات دیگر امید رجیہ کے بیان کر دین ہے ؎ اگر بمدح و ثنا ہر کسی ستودہ شود
تو آن کسی کہ ستودہ تست مدح و ثنا + امام محی الدین نووی شارح مسلم تہذیب الاسما مین لکھتے ہین کہا
ابو نعیم نے کہ امام ابو حنیفہ رح اچھی صورت والے عمدہ لباس والے عمدہ خوشبو والے نیک مجلس کثیر الکرم خوب مدارات
کرنے والے اپنے بھائی مسلمانوں پر تھے اور کہا امام ابو حنیفہ نے مین ابو جعفر امیر المومنین کے پاس گیا پس کہا
اونھون نے آپ نے کس سے علم حاصل کیا کہا مینے حماد بن ابی سلیمان سے اونھون نے ابراہیم نخعی سے اونھون نے

عمر بن الخطابؓ اور علی بن ابی طالبؓ اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباسؓ سے پس کہا ابو جعفر نے خوب علم
واثق حاصل کیا اور ایک دن امام ابو حنیفہ رح خلیفہ منصور کے پاس گئے پس کہا منصور نے یہ شخص اس وقت میں تمام
دنیا کا عالم ہے اور سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ کہا اونہوں نے میری آنکھ نے مثل ابو حنیفہ کے نہیں دیکھا
اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ کہا اونہوں نے امام ابو حنیفہ بڑے صاحب وقار تھے ایکدن ہم جامع مسجد میں
تھے پس ایک سانپ اونکی گود میں اوپر سے گر پڑا پس ہوا ہی اونکے اور سب آدمی بھاگ گئے پس سوا اسکے اونہوں نے
اوس سانپ کو جھاڑ دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور کچھ نکیا اور روح بن عبادہ سے روایت ہے کہ میں سنہ ڈیڑھ سو ہجری میں
ابن جریج کے پاس تھا پس خبر انتقال ابو حنیفہ کی اونکو پہونچی پس إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہا اور نہایت
غمگین ہوئے اور فرمایا کیسا بڑا عالم اوٹھگیا اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ میں اپنے والدین سے پہلے امام ابو حنیفہ
واسطے دعا مانگتا ہوں اور تحقیق میں نے اونسے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں حماد کیواسطے اپنے والدین کے ساتھ دعا
مانگتا ہوں اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہا اونہوں نے دیکھا میں نے مسعر بن کدام کو امام ابو حنیفہ کے حلقہ میں
کہا اور بیٹھے ہوئے اونسے سوال کرتے تھے اور فائدہ اوٹھاتے تھے اور نہیں دیکھا میں نے کسیکو کبھی کہ اوسنے فقہ میں امام ابو حنیفہ
عمدہ کلام کیا ہو اور وکیع سے روایت ہے کہ نہیں ملا میں زیادہ فقیہ بہ نسبت ابو حنیفہ کے اور نہ اونسے زیادہ اچھے نماز پڑھنیوالے اور نضر بن
شمیل سے روایت ہے کہ لوگ فقہ سے بالکل بیخبر رہتے تھے یہانتک کہ ہوشیار کردیا اونکو امام ابو حنیفہ نے ساتھ درستی کے کہ پونہچا دی
اونکا اور تلخیص کیا اوسکو اور بیان کردیا اوسکو اور امام شافعی سے روایت ہے کہ تمام آدمی فقہ میں امام ابو حنیفہ کے طفیلی ہیں
اور جعفر بن ربیع سے روایت ہے کہ میں امام ابو حنیفہ کے پاس پانچ برس رہا پس کسیکو میں نے اونسے زیادہ خاموش نہیں
پایا مگر جب کوئی بات فقہ کی سوال کیجاتی تو مثل دریا کے بہتے اور سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ ہمارے وقت میں
کوئی شخص امام ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا اور زافر بن سلیمان سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح
ایک رکعت میں رات گذار دیتے اوسمیں قرآن ختم کردیتے اور اسد بن عمرو سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فجر کی نماز
عشا کے وضو سے چالیس برس پڑھی اور اکثر رات کو ایک رکعت میں قرآن ختم کردیتے تھے اور اونکے رونے کی آواز
سنائی دیتی تھی یہانتک کہ ہمسایہ اونکے اوپر رحم کہاتے تھے اور شمار کیا گیا ہے کہ اونہوں نے قرآن کو جس جگہ وفات
پائی ہے سات ہزار مرتبہ پڑھا ہے اور مسعر بن کدام سے روایت ہے کہ میں ایک رات مسجد میں گیا پس دیکھا میں نے

ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوے پس ابھی معلوم ہوئی مجکو قرارت اوسکی اس طرح کی ایک منزل کہا مینے اب رکوع کریگا
پھر تہائی پڑھا پھر نصف پڑھا پھر اسیطرح وہ شخص پڑھتا رہا یہانتک کہ ایک رکعت مین کل قرآن ختم کردیا پس جبکہ دیکھا
مینے تو وہ امام ابوحنیفہ رح نکلے اور زائدہ سے روایت ہے کہ مینے امام ابوحنیفہ رح کے ساتھہ مسجد مین عشا کی نماز پڑھی
اور لوگ چلے گئے اور مجکو اونھون نے نہین جانا کہ مسجد مین ہے اور مینے ارادہ کیا کہ ایک مسئلہ انسے دریافت کرونگا
پس کھڑے ہوے اور نماز شروع کی پھر قرارت پڑھی یہانتک کہ اس آیت تک پہنچے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا
عَذَابَ السَّمُومِ پس اسی آیت کو دوہراتے رہے یہانتک کہ موذن نے صبح کی اذان کہدی اور مین انتظار ہی
مین رہا اور قاسم بن معن سے روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رح نے تمام رات اسی آیت مین قیام کیا بَلِ السَّاعَةُ
مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ پس بار بار اسی کو پڑھتے تھے اور گریہ اور زاری کرتے تھے اور
وکیع سے روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رح جب اپنی عیال کو نفقہ دیتے او سیقدر خیرات کرتے اور جسوقت
نیا کپڑا پہنتے اوسی قیمت کا اپنے اساتذہ کو پہنا دیتے اور جب اونکے سامنے کہانا رکہا جاتا تو اپنی خوراک سے
دو چند لیکر کسی محتاج کو دیدیتے اور وکیع سے یہ بھی روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رح بڑے امانتدار تھے اور
ہر شی پر اللہ کی رضا مقدم کرتے تھے اور اگر خدا کی راہ مین تلوارین اونپر پڑتین برداشت کرتے تھے اور
قیس بن ربیع سے روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رح متقی فقیہ بہت احسان اور صلہ کرنے والے تھے ہر اوس
شخص پر جو اونکے پاس التجا لیجاتا اور نہایت بخشش کرنے والے اپنے بھائیون پر تھے اور بغداد کی طرف مال روانہ
کرتے تھے اوسکا کپڑا خریدا جاتا اور کوفہ مین لایا جاتا اور ہر سال کا نفع جمع کرتے اور اوس سے اپنے مشایخ محدثین
کی حوائج اور قوت اور لباس خریدتے پھر باقی اشرفیان نفع کی اونکو دیتے اور کہتے انکو تم اپنی حوائج مین صرف
کرو اور نہ تعریف کرو مگر اللہ تعم کی اسلیے کہ مینے تمکو اپنے مال سے کچھہ نہین دیا ہے اللہ تعالی تمہارے واسطے میرے
ہاتھہ پر نفع بخشتا ہے پس رزق اللہ مین کسی غیر کو قوت نہین اور ابو یوسف رح سے روایت ہے کہا اونھون نے امام ابوحنیفہ رح
کسی حاجتمند سے سوال نہین کیے جاتے تھے مگر اوسکو پورا ہی کردیتے تھے اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہا
اونھون نے کہ مینے سفیان ثوری رح سے کہا کہ امام ابوحنیفہ رح غیبت سے بہت بعید رہتے ہین مینے اونکو نہین سنا
کہ کبھی کسی دشمن اپنے کی بھی غیبت کرتے ہون کہا واللہ وہ بڑے عقلمند ہین اپنی نیکیون پر اوس شی کو مسلط

نہین ہونے دیتے جو اونکو لیجاوے اور علی بن عاصم سے روایت ہی کہا اونھونے اگر امام ابو حنیفہ رح کی عقل نصف
اہل ارض کی عقل سے وزن کیجاوے تو انکی عقل اونکی عقل پر غالب آئے اور اسمعیل پوتے امام صاحب سے
روایت ہی کہا اونھونے ہمارے یہان ایک آٹا پیسنے والا رافضی تھا اوسکے دو خچر تھے ایک کا نام اوسنے ابو بکر
رکھا تھا اور دوسرے کا عمر پس ایک نے اوسکو بہت روندکر مار ڈالا پس امام ابو حنیفہ رح کو خبر دی گئی فرمایا دیکھو جسنے
اوسکو مارا ہی اوسکا نام عمر ہوگا پس دیکھا تو جیسا اونھونے کہا تھا ویسا ہی پایا اور اسمعیل بن علی بغدادی سے
روایت ہی کہا اونھونے امام ابو حنیفہ رح قاضی ہونیپر جبر کیے گئے پس قضا نہ قبول کی اور امام احمد بن حنبل
جب اسکو ذکر کرتے رویا کرتے اور اونکو ترحم آتا اور امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہی ابو یحیی حمانی اور ہشیم بن
بشیر اور عباد بن العوام اور عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح اور یزید بن ہارون اور علی بن عاصم
اور یحیی بن نصر اور ابو یوسف قاضی اور محمد بن الحسن اور عمرو بن محمد العنقزی اور ہوذہ بن خلیفہ اور
ابو عبد الرحمن المقری اور عبد الرزاق بن ہمام اور دوسرونے اور امام محمد سے روایت کی امام شافعی رح اور
ابو سلیمان جوزجانی اور ابو عبید قاسم بن سلام وغیرہم نے اور امام شافعی رح سے بالاسناد روایت ہی کہا اونھو
نے بھاری جسم والا مینے امام محمد سے زیادہ لطیف روح کا نہین دیکھا اور نہ کوئی فصیح زیادہ اونسے دیکھا
جب مین اونکو قرآن پڑھتے دیکھتا ایسا معلوم ہوتا گویا قرآن اونھین کی لغت مین نازل ہوا ہی اور
امام شافعی سے یہ بھی روایت ہی کہ امام محمد سے زیادہ عقیل مینے کسیکو نہین دیکھا اور اونھین سے روایت ہی کہ مینے
جسیم آدمی کی زیادہ امام محمد سے کسیکو نہین دیکھا اور اونھین سے روایت ہی کہ جب امام محمد کسی مسئلہ مین گفتگو
کرتے گویا قرآن نازل ہوتا ہی نہ کسی حرف کو مقدم کرتے اور نہ موخر اور اونھین سے روایت ہی کہ امام محمد آنکھ اور
دل کو بھر دیتے تھے اور انھین امام شافعی سے روایت ہی کہ مین امام محمد کے دو اونٹ بھرے ہوئے کتابونکا مالک
ہوا ہون اور یحیی بن معین سے روایت ہی کہ مینے جامع صغیر امام محمد سے لکھی اور ابو عبید سے روایت ہی کہ مینے
کوئی کتاب اللہ کا امام محمد سے زیادہ جاننے والا نہین دیکھا اور ابراہیم حربی سے روایت ہی کہا اونھون نے
مینے امام احمد سے کہا کہ آپکے پاس یہ مسائل دقیق کہان سے آئے فرمایا کہ امام محمد کی کتابون سے کہا امام شافعی نے
کسیکو مینے نہین دیکھا کہ اوس سے کوئی مسئلہ جسمین اعتراض ہو دریافت کیا جاوے اور اوسکے چہرہ پر ضیق نہ معلوم ہو

مگر امام محمد اور امام شافعی سے اونکے اوستاد امام مالک نے کہا کہ اللہ عز و جل نے تمہارے قلب پر نور ڈالا ہی پسکو
معصیت کی ظلمت سے مت بجھا دینا اور کہا امام شافعی نے جب مین امام مالک کے پاس گیا پس سُنا کلام میرا اور ایک ساعت
میری طرف دیکھا اور امام مالک کو فراست حاصل تھی فرمایا تمہارا نام کیا ہی مینے کہا محمد فرمایا اللہ سے ڈر اور گناہون
سے پرہیز کرنا قریب ہی کہ تمہاری ایک شان عظیم ہوگی اور کہا یحیی بن اکثم نے کہ مینے کسیکو زیادہ عقیل شافعی سے
نہین دیکھا اور کہا حمیدی نے سردار علمای زمانہ اپنے کے امام شافعی ہین اور حمیدی کے پاس جب امام شافعی کا ذکر ہوتا
کہتے ہمسے سید الفقہا شافعی نے یہ حدیث بیان کی اور امام شافعی نے روایت کی ہی علمای حجاز اور یمن اور
مصر اور عراق اور خراسان سے چنانچہ دار قطنی اور حاکم اور بیہقی نے اونکا ذکر کیا ہی اور اسیطرح اونھون نے
ذکر کیا اون لوگونکو جنھون نے اونسے روایت کی ہی اور فقہ حاصل کیا ہی مثل احمد بن حنبل اور ابو ثور اور حمیدی
وغیرہ کے اور ابراہیم حربی سے روایت ہی کہ امام احمد من اللہ تعالی علم اولین ہر قسم کا جمع کر دیا تھا اور ہیثم
ابن جمیل سے روایت ہی کہا دوست رکھتا ہون مین کہ میری عمر سے کم ہو جاے اور امام احمد کی عمر مین زیادتی
ہو جاے اور امام ابو حاتم حال امام احمد اور علی بن مدینی کے سوال کیے گئے کہا حافظہ مین دونون قریب ہین
مگر امام احمد فقیہ زیادہ ہین اور کہا عمرو بن محمد ناقد نے جب امام احمد کسی حدیث مین میرے موافق ہو جائین تو
پھر مین پروا نہین کرتا اوس شخص کی جو مخالفت میری کرے اور کہا امام شافعی نے مینے امام احمد
سلیمان بن داود ہاشمی سے زیادہ عقیل کسیکو نہین دیکھا اور کہا قتیبہ اور ابو حاتم نے جب تو کسیکو دیکھے کہ
امام احمد کو دوست رکھتا ہی پس جان لے کہ وہ صاحب سنت ہی اور امام احمد نے حدیث کو سفیان بن عیینہ اور
ابراہیم سعد اور یحیی القطان اور ہشیم اور وکیع سے سُنا ہی اور امام احمد سے روایت کی ہی اونکے شیخ عبد الرزاق
نے اور یحیی بن آدم اور ابو الولید اور علی بن المدینی اور بخاری اور مسلم اور ابو داود وغیرہم نے اور کہا
امام شافعی نے اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہوتے تو علم حجاز جاتا رہتا اور کہا حرملہ نے امام شافعی کسیکو
حدیث مین امام مالک پر ترجیح نہین دیتے تھے اور کہا وہیب بن خالد نے نہین ہی میان مشرق اور مغرب کے کوئی
زیادہ امانتدار حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام مالک سے اور امام شافعی سے باسناد صحیح روایت ہی کہ
روی زمین پر کوئی کتاب اکثر صواب کی موطای مالک سے نہین کہا علما نے اس قول کو امام شافعی نے قبل وجود

صحیحین کے کہا ہی اور وہ دونون موطا سے باتفاق علما زیادہ صحیح ہین اور امام مالک تبع تابعین سے ہین روایت
کی اونسے ابن جریج اور یزید بن عبداللہ بن ہادی اور اوزاعی اور ثوری اور ابن مبارک اور امام شافعی وغیرہم نے
اور محمد بن حمدویہ سے روایت ہی کہ سنا مینے امام بخاری سے کہتے تھے کہ مین ایک لاکھ حدیث صحیح اور دو لاکھ حدیث
غیر صحیح یاد رکھتا ہون اور حافظ ابو علی صالح بن محمد سے روایت ہی کہا نہین دیکھا مینے کسی خراسانی کو
زیادہ فہیم امام بخاری سے اور کہا زیادہ سمجھ والے حدیث کے امام بخاری ہین اور زیادہ حافظ حدیث کے ابو زرعہ
ہین اور وہ اکثر اونکے ہین حدیث مین اور محمد بن بشار شیخ بخاری سے روایت ہی کہ بصرہ مین مثل بخاری کے کوئی
نہین آیا اور جب امام بخاری بصرہ مین داخل ہوئے تھا اونہون نے آج سید الفقہا داخل ہوئے اور محمد بن عبد اللہ
ابن نمیر اور ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت ہی کہ ہمنے مثل امام بخاری کے نہین دیکھا اور ابو عیسی ترمذی سے ہمکو روایت
پونہچی ہی کہ مینے علل او تاریخ اور معرفت اسانید مین عراق اور خراسان مین کسیکو نہین دیکھا اور روایت
کیے گئے ہم امام مسلم سے کہ اونہون نے امام بخاری سے کہا کہ نہین بغض رکھیگا تمسے مگر حسد کرنیوالا اور مین
گواہی دیتا ہون کہ مثل تمہارے دنیا مین نہین اور محمد بن اسحق بن خزیمہ سے ہمکو روایت پونہچی ہی کہا اونہون نے
نہین آسمان کے تلے زیادہ جاننے والا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بخاری سے نہین دیکھا اور بغداد مین
اوستاد اونکے محمد بن عیسی الطباع اور محمد بن سابق اور احمد بن حنبل اور اقران اونکے ہین اور روایت کی
اونسے ابو الحسین مسلم بن الحجاج صاحب صحیح اور ابو عیسی ترمذی اور ابو عبد الرحمن نسائی وغیرہم نے
انتہی مختصراً اور مرقات شرح مشکوۃ مین ہی قَالَ ابْنُ حَجَرٍ [illegible] وَتَلَمَّذَ لَهُ كِبَارٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ
وَالْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَالْإِمَامُ مَالِكُ بْنُ
أَنَسٍ انتہی وَمِنْهُمْ دَاؤُدُ الطَّائِيُّ وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَدْهَمَ وَفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ وَغَيْرُهُمْ
مِّنْ أَكَابِرِ السَّادَةِ الصُّوْفِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ یعنی کہا ابن حجر نے کہ شاگرد ہوئے
امام ابو حنیفہ رحمہ کے بڑے بڑے ایمہ مجتہدین اور علمای راسخین مثل عبد اللہ بن المبارک اور لیث بن سعد اور
امام مالک کے انتہی اور اونمین سے داؤد طائی اور ابراہیم ادہم اور فضیل بن عیاض وغیرہم اکابر صوفیہ سے
ہین انتہی ان تحریرات سے معلوم ہوا کہ امام مالک امام صاحب کے شاگرد ہین اور امام شافعی امام مالک اور امام محمد کے

شاگرد ہین اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد ہین اور امام احمد کے امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد
شاگرد ہین اور امام بخاری کے امام ترمذی و امام نسائی شاگرد ہین امام اعظم کے شاگردونکے ہین شاگرد بھی
بخاری شافعی مسلم نسائی ترمذی احمد غرض کوئی محدث الا ماشاء اللہ ایسا نہین جسکو امام ابو حنیفہ رح سے
بلاواسطہ یا بالواسطہ تلمذ حاصل نہو اسیطرح عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح کے وسطے سے بھی
تلمذ ہے دونون بھی امام صاحب کے شاگرد ہین امام بخاری و مسلم وغیرہما امام صاحب کے بالواسطہ تلمیذ رشید
ہین اسیطرح امام ابو یوسف کے امام احمد و امام محمد اور یحیی بن معین وغیرہ شاگرد ہین غرض عاقل کے واسطے اتنا
کافی ہے اور متعصب اور بیدین کے واسطے اگرچہ کتنے ہی سلسلے ہم بیان کرینگے وہ اپنی مرغی کی ایک ہی ٹانگ کہے جائیگا
اور کج فہمی سے باز نہ آئیگا رہا ٹیڑھا مثال نیش کژدم کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا اور خیرات الحسان مین
ہے کہ جب امام شافعی بغداد مین داخل ہوئے اور امام صاحب کی زیارت کو گئے اور دو رکعتین پڑھین اوسمین رفع یدین نکیا
اور ایک روایت ہے کہ دو رکعتین صبح کی پڑھین اور اوسمین قنوت نہ پڑھا پس کہا گیا اونسے فرمایا بسبب ادب اس امام کے
یہ کہ ظاہر کرون مین مخالفت اونکی حضور مین اور تلمذ کیا اونسے بڑے مشایخ ایمہ مجتہدین اور علمای راسخین نے
مثل امام جلیل عبد اللہ بن مبارک کے کہ جنکی جلالت در علم اور تقدم در زہد پر اجماع ہے اور مثل امام لیث بن سعد اور
مثل امام مالک بن انس کے اور کفایت کرتے ہین تجھکو یہ ایمہ اور مثل امام مسعود بن کدام اور زفر اور ابو یوسف
اور محمد وغیرہم کے اور جب عبد اللہ بن مبارک کے پاس اونکا ذکر ہوا کہا گیا اوس شخص کا تم ذکر کرتے ہو جسپر دنیا پیش کی گئی تو اوس شخص نے اوس سے اعراض کیا اور جب ابو جعفر منصور نے دس ہزار درہم حسن بن قحطبہ کے ہاتھ
بھجوائے تو امام ابو حنیفہ رح اونکو رد نکرسکے اپنے بیٹے حماد کو وصیت کی کہ بعد انتقال کے انکو واپس کرینا پس
اونھون نے ایسا ہی کیا کہا حسن نے رحمت خدا کی تمہارے والد پر کہ اپنے دین پر بڑے مضبوط تھے اور نہین مشغول ہوئے
امام ابو حنیفہ رح ساتھ دعوت کرنے اوسکی طرف مذہب اپنے کے مگر بسبب اشارہ کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
خواب مین طرف اونکے تا کہ دعوت کرین لوگونکو طرف مذہب اپنے کے پس جبکہ ہوا اونکو اذن تقسیم کیا خزانہ علم کو
اوپر مستحقین اوسکے کے اور جانا کہ یہ امر حتمی لا بد ہے پس دعوت کی آدمیونکی طرف اوسکے پس ظاہر ہوا مذہب اونکا
پھیل گیا اور کثیر ہوئے مقلدین اونکے اور رسوا ہوئے حاسد اونکے اور نفع بخشا اللہ نے شرق اور غرب اور عرب و عجم کو اوپر

نصیب کیا بہرہ وافی اونکے مقلدین مین پس مستعد ہوئے وہ ساتھہ لکھنے اصول اور فروع مذہب اونکے کے اور نظر
دقیق سے منقول اور معقول اوسکے مین یہانتک کہ بحمد اللہ ہوگیا وہ مذہب محکم قواعد اور ارکان فی الدین اور تایید کرتا ہی
اسکی بیان کرنا بعض اصحاب مناقب کا کہ ثابت ہی الدا امام صاحب کے صغر سنی مین حضرت علی رضہ کی خدمت
مین لائے گئے پس حضرت علی رضہ نے اونکے اور اونکی اولاد کے حق مین برکت کی دعا کی اور امام ابو حنیفہ رحمہ
جو کچھہ دیے گئے اسی دعا کی برکت سے دیے گئے اور کمال تقوی اونکے سے ہی کہ وہ چہوڑ بیٹھے بکری کا گوشت کہانا
چھوڑ دیا جبکہ سنا کہ ایک بکری کوفہ مین گم ہوگئی ہی یہانتک کہ اوسکی موت کا اعلام ہوگیا اور وہ شی جو مذکور ہی
طریقوں اونکے سے حصر مناقب اونکے کا اوس سے نہین ہی بلکہ یہ بیان ایک قطرہ اوس سمندر کا ہی جسکے ساحل کا
پتا نہین اور اونہون نے عشا کے وضو سے چالیس برس صبح کی نماز پڑھی پس کہا گیا اوس شخص نے آپکو اس عمل پر
قوی کیا کہا مینے اللہ سے ساتھہ اسما کے دعا مانگی تھی جسکا مجموع دو آیتین ہین یعنی محمد رسول اللہ آخر سورہ فتح تک
اور دوسری ثم انزل علیکم من بعد الغم الایہ سورہ آل عمران مین اور اگر تو نجات کا آخرت مین ارادہ کرے
یہ اعتقاد رکھنا کہ ہر ایک ایمہ مجتہدین اور علمای عاملین سے ہدایت اور رضای الہی پر ہین اور سب ماجور ہین تمام
حالات مین باتفاق ایمہ نقل اور برہان کے اور تحقیق روایت کی ہی بیہقی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جو چیز تمکو کتاب اللہ سے دی جاے تو عمل کرو اوسپر عذر اوسکے ترک کرنے پر نہین پہونچتا پس اگر کتاب مین نہو تو سنت
اختیار کرو اور اگر سنت نہو تو جو میرے اصحاب کہین کہ تحقیق اصحاب میرے مثل ستارونکے ہین آسمان مین پس
جسکی پیروی کروگے ہدایت پاجاوگے اور اختلاف اصحاب میرے کا واسطے تمہارے رحمت ہی اور کہا
امام ابو یوسف نے نہین دیکھا مینے کسیکو زیادہ جاننے والا تفسیر حدیث کو امام ابو حنیفہ رحمہ سے اور تھے وہ زیادہ بصیر حدیث صحیح
مین مجھسے اور امام ابو حنیفہ رحمہ نے وہ کام کیے کہ دوسرا اوس سے عاجز تھے اور باوجود اسکے حاسدین اونکے بہت ہوئے
اور یہ سنت اللہ کی ہی اپنی مخلوق مین ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور بسبب دقت قیاسات کے
اونکے کہ مزنی شاگرد امام شافعی کے اونکے کلام کو دیکھا کرتے یہانتک کہ اونکے بھانجے امام طحاوی کو
اس بات نے برانگیختہ کیا کہ مذہب شافعی سے انتقال کرکے مذہب حنفی اختیار کیا **فصل بارھوین** اون صفات
مین ہی جنسے امام ابو حنیفہ رحمہ اپنے بعد والون پر ممتاز تھے اور وہ صفات بہت ہین بعض انمین سے

یہ ہین کہ اونھون نے ایک جماعت صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر اسکا اوپر گذر چکا ہی اور صحت کو پہونچا ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقہ سے کہ فرمایا آپ نے خوشخبری ہو اوسکو جسنے مجھکو دیکھا اور اوسکو جسنے میرے
دیکھنے والونکو دیکھا اور بعض اون صفات سے یہ ہین کہ امام ابو حنیفہ رح اوس قرن مین پیدا ہوئے ہین کہ جنکی خیر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطرق کثیرہ ثابت ہوا کہ بہتر قرنونکا میرا قرن ہی پھر جو لوگ کہ اوسکے متصل
ہین اور روایت مسلم مین ہی کہ بہتر آدمیونکا وہ قرن ہی جسمین مین ہوا ہون پھر دوسرا پھر تیسرا اور بعض اون
صفات سے وہ ہین کہ اونھون نے زمانہ تابعین مین اجتہاد کیا اور فتوی دیا بلکہ جب اعمش نے حج کا ارادہ کیا
تو امام ابو حنیفہ رح کی خدمت مین کسیکو بھیجا تاکہ امام اونکے واسطے مناسک حج لکھدین اور اعمش کہا
کرتے تھے مناسک حج کے امام ابو حنیفہ رح سے لکھلو کیونکہ مین اونسے زیادہ جاننے والا فرائض اور نوافل حج کا
کسیکو نہین جانتا پس نظر کر تو شہادت پر واسطے امام ابو حنیفہ رح کے اعمش جیسے شخص سے اور بعض اون
صفات سے روایت کرنا اکابر شیوخ اونکے و غیرہم کا اونسے مثل عمرو بن دینار کے اور بعض اون صفات سے
یہ ہی کہ جتنے اونکے اصحاب ہوئے اتنے اصحاب کسی کے بعد اونکے نہین ہوئے چنانچہ بیان کیا گیا اور کہا ایک شخص نے
نزدیک وکیع کے خطا کی امام ابو حنیفہ رح نے بیچ حج کا اوسکو وکیع نے اور کہا جو اسکو کہتا ہی وہ بڑا گمراہ ہے
کیونکر وہ خطا کرتے حالانکہ اونکے پاس ائمہ فقہ مثل ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر کے اور ائمہ
حدیث کے اور نام لیا وکیع نے اونکا اور ائمہ لغت اور عربیت کے اور شمار کیا اونکو اور ائمہ زہد اور تقوی کے
مثل فضیل اور داؤد طائی کے ہین اور جسکے اصحاب ایسے لوگ ہون وہ شخص خطا نہین کر سکتا اسلیے کہ اگر خطا کرتے
تو وہ اونکو حق کی طرف لوٹا دیتے اور بعض اون صفات سے یہ ہی کہ وہ اول اون لوگونکے ہین
جنھون نے علم فقہ کو مدون کیا اور بابون اور کتابونکی ترتیب دی جیسا کہ آجکے دن موجود ہی اور اتباع
کیا اونکا امام مالک نے موطا اپنے مین اور جو پہلے اونکے تھے وہ اعتماد اپنے حافظہ پر کرتے تھے اور وہ
اول اون لوگونکے ہین جنھون نے کتاب فرائض اور کتاب شروط کی بنیاد کی ہی اور بعض اون صفات سے
منتشر ہونا مذہب اونکے کا اون اقالیم مین کہ سوای اونکے دوسرا طریق نہین مثل ہند اور سند اور روم
اور ماوراء النہر کے اور بعض اون صفات سے تخریج کرنا اپنے نفس پر اور علماء غیرہم پر اپنے ہاتھ کا مال اور

نہین قبول کرتے تھے کسیکی بخشش کو اور متواتر ہونا کثرت عبادت اور زہد اور اعتماد وغیرہ اونکی کا اور
امام شافعی نے امام مالک سے چند لوگونکا حال دریافت کیا پس انھون نے جواب دیا پھر پوچھا کہا امام موصوف نے
حال امام ابو حنیفہ رح کا امام مالک نے کہا سُبْحَانَ اللہِ لَمْ اَرَ مِثْلَہٗ تَاللہِ یعنی قسم ہے اوس خدا کی پاک
کی کہ مثل ابو حنیفہ رح کے ہمنے کسیکو نہین دیکھا اور کہا ثوری نے اوس شخص سے جو امام ابو حنیفہ رح کے پاس سے
آیا اور اوسنے اونسے کہا کہ مین امام ابو حنیفہ رح کے پاس سے آیا ہون بلکہ سب زمین والونکے بڑے فقیہ کے
پاس سے آیا ہون اور کہا ثوری نے جو شخص امام ابو حنیفہ رح کی مخالفت کرتا ہے وہ محتاج اس امر کا ہے کہ اونسے
علم مین اعلی ہو اور کہا گیا اونسے جبکہ اونکے سر کے نیچے امام ابو حنیفہ رح کے کتاب رہن دیکھی کہا آپ اسکو
دیکھا کرتے ہین کہا مین دوست رکھتا ہون کہ میرے پاس کل کتابین اونکی ہون اور کہا ابو یوسف نے
ثوری مجھسے امام صاحب کی متابعت زیادہ کرتے ہین اور کہا امام احمد نے اونکے حق مین کہ وہ اہل علم سے
اور اہل تقوی اور اہل زہد سے ہین اور اختیار کرنیوالے تھے آخرت کو اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ دوسرا کوئی اوسکو
نہین پائیگا اور خطیب نے بعض ائمہ زہاد سے نقل کیا ہے کہ کہا اونھون نے اہل اسلام پر واجب ہے کہ اپنی نماز مین
امام ابو حنیفہ رح کے واسطے دعا مانگا کرین کیونکہ اونھون نے حدیث اور فقہ کے اونکے واسطے حفاظت کی
ہے اور کہا مکی بن ابراہیم نے امام ابو حنیفہ رح اپنے زمانہ والون سے زیادہ عالم ہین اور کہا یحیی بن سعید القطان نے
نہین سنا ہمنے مستحسن اور صواب زیادہ رای امام ابو حنیفہ رح سے اور کہا عیسی بن یونس نے مت تصدیق
کرنا تم کسیکے برا قول کہنے مین امام ابو حنیفہ رح کے حق مین قسم ہے خدا کی کوئی اونسے افضل اور فقیہ زیادہ مینے نہین
دیکھا اور کہا معمر نے کسیکو مینے نہین دیکھا کہ زیادہ اچھا فقہ مین کلام کرتا ہو اور زیادہ عمدہ شرح حدیث
کی کرتا ہو امام ابو حنیفہ رح سے اور کہا امام حافظ نقاد یحیی بن معین نے فقہا چار ہین ابو حنیفہ رح اور سفیان رح
اور مالک اور اوزاعی اور فقہ فقہ ابو حنیفہ کی ہے اسی پر پایا مینے لوگونکو اور سوال کیے گئے سفیان رح
امام صاحب کے حال سے کہا تھے ثقہ بڑے سچے فقہ اور حدیث مین امانت دار دین اللہ مین اور کہا عبد اللہ
ابن مبارک نے دیکھا مینے حسن بن عمارہ کو امام ابو حنیفہ رح کی رکاب پکڑے ہوے ہو درانحالیکہ کہتے تھے
قسم ہے خدا کی مینے کسیکو نہین دیکھا فقہ مین آپ سے زیادہ کہ عمدہ کلام کرتا ہو اور نہ زیادہ حاضر جواب آپ سے

اُسیکو اور آپ سردار اون لوگونکے ہین جنھون نے فقہ مین تمہارے وقت مین گفتگو کی ہی اور نہین کلام
کرتے وہ اونکی نسبت مین مگر حسد سے اور کہا حافظ عبد العزیز نے ابو رواد کے کہ جو شخص دوست رکھے امام ابو حنیفہ
کو پس وہ سنّی ہی اور جو بغض رکھے اونسے پس وہ بدعتی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ درمیان ہمارے اور درمیان
لوگونکے امام ابو حنیفہ رح ہین پس جو شخص اونکو دوست رکھے گا جانینگے ہم کہ وہ اہل سنت سے ہی
اور جو شخص بغض رکھیگا اونسے جانینگے ہم کہ وہ اہل بدعت سے ہی اور کہا خارجہ بن مصعب نے امام ابو حنیفہ فقہا مین
مثل قطب چکی کے ہین وہ مثل اوس صراف کے ہین جو کہ سونے کو پرکھتا ہی اور کہا حافظ محمد بن میمون نے نہین تھا
زمانہ امام ابو حنیفہ رح مین کوئی زیادہ عالم اور نہ زیادہ متقی اور نہ زیادہ زاہد اور نہ زیادہ عارف اور نہ زیادہ فقیہ
اونسے اور قسم خدا کی نہین خوش آتے مجھکو بعوض سننے میرے کے اونسے ایک لاکھ دینار اور امام صاحب کا نزدیک
داؤد طائی کے ذکر ہوا فرمایا وہ ستارے ہین کہ راہ چلنے والا اونسے ہدایت پاتا ہی اور علم ہین کہ قبول کرتے ہین
اوسکو دل مومنونکے اور کہا خلف بن ایوب نے آیا علم خدا سے طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر اونسے طرف
صحابہ کے پھر اونسے طرف تابعین کے پھر آیا طرف امام ابو حنیفہ رح اور اصحاب اونکے کے پس جسکا جی چاہا اسپر غصہ
ہوجائے اور کہا گیا واسطے بعض ائمہ کے کیا وجہ ہی کہ آپ امام صاحب کے ذکر کے وقت اونھین کی مدح صرف
کرتے ہو اور کی تعریف نہین کرتے کہا اونھون نے اسلیے کہ جیسا اونکا مرتبہ ہی ویسا اورونکا نہین ہی اور
کم نفع پایا لوگون نے اونکے علم سے پس خاص اونھین کی تعریف وقت ذکر کے کرتا ہون تاکہ لوگ اونکے واسطے
دعا کرنے مین رغبت کرین اور روایتین ایسے سوا اسکے بہت آئی ہین اور منصف کے واسطے اسکا بعض بھی
کافی ہی اور کہا ابو مطیع نے نہین داخل ہوا مین طواف کرنیکو شب مین کسی وقت مگر دیکھا مینے امام ابو حنیفہ کو طواف
کرتے پایا اور امام ابو حنیفہ رح جب کہ نماز پڑھتے تھے تو بوریے پر آنسو اونکے گرتے مثل بارش کے آواز
سنائی دیتی تھی اور علامت رونے کی اونکی آنکھون اور اونکے رخسارون پر معلوم ہوتی تھی اور امام ابو حنیفہ نے
اپنے بعض جلیسونپر کپڑے خراب خستہ دیکھے تو حکم کیا اونکو کہ بیٹھے رہین یہانتک کہ لوگ چلے گئے پس فرمایا
اوس شخص سے جو مصلے کے نیچے ہی اوسکو لیلو پس وہ شخص اوٹھانے لگا تو ایک ہزار درہم معلوم ہوئے اور جب اونکے
لڑکے حماد نے سورۂ فاتحہ یعنی الحمد ختم کی تو معلم کو پانسو درہم عطا فرمائے اور ایک روایت مین ہی کہ ہزار درہم

دیے اور عذر کیا اور فرمایا اسوقت ہمارے پاس ہوتا تو بوجہ تعظیم قرآن کے اس سے زیادہ دیتے اور کہا بکر بن
معروف نے کسیکو بیچ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین زیادہ اچھی خصلت کا امام ابو حنیفہ رح سے نہین دیکھا اور
کہا وکیع نے کہا مجھسے امام ابو حنیفہ رح نے نہین مالک ہوا مین چالیس برس سے زیادہ چار ہزار درہم کا مگر مینے زیادہ کو
خارج کر دیا اور فقط چار ہزار کو رکھلیتا ہون بوجہ فرمانے حضرت علی رض کے کہ چار ہزار اور کچھہ کم اوسکا نفقہ ہی
اور امام ابو حنیفہ رح اپنے قرضدار کے درخت کے سایہ مین نہین بیٹھتے تھے اور کہتے تھے جو قرض کہ منفعت کھینچے پس وہ
ربا ہی اور جب امام صاحب نے وفات پائی تو حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے اونکو غسل دیا اور ابو رجاء عبد اللہ
ابن واقد ہروی نے پانی ڈالا اور جب حسن بن عمارہ غسل سے فارغ ہوئے تو کہا رحم کرے اللہ تم پر تیس برس سے
برابر روزے رکھتے تھے اور رات کو چالیس برس سے تکیہ نہین لیتے اور تھے آپ فقیہ تر ہمارے اور عابد تر اور زاہد تر اور
جامع تر خصلتون خیر کے ہمارے اور نہین فارغ ہوئے تھے غسل سے مگر اہل بغداد سے بیشمار مخلوق جمع ہو گئے تھے کہ سوا
خدا کے کسیکو گنتی نہین معلوم تھی گویا کہ وفات اونکی کی ندا کر دی گئی تھی اور نماز پڑھنے والو نمین سے بعض نے
کہا ہی کہ پچاس ہزار آدمی تھے اور بعض نے کہا ہی اس سے بھی زیادہ تھے اور چھہ مرتبہ نماز پڑھی گئی اخیر مین اونکے لڑکے
حماد نے پڑھی اور بسبب شدت ازدحام کے عصر تک دفن پر قدرت نہوئی اور آدمیون نے بیس روز تک اونکی قبر پر نماز
پڑھی اور وصیت کی تھی کہ قبرہ خیزران مین جانب شرقی دفن کیا جاؤن کیونکہ زمین اوسکی طیب ہی کچھ
غصب کی ہوئی نہین ہی اور جب ابن جریج فقیہ مکہ اور شیخ الشیخ امام شافعی کو خبر پہونچی انا للہ و انا الیہ راجعون
کہا اور فرمایا کیسا بڑا عالم چلا گیا اور جب شعبہ کو خبر پہونچی انا للہ کہا اور کہا کوفہ سے نور علم کا بجھہ گیا اور آگاہ ہو
کہ اب کبھی وہ لوگ مثل اونکے کسیکو نہین دیکھینگے اور بعد مدت مدید کے بادشاہ ابو سعید مستوفی خوارزمی نے اونکی
قبر پر ایک بڑا قبہ بنوا دیا اور اوسکے پہلو پر ایک مدرسہ طیار کرایا اور صدقۃ المقابر سے ہی کہ وہ مستجاب الدعوات تھے
روایت ہی کہ جب امام ابو حنیفہ رح دفن کیے گئے تو اونھون نے ہاتف غیب کی آواز تین رات برابر سنی کہ کہتا تھا
فقاہت جاتی رہی پس نہین فقہ ہی واسطے تمھارے پس ڈرو تم اللہ سے اور ہو تم خلف وفات پا گئے نعمان
پس کون ہی ایسا کہ رات بھر جاگے اور بعض نے کہا ہی شب انتقال مین جنات روئے اور لوگ آواز اونکی سنتے تھے
اور کسی شخص کو نہین دیکھتے تھے **فصل پنتیسوین** ادب کرنے مین اماموں کے امام ابو حنیفہ رح سے

بعد انتقال کے جیسا کہ وہ اونکی حیات مین ادب کرتے تھے اور یہ کہ قبر اونکی ادای حاجات کی
غوث ہی جانتے کہ ہمیشہ علما اور صاحب حاجات اونکی قبر کی زیارت کرتے ہین اور قضای حاجات
مین اونکو وسیلہ گردانتے ہین اونمین سے امام شافعی ہین جبکہ وہ بغداد مین تھے تو اونسے مروی ہی فرمایا
اونھون نے مین امام ابو حنیفہ رح کی قبر سے برکت لیتا ہون اور اونکی قبر پر آیا کرتا ہون پس جب کوئی حاجت
مجھکو پیش ہوتی ہی تو دو رکعت پڑھتا ہون اور اونکی قبر کی طرف آتا ہون اور اللہ تعالی سے نزدیک قبر کے
سوال کرتا ہون تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہی اور روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح نے جناب باری کو
ننانوے مرتبہ خواب مین دیکھا ہی پس دل مین کہا اگر ابکی مرتبہ دیکھونگا تو سوال کرونگا کہ خلائق کو اپنے عذاب
سے نجات دیگا پس دیکھا اور سوال کیا پس قبول کیا اوسکو اللہ نے اور ابو معافی فضل بن خالد سے روایت ہی کہ
مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس عرض کیا مینے یا رسول اللہ امام ابو حنیفہ رح کے
علم کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین فرمایا یہ وہ علم ہی جسکی لوگونکو احتیاج پڑتی ہی اور مسدد بن عبد الرحمن بصری
سے روایت ہی کہ وہ مکہ مین درمیان رکن اور مقام ابراہیم کے قبل فجر سوئے پس دیکھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو پس عرض کیا یا رسول اللہ آپ اونکی نسبت جو کوفہ مین نعمان بن ثابت تھے کیا فرماتے ہین
ہین اونکا علم اخذ کرین پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخذ کرو علم اونکا اور عمل کرو اونکے علم پر
کہ وہ شخص اچھا ہی اور بعض نے اماموں حنبلی المذہب مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا
پس عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو مذاہب سے مطلع فرمائیے فرمایا مذہب تین ہین پس میرے قلب مین واقع ہوا
کہ امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کو بوجہ تمسک رای کے خارج کرینگے پس شروع کیا آپ نے اور فرمایا ابو حنیفہ رح
اور شافعی اور احمد پھر فرمایا مالک چوتھے ہین انتہی ملخصاً پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس بیان سے
تعیین مذہب اور تقلید ائمہ مجتہدین کی ثابت ہو گئی اور غیر مقلدونکو چون و چرا کرنے کی جگہ باقی نہین رہی
ہان البتہ اسکو خواب و خیال سمجھکر اعتبار نکرینگے لیکن رویای صالحہ کے انکار سے منکر جزو نبوت شریف کے ہونگے
کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ سچا خواب نبوت کا ایک حصہ ہی اور نیز اس بیان سے شرف و منزلت امام صاحب کی
تینون ائمہ مجتہدین پر ثابت اور متحقق ہو گئی اور درباره استنباط مسائل اور احکام شرعی کے آپکو کسقدر

مگر بڑے متعصب اور بڑے جاہل نے اور طعن کرنے والا اگر محدث یا شافعی ہوگا تو ہم اوسپر اونکے مناقب کی
کتابین جو اوسکے علماے مذہب نے تصنیف کی ہین پیش کرینگے اور اوسکو وہ مناقب امام صاحب کے
جو اوسپر مخفی ہین دکھلا دینگے جیسے جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ رح
تصنیف کی ہی اور ابن حجر مکی نے خیرات الحسان فی مناقب النعمان لکھی ہی اور ذہبی نے اونکو تذکرۃ
الحفاظ مین درج کیا ہی اور اونکی مدح کی ہی اور ایک رسالہ اونکے مناقب مین لکھا ہی اور ابن خلکان نے اونکے
مناقب اپنی تاریخ مین ذکر کیے ہین اور یافعی نے مرآت الجنان مین مناقب بیان کیے ہین اور حافظ ابن حجر
عسقلانی نے تقریب وغیرہ مین ذکر کیا ہی اور تعریف کی ہی اور امام نووی شارح مسلم نے تہذیب الاسماء مین
اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین مناقب لکھے ہین اور اگر وہ شخص مالکی ہوگا تو اوسکے علمانے جو مناقب
لکھے ہین اونسے اوسکو واقف کرینگے مثل حافظ ابن عبد البر وغیرہ کے اور اگر وہ شخص حنبلی ہوگا تو اوسکے
مذہب والے علما کی تصریحات پر مطلع کرینگے مثل یوسف بن عبد الہادی حنبلی کے جنھون نے تنویر الصحیفہ فی
مناقب ابی حنیفہ لکھی ہی اور اگر وہ شخص مجتہدین سے ہوگا تو ہم اوسکو مجتہدین اور محدثین کا کلام سنا دینگے
اور اگر عامی لامذہب ہوگا تو وہ چوپایون سے ہی بلکہ اونسے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہی اوسکو ہم تعزیر کا مستحق
کرینگے انتہی پس فضائل و مناقب امام صاحب کے بیان کرنے کو ایک دفتر درکار ہی اس مختصر مین اوسکی گنجایش
نہین اور سوا اسکے ان مناقب کو مقلدین سنکر خوشی سے باغ باغ ہونگے اور منکرین کے دل آتش حسد سے
داغ داغ ہوجائینگے ع اندکی باتو بگفتم و بدل ترسیدم + کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست +

قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ جہان دو حدیثین آپسمین
متعارض ہین وہان امام اعظم نے اوس حدیث پر عمل کیا ہی جسمین احتیاط بھی پائی جاتی ہی اور صحیح
بھی زیادہ ہی سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ بہت سی حدیثین ایسی ہین کہ جن پر
امام اعظم نے عمل نہین کیا وہ بہ نسبت اون حدیثونکے کہ جن پر امام اعظم نے عمل کیا ہی صحیح بھی زیادہ
ہین اور احتیاط بھی اونہین پر عمل کرنے مین ہی موجود ہین الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل
نہین کہ ہر جگہ احتیاط ہی پر عمل ہی یہ محض معترض صاحب نے خود مغالطہ دیا بلکہ حنفیہ اسکے قائل ہین

کہ مسائل استنباطی مین اکثر احتیاط کی گئی ہی اور جن مسائل مین صریح حدیث موجود ہو اونمین احتیاط اور عدم احتیاط سے کیا علاقہ ہی معترض صاحب کی فہم کے قربان جائیے یہ تو آپکی مطلب دانی اور پھر اعتراض کس پر امام اعظم صاحب پر ع تو خودی نشنوی بانگ دہل را رموز سلطان راچہ دانی مصنف ابن ابی شیبہ مین اسی قسم کے سوا و مسائل موجود ہین معترض صاحب نے اکثر وہی نقل کر دیے ہین حالانکہ محققین حنفیہ اون اعتراضونکی پہلے ہی دھجیان اوڑا چکے ہین آپ سنئے کہ حدیث طلق کی بسرہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہی اور اگر امام شافعی نے اس حدیث پر بوجہ نہ معلوم ہونے حال قیس کے عمل نہین کیا مگر معترض صاحب کو تو حال اونکا معلوم ہوگیا ہوگا اونکو تو چاہیئے کہ حدیث چھوڑ کر کیون ایسی حدیث پر عمل کیا جسمین بعض محدثین کو کلام ہی اور پھر مزید یہ کہ ان جہت طعن پر بھی کمر باندھی اور اگر ابتک قیس کی اونکو بھی خبر نہین تو ہم بتلائے دیتے ہین تقریب التہذیب میں لکھا ہی قَیْسُ بْنُ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ الْحَنَفِیُّ الْیَمَامِیُّ صَدُوْقٌ مِّنَ الثَّالِثَۃِ وَهِمَ مَنْ عَدَّهٗ مِنَ الصَّحَابَۃِ یعنی قیس بن طلق سچے ہین اور تابعین کے طبقہ وسطی سے ہین جس شخص نے اونکو صحابہ سے شمار کیا ہی اوسنے وہم کیا ہی انتہی اور ترمذی مین لکھا ہی وَحَدِیْثُ مُلَازِمِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بَدْرٍ اَصَحُّ وَاَحْسَنُ یعنی اور حدیث ملازم بن عمرو کی عبد اللہ بن بدر سے زیادہ صحیح اور زیادہ حسن ہی انتہی پس اگر قیس ضعیف ہوتے تو ابن حجر عسقلانی اونکو صدوق نہ کہتے اور ترمذی اونکی حدیث کو جو ملازم سے روایت ہی حسن صحیح نہ کہتے اور علی بن مدینی جو امام بخاری کی اوستاد ہین اور احادیث کی علل دانی مین مشہور ہین قیس بن طلق کی حدیث کو بسرہ کی حدیث پر ترجیح نہ دیتے اور علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَحَدِیْثُ بُسْرَۃَ ضَعَّفَہٗ جَمَاعَۃٌ حَتّٰی قَالَ یَحْیَی بْنُ مَعِیْنٍ ثَلٰثَۃُ اَحَادِیْثَ لَمْ یَصِحَّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثُ مَسِّ الذَّکَرِ وَلَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ وَکُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ ذَکَرَہٗ اَبُو الْفَرَجِ وَمِثْلُہٗ عَنْ اَحْمَدَ ابْنِ حَنْبَلٍ وَاِسْحٰقَ بْنِ رَاهَوَیْہِ یعنی اور حدیث بسرہ کی ضعیف کہا اوسکو ایک جماعت نے یہانتک کہ یحیی بن معین نے کہا ہی کہ تین حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہین ہوئین حدیث

مس ذکر کی او نہین نکاح مگر ولی سے اور ہر مسکر حرام ہی ذکر کیا اسکو ابو الفرج نے اور مثل اسکی کہے امام احمد
اور اسحق بن راہویہ سے مروی ہی انتہی اور امام بخاری کا یہ کہنا کہ یہ حدیث اس باب مین زیادہ صحیح ہی اسکو
مقتضی نہین کہ فی نفسہ بھی یہ حدیث اونکے نزدیک صحیح ہو بلکہ باعتبار اور روایتونکے اسکو صحیح کہا ہی اور قیس بن
طلق کی حدیث امام طحاوی نے کہا ہی هٰذَا حَدِيْثٌ مُسْتَقِيْمُ الْاِسْنَادِ غَيْرُ مُضْطَرِبٍ فِي اِسْنَادِهٖ وَمَتْنِهٖ بِخِلَافِ حَدِيْثِ
الْبُسْرَةِ لِاَنَّ فِيْهِمَا اضْطِرَابًا یعنی یہ حدیث مضبوط اسناد کی ہی نہین اضطراب ہی اسناد اور متن اوسکے مین
برخلاف حدیث بسرہ کے کہ اوسکی اسناد اور متن مین اضطراب ہی انتہی اور عمرو بن علی الفلاس سے مروی ہی کہا
اونھون نے حَدِيْثُ طَلْقٍ عِنْدَنَا اَثْبَتُ مِنْ حَدِيْثِ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ یعنی حدیث طلق
کی ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہی حدیث بسرہ سے انتہی بلکہ طبرانی اور ابن حزم نے بھی طلق کی حدیث کو صحیح کہا ہی
اور بسرہ کی حدیث مین شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین بڑی گفتگو کی ہی چنانچہ خلاصہ اوسکا یہ لکھا ہی
وَعَلٰى كُلِّ تَقْدِيْرٍ حَدِيْثُ بُسْرَةَ مَعْلُوْلٌ وَقَالَ فِي الْاِمَامِ هُوَ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ مَعْلُوْلٌ
یعنی ہر صورت سے حدیث بسرہ کی معلول و ضعیف ہی اور کہا امام مین یہ حدیث نزدیک بخاری کے معلول ہی انتہی
اور علامہ عینی دوسرے مقام پر لکھتے ہین کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ
کے روبرو تو بیان نہین کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہین ہوئی اور بیان کیا تو بسرہ عورت سے حالانکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے انتہی اور باقی جتنی حدیثین اور صحابہ سے مروی ہوئی ہین
سب مین ضعیف اور کذاب راوی بھرے ہوئے ہین چنانچہ تفصیل اونکی بنایہ سے لواحق نواقض وضو
ملاحظہ فرمائیے اور اسکے قائل ہین عمر رض اور علی رض اور ابن عباس رض اور عبد اللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر
اور زید بن ثابت اور حذیفہ بن الیمان اور عمران بن حصین اور ابو الدرداء اور سعد بن ابی وقاص صحابہ مین اور حسن بصری
اور سعید بن مسیب تابعین سے اور سفیان ثوری کا بھی یہی مذہب ہی **قال** مسئلہ سوم امام اعظم نماز کے اندر وضو
کے ٹوٹنے سے اوس نماز کو از سرنو پڑھنے کے قائل نہین بنا کرنیکے قائل ہین حالانکہ اس باب مین حدیث صحیح
جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے انتہی
اقول یہ محض غلط ہی کہ امام صاحب از سرنو نماز کے قائل نہین بلکہ تمام فقہ کی کتابون مین

استیناف افضل لکھا ہی ہان واجب نہین جانتے پس اگر احتیاط نکرتے تو افضل کیون کہتے اور مسک الختام
مین لکھا ہی ترمذی کہتے ہین کہ امام بخاری نے کہا ہی نہین جانتا مین کوئی حدیث علی بن طلق کی سوای
اس ایک حدیث کے اور نہین پہچانتا مین اسکو حدیث طلق بن علی سے اور علت بیان کی ہی اس حدیث کی
ابن قطان نے باینطور کہ مسلم بن سلام راوی مجہول ہی اسیطرح تلخیص مین لکھا ہی انتہی اور برہان شرح
مواہب الرحمن مین لکھا ہی کہ بنای صلوٰۃ کی حدیث ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہی اور ابن ابی شیبہ نے بھی
اور اسیطرح عمر رض اور علی رض اور ابوبکر صدیق رض اور ابن عمر رض اور ابن مسعود رض اور سلمان فارسی رض سے
موقوف روایت کی ہی اور علقمہ اور طاوس اور سالم بن عبداللہ اور سعید بن جبیر اور شعبی اور ابراہیم نخعی اور
عطا اور مکحول اور سعید بن مسیب بھی اونکے اسمین تابع ہوئے ہین اور کفایت کرتی ہی اقتدا ان لوگون کی
اور استیناف اسواسطے افضل ہی تا کہ نماز خلل سے خالی ہو اور اشتباہ خلاف سے بعید ہو جاے انتہی اور مسک الختام
مین ہی حاصل ضعیف کہنے حدیث ابن ماجہ کا یہ ہی کہ اتصال اس حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک
غلط ہی بلکہ صحیح یہ ہی کہ یہ حدیث مرسل ہی امام احمد اور بیہقی نے کہا ہی کہ صواب مرسل ہی پس نزدیک اوس
شخص کے کہ مرسل کو حجت کہتا ہی جو کچھ اس حدیث مین مذکور ہوا ناقض ہی اور شوکانی نے کہا ہی اس
باب مین ایک جماعت صحابہ سے روایتین ہین اور سب قابل استدلال ہین انتہی غرض ابن ماجہ کی حدیث
مین بوجہ ارسال کے بعض محدثین نے موافق مذہب اپنے کے ضعف کہدیا ہی مگر حنفیہ کے نزدیک بلکہ جمہور علما
کے نزدیک سوای بعض کے مراسیل حجت ہین چنانچہ بارھوین مغالطہ کے مسلہ چہارم کے جواب مین
مفصل مذکور ہو چکا علاوہ اسکے اسقدر صحابہ اور تابعین سے بھی صحیح روایات موجود ہین بہر حال اس
حدیث کو بھی ترجیح ہی جیسا کہ پہلی حدیث کو قوت تھی پر اسکو ضعیف کہنا ہٹ دہرمی ہی **قال**
مسلہ سوم امام اعظم کتے کے جھوٹے باسن کو تین بار دھونیکے قائل ہین الخ **اقول** یہ حدیث صحیح
ہی چنانچہ بحث اسکی بارھوین مغالطہ کے مسلہ پنجاہ وہفتم کے جواب مین مفصل مذکور ہی **قال**
مسلہ چہارم امام اعظم اونٹ کا گوشت کھانیسے وضو کرنیکے قائل نہین حالانکہ اس باب مین دو حدیثین صحیح
موجود ہین الخ **اقول** یہ حدیث ترک الوضوء مما مست النار کی حدیث سے منسوخ ہی

امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین واجابوا عن حدیث الوضوء مما مست النار بجوابین احدھما انہ منسوخ بحدیث جابر رضی اللہ عنہ قال کان اخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک الوضوء مما مست النار وھو حدیث صحیح رواہ ابو داود والنسائی وغیرھما من اھل السنن باسانیدھم الصحیحۃ والجواب الثانی ان المراد بالوضوء غسل الفم والکفین ثم ان ھذا الخلاف الذی حکیناہ کان فی الصدر الاول ثم اجمع العلماء بعد ذلک علی انہ لا یجب الوضوء باکل ما مستہ النار یعنی جمہور نے اس حدیث الوضوء مما مست النار کے دو جواب دیے ہین ایک یہ کہ یہ حدیث منسوخ ہے جابر کی حدیث سے تھا اونھون نے آخر دو امرونکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز سے جسکو آگ نے پکایا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اسکو ابو داود اور نسائی وغیرہ اہل سنن نے اسانید صحیحہ سے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد وضو سے دھونا منہ اور ہاتھونکا ہے پھر یہ خلاف جو ہمنے بیان کیا قرن اول مین تھا پھر علما نے بعد اسکے اس بات پر اجماع کر لیا کہ وضو آگ کی پکی ہوئی چیز کے کھانے سے واجب نہین ہوتا انتہی اور دوسرے مقام پر اسی کتاب مین لکھا ہے کہ اختلاف کیا ہے علما نے اونٹ کے گوشت کھانے مین پس اکثر اس طرف گئے ہین کہ اوس سے وضو نہین جاتا چنانچہ خلفاے راشدین ابو بکر رض اور عمر رض اور عثمان رض اور علی رض یہ چارون اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس رض اور ابو الدردا اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام ابی حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب انکے اوسی طرف گئے ہین اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر سے جواب دیا ہے کہ آخر دو امرونکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز سے کہ جسکو آگ نے مس کیا ہو انتہی پس ثابت ہوا کہ جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی عمل ہے کہ اونٹ کے گوشت سے وضو نہین جاتا اور صریح حدیث ناسخ اوسکی بھی موجود ہے پھر کیونکر امام صاحب پر الزام ہو سکتا ہے ہان اگر کوئی احتیاطاً وضو کرے تو امام صاحب اسکو کہین منع نہین کرتے فقط وجوب وضو کو منع کرتے ہین اسکا ثبوت ناہر ہے قیامت تک بھی از قبیل محالات ہے ہان البتہ اعتراض لایعنی اور ایراد بےمعنی کرنا ان لوگون کی

قدیمی بات ہی اس سے کیا ہوسکتا ہی یہ بالکل واہیات ہی کسی بات کا دعوا کرنا اپنے علما کا اتباع
بھی لازم سمجھہ لو ورنہ اس بی استعدادی پر مناظرہ نکروہ نگفتی ندا دکسی با تو کار + ولیکن چو گفتی دلیلش
بیار + بلکہ خود جابر رضو جو راوی وضو کے ہین وہی راوی ترک وضو کو آخرالامرین کہتے ہین تو حنفیہ
کسی صورت سے اعتراض ممکن نہین ہان جاہل آدمی جو چاہے کہے وہ معذور ہی **قال** مسئلہ پنجم
امام اعظم کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا اور اوسکا کھانا پینا جایز ہی الخ **اقول** بحث اسکی بارھوین مغالطے
جواب مسئلہ بائیسوین مین مفصل موجود ہی حاجت مکرر بیان کرنے کی نہین ہی ❊ سخن گرچہ دلبند
شیرین بود ❊ سزاوار تصدیق و تحسین بود ❊ چو یکبار گفتی مگو باز پس ❊ کہ حلوا چو یکبار خوردند بس ❊
قال مسئلہ ششم امام اعظم کے نزدیک خانہ کعبہ کی پشت پر نماز پڑھنی درست ہی حالانکہ یہ بات خانہ کعبہ کی
تعظیم کے بھی خلاف ہی اور پیغمبر کی حدیث کے بھی برعکس ہی دیکھو ترمذی اور ابن ماجہ مین روایت ہی
ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ منع کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز پڑھی جاوے
سات جگہہ مین الخ **اقول** کعبہ پر نماز پڑھنی مکروہ ہی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی الا انہ یکرہ لما فیہ
من ترک التعظیم وقد ورد النہی عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی مگر مکروہ ہی
بسبب اسکے کہ اوسمین ترک تعظیم ہی اور تحقیق اوس سے نہی وارد ہوئی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
انتہی اسیطرح تمام فقہ کی کتابون مین مکروہ لکھا ہی اور خود ترمذی اور ابن ماجہ نے اس حدیث نہی کو باب
کراہیت صلوۃ مین لکھا ہی پس معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک بھی ان مواضع مین نماز مکروہ ہی البتہ
اگر حنفیہ بلا کراہت نماز کو درست کہتے تو احتیاط کے منافی تھا اسیطرح مقبرہ اور راستہ اور حمام
مین جمہور کے نزدیک نماز فاسد نہین ہوتی بلکہ مکروہ ہوتی ہی علاوہ اسکے یہ حدیث ضعیف ہی چنانچہ
ترمذی نے کہا ہی حدیث ابن عمر اسنادہ لیس بذاک القوی وقد تکلم فی زید بن جبیرۃ
من قبل حفظہ یعنی حدیث ابن عمر کی اسناد قوی نہین اور تحقیق زید بن جبیرہ مین کلام کیا ہی
باعتبار حافظہ اونکے کے انتہی پس اول تو معترض صاحب کو اسکی صحت پہنچانی چاہیے تھی اور پھر
یہ دیکھنا مناسب تھا کہ نہی اسمین کونسی ہی اور پھر مذہب امام صاحب کا کہ بلا کراہیت اونکے نزدیک جایز ہی

یا نہین معترض صاحب نے سبکو بالای طاق رکھکر اپنے دل کا بخار خوب نکالا چھوٹا منہ بڑی بات دخل
در معقولات نہ دینے کو طیار اور عقل و فہم یہ کچھ کہ ضعیف حدیث کو بھی حجت گردانکر اپنی جہالت ظاہر
کرتے ہین یہ سب کچھ فہم و ذکا انصاف آپکی لامذہبی کی بدولت حاصل ہوئی ہی ہر خس و خار کہ در راہ
نمود دی ار آخر ای باد صبا این ہمہ آوردہ تست * **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین اہل حدیث
چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے فقہ کی کتابونکے مسائل کو برا جانتے ہین بلکہ بعض لوگ
انکو مردود بھی کہتے ہین الخ **اقول** اس مغالطہ کو معترض صاحب نے حنفیہ کیطرف کیون نسبت کیا خود
مردود مسائل لکھتے ہوئے مگر وہ کیا کرین عادت پڑی کب چھوٹتی ہی خوی بد در طبیعتی کہ نشست
نرود جز بوقت مرگ از دست * **قال** مسئلہ اول و دوم کہ ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے
نزدیک ہی جو کہ تاریخ الخلفا مین لکھا ہی الخ **اقول** یہ دونون مسئلہ محض بے اصل ہین ہرگز قابل
اعتبار نہین چنانچہ نواب صاحب امیر بھوپال جنکے قول کو معترض صاحب کالوحی من السماء سمجھتے ہین
اپنی کتاب کشف الالتباس مین لکھتے ہین یہ حکایت جسکا خلاصہ معتبر نہونا کلام کنندہ و غلام کا شرع مین ہی
محض بے اصل ہی اسلیے کہ علی الاطلاق عدم اعتبار اونکے اقوال کا محتاج بیان دلیل ہی اور مخالف
قواعد شرع اصل قصہ صحیح اگر معلوم ہوا اور وجوہ معنی ظاہر ہون تو کچھ کہا جاوے مثل الکذاب
یہ تو بے وضع الدلائل * کوئی کام سوای عیب چینی کے انہین نہ نہم فی طغیانہم یعمہون انتہی
قال مسئلہ سوم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ احیاء العلوم مین
لکھا ہی الخ **اقول** یہ حکایت بلا سند قابل حجت نہین احیاء العلوم مین تو بعضی موضوع حدیثین
بھی لکھی ہین اور یہ تو فقط قصہ ہی علاوہ اسکے معترض صاحب نے کوئی حدیث بھی تو اسکے مخالف نہین
لکھی اور حنفیہ کیطرف سے یہ جواب ہی کہ اونکا اسپر عمل نہین **قال** مسئلہ چہارم اور ایک مردود مسئلہ
فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ فتاوای قاضی خان مین لکھا ہی الخ **اقول**
جواب اسکا مسئلہ بیست و دوم کے جواب مین مذکور ہی **قال** مسئلہ پنجم اور ایک مردود مسئلہ
فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ فتاوای قاضیخان مین لکھا ہی الی آخرہ

اقول قاضیخان نے یہ صورت امام ابو یوسف سے نقل کی ہی اسپر حنفیہ کا عمل نہین چنانچہ قاضیخان نے
مین اس سے پہلے یہ عبارت موجود ہی اِذَا صَبَّ الطَّبَّاخُ فِی الْقِدْرِ مَکَانَ الْخَلِّ خَمْرًا غَلِیْظًا فَالْخَلُّ لَا
یَطْهُرُ اَبَدًا وَمَا رُوِیَ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ اَنَّهٗ یُغْلٰی ثَلٰثًا لَا یُؤْخَذُ بِهٖ کَذَا الْحِنْطَةُ اِذَا طُبِخَتْ
فِی الْخَمْرِ لَا یَطْهُرُ اَبَدًا یعنی جسوقت پکانیوالا ہانڈی مین سرکہ کی جگہ شراب غلیظ ڈالدے پس سرکہ کبھی
پاک نہین ہوگا اور وہ جو امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اوسکو تین بار جوش دیا جاے سو وہ قابل اعتبار کے
نہین اسیطرح گیہون جب شراب مین پکائے جائین کبھی پاک نہین ہونگے انتہی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ
امام ابو یوسف کے قول پر فتوی نہین اور اگر معترض صاحب کا امام ابو یوسف پر اعتراض ہی تو محض بیجا ہی
اسلیے کہ کوئی حدیث اسکی حرمت پر دال نہین اور اگر کسی حدیث مین نہی وارد ہی تو وہ تنزیہی نہی ہی چنانچہ
مسلہ بست و دوم کے جواب مین گذر چکا اور اسی مسلہ پنجم مین جو تیسری صورت ہی اوسکے پاک ہونے مین
کچھہ شبہہ نہین تمام نجاسات اسطرح دھونے سے پاک ہو جاتی ہین **قال** مسلہ بست و ششم و ہفتم کہ ایک مردود
مسلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ فتاوای قاضیخان مین لکھا ہی الخ **اقول**
اسکا جواب بھی مسلہ بست و دوم کے جواب مین مذکور ہی اور **جواب** مسلہ ہشتم کا تا مسلہ دوازدہم یہ ہی کہ
اگر انکے بعض پر حنفیہ کا عمل نہین تو معترض صاحب کو مشکل پڑیگی اسلیے کہ کسی حدیث کی مخالفت ان مسائل مین
معترض صاحب ثابت نہین کر سکتے اسیوجہ سے فقط زبانی جمع خرچ پر اکتفا کی ہی **قولہ** مسلہ سیزدہم الخ
اقول حنفیہ کے نزدیک یہ مسلہ مفتی بہ نہین بلکہ اسمین صاحبین کے قول پر فتوی ہی اور امام صاحب کیطرف
سے رسالہ سوم کے جواب مین گذر چکا بلکہ ابن ہمام نے امام صاحب کے قول کو قوی کہا ہی وہان اسکی
خوب تفصیل موجود ہی ملاحظہ فرمائیے **قولہ** مسلہ چہاردہم الخ **اقول** اسکی بحث مسلہ چہارم کے جواب مین
مفصل مذکور ہی **قولہ** مسلہ پانزدہم الخ **اقول** اگر حنفیہ پر اعتراض ہی تو اونکا عمل اسپر نہین بلکہ
صاحبین کے قول پر فتوی ہی اور اگر امام صاحب پر اعتراض ہی تو جواب اسکا مسلہ ششم کے جواب
مین گذر چکا **قولہ** مسلہ شانزدہم الخ **اقول** اسکی بحث مسلہ پنجم مع الطاہ بارھوین کے جواب مین
قرار واقعی مذکور ہی **قولہ** مسلہ ہفدہم الخ **اقول** جواب اسکا مسلہ دوازدہم کے جواب مین خوب

مفصل موجود ہی **قولہ** مسئلہ ہیجدہم الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک اسپر مطلق عمل نہین بلکہ تمام فقہ کی کتابون مین دباغت سے جلد خنزیر اور آدمی کو مستثنی کردیا ہی اور امام ابو یوسف کی طرف سے یہ جواب ہی کہ کسی حدیث کے یہ مسئلہ مخالف نہین بلکہ حضرات ظاہریہ کو تو اس مسئلہ مین کچھہ بھی چون وچرا کرنا نہین چاہیے اسلیے کہ حدیث مین جو الفاظ ہین اون سے تو معلوم ہوتا ہی کہ کسیکا چمڑا ہو دباغت سے پاک ہو جاتا ہی اور کہین حدیث مین کسی چمڑے کی تخصیص بھی نہین پائی جاتی ہی مسلم مین ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ یعنی ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہا اونھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب چمڑا دباغت دیا جاے تو تحقیق وہ پاک ہو جاتا ہی اور ترمذی مین ہی اَيُّمَا اِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ یعنی جو چمڑا دباغت دیا جائیگا تو تحقیق وہ پاک ہو جائیگا انتہی اور اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہی پس حنفیہ تو امام ابو یوسف کیطرف سے اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ قرآن مین اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ آیا ہی اس سے تخصیص کر لیجائیگی کیونکہ ضمیر غائب کا مرجع خنزیر ہی لحم نہین اور امام ابو یوسف مرجع اسکا لحم لیتے ہین اور حدیث مین عمومیت تو موجود ہی اور کسی حدیث مین تخصیص نہین پائی جاتی پس امام ابو یوسف پر تو اعتراض محض بیجا ہی ظاہریہ کو مشکل ہی کیونکہ وہ کیا اونکا کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معنی نہین سمجھتے تھے جو آپنے ہر کھال مین دباغت سے حکم طہارت کا دیا یہان نکلے گا پس ضرور ہوا کہ معترض صاحب بھی خنزیر کیطرف ضمیر پھیرینگے اور آیت سے حدیث کی تخصیص کرینگے کیونکہ قاعدہ کلی اونکا باقی رہے مگر امام ابو یوسف جو لحم کی طرف ضمیر پھیرتے ہین اسکا جواب معترض صاحب کونسی حدیث سے دینگے ذرا سوچین اور گریبان مین منہ ڈالکر دیکھین کہ اس سوء فہمی پر یہ دعوای حدیث دانی کس برتے پر تتا پانی ؎ عاشق ہوئے ہین یار کے ہم کس امید پر یہ جز آہ نارسا کوئی سامان ہی نہین + **قولہ** مسئلہ نوزدہم تا مسئلہ بست ودوم الخ **اقول** یہ مسئلہ کسی حدیث کے مخالف نہین پس اعتراض بیجا ہی **قولہ** مسئلہ بست وسوم الخ **اقول** بحث اسکی مسئلہ سوم اور ششم کے جواب مین مذکور ہی **قولہ** مسئلہ بست وچہارم الخ **اقول** یہ مسئلہ بھی کسی حدیث کے مخالف نہین **قولہ** مسئلہ بست وپنجم وششم الخ **اقول** حد بوجہ شبہ کے ساقط ہو جاتی ہی چنانچہ مسئلہ ششم و دوم کے

جواب مین تفصیل اسکی موجود ہی **قولہ** مسئلہ بست و ہفتم الخ **اقول** اسمین تو اشد کراہت موجود ہی اس سے زیادہ کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا **قولہ** مسئلہ بست و ہشتم الخ **اقول** یہ مسئلہ بھی کسی حدیث کے مخالف نہین **قال** مسئلہ بست و نہم اور ایک سو دو مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ رد المحتار شرح در المختار مین لکھا ہی الخ **اقول** حالت اضطرار مین جب خوف جان ہوتا ہو تو حرام تو در کنار زبان سے کلمہ کفر بھی کہنا جائز ہی اسیطرح جو دوا حرام ہو اگر اوسمین شفا منحصر ہو اور کوئی ابقای جانکے واسطے دوا میسر نہو تو اوس وقت اوسکا استعمال کسی حدیث کے مخالف نہوگا مگر یہ صورت فقط فرضی عدیم الوجود ہی اسیواسطے لفظ فیہ کو شفا پر مقدم کیا ہی جس سے حصر ثابت ہوتا ہی علاوہ اسکے بول سے مراد بول انسانی لینا کیا ضرور ہی بلکہ پیشاب اونٹ اور بکری کا بھی ہو سکتا ہی گو حنفیہ کے نزدیک بلا ضرورت اس پیشاب کا استعمال بھی درست نہین کیونکہ وہ حدیث عرنیین اور حدیث بَوْلُ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُہٗ کو حدیث اِسْتَنْزِہُوْا عَنِ الْبَوْلِ سے جسکو حاکم نے ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہی منسوخ کہتے ہین مگر ظاہریہ کے نزدیک تو یہ حدیثین منسوخ نہین انکو تو اعتراض ہمپر کسی صورت سے نہین پہونچ سکتا خود معترض صاحب نے مسئلہ پنجاہ و ششم مین حدیث عرنیین بخاری اور ترمذی سے نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ بلا ضرورت بھی اونکے نزدیک انکا پیشاب پینا دوا کے لیے جائز ہی یہ عجب معاملہ ہی کہ اپنے معمولات سے اعتراض اور دوسرونپر اعتراض **ف** لا اند ہونمین شرم کا کچھہ بھی اثر نہین ہی اعتراض اور دوسرونپر اپنی خبر نہین چنانچہ دارقطنی اور مسند امام احمد مین ہی عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُہٗ یعنی برا ابن عازب سے روایت ہی کہا اونہون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین مضایقہ ہی پیشاب اوس چیز کا کہ کھایا جاے گوشت اوسکا انتہی اور جابر رض کی روایت مین ہی مَا اُكِلَ لَحْمُہٗ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِہٖ یعنی جس شی کا گوشت کھایا جاوے اوسکے پیشاب مین کچھہ مضایقہ نہین انتہی اسیوجہ سے امام مالک اور امام احمد کے نزدیک اونٹ اور بکری کا پیشاب پاک ہی اور جمہور کے نزدیک یہ حدیث اور یہی حدیث مذکور سے منسوخ ہی پس معترض صاحب کا اعتراض محض لغو اور بے اصل ہو گیا کہ کوئی حدیث لکھتے ہین نہ کوئی آیت فقط اپنی زبانکو موقع مین کافی سمجھتے ہین اس سے کیا ہوتا ہی

یا اونکی معقولی کے لاکھہ مین ٹین کرو اور آپ اپنے منہ میان مٹھو بنو ہم ایک نہ مانینگے بلکہ تمکو ہمیشہ کوجانینگے **۵**
یا وہ گونگی بوبونگی نہ باتونکا اثر ہے کوئی یقین ❊ کیونکہ یہ جہوٹ گہڑ دیتے ہین سبکی سنکیں ❊ ہین دغل سبکے سب اور بیکاری سب علم و عمل
انکو بیکار محض فعل ہین یہ انکے ہمگین ❊ **قوله** مسئلہ سی لم الخ **اقول** رد المحتار مین لکھا ہی ذکرہ الفخر الرازی
فی تفسیر سورة المؤمنین یعنی اس قول کو امام فخر الدین رازی نے تفسیر سورۂ مومنین مین لکھا ہی انتہی
اس عبارت کے بعد لکھا ہی قلت و مفادہ انہا افضل من الاقتداء یعنی مین کہتا ہون کہ مفاد اسکا
یہ ہی کہ امامت اقتدا سے افضل ہی انتہی **حاصل کلام** یہ ہی کہ یہ قول کسی حنفی یا شافعی کا تو نہین معلوم
ہوتا غالبًا کسی غیر مقلد ظاہریہ کا قول ہوگا اسکے نقل کرنے سے کچھ حنفیہ پر اسکا قایل ہونا لازم نہین آتا حنفیہ
نزدیک امام کی قرارت کافی ہی اور قرارت خلف الامام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیشک جہر کا ہی اور شافعیہ
کے نزدیک مقتدی کو قرارت واجب ہی ولکل وجهة علاوہ اسکے اگر کوئی بنظر احتیاط امامت کرلے تو
کوئی مضایقہ بھی نہین معترض صاحب نے مطلق مسائل نقل کردیے اور کوئی وجہ طعن کی ظاہر نہین پس ہمکو
زیادہ تحقیق کرنی ضرور نہین فقط اتنا کہدینا کافی ہی کہ یہ مسائل کسی حدیث کے مخالف نہین فمن ادعی
فعلیه البیان اور پہر معترض صاحب کا یہ کہنا کہ اس قسم کے مسائل بیشمار ہین محض غلط ہی جتنے مسائل
تمام عمر مین بکمال جانفشانی اور تلاش و استعانت غیر مقلدین جیسے کچھ انھون نے لکھے ہین انہی سے انکے
علم اور فہم کی سب قلعی کھل گئی یار لوگونکی مدد سے صاحب تصنیفات بن بیٹھے اور دو چار حدیثین پڑھکر عامل بالحدیث
ہوگئے اور اجتہاد سرا پا فساد کا دم بھرنے لگے **۵** گدا چون یافت روزی خوشتر از اندیشہ سلیمانی بود بر ای
ہو رمنگ آسیا تخت روان باشد **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنیوالونکو یہ دیتے ہین
کہ کتاب ہدایہ ہمارے مذہب کی بڑی مقبول و رجامع ہی ہزارہا علما اوسپر بے کھٹکے عمل کیے جاتے ہین اور اوسکی
روایات پر فتوی دیے چلے جاتے ہین اور آجتک اوسکے کسی مسئلہ پر بھی کسی شخص نے جرح و قدح نہین کیا ہی
لیکن حدیث پر چلنیوالے اسکو نہین مانتے ہین اور اوسکی اکثر حدیثونکو ضعیف و بعض کو مردود اور خارج سا
بتلاتے ہین سو جواب یہ کہ علمائے محققین مین سے کتاب ہدایہ کو کوئی بھی مقبول نہین سمجھتا اور نہ اوسکے سب
مسائل پر کوئی شخص عمل کرنا صحیح جانتا ہی البتہ متعصب حنفیہ اوسکو مقبول بھی کہتے ہین اور اوسکے تمام مسائل پر

عمل کرنا بھی صحیح جانتے ہین الخ **اقول** معترض صاحب کو جب اعتراض ہو نجا کہ ان حدیثونکی نسبت علامہ عینی
یون کہتے کہ یہ معنی کسی حدیث کے ثابت نہین ہوئے اونھونے تو فقط لفظونکی نفی کی ہے کہ یہ حدیث ان لفظون سے
نہین پائی گئی اسمین کچھ قباحت نہین کیونکہ روایت بالمعنی کو جمہور محدثین جائز رکھتے ہین گو امام صاحب کے
نزدیک جائز نہین سو فقط اعتراض اسقدر ہوگا کہ مصنف نے یہان امام صاحب کی تقلید نکی سوا اسکے حنفیہ خود
قائل نہین بہت مسائل ایسے ہین کہ امام صاحب کی وہ تقلید نہین کرتے بلکہ جو قول مفتی بہ ہو اوسپر عمل
کرتے ہین خواہ وہ صاحبین کے طور پر ہو خواہ طرفین کے خواہ شیخین کے **قولہ** حدیث اول الخ **اقول**
عینی مین لکھا ہے هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ لَمْ يُخْرِجْهُ اَحَدٌ وَاِنَّمَا اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهٗ
لَفْظُهٗ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ یعنی اس حدیث کو ان لفظون سے کسی نے نہین بیان کیا
بلکہ ابوداؤد وغیرہ نے جو روایت کی ہے اوسکے الفاظ یہ ہین کہ نہین وضو ہوتا اوس شخص کا جو اللہ کا ذکر کرے
انتہی اب ہم پوچھتے ہین کہ دونونکے معنو مین کیا فرق ہے بلکہ معنی تو ایک ہین البتہ الفاظ کا فرق ہے پھر اسکے لیا
کہ تمام محدثین تو روایت بالمعنی جائز رکھین اور صاحب ہدایہ کو روایت بالمعنی جائز نہو عجیب انصاف ہے ملا علی قاری
شرح مسند امام کے خطبہ مین لکھتے ہین فحاصلہ انہ لم یجوز الروایۃ بالمعنی ولو کان مرادفا
للمبنی خلافا للجمہور من المحدثین فانہم جوزوا الروایۃ بالمعنی لاسیما عند نسیان المبنی
یعنی حاصل یہ ہے کہ امام صاحب روایت بالمعنی جائز نہین رکھتے اگرچہ وہ ہم معنی اصل کے ہو برخلاف جمہور محدثین کے
پس تحقیق اونھونے جائز رکھا ہے روایت بالمعنی کو خصوصاً وقت بھول جانے اصل کے انتہی پس جبکہ محدثین کے
نزدیک مطلقاً روایت بالمعنی جائز ہے خاصکر اوسوقت مین کہ جب اصل حدیث یاد نہو تو روایت بالمعنی پر
کوئی محدث بھی انکار نہین کرتا پھر اگر صاحب ہدایہ نے روایت بالمعنی کی تو کونسا قصور ہوا تمام احادیث کی کتابون
روایت بالمعنی موجود ہے ورنہ ایک قصہ مین راویونکے الفاظ مختلف نہوتے حالانکہ حجۃ الوداع وغیرہ کی حدیثین
دیکھو کیسے مختلف الفاظ سے موجود ہین اب ایسی ہٹ دھرمی معترض صاحب کو نچاہیے کہ اپنے عیبونکو چھپاوین
اور دوسرونپر الزام لگاوین **ع** سن لے اوکاذب کج فہم ذرا دھیان سے بات + جو مسلمان ہین کہتے ہین وہ ایمان کی بات
ہٹ دھرم ایسا تو دنیا مین نہوگا کوئی + لاکھ سمجھاؤ پہ سنتا نہین تو کان سے بات + **قولہ** حدیث دوم الی آخرہ

اقول یعنی میں ہوں وما ورد هذا الحديث بهذا اللفظ والذی ورد هو ما رواه الدارقطنی
فی سننه عن ابی هريرة رض قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم خللوا اصابعكم
لا يخللها الله بالنار يوم القيامة واخرجه الطبرانی من حديث وائل بن حجر
عن النبی صلی الله عليه وسلم قال من لم يخلل اصابعه بالماء خللها الله بالنار
يوم القيامة وفی الباب عن لقيط بن ضمرة وابن عباس والربيع بنت معوذ و
عثمان وعبد الله بن مسعود یعنی نہیں مروی ہوئی یہ حدیث ان الفاظ سے اور وہ جو وارد ہوئی
ہے وہ ہے کہ جسکو دارقطنی نے سنن اپنی میں ابو ہریرہ رض سے روایت کیا ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خلال کرو انگلیوں اپنی کا نہیں خلال کریگا انکو اللہ ساتھ آگ کے دن قیامت کو اور روایت کیا
اسکو طبرانی نے حدیث وائل بن حجر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نہ خلال کریگا
انگلیوں اپنی کا ساتھ پانی کے تو خلال کریگا اللہ تعالی انکا ساتھ آگ کے دن قیامت کو اور اس
باب میں حدیثیں لقیط بن ضمرہ اور ابن عباس اور ربیع بنت معوذ اور عثمان اور عبد اللہ بن مسعود رض سے
بھی مروی ہیں انہی کی سیطرح ان دونوں میں گو الفاظ کا کچھ فرق ہے مگر مطلب دونوں کا ایک ہی ہے معترض صاحب
نے دھوکا دینے کو عینی کی پوری عبارت نقل نہیں کی واہ کیا دیانت وامانت ہے آخر فریب اور
دھوکے کی بات کھل گئی ہے **س** گر شہ نہفتہ کنی در میان صد چلیپہ + خرد ز دور شناسد کہ کافرست
قولہ حدیث سوم الخ **اقول** یعنی میں ہوں هذا الحديث بهذا اللفظ لم يخرجه احد
ولكن الائمة الستة اخرجوا قريبا منه فی كتبهم من حديث مسروق عن عائشة
رضی الله عنها قالت كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يحب التيامن فی كل شیء حتی
فی طهوره وتنعله وترجله وشانه كله رواه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه
فی الطهارة وابو داود فی اللباس والترمذی فی الصلوة والفاظهم متقاربة واخرجه
ابن حبان ولفظه كان يحب التيامن فی كل شیء فی وضوئه حتی فی الترجل و
الانتعال یعنی اس حدیث کو ان الفاظ سے کسی نے روایت نہیں کیا ہے لیکن چھوں اماموں نے اپنی

کتابوں میں قریب اسکے روایت کی ہے حدیث مسروق سے روایت ہے عائشہ رضی سے کہا اونھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے داہنی جانب سے شروع کرنے کو ہر شی میں یہانتک کہ وضو اپنے میں اور جوتیان پہننے میں اور کنگھی کرنے میں اور کل حال اپنے میں روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے طہارت میں اور ابوداود نے لباس میں اور ترمذی نے صلوۃ میں اور الفاظ اونکے قریب قریب ہیں اور ابن حبان نے جو روایت کی ہے اوسکے لفظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے تیامن کو ہر بات میں وضو اپنے میں یہانتک کہ کنگھی کرنے میں اور جوتیان پہننے میں انتھی اس حدیث میں بھی غور کر لیجیے کہ خود محدثین کے الفاظ میں فرق ہے مگر معنی اور مطلب سبکا ایک ہے ف انکھین جدا جدا ہین مگر نور ایک ہے

قولہ حدیث چہارم الخ **اقول** عینی میں ہے هٰذَا الْحَدِيْثُ غَرِيْبٌ لَا ذِكْرَ لَهٗ فِيْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ وَاسْتَدَلَّ الشَّافِعِيُّ وَمَنْ تَبِعَهٗ فِيْمَا ذَهَبَ اِلَيْهِ بِاَحَادِيْثَ مِنْهَا مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَاءَ فَغَسَلَ فَمَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ اَلَا تَتَوَضَّأُ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ فَقَالَ هٰكَذَا الْوُضُوْءُ مِنَ الْقَيْءِ یعنی یہ حدیث غریب ہے نہیں ذکر اوسکا کتب حدیث میں اور امام شافعی اور اونکے مقلدوں نے اسمین کئی حدیثوں سے استدلال کیا ہے بعضی اونمین وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپنے قی کی پس دھویا منہ اپنے پس کہا گیا آپسے کہ وضو نماز کا سا آپ کیوں نہیں کرتے فرمایا قی سے ایسا ہی وضو ہے انتھی اب غور فرمائیے کہ صاحب ہدایہ نے اگر یہ کہدیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپنے قی کی اور وضو نہیں کیا اسمین کیا خلاف ہوگیا بیشک اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپنے وضو نہیں کیا تھا بلکہ فقط منہ دھو لیا تھا جس بات میں امام شافعی کا اختلاف تھا وہ بیان کردیا زیادہ کی کیا ضرورت تھی البتہ اگر اسکے مطلب میں وقت ہوتی تو مناسب نہ تھا اور محدثین کے نزدیک بھی تو ایسی تفصیل بعض حدیث کی جائز ہے اسیطرح مختصر حدیث بیان کرلی بھی جائز ہے امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں وَالصَّحِيْحُ الَّذِيْ ذَهَبَ اِلَيْهِ الْجَمَاهِيْرُ وَالْمُحَقِّقُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ وَالْاُصُوْلِ التَّفْصِيْلُ وَجَوَازُ ذٰلِكَ مِنَ الْعَارِفِ اِذَا كَانَ مَا تَرَكَهٗ غَيْرَ مُتَعَلِّقٍ بِمَا رَوَاهُ بِحَيْثُ لَا يَخْتَلُّ الْبَيَانُ وَلَا يَخْتَلِفُ الدَّلَالَةُ بِتَرْكِهٖ یعنی اور صحیح مذہب جسپر جمہور اور محققین اصحاب حدیث اور فقہ اور اصول ہیں اسمین تفصیل ہے اور جائز ہے واسطے

جائز ہو جبکہ وہ شی جسکو اوسنے ترک کردیا ہی غیر متعلق اوس سے ہو جسکو اوسنے روایت کیا ہی بایں طور کہ بیان مختل نہو جاوے اور دلالت اوسکے چھوڑ دینے سے مختلف نہو انتہی **قوله** حدیث ہجم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے هٰذَا الْحَدِيثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ غَرِيبٌ وَإِنَّمَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَلَفْظُهُ اِنَّ الْوُضُوْءَ لَا يَجِبُ إِلَّا عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي مُعْجَمِهِ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَالدَّارَقُطْنِيُّ فِي سُنَنِهِ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهِ وَلَفْظُهُ لَا يَجِبُ الْوُضُوْءُ عَلٰى مَنْ نَامَ جَالِسًا أَوْ قَائِمًا أَوْ سَاجِدًا حَتّٰى يَضَعَ جَنْبَهُ فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ یعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہی بلکہ ابو داؤد اور ترمذی نے حدیث ابن عباس سے جو روایت کی ہی اوسکے الفاظ یہ ہین کہ وضو نہین واجب ہوتا مگر اوس شخص پر جو سوئے لیٹ کر اسلیے کہ جب وہ لیٹ جاویگا تو جوڑ اوسکے ڈھیلے ہو جاوینگے اور روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند اپنی مین اور طبرانی نے معجم اپنی مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین اور دارقطنی نے سنن اپنی مین اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن اپنی مین اور لفظ اوسکے یہ ہین کہ وضو واجب نہین اوس شخص پر جو بیٹھکر یا کھڑے ہوئے یا سجدہ مین سو جاوے یہانتک کہ رکھے پہلو اپنا کہ جب لیٹ جاتا ہی تو جوڑ اوسکے ڈھیلے ہوتے ہین انتہی پس اسمین بھی صاحب ہدایہ نے بعینہٖ معنی حدیث کے ادا کیے ہین کچھ فرق نہین الفاظ کی پابندی سے فہم مطلب کیونکر دور ہو جاتا ہی بدون مطالعہ کتب فقہاے مجتہدین کے حدیث شریف کا مطلب سمجھنا بہت مشکل ہی **سه**

گرونہ نالہ موزون ہزار کی صورت * بغیر فقہ نہین اعتبار کی صورت *

قوله حدیث ششم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِّنَ الشُّرَّاحِ أَصْلَ هٰذَا الْحَدِيثِ وَإِنَّمَا قَالَ الْأَتْرَازِيُّ وَتَبِعَهُ الْأَكْمَلُ بِدَلِيلِ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُمَا فَرْضَانِ فِي الْجَنَابَةِ وَنَفْلَانِ فِي الْوُضُوْءِ وَلَفْظُ الْأَكْمَلِ سُنَّتَانِ فِي الْوُضُوْءِ وَقَالَ السُّرُوجِيُّ وَأَمَّا قَوْلُ صَاحِبِ الْهِدَايَةِ بِدَلِيلِ قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّهُمَا فَرْضَانِ فِي الْجَنَابَةِ وَسُنَّتَانِ فِي الْوُضُوْءِ فَلَا نَعْرِفُ قُلْتُ رَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهِمَا مَا يُقَارِبُ ذٰلِكَ مِنْ حَدِيثِ بَرَكَةَ

ابنِ محمد الحلبی عن یوسف بن اسباط عن سفیان عن خالد الحذاء عن ابن سیرین عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المضمضۃ والاستنشاق للجنب ثلثا فریضۃ ورواہ الحاکم فی المستدرک ولفظہ قال جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المضمضۃ والاستنشاق للجنب ثلثا فریضۃ وقال البیہقی رواہ الثقات عن سفیان الثوری عن خالد الحذاء عن ابن سیرین مرسلا وقال الشیخ تقی الدین بن الامام وقد روی ھذا الحدیث موصولا من غیر حدیث برکۃ یعنی نہین ذکر کی کسی نے شراح ہدایہ سے اصل اس حدیث کی ہان اتراز ی اور اکمل نے کہا ہے بدلیل اوسکے جو روایت کی گئی ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا جنابت مین فرض ہے اور وضو مین نفل ہے اور لفظ اکمل کی وضو مین دو سنت ہین اور کہا سروجی نے لیکن قول صاحب ہدایہ کا بدلیل قول آنحضرت علیہ السلام کے کہ استنشاق اور مضمضہ جنابت مین فرض ہین اور وضو مین سنت ہین پس نہین پہچانتے ہم کہتا ہون مین کہ دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سنن مین اسکے قریب قریب روایت کی ہے حدیث برکہ بن محمد حلبی سے اونھون نے یوسف بن اسباط سے اونھون نے سفیان سے اونھون نے خالد حذا سے اونھون نے ابن سیرین سے اونھون نے ابی ہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضمضہ اور استنشاق جنب کے واسطے دو ثلث فرض کے ہین اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور لفظ اوسکے یہ ہین کہا کردانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضمضہ اور استنشاق کو واسطے جنب کے دو تہائی فرض کی اور کہا بیہقی نے روایت کیا اسکو ثقات نے سفیان ثوری سے انھون نے خالد حذا سے اونھون نے ابن سیرین سے مرسل اور کہا شیخ تقی الدین نے کہ روایت کی گئی یہ حدیث متصل سوای حدیث برکہ کے انتہی اب معترض صاحب کے مغالطہ اور دھوکے کو غور کرنا چاہیے کہ فقط لاتقربوا الصلوٰۃ ذکر کردیا وانتم سکاریٰ چھوڑ گئے جیسے خود حدیث مین خلط ملط کرلیتے ہین اور حق بات چھپا لیتے ہین ایسے ہی دوسرون پر اتہام دھرتے ہین فقط سروجی کا قول نقل کردیا اور علامہ عینی کی تحقیق چھوڑ گئے اگر سروجی کو یہ حدیث نہین ملی ہے تو کیا اس سے صاحب ہدایہ پر اعتراض ہو سکتا ہے

بعضونکی تلاش قاصر ہوتی ہی تو اونکو پتا نہین لگتا دوسرے اوسپر آگاہ کر دیتے ہین مگر معترض صاحب بھی صیغۂ
امانت اور دیانت مین بھرتی کرنیکے قابل ہین ایسی جگہہ معترض صاحب باوجودیکہ حدیثاور قرآن مین کتمان
حق پر بڑی وعیدوارد ہی سب بالای طاق رکھدیتے ہین امام صاحب اور حنفیہ کی برائی کو جہانتک جھوٹ
سچ ملا کے بیان کرنا ممکن ہی دریغ نہین کرتے اور شروع جواب اس مغالطہ مین خود لکھتے ہین کہ عوام لوگ
واقف ہو جاوین اور حنفیہ کے اس دھوکے مین نہ آوین اور خود اس ٹٹی کی آڑ مین کیا کچھ گل کھلا رہے ہین
فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ایسی فریب اور دغا کی باتون پر خدا کی مار اور رسول کی پھٹکار معترض صاحب کے
ہمکمہ ڈنٹوبار لوگ خوب جانتے ہین اور اونکی بناوٹی باتونکو خوب پہچانتے ہین ۵ کی بناوٹ بہت
سی باتون مین + پر کہین چھپتی ہی بنائی بات + **قولہ** حدیث ہفتم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے
لَمْ يَثْبُتْ هٰذَا الْحَدِيثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ إِلَّا أَنَّ ابْنَ مَاجَةَ رَوَاهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰى رِيحِهِ وَطَعْمِهِ وَ
لَوْنِهِ یعنی نہین ثابت ہوئی یہ حدیث ان الفاظ سے مگر ابن ماجہ نے اسکو حدیث ابوامامہ سے روایت کیا ہی کہا فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی پاک ہی نہین ناپاک کرتی اوسکو کوئی شی مگر وہ چیز جو اوسکی بو اور مزے
اور رنگ پر غالب آجاوے انتہی پس صاحب ہدایہ نے اپنی طرف سے اس حدیث کو نہین لکھا ابن ماجہ کی حدیث ایسے
الفاظ سے بیان کی ہی کہ جس سے معنی مین بالکل تغیر نہین ہوا البتہ لفظ متغیر لایا ہی **قولہ** حدیث ہشتم الی آخرہ
اقول کہا علامہ عینی نے لَمْ يُذْكَرْ هٰذَا فِي كُتُبِ الْأَحَادِيثِ الْمَشْهُورَةِ غَيْرَ أَنَّ السِّغْنَاقِيَّ ذَكَرَ فِي
شَرْحِهِ رَوَاهُ أَبُو عَلِيٍّ الْحَافِظُ السَّمَرْقَنْدِيُّ بِإِسْنَادِهِ وَلٰكِنْ فِيهِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ إِلٰى آخِرِهِ وَتَبِعَهُ الْأَكْمَلُ فِي ذٰلِكَ حَيْثُ نَقَلَهُ فِي شَرْحِهِ هٰكَذَا وَقَالَ
صَاحِبُ الدِّرَايَةِ كَذَا أَمَرَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِذٰلِكَ فِي رِوَايَةِ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
یعنی نہین مذکور ہی یہ حدیث کتابون مشہور حدیث کی مین مگر سغناقی نے اسکو اپنی شرح مین ذکر کیا ہی کہ
ابو علی حافظ سمرقندی نے اسکو مع اسناد روایت کیا ہی لیکن اوسمین انس رضی سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا الخ اور علامہ اکمل نے اسمین اونکا اتباع کیا ہی اسلیے کہ اوسکو اپنی شرح مین

اسیطرح نقل کیا ہی اور کہا صاحب دراینے اسی طرح حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اسکے روایت انس مین انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب نے اول جملہ کو لکھا اور بعد کی عبارت جس سے اوس حدیث کا پتا لگنا تھا چھوڑ گئے مصنف نے تو بھلا کسی شبہ سے موقوف ہی بیان کی تھی حالانکہ مرفوع روایت موجود ہی **قولہ** حدیث ہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے قُلْتُ حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ لَمْ يُرْوَ عَلَى هٰذَا الْوَجْهِ وَاِنَّمَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ اَبِي عَامِرٍ الْخَزَّازِ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ جَاءَ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى خُفِّهِ الْاَيْمَنِ وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلَى خُفِّهِ الْاَيْسَرِ ثُمَّ مَسَحَ اَعْلَاهُمَا مَسْحَةً وَاحِدَةً حَتّٰى كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلٰى اَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُفَّيْنِ یعنی مین کہتا ہون کہ حدیث مغیرہ اسطرح نہین روایت کی گئی بلکہ ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین اسکو مغیرہ بن شعبہ سے یون روایت کی ہی کہا اونہون نے دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشاب کیا پھر آکر وضو کیا اور دونون موزونپر مسح کیا اور داہنے ہاتھ کو داہنے موزہ پر رکھا اور بائین کو بائین موزہ پر پھر مسح کیا اوپر خفین کے ایکبار گویا کہ مین دیکھ رہا ہون طرف انگلیون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر موزونکے انتہی پس جو مطلب اس حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کا فقط مسح کے بیان مین تھا اوسکو صاحب ہدایہ نے ویسے ہی بیان کیا ہی اور اس محل مسح مین چونکہ اور حدیث کی ضرورت نہ تھی اوسکو چھوڑ دیا اسکو محدثین اور فقہا سب جائز رکھتے ہین چنانچہ حدیث چہارم کے جواب مین شارح مسلم کی عبارت ہمنے نقل کردی ہی **قولہ** حدیث دہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے هٰذَا لَهُ اَصْلٌ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ وَلٰكِنْ مَا رُوِيَ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَرَوَى الْاَئِمَّةُ السِّتَّةُ فِي كُتُبِهِمْ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَاَتِهِ بِنْتِ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ جَدَّتِهِ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِحْدَانَا يُصِيبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ قَالَ تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ ثُمَّ تَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِاَبِي دَاوُدَ حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ ثُمَّ انْضَحِيهِ وَفِي

رِوَایَۃٍ لَهُ وَاِنْ رَأَتْ دَمًا فَلْتَقْرُصْهُ بِشَیْءٍ مِّنَ الْمَاءِ وَلْتَنْضَحْ مَا لَمْ يُرَ وَتُصَلِّيْ فِيْهِ وَرَوَاهُ
ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَرَوَاهُ الْاِمَامُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْجَارُوْدِ فِيْ
كِتَابِ الْمُنْتَقٰى وَفِيْ رِوَايَتِهٖ حُتِّيْهِ وَاقْرُصِيْهِ بِالْمَاءِ وَاغْسِلِيْهِ وَصَلِّيْ فِيْهِ وَرُشِّيْهِ بِالْمَاءِ
یعنی اس حدیث کی اصل صحیح حدیثوں مین ہی لیکن اس لفظ سے روایت نہین کی گئی اور روایت کیا ہی
ایمۂ ستہ نے اپنی کتابوں مین اور الفاظ مسلم کے یہ ہین حدیث ہی اسما بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا سے کہا اونھون نے
آئی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس عرض کیا کہ ہم مین سے کسی کے کپڑے پر خون حیض کا
لگجاتا ہی کیا کرے فرمایا اوسکو کھرچ ڈالے پھر ملے پھر اوسکو دھو ڈالے پھر اوس سے نماز پڑھلے اور ایک روایت
ابو داود مین ہی کھرچ تو اوسکو پھر پانی سے مل اوسکو پھر دھو اوسکو اور ایک روایت مین ابو داود کی ہی اگر وہ
خون دیکھے پس چاہیے کہ کچھ پانی سے اوسکو ملے اور چاہیے کہ دھوئے اوسکو جبتک اثر اوسکا معلوم نہو اور
نماز پڑھلے اوس سے اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین اور روایت کیا اسکو امام ابو محمد نے
کتاب منتقی مین اور اونکی روایت مین ہی چھیل تو اوسکو اور مل تو اوسکو پانی سے اور دھو تو اوسکو اور نماز پڑھ
اوس سے اور اوسپر پانی چھڑک دے انتہی پس غور کیجیے کہ صاحب ہدایہ نے یہی مضمون عینہ ادا کیا ہی مگر معترض
صاحب فقط ایک ہی ٹکڑے پر اکتفا کرکے باقی کو چھوڑ گئے **قولہ** حدیث یازدہم الخ **اقول** کہا علامہ
عینی نے هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ غَرِيْبٌ وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي التَّحْقِيْقِ وَالْحَنَفِيَّةُ
يَحْتَجُّوْنَ عَلٰى نَجَاسَةِ الْمَنِيِّ بِحَدِيْثٍ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ
اغْسِلِيْهِ اِنْ كَانَ رَطْبًا وَافْرُكِيْهِ اِنْ كَانَ يَابِسًا قَالَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ لَا يُعْرَفُ وَاِنَّمَا رُوِيَ
نَحْوُهُ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ قُلْتُ عَدَمُ الْمَعْرِفَةِ مِنْهُ اَوْ مِنْ غَيْرِهٖ لَا يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ مَعْرِفَةِ
غَيْرِهٖ مَعَ اَنَّ اَصْلَ الْحَدِيْثِ فِي الصِّحَاحِ وَقَدْ رَوٰى مُسْلِمٌ وَالْاَرْبَعَةُ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ
قَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَ
اَنَّ بُقَعَ الْمَاءِ فِيْ ثَوْبِهٖ وَقَالَتْ اَيْضًا كُنْتُ اَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلِّيْ فِيْهِ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ

عائشة قالت كنت اغسل المني من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان رطبًا وافركه اذا كان يابسًا يعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہی اور کہا ابن جوزی نے کہ حنفیہ حجت پکڑتے ہین منی کے ناپاک ہونے پر اوس حدیث سے کہ روایت کیا ہی اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ حدیث نہین پہچانی جاتی ہی بلکہ مثل اسکے حدیث عائشہ رض سے مروی ہی کہتا ہون مین کہ ابن جوزی وغیرہ کا نہ پہچاننا اسکو لازم نہین کہ دوسرا بھی نہ پہچانے حال آنکہ اصل اس حدیث کی صحاح مین موجود ہی اور مسلم او ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابوداود نے حدیث عائشہ رض سے روایت کی ہی کہ مین ناپاکی ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھویا کرتی تھی پھر آپ نماز کو تشریف لیجاتے اور تری کپڑے مین ہوتی اور یہی کہا اونھون نے کہ مین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے ملا کرتی تھی پس اوس سے نماز پڑھتے تھے روایت کیا اسکو مسلم اور ابوداود نے اور روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے عائشہ رض سے کہ مین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھوتی تھی جب تر ہوتی اور ملڈالتی اوسکو اگر وہ خشک ہوتی انتہی اور علامہ ابن ہمام فتح القدیر اسی مقام پر لکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دھونیکا حکم دیا ہو اسکو اللہ جانے مگر ظاہر یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جانتے تھے خصوصًا اوس وقت مین جب یہ فعل حضرت عائشہ رض کا مکرر ہوا باوجود التفات کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف پاکی کپڑے اپنے کے اور تفحص کرنے حال اوسکے سے اور ظاہر تر اوس سے یہ قول عائشہ رض کا ہی کہ مین دھوتی تھی اوسکو کپڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے پس نماز کیواسطے تشریف لیجاتے اور اثر پانی کا کپڑے مین ہوتا کیونکہ ظاہر یہ ہی کہ آپکو کپڑے کی تری محسوس ہوتی ہوگی اور یہ سبب التفات کا ہی طرف حال ثوب کے اور تفحص کا خبر اسکی سے اور اوس وقت سبب کا ظاہر ہونا ہوگا اور اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا پس اگر وہ کپڑا پاک ہوتا تو آپ پانی کے تلف کرنے سے بلاضرورت منع فرمادیتے اسلیے کہ اوس وقت پانی کا اسراف ہی کیونکہ اسراف بلا حاجت پانی کے صرف کو کہتے ہین اور حضرت عائشہ رض کو بھی بلاضرورت دھونے کی تکلیف دینی ہی علاوہ اسکے مسلم مین عائشہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھویا کرتے پھر نماز کو تشریف لیجاتے اوسی کپڑے سے اور مین اثر دھونیکا اوس کپڑے مین دیکھتی تھی پس اگر اسکو معنی حقیقی پر محمول کیا جاۓ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات خاص اوسکو دھوتے تھے تو ظاہر ہی یا مجاز پر محمول ہو بنظر

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اسکا حکم دیا ہو پس وہ آپکے علم پر متفرع ہے انتہی **قولہ** حدیث دوازدہم آمدہ
اقول کہا علامہ عینی نے کہ اس حدیث کو کسی نے مرفوع نہیں بیان کیا بلکہ اسکو ابو جعفر محمد بن علی رضہ سے
ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین روایت کیا ہے فرمایا اونھون نے پاکی زمین کی خشک ہونا اوسکا ہے اور محمد
ابن الحنفیہ اور ابو قلابہ سے روایت کی ہے کہا اونھون نے جب خشک ہو جاوے زمین پس وہ پاک ہو جاتی ہے اور
عبد الرزاق نے مصنف اپنی مین روایت کی ہے کہ ابو قلابہ رضہ نے فرمایا خشک ہونا زمین کا پاکی اوسکی ہے اور
اسرار مین ہے کہ یہ حدیث عائشہ رضہ پر موقوف ہے اور محمد بن حنفیہ مدینہ کے فقہای تابعین سے ہین اور اونسے روایت
کی گئی ہے کہ کہا اونھون نے حسن رضہ اور حسین رضہ مجھسے بہتر ہین اور مین انکے والد کی حدیث اون دونوسے زیادہ
جانتا ہون اور یہ سو ہے کہ جب صحابہ نے اونکو سب مین سے فتوی دینے پر قائم کیا تو وہ مثل ایک صحابی کے بوجہ تقریر
اونکی کے ہوئے جیسے کہ کوئی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا اور آپنے اوسپر سکوت کیا پس جس
اونسے یہ روایت کی گئی کہ طہارت زمین کی خشک ہونا اوسکا ہے اور سوا اونکے کسی سے خلاف اسکے ایراد نہین ہوا
تو اسپر سبکا اجماع ہوگیا خصوصًا اوس وقت کہ اونکی موافقت ابو جعفر محمد بن علی رضہ اور ابو قلابہ رضہ اور عائشہ رضہ
نے بھی کی ہے اور علاوہ اسکے اصحاب ہمارے اس مسئلہ مین استدلال لائے ہین اوس حدیث سے جسکو ابو داود
اور احمد بن صالح نے عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت کیا ہے فرمایا اونھون نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین
مسجد مین سویا کرتے تھے اور مین نوجوان مجرد تھا پس کتے پیشاب کرتے تھے اور آتے جاتے تھے مسجد مین پس
صحابہ اوسپر پانی نہین ڈالتے تھے اور اس حدیث کو ابو بکر بن خزیمہ نے صحیح اپنی مین بھی روایت کیا ہے انتہی
اور ابو داود نے اس حدیث کو باب طہور الارض اذا یبست مین لکھا ہے یعنی اس باب مین وہ حدیث مذکور کی
جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے پس جب اس حدیث کی اسقدر سند پہونچ گئی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین تقریر ثابت ہوئی اور صحابہ کا بھی اجماع معلوم ہوگیا لہذا اصحاب نے یہ
جو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منقول ہے حالانکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسپر سکوت فرمانا اور صحابہ کا
اجماع ہے قول آپکا ثابت نہین گو یہ تقریر حکم مین قول ہی کے ہے اس سے صاحب ہدایہ پر اعتراض نہین ہو سکتا
اسلیے کہ ہو سکتا ہے کہ اونکو کہین سے یہ قول ثابت ہوگیا ہو اور شراح کی نظر سے نہ گذرا ہو یا قول اور تقریر اونکے

نزدیک ایک شی ہو ایک کو دوسرے سے تعبیر کرنا جائز جانتے ہون علاوہ اسکے جس مسئلہ مین اونہون نے یہ حجت بیان کی ہے
وہ مسئلہ بلاریب اتنی حدیثون سے ثابت ہوگیا معترض صاحب کو مسائل سے غرض ہی اگر کوئی محدثین کی اصطلاح
کے خلاف کرے تو کچھ چندان عیب نہین خصوصًا ایسا محقق جسکے احادیث کی تخریج سے معلوم ہوتا ہی کہ احادیث
مین وہ بڑا تبحر اور کمال رکھتے تھے مگر غالبًا فقط اپنی یاد پر اعتماد کر کے اوس حدیث کو نقل کر دیتے تھے اسیواسطے
بعض الفاظ مین فرق ہوگیا ہی سو اسکا کچھ مضایقہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ اور محدثین بھی اسکو جائز رکھتے ہین
قولہ حدیث سیزدہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے وَقَدْ مَرَّ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَخْرَجَهٗ جَمَاعَةٌ مِّنَ
الصَّحَابَةِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ هٰذَا اللَّفْظُ بِهٰذِهِ الْعِبَارَةِ فَعِبَارَةُ حَدِيْثِ
ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوَقْتِ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ جَابِرٍ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ
وَقْتٌ كُلُّهٗ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ اَبِيْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا بَيْنَ
هٰذَيْنِ وَقْتُ صَلٰوةٍ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ بِدُوْنِ لَفْظِ
كُلُّهٗ مِمَّا فِيْ حَدِيْثِ جَابِرٍ یعنی تحقیق بیان ہو چکا کہ اس حدیث کو ایک جماعت صحابہ نے روایت کیا ہی اور کسی کی
حدیث مین یہ لفظ اس عبارت سے نہین پس عبارت حدیث ابن عباس رض کی یہ ہی کہ وقت نماز کا درمیان ان دو وقتونکے
ہی اور عبارت حدیث جابر رض کی یہ ہی کہ ان دونون وقتونکے درمیان مین کل وقت ہی اور عبارت حدیث
ابو مسعود انصاری کی یہ ہی کہ کہا جبرئیل علیہ السلام نے ان دونون کے درمیان مین وقت نماز کا ہی اور عبارت
حدیث ابو ہریرہ رض یہ ہی کہ درمیان ان دونون وقتونکے وقت ہی بدون لفظ کل کے جو حدیث جابر رض کی
مین تھا انتہی پس اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ فقط لفظونکا فرق ہی معنی مین کچھ فرق نہین ایسا فرق خود حدیثون
ہی مین موجود ہی اسکو محل اعتراض ٹھیرانا احادیث پر اعتراض کرنا ہی کہ راویونے الفاظ کو کیون بدلا آخر
جبرئیل علیہ السلام نے تو الفاظ معین خاص ہی فرمائے ہونگے غرض الفاظ مین گفتگو کرنی نادانونکا کام ہی
البتہ قرآن کی آیت کو اگر صاحب ہدایہ اور لفظ سے بیان کر دیتے تو اعتراض بجا تھا **قولہ** حدیث چہاردہم
اقول کہا علامہ عینی نے هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ غَرِيْبٌ لَمْ يُرْوَ هٰكَذَا وَاِنَّمَا رَوٰى
اَبُوْ دَاوٗدَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ نَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَخْبَرَنِيْ بِوَقْتِ الصَّلٰوةِ

الحدیث وفیہ یصلی العشاء حین استوی الافق ورواہ ابن حبان فی صحیحہ یعنی یہ حدیث
اس لفظ سے غریب ہی اسطور سے روایت نہین کی گئی بلکہ ابوداؤد نے یہ روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور وقت نماز کی مجھکو خبر دی الخ اور اس حدیث مین ہی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے عشا کی جسوقت کنارہ آسمان کا سیاہ ہوجاتا اور روایت کیا اسکو
ابن حبان نے صحیح اپنی مین انتہی **قولہ** مسئلہ پانزدہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے کہ یہ حدیث ابن عباس رض
سے وارد نہین ہوئی اور یہ غریب ہی اور مبسوط مین ہی کہ ابوہریرہ رض سے روایت کی گئی ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر وقت عشا کا وقت طلوع فجر ثانی کے ہی اور تعجب اکثر شراح سے یہ ہی کہ
وہ اس حدیث سے استدلال لاتے ہین اور اوسکی روایت کو ابوہریرہ رض کی طرف منسوب کرتے ہین
اور یہ اسناد صحیح نہین ہی اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اس مقام پر عمدہ کلام بیان کیا ہی
خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ کہا اونھون نے مجموع احادیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ آخر وقت عشا کا طلوع ہونے
فجر تک ہی اور اسلیے کہ ابن عباس رض اور ابوموسی اشعری اور ابوسعید خدری نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی تہائی رات تک تاخیر کی اور ابوہریرہ رض اور انس رض سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی آدھی رات تک تاخیر کی اور ابن عمر رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوسکو یہانتک موخر کیا کہ دو تہائی رات چلی گئی اور عائشہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے عشا کو یہانتک دیر کی کہ کل رات چلی گئی اور یہ تمام روایتین صحیح حدیثونکی ہین کہا امام طحاوی نے
بس ثابت ہوا اس سے کہ کل رات وقت عشا ہی لیکن تین وقتون پر وقت شروع عشا سے تہائی رات تک افضل وقت
ہی اور بعد اسکے نصف شب تک اس سے فضیلت مین کم ہی اور بعد نصف رات کے اوس سے بھی کم ہی انتہی
اب جاننا چاہیے کہ معترض صاحب کے مغالطہ کی یہان سب قلعی کھل گئی اور وہ مسائل احادیث صحیحہ سے
ثابت ہوگئے بلکہ بہت حدیثین جو علامہ عینی نے ان مسائل کی تائید مین لکھی ہین اونکو ہمنے بوجہ اختصار
نقل نہین کیا ہی اور فقہاء صاحب ہدایہ کی احادیث کا پتا بتلا دیا ہی تاکہ عوام ظاہر بین کے دھوکے اور فریب مین
نہ آجاوین ورنہ احادیث اور بھی عینی اور فتح القدیر مین موجود ہین ایسی حدیثونکا نام جنمین فرق الفاظ ہو

معترض صاحب نے موضوع رکھا ہی اگر موضوع ہوتین تو علامہ عینی اور امام ابن ہمام ضرور تصریح کر دیتے

قولہ اور حدیثون صحیحہ کے باطل کرنیکین حیلہ سازیان کرتے رہے ہین الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا

سراسر جھوٹا اور بہتان صریح ہی بلکہ اونھون نے یہانتک دیانت داری کی ہی کہ الفاظ تک بھی بتلا دیے کہ ان

الفاظ سے یہ حدیث نہین آئی اور ضعیف کو ضعیف اور صحیح کو صحیح کہدیا البتہ معترض صاحب کے مذہب کے

دونونکی تحقیق مخالف ہی معترض صاحب اپنے مذہب کے خلاف کو خلاف حدیث سمجھتے ہین اور معترض صاحب نے

عبارت شرح سفر السعادت کی ناتمام لکھدی اوسکے بعد شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہین ع لیکن شرح

شیخ ابن ہمام جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء تلافی آن نمودہ وبہ تحقیق کار فرمودہ است یعنی شرح علامہ

ابن ہمام نے اللہ اونکو جزای خیر دے تلافی اوسکی کردی ہی اور تحقیق کے ساتھ کام کیا ہی انتہی اور تحصیل التعرف

مین لکھتے ہین وَالشَّیْخُ ابْنُ الْھُمَامِ رَحِمَہُ اللّٰہُ قَوّٰی مَذْھَبَ الْحَنَفِیِّ وَتَمَسَّکَ فِیْہِ

بِالْاَحَادِیْثِ حَتّٰی کَادَ اَنْ یُّقَالَ اِنَّ الشَّافِعِیَّ مِنْ اَھْلِ الرَّأْیِ وَاَبُوْحَنِیْفَۃَ مِنْ

اَصْحَابِ الظَّوَاھِرِ یعنی اور شیخ ابن ہمام رح نے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا اور تمسک کیا اوسمین ساتھ

احادیث کے یہانتک کہ قریب ہوگیا کہ یون کہا جاے کہ امام شافعی اہل رای سے ہین اور امام ابو حنیفہ رح

اصحاب ظواہر سے ہین انتہی اور کلام اشرف سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہی کہ بعض حدیثا اونکو نہین ملی

پھر اسکا کچھ تعجب نہین ابن جوزی کیسے محقق کہلاتے ہین اونکو بہت حدیثین نہین ملین اور فقط اٹکل ہی سے

اونکو موضوع بتلا دیا پھر علامہ سیوطی وغیرہ نے کیسا اونکا پیچھا کیا ہی اور اون احادیث کو ثابت

کر دیا ہی اس سے یہ لازم نہین آتا کہ صاحب ہدایہ کو بھی اون احادیث کا پتا نہ لگا ہو اسمین حسن ظن بزرگان

دین کیطرف اچھا ہی آخر اور احادیث صحیحہ سے تو محققین نے اون مسائل کو ثابت کر دیا ہی ہمکو مسائل کے

ثبوت سے غرض ہی یون تو بدگمانی ہر ایک مسئلہ کی نسبت ممکن ہی پھر تو اس سوء ظنی کی دلدل مین سے نکلنا

مشکل ہوگا ~~ہر کہ شد بستۂ این دام بلا~~ کی رساند بسر شام بلا ~~محو~~ این ہی کہ خمارش در دست

عذر ای بادہ کش جام بلا **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ مکۂ

معظمہ مین چارون امامونکے چار مصلے جو کہ اسوقت مین موجود ہین انکو حدیث پر چلنے والے لوگ بدعت

کہتے ہین سو جواب اسکا چار طرح پر ہی اول یہ کہ مکہ معظمہ مین چارون مصلے چارون اماموں کے علیحدہ علیحدہ
سنہ آٹھ سو سات ہجریہ مین بتیق لبیج زمانہ فرج بن برقوق کے بنائے ہین لیکن انکے بنانے اور مقرر کرنیکے لیے
نہ تو حکم خدا ناطق ہی اور نہ حکم رسول الخ **اقول** چارون مصلونکو ناجائز سمجھنا اور حدیث بدعت کی
سند لانا محض غلط اور قیاس مع الفارق ہی جب مذہب چارون اماموں کا بالاتفاق حق ہی پھر انکے مصلے
کیونکر بدعت ہو سکتے ہین ہان افراط و تفریط اچھی نہین جس مصلے پر نماز طیار پاوے شریک ہو جاوے
انتظار اپنے امام کا نکرے چنانچہ راقم الحروف نے سب مصلونپر نماز پڑھی ہی البتہ بعضے صاحب اوسمین احتیاط
کرتے ہین کہ اگر امام مالکی یا شافعی نے نجس پانی سے جو مقدار قلتین سے ہو یا کم ہو وضو کیا یا پیچھے لگا
یا حنبلی نے فقط پگڑی پر مسح کیا تو حنفیہ کے نزدیک ایسی صورت مین نماز فاسد ہو جاتی ہی مگر یہ محض وہم
اور تعصب ہی ہم تو فرقہ ظاہریہ کے پیچھے بھی بحکم صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ کے برابر نماز پڑھ لیتے ہین
البتہ معترض صاحب کا آیت سے استنباط کرنا کہ خدا تعالی وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى
فرماتا ہی تو سجز ایک مصلے کے دوسرا نہونا چاہیے عجیب اجتہاد ہی اگر معاملہ سنجیدہ نہوتا تو قابل تضحیک تھا
کسی مفسر اور کسی مجتہد کو یہ نہین سوجھی خاص معترض صاحب کا حصہ ہی اسیوجہ سے ہم کہتے ہین کہ عوام
خصوصاً حضرات ظاہریہ کو ایمہ اربعہ سے کسی امام کی تقلید کرنا ضروری ہی حدیث کی تہ کو تو خوب پہونچے ہی
تھے اب قرآن پر بھی نوبت آئی خدا خیر کرے معترض صاحب جیسا آپ نے اجتہاد کیا ہی ایک مسئلہ ہمکو بھی سوجھا
ہی کہ عید کی نماز سوای مقام ابراہیم کے اور جگہ جائز نہین اور دلیل اسپر بھی آیت مذکورہ ہی جیسے
معترض صاحب نے مصلے کے معنی امام کے مصلے کے لیے ہمنے مصلے کے معنی عیدگاہ کے لیے علاوہ اسکے
ایک اور مسئلہ اس آیت سے نکلتا ہی کہ کوئی نماز فرض ہو یا نفل سوای مقام ابراہیم کے کسی جگہ جائز نہین پس
جماعت تو ممکن ہی نہین جب بہت سے آدمی ہونگے تو ایک دو اکیلے دو کیلے پڑھکر جب فارغ ہونگے پھر دوسرے
کھڑے ہونگے غرض معترض صاحب قرآن مین اس مصلے کے معنی خوب سمجھے اب جسنے اور کہین نماز پڑھی ہوگی
وہ نماز معترض صاحب کے نزدیک جائز نہوگی اور پہلے بنا ہونے مصلونکے جو نمازین صحابہ نے پڑھی ہین حضر
صاحب نے اپنے اجتہاد سے سب درہم برہم کردین پس اگر جناب اس آیت کے معنی یہ ہین کہ امام کا مصلی ایک ہونا چاہیے

اور وہ بھی خاص مقام ابراہیم پر ہو تو اس استنباط کے تمام صحابہ و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخالف ہو جائینگے نعوذ باللہ اجتہاد ایسے ہی کہتے ہین اور عیدگاہ کے معنی معترض صاحب کو نہین سوجھے تھے وہ ہمنے بتلا دیے جبھی کبھی حضرت ظاہر ہو نے اجتہاد کیا تھا او سکو ہمنے مضحکہ مین اوڑا دیا بہرحال عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست بیضاوی مین ہی وَهُوَ اَمْرُ اِسْتِحْبَابٍ رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَخَذَ بِیَدِ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَا مَقَامُ اِبْرَاهِیْمَ فَقَالَ عُمَرُ اَفَلَا نَتَّخِذُہٗ مُصَلًّی فَقَالَ لَمْ اُوْمَرْ بِذٰلِكَ فَلَمْ تَغِبِ الشَّمْسُ حَتّٰی نَزَلَتْ وَقِیْلَ الْمُرَادُ بِهِ الْاَمْرُ بِرَكْعَتَیِ الطَّوَافِ لِمَا رُوِیَ جَابِرٌ اَنَّہٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمَّا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهٖ عَمَدَ اِلٰی مَقَامِ اِبْرَاهِیْمَ فَصَلّٰی خَلْفَہٗ رَكْعَتَیْنِ وَقَرَأَ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی یعنی یہ امر استحبابی ہی روایت کی گئی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رض کا ہاتھ پکڑا پس فرمایا یہ مقام ابراہیم ہی کہا عمر رض نے کیا ہم اسکو نماز کی جگہ نکرلین فرمایا مجکو حکم نہین کیا گیا پس آفتاب غروب نہین ہوا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی اور بعض نے کہا ہی کہ مراد اس سے حکم دو رکعتون طواف کا ہی بسبب اوسکے جو جابر رض نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف سے فارغ ہوے تو قصد کیا طرف مقام ابراہیم کے پس دو رکعتین پیچھے اوسکے پڑھین اور آیت واتخذوا پڑھی تھی پس اس آیت کی شان نزول سے معلوم ہوا کہ فقط امر استحبابی ہی واجب نہین اور امام کے مصلے کے معنی جو معترض صاحب نے لیے ہم ابتک متعجب ہین کہ اس جواب کی کیا ضرورت تھی جواب گو انکو اپنے اجتہاد سے ہی اعتقاد کر دیا اور اپنے تئین بھی ہم کہلوایا ای معترض صاحب بات ٹھکانے کی کہنا چاہیے بی سوچے انکل پچو تکے نہ لگائیے

مزن بی تامل بگفتار دم ۔ نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم ۔ نطق آدمی بہترست از دواب ۔ دواب از تو بہ گر نگوئی صواب

قال وہ ایک مغالطہ مقلدین ایہ حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے حدیث کے آسان آسان مسلونپر عمل کرتے ہین مشکل پر نہین چلتے ہین سو جواب اسکا یہ ہی کہ جو لوگ حدیث کے آسان مسلونکو چھوڑکر مشکل مشکل مسائل پر عمل کرتے ہین وہ بڑے بیوقوف اللہ تعالی کے نافرمان ہین

اقول معترض صاحب نے کیسے کیسے مغالطہ دینے شروع کیے اسکا ہم کیا جواب دین بجز اسکے

بیضاوی صفحہ ۴۰

کہ اونکو تقلید کی فہمایش کردین جناب مین آپ سان مسائل پر تو عمل کیجیے مگر خدارا اپنے اجتہاد بیجا کو دخل
ندیجیے جو مسائل ائمہ نے احادیث اور قرآن سے استنباط کیے ہین اونکو اخذ کیجیے اور اپنی رای سے حدیث
کے مطالب کو زیب و زینت نہ دیجیے کبھی تہجد بھی پڑھلیا کیجیے اور کبھی رات بھر عبادت کیجیے جس سے
جسم کو تکلیف ہو اور یہ آاس کرجائین بس سنت کو بھی ملحوظ خاطر رکھیے زیادہ آسانی کو نہ ڈھونڈھیے
ورنہ رفتہ رفتہ تکلیف شرعی بھی آپکو ناگوار ہونے لگیگی پھر تو خاصے غیر مکلف ہوجاؤ گے اتنا یاد رکھو کہ مقلد
مکلف رہتے ہین اور غیر مقلد غیر مکلف ہوجاتے ہین اسی انتظام کے واسطے غیر مجتہد کو تقلید ضروری ہے کیونکہ
آزادی اور رفع تکلیف کو روکتی رہتی ہے ہمنے بحکم الدین النصیحۃ کے اتنی بات کہدی ہے ماننے نہ ماننے
آیندہ تمکو اختیار ہے ع من انچہ شرط بلاغ ست باتو میگویم * تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال **وقال**
اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ جسقدر لوگ اس مذہب کے مقلد ہین
اور کسی مذہب کے بھی نہین اور ترمذی مین روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ و ید اللہ
علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار یعنی تحقیق اللہ نہین جمع کریگا امت میری کو یا کہا بجاے
امتی کے امت محمد کو اوپر گمراہی کے اور ہاتھ اللہ کا ہے اوپر جماعت کے اور جو شخص کہ جدا ہے جماعت سے
تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے اور ابن ماجہ مین روایت ہے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار یعنی پیروی کرو جماعت
بڑی کی پس تحقیق شان یہ ہے جو تنہا ہوا جماعت سے تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے سو جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث
ید اللہ علی الجماعۃ اور اتبعوا السواد الاعظم کا یہ مطلب نہین کہ جس طرف بہت لوگ ہون حق
اور ہدایت پر وہی لوگ تھے ہین اور جس طرف تھوڑے ہون وہ گمراہ ہوتے ہین کیونکہ اگر ان حدیثونکے
یہی معنی لیے جاوین تو پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور اونکے ساتھ والے نعوذ باللہ منہا ب
گمراہ ٹھیرتے ہین کیونکہ معرکہ کربلا مین امام حسین کے ساتھ تو صرف بیاسی آدمی مع اونکے اہل بیت اور
خادمونکے تھے اور عمر بن سعد کے ساتھ جو امام حسین کے ساتھ لڑنے کو آیا تھا سوار اور پیادہ بائیس ہزار

آدمی ہمے غرضنکہ مطلب ان حدیثون کا یہ ہی کہ جس طرف اکثر مجتہد اور محدث ہین وہی گروہ ہی بڑا پس اگر
امام اعظم ایک طرف ہون مثلاً اور نخعی اور حسن بصری اور ثوری اور اسحق اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل
ایک طرف پس منصف خود دیکھ لے کہ سواد اعظم اور گروہ بڑا کدھر ہی الخ **اقول** حنفیہ اس قول کو بمقابلہ
ظاہریہ کے کہتے ہین کہ یہ لوگ چارون اماموں کے گروہ سے علیحدہ ہین اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدی مسجد بنائی ہی
یہ لوگ بیشک سواد اعظم کے خلاف ہین شافعیہ وغیرہ کو حنفی نہین کہتے اِن چار مذہب کے حق ہونے مین کچھ کلام نہین
جو انمین سے کسیکے قول کا اعتبار نکریگا تو بحکم حدیث شریف اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ
فِی النَّار یہ کے او سپر شذوذ صادق آجائیگا اگرچہ ظاہر یہ نے جب یہان کوئی مفر نہین دیکھا تو حدیث مین اپنی
طرف سے تاویل کی ظاہری الفاظ کو بالکل چھوڑ دیا حالآنکہ یہ اونکے مذہب کے سراسر خلاف ہی کہ احادیث
اور قرآن مین تاویل کیجاے مگر یہان بغیر تاویل کچھ نہ بنی کیا کرین مذہب چھوٹتا ہی اپنا طریقہ خاص
جو اختیار کیا ہی آخر اوسکو بھی تو نباہنا چاہیے مگر اونکی اس تاویلات سے کیا ہوتا ہی احادیث کے الفاظ
بیشک اونپر صادق آتے ہین البتہ اونکو یہ کہنا چاہیے تھا کہ شذ کے معنی یہ ہین کہ جو بالکل علیحدہ
ہوجاے اور یہ بات ظاہریہ پر صادق نہین آتی اسلیے کہ وہ اگرچہ بعض مسائل مین ائمہ اربعہ کے بالکل برخلاف
ہین مگر انکے اکثر مسائل پر عمل کر لیتے ہین یہ ہمنے ظاہریہ پر ترحم کرکے تاویل کہدی ہی ورنہ اونکے خیالات تو
اس سے بھی زیادہ فاسد معلوم ہوتے ہین اور معرکہ کربلا کی سند پیش کرنی بڑی نادانی ہی اسلیے کہ تواریخ معتبر
کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ معرکہ ناگہانی ہوگیا صحابہ کو مطلق خبر نہوئی اور بعض کو خبر تھی مگر
لڑائی کی خبر نہ تھی یون جانتے تھے کہ اہل کوفہ نے واسطے مشورہ اور اصلاح کار کے بلوایا ہی ورنہ انکی طرف
تو اسقدر صحابہ اور تابعین تھے کہ اوس طرف کے لوگ ہرگز نہ تھے بلکہ اوس طرف والے کو بخوف جان شریک
جنگ تھے مگر اکثر مجبور اور کنارہ کش تھے آخر حضرت حر اپنی جمعیت سے اس طرف شریک ہی ہوگئے تھے معترض صاحب کو
اصل قصہ تو معلوم نہین فقط اپنی تاریخ دانی کی سند پیش کرتے ہین اور امام صاحب کا ایک دو مسئلہ کو
مخالف ہونا مضر نہین اس قسم کی مخالفت ہر مجتہد مین موجود ہی امام شافعی درود کو نماز مین فرض
کہتے ہین حالانکہ یہ مسئلہ جمہور کے خلاف ہی امام احمد اور اسحق جمعہ کو قبل زوال جائز کہتے ہین حالانکہ

جمہور کے خلاف ہی اور لیث بعد نماز فجر اعتکاف مین بیٹھنے کو مسنون کہتے ہین اور جمہور رات ہی اوسمین
داخل کرنے کو مسنون کہتے ہین اور عطا بن ابی رباح تابعی جو امام شافعی اور امام بخاری اور اکثر محدثین کے
اساتذہ مین ہین اور سب محدثین اونکو مانتے ہین اونکے نزدیک اگر عید دن جمعہ کے واقع ہو تو فقط عید کی نماز
واجب ہوتی ہی اور جمعہ کی اور ظہر کی نماز اوسپر واجب نہین بلکہ غرض عصر تک اونکے نزدیک کوئی نماز نہین اور
داؤد ظاہری کے نزدیک ماء راکد مین پیشاب کرنا موافق حدیث لا یبولن احدکم کے جائز نہین مگر پاخانہ
اوسمین پھرنا جائز جانتے ہین حالانکہ اس قول کی طرف کوئی بھی نہین گیا اسیطرح اگر کوئی برتن مین
پیشاب کرے اور ٹھیرے ہوئے پانی مین ڈالدے وہ بھی جائز کہتے ہین ایسے قریب پانی کے پیشاب کرے اور
بہکر پانی مین چلا جاے یہ صورت بھی اونکے نزدیک جائز ہی حالانکہ تینون صورتین خلاف اجماع ہین اور انکی
دلیل یہ ہی کہ حدیث مین تو پانی کے اندر فقط پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہی اسکے سوا سب صورتین جائز
ہونگی اور قیاس کو مطلقاً حرام جانتے ہین برخلاف جمہور کے کہ وہ ازروی قیاس کے اسی حدیث سے
استنباط کرتے ہین کہ جب پیشاب کو منع کیا ہی تو پاخانہ بدرجۂ اولی منع ہوگا اور غرض پیشاب کرنے سے
یہ ہی کہ اوسمین کسیطرح سے پیشاب واقع ہو پس حضرات ظاہریہ اس صحیحین کے ظاہر الفاظ کو چھوڑ کر قلتین کی
حدیث ضعیف پر کہاں عمل کرینگے پس غور کیجیے کہ یہ مذہب اس مسئلہ مین کل کے مخالف ہی پھر کیا
بعض بعض مسائل سے خلاف جمہور کرنے مین ایمہ مجتہدین نعوذ باللہ اس حدیث کا مصداق ہو سکتے
ہین کوئی جاہل بھی ایسی بات نہین کہیگا ہان جو لوگ اپنا نام حدیث پر چلنے والا رکھتے ہین اور اپنے
منہ آپ میان مٹھو بنتے ہین اور محققین اونکو حدیث کے خلاف عمل کرنیوالا سمجھتے ہین ایسے لوگ بیشک
سواد اعظم سے خارج ہین گو اپنی زبان سے کچھ کہے جائین پس معلوم ہوا کہ جمہور کا طریقہ جو ہمیشہ سے
تقلید چلا آیا ہی اور ہزارہا عارف اور قطب و ابدال ہر مذہب کے مقلدین ہین خصوصاً حنفی مذہب
اسی فقہ کی بدولت ہوگئے اور علمای محققین نے گو بعض مسائل مین بوجہ مجتہد ہونے کے خلاف کیا ہی
مگر تقلید پہلو نکے اقوال کی ضرور کی اپنی طرف سے نیا طریقہ ایجاد نہین کیا حضرات ظاہریہ نے تو وہ نئے
رنگ دکھائے جنکی سواد اعظم مین کہین بو باس بھی پائی نہین جاتی بیشک ایسے لوگ خارج اجماع ہین بر بڑے

محققین اور عارفین اگر تقلید بُری چیز ہوتی تو ہرگز اختیار نکرتے حال آنکہ اونپر تقلید کچھ ضروری نہ تھی باینہمہ ہر
ایک دوسرے کی تقلید کرتے چلے آئے اور اپنی رای کو چندان دخل نہ دیا پھر کجا عوام کالانعام جنکو یہ بھی خبر
نہین کہ دین کیا چیز ہی مطلق انپڑھ ان حضرات ظاہریہ کی بدولت ایمہ کے نسبت اونھون نے کیا کیا زبانین
کھولی ہین اور کیسے دلیر ہو گئے اور یون سمجھتے ہین کہ غرض بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس زمانہ
بعد غدر مین پوری پوری ادا ہوئی کوئی یہ مضمون نہین سمجھا تھا خدا تعالی نے جیسا کہ نبی آخر الزمان افضل
الانبیا کو بھیجا تھا اسیطرح یہ حضرات ظاہریہ عمل بالحدیث مین افضل ہین سب ایمہ مجتہدین کو بعض بعض
حدیثین میسر نہ آئین اور سب نے نعوذ باللہ خلاف حدیث عمل کیا اور اجتہاد صحابہ و تابعین کا سب کا خانہ پورا
پورا انکے نزدیک مطابق حدیث نہ تھا اب انکے پاس سب حدیثین جمع ہو گئین خالص حدیث پر حسب رضای الہی کے
عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے سوای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسیکو کل احادیث
پر جیسا کہ انکو میسر آیا ہی انکے خیال خام مین میسر نہوا اور سب مین قصور رہا مگر بوجہ بھولے کے سب خطائین
معاف کر دیجائینگی اور حضرات ظاہریہ کو طبقہ اعلی عنایت ہوگا کیونکہ یہ لوگ جامع جمیع صفات ہین
خدا اور رسول کا مقصود پورا پورا ان لوگون نے سمجھا اور انھین کے واسطے بعثت نبوی ہوئی بعض صحابہ کو
حدیثین نہین ملین اور اسیطرح ایمہ اربعہ بھی جملہ احکام کی احادیث کو نہ پونہچے تو اونکے اجتہادات مخالف
احادیث کے پڑے پس خاص مقبول خدا یہی لوگ ہین جو باوجود امی ہونے کے برابر احادیث سے مسائل اخذ کر لیتے
ہین اور کسیکی تقلید ضروری نہین سمجھتے اور جب کسی مسئلہ امام کو ایمہ اربعہ سے اپنے اجتہاد مطلق مین حدیث کے
مخالف پاتے ہین پھر تو ایسے ایمہ پر طعن کرتے ہین کہ یون معلوم ہوتا ہی کہ شاید ابھی جبرئیل علیہ السلام انکو وحی
پونہچا کر رخصت ہوئے ہین خدا جانے یہ لوگ کس خواب خرگوش مین ہین اور شیطان نے انکے کان مین کیا پھونک دیا ہی
اور تبرا تو اس مسلک کے اعظم ارکان سے ہی بغیر اسکے کہ جب ایمہ اربعہ کو دو چار باتین لعن طعن کی نہ سنا لے
عامل بالحدیث نہین کہلاتے غرض جو سب مین زیادہ طعان اور لعان ہی وہ بڑا اچھا مسلمان ہی خدا تعالے
ایسے احمقون کے خیالی پلاؤ سے بچاوے اور انکے پھندے مین عوام الناس کو نہ پھنساوے ہم حیران ہین کہ یہ لوگ
اس مسلک ضلالت پر اپنے تئین پیرو ہدایت کیونکر جانتے ہین حال آنکہ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی

گئین کہ تو میری بتر گستا نست * اور ایہ سلف اور خلف کی شان مین وہ گستاخیان کرتے ہین کہ جنکا
حد و پایان نہین پس معلوم ہوا کہ خدا تعالی اور رسول خدا ان لوگون سے خوش نہین ورنہ انکے اطوار کی تو ضرور
اصلاح ہو جاتی اور انکا دلی اعتقاد ہی کہ ایسے غلطی ہو گئی ورنہ اونکی طرف مخالفت حدیث کی نسبت کرتے
اور اونکو برا نہ کہتے پس جس قوم کی یہ کیفیت ہو وہ کیا خاک حق پر ہو گی پس معلوم ہوا کہ بحکم حدیث
شریف خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ الخ وموافق آیۂ اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ
کے خیریت اور فضیلت متقدمین ہی کیواسطے ہی اور اونھین کی تقلید مین حق ہی ان تعصب کی باتون سے
تو علم دین ہزارون کوس دور ہی ہمکو انکی کسی بات کا اعتقاد نہین پہلے تو ہم جانتے تھے کہ شاید ان لوگون مین
صلاحیت ہو مگر اب انکی کتابون اور گفتگو سے معلوم ہوا کہ ان لوگونکا خیالی اور خود رائی مذہب ہی جو کہ
وہ مذہب ہی اور ٹھیک حدیث پر چلنے والے تو مقلدین ایہ ہین اور یہ لوگ فرقۂ ظاہر مخالف حدیث
اور پابند ہوا و ہوس ہین انکے قول اور فعل سے ایسا بھاگنا چاہیے کہ جیسے کوئی دشمن سے بھاگتا ہی جھوٹی
باتون سے ان لوگونکو کچھ باک نہین دین کی کتابون مین اسقدر حق کو چھپایا ہی کہ جسکا کچھ حد و پایان نہین
فردای قیامت اسکا کیا جواب دینگے افسوس صد افسوس ظاہر مین تو یہ لوگ پابندی شریعت اور رضاء خدا
رسول کی محبت کا دم بھرتے ہین اور حقیقت مین خلوص دل سے اوسپر عمل نہین کرتے ہین ه
قدم باید اندر طریقت نہ دم * کہ بی اصل باشد دمی بی قدم **قال** اور ایک مغالطہ مقلد امام اعظم کے
حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ بموجب حدیث اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا یُنَجِّسُهٗ شَیْءٌ یعنی پانی پاک ہی
نہین ناپاک کرتی اوسکو کوئی چیز پانی کے لوٹے کے اندر اگر کوئی پیشاب ملا دے تو حدیث پر چلنے والے
اوسکو ناپاک نہین سمجھتے اور اوس سے وضو کرنا اور اوسکو پینا جائز جانتے ہین سو جواب اسکا دو طرح پر ہی
اول یہ کہ یہ صاف بہتان ہی حدیث پر چلنے والونکا یہ عقیدہ ہرگز نہین ہی بلکہ اونکا عقیدہ تو یہ ہی کہ پانی اگر
قلتین کی مقدار سے یعنی سوا چہ من تول سے کم ہو تو پیشاب وغیرہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہی اور
اگر پانی قلتین کی مقدار یعنی تول مین سوا چہ من ہو تو جبتک کہ نجاست کے پڑنے سے اوسکا رنگ یا مزہ متغیر ہو جاوے
یا مزہ بگڑ جاوے یا بو نہ آنے لگے تب تک پاک ہی اور دلیل اسکی یہ حدیث ہی الخ **اقول** مصنف

ابن ابی شیبہ مین ہی حدثنا عبد اللہ بن عبد القدام عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن
ابن عباس ان زنجیا وقع فی زمزم فمات فانزل الیہ رجلا ثم قال انزحوا ما
فیہا من الماء یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہ ایک زنگی چاہ زمزم مین گر پڑا پس مر گیا پس اوتارا
طرف اوسکے ایک شخص کو پھر فرمایا سب پانی اسکا نکالو انتہی اور عبد الرزاق اور دارقطنی اور بیہقی اور طحاوی
نے بھی اس حدیث کو ابن عباس رض اور ابن زبیر رض سے روایت کیا ہی اور چاہ زمزم قلتین سے بہت بڑا ہی تو
اگر مقدار قلتین نجس نہین ہوتا تو دونون صحابی جلیل القدر چاہ زمزم کا پانی نہ نکلواتے اور اوس زمانہ
مین اور صحابی بھی موجود تھے سب نے سکوت کیا اور حدیث قلتین کی کسی نے اپنے پیش نہین کی پس سبکا اجماع
ہو گیا اور حدیث قلتین کی ضعیف ہی چنانچہ شرح مشکوۃ مین لکھا ہی قال ابن المدینی وھو
امام ائمۃ الحدیث وشیخ البخاری انہ مخالف لاجماع الصحابۃ فان الزنجی وقع
فی بئر زمزم فامر ابن عباس وابن الزبیر بنزح الماء کلہ بحضور الصحابۃ ولم ینکر
منہم احد فیکون حدیثا لقلتین مخالف الاجماع یعنی کہا ابن مدینی نے جو ایمہ حدیث سے
امام اور بخاری کے استاذ ہین کہ حدیث قلتین کی مخالف اجماع صحابہ کے ہی اسلیے کہ زنگی چاہ زمزم مین
گر پڑا تھا تو ابن عباس رض اور ابن زبیر رض نے کل پانی نکالنے کا حکم صحابہ کی حضوری مین دیا تھا اور کسی نے
اوسکا انکار نہین کیا پس حدیث قلتین کی مخالف اجماع ہوئی انتہی اور امام شافعی نے جو کہا ہی کہ حدیث
زنگی کی ابن عباس سے معلوم نہین ہوتی اور اگر ثابت بھی ہو تو نجاست کچھ پانی مین آگئی ہوگی یا بوجہ
احتیاط نظافت کے کل پانی نکلوایا ہو اور امام نووی شافعی نے کہا ہی کہ خبر اہل کوفہ کو کیسے ہو گئی حالانکہ
اہل مکہ اوس سے خبردار نہوئے ان دونو کے قول کا جواب امام ابن ہمام فتح القدیر مین لکھتے ہین کہ یہ قول
یا بطور مدفوع ہی کہ اونکا نکالنا دین خدا مین دلیل ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا اور ظاہر سوق عبارت
اور الفاظ راوی سے کہ زنگی مر گیا پس حکم دیا پانی نکالنے کا یہ ہی کہ موت کی وجہ سے یہ حکم تھا نہ اور کسی
نجاست سے علاوہ اسکے اونکے نزدیک تو نجاست کسی کی وجہ سے کنوئین کا پانی نکالنا نہین چاہیے پھر اونکے
اور اس حدیث کے درمیان مین قریب ڈیڑھ سو برس کے فاصلہ تھا پس اوس شخص کا خبر دینا جسنے

اہل فقہ کو معلوم کیا اور ثابت کیا غیر کے نجاننے سے بہتر ہوگا اور نووی کا یہ کہنا کہ یہ خبر اہل کوفہ کو کیونکر
پہونچی اور اہل مکہ اوس سے جاہل رہے نہایت مستبعد ہی بعد ظاہر ہو جانے طرق حدیث کے اور معارض ہی
اوس قول کے جو امام شافعی نے امام احمد سے کہا تھا کہ تم اخبار صحیحہ ہمسے زیادہ جانتے ہو جب کوئی خبر صحیح ہو تو
مجھکو بتلا دینا تاکہ مین کسی کوفی یا بصری یا شامی سے جا کر تحقیق کر لون پس امام شافعی نے کیون
نہین کہا کہ اون لوگونکو کیسے وہ خبر پہونچ سکتی ہی کہ اہل حرمین اوس سے ناواقف ہون اور وجہ اسکی
یہ ہی کہ صحابہ اور شہرونمین خصوصاً عراق مین چلے گئے تھے کہا علامہ عجلی نے تاریخ اپنی مین کہ کوفہ مین
ڈیڑھ ہزار صحابہ اور قرقیسا مین چھ سو صحابہ جا بسے تھے انتہی اور علامہ عینی کا معترض صاحب نے جو قول
نقل کیا ہی کہ مرسل حدیث ہمارے یہان حجت ہی اس سے حنفیہ پر حصر نہین سمجھا جاتا بلکہ اکثر کا یہی مذہب ہی کہ
مرسل حدیث حجت ہوتی ہی چنانچہ شرح مسلم مین ہی ذَهَبَ مَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَحْمَدُ وَأَكْثَرُ
الْفُقَهَاءِ إِلَى جَوَازِ الاحْتِجَاجِ بِالْمُرْسَلِ یعنی امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور اکثر فقہا
اس طرف گئے ہین کہ مرسل حدیث سے حجت پکڑنی جائز ہی انتہی اور حدیث قلتین کو بعض نے اگر باعتبار
بعض اسناد کے صحیح کہدیا تو اس سے مطلقاً صحت کہان سے لازم آئی ضعف کی بہت وجوہ ہین متن و
اسناد کے اضطراب سے بھی ضعف آ جاتا ہی علی ہذا القیاس راویونکے مطعون ہونے سے اور اعضال اور تحریف
اور تدلیس اور شذوذ اور تصحیف اور ابہام فی المعنی اور علت وغیرہ سے بھی ضعف ہو جاتا ہی فقط
اسناد کے جید ہونے سے کیا کام چلتا ہی جبتک یہ تمام وجوہ ضعف معدوم نہون باقی رہا عمل کر لینا سو ضعیف
حدیثون پر برابر محدثین عمل کرتے آئے ہین اونکے عمل سے صحت پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہی دیکھو
ترمذی مین لکھا ہی کہ رد نکاح ابو العاص بن ربیع کی حدیث جو عمرو بن شعیب سے روایت ہی اوسکو محدثین ضعیف
کہتے ہین اور ابن عباس رض سے روایت ہی اوسکو اجود اسناد کہا ہی اور پھر یہ بھی لکھدیا ہی کہ عمل عمرو بن شعیب
کی حدیث پر ہی پس عجب تماشے کی بات ہی کہ خود تو جس حدیث پر چاہین عمل کر لین اور صحیح حدیث کو چھوڑ دین
اور دوسرونپر اعتراض ہے چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد محمد بن اسحق وغیرہ کی روایت
مقبول نہین جانتے مگر جب اونسے موافق مذہب اپنے کے روایت آتی ہی اوسکو قبول کر لیتے ہین اور دوسری

جب کسی راوی کی روایت بیان کرتے ہین بوجہ مخالفت مذہب اپنے کے تو اوسمین ضعیف بتلا دیتے ہین اپنے آپکا بین اسماء الرجال کی تصنیف کی ہین جیسا مناسب سمجھا لکھدیا اوسسے سند پیش کر دیتے ہین کہ دیکھو فلانے شخص نے اس راوی کو ضعیف لکھا ہی گویا تمام دار و مدار دین کا صحت و ضعف روایت پر قرار دیا ہی اور ایمہ کی تنقیح اور تلاش سے بہ طاق بر رکھدی وہ جس حدیث سے اخذ کرین اوسکو اپنی اصطلاح باطل کر لیتے ہین اور خود خواہ سفید کرین یا سیاہ سب کا لوحی من السما ہی کوئی حق و باطل کا بتانے والا نہین خصوصًا جہان کہین مثل نواب بھوپال کے کسی امیر کو لا مذہب دیکھا تو وہان وٹیونکا مذہب اختیار کیا اور یہان ہین ہان ملانے لگے اور اونکے ساتھ آپ بھی ایمہ مجتہدین پر تبرے کا راگ گانے لگے ہو جو جفا کرتے ہو کہتے ہین بجا کرتے ہو کوئی اتنا نہین کہتا کہ یہ کیا کرتے ہو پس تعجب ہی کہ حضرات ظاہریہ محض بوجہ تقلید صاحب عیار کے ضعیف حدیث پر عمل کر لین اور مقلدین اگر اپنے امام کی صحیح حدیث پر عمل کرین تو وہ خلاف خدا اور رسول ہو جائین حال آنکہ قلتین کی حدیث کو حافظ ابن عبد البر و قاضی اسمعیل اور ابو بکر بن عربی اور ابن مدینی شیخ بخاری اور ابو داود اور امام غزالی اور امام رویانی نے ضعیف کہا ہی اور بنایہ مین لکھا ہی قَالَ ابْنُ حَزْمٍ لَاحُجَّةَ لَهُمْ فِي حَدِيْثِ الْقُلَّتَيْنِ لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَحُدَّ مِقْدَارَ الْقُلَّتَيْنِ یعنی کہا ابن حزم ظاہری نے کہ حجت اونکی حدیث قلتین مین نہین ہو سکتی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدار قلتین کی حد نہین بیان کی انتہی پھر اسکی اسناد مین علیحدہ اضطراب اور متن مین الگ کوئی دو قلہ اور کوئی تین قلہ اور کوئی چالیس قلہ اور کوئی چالیس غرب روایت کرتا ہی پھر معنی بھی قلہ کے مختلف کوئی معنی خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہین پھر بھی اسکو حجت گردانا اور فقط تابعی کے قول سے ایک معنی متعین کر لیتا فقط خانہ ساز باتین ہین اور مقلدین کو یہ سکھانے کی حکایتین ہین وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اور قلال ہجر کی حدیث جو امام شافعی سے منقول ہی اوسکی اسناد منقطع ہی اور راوی اوسکے مجہول ہین اسلیے کہ امام شافعی یون لکھتے ہین اَخْبَرَنِيْ مُسْلِمُ ابْنُ خَالِدٍ بِاِسْنَادٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِاِسْنَادٍ لَّا يَحْضُرُنِيْ یعنی مجھکو مسلم بن خالد نے ابن جریج کی روایت سے خبر دی ایسی اسناد سے جو مجھکو یاد نہین انتہی اسکا جواب علامہ عینی لکھتے ہین کہ اونکے اصحاب نے کہا

یہ حدیث نہ اونکو یاد ہوئی اور نہ کبھی یاد ہوگی اور شیخ تقی الدین کتاب امام مین لکھتے ہین کہ ہمین علم ہی کہ جو
اسناد اونکو یاد نہی اور اسکے رجال مجہول ہین پس وہ منقطع ہوئی پس اوس سے حجت قائم نہین ہو سکتی اور دوسرے یہ قول ابن جریج کا
جو حدیث مین قلال ہجر کہا ہی اوس سے وہم ہوتا ہی کہ یہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حالانکہ ابن جریج کی روایت مین کلام
آنحضرت کا ہی اور مین کہتا ہون کہ شیخ امام کے مسلم بن خالد کو ایک جماعت نے کہ اونمین سے بیہقی بھی ہین ضعیف کہا
انتہی اب غور کیجیے کہ جس حدیث مین اتنی علتین پائی جائین اوسکو حجت گرداننا کسیطرح ممکن نہین خصوصا
حضرات ظاہریہ سے بہت بعید ہی ہان اگر تقلید کا اقرار کرین تو یہ بات اور ہی ظاہر یہ کیسا ہی تقلید کا انکار کرین
مگر بغیر تقلید ہم دیکھتے ہین کہ کوئی بات نہین کہہ سکتے یہین یہان تو اونھون نے صحیح حدیث جو پانی مین پیشاب
کرنے کی ممانعت ہی اور ہاتھ ڈالنے کی نہی فرمائی ہی اوسکو تو ضعیف حدیث سے خاص کر لیا حالانکہ
ہر پانی ٹھہرے ہوئے مین پیشاب کرنا اور ہاتھ ڈالنا منع ہی جبتک کہ اوسکو پانی جاری کا حکم حاصل نہو پھر
یہان تو صریح حدیثین بخاری اور مسلم کی موجود تھین اور خود امام بخاری اور ابو داود کے استاد ابن مدینی
جو علل حدیث کی مہارت تامہ رکھتے ہین اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین پھر بھی حضرات ظاہریہ نے فقط
بوجہ اصرار صاحب ایسی تقلید جامد کو کام فرمایا ہی کہ صحیحین کی حدیثونکو بھی بالائی طاق رکھدیا اور نتیجہ
دہ در دہ جو معترض صاحب نے بیان کیا وہ مذہب امام محمد کا تھا پھر اوس سے اونھون نے رجوع کر لیا چنانچہ
فتح القدیر مین لکھا ہی قَالَ الْحَاكِمُ وَقَالَ أَبُو عِصْمَةَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ يُوَقِّتُ فِي ذٰلِكَ
عَشَرَةً فِي عَشَرَةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ لَا أُوَقِّتُ شَيْئًا یعنی کہا حاکم نے
کہا ابو عصمہ نے کہ امام محمد اسمین دہ در دہ کی مقدار معین کرتے تھے پھر اونھون نے امام ابو حنیفہ رح کے قول کی
طرف رجوع کیا اور کہا مین کوئی مقدار معین نہین کرتا انتہی پس امام صاحب تو اسیوجہ سے مقدار معین نہین کرتے
اور رای مبتلی بہ پر چھوڑتے ہین کیونکہ شرع مین کوئی مقدار معین نہین آئی اور یہی حنفیہ کے نزدیک مذہب
صحیح اور قوی ہی چنانچہ ابن ہمام اور شمس الائمہ وغیرہ نے تصریح کردی ہی اور کرخی اور صاحب عنایہ و بدایع
وغیرہم کا یہی مسلک مختار ہی پس حنفیہ سے دہ در دہ کی حدیث طلب کرنی نہایت درجہ کی حماقت اور جہالت
ہی البتہ اگر حنفیہ اس امر کا اشتہار دین کہ جو شخص صحت ظاہر قلتین کی حدیث کے سوای اسناد اوسیہ

وجوہ سے صحت ثابت کریں یا اڑھائی مشکین کسی حدیث صحیح یا ضعیف کے ثابت کرے تو دس ہزار روپیہ انعام حق سعی کے مستحق ہونگے تو بیشک انکو زیبا ہے اور دس ہزار کیا اگر بیشمار روپیہ صرف کرینگے تو بھی ممکن نہیں کہ حضرات ظاہریہ قلتین کی حدیث کی صحت بجمیع الوجوہ ثابت کر دیں رہ وہ بیچارے کس شمار مین ہین کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا اگر مشرق اور مغرب کے تمام علما جمع ہو جائیں تو بھی صحت ثابت نہیں کر سکتے اور حدیث اَلْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ تو اگر خاص سبب پر قصا عمل کیا جاے تو ظاہر ہے کہ وہ پانی باغون مین جاری تھا اور جاری پانی نا پاک نہین ہوتا اور اگر اعتبار عموم الفاظ کا کیا جاے تو یہ حدیث اوس صحیحین کی حدیث سے جسمین پیشاب کی ممانعت اور ہاتھ ڈالنے کی نہی وارد ہے منسوخ ہو جائیگی غرض حنفیہ پر اسمین کچھ بھی اعتراض نہین البتہ اعتراض انپر ہے جو خلاف حکم خدا اور رسول اپنی طرف سے قلتین کے معنی متعین کر لیتے ہین اور اسکو حدیث ٹھیراتے ہین پھر مزید برآن مذہب حق پر اعتراض بھی کرنے کو موجود ہو جاتے ہین یا اللہ مین تجھکو گواہ کرتا ہون کہ میرا یہ ہرگز عقیدہ نہین کہ کسی امام نے حدیث اور قرآن کا خلاف کیا اور نہ مین کسیکو سلف اور خلف مین سے برا جانتا ہون حضرات ظاہریہ کے توہمات فاسدہ کے سبب برا کہنے سے وہ ہرگز برے نہین ہو سکتے بلکہ یہ خود آپ برے ہین ف دشنام اگر یونہی تجھی دیگا تو رات دن بکر بکا کیا مرا تیری ہوگی زبان خراب ٭ **قال** علاوہ اسکے حنفیہ کس منہ سے قلتین کی حدیث کو مضطرب کہتے ہین انکے امام کے نزدیک تو جسقدر ضعیف اور مرسل حدیثین ہین سب اسکے لائق ہین چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ مین لکھا ہے وَبِمَا يُرْوَى عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ آرَاءِ الرِّجَالِ ۱ه **اقول** سبحان اللہ واہ مولف صاحب کی عبارت دانی اور معنی فہمی کا حال اور استعداد علمی کا کمال معلوم ہو گیا سچ ہے ف اگر ہوتا زمانہ مین حصول علم بی محنت تو بس ساری کتابین ایکجا بل دیکھے ہو جاتا ٭ اس عقود الجواہر منیفہ کی عبارت سے استدلال ایسا تھہ عمل کرنے حدیث ضعیف پر مطلقا ہرگز ثابت نہین ہو سکتا بلکہ اس عبارت سے تو فرقہ ظاہریہ کے گروہ وہابیہ کے قول کا رد نکلتا ہے کہ وہ بمقابلہ عامل بالحدیث ہونے اپنے کے تعصبا اور طعنا امام صاحب اور مقلدین کو عاملین بالرای اور اہل الرای سے شمار کرتے ہین سو اس عبارت مین امام صاحب کی طرف

عامل بالحدیث اور کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھنیوالے ہین کہ اگر حدیث ضعیف بھی ہو تو ہم اوسکو مقابلہ آراء رجال کے بہتر جانینگے اور مانینگے نہ یہ کہ صحیح اور قوی احادیث کو چھوڑ کر محض رائے پر چلین ؎

ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

چنانچہ مولوی بدیع الزمان لامذہب مگر رسکا بی مذہب وغیر مقلد مگر معتقد نواب صاحب امیر بھوپال نے اپنی کتاب فتح المبین علی رد مذاہب المقلدین مطبوع لاہور مین از راہ تعصب اور نفسانیت کے جا بجا لکھا ہی کہ مقلدین نے سنن صحیحہ صریحہ اور نصوص قطعیہ محکمہ کو رد کر دیا اور چھوڑ دیا ہی حالانکہ اسکے مصداق پورے پورے لامذہب ہین نہ مقلدین انشاء اللہ تعالی اس کتاب کا جواب بھی دندان شکن عنقریب ہم لکھینگے اور ساری قلعی ان لامذہبونکے مکائد کی کھولدینگے ؎

مثل رقیب جھوٹ کہے ہم آشنا نہین
جو راست راست بات ہو کہدین ہزار مین

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ایہ حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہین کہ ہم لوگ جو حدیث پر نہین چلتے ہین تو وجہ اسکی یہ بھی ہی کہ حدیث کی کتابون مین بہت سی غیر منسوخ موجود ہین اور ناسخ اور منسوخ حدیثونکو ہر شخص پہچان نہین سکتا اونکو پہچاننا اور اونکو سمجھنا مجتہدونکا ہی کام تھا سو جواب اسکا آٹھ طرح ہی اول یہ کہ ناسخ اور منسوخ حدیث کے سمجھنے کا قاعدہ سب قاعدون سے آسان ہی اور اس قاعدے سے ہر ایک علما بلکہ تھوڑی سی استعداد والا آدمی بھی ناسخ اور منسوخ حدیثونکو سمجھ سکتا ہی الخ

اقول معترض صاحب نے نسخ مین سند ظاہریہ کی لکھکر کفایت کی صاحب دراسات کا قول حنفیہ پر ہرگز حجت نہین اونکی کتاب حنفیہ کے سراسر خلاف اور خالی از تعصب نہین حاصل یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسخ کے بارہ مین تصریح نہین آئی ہر فرقہ اپنی دلائل پیش کرتا ہی اور دوسرا اوسکو رد کرتا ہی تمام کتابونمین نسخ کی گفتگو مین کسقدر اختلاف ہی کہ ابتک محققین مین اوسکا فیصلہ نہین ہوا اور کوئی امر قرار نہین پایا جس سے اطمینان کلی ہو بہت آیتین اور حدیثین ایسی ہین جنمین اختلاف ہی کوئی اونکو منسوخ کہتا ہی اور کوئی اوسپر عمل کر لیتا ہی اسی گفتگو مین بڑے بڑے محقق تمام عمر بحث کرتے رہے اور کوئی بات طے نہین ہوئی معترض صاحب نے ایک ظاہری کا قول کہین دیکھ لیا بہت خوش ہو گئے کہ اب فیصلہ ہو جائیگا یہ قاعدہ بہت آسان ہی ہم کہتے ہین کہ زبان سے کہدینا بہت آسان ہی مگر اختلافیات کو سمجھ لینا بہت دشوار امر ہی فقط ان دو قسمون پر حصر کرنا محض غلط اور خلاف نقل اور

عقل ہی البتہ نسخ قطعی جس سے عبارت ہی اوسکے واسطے بیشک امورات یقینیہ ہونے چاہیئیں مگر دین
فقط یقین پر ہی منحصر نہیں اکثر احکام ظنی پر برابر عمل ہی خصوصًا حدیث آحاد کہ وہ ظنی ہوتی ہی قطعی
نہیں ہوتی باایں ہمہ تمام ظاہریہ بھی اوسپر عمل کرتے ہیں اور صاحب دراسات کا قول نسخ قطعی تھے
قاعدہ پر مبنی ہی پس منسوخات ظنیہ کو وہ شخص رد کریگا جو احادیث آحاد کو رد کرے ورنہ اوسپر عمل نکر
ہزارہا احکام ظنی شرع میں موجود ہیں اونکا کوئی انکار نہیں کرتا مگر تعجب ہی کہ حضرات ظاہریہ نے منسوخ
حدیثیں اور آیتیں دس پانچ عدد میں کیوں منحصر کردیں یہ قول تو جمہور محققین کے خلاف ہی چنانچہ تفصیل اسکی
آگے بیان ہوگی **قولہ** دوم اگر کسی شخص کو کسی حدیث کا ناسخ معلوم نہو الخ **اقول** عجب کلام
مہمل ہی کیونکہ جب تمام کتابیں مبوب اور مفصل ہوگئیں اور ناسخ اور منسوخ کو فقہانے ممتاز کردیا پھر بھی کوئی
شخص محققین کا کلام نہیں دیکھیگا اور ابتدای اسلام پر قیاس کرکے بلا دغدغہ عمل کیے جائیگا اور
حدیث ستہ وغیرہ پکار رہا ہوگا وہ بیشک گنہگار ہی یہ عذر اوسکا شرع میں ہرگز مسموع نہوگا اوس سے
بلا دغدغہ باز پرس ہوگی کیونکہ ابتدای اسلام میں لوگ معذور تھے اب کیا کچھ عذر نہیں چل سکتا البتہ جو
منسوخ اختلافی ہی مثل رفع یدین اور آمین بالجہر کے اوسمیں معفو ہی **قولہ** سوم صحیح صحیح غیر منسوخ
حدیثوں کو الخ **اقول** کوئی شخص کسی حدیث کو امام کے مذہب کے خلاف ہونے سے منسوخ نہیں کہتا
بلکہ اوسکے نسخ پر احادیث اور اقوال اور افعال صحابہ دال ہیں کوئی حدیث ہمکو ایسی بتلائیے کہ جسمیں فقط
امام کے قول سے اوسکی منسوخیت ثابت ہو ہرگز ہرگز نہیں ہاں جب صحابہ سے کسی حدیث کی روایت
ہوگی اور اونکا عمل اوسکے خلاف پایا جائیگا تو ہم بھی صحابہ پر حسن ظن کرکے اوس حدیث پر عمل
نکرینگے اور جسوقت خود صحابہ ایک حدیث کی روایت کریں اور دوسرے صحابہ اوسکے خلاف روایت
بیان کریں تو اوسوقت جلیل القدر صحابہ کی حدیث بہ نسبت دوسروں کے زیادہ قابل عمل ہوگی اور تفسیر
اتقان میں ابن حصار کا یہ قول نقل کیا ہی اوسکے اول میں لفظ قال موجود ہی معترض صاحب نے
دھوکا دینے کو جلال الدین سیوطی کا قول بنادیا اور اگر تسلیم کیا جاتا تو اونکا بھی یہی مسلک ہی تو
عبارت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہی کہ بعض لوگوں نے جو کئی سو آیتوں کو منسوخ کہدیا اوسکے دفع کیواسطے

جو سند پیش کی ہی اسکو معترض صاحب نے حدیث پر بھی قیاس کر لیا حالانکہ حدیث اور قرآن مین بہت فرق ہی
قرآن کی آیت مین تو بیشک قاعدہ جو تفسیر اتقان مین لکھا ہی جاری ہو سکتا ہی اسلیے کہ قطعی ہین کے منسوخ
ہوسکے کیونکہ واسطے قطعی ناسخ یا حکم قطعی رکھتا ہو جب نہ پایا جائیگا ہرگز آیت منسوخ نہین ہو سکتی برخلاف
حدیث کے کہ اوسمین بوجہ ظنیت کے اسقدر تشدد کی ضرورت نہین کیونکہ سوا احادیث متواترہ کے سب حدیثین
ظنی ہوتی ہین خواہ بخاری کی ہون یا مسلم کی چنانچہ امام نووی محدث شرح مسلم مین لکھتے ہیں
کہ خبر واحد وہ ہی جسمین شروط متواتر کی نپائی جائین خواہ راوی اوسکا ایک ہو یا زیادہ ہون اور اختلاف
ہی حکم اوسکے مین پس جسپر کہ جمہور مسلمان صحابہ اور تابعین سے اور بعد اونکے محدثین اور فقہا اور اصحاب
اصول ہین وہ یہ ہی کہ خبر واحد ثقہ کی ایک حجت ہی حجتون شرعیہ سے عمل اوسپر لازم ہی اور فائدہ دیتی ہی
ظن کا اور نہین فائدہ دیتی علم کا اور واجب ہونا عمل کا اوسپر جانے شرع سے معلوم کیا نہ عقل سے اور ایک
جماعت اس طرف گئی کہ عمل حجت عقل سے واجب ہی اور جبائی معتزلی نے کہا کہ عمل نہین واجب ہوتا
جبتک دو آدمی دو سے روایت نکرین اور بعضے کہتے ہین کہ عمل نہین واجب ہوتا ہی کہ چار شخص چار شخصون سے
روایت کرین اور ایک جماعت اہل حدیث سے اس طرف گئے کہ وہ علم کو واجب کرتی ہی اور بعض اونکے
نے کہا کہ وہ علم ظاہر کو واجب کر دیتی ہی علم باطن کو واجب نہین کرتی اور بعضے محدثین اس طرف گئے
کہ جو احاد صحیح بخاری یا صحیح مسلم مین ہین وہ تو علم کا فائدہ دیتی ہین اور آحاد نہین دیتی اور ہم اس قول کے
اور اسکے ابطال کو پہلی فصلون مین بیان کر چکے ہین اور یہ کل اقوال سوای قول جمہور کے باطل ہین لیکن
قول اوس شخص کا جو علم کو واجب کہتا ہی پس وہ واسطے حس کے مکابرہ ہی اور کیونکر علم کا فائدہ دیگا حالانکہ
احتمال غلطی اور وہم اور جھوٹ وغیرہ کا اوسمین راہ پاتا ہی الاہی انتہی پس معلوم ہوا کہ کسی حدیث احاد
خواہ صحیحین کی ہو علم یقینی حاصل نہین ہوتا لہذا اوسکے واسطے قرائن وغیرہ جبتک مؤید نہین ہونگے
باوجود ہونے ناسخ کے عمل نکرینگے اور فرقہ ظاہریہ نے جو کچھ بخاری اور مسلم مین غلو کیا ہی یہ فقط اونکی
تراشی خراش ہی جمہور اسکے قائل نہین **قال** چہارم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر اول فعل کا

ناسخ نہین ہوتا الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل نہین کہ ہر فعل اخیر ناسخ اول ہی بلکہ وہ فعل اخیر ناسخ ہوتا ہی کہ جسمین صحابہ سے روایتین موجود ہین کہ اس فعل کو مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے پھر آپنے اوسکو چھوڑ دیا تھا جیسے جنازے کے واسطے کھڑا ہونا یا رفع یدین کا کرنا صحابہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول کرتے تھے پھر آپنے ترک کر دیا ہان اگر والمرسلات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مغرب مین پڑھا کرتے پھر کسی صحابی سے مروی ہوتا کہ آپنے اوسکو ترک کر دیا تو بیشک ہم بھی اوسکو ترک کر دیتے اسیطرح اعتکاف اخیر فقط ایک بار اخیر مین واقع ہوا اس سے ترک سابق نہین لازم آتا ورنہ کسی صحابی سے ضرور روایت ہوتی حال آنکہ کسی صحابی سے مروی نہین کہ آپنے دس دن کا اعتکاف ترک کر دیا تھا بلکہ یہ صورت اتفاقی تھی ورنہ صحابہ بیس دن کا اعتکاف کرتے پس جبتک صحابہ سے ہمکو ثابت نہوگا ہرگز اوس عمل کو ترک نہین کر سکتے اور ہر حدیث خواہ منسوخ ہو خواہ اجماع صحابہ کے خلاف ہو حضرات ظاہریہ ہی اوسیر حدیث سمجھکر عمل کر لیتے ہین حنفیہ اسمین نہایت احتیاط کرتے ہین پس حنفیہ کی طرف سے اس قاعدہ کو خود ایجاد کرنا عین مغالطہ ہی حنفیہ اس قاعدے کے ہرگز قائل نہین علاوہ اسکے بخاری شریف مین لکھا ہی وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی نہین اخذ کیا جاتا مگر آخر سے آخر فعل رسول اللہ صلعم کو انتہی پس ظاہریہ پر واجب ہوگیا کہ مغرب مین والمرسلات پڑھا کرین اور رمضان مین بیس روزکا اعتکاف کیا کرین ورنہ خلاف بخاری لازم آئیگا اور اعتبار کتب حدیث مین غتربود ہو جائیگا ذرا اسکا پہلے خیال کیجیے تو پھر دوسرونکو الزام دیجیے ؎ چون ندارے کمال فضل آن بہ کہ زبان در دہان نگہداری + **قال** مترجم اگر کوئی شخص احتمال کے ساتھ یا بدون دلیل کے کسی حدیث کو منسوخ کہدے تو ماننا نچاہیے الخ **اقول** کوئی شخص احتمال اور بدون دلیل کے حدیث کو منسوخ نہین کہتا معترض صاحبنے بیفائدہ آٹھہ جواب ہونگا نام لیا اگر ایسے ہی بیہودہ باتونکا نام بھی جواب ہی تو ہم سچاس جواب لکھکر مثل معترض صاحب کے ورق سیاہ کر دینگے مگر عقلا خوب جانتے ہین کہ سب جواب کیک اور باد ہوائی ہین حنفیہ کسی حدیث کو بغیر دلیل قوی منسوخ نہین کہتے گو مخالفین اوسکو مانین کہ اونکے نماننے کو خدا اور رسول نے ہمپر کچھہ حجت نہین گردانا اور نہ دین کو کسیکے ماننے

ج ۲ بخاری صفحہ ۹۰

نماننے پر موقوف رکھا ہی **قال** ششم یہ جو بعض لوگ بعض حدیثونکو بسبب اپنے مذہب کے خلاف ہونیکے ظن سے یہ کہدیا کرتے ہین کہ خاصہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سو یہ ہرگز قابل اعتبار اور لائق ماننے کے نہین ہی الخ **اقول** زرقانی کے قول پر معترض صاحب اگر عمل کرتے تو آیت عام کو حدیث آحاد ظنی سے خاص نکرتے اور قرآن کے مخالف اگر حدیث آحاد ہو تو اوسپر عمل نکرتے اور اگر ظن سے مراد فقط ظن عقلی ہی تو حنفیہ کسی حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بغیر حدیث دوسری کے نہین کہتے بعد عصر کے نماز کو بوجہ ورود نہی کے خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہتے ہین غرض معترض صاحب نے فقط رطب و یابس جوابات جمع کر دیے ہین اور کوئی اصطلاح نہین بیان کیا کہ فلان صورت مین حنفیہ یون کہتے ہین جواب اونکے سے عوام کو یہ مغالطہ ہوتا ہی کہ حنفیہ شاید اسکے قائل ہون حالانکہ حنفیہ اس سے بری اصل ہو رہین معترض صاحب نے ان جوابات مین مغالطہ کی خوب رعایت کی ہی کہ دوسرا آدمی جانے کہ حنفیہ کا یہی مذہب ہوگا یہ محض افترا و اتہام ہی وہ ہرگز ہرگز ان احتمالات کے قائل نہین معترض صاحب کی فقط اترائی خانہ ساز گفتگو ہی **قال** ہفتم جہان دو حدیثون مین آپسمین تعارض معلوم ہو وہان بلا دلیل ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ نکہدینا چاہیے بلکہ جہانتک ممکن ہو اونمین تطبیق دینی چاہیے الخ **اقول** دو حدیثونمین تطبیق جیسا کہ حنفیہ نے دی ہی کسیکو بھی آجتک میسر نہین ہوئی اور ظاہر ہی کہ اسمین محض دعوی ہی دعوی ہی وہ مطلق تطبیق نہین جانتے اور یہ ظاہر ہی کیونکر جانینگے کہ اونکی نظر تو صرف الفاظ پر ہی معنی اور مقصود سے دشمن جانی ہین خصوصًا امام بخاری اور مسلم کے الفاظ پر تو ایسے گرتے ہین کہ پھر دایان بایان آگا پیچھا مطلق نہین دیکھتے کہ صحابہ کا کیا فعل تھا اور اونھون نے اس حدیث پر عمل کیا ہی یا نہین یا ائمہ مجتہدین نے اس حدیث کے کیا معنی لکھے ہین اور جہان امام بخاری اور امام مسلم کی روایت ہوگی وہان اونکی نظر مین کیسی ہی دوسری روایت صحیح ہو تطبیق تو درکنار بلکہ فورًا اوسکے مقابل انکار کر بیٹھتے ہین اور یون اعتقاد رکھتے ہین کہ ان دو کے خلاف جس کسی نے جو کچھ کہا سب مردود ہی گویا صحت کو منحصر اسیمین سمجھتے ہین اگر صحیحین کی کوئی حدیث موافق ہوتی ہی تو اوسکو حجت گردانتے ہین اور اگر کوئی حدیث مخالف ہوگی اور وہ بھی فقط اونکی رائے ناقص مین مخالف ہی محققین کے نزدیک مخالف نہین اور تطبیق بھی اوسکی موجود ہی تو یہ لوگ اوس حدیث کو ہرگز نہین مانتے

رہین اور اوسپر عمل کرنیوالے کو خلاف خدا اور رسول کے جانتے ہین پھر انکا یہ کہنا کہ اوسمین موافقت کرنی
چاہیے محض زبانی دعوی ہی چنانچہ ان سو مسئلونکے جوابات کو ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ حنفیہ نے کیونکر دو حدیث
متعارض مین تطبیق دی ہی یا ظاہر ہے کہ ان لوگونکو تو اتنی لیاقت علم اور اتنا مادہ کہان جو تطبیق دے سکین فقط
اپنے خیال مین حدیث بخاری اور مسلم کا جو ترجمہ سمجھ لیتے ہین اوسکو خاص مقصود رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم سمجھتے ہین غرض قوت خیالیہ انپر ایسی غالب آئی ہی کہ سوفسطائیہ کو بھی نصیب نہ ہوگی **قال**
ہشتم سید محمد صدیق حسن خانصاحب نے اپنے رسالہ افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ مین
لکھا ہی کہ نزدیک شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیۃ الحرانی کے منسوخ حدیثین
کل دس ہین الخ **اقول** یہ جواب آپکا قابل جواب ہی اسکا جواب خوب گوش ہوش سے سن لیجیے اول تو
یہ سنیے کہ فقط پانچ آیتین منسوخ کہنی صریح غلطی ہی اسلیے کہ نسخ مین اختلاف ہی بعضے تو کہتے ہین کہ تینتالیس
سورتین بالکل ناسخ اور منسوخ نہین اور پچیس سورتین ناسخ اور منسوخ دونون طرح کی آیتین پائی جاتی
ہین اور چھ سورتین فقط ناسخ ہی منسوخ نہین اور چالیس مین فقط منسوخ آیتین ہین ناسخ نہین
اور بعضے کہتے ہین کہ جن آیتونمین کفار سے اعراض کرنیکا حکم ہی وہ سبھی آیت سیف سے منسوخ ہین مگر جلال الدین
سیوطی تفسیر اتقان مین بیس آیتین منسوخ ہونیکا اقرار کرتے ہین اور اس قول کو محققین کیطرف نسبت دیتے
ہین چنانچہ تفصیل سب اسکی تفسیر اتقان کی سینتالیسوین قسم مین مذکور ہی پس معترض صاحب کا
یہ کہنا کہ آیتین منسوخ پانچ سے زیادہ نہین خلاف جمہور محققین ہی اور نہ کوئی اوسپر دلیل ہی اب حدیثونکو
سنیے کہ دس حدیثکو فقط منسوخ کہدینا بھی جمہور کے خلاف ہی اور نہ کوئی اوسپر دلیل پائی جاتی ہی بجز اسکے
کہ معترض صاحب نے ابن جوزی کی تقلید جامد کی ہی حالانکہ ابن جوزی کا قول منسوخ اور موضوع کہنے مین
محققین محدثین کے نزدیک بالکل پایہ اعتبار سے ساقط ہی موضوع مین تو اونکا یہ تشدد کہ صحیح حدیثونکو بھی موضوع کا
حکم لگا دیا اور منسوخ مین یہ تساہل کہ کل دس ہی مین حصر کر دیا خیر اونھون نے تو تلافی مافات کی مگر معترض صاحب
کیون اونکے قدم بقدم چلے اب منسوخات سنیے بخاری شریف مین ہی قَالَ الْحُمَیْدِیُّ قَوْلُهٗ اِذَا صَلّٰی
جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا هُوَ فِیْ مَرَضِهِ الْقَدِیْمِ ثُمَّ صَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

جالسًا والناس خلفه قيام لم يأمرهم بالقعود وانما يؤخذ بالآخر فالآخر من فعل
النبي صلى الله عليه وسلم یعنی کہا حمیدی نے فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے
تو تم بھی بیٹھکر نماز پڑھو یہ قول پہلے مرض کا ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھکر نماز پڑھی اور لوگ
پیچھے آپکے کھڑے ہوئے تھے نہیں حکم کیا اونکو بیٹھنے کا اور نہیں اخذ کیا جاتا مگر آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا انتہی اور مسلم شریف مین ہی عن ابن المغفل قال امر رسول الله صلى الله عليه وسلم
بقتل الكلاب ثم قال ما بالهم وبال الكلاب ثم رخص في كلب الصيد وكلب الغنم
یعنی ابن مغفل رض سے روایت ہی کہا اونھون نے حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتونکے مار ڈالنے کا
پھر فرمایا اونسے اور کتونسے کیا علاقہ پھر رخصت دی کتے شکاری اور ریوڑکے کتے مین انتہی اور
شرح مسلم نووی مین ہی ذكر مسلم رحمه الله تعالى في هذا الباب الاحاديث الواردة
بالوضوء مما مست النار ثم عقبها بالاحاديث الواردة بترك الوضوء مما مست النار
فكانه يشير الى ان الوضوء منسوخ وهذه عادة مسلم وغيره من ائمة الحديث
يذكرون الاحاديث التي يرونها منسوخة ثم يعقبونها بالناسخ یعنی امام مسلم رح نے وہ حدیثیں
ذکر کین ہین جو مست النار سے وضو وارد ہی پھر اوسکے پیچھے وہ حدیثین بیان کین جن مین ترک وضو مین وارد ہین
پس گویا وہ اشارہ کرتے ہین طرف اسکے کہ وضو منسوخ ہی اور یہ عادت مسلم وغیرہ ائمہ حدیث کی ہی کہ اول
منسوخ احادیث کو روایت کرتے ہین اوسکے بعد ناسخ احادیث لاتے ہین انتہی غرض اس قسم کی بہت سی
حدیثین منسوخ موجود ہین چنانچہ حضرت عائشہ رض اور داؤد ظاہری کے نزدیک جوانی مین بھی رضاع ثابت
ہو جاتا ہی اور جمہور کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہی یا ایسے مورد مین خاص ہی اسی طرح لا تحرم المصة و
لا المصتان کے حدیث بھی جمہور کے نزدیک سوای شافعیہ کے منسوخ ہی اسیطرح اونٹ کا گوشت
کھانے سے وضو جانے کی حدیث جمہور کے نزدیک سوای حنابلہ کے منسوخ ہی اور بنایہ مین لکھا ہی عن ابن عباس
قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه كلما ركع وكلما رفع ثم صار
الى افتتاح الصلوة وترك ما سوى ذلك وعن ابن الزبير انه راى رجلا يرفع يديه

مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ لَهٗ فَاِنَّ هٰذَا شَیْءٌ فَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَکَهٗ
یعنی ابن عباسؓ سے روایت ہی کہا اونہون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھاتے ہاتھونکو جب
رکوع کرتے اور جب سر اوٹھاتے پھر رجوع کیا آپنے طرف شروع نماز کے یعنی تکبیر تحریمہ مین اور ماسوا اسکے کو
ترک کردیا اور ابن زبیر رضہ سے روایت ہی کہ اونہون نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہاتھ کو رکوع مین اوٹھاتا تھا
پس فرمایا مت کر اسلیے کہ یہ ایک شی ہی کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر چھوڑ دیا اوسکو انتہی
اور جو ابن جوزی نے ان دونون حدیثون مین کچھ کلام کیا ہی اوسکا بھی جواب بنایہ مین ہی قُلْتُ قَوْلُهٗ
لَا یُعْرَفُ فَاِنْ اَصْلًا لَا یَسْتَلْزِمُ عَدَمَ مَعْرِفَةِ اَصْحَابِنَا هٰذَا وَدَعْوَی النَّافِیْ لَیْسَتْ
بِحُجَّةٍ عَلَی الْمُثْبِتِ وَاَصْحَابُنَا اَیْضًا ثِقَاتٌ لَا یَرَوْنَ الْاِحْتِجَاجَ بِمَا لَمْ یَثْبُتْ عِنْدَهُمْ
صِحَّتُهٗ لِاَنَّ هٰذَا اَمْرُ الدِّیْنِ فَالْمُسْلِمُ لَا یَسْتَهْزِئُ فِیْهِ وَیُؤَیِّدُ مَا رُوِیَ مِنْ عَدَمِ
الرَّفْعِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ رح حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ اَنْبَاَنَا
اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ
قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَةِ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوةِ
قَالَ الطَّحَاوِیُّ فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ ثُمَّ تَرَکَ هُوَ الرَّفْعَ
بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَا یَکُوْنُ ذٰلِکَ اِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهٗ نَسْخُ مَا کَانَ رَاَی
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهٗ وَاِسْنَادُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ صَحِیْحٌ وَاَخْرَجَهٗ اَیْضًا
ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ فِیْ مُصَنَّفِهٖ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ
مَا رَاَیْتُ ابْنَ عُمَرَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَا یَفْتَتِحُ یعنی مین کہتا ہون کہ قول ابن جوزی کا کہ
یہ دونون حدیثین نہین پہچانی جاتین نہین مستلزم ہی اسکو کہ ہمارے اصحاب بھی اونکو نہ پہچانتے ہون اور نفی
کرنیوالے کا دعوی ثابت کرنیوالے پر حجت نہین اور اصحاب ہمارے بھی ثقہ ہین اوسکو حجت نہین گردانتے
جو اونکے نزدیک صحیح نہو اسلیے کہ یہ کام دین کا ہی پس مسلمان اسمین استہزا نہین کرتا اور تائید کرتی ہی حدیث
عدم رفع کی وہ حدیث جو امام طحاوی نے مجاہد رحمہ سے روایت کی ہی کہ کہا نماز پڑھی مینے پیچھے ابن عمرؓ کے

پس نہین اوٹھاتے تھے وہ ہاتھون اپنے کو مگر پہلی تکبیر مین نماز سے کہا امام طحاوی نے پس یہ ابن عمرؓ ہین
کہ انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا ہی پھر انھون نے بعد وفات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کر دیا پس نہو گا یہ مگر اسوجہ سے کہ اونکے نزدیک منسوخ ہونا اس فعل کا ثابت ہو گیا ہوگا
اور اسناد روایت طحاوی کی صحیح ہی اور اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین بھی مجاہد سے
روایت کیا ہی کہا اونھون نے نہین دیکھا مینے ابن عمرؓ کو کہ اپنے ہاتھونکو اوٹھاتے ہون مگر وقت شروع
انتہی غرض عدم رفع کی اور بہت حدیثین صحابہ سے مروی ہین فقط نسخ کی حدیثین لکھدی ہین اور دربارہ
اخفای آمین کے کفایہ مین لکھا ہی مَذْهَبُنَا مَذْهَبُ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ
عَبْدُ اللّٰهِ تَرَكَ النَّاسُ الْجَهْرَ بِالتَّأْمِيْنِ وَمَا تَرَكُوْهُ اِلَّا لِعِلْمِهِمْ بِالنَّسْخِ یعنی ہمارا مذہب
مذہب عمرؓ اور علیؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ کا ہی فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے آدمیون نے جہر آمین کو
ترک کر دیا اور نہین ترک کیا اونھون نے مگر بوجہ علم ہونیکے اونکو ساتھ منسوخیت اوسکی کے انتہی اور حدیث
مصراۃ کو بھی عقود الجواہر مین بدلائل عقلیہ و نقلیہ منسوخ لکھا ہی اور نواب صاحب بھوپال جو ہو
صاحب کے پیشوایان مستندین سے ہین حصول المامول مین لکھتے ہین کہ جمہور اس طرف گئے ہین کہ
فعل سنت سے قول کو منسوخ کرتا ہی جیسا کہ قول فعل کو منسوخ کر دیتا ہی اور یہ حدیث ہین اثر و اقع ہی
اور اسمین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سارق کے کہ اگر وہ پانچوین مرتبہ چوری لاوے
تو قتل کرو اوسکو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایسا چور لایا گیا اور آپنے اوسکو قتل
نکیا پس یہ ترک کرنا آپکے قول کا ناسخ ہوگا اور فرمایا ثیب بثیب کے سو دُرّے لگانا اور سنگسار کرنا ہی پھر رجم
کیا ماعز کو اور کوڑے نہ لگائے اور صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جنازہ کے واسطے کھڑے ہوئے پھر اسکو چھوڑ دیا اور ثابت ہوا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا تھا
پڑھو جیسے مجکو پڑھتے دیکھو پھر کیا آپنے خلاف اوسکے جو کیا کرتے تھے اور ترک کر دیا بعض اوسکے کو جو کرتے
تھے پس یہ نسخ ہوگا اور یہ حدیث مین بکثرت ہی واسطے اوس شخص کے جو تلاش کرے اوسکو
اور اسکو منع کرنیوالا کوئی دلیل نہین رکھتا نہ عقل سے اور نہ شرع سے انتہی پس معترض صاحب

ون مین حصر کرنا باطل ہوگیا اگرچہ منسوخ احادیث جنپر تمام امت کا اتفاق ہی کمتر ہین مگر مختلف فیہ منسوخ تو بہت ہین اور مختلف فیہ جو منسوخ ہو اوسپر آدمی عمل کیے جا اسکا ثبوت کہین حدیث اور قرآن سے نہین پایا جاتا بلکہ احتیاط اسمین ہی کہ متفق اور مختلف تمام منسوخات سے بچے ورنہ ارتکاب مشتبہات لازم آئیگا **قولہ** نوین حدیث مسند امام احمد الخ **اقول** معترض صاحب نے افطار محجوم کی ناسخ حدیث تو بیان کردی مگر حاجم کا افطار کہان سے منسوخ کرینگے **قولہ** لیکن سوا ان نو حدیثون کے جن جن اور حدیثونکو بعض علما نے منسوخ ٹہیرایا ہی الخ **اقول** کل ان حدیثونکو جو معترض صاحب نے نقل کی ہین علما منسوخ نہین کہتے بلکہ اور حدیثین بھی جو ہمنے ابھی نقل کی ہین علما منسوخ کہتے ہین **قال** جواب اس حدیث کا تو یہ ہی کہ کہا ترمذی نے یہ حدیث ضعیف ہی اور حدیث ضعیف لائق حجت پکڑنے کے نہین ہوتی آہ **اقول** حاکم اور بیہقی نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بال قائما لجرح بمابضہ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب بسبب زخم گھٹنے اپنے کیا تھا انتہی اور مرقاۃ مین ہی قال ابو اللیث رخص بعض الناس بان یبول قائما وکرھہ بعض الناس الا من عذر وبہ نقول یعنی کہا ابو اللیث نے کہ بعض آدمیون نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی رخصت دی اور بعض نے اوسکو بلا عذر مکروہ جانا اور ہم اسی کے قائل ہین انتہی پس قول عائشہ رض کا اسپر محمول ہی کہ بلا عذر نہین چاہیے اسی طرح عمر رض کو منع کرنا بھی اسی پر محمول ہوگا اور امام شافعی سے بھی منقول ہی کہ عرب کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو پیٹھ اور کمر کی درد کیواسطے شفا جانتے ہین شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹھ یا کمر کا درد ہوگا جو آپ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ورنہ عادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یون نہ تھی اور بعضون نے کہا ہی کہ وہان بیٹھنے کی جگہ نہ تھی بوجہ وقوع نجاست کے اسلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا پس جب حاکم اور بیہقی سے بھی اون دونون حدیثون حضرت عمر رض اور حضرت عائشہ رض کی مؤید روایت موجود ہی کہ بوجہ زخم کے تھا اور محققین سے بھی یہی منقول ہوا کہ وہ عذر پر محمول کرنے کو بہتر جانتے ہین پس ہم کس طور سے امام شعرانی کے اس قول کو

تسلیم کرلین کہ وہ کہتے ہین کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا رخصت ہی اور بیٹھکر پیشاب کرنا عزیمت ہی حالانکہ
جمہور علما کے نزدیک بلا عذر کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہی کہ اس طور مین اکثر چھینٹین پیشاب کی
پانون پر پڑجاتی ہین اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی عادت تھی ہان
جو ایک آدھ مرتبہ ایسا ہوا سو وہ بعذر تھا اور تقریر معترض صاحب سے مترشح ہوتا ہی کہ اونکو استادہ ہوکر
پیشاب کرنے سے رغبت زیادہ ہی کیا ہو اطہارت اور پاکیزگی اگر نسلاً بعد نسل آبائی اور اجدادی ہوتی تو ہرگز
طبیعت اس طرف نہ جاتی اور یہ چال کفار کی پسند نہ آتی لیکن حضرت تو اب مسلمان ہوئے ہین اور دل
مین وہی خو بو باپ دادونکی سمائی ہی سچ ہی ؂ دہد ثمر زرگ و ریشہ درخت خبر ٭ نہفتہای پدر اسپر شود پیدا ٭
قولہ مگر کتے اور خنزیر کا چمڑا دباغت دینے سے بھی پاک نہین ہوتا آہ **اقول** اسپر کوئی دلیل
حدیث اور قرآن سے پائی نہین جاتی کہ کتے کا چمڑا بھی دباغت سے پاک نہو بلکہ حدیث مین ہر چمڑی کی
طہارت دباغت سے معلوم ہوتی ہی اور خنزیر کا چمڑا بوجہ وارد ہونے آیت کے اس سے مستثنی ہی اور کتے میں
نہ کوئی آیت آئی اور نہ کوئی حدیث وارد ہی کہ اوسکا چمڑا دباغت سے ناپاک رہتا ہی چنانچہ بیان اسکا
سترھوین مغالطہ کے جواب مین گذرا **قال** جواب یہ کہ حضرت کا آخر فعل وضو نہ کرنا ثابت
ہوسکے یہ لازم نہین آتا الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا امام بخاری کی عبارت کے سراسر
خلاف ہی کیونکہ اسی جواب مین ہمنے اونکی عبارت نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ آخر فعل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا جائیگا ورنہ نماز مین مقتدیونکو بیٹھنا جب کہ امام بیٹھا ہو جائز ہو جائیگا پس
چاہیے کہ ویسے ہی یون نہین کہسکتے کہ بیٹھنا بھی جائز ہی اسیطرح اسمین قیاس کرنا چاہیے اور نواب صاحب
بھوپال کی عبارت جو ہمنے اسی جواب مین نقل کی ہی اوسکے بھی یہ قول مخالف ہی کیونکہ اونھون نے
کہا ہی کہ جمہور کا یہ مذہب ہی کہ فعل قول سے اور قول فعل سے منسوخ ہوجاتا ہی علاوہ اسکے حدیث
تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ سے معلوم ہوتا ہی کہ آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرنا واجب ہی اور
اسکے دونون امر یعنی وجوب اور استحباب نہین پائے جاتے فقط ایک صورت لینی پڑیگی پس
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپنے ایسی چیز کے کھانے سے وضو کرنے کو نہین فرمایا

پس اس حدیث کے منسوخ ہونے مین تو کچھ کلام نرہا اب استحباب وضو کا اور حدیث سے ہوگا
اس سے کیونکر ہو سکتا ہی اسمین اگر پہلے استحباب ہوتا تو اب بھی باقی رہتا حالانکہ بیشتر کے استحباب کے
قولی بھی قائل نہین اور نہ الفاظ سے نکلتا ہی اور یہ کہنا کہ رفع وجوب سے استحباب باقی رہتا ہی اسپر کوئی دلیل
نہین ورنہ جمہور استحباب کے ضرور قائل ہوتے پس جواز وضو و منسوخ ہونے مین حدیث کے کلام نہین
غرض حدیث کا جو حکم ہی وہ قطعاً منسوخ ہی اسیکا نام منسوخ قطعی ہی کچھ خاص تصریح قولی پر منسوخیت
منحصر نہین ورنہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے تو مقتدیونکو بھی بیٹھکر پڑھنا جائز ہو جائیگا کیونکہ اسمین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی تصریح نہین جسکے معترض صاحب قائل ہین بلکہ فقط
فعل آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھکر پڑھنا اور مقتدیونکا کھڑا رہنا پایا گیا ہی اسیسے جمہور
نسخ کے قائل ہوگئے ہین اور امام بخاری بھی اسی کے قائل معلوم ہوتے ہین چنانچہ بیشتر ہم عبارت اونکی
نقل کر چکے ہین شاید معترض صاحب نے یہ مقام بخاری کا نہین دیکھا جو صاحب اسات کی تقلید کی
قولہ حدیث پنجم مسند امام احمد اور ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی طلق بن
علی رضی اللہ عنہ سے الخ **اقول** یہ حدیث بسرہ کی حدیث سے قوی ہی چنانچہ تحقیق اسکی سولہوین
سوالکے مسئلہ اول کے جواب مین خوب مفصل ہو چکی ہی ملاحظہ فرمائیے **قولہ** لیکن مکہ مین نماز پڑھنی
ہر وقت جائز ہی جیسا کہ مسند امام احمد الخ **اقول** عجب تماشہ کی بات ہی کہ صحیحین وغیرہ کی حدیثین جنمین
اوقات مکروہہ کی تصریح ہی اونکو تو ترمذی اور ابوداود کی حدیث سے خاص کیا جاوے اور ترمذی اور
ابوداود کی حدیث کو اون حدیثون سے خاص نکیا جاوے اور فقط ایک حدیث مسند امام احمد و رزین کو متواتر حدیثونپر
ترجیح دیجاوے اور اونکو اس حدیث سے خاص کر لیا جاوے حالانکہ یہ حدیث ضعیف ہی چنانچہ فتح القدیر مین
لکھا ہی وَهُوَ مَعْلُولٌ بِأَرْبَعَةِ أُمُورٍ اِنْقِطَاعُ مَا بَيْنَ مُجَاهِدٍ وَأَبِي ذَرٍّ فَإِنَّهُ الَّذِي
يَرْوِيهِ عَنْهُ وَضَعْفُ ابْنِ الْمُؤَمَّلِ وَضَعْفُ حُمَيْدٍ مَوْلَى عَفْرَاءَ وَاضْطِرَابُ سَنَدِهِ
وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَأَدْخَلَ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ بَيْنَ حُمَيْدٍ هٰذَا وَبَيْنَ مُجَاهِدٍ وَرَوَاهُ
سَعِيدُ بْنُ سَالِمٍ فَأَسْقَطَهُ مِنَ الْبَيْنِ یعنی یہ حدیث چار وجہو سے معلول ہی انقطاع ہیان

مجاہد اور ابو ذر کی کیونکہ مجاہد ابو ذر سے روایت کرتے ہین اور ضعیف ہونا ابن مؤمل راوی کا اور
ضعیف ہونا مولی عفرا راوی کا اور اضطراب سند اوسکی کا بیہقی نے جو روایت کی اوسمین قیس
بن سعد کو درمیان حمید اور مجاہد کے داخل کیا اور سعید بن سالم نے اوسکو درمیان سے اوڑا دیا انتہی
پس اس حدیث کو بوجہ ضعف کے ترک کر دینا چاہیے اور اون دونون حدیثونمین یون تطبیق دی جاے
کہ چونکہ وہ لوگ بعض اغراض فاسدہ سے بعض اوقات مین طواف اور نماز ادا کرنے سے لوگونکو منع کرتے تھے اسلیے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خاص خطاب کر کے فرمایا کہ نماز اور طواف سے کسیکو منع نکیا
جب چاہے پڑھے اور طواف کرے پس اس قول مین اوقات مکروہہ شامل کرنی بڑی کج فہمی ہے اور نہایت
ہٹ دہرمی ہے تعصب نے انصاف کو کھو دیا حسد نے تو بہتونکو اندھا کیا یہی وجہ ملا علی قاری نے بھی
مرقات مین لکھتے ہین اور ترمذی مین ہے وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَنْ بَعْدَهُمُ الصَّلٰوةَ بِمَكَّةَ اَيْضًا بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ
وَمَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّبَعْضُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ یعنی تحقیق مکروہ جانا ایک قوم نے اہل علم سے صحابہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور جو بعد اونکے ہین نماز پڑھنے کو مکہ مین بھی بعد عصر او بعد فجر کے اور اسی کے
قائل ہین سفیان ثوری اور امام مالک اور بعض اہل کوفہ انتہی **قال** حدیث دہم مسلم مین روایت ہے
ابن عباس رض سے کہ کہا جمع کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر اور مغرب اور
عشا کے مدینہ مین سوای خوف اور سوای مینہ کے الخ **اقول** ترمذی مین ہے جَمِيْعُ مَا فِيْ
هٰذَا الْكِتَابِ مِنَ الْحَدِيْثِ هُوَ مَعْمُوْلٌ بِهٖ وَبِهٖ اَخَذَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مَا خَلَا
حَدِيْثَيْنِ حَدِيْثَ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
بِالْمَدِيْنَةِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ وَّلَا مَطَرٍ وَحَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ یعنی تمام
حدیثین جو اس کتاب مین ہین اونپر عمل ہے اگرچہ بعض اہل علم نے اخذ کیا ہو ماسوا دو حدیثونکے ایک تو
حدیث ابن عباس رض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کو بغیر خوف

اور بلا سفر اور بلا بارش کے جمع کیا اور دوسری حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فرمایا آپ نے
جب وہ شراب پیے پس درہ لگاؤ اوسکے پس اگر پھر پیے چوتھی بار پس قتل کرو اوسکو انتہی اس عبارت
ترمذی سے معلوم ہوا کہ ظاہر اس حدیث ابن عباس کا کوئی بھی قائل نہیں ہوا بلکہ وہ میں حنفیہ تو
جمع صوری مراد لیتے ہین اور یہ صورت آیت اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا
کے زیادہ مناسب ہی یعنی نماز مسلمانونپر فرض وقت معین کیا گیا ہی انتہی اور صحیحین میں جو حدیث
عبداللہ بن مسعود سے روایت ہی کہ مینے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک وقت میں دو نمازین
جمع کرتے سوای عرفہ اور مزدلفہ کے نہین دیکھا اس حدیث کے مخالف نہوگی ورنہ قرآن اور صحیح بخاری
اور خود صحیح مسلم کے خلاف ہو جائیگی اور معترض صاحب تو خود فرما چکے ہین کہ جہانتک ہو تطبیق دینے
چاہیے یہان اونکو کیا ہوگیا کہ فقط اپنے مذہب کی تقلید سے قرآن اور حدیث صحیح کو اوس حدیث کی
وجہ سے کہ جسمین کہین تصریح ایک وقت کے جمع ہونیکی بھی نہین چھوڑ بیٹھے شاباش مرحبا تقلید جامد اسی کو کہتے ہیں
تو افضیحت دیگران انصیحت ہمنے جانا تھا کہ یہ شور و شغب معترض صاحب کا مسائل دینیہ مین کمالی
خلوص اور دلسوزی سے ہوگا لیکن اب جو غور سے دیکھا تو روٹیونکا مذہب پایا چندین شکل برای اکل کا
نقشہ نظر آیا ؏ بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دلکا ٭ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا ٭ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے
جو اوسکی وجہ بیان کی کہ تا امت کو آسانی ہو اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ جمع صوری ہو کیونکہ
جمع حقیقی لینا تو قرآن اور حدیث کے مخالف ہوتا ہی پس اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ نماز پڑھی تا کہ لوگونکو معلوم ہوجائے کہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے دونون نمازین اسطرح باملاوے کہ ایک کا
اخیر وقت ہو اور دوسری کا اول وقت ہو پڑھیگا تو جائز ہی کیونکہ بعض اوقات آدمی ایسے کام مین
مشغول ہوتا ہی کہ ہر بار نماز کے واسطے اوٹھنا دشوار معلوم ہوتا ہی تو یہ صورت اگر کوئی کریگا تو کچھ
مضایقہ نہین غرض جمع صوری لینے مین خوب تطبیق ہوجائیگی اور جمع حقیقی بغیر عذر کے لینا تو کسیکا بھی
مذہب نہین فقط معترض صاحب کی ایجاد ہی اور گمراہی کا اجتہاد ہی ؏ یہی اجتہاد آپکا گر رہیگا
تو دفتر ہدایت کا ابتر رہے گا ٭ اور تفصیل اسکی ہمنے مسئلہ سی و م کے جواب مین وبیان کردی ہی

فمن شاء الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ حنفیہ کے یہان اس قسم کی الفاظ پرستی سے معترض جناب قائل ہین بیشک نہین اگر کوئی حدیث صریح آیت قرآنی اور حدیث صحیح خیر الزمانی کے مخالف پاتے ہین تو اوسمین تطبیق عمدہ بیان کر دیتے ہین جسکو طبع سلیم قبول کر لیتی ہی اسکا نام خواہ کوئی مخالفت رکھے یا موافقت اور ظاہر ہی کہ جس شخص کی محض الفاظ پر نظر ہوگی اور دوسرے الفاظ اور معنی پر غور نکریگا اوس شخص کی ہرگز مبصرینا ور محققین سے نہین بن سکتی دونو مین مخالفت حقیقی ہی پس مجھکو تعجب آتا ہی کہ او رحدیثو نمین تو معترض صاحب تطبیق دیتے ہین حال آنکہ ظاہر حدیث کے بالکل خلاف ہی اور یہان تطبیق کی کچھ بھی توجہ نفرمائی فقط ترمذی کی ضعیف حدیث لیکر نسخ کو باطل کیا صحیح حدیثین اور آیت کی طرف خیال کرکے تطبیق نہ بیان فرمائی مگر اوسکو کیسے بیان کرتے کہ اونکے مذہب کے خلاف ہو جاتا اگر ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہین تو ہر جگہ کرین فقط قاضی شوکانی وغیرہ کی تقلید سے الفاظ ترک کر دینا اچھا نہین حال آنکہ ظاہر حدیث پر عمل کرنیکا دعوی کرتے ہین مگر درحقیقت نہ اونکے کسی قول کا اعتبار ہی نہ فعل کا اپنے خیال مین جنکے معتقد ہین اونکی تقلید کسی حالت مین نہین چھوڑتے خواہ حدیث کے مخالف ہو یا موافق ایسی تقلید کو ہم بیشک برا جانتے ہین ہان جو تقلید حدیث و قرآن کے موافق ہوگی اوسے مانتے ہین لا مذہبونکی طرح ظاہری الفاظ کی پابندی نہین کرتے ہین متکلم کے مقصود اور معنی کلام پر نظر رہتی ہی ع چراغ لیکے ہمنے ڈھونڈتے ہین پر اے ہمارے دل مین ہو ¤ تمہیہ انجمن مین نہین ✦ قولہ جواب اسکا یہ ہی کہ جن حدیثون سے کفار کا تحفہ قبول کرنا مروی ہی وہ سب حدیثین بحال اپنے منسوخ نہین ہوئیں کیونکہ ان حدیثون اور عیاض بن حمار کی حدیث مین تطبیق ہو سکتی ہی آہ اقول انصاف کرنیکا مقام ہی کہ معترض صاحب چونکہ ابن جوزی اور نواب صاحب بھوپال کی تقلید کر کے ان حدیثون کے نسخ کا انکار کر چکے ہین اب کیسی ہی صریح الفاظ حدیث موجود ہون ہرگز اوسپر عمل نکرینگے ظاہر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ عیاض اسلام لایا ہی کہا نہین پھر آپنے فرمایا مین مشرکونکے ہدیہ سے منع کیا گیا ہون اس سے کہ اسلام کی امید اور عدم امید

بحث نہین معلوم حکم ہی فقط اپنی رائے سے الفاظ کو خاص کر لینا معترض صاحب سے بہت بعید ہی کہتے
کچھ ہین اور کرتے کچھ ہین بس اس جواب کی بنا محض تقلید جامد پر ہی **قوله** کما بعض علما نے یہ حدیث
منسوخ ہی آہ **اقول** یہ حدیث منسوخ نہین اگر کوئی شخص کسی ضرورت سے پاجامہ وغیرہ سلا ہوا
کپڑا پہن لیگا تو کفارہ اوسپر آجائیگا چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ سی و سوم کے جواب مین گذر چکی **قوله**
جواب یہ کہ یہ حدیث ابوہریرہ رض کی بحال ہی منسوخ نہین کیونکہ افضل بات یہی ہی کہ جنبی رمضان مین
فجر سے پہلے پہلے نہالے الخ **اقول** مسند امام احمد اور ابن حبان کی حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ
کہ روزہ اوسکا نہین ہوویگا پھر معترض صاحب اسکو کس طور سے بحال خود فرماتے ہین یہ حدیث بیشک
منسوخ ہی بخاری اور مسلم مین عائشہ رض اور ام سلمہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت
جنابت مین جماع سے صبح کرتے تھے پھر نہاتے تھے اور روزہ رکھتے تھے انتہی پس یہ حدیث اور وہ
آیت ابوہریرہ رض کی حدیث کی ناسخ ہوگی اور اس حدیث سے ابوہریرہ رض نے بھی جب انکو عائشہ رض
اور ام سلمہ رض کی حدیث پہونچی رجوع کیا چنانچہ مسک الختام مین لکھا ہی قرایت کیا ابوہریرہ رض کی حدیث کو
امام احمد اور ابن حبان نے پس جواب یا ہی اسکا جمہور نے کہ یہ حدیث منسوخ ہی اور ابوہریرہ رض اوس سے
بسبب اسکے کہ اونکو عائشہ رض اور ام سلمہ رض کی حدیث پہونچی رجوع کیا اور موافق فرمایا ان دونون صحابیہ کے
فتوی دیا انتہی پس عجب ہی کہ ابوہریرہ رض جو راوی اس حدیث کے ہین وہ تو اونہون نے اس سے رجوع
کرلیا مگر معترض صاحب ابتک اوسکو بحال خود سمجھتے ہین شاید اسی عقل اور فہم کے اعتماد پہ معترض
صاحب نے تقلید ائمہ سے کنارہ کشی اختیار کی ہی ہماری ہی مین اور نیز ائمہ اربعہ مین سے کسی کی تقلید فرض
واجب ہی آپ ہی اونکو اختیار ہے ہمارا کام سمجھانا ہی بار بار آپ کے جو چاہو کرو باللہ التوفیق **قوله**
جواب یہ کہ حدیث ابن عباس رض کی بحال ہی منسوخ نہین کیونکہ بعد فرض ہونے رمضان کے عاشورے کے
دن روزہ رکھنے کی فرضیت منسوخ ہوئی یہ نہین کہ عاشورے کے دن کا روزہ رکھنا ہی نہ چاہیے بلکہ روزہ
رکھنا عاشورے کے دن کا مستحب ہی آہ **اقول** علمانے اس حدیث منسوخ سے روزہ عاشورے کے
مستحب ہونے پر اجماع نہین کیا بلکہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکا استحباب پایا جاتا ہی

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس روزہ کو رکھا کرتے تھے اس حدیث منسوخ سے روزہ عاشورہ کا
مستحب کہنا محض بلا دلیل بات ہی بخاری مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَصُوْمُهٗ
اِلَّا اَنْ يُّوَافِقَ صَوْمَهٗ یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہی کہا روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دن عاشورہ کا اور حکم کیا روزہ اوسکے کا پس جبکہ فرض ہوا رمضان چھوڑ دیا گیا روزہ عاشورہ کا اور
عبداللہ بن عمرؓ روزہ عاشورہ کا نہین رکھتے تھے مگر جبکہ اونکے روزے کے ساتھہ آجاے انتہی
حکم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دال اسپر ہی کہ روزہ عاشورہ کا فرض تھا پھر اوسکو ترک
کر دینا صاف منسوخ ہونا اوسکا ہی غرض اس حکم کے منسوخ ہونے مین کلام نہین چنانچہ دوسری
حدیث بخاری سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهٖ حَتّٰى
فُرِضَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ
شَاءَ اَفْطَرَ یعنی حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ عاشورہ کا یہانتک کہ رمضان کا روزہ
فرض ہوا پس فرمایا آپنے جو چاہے روزہ رکھے اوسکا اور جو چاہے نہ رکھے انتہی پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا اختیار دینا اسپر دال ہی کہ پہلا حکم آپنے منسوخ کر دیا مگر معترض صاحب خلاف
حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس حدیث کو بحال سمجھتے ہین اور پھر حدیث دانی اور عمل
بالحدیث کا دم بھرتے ہین ؎ تَعْصِى الْاِلٰهَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ ۞ هٰذَا لَعَمْرِيْ فِي الْقِيَاسِ
بَدِيْعٌ ۞ لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهٗ ۞ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ ۞ **قولہ** جواب یہ
اس حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہی کہ آخر فعل اول کا ناسخ نہین ہوتا الخ **اقول** بخاری مین ہی
وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی نہین عمل
کیا جاتا مگر اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہی **قال** حصول المامول من علم الاصول
مین لکھا ہی اول تو حدیث ناسخ حدیث منسوخ سے قوی ہونی چاہیے اور اگر قوی نہو تو منسوخ حدیث
کے ساتھہ درجہ مین برابر تو ہو آہ **اقول** اول تو معترض صاحب کو سواے کتب نواب صاحب کے

بخاری ج ۱ صفحہ ۲۶۸

بخاری ج ۱ صفحہ ۲۶۸

بھوپال کے اور کوئی کتاب حوالہ دینے کو نصیب نہین ہوتی کہ اکثر اس کتاب مین اونھین کی کتابون سے
حوالہ ہی کچھ تو یہ دال مین کالا ہی حالانکہ اور ہزارون معتبر کتابین متقدمین و متاخرین کی موجود ہین اور طرہ
کہ صرف نام کتاب کا لینا جو ڑا عربی عبارت مین لکھدیتے ہین اور کہین اوسکے مصنف یعنی نواب بھوپال کا
نام بھولے سے بھی نہین لیتے کہ نام لکھنے سے کتاب کا اعتبار جاتا رہیگا کہ لوگ سب جانگئے کہ کتابین
اونکی بوجہ مسائل مردودہ اور کثرت اغلاط کے پایۂ اعتبار سے ساقط ہوگئین خصوصاً جبسے کہ جناب علامۂ
جلیل فہامۂ نبیل مولانا محمد عبد الحی صاحب لکھنوی امام فضیلۃ الصوری و المعنوی نے اونکے اغلاط فاحشہ اور
مسائل مردودہ کا ابراز الغی مین اعلان کردیا ہی اور فی الحال بھی کتاب تبصرۃ الناقد کا رد لکھ رہے ہین اور
آیندہ بھی انکا پیچھا نہ چھوڑینگے انکی ساری قلعی کھولدینگے ۵ تو ابھی اول ہی ہے رو تا ہی کیا + آگے آگے
دیکھیو ہوتا ہی کیا + خیر ہمکو اس سے کیا ولکل مبطل محق ہر زمانے مین من جانب اللہ ہوتا چلا آیا ہی اور یہی
کتاب حصول المامول کے صفحہ ۲ مین اس حدیث کے منسوخ ہونے کی تصریح بھی توکر دی ہی معترض صاحب
قاعدہ اوسکا دیکھکر اعتراض توکر دیا مگر یہ نہ دیکھا کہ اوسمین ایسی حدیث کو جسے معترض صاحب منسوخ
نہین کہتے منسوخ لکھا ہی اور جب دونون حدیثین صحیح واقع ہوئی ہین تو پھر فقط اس وجہ سے کہ یہ مسلم کی حدیث
ہی دوسری صحیح حدیث باوجود مساوات صحت کے منسوخ نہو عین بے انصافی اور تحکم ہی خدا اور رسول
کی طرف سے کچھ اس امر کا فرق نہین کہ بخاری اور مسلم کی حدیث کو دوسری اسی درجہ والی حدیث سے
ترجیح دیجاے اور اس حدیث کو چھوڑ دیاجاے اور باوجود صریح مخالفت و تصریح مضمون نسخ کے اسکو
ناسخ نہ کہا جاے از بس جہالت و نادانی ہی جب دینیات مین ان لوگونکا یہ حال ہی تو دنیا کے معاملات کا کون
ٹھکانا ہے ۵ ہر کہ با آخرت ندارد کار + کار دنیاش ہم تباہ شود + **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے
مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ صحیح بخاری مین بعض حدیثین ایسی ہین کہ وہ ہرگز لائق عمل کرنیکے
نہین چنانچہ مولوی محمد لودھیانوی نے اپنے رسالہ انتصار الاسلام مین لکھا ہی کہ بخاری شریف مین بعضی احادیث
ایسی ہین کہ وہ بالکل بظاہر لائق عمل کے نہین جیسا کہ حدیث وطی فی الدبر کی ابن عمر رضہ سے جو امام بخاری
واسطے تفسیر آیت نِسَاؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ کے لائے ہین اس سے جواز لواطت کا

نعوذ باللہ معلوم ہوتا ہی **اقول** معترض صاحب کو اسوجہ سے مولوی محمد لودھیانوی صاحب کے
جواب مین دشواری واقع ہوئی کہ کل احادیث صحیح بخاری کو قابل عمل ٹھہرایا ہی اور احادیث ہدایہ کو
موضوع اور منسوخ بتلایا اگر یہ دعوی نکرتے تو کچھ بحث نہ تھی اسیوجہ سے اونھون نے اس کلیہ کی نقض
کرنے کو ایک صورت بیان کر دی ورنہ وہ خود اپنی کتاب انتصار الاسلام مین تصریح کرتے کہ امام بخاری
اسکے ہرگز قائل نہین باقی رہا اس قول ابن عمر رض کو بنا دینا کہ اس سے مراد یہ ہی گو بظاہر خلاف ہی مگر
معلوم ہوتا ہی جبتک کسی قول کا محمل صحیح ہو سکتا ہو اوس پر اوسکو حمل کرنا انسب اور اولی ہی ورنہ اسکا
یہ بھی جواب ہو سکتا ہی کہ امام بخاری کو اسکا علم نہو کہ ابن عمر رض کا مذہب صحیح حرمت لواطت ہی یا ابن
عمر پہلے قائل جواز اوسکی کے ہوئے ہون پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی تصریح سنکر قائل
تحریم ہو گئے ہون کیونکہ اونسے دونون قسم کی روایت موجود ہی حدیث مرفوع جو اونسے حرمت لواطت مین
مروی ہی اوسکو معترض صاحب نے فتح البیان سے نقل کر دیا مگر اوسکے جواز کی صورت بھی اونسے
مروی ہی چنانچہ تفسیر فتح البیان مین لکھا ہی وَقَدْ ذَهَبَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَ
التَّابِعِينَ وَالْأَئِمَّةِ إِلَى مَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ تَفْسِيرِ الْآيَةِ وَأَنَّ إِتْيَانَ الزَّوْجَةِ فِي دُبُرِهَا
حَرَامٌ وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَنَافِعٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ وَعَبْدِ الْمَلِكِ
بْنِ مَاجِشُونَ أَنَّهُ يَجُوزُ ذَلِكَ حَكَاهُ عَنْهُمُ الْقُرْطُبِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ یعنی متقدمین اور متاخرین
صحابہ و تابعین اور ائمہ اوسی طرف گئے جو ہمنے تفسیر آیت مین ذکر کیا ہی اور یہ کہ زوجہ سے لواطت حرام ہی
اور سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر اور محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون سے روایت ہی کہ زوجہ کی
لواطت جائز ہی حکایت کیا اسکو اونسے قرطبی نے تفسیر اپنی مین انتہی تو پس کیا عجب ہی کہ اس روایت کے
موافق امام بخاری نے روایت کر دی ہو اور مذہب صحیح ابن عمر رض کا اونکو معلوم نہو آخر علقمہ کا سماع
باپ اپنے سے بھی تو امام بخاری نے انکار کیا ہی حالانکہ صحیح مذہب یہی ہی کہ سماع علقمہ کا ثابت ہی چنانچہ
مسئلہ صدم کے جواب مین اسکو ہم بیان کر چکے ہین باقی رہا یہ امر کہ جو حدیث امام بخاری نے لکھدی ہی
وہ قابل عمل ہی یہ محض غلط اور مخالف جمہور اور خلاف واقع کے ہی اوسمین تو منسوخ حدیثین بھی

موجود ہین اونپر عمل معترض صاحب ہی اپنے حسن ظن سے کر لینگے مسلمان کی تو یہ شان نہین جس بات کے خود امام بخاری بھی قائل نہین حضرات ظاہریہ اوسپر بھی عمل کر لیتے ہین دیکھو بخاری مین لکھا ہی ویُروی عن الحسن عن غیر واحدٍ مرفوعًا افطر الحاجم والمحجوم وقال لی عیاش ثنا عبد الاعلی ثنا یونس عن الحسن مثلہ قیل لہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم ثم قال واللہ اعلم یعنی حسن بصری اکثر سے مرفوع روایت کرتے ہین کہ پچھنے لگانیوالے اور پچھنے لگائے گئے کا روزہ نہین ہوتا اور مجھسے عیاش نے کہا کہ ہمسے عبد الاعلی نے حدیث بیان کی اونھون نے یونس سے اونھون نے حسن سے روایت مثل اسی کے بیان کی کہا گیا اونسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہی کہا ہان پھر فرمایا اللہ خوب جانتا ہی انتہی اب دوسری حدیث ناسخ اسکی بخاری ہی مین ہی عن ابن عباسٍ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم وھو محرمٌ واحتجم وھو صائمٌ یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اوس حال مین کہ آپ احرام باندھے ہوئے تھے اور پچھنے لگوائے اوس حال مین کہ آپ روزہ سے تھے انتہی پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث پہلی حدیث کی ناسخ ہی اسی وجہ سے امام بخاری نے دونون حدیثونکو متصل بیان کیا ہی جیساکہ عادت ائمہ حدیث کی ہی کہ اول منسوخ حدیث بیان کرتے ہین اور اوسکے بعد ناسخ لاتے ہین اور خود معترض صاحب نے بھی اس حدیث کو تیسوین مغالطہ مین منجملہ اس حدیثون کے منسوخ شمار کیا ہی دوسری حدیث منسوخ بخاری مین یہ ہی کہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان اپنے مین اوس حال مین کہ آپ بیمار تھے پس بیٹھکر نماز پڑھی اور پیچھے آپکے لوگون نے کھڑے ہوکر نماز پڑھی پس اشارہ کیا آپنے کہ بیٹھ جاو پس جب فارغ ہوئے فرمایا امام اسواسطے مقرر کیا گیا ہی کہ اوسکی اقتدا کیجاے پس جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اوٹھاوے تو تم بھی سر اوٹھاو اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب نماز بیٹھکر پڑھے تو تم سب بھی بیٹھکر نماز پڑھو دوسری حدیث ناسخ بخاری مین یہ ہی کہ انس بن مالک رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوے پس اوس سے گر پڑے

گر پڑے تو آپکی داہنی جانب چھل گئی پس ایک نماز بیٹھکر پڑھائی پس ہمنے پیچھے آپکے بیٹھکر نماز پڑھی پس جب
فارغ ہوئے فرمایا کہ امام اسواسطے مقرر ہوا ہی تاکہ اوسکی اقتدا کیجاے جب وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے
تو تم بھی کھڑے ہوکر پڑھو اور جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب اوٹھے تو تم بھی اوٹھو اور
جب سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو اور جب بیٹھکر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھکر
نماز پڑھو کہا حمیدی نے کہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب امام بیٹھے تو تم بھی بیٹھکر نماز پڑھو
یہ قول مرض سابق مین تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے بیٹھکر نماز پڑھی اور آدمی پیچھے
آپکے کھڑے ہوئے تھے نہین حکم کیا اونکو بیٹھنے کا اور نہین عمل کیا جاتا مگر آخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر انتہی پس معلوم ہوا کہ یہ دونون حدیثین آخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوخ ہین
اسیطرح جمہور اسکے منسوخ ہونیکے قائل ہین اگر اب بھی معترض صاحب نہ مانین تو اسکا کچھ علاج نہین
ص ہر مرض آزردگی غیر سبب را چہ علاج + اسیطرح صوم عاشوریکی حدیث بخاری کی منسوخ ہے
غرض بہت حدیثین بخاری اور مسلم کی جمہور کے نزدیک منسوخ ہین مگر معترض صاحب یہی کہے جاینگے کہ ہر حدیث
بخاری کی قابل عمل ہی غرض منسوخ احادیث کے ہونے سے کچھ صحیح حدیثونمین قباحت لازم نہین آتی
صحیح ہونا اور شی ہی اور منسوخ ہونا اور امر ہی **قال** معترض صاحب اب مذہب حنفی کی کتابین بھی
دیکھ لیتے تو بخاری پر کبھی بھی اعتراض نکرتے لیکن ظاہرین انھونے تو اپنی آنکھین اور نیز کان بند کرلیے
ہین ص آنکھین اگر بند ہین تو پھر دن بھی رات ہی + اسمین قصور کیا ہی بھلا آفتاب کا + برخلاف
مذہب امام بخاری کے یہ نہ خیال کیا کہ وطی فی الدبر تو مذہب حنفیہ ہی مین حلال ہے چنانچہ امام طحاوی رئیس
حنفیہ جو کہ عینی اور ابن ہمام کا بھی پیشوا ہی لکھتا ہی چنانچہ تفسیر فتح البیان کی جلد اول کے صفحہ ۲۶۰
مین ہی رَوَى اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ مَا اَدْرَكْتُ اَحَدًا اَقْتَدِي
بِهٖ فِي دِيْنِي شَكَّ فِي اَنَّهٗ حَلَالٌ يعني وَطْيُ الْمَرْأَةِ فِي دُبُرِهَا ثُمَّ قَرَأَ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ
ثُمَّ قَالَ فَاَيُّ شَيْءٍ اَبْيَنُ مِنْ هٰذَا یعنی روایت کی اصبغ بن فرج نے نقل کی اوسنے عبد الرحمن
ابن قاسم سے کہا اونے نہین پایا مینے کسیکو کہ اقتدا کرون مین ساتھ اوسکے بیچ دین اپنے کے جو کہ شک کرے

بیچ اوسکے تحقیق وہ حلال ہے یعنی جماع کرنا عورت کو اوسکی دبر مین پھر پڑھی آیہ یت عورتین تمہاری کھیتی ہین تمہاری پھر کہا پس کونسی چیز بہت ظاہر ہی اس سے صریح دلیل ہی اسپر حنفیہ کے نزدیک عورتونکے دبر مین وطی کرنی حلال ہی الخ۔ **اقول** جب معترض صاحب سے بجواب صاحب انتصار الاسلام کے کچھ نہ بن پڑا تو آخر اپنے ہندو بچہ ہونیکی اصالت پر آگئے بیہودہ بکنے لگے حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتا ہے لکھنے لگا اگرچہ جواب ترکی بترکی دندان شکن اس بی ادبی اور بیہودگی کا ہمارے پاس موجود تھا لیکن داب تہذیب کے خلاف سمجھکر اوس سے زبان قلم کو روکا اور اسپر عمل کیا ہے کی کند بیہودگی در پاسخ جاہل عقیل تو مبالا کام دندان گرچہ سگ بایت گزید۔ اور سوای اسکے معترض صاحب کو کچھ خدا کا خوف بھی نہ آیا جو حنفیہ کی طرف ایسے فعل شنیع کی نسبت کی اور حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ پر ناحق اس امر قبیح کا تہام کیا امام طحاوی حکایۃ اگر کسیکا مقولہ اپنی کتاب مین بیان کردین تو اوسکا قائل ہونا کہانسے سمجھا گیا ورنہ لازم آئیگا کہ جتنے معترض صاحب نے حنفیہ کے اقوال اپنی کتاب مین بیان کیے ہین سب کے معترض صاحب بھی قائل ہین اور قرآن اور حدیث اور تفسیر مین برابر مخالفین کے اقوال موجود ہین اوسکو نقل کرنیوالے کا مذہب کہنا اس سے بڑھکر اور کونسی جہالت ہوگی قرآن شریف مین تو اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ بھی موجود ہی پھر کیا اس مقولہ کفار کو معترض صاحب اپنا مذہب ٹھیرالینگے استغفر اللہ قول مشہور نقل کفر کفر نباشد سے بھی کان آشنا نہوے دیکھو نواب صاحب امیر بھوپال نے اوسی تفسیر فتح البیان کے صفحہ مذکور مین لکھا ہی رُوِیَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَنَافِعٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ الْقُرَظِیِّ وَعَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ الْمَاجِشُوْنَ اَنَّہٗ یَجُوْزُ ذٰلِکَ یعنی سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر رضہ اور محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون سے یہ روایت ہی کہ وطی فی الدبر جائز ہی انتہی پس اسکو صاحب تفسیر فتح البیان کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کو زیبا ہی اسیطرح حنفیہ شافعیہ اور مالکیہ کے اقوال کو اور شافعیہ حنفیہ اور مالکیہ کے اقوال کو اپنی اپنی کتابون مین برابر نقل کرتے چلے آئے ہین اونکو ناقل کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کا مسلک ہی صاحب تفسیر فتح البیان نے اس مقام مین سب مذاہب لکھے ہین اور یہ بھی لکھا ہی کہ امام مالک سے بھی بعضون نے اسکے جواز کو نقل کیا ہی اسکی سند کیواسطے امام طحاوی رحمۃ اللہ

تفسیر فتح البیان جلد اول صفحہ

قول بھی نقل کیا ہی کہ اونھون نے امام مالک کے شاگرد عبدالرحمن بن قاسم سے اس قول کو نقل کیا ہی چنانچہ اوپر کی پوری عبارت تفسیر مذکور کی نقل کیجاتی ہی وَذَكَرَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ اَنَّ ابْنَ شَعْبَانَ اَسْنَدَ جَوَازَ ذٰلِكَ اِلٰى زُمْرَةٍ كَثِيْرَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَاِلٰى مَالِكٍ مِّنْ رِوَايَاتٍ كَثِيْرَةٍ فِيْ كِتَابِ جِمَاعِ النِّسْوَانِ وَاَحْكَامِ الْقُرْاٰنِ قَالَ الطَّحَاوِيُّ رَوٰى اَصْبَغُ ابْنُ الْفَرَجِ الخ یعنی ذکر کیا ابن عربی نے کہ ابن شعبان نے اسکے جواز کو ایک جماعت کثیر صحابہ کیطرف اور امام مالک کیطرف روایات کثیرہ سے اپنی کتاب جماع النسوان و احکام القرآن مین نسبت کردیا ہی کہا امام طحاوی نے کہ روایت کی اصبغ بن فرج نے الخ پس اس سے معلوم ہوا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے مثل صاحب فتح البیان کے جہان اورونکے اقوال نقل کیے ہین وہان عبدالرحمن بن قاسم مالکی کا قول بھی نقل کیا ہی حال آنکہ امام طحاوی اور حنفیہ کے مذہب کے اسکو کیا علاقہ اگر فقط نقل سے کسیکا مذہب ہوجایا کرتا تو صاحب فتح البیان اپنی تفسیر مین اس قول کو کیون نقل کرتے اور تقریب مین ابن حجر عسقلانی لکھتے ہین عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ خَالِدِ بْنِ جُنَادَةَ الْعَتَقِيُّ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْمِصْرِيُّ الْفَقِيْهُ صَاحِبُ مَالِكٍ مِّنْ كِبَارِ الْعَاشِرَةِ یعنی عبدالرحمن بن قاسم کی کنیت ابو عبداللہ فقیہ امام مالک کے شاگرد ہین کبار طبقہ عاشرہ سے ہین انتہی پس اس عبارت تقریب سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمن بن قاسم مالکی ہین حنفی نہین اور سوا اسکے معترض صاحب نے عوام حنفیہ کو گمراہ کرنیکے واسطے اس تفسیر فتح البیان کی نقل عبارت مین ایک بڑی چالاکی اور کمال بددیانتی کی کہ عبارت سابقہ اور لاحقہ کو چھوڑ کے بیچ کی عبارت لکھدی فقط لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ تو لیلیا وَاَنْتُمْ سُكَارٰى کو چھوڑدیا مگر ماہرین تفسیر پر اونکی دھوکے بازیان کب چھپ سکتی ہین سو ہمنے عبارت سابقہ تو بیان کردی اور عبارت لاحقہ یہ ہی وَقَدْ رَوَى الْحَاكِمُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ عَنْ مَّالِكٍ مِّنْ طُرُقٍ مَّا يَقْتَضِيْ اِبَاحَةَ ذٰلِكَ وَفِيْ اَسَانِيْدِهَا ضُعْفٌ وَقَدْ رَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ اَنَّهٗ سَمِعَ الشَّافِعِيَّ يَقُوْلُ مَا صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ تَحْلِيْلِهٖ وَلَا تَحْرِيْمِهٖ شَيْءٌ وَالْقِيَاسُ اَنَّهٗ حَلَالٌ وَقَدْ رَوٰى ذٰلِكَ اَبُوْ بَكْرٍ الْخَطِيْبُ قَالَ ابْنُ الصَّبَّاغِ كَانَ الرَّبِيْعُ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَقَدْ كَذَبَ ابْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ عَلٰى

۲ خیانت مؤلف ظفر مبین کی عبارت تفسیر فتح البیان مین

الشَّافِعِیِّ فِیْ ذٰلِکَ فَاِنَّ الشَّافِعِیَّ نَصَّ عَلٰی تَحْرِیْمِهٖ فِیْ سِتَّۃِ کُتُبٍ مِّنْ کُتُبِهٖ یعنی اور تحقیق
حاکم اور دارقطنی اور خطیب بغدادی نے امام مالک سے کئی طریقون کے ساتھ اوس چیز کو روایت کیا کہ جو وطی فی
الدبر کے حلال ہونیکو مقتضی ہی حال آنکہ اسکی اسنادون مین ضعف ہی اور روایت کی امام طحاوی رحمۃ
اللہ علیہ نے محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم سے کہ تحقیق انھون نے سُنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہ فرماتے تھے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وطی فی الدبر کی حلت و حرمت مین کوئی روایت صحیح وارد نہین ہوئی ہی
اور قیاس یہ ہی کہ وطی فی الدبر حلال ہو اور تحقیق روایت کیا اسکو ابوبکر خطیب نے کہا ابن الصباغ نے کہ قسم
کھاتا تھا ربیع اوس اللہ کی کہ سوای اوسکے دوسرا کوئی معبود نہین ہی ہر آئینہ تحقیق کہ جھوٹ باندھا
ابن عبد الحکم نے امام شافعی پر اس مسئلہ مین اسواسطے کہ امام شافعی نے اپنی چھ کتابون مین اس بات کی
تصریح کردی ہی کہ وطی فی الدبر حرام ہی انتہی اور دوسری تفسیر فتح البیان مین بعد ان اقوال کے یہ بھی لکھا ہی
وَلَا یَجُوْزُ لِاَحَدٍ اَنْ یَّعْمَلَ عَلٰی اَقْوَالِھِمْ یعنی اور جائز نہین کسیکو ان لوگونکے اقوال پر عمل کرے پس
جب کسی نے بعد نقل اقوال مخالفین کے تصریح کردی کہ وطی فی الدبر ناجائز اور حرام ہی اور اسکے جواز مین
بعض ضعیف راویونکے قول پر عمل کرنا چاہیے تو پھر کوئی جاہل اور آنکھونکا اندھا بھی اس سے نہ سمجھیگا
کہ ان عبارات منقولہ کا مضمون ناقل کا مذہب ہی اور حنفیہ اسکے قائل ہین مگر معترض صاحب کی آنکھون
تو خون فاسد تعصب کا اوتر آیا اور نزلہ حسد کے کاخ دماغ مین نزول اجلال فرمایا حق وباطل کے نور و
ظلمت مین امتیاز نہ رہا اور شعر معترض صاحب کا اولٹ کر اونھین پر صادق آیا ٭ آنکھین اگر بند ہین
تو پھر دن بھی رات ہی ٭ اسمین قصور کیا ہی بھلا آفتاب کا ٭ **قال** اور یہی باعث ہی کہ حنفیہ عورتکی
دبر مین وطی کرنیوالے پر حد مارنے کے قائل نہین چنانچہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی انتہا **اقول**
حد کا لازم نہونا اس امر کو مستلزم نہین کہ یہ فعل حرام بھی نہو سیکڑون فعل حرام ہین مگر حد انمین نہین ہی
چنانچہ پیشاب انسان کا پینا سبکے نزدیک حرام ہی مگر حد اوسمین کسیکے نزدیک نہین ہاں اگر شراب پیگا تو
بیشک حد آجائیگی اور نسبت ارتکاب فعل مذکور کے خود صحابہ مین اختلاف واقع ہوا ہی کسیکے نزدیک
آگ مین جلانا اور کسیکے نزدیک دیوار اوسپر گرا دینا اور کسیکے نزدیک بلند مکان سے گراکر پتھر مارنا ہی

پس اگر اسمین حد لازم ہوتی تو صحابہ سے یہ اقوال مروی نہوتے البتہ حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص پر تعزیر لازم ہی بلکہ تعزیر با رہا لنا بھی جائز ہی اور حد شرعی کہین شرع مین ثابت نہین فقہ مین کہین اس فعل کو جائز نہین لکھا اگر معترض صاحب کو بڑی دقت پڑی کیونکہ تاویل کرنا تو وہ بخاری وغیرہ مین حرام سمجھتے ہین پس لا محالہ اونکو اسکے جواز کا قائل ہونا پڑیگا ورنہ اس قول سے باز آئین اور یہ نہ کہین کہ ہر بات بخاری کی قابل عمل ہی ورنہ مولوی محمد لودھیانوی کا اعتراض اونپر جم جائیگا ٹالے نہ ٹلیگا ؎ چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی **قال** امت محمدیہ کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہی کہ بخاری اور مسلم کے برابر صحت مین اور قوت عمل مین تمام جہان مین کوئی کتاب نہین ہی چنانچہ کہا شیخ الاسلام ابن حجر نے شرح نخبۃ الفکر مین الخ **اقول** اسی شرح نخبۃ الفکر مین لکھا ہی اِنَّ الرِّجَالَ الَّذِیْنَ تُکُلِّمَ فِیْہِمْ مِّنْ رِّجَالِ مُسْلِمٍ اَکْثَرُ عَدَدًا مِّنَ الرِّجَالِ الَّذِیْنَ تُکُلِّمَ فِیْہِمْ مِّنْ رِّجَالِ الْبُخَارِیِّ یعنی تحقیق وہ رجال جنمین کلام کیا گیا ہی مسلم کے رجال مین سے زیادہ ہین اون رجال سے جنمین کلام کیا گیا ہی بخاری کے رجال سے انتہی اور شرح شرح نخبۃ الفکر مین ملا علی قاری اسی مقام مین لکھتے ہین فَاِنَّ الَّذِیْنَ انْفَرَدَ الْبُخَارِیُّ بِہِمْ اَرْبَعُمِائَۃٍ وَّخَمْسَۃٌ وَّثَلٰثُوْنَ رَجُلًا وَّالْمُتَکَلَّمُ فِیْہِمْ بِالضُّعْفِ نَحْوٌ مِّنْ ثَمَانِیْنَ رَجُلًا وَّالَّذِیْنَ انْفَرَدَ بِہِمْ مُسْلِمٌ سِتُّمِائَۃٍ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَّالْمُتَکَلَّمُ فِیْہِ مِنْہُمْ مِائَۃٌ وَّسِتُّوْنَ رَجُلًا عَلَی الضُّعْفِ کَذَا ذَکَرَہُ السَّخَاوِیُّ فِیْ شَرْحِ الْفِیَّۃِ الْعِرَاقِیِّ یعنی وہ لوگ جنسے فقط امام بخاری نے روایت کی ہی چار سو پینتیس آدمی ہین جو اونمین ضعیف راوی ہین وہ قریب اسی آدمی کے ہین اور جن لوگونسے فقط امام مسلم نے روایت کی وہ چھہ سو اور بیس آدمی ہین اور ضعیف اونمین سے ایک سو ساٹھہ شخص ہین دونے اوس سے اسی طرح ذکر کیا اسکو امام سخاوی نے شرح الفیہ عراقی مین انتہی غرض کتاب بخاری باعتبار اکثر احادیث صحاح کے اور کتابون سے زیادہ صحیح ہی اسپر اکثر نے اجماع کر لیا ہی اسکو ہم بھی تسلیم کرتے ہین مگر یہ کہنا کہ ہر حدیث اوسکی اور سب کی حدیثون سے گو وہ کیسے ہی صحیح ہون زیادہ صحیح ہو قابل بحث ہی قابل تسلیم نہین چنانچہ تحقیق اسکی مسلہ چہارم کے جواب مین گذر چکی آدمی کو

چاہیے کہ جس درجہ کی جو کتاب ہو اوسکو ویسا ہی رکھنا چاہیے مگر حضرات ظاہر یہ تو بخاری کے سامنے
قرآن کو بھی نہیں مانتے ہیں اور اوسکے مقابلہ میں نصوص صریحہ کی بھی کچھ حقیقت نہیں جانتے ہیں
یہ انکی زیادتی ہی اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ یعنی تحقیق حق تعالی حد سے تجاوز کرنیوالونکو دوست
نہیں رکھتا **قولہ** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد مولوی محمد لودھیانوی نے حدیث پر چلنے والونکو
یہ دیا ہی کہ بخاری میں ہی کہ اگر شراب میں مچھلی ڈالکر ذرا دھوپ میں رکھدیجیے تو درست ہی الخ **اقول**
چونکہ معترض صاحب بخاری کے ہر قول کو قابل حجت سمجھتے ہیں اسلیے اونکو شراب کے سرکہ میں کچھ بھی کلام
کرنا نہیں چاہیے اور بلا چون و چرا تسلیم کرلینا مناسب ہی ورنہ اونکے قاعدے کے خلاف ہوگا اور یہ
لازم آئیگا کہ جو مذہب قابل عمل معترض صاحب کے نہیں اوسکو امام بخاری نے کیون درج کیا **قال**
لیکن انھون نے یہ نہ خیال کیا کہ ہمارے مذہب کی فقہ کی کتابونکا تو کوئی باب بھی ایسا نہیں ہی جو
پورا پورا لائق عمل کے ہو کیونکہ ہزارہا مسائل میں جو امام اعظم اور اونکے شاگردون ابو یوسف اور
امام محمد اور امام زفر کا اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ کا آپسمین اختلاف ہی
انمین سے کسکو سچا جانا جاوے اور کسکو سچا نہ جانا جاوے اور کسکو خدای تعالی اور اوسکے رسول
کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلا تو دیجیے **اقول** کیا خوب ذرا غور تو
کیجیے کہ تمام کتابین اس سے پر ہین کہ امر حق چارون مذاہب مین دائر ہی اور ہر امام حق پر ہے اختلاف فروع کا
منافی حقیت کے نہین ہو سکتا بلکہ اس قسم کا اختلاف تو امت کیواسطے موجب رحمت ہی اور عمل ہر
امام کا موافق قرآن و حدیث کے ہی ہرگز مخالف نہین اور معترض صاحب کا یہ کہنا کہ فقہ کی کتابونکا کوئی
باب بھی ایسا نہین ہی جو کہ پورا پورا لائق عمل کے ہو محض لغو اور پوچ و بادہوا ہی اسواسطے کہ ہمنے جسقدر
مسائل فقہ کا جواب اس کتاب مین جو معترض صاحب کے نزدیک کوئی مسئلہ اوسکا قابل عمل نہ تھا
اور اوسکو حدیث کے خلاف سمجھتے تھے شرح و بسط کے ساتھ دیا ہی اور ہر ایک مسئلہ کا ماخذ قرآن
حدیث سے بتلا دیا ہی کیا یہ مسائل قابل عمل کے نہین ہین اگر موافق اعتراض معترض صاحب کے اختلاف
فروعی کو منافی حقیت کے سمجھا جاوے اور بسبب اس اختلاف کے اقوال ائمہ مجتہدین مین شک کیا جاوے

کہ سچا کسکو کہین اور جھوٹا کسکو کہین تو بعینہ وہی تقریر معترض صاحب کی محدثین پر بھی صادق آتی
جاتی ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ غیرہم کا آپسمین
اختلاف ہے انمین سے کسکو سچا جانا جاوے اور کسکو سچا نہ جانا جاوے اور کسکو خدای تعالی اور اوسکے
رسول کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا ابتلا تو دیکھیے آپ معترض صاحب بلی سمجھے
بوجھے کیون ایسی تقریر لایعنی اور ایراد بمعنی کیجیے کہ خود اپنا اعتراض اولٹ کر اپنے اوپر آوے اور اپنی
بات کا الزام آپ اوٹھاوے اور بجز سکوت خجالت کے کوئی جواب اوسکا بن نہ آوے ع جان من خود
کردۂ خود کردہ را درمان نیست * اور باقی اعتراضات معترض صاحب نے جو آخر کتاب کے ورق مین لکھے
ہین سب مکر ہین دھوکا دینے اور کتاب بڑھانے کیواسطے پھر اون مسائل کا اعادہ کیا ہے سبکا جواب
باصواب بتفصیل تمام قرآن اور حدیث سے اپنے اپنے موقع پر ہم لکھ چکے ہین بیان حاجت مکرر جواب دینے کی
نہین ہے یہانتک تو ہمنے جوابات حصہ اول کتاب ظفر مبین کے لکھے باقی معترض صاحب نے ضمن عبارت التماس مین جو
وعدہ کیا ہے کہ حصہ دوم بعد ختم جلد ثانی معاملات بلاغ المبین کے تالیف کیا جائیگا سو ہم منتظر ایفائی وعدہ ہین کہ
جسوقت حصہ دوم چھپکر یارون کے ملاحظہ مین آئیگا فورا ادھر سے بھی جواب کافی اوسکا بنام
حصہ دوم فتح المبین لکھا جائیگا اور کوئی حرف بیجا خلاف تہذیب اوسمین اندراج
نہ پائیگا بشرطیکہ اودھر سے بھی یہ امر ملحوظ خاطر رہے ع لا مذہبونکو دیتے
ہین ہم اشتہار آپ * وہابیون کو کرتے ہین ہم ہوشیار
آپ ہمسے لے سب وشتم اسکا مہذب جواب دین *
ورنہ کرینگے ہم بھی وہی اختیار آپ *
وآخر دعوینا ان الحمد للہ رب
العالمین والصلوۃ علی
٣ [illegible] سنہ [illegible]

[illegible] ظفر مبین [illegible] پر ارزاں دیا

ضمیمۂ الفتح المبین

موسوم بتنبیہ الوہابیین

بعد حمد الٰہی و نعت حضرت رسالت پناہی کے واضح ہو کہ جو حضرات غیر مقلدین مخالفت حدیث و قرآن کا الزام مقلدین کو دیتے ہین اور مجتہدین ائمہ دین پر مسائل فقہیہ مین مطاعن بیجا کرتے ہین سو انکی محض نفسانیت اور منشاء جہالت ہی اسواسطے کہ کوئی مسئلہ فقہ کا قرآن و حدیث کے مخالف نہین اور جو کچھ حضرات مجتہدین نے بیان کیا ہی وہ سب کتاب و سنت کے موافق ہی تعجب ہی کہ یہ لوگ خود اپنے گریبان مین منہ ڈالکر نہین دیکھتے کہ وہ خود کسقدر قرآن و حدیث کے مخالف عمل کرتے ہین اور ناحق عامل بالحدیث ہونیکا دم بھرتے ہین [illegible]

عامل حدیث سکے یہ سب نے ہین برائے نام
عامل حدیث کے ہین بلاشک مقلدین
لا نہ ہو نکو بہرہ نہین عقل و رای سے
داخل یہ آیۂ اُولُوا الالباب مین نہین
اکثر عمل ہی انکا احادیث کے خلاف

اور وہ انکو اہل رای یہ کہتے ہین بدکلام
اور ساتھ عقل و رای کے ہی کرتے ہین کلام
ہین بیوقوف سکے سب اسمین ہو کلام
خارج ذوی العقول سے ہین مثل دد و دام
چند ایک مسائل [illegible]

پہلا مسئلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ مسائل دینیہ مین قیاس کرنا مشروع نہین اور قیاس کو عمل شیطانی جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ یعنی پہلے جسنے قیاس کیا وہ ابلیس ہی جیسا کہ [illegible] و منہج [illegible] فتح مبین مصنفہ بدیع الزمان مین لکھا ہی حالانکہ قیاس ابلیس کا شرع کے مخالف تھا جب [illegible] سے سجدہ نہ کیا تو ملعون ہو گیا بخلاف قیاس فقہاء مجتہدین کے کہ اصول شریعت کے موافق ہوتا ہی اور موجب اجر و ثواب ہی اور شیطان کا قیاس تو باعث لعنت و عتاب ہی ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا غرض قول غیر مقلدین کا مخالف اس حدیث کے ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَہَدَ وَاَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَہَدَ وَاَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ وَّاحِدٌ یعنی عبد اللہ بن عمرو اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاکم جب حکم کرے پس قیاس کرے وہ قیاس اسکا صحیح ہو تو واسطے اسکے دو ثواب ہین اور جب حاکم حکم کرے

پس قیاس کرے اور قیاس اوسکا غلط ہو تو اوسکے واسطے ایک ثواب ہی انتہی اور نیز قیاس کا سنت نبوی ہونا اس صحاح ستہ کی حدیث سے ثابت ہی عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَہٗ اِلَی الْیَمَنِ قَالَ کَیْفَ تَقْضِیْ اِذَا عَرَضَ لَکَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ قَالَ فَبِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ اَجْتَہِدُ بِرَأْیِیْ وَلَا اٰلُوْ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی صَدْرِیْ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ بِمَا یَرْضٰی بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَالدَّارِمِیُّ یعنی معاذ بن جبل صحابی فرماتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو پوچھا مجھسے کس طرح حکم کریگا تو جب تیرے پاس کوئی قضیہ آویگا عرض کیا مین نے حکم کرونگا کتاب اللہ سے فرمایا اگر نپاوے تو کتاب اللہ مین اوسکا فیصلہ یعنی جواب صریح اوسکا عرض کیا مین نے حکم کرونگا سنت رسول اللہ سے فرمایا اگر نپاوی تو جواب صریح اوسکا سنت رسول اللہ مین عرض کیا مین نے اوسوقت اجتہاد کرونگا اپنی رای سے یعنی کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ سے قیاس کرکے مسائل کا استنباط کرونگا اور نہین قصور کرونگا اوسمین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحسین کرکے ہاتھ اپنا میرے سینہ پر ٹھیکا اور فرمایا شکر ہی اللہ کا جسنے توفیق دی رسول اللہ کے قاصد کو اوس امر کی جس سے راضی ہوگیا رسول اللہ کا روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور دارمی نے انتہی پس اس حدیث شریف سے چند امور معلوم ہوئے اول یہ کہ سب قضایا اور مقدمات کا جواب قرآن اور حدیث سے معلوم نہین ہو سکتا یعنی اس طرح کہ ہر عامی اور غیر عامی سمجھ سکے بلکہ بعض احکام ایسے ہین کہ جنکا استنباط کرنا حضرات مجتہدین علما کے ساتھ خاص ہوگیا دوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کرنے کی اجازت دی اون مسائل مین جنکے جواب صریح اونکا قرآن وحدیث سے سوم یہ کہ جب نپایا مجتہدین نے جواب ہزارون مسائل کا قرآن وحدیث سے تو استنباط کیا اونھون نے اون مسائل کے جواب کو قرآن وحدیث واجماع امت وقیاس سے پس یہ سب مسائل احکام شرعیہ مین داخل اور لائق عمل کے ہین یعنی جبتک کہ حکم انکا مخالف ہونا کسی نص صریح غیر موؤل وغیر منسوخ وغیر معارض کے بغلبۂ ظن نہ معلوم ہو جاوے تو وہ سب مسائل معمول بہ ہین اور کتب اصول مین مذکور ہی کہ اجماع امت کا شرعیت قیاس پر منعقد ہوا اور بھی آیۂ کریمہ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْہُمْ ... یَا اُولِی الْاَبْصَارِ کو مفسرین نے

واسطے شرعیت قیاس کے دلائل قاطعہ سے گردانا ہی اور منکر قرآن وحدیث کو کافر کہا ہی اور اسیطرح حال ہی منکر
اجماع اور قیاس کا اور بعض نے کہا کہ منکر اسکا رافضی اور زندیق ہی **دوسرا مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین
کہ ہم سوای قرآن وحدیث کے اجماع کو نہین مانتے سو انھون نے خلاف کیا ہی ان احادیث کا لَا تَجْتَمِعُ
اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اجماع ضلالت اور گمراہی
نہوگا اور فرمایا یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ یعنی اجماع مومنین پر اللہ کا ہاتھ ہی اور فرمایا اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ
فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو تم بڑی جماعت کی یعنی جدھر بہت لوگ ہین اونکی راہ پر چلو سو جو کوئی
اس جماعت اعظم سے الگ ہوا داخل ہوگیا وہ دوزخ مین اور ظاہر ہی کہ جماعت اعظم اور گروہ کثیر مسلمانونکا
مقلدین چار مذہب کے ہین جس مذہب کو چاہو اختیار کر لو کہ حق انھین چار مین منحصر ہی اور جو انسے نکلا وہ
دائرہ اہل سنت وجماعت سے باہر ہی اور بھی سنن دارمی مین حدیث وارد ہی وَلَیْسَ اَحَدٌ یُّفَارِقُ الْجَمَاعَۃَ
شِبْرًا فَیَمُوْتُ اِلَّا مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً یعنی جو کوئی اجماع مومنین سے جدا ہوکر مر گیا تو جاہلیت کی موت
مرا انتہی بلکہ اجماع کی دلیل قرآن سے ثابت ہی چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ
نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا یعنی جو کوئی چلے خلاف راہ جماعت مسلمانونکے
تو ہم اوسکو اوسی راہ ضلالت پر کھینچینگے اور ڈالینگے اوسکو دوزخ مین اور وہ بہت بری جگہ پہونچا یہانتک
موضح القرآن مین مولانا شاہ عبد القادر صاحب نے لطریق فائدہ لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہی مسلمانونکی جماعت پر جسنے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ مین پس جس بات پر امت کا
اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہی اور جو منکر ہوا اسکا وہ دوزخی ہی انتہی غرض حق تعالی نے راہ اجماع
مومنین کے خلاف پر چلنے والے کو عذاب دوزخ کی وعید سنائی اور تمامی مفسرین اور علما اور فقہا اس
آیت کو حجیت اجماع پر سند لاتے ہین اور مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے بھی ایضاح الحق مین اسی آیت
کو دلیل اجماع کی قرار دی ہی و نیز آیۃ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ اور آیت
کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ بھی اجماع کی حجت ہونے پر دلیل واضح ہی پس امور شرعیہ مین اجماع موجب قطعیت یقین ہی
اور منکر اسکی حجیت قطعی کا مثل روافض و معتزلہ کے ہی اور منکر اجماع قطعی کا بالاتفاق کافر ہی اور منکر اجماع ظنی کے کفر مین اختلاف
ہی کذا فی کتب الاصول **تیسرا مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ نماز مین بعد قرات الحمد کے آمین پکار کر کہنی
چاہیے سو انھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسند امام احمد و مسند ابو داؤد

وطیالسی و مسند ابویعلی و ترمذی و تہذیب الآثار و دارقطنی و معجم طبرانی و تحی شرح موطا و مستدرک مین
باسناد صحیح موجود عن وائل بن حجر انه صلی مع النبی صلی الله علیه وسلم فلما بلغ غیر المغضوب
علیهم ولا الضالین قال آمین واخفی بها صوته یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ ساتہ رسول الله
صلی الله علیه وسلم کے نماز پڑھی مین جبکہ آنحضرت صلی الله علیه وسلم ولا الضالین پر پونہچے تو آمین آہستہ
کہی انتہی اور شعبہ نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو صحیح ترمذی مین ہی اور روایت کیا اسکو امام احمد حنبل و ابوداود
وطیالسی و ابویعلی نے اپنی مسانید مین اور طبرانی نے معجم مین اور دارقطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک
مین اور کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح ہی اور اگر تجھے کچہ کلام ہو شعبہ مین کہ ایک راوی ہی اس حدیث کا تو دیکہہ لے
یعنی شرح بخاری اور تقریب ابن حجر کو کہ ان دونون نے شعبہ کو امام المحدثین لکھا ہی چنانچہ وہ حدیث یہ ہی
عن علقمة بن وائل عن ابیه ان النبی صلی الله علیه وسلم قرأ غیر المغضوب علیهم و
لا الضالین فقال آمین وخفض بها صوته یعنی روایت ہی علقمہ بن وائل سے وہ روایت کرتے
ہین اپنے باپ سے تحقیق نبی صلی الله علیه وسلم نے پڑہا غیر المغضوب علیهم ولا الضالین پس کہا آمین اور آہستہ
کہا اسکو اور علامہ ابوالحسن شارح ترمذی کی کتاب فوز الکرام مین ہے وعن شعبة عن سلمة بن
کہیل عن علقمة عن وائل بن حجر قال صلیت خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما
قال ولا الضالین قال آمین وخفض بها صوته یعنی روایت ہی شعبہ سے وہ روایت کرتے ہین سلمہ
بن کہیل سے وہ روایت کرتے ہین علقمہ سے وہ روایت کرتے ہین وائل بن حجر سے کہ فرمایا نماز پڑھی مین نے
پیچھے رسول الله صلی الله علیه وسلم کے پس جبکہ فرمایا آپ نے ولا الضالین تو فرمایا آمین اور پست کیا ساتہ اوسکے
آواز کو یعنی آمین آہستہ کہی اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداود اور دارقطنی اور ابن حبان نے طریق ثوری سے
اور ذکر کیا اس حدیث کو ابویعلی نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے اپنی معجم مین اور حاکم نے اپنی مستدرک مین اور
امام احمد نے اپنی مسند مین اور بعض روایت مین جو بجای خفض بها صوته کے مد بها صوته آیا ہی سو
معنی اسکے محدثین نے اطالہ یعنی دراز کیا کے لکھے ہین اور بعض محدثین نے مد سے مد عارضی جو اول کلمہ مین ہوتا ہی
یا آخر کلمہ مین مراد لیا ہی یعنی یہ مد مقابل حذف کے ہی نہ مقابل خفض کے بہرحال اس سے جہر نہین ثابت ہوتا ہی ورنہ
امام بخاری اس حدیث کو باوجود معلوم ہونے اسکے نہ چھوڑتے اور بالضرور اسکو اپنی صحیح مین درج کرتے اور
اون احادیث سے جو اونکے مفید مطلب نہین تعرض نکرتے یا اسمین کوئی ایسی علت قادحہ تہی جسکے سبب سے

اسکو چھوڑ دیا اور جو بعض روایت مین دَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ وارد ہی اسکو بھی اوسی پر قیاس کرنا چاہیے یا نقل روایت
بالمعنی ہی یعنی بعض راویون نے مد کی تفسیر رفع کے ساتھ کی ہی حال آنکہ مد کے معنی امالت کے ہین یا بعض علمائے
جیساکہ مذکور ہو چکا اور اگر بالفرض معنی رفع کے بھی سہی تو مراد اوس سے اتنا بلند کہنا کہ اول صف یعنی پاس کے
آدمیون نے آمین سُن لی اور یہ منافی اخفا کے نہین اسواسطے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہی کہ نماز سریہ مین بھی
قریب کے مقتدی امام کی قرأت سن لیتے ہین اور موید اسکی حدیث ابوہریرہؓ بھی جو مروی ہی سنن ابوداؤد
مین اور نیز اسپر آثار صحابہ بھی شاہد عادل ہین کہ یہ حضرات اخفاے آمین کرتے تھے چنانچہ تہذیب الآثار مین
طبری روایت کرتے ہین ابوبکر بن عیاش سے وہ ابوسعید سے وہ ابووائل سے کہا اونھون نے کہ نہ تھے عمرؓ اور
علیؓ جہر کرنے والے ساتھ بسم اللہ اور آمین کے **اور** ہمارے حضرات مقلدین حنفیہ کو یہ بھی یاد رہے کہ غیر مقلدین
کو جب کسی حدیث صحیح کے جواب مین کچھ نہین بن پڑتا تو اوس حدیث کی اسناد مین خواہ مخواہ کوئی خدشہ
علت ضعف وغیرہ کا پیدا کرکے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہین سو نظر بران اگر کوئی غیر مقلد صاحب اس
حدیث وائل مذکور کو تضعیف بنا بین باینطور خدشہ کرین کہ اسکی سند مین راوی علقمہ ہی اور اوسنے اپنے والد سے
نہین سنا جیساکہ تقریب مین ہی عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ بِضَمِّ الْمُهْمَلَةِ وَسُكُوْنِ الْجِيْمِ الْحَضْرَمِيُّ الْكُوْفِيُّ
صَدُوْقٌ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ پس سند مذکور مجروح ہوئی اور حدیث بسبب انقطاع کے قابل احتجاج
نہ رہی سو **جواب** اسکا کئی طرح سے ممکن ہی **اول** تو حدیث منقطع بھی ہمارے نزدیک مثل حدیث
مرسل کے حجت ہی بشرطیکہ راوی اوسکے ثقہ اور عادل ہون جیساکہ کہا ہی امام ابن ہمام نے کتاب التحریر کی
فصل کیفیت سند مین اَنَّ الْاِنْقِطَاعَ عِنْدَنَا دَاخِلٌ فِي الْاِرْسَالِ بَعْدَ عَدَالَةِ الرُّوَاةِ اور ظاہر ہی کہ
راوی اس حدیث کے سب ثقہ اور عادل ہین **دوسرا** جواب یہ ہی کہ اگرچہ حافظ ابن حجر تقریب مین عدم
سماع علقمہ کے قائل ہو گئے ہین مگر یہ قول انکا جمہور علما کے خلاف ہی بلکہ خود حسب تحریر حافظ ابن حجر کے اور
مقامات سے تو سماع علقمہ کا ثابت ہوتا ہی پس نفی سماع علقمہ کی تقریب مین محمول ہوگی اونکے عدم اطلاع پر
یا کلام غیر کے نقل کرنے پر اسواسطے کہ اثبات مقدم ہی نفی پر چنانچہ خود حافظ اپنی کتاب تہذیب التہذیب مین
ترجمہ علقمہ مین لکھتے ہین حَكَى الْعَسْكَرِيُّ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ اَنَّهُ قَالَ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ یعنی حکایت
کی عسکری نے ابن معین سے اس بات کی کہ کہا علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے اور بھی انھون نے بلوغ المرام کے
باب صفت الصلوۃ مین نسبت حدیث وائل صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهِ

لکھا ہی رَوَاہُ اَبُو دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ یعنی روایت کیا اس حدیث کو ابوداوٗد نے اسناد صحیح کے ساتھ
پس حکم کرنا حافظ ابن حجر کا ساتھ صحت اسناد اس حدیث کے مستلزم ہی اس بات کو کہ یہ حدیث
متصل ہی مرسل اور منقطع نہین اور واقف سنن ابوداوٗد کو معلوم ہی کہ یہ حدیث ابوداوٗد مین طریق علقمہ
عن ابیہ سے مروی ہی پس اس کلام سے واضح ہوگیا کہ مختار حافظ کا سماع علقمہ ہی ورنہ بموجب تحریر تقریب کے
یہان بھی حکم دیتے اور صحت حدیث علقمہ بن وائل کے قائل نہوتے اور زیادہ توضیح غلط ہونے عبارت
تہذیب کی کتاب القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم مین موجود ہی جسکا جی چاہے دیکھ لے کہ جسکو
فاضل الملمعی جناب مولانا ابوالحسنات **محمد عبد الحی** لکھنوی نے واسطے دفع شکوک و اوہام فاسدہ
فرقہ وہابیہ کے تصنیف فرمایا ہی اور جوابات دندان شکن سے لاندہب کے مطاعن بیجا کو یکقلم اوٹھایا ہی
ہان البتہ علقمہ کے چھوٹے بھائی عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی اور روایت علقمہ کی اپنے باپ سے
تو باجماع محدثین محققین ثابت ہی جیسا کہ امام ترمذی اپنی جامع مین کتاب الحدود کے باب ماجاء فی المرأۃ
مین بعد ذکر حدیث کے جو مروی ہی بطریق علقمہ سے لکھتے ہین عَلْقَمَۃُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ اَبِیْہِ
وَھُوَ اَکْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَّعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْہِ یعنی علقمہ بن وائل بن
حجر نے اپنے باپ سے سنا ہی اور وہ بڑا ہی اپنے بھائی عبد الجبار بن وائل سے اور عبد الجبار بن وائل نے اپنے
باپ سے نہین سنا ہی اور اسی بنا پر صحیح مسلم کے باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین عند ظہور الفتن کے شروع مین
حدیث حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ کی اسناد مین عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ
وارد ہی اور ظاہر ہی کہ امام مسلم اصول مین کوئی حدیث منقطع نہین لاتے ہین پس انکے نزدیک بھی سماع علقمہ کا
اپنے باپ سے ثابت ہی اور یہ حدیث متصل السند ہی اور اسمین لفظ حدثنا بھی الفاظ سماع سے آیا ہی
اور بھی مختار اکابر محدثین کا مثل امام بخاری و سمعانی و ابن عبد البر و جزری و ابو المحاسن شارح
ترمذی و قاسم بن قطلوبغا و ملا علی قاری و شیخ الدہلوی کے سماع علقمہ ہی اپنے والد سے اور یہ حدیث
بھی اخفا کے مؤید ہی عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ سَمُرَۃَ بْنَ جُنْدَبٍ وَّعِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ تَذَاکَرَا فَحَدَّثَ
سَمُرَۃُ بْنُ جُنْدَبٍ اَنَّہٗ حَفِظَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَکْتَتَیْنِ سَکْتَۃً اِذَا کَبَّرَ
وَسَکْتَۃً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَۃِ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَحَفِظَ ذٰلِکَ سَمُرَۃُ وَاَنْکَرَ عَلَیْہِ
عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ فَکَتَبَا فِیْ ذٰلِکَ اِلٰی اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ فَکَانَ فِیْ کِتَابِہٖ اِلَیْہِمَا اَوْ فِیْ رَدِّہٖ اَنَّ سَمُرَۃَ قَدْ

اعلام محققین کا سماع علقمہ پر اپنے باپ سے

ثبوت آمین بالاخفا حدیث سکتے سے

حفظ یعنی روایت ہی حسن سے کہ تحقیق سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین نے تذکرہ کیا آپسمین بیچ
حدیث کی سمرہ بن جندب نے کہ تحقیق مجھے یاد ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سکتے کرنے ایک سکتہ
بعد تکبیر کے یعنی بعد تکبیر تحریمہ کے اور دوسرا سکتہ بعد ولا الضالین کے اور انکار کیا اسکا عمران بن حصین نے
پس لکھا دونون نے خط طرف ابی بن کعب کے یعنی مدینہ مین پس جواب لکھا انھون نے دونونکو کہ تحقیق
سمرہ کا حفظ صحیح ہی اور روایت کیا ترمذی نے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ مجھکو ایک سکتہ یاد ہی سو فیصلہ کیا
اون دونونکا ابی بن کعب نے کہ حفظ سمرہ کا صحیح ہی اور یہ حدیث ابوداؤد کی ہی اور ترمذی اور نسائی مین بھی ہی
کہا طیبی نے باوجودیکہ شافعی المذہب ہی پہلا سکتہ سبحانک اللہم کے واسطے اور دوسرا سکتہ آمین کہنے کو واسطے ہی
کذا فی المرقات اور ترمذی نے یہ بھی روایت کی کہ کہا سعید نے جو ایک راوی ہی حدیث سکتہ کا پوچھا ہمنے
قتادہ سے وہ ایک راوی ہی اس حدیث کا کہ کیا ہین یہ دونون سکتے کہا قتادہ نے پہلا سکتہ جسوقت
داخل ہو تو نماز مین یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد اور دوسرا سکتہ جسوقت کہ فراغت پاوے تو قرات سے پھر کہا
جب پڑھ چکے تو ولا الضالین تو ای بھائی غور کا مقام ہی کہ حدیث سکتہ سے جو روایت صحاح کی ہی
خوب معلوم ہو گیا کہ آمین آہستہ کہنی سنت ہی اسواسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولا الضالین
سکتہ کیا تو آمین آہستہ کہی جیساکہ دلالت کرتی ہی اسپر یہ حدیث شیخین کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ
فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ یعنی جب کہے امام ولا الضالین تو آمین کہو یہ تو نہین فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی
آمین کہو کہ البتہ اوس سے آمین جہر ثابت ہو جاتی وَاِذْ لَیْسَ فَلَیْسَ اور یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم
اور موطای امام مالک کی ہی اور دلالت کرتی ہی اسپر روایت نسائی کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّالِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ
یَقُوْلُوْنَ اٰمِیْنَ وَاِنَّ الْاِمَامَ یَقُوْلُ اٰمِیْنَ یعنی جب امام ولا الضالین کہے تو کہو تم آمین اسواسطے کہ
ملائکہ کہتے ہین آمین اور امام کہتا ہی آمین اگر امام جہر سے کہتا ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیون تعلیم فرماتے
کہ امام بھی کہتا ہی اور سوای اسکے قولوا کے معنی پکار کر کہو تم کے کہان آئے ہین بلکہ یہی کہو تم کے ثابت
ہوتے ہین اور عطا نے کہا کہ آمین دعا ہی کما نقلہ فی البخاری قال عطاء آمین دعاء تو دعا کو آہستہ
کہنا حکم قرآن شریف کا ہی جیساکہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً

یعنی پکارو تم اپنے رب کو زاری سے اور آہستہ اور حضرت زکریا علی نبینا و علیہ السلام نے بھی دعا کی تو آہستہ کی اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا اور فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے اَرْبَعٌ یُخْفِیْہِنَّ الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالثَّنَاءُ وَالتَّسْمِیَۃُ وَالتَّامِیْنُ کَمَا نَقَلَہٗ فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ یعنی چار ذکر امام آہستہ کہے اعوذ اور سبحانک اللھم اور بسم اللہ اور آمین اور اس بحث آمین بالاخفا کو ہمنے صفحہ ۲۴۲ سے صفحہ ۲۶۳ تک خوب تفصیل سے بیان کر دیا ہی پس جبکہ احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ اور آیات قرآن شریف کو بھائی مسلما نوں نے ملاحظہ کیا تو اب اپنے دلو نمین انصاف کریں کہ آمین آہستہ کہنے مین خلوص اور عاجزی زیادہ ہی یا پکار کر کہنے مین افسوس کہ اس زمانہ نے اسکی تصدیق کر دی کہ لڑکونکو اور عوام کو فرائض نماز کی تعلیم نہین ہوتی مگر آمین اور رفع یدین کے تعلیم کا بڑا اہتمام ہوتا ہی ع ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی + کین رہ کہ تو میروی بترکستانست +

چوتھا مسئلہ

غیر مقلدین کہتے ہین کہ رفع یدین کرنا چاہیے حالانکہ اونھوں نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان احادیث صحیحہ کا کہ جنسے رفع نکرنا ثابت ہوتا ہی عَنْ عَلْقَمَۃَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّۃٍ یعنی علقمہ سے روایت ہی کہ فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے کیا نہ پڑھاؤں تمکو نماز مثل نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر پڑھی نماز پس نہ اوٹھائے دونوں ہاتھ اپنے مگر وقت تکبیر اولی کے یہ حدیث صحیح ترمذی کی ہی اور کہا ترمذی نے کہ اسی مضمون کی حدیث براء ابن عازب سے بھی آئی ہی اور یہ حدیث حسن ہی اور تسلیم و قبول کیا ہی اس حدیث کو بہت سے علما اور صحابہ اور تابعین نے اور یہ قول ہی سفیان ثوریؒ اور اہل کوفہ کا یعنی ابو حنیفہؒ اور اونکے اتباع کا تمام ہوا کلام ترمذی کا صحیح ترمذی مین اور ابو داؤد نے تو باب منعقد کیا جدا اسکا نہ اس بات کا کہ رفع یدین نماز مین اول ہی مرتبہ ہی اور روایت کی علقمہ سے یہی حدیث اور روایت کی ابو داؤد نے ابو سفیان اور براء ابن عازب سے اسی اسناد کے ساتھ یہی حدیث عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ اِلٰی قَرِیْبٍ مِّنْ اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ یعنی روایت ہی براء ابن عازب سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ جسوقت شروع کرتے نماز کو اوٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے قریب کانونکے پھر دوبارہ نہ اوٹھاتے ساری نماز مین انتہی جامع الانصاف ہی کہ یہ دونوں محدثین صحاح ستہ کی ہین اور

غیرہ مقلدین عمل بالحدیث کا دعویٰ کرتے ہین وہ وقت رکوع اور قومہ کے رفع یدین کرکے تارک ہوتے
ہین ان دو حدیثون صحاح کے اور اگر اونکو یہ خیال ہو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمرؓ
سے رفع یدین مین کئی طریق سے روایتین آئین سو **جواب** اوسکا یہ ہے کہ وہ منسوخ ہین چنانچہ عینی نے
شرح بخاری مین مرقوم ہے اِنَّہٗ کَانَ فِیْ بَدْءِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ یعنی تھا رفع یدین رکوع وغیرہ کا ابتدا
اسلام مین پھر منسوخ ہوگیا اور دلیل اسکے نسخ پر یہ ہے اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ رَاٰی رَجُلًا یَرْفَعُ یَدَیْہِ
فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَاْسِہٖ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ ھٰذَا شَیْءٌ فَعَلَہٗ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَکَہٗ یعنی تحقیق عبد اللہ بن زبیر نے ایک شخص کو رفع یدین
کرتے دیکھا وقت رکوع اور قومہ کے کہا نکر تو یہ کام اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا
پھر ترک کردیا اسکو **اور** دوسری دلیل نسخ کی یہ ہے کہ جو روایت کی امام طحاوی نے سند صحیح کے ساتھ
حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یُوْنُسَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنِ عَیَّاشٍ عَنْ
حُصَیْنِ بْنِ مُجَاھِدٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَؓ فَلَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَۃِ
الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ کہا طحاوی نے روایت کی مجکو ابو داؤد نے اوسکو احمد بن عبد اللہ بن یونس نے
اوسکو ابو بکر بن عیاش نے اوسکو حصین نے اوسنے روایت کی مجاہد سے کہا مجاہد نے کہ نماز پڑھی مین نے
پیچھے عبد اللہ بن عمرؓ کے سو نہ رفع یدین کیا اونہون نے مگر تکبیر اولی مین نماز کے کہا امام طحاوی نے یہ
وہی ابن عمرؓ ہین کہ کرتے تھے رفع یدین وقت رکوع اور قومہ کے پھر ترک کیا بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے سو ترک کرنا اونکا دلیل نسخ کی ہے انتہی کلام العینی **اور** ظاہر ہے کہ یہ لوگ حدیث کے پلٹنے والے
جو پر تال گئے اور بمقابلہ تحقیق حدیث ان لوگون کے اسوقت کے علما کو کیا نسبت ہے چہ نسبت خاک را
با عالم پاک **اور** بعض لوگ جو دھوکے مین ڈالتے ہین کہ حدیث رفع یدین کے راوی قوی ہین سو یہ
قصہ بھی خاص مکہ معظمہ مین امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہؒ سے دار حناطین مین ہوچکا ہے آخر کار
امام اعظم غالب رہے اور امام اوزاعی چپ ہو رہے جیسا کہ فتح القدیر مین و عقود الجواہر المنیفہ مین
ہے رَوَی الْحَارِثِیُّ فِیْ مُسْنَدِہٖ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ زِیَادٍ الرَّازِیُّ حَدَّثَنَا
سُلَیْمَانُ بْنُ الشَّاذَکُوْنِیِّ سَمِعْتُ سُفْیَانَ بْنَ عُیَیْنَۃَ یَقُوْلُ اجْتَمَعَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَالْاَوْزَاعِیُّ
فِیْ دَارِ الْحَنَّاطِیْنَ بِمَکَّۃَ فَقَالَ الْاَوْزَاعِیُّ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ مَا بَالُکُمْ لَا تَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَکُمْ

في الصلوة عند الركوع وعند الرفع منه فقال ابو حنيفة لاجل انه لم يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه شيء فقال كيف لم يصح وقد حدثني الزهري عن سالم عن ابيه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة وعند الركوع وعند الرفع منه فقال ابو حنيفة حدثنا حماد عن ابراهيم عن علقمة والاسود عن عبد الله بن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لا يرفع يديه الا عند افتتاح الصلوة ولا يعود لشيء من ذلك فقال الاوزاعي احدثك عن الزهري عن سالم عن ابيه وتقول حدثنا حماد عن ابراهيم عن علقمة والاسود عن عبد الله بن مسعود فقال ابو حنيفة كان حماد افقه من الزهري وكان ابراهيم افقه من سالم وعلقمة ليس بدون ابن عمر في الفقه وان كانت لابن عمر صحبة وله فضل صحبة فالاسود له فضل كبير وعبد الله عبد الله فسكت الاوزاعي

یعنی حارثی نے اپنی مسند مین روایت کی کہ کہا حدیث کی ہمکو محمد بن ابراہیم بن زیاد رازی نے اور اوکو حدیث کی سلیمان بن شاذکونی نے کہ سنا مینے سفیان بن عیینہ سے کہ فرماتے تھے کہ ایک روز جمع ہوے امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی مکہ معظمہ مین درمیان دار الحناطین کے سو کہا امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ سے کہ تم لوگ رفع یدین کیون نہین کرتے ہو رکوع اور قومہ مین نماز کے کہا امام ابوحنیفہ نے کہ نہین ہے اس باب مین کوئی حدیث صحیح کہا امام اوزاعی نے کیونکر نہین صحیح ہے کہ حدیث کی مجکو زہری نے اوسکو سالم نے اوسکو اوسکے باپ نے کہا سالم کے باپ نے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے رفع یدین وقت تکبیر اولی کے اور وقت رکوع اور قومہ کے پس کہا امام ابوحنیفہ نے کہ حدیث کی مجکو حماد نے اوسکو ابراہیم نے اوسکو علقمہ اور اسود دونون نے روایت کی عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا اونھون نے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اپنے مگر شروع نماز مین پھر نہ اوٹھاتے ساری نماز مین پھر کہا اوزاعی نے حدیث کی مین نے تمکو زہری سے کہ وہ میرے استاذ ہین اونسے سالم سے اور سالم نے اپنے باپ سے اور تم کہتے ہو حدیث کی مجکو حماد نے اوسکو ابراہیم نے اوسکو اسود اور علقمہ نے ان دونونکو عبد اللہ بن مسعود نے پس کہا امام ابوحنیفہ نے کہ زہری سے حماد زیادہ فقیہ ہین اور ابراہیم بڑے فقیہ ہین سالم سے اور

علقمہ فقاہت مین عبد اللہ بن عمر سے کم نہین اگرچہ ابن عمر صحابی ہین اور واسطے اونکے فضل صحبت ہے
اور اسود کی تو بڑی بزرگی ہے اور عبد اللہ بن مسعود تو عبد اللہ بن مسعود ہین اونکا کیا کہنا پس چپ ہوگئے
امام اوزاعی اسکے جواب مین اور غالب آئے امام ابو حنیفہ حجت مین اور یہ قصہ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی
اپنے رسالہ انصاف مین لکھا ہے اور کفایہ شرح ہدایہ مین بھی اسیطرح مرقوم ہے اور نیز معارض ہے حدیث رفع
یدین کو یہ حدیث مرفوع صحیح الاسناد کہ جسکو امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار مین لکھا ہے
حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا نُعَیْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ
کُلَیْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ یعنی حدیث کی ہمکو ابن ابو داود نے
کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہمکو نعیم بن حماد نے کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہمکو وکیع نے اونھون نے
سفیان سے اونھون نے عاصم بن کلیب سے اونھون نے عبد الرحمن بن اسود سے اونھون نے علقمہ سے
اونھون نے عبد اللہ بن مسعود سے اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپ اوٹھاتے تھے دونون
ہاتھونکو پہلی تکبیر مین پھر نہین اوٹھاتے تھے ساری نماز مین انتہی بعد اسکے کہا وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی قَالَ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ فَذَکَرَ مِثْلَہٗ بِاِسْنَادِہٖ اور یہ حدیث بھی
معارض ہے وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ
اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَہُمْ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ یعنی کہا عبد اللہ بن مسعود نے
کہ نماز پڑھی مین نے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر کے سو اونھون نے رفع یدین نہین کیا
مگر وقت شروع کرنے نماز کے روایت کیا اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین جو استاد ہین
بخاری اور مسلم کے کما نقلہ صاحب فتح القدیر اور دارقطنی مین یہ حدیث باین اسناد ہے
وَحَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ سَعِیْدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ الْحَنَّاطُ وَعَبْدُ الْوَہَّابِ بْنُ عِیْسٰی بْنِ
اَبِیْ حَیَّۃَ قَالَا نَا اِسْحٰقُ بْنُ اَبِیْ اِسْرَائِیْلَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ
عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمْ یَرْفَعُوْا
اَیْدِیَہُمْ اِلَّا عِنْدَ تَکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ اور بھی رفع یدین کو حدیث مسلم
ہے وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمِنْ

رَافِعُوْا اَیْدِیْنَا فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ مَالِیْ اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّھَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ یعنی جابر بن سمرہ سے روایت ہی نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہر در انحالیکہ اوٹھانیوالے تھے ہم ہاتھونکو نماز مین فرمایا کیا ہی مجکو کہ دیکھتا ہون مین تمکو کہ اپنے ہاتھونکو اسطرح اوٹھاتے ہو تم نماز مین جیسے دمین سرکش گھوڑونکی ہلتی ہین سکون کرو یعنی ہاتہ نہ اوٹھاؤ نماز مین روایت کیا اسکو مسلم نے اپنی صحیح مین او ابو داؤد اور نسائی نے اپنی سنن مین اور ابی بکر بن ابی شیبہ استاد بخاری و مسلم نے اپنی مصنف مین او محمول کرنا اس حدیث کا رفع یدین وقت سلام پر تخصیص بلا مخصص ہی مقام غور ہی کہ اس صحاح ستہ کی حدیث پر غیر مقلدین کا عمل نہو اور پھر دعوا یہ کہ ہم عامل بالحدیث ہین واہ واہ سبحان اللہ اور بھی روایت کی طحاوی اور بیہقی نے حسن بن عیاش سے ساتہ سند صحیح کے عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ یعنی اسود سے روایت ہی کہ فرمایا دیکھا مین نے عمر بن خطاب کو کہ اوٹھائے دونون ہاتہ اپنے اول تکبیر مین پھر نہ اوٹھائے ساری نماز مین نقل کیا اسکو صاحب فتح القدیر نے اور بھی روایت کی عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے کہ کہا اونکے باپنے کہ علی مرتضیٰ نکرتے تھے رفع یدین مگر تکبیر اولی مین پھر نکرتے تھے رفع یدین یعنی باقی نماز مین روایت کیا اسکو امام طحاوی نے اور کہا نہین جائز ہی یہ بات کہ علی مرتضیٰ خلاف کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مگر بعد جاننے نسخ کے کما نقلہ العینی فی شرح الہدایۃ اور بھی امام محمد روایت کرتے ہین ساتہ سند صحیح کے عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عَلِیًّا کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ یعنی عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کی ہی کہ حضرت علی وقت شروع نماز کے رفع یدین کرتے تھے پھر باقی نماز مین اعادہ اسکا نہین کرتے تھے وَقَالَ الزَّیْلَعِیُّ رُوِیَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ خَدَمْتُ ابْنَ عُمَرَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا رَاَیْتُہٗ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ صَلٰوۃٍ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی یعنی امام زیلعی فرماتے ہین کہ مجاہد سے مروی ہی کہ کہا اونھون نے خدمت کی مین نے ابن عمر کی دس برس سو نہین دیکھا مین نے اونکو رفع یدین کرتے ہوئے نماز مین سوائے تکبیر تحریمہ کے وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ الْعَشَرَۃَ الْمُبَشَّرَۃَ مَا کَانُوْا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ اِلَّا فِی افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ ذَکَرَہٗ فِی النِّہَایَۃِ وَالْکِفَایَۃِ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ عشرہ مبشرہ رفع یدین نہین کرتے تھے مگر شروع مین نماز کے اور

عینی نسخ

نورالانوار مین ہی وَقَدْ صَحَّ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ عَشَرَ سِنِيْنَ فَلَمْ اَرَهٗ
يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ تَكْبِيْرَةِ الْاِفْتِتَاحِ فَتَرْكُ الْعَمَلِ بِهٖ دَلِيْلٌ عَلٰى انْتِسَاخِهٖ يعنی روایت
صحیح مجاہد سے یہ ہی کہ فرمایا انھون نے کہ صحبت مین رہا مین ابن عمر رضہ کے دس برس تک سو نہین
دیکھا مین نے اونکو رفع یدین کرتے ہوے سوای تکبیر تحریمہ کے پس چھوڑ دینا عمل رفع یدین کو دلیل
ہی اوسکے منسوخ ہونے پر وَفِي النِّهَايَةِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّيْ فِي
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنْهُ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ
اَنَّهٗ شَيْءٌ قَدْ تَرَكَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا فَعَلَهٗ یعنی نہایہ مین روایت
عبداللہ بن زبیر مرقوم ہی کہ دیکھا اونھون نے ایک آدمی کو مسجد حرام مین نماز پڑھتے ہوے اور وہ رفع یدین
کرتا تھا وقت رکوع اور قومہ کے پس منع کیا اونھون نے رفع یدین کو کہ وہ ایک فعل تھا کہ جسکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کرنے کے چھوڑ دیا وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُرْفَعُ الْاَيْدِيْ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَفِي
الْعِيْدَيْنِ وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَعِنْدَ عَرَفَاتٍ وَعِنْدَ جَمْعٍ وَ
عِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ یعنی روایت ہی عبداللہ بن عباس رض سے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اوٹھائے جاوین ہاتہ کسی شی مین مگر سات جگہ اول تکبیر تحریمہ مین دوم نماز
عیدین کی تکبیرون مین سوم وقت بوسہ دینے حجر اسود کے چہارم صفا مروہ پنجم عرفات مین ششم
مزدلفہ مین ہفتم وقت کنکریان مارنے کے شیطان کو منا مین روایت کیا اسکو بیہقی نے اور
صاحب ہدایہ نے بھی مگر باختلاف الفاظ اور کفایہ شرح ہدایہ مین دربارۂ ترجیح حدیث عدم رفع یدین
کے لکھا ہی وَلِاَنَّهٗ لَمَّا تَعَارَضَتْ رِوَايَتَا فِعْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَبَ الْمَصِيْرُ اِلٰى قَوْلِهٖ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ الْحَدِيْثُ الْمَشْهُوْرُ لَا يُرْفَعُ الْاَيْدِيْ اِلَّا فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ عِنْدَ
افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَقُنُوْتِ الْوِتْرِ وَتَكْبِيْرِ الْعِيْدَيْنِ وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَعِنْدَ
الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَعِنْدَ الْمَوْقِفَيْنِ وَعِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ اَيِ الْاُوْلٰى وَالْوُسْطٰى وَالَّذِيْ
يُرْوٰى مِنَ الرَّفْعِ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْاِبْتِدَاءِ كَذَا نُقِلَ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ یعنی جب دو حدیثین متعارض
ہوئین تو ضرور ہوا رجوع کرنا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ وہ حدیث مشہور ہی

لا یرفع الا یدیہ الخ اور حدیث رفع یدین کی ابتدا پر محمول ہوگی یعنی یہ خبر اوس فعل کی جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اوائل مین کرتے تھے اخیر کو آپ نے چھوڑ دیا کالاعتبار بالمتواتر لیکن جب ان
احادیث صحاح ستہ وغیرہ اور آثار صحابہ سے حدیث رفع یدین کی منسوخ ہونے مین کچھ شک و شبہہ نرہا تو عمل
مقلدین حنفیہ کا موافق حدیث کے ہوا اور اگر غیر مقلدین کو صرف اس بات کا غصہ اور تعصب ہی کہ یہ
مذہب فقط امام اعظم کا ہی سو یہ بات محض غلط ہی اسواسطے کہ کہا ترمذی نے یہ مذہب ہی بہت سے
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تابعین کا اور علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین لکھتے
ہین کہ یہ مذہب ہی امام ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب او سفیان ثوری کا اور ابراہیم نخعی کا اور ابن ابی لیلی کا
اور علقمہ اور اسود کا اور عامر شعبی کا اور ابو اسحق سبیعی کا اور خیثمہ اور مغیرہ کا اور وکیع اور عاصم
ابن کلیب کا اور مشہور مذہب امام مالک کا اور اونکے اصحاب کا انتہی کلام العینی **پانچوان مسألہ**
غیر مقلدین نماز مین سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو واجب جانتے ہین سو انھو
نے خلاف کیا ہی اس آیت قرآنی کا اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ
تُرْحَمُوْنَ ۔ یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو تم اور چپ رہو تم شاید تم لوگ رحم کیے جاو انتہی
یہ آیت منع کرتی ہی مقتدی کے سورہ فاتحہ پڑھنے کو امام کے پیچھے اسواسطے کہ اسمین دو چیزونکی غرض
ہی ایک سننا دوسرے چپ رہنا پس دونوپر عمل کیا جاویگا اور سننا خاص ہی جہری نماز کے ساتھ اور
چپ رہنا خاص نہین پس مطلق باقی رہیگا پس واجب ہوگا چپ رہنا عموماً قرارت کے وقت یعنی
جہری نماز مین سننا اور چپ رہنا دونوپر عمل ہو سکتا ہی اور سری نماز مین چونکہ سننا غیر ممکن ہی تو
حق تعالی کے اوس دوسرے حکم پر یعنی چپ رہنے پر عمل ہوگا ہر نوع مقتدی کو ہر نماز مین چپ رہنا
چاہیے کیونکہ اللہ پاک فرما چکا کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو تم لوگ چپ ہو اور چونکہ امام سری اور
جہری دونون مین قرارت قرآن کرتا ہی تو لامحالہ مقتدیونکو دونون حالتون مین چپ رہنا پڑیگا کما
قَالَ الْعَلَّامَۃُ ابْنُ الْھُمَامِ فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ فَاِنَّ الْمَطْلُوْبَ مِنْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ اَمْرَانِ الْاِسْتِمَاعُ
وَالْاِنْصَاتُ فَیُعْمَلُ بِکُلٍّ مِّنْھُمَا وَالْاَوَّلُ یَخُصُّ بِالْجَھْرِیَّۃِ وَالثَّانِیْ لَا فَیَجْرِیْ عَلٰی اِطْلَاقِہٖ
فَیَجِبُ السُّکُوْتُ عِنْدَ الْقِرَاءَۃِ مُطْلَقًا اور یہ آیت دربارہ قرارت نماز کے نازل ہوئی ہے یہی
قول مستند اور قابل اعتبار کے ہی چنانچہ تفسیر عماد ابن کثیر مین مرقوم ہی قال علی بن طلحۃ عن

بیان قرأت خلف الامام

ابنِ عباسؓ مین قولہٗ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ یعنی فِی الصَّلٰوۃِ الْمَفْرُوْضَۃِ اور امام بغوی صاحب
تفسیر معالم التنزیل نے تو قول فیصل کر دیا یعنی اس آیت کی شروع تفسیر مین لکھا ہی ذَھَبَ جَمَاعَۃٌ اِلٰی اَنَّھَا
فِی الْقِرَاءَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی ایک جماعت کے رای یہ ہی کہ یہ آیت دربارہ قرارت نماز کے ہی اور بعد اسکے
مخالفین کو لکھکے اخیر مین یہ فیصلہ کر دیا وَالْاَوَّلُ اَوْلٰی وَھُوَ اَنَّھَا فِی الْقِرَاءَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ اور زرقانی
شرح موطا مین قاضی ابن عبد البر نے لکھا ہی اَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّہٗ لَمْ یُرِدْ بِہٖ کُلَّ مَوْضِعٍ یُسْتَمَعُ فِیْہِ
الْقُرْاٰنُ وَاِنَّمَا اَرَادَ الصَّلٰوۃَ وَیَشْھَدُ لَہٗ قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْاِمَامِ وَاِذَا قَرَأَ
فَاَنْصِتُوْا صَحَّحَہٗ ابْنُ حَنْبَلٍ فَاَیْنَ الْمَذْھَبُ عَنِ السُّنَّۃِ وَظَاھِرِ الْقُرْاٰنِ یعنی سب کا اتفاق ہی
کہ اس آیت سے ہر جگہ مراد نہین ہی کہ جہان کہین قرآن پڑھا جاوے بلکہ نماز اوس سے مراد ہی اور اسپر
حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امام کی شان مین گواہ ہی کہ جب امام قرآن پڑھے تو تم لوگ چپ رہو
امام احمد حنبل نے اس حدیث کو صحیح کہا پس حدیث اور ظاہر قرآن سے کہان جگہ جانے کی ہی پس ان روایات
سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مقتدی امام کے پیچھے قرارت کیا کرتے تھے سو اوسکی ممانعت مین یہ آیت اُتری
یہان مؤلف صاحب نے حسب عادت قدیمہ اپنی ایسی بددیانتی اور خیانت کی ہی کہ خائنون کے بھی کان کاٹے
ہین چنانچہ اس شخص نے بلاغ المبین کے صفحہ ۶۰ امین تفسیر معالم سے اور اور اقوال نقل کیے مگر اس قول
صحیح کو کہ (یہ آیت دربارۂ قرارت نماز نازل ہوئی ہی) اول سے اوڑا دیا اور بیچ کا فقرہ بھی کہ (قول
اول اولی ہی) قلم انداز کر دیا اور ترجمہ بھی ندارد اور ادہر اودہر کی عبارت اپنے مطلب کے موافق کاٹ
کے لکھدی یہ کیا بلکہ اس فرقۂ لامذہب کی ایسی ہی تصرفات اور خیانت کے معاملات ہین بیچارے
عوام مقلدین جو انکے مکائد سے ناواقف ہین انکے دام فریب مین آجاتے ہین اور اپنی سادگی سے دہوکا
کہا جاتے ہین اور بعضے یہ کہتے ہین کہ یہ آیت زور سے قرارت کرنے اور نماز مین باتین کرنے کی
ممانعت مین نازل ہوئی ہی سو ہم پوچھتے ہین کہ اسمین چلا کے نہ پڑھنے اور باتین نکرنے کا کہان حکم ہی
بلکہ حکم اسمین قرآن سننے اور چپ رہنے کا ہی یعنی سننا تو نماز جہری کے ساتھ خاص ہی اور چپ رہنا نماز
سری و جہری مین عام ہی یہ کلام الٰہی ہی اسکا ایک ایک نقطہ بھی حکمت اور فوائد سے بھرا ہوا ہی زائد اور
بیکار نہین اور ہر لفظ سے نیا فائدہ اور حکم جداگانہ نکلتا ہی اس مقام مین مؤلف صاحب بلاغ المبین کے
صفحہ (۱۰۰) مین اسکا کیا جواب معقول دیتے ہین کہ تفسیر رحمانی مین اس آیت کی تفسیر یون لکھی ہی

چپکے رہو سوای قرآن کے یہانسے دانشمندی مؤلف صاحب کی معلوم ہو گئی کہ باوجود اس بات کے کہ قول معتبر و مستند معالم التنزیل و درّ منثور و تفسیر عماد وغیرہ سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ یہ آیت در بارۂ قرات نماز کے اوتری اور لوگ امام کے پیچھے قرارت کرنے سے روکے گئے پھر بحضرت تفسیر رحمانی سے کہ ایک غیر مشہور تفسیر ہی نقل کرتے ہین کہ قرآن کی ممانعت نہین واہ ری جرات کہ قرآن پر بھی بے ٹھکا حاشیہ چڑھانے لگے اور بے پر کی اوڑانے لگے اور دعوا یہ کہ ہم توفقط قرآن و حدیث مانتے ہین دوسرونکے قول سے ہمکو کچھ غرض نہین چنانچہ اسی بنا پر مؤلف صاحب نے بلاغ المبین کے صفحہ ۱۶۲ مین لکھا ہی کہ قول صحابی کا حجت نہین ہی بھائیو انصاف کا مقام ہی کہ قول صحابہ تو حجت نہو اور تفسیر رحمانی کا قول جو عموم آیت کے خلاف اور دوسری تفاسیر معتبرہ کے بھی خلاف اور شان نزول کے بھی خلاف ہی وہ قابل تسلیم ہو اور جواب آیت کا اوس سے دیا جاوے نعوذ باللہ الکریم من ہذا الشر العظیم و الجہل الجسیم اور جو آیۂ فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سے (یعنی پڑھو تم قرآن سے اوسقدر جو آسان ہو) ثابت ہوتا ہی کہ مقتدی بھی امام کے پیچھے کچھ قرارت کرے سو یہ منشا غلط فہمی کا ہی اسواسطے کہ جب ہمکو احادیث صحیحہ سے معلوم ہوگیا کہ قرارت امام کی بعینہ مقتدی کی قرارت ہی تو پھر قرارت کرنیکی مقتدی کی کیا حاجت رہی چنانچہ ابن ماجہ مین حدیث صحیح وارد ہی عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ یعنی حضرت جابر سے مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنا امام کا مقتدی کا پڑھنا ہی پس مقتدی بحکم آیت وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کے چپ بھی ہی اور آیت فَاقْرَؤُا کی تعمیل بھی اوس طریق پر کر رہا ہی جیسا کہ ثابت ہوا حدیث صحیح سے پس اس صورت مین دونون آیتون کا تعارض بھی جاتا رہا اور ہر ایک اپنے اپنے حکم پر باقی رہی اور یہ قاعدہ مسلّمہ ہی کہ جب دو باتونمین تعارض واقع ہو تو تا بامکان جمع کرینگے نہ یہ کہ دونونکو ساقط کردین اور علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری مین کہا کہ روایت کیا حدیث مَنْ كَانَ کو ایک جماعت صحابہ نے کہ اونمین سے جابر بن عبد اللہ و ابن عمرؓ و ابو سعید خدریؓ و ابو ہریرہؓ و ابن عباسؓ و انس بن مالکؓ ہین اور منع کیا ہی امام کے پیچھے قرارت کرنے سے اسی صحابہ نے کہ اونمین سے حضرت علیؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہین پس اتفاق کرنا ایسے ایسے صحابۂ جلیل القدر کا بمنزلہ اجماع کے ہوگیا اسی کثرت کے اعتبار سے صاحب ہدایہ نے کہا کہ اسپر اجماع ہی کہ مقتدی کچھ نہ پڑھے امام کے پیچھے اور عبد اللہ بن زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ دس صحابہ نبی صلی اللہ

وسلم کے شدت سے منع کرتے تھے امام کے پیچھے قرارت کرنے کو وہ ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و عثمان بن عفانؓ
و علی بن ابی طالبؓ و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاصؓ و عبداللہ بن مسعودؓ و زید بن ثابتؓ و عبداللہ بن
عمرؓ و عبداللہ بن عباسؓ ہین انتہی کلام العینی اور اگر کوئی موافق قول واحدی کے کہے کہ وقت سکتہ کرنے
امام کے مقتدی قرارت کریگا تو آیت اذا قرئ القرآن کی مخالفت لازم آئیگی سو خود امام فخرالدین رازی نے
تفسیر مین جواب اسکا لکھدیا ہی وَلِقَائِلٍ اَنْ يَقُوْلَ سُكُوْتُ الْاِمَامِ اِمَّا اَنْ تَقُوْلَ اِنَّهُ مِنَ الْوَاجِبَاتِ اَوْ
لَيْسَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ وَالْاَوَّلُ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ وَالثَّانِيْ يَقْتَضِيْ اَنْ يَجُوْزَ لَهُ اَنْ لَا يَسْكُتَ فَتَقْدِيْرُ
اَنْ لَا يَسْكُتَ يَلْزَمُ اَنْ تَحْصُلَ قِرَاءَةُ الْمَامُوْمِ مَعَ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ وَتِلْكَ تُفْضِيْ اِلٰى تَرْكِ الْاِسْتِمَاعِ وَاِلٰى
تَرْكِ السُّكُوْتِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ وَذٰلِكَ عَلٰى خِلَافِ النَّصِّ یعنی جواب دینے والا اس اعتراض کا کہسکتا ہی
کہ سکتہ امام کا دو حال سے خالی نہین واجب ہی یا غیر واجب اگر واجب ہوتا تو بالاجماع ہو نہین سکتا کہ باطل ہی اور
نہ واجب ہونا اس بات کو چاہتا ہی کہ نہ سکتہ کرنا امام کو جائز ہو پس اسصورت مین کہ امام نہ سکتہ کرے مقتدی کا
امام کے ساتھ قرارت کرنا لازم آتا ہی اور یہ پہونچاتا ہی طرف چھوڑ دینے استماع اور سکوت کے وقت قرارت امام کے
اور یہ خلاف ہی نص قرآنی کے پھر اسکے اخیر مین امام رازی لکھتے ہین فَثَبَتَ اَنَّ هٰذَا السُّؤَالَ الَّذِيْ اَوْرَدَهُ
الْوَاحِدِيُّ غَيْرُ جَائِزٍ یعنی پس ثابت ہوگیا اس تقریر سے کہ اعتراض واحدی کا نادرست ہی اور نیز غیر مقلدون نے
قرارت خلف الامام مین خلاف کیا ہی ان احادیث صحاح کا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَاَ مَعِيَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ اَقُوْلُ مَالِيْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوةِ بِالْقِرَاءَةِ
حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز پڑھکر پھرے کہ جسمین آپ نے جہر سے قرارت کی تھی فرمایا آپ نے کہ کیا ابھی کسی نے تم مین سے
میرے ساتھ قرارت کی تھی سو ایک شخص نے عرض کیا ہان یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ مین کہتا ہون کیون مجھسے جھگڑا
کیا جاتا ہی قرآن مین راوی کہتا ہی کہ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو لوگ باز آئے قرارت کرنے سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جہری مین یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرارت کرنا مقتدیون کا
ناگوار گذرا تو صحابہ نے قرارت کرنا بالکل چھوڑ دیا شیخ ابن تیمیہ سے منقول ہی کہ یہ مذہب ہی امام ابوحنیفہ و امام احمدؒ

وامام مالک و تمامی سلف وخلف کا اور ایک روایت ہی امام شافعیؒ سے بھی روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے
اور ابوداؤد نے بھی یہ روایت ابوہریرہؓ کی کئی سندون سے نقل کی ہی اور قول زہری کا بھی اوسمین لکھا ہی کہ
باز رہے لوگ قرارت سے نماز جہری مین اور بھی امام مالک نے موطا مین ساتھ اسی قول کے نقل کیا ہی کہ چھوڑ دیا
لوگون نے قرارت کرنا اوسدن سے اس مقام پر اگر کوئی منکرین مین سے کہے فانتهى الناس الخ یہ قول زہری کا
ہی مرفوع نہو ایس حدیث قابل حجت نہین سو جواب سکا یہ ہی کہ ہمارا استدلال تو قول زہری کے ساتھ نہین ہی بلکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتھ ہی اور نیز ابن ماجہ و نسائی نے اس بات کا باب منعقد کیا ہی کہ مقتدی
کچھ نہ پڑھے اور اسکے اثبات مین یہ حدیثین لائے ہین عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا یعنی روایت ہی ابی موسی اشعری سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امام پڑھے تو تم چپ رہو وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا یعنی کہا ابوہریرہؓ نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اسیواسطے مقرر کیا گیا ہی کہ پیروی کرو تم اوسکی جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور
جب وہ قرآن پڑھے تو چپکے سنو تم نقل کیا اس حدیث کو نسائی نے ساتھ دو سندو کے اس مقام پر مولف صاحب کا کذب
صریح اور دروغ بیفروغ سننا چاہیے اور ایسے شخص کذاب پر نفرین کرنا چاہیے چنانچہ اسنے بلاغ المبین کے
صفحہ ۶۳ مین حدیث وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا کو ابوداؤد سے نقل کرکے لکھا ہی کہ یہ فقرہ ابوخالد کا وہم ہی اور
ابوخالد مولای جعدہ بیٹا ہبیرہ مخدومی کا مجہول ہی تیسرے طبقے سے اور تقریب کا حوالہ دیا ہی واہ ری جرأت
کہ ایسے جھوٹ سے جھوٹے بھی شرما جائین اور خاص منشا اس دروغگوئی کا یہی ہی کہ جب انھون نے دیکھا کہ یعنی
اس حدیث کے صاف صاف حنفیونکے مدعا پر دلالت کرتے ہین اور کوئی جواب سکا بن نہین پڑتا تو اس شخص نے
واسطے ضعیف اور مخدوش کرنے حدیث کے فریب ہی سے ایک اور ابوخالد کو یہان ظاہر کیا حالانکہ جو راوی
اس حدیث مین ہی وہ ابوخالد احمر ہی کہ نام اوسکا سلیمان بن حبان ہی یہ وہ شخص ہی کہ جس سے بخاری اور
مسلم سند لیتے ہین چنانچہ حافظ منذری نے اپنی مختصر مین بجواب ابوداؤد لکھا ہی وَھٰذَا فِیْہِ نَظَرٌ فَاِنَّ
اَبَا خَالِدِ الْاَحْمَرَ ھٰذَا ھُوَ سُلَیْمَانُ بْنُ حَیَّانَ وَھُوَ مِنَ الثِّقَاتِ الَّذِیْ احْتَجَّ بِھِمُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ
وَمَعَ ھٰذَا لَمْ یَنْفَرِدْ بِھٰذِہِ الزِّیَادَۃِ بَلْ تَابَعَہٗ عَلَیْھَا اَبُوْ سَعِیْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِیْدِ الْاَنْصَارِیُّ یعنی
ابوداؤد کے قول مین بحث ہی کیونکہ ابوخالد احمر یہ وہی سلیمان بن حبان ہی اور وہ ایسا ثقہ ہی کہ بخاری و

دروغ گوئی مولف ظفر المبین کی

۲

بیانیہ حنفی صحیح ۱۲

مسلم نے اوس سے استدلال کیا ہی اور پھر وہ اس فقرے کے بڑھانے مین اکیلا بھی نہین ہی بلکہ ابوسعید محمد بن سعد
انصاری نے اوسکی متابعت کی ہی اور علامۂ ماردینی نے جوہر النقی مین ابو خالد الاحمر کو ثقہ اور مستند ثابت کر کے
لکھا ہی وَبِهٰذَا يَظْهَرُ اَنَّ الْوَهْمَ لَيْسَ مِنْ اَبِيْ خَالِدٍ كَمَا زَعَمَ اَبُوْ دَاوُدَ یعنی اس عبارت سے ظاہر ہو گیا
کہ وہم ابو خالد سے نہین ہی جیسا کہ ابو داؤد کو شبہہ ہوا اور موطا مین امام مالک نے ایک باب منعقد کیا اور فرمایا
بَابُ مَا يَجِبُ اتِّبَاعُ الْاِمَامِ فِيْ جَمِيْعِ الْحَالَاتِ اب اس سے بھی صاف واضح ہو گیا کہ اگر مقتدی آمین
جہر کرے اور امام سر تو یہ بھی متابعت کے خلاف ہی پس مقتدی کو کسی نماز مین خواہ وہ سری ہو خواہ جہری
امام کے پیچھے کچھ نہین پڑھنا چاہیے اور چپ رہنا چاہیے پس اس حدیث سے آیۂ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ کے
مطلب کی خوب ہی توضیح ہو جاتی ہی جیسا کہ علامۂ زرقانی کا قول شرح موطا سے اوپر منقول ہو چکا اور
موطا امام محمد مین ہی اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْحَسَنِ مُوْسٰى بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ
لَهٗ قِرَاءَةٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت مقتدی
کی قراءت ہی اور نسائی نے نماز سری یعنی نماز ظہر و عصر مین بھی منع قرارت مین باب منعقد کیا ہی اور یہ حدیث لکھی ہی
عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَرَاَ رَجُلٌ
خَلْفَهٗ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ مَنْ قَرَاَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قَالَ رَجُلٌ اَنَا
قَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ قَدْ خَالَجَنِيْهَا یعنی روایت ہی عمران بن حصین سے کہا اونھون نے کہ
نماز پڑھائی ظہر کی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس پڑھی ایک شخص نے پیچھے آپکے سورۂ سبح اسم ربک
الاعلی پس جب آپ نماز پڑھ چکے تو پوچھا کہ کسنے پڑھی سورۂ سبح اسم ربک الاعلی اوس شخص نے کہا کہ مین نے
فرمایا آپنے تحقیق کہ جانا مین نے کہ بعض تمہارا خلجان مین ڈالتا ہی مجکو اور یہ حدیث صحیح مسلم مین بھی ہی
اور بھی نسائی نے اسکو دوسرے طریق سے روایت کیا کہ اوسمین لفظ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ کا ہی اور جو

ف
جوابات احادیث وجوب قراءت خلف الامام کے
جواب اول،

حدیثین دربارۂ وجوب قرارت خلف الامام کے غیر مقلدین پیش کرتے ہین جیسے لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ
بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اور لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ یعنی جسنے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی نماز اوسکی نہین
ہوتی سو جواب اوسکا بچند وجوہ ہی اول تو یہ نفی نفی ذات نہین بلکہ نفی کمال کی ہی جیسا کہ کہا علامۂ عینی نے
کہ کمال نماز کا سورۂ فاتحہ کے ساتھ ہی نہ یہ کہ عدم جواز نماز کا جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لَا صَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ یعنی ہمسایہ مسجد کی نماز کامل نہین ہوتی ہی مگر مسجد مین وَلَا اِیْمَانَ
لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ یعنی نہین ہی ایمان کامل اوسکا کہ جسکو امانت داری نہین اگر اسکے ظاہر معنی لیے جاوین
کہ ہمسایہ مسجد کی نماز گھر مین جائز نہوگی اور خیانت کرنے والا بے ایمان کافر ہی سو یہ خلاف جمہور علما کے
ہوگا اسکا کوئی قائل نہین یہ دو حدیثین صرف تمثیلاً لکھی گئین ورنہ اس قسم کی دو سو باسی حدیثین جامع صغیر
جلال الدین سیوطی مین مرقوم ہین کہ جنکی ابتدا مین لفظ لا کا ہی غور کرنا چاہیے کہ کن کن مین نفی ذات کی اور
کن کن مین نفی صفت کمال کی ہی اور یہان تو ان حدیثونکی نفی کمال کے لیے یہ حدیث خداج کی مؤید ہی مَنْ
صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ یعنی جسنے بغیر سورت فاتحہ کے نماز پڑھی سو وہ ناقص ہی
کامل نہوگی پس نہوئین یہ حدیثین حجت قرارت فاتحہ کے واجب ہونے مین دوم یہ کہ ان حدیثونکو عموم آیہ
فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کا معارض ہی یعنی پڑھو تم قرآن مین سے جو آسان ہو پس خصوصیت سورہ
فاتحہ کی جاتی رہی اور وجوب اوسکا ثابت نہوا سوم یہ کہ ان حدیثونسے مدعا غیر مقلدونکا ثابت نہین ہوتا
کیونکہ یہ تو ہم بھی کہتے ہین کہ قرارت فاتحہ ہر شخص کو چاہیے مگر ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث صحیح اللہ کر
مین بتا دیا کہ جو شخص مقتدی ہو قرارت اوسکی یہ ہی کہ امام قرارت کر رہا ہی پس مقتدی بھی قرارت کرتا ہی اگرچہ قرارت
اسکی حکماً سہی مگر ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یونہی ہوا ہی کہ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ
قِرَاءَةٌ پس کافی ہوگیا امام کا سورہ فاتحہ پڑھنا واسطے مقتدی کے اب اگر مقتدی خود بھی پڑھیگا تو تکرار قرارت
لازم آئیگی حالانکہ یہ غیر مشروع ہی اور منافی ہی حکم آیہ کریمہ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ کے جیسا کہ ہم اوپر مفصل لکھ چکے
ہین چہارم یہ کہ حکم ان احادیث کا واسطے مقتدی کے نہین بلکہ واسطے منفرد کے ہی چنانچہ جابر بن عبد اللہ
صحابی و امام احمد بن حنبل و دیگر علماء محققین نے بھی یہی سمجھا ہی ترمذی شریف مین لکھا ہی وَاَمَّا اَحْمَدُ بْنُ
حَنْبَلٍ فَقَالَ مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
اِذَا كَانَ وَحْدَهٗ وَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَيْثُ قَالَ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا
بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ وَرَاءَ الْاِمَامِ قَالَ اَحْمَدُ فَهٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ
الْكِتَابِ اَنَّ هٰذَا اِذَا كَانَ وَحْدَهٗ یعنی لیکن امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ معنی اس قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ کے یہ ہین کہ جب کوئی آدمی اکیلا نماز پڑھے یعنی مقتدی

جواب دوم

جواب سوم

جواب چہارم

خود قراءت کرنا ضرور نہین اور استدلال کیا حدیث جابرؓ سے کہ کہا اونھون نے کہ جو شخص کوئی رکعت بغیر
الحمد کے پڑھے تو نماز نہو گی مگر جبکہ وہ امام کے پیچھے ہو کہا امام احمد بن حنبل نے کہ جابر بن عبد اللہ ایک
صحابی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انھون نے مطلب نکالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ کا کہ یہ جب ہی کہ پڑھنیوالا تنہا ہو انتہی اور حضرت عبد اللہ
ابن عمرؓ سے جو بڑے صحابی اور نہایت متبع سنت نبوی تھے جب سوال ہوا کہ قراءت خلف الامام مین آپ
کیا فرماتے ہین تو آپنے جواب دیا تَکْفِیْکَ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ یعنی تجکو امام کی قراءت کافی ہی اور حضرت
عبد اللہ بن مسعود نے بھی جواب مین یہی فرمایا سَیَکْفِیْکَ ذَالِکَ الْاِمَامُ یعنی اسکے واسطے امام کافی ہی
غرض جب مقتدیکو خاص کر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ قراءت امام کی اوسکو کافی ہی تو ان
احادیث پیش کردہ غیر مقلدین کا مطلب بھی بخوبی ظاہر اور واضح ہو گیا اور زیادہ تر توضیح اوس مطلب کی
اقوال صحابہ سے بھی ہو گئی اب رہی وہ حدیث ترمذی شریف کی کہ جسمین حکم قراءت فاتحہ کا مقتدی کے لیے
بتصریح وارد ہی وہ یہ ہی عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
الصُّبْحَ فَثَقُلَتْ عَلَیْہِ الْقِرَاءَۃُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنِّیْ اَرَاکُمْ تَقْرَءُوْنَ وَرَاءَ اِمَامِکُمْ قَالَ قُلْنَا
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِیْ وَاللّٰہِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّہٗ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِہَا یعنی عبادہ
سے روایت ہی کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی پس گران ہوا آپ پر پڑھنا پس جب پھرے
آپ تو فرمایا مین دیکھتا ہون کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو کہا عبادہ نے کہ کہا ہم لوگون نے
ہان بخدا اے رسول اللہ آپنے فرمایا کہ نہ پڑھو مگر سورہ فاتحہ کیونکہ بغیر اوسکے نماز نہین ہوتی انتہی واضح ہو کہ
اس حدیث کو بہت سے علما نے صحیح بھی لکھا ہی اور بہتون نے ضعیف بھی چنانچہ علامہ زیلعی لکھتے ہین
قَدْ ضَعَّفَہٗ اَحْمَدُ وَجَمَاعَۃٌ یعنی اس حدیث کو امام احمد حنبل اور ایک جماعت نے ضعیف کہا ہی اور
یحیی بن معین لکھتے ہین کہ جملہ استثنائیہ اس حدیث کا صحیح نہین پس ایسی حالت اختلاف مین ہمکو خود
بھی موافق اصول حدیث کے تحقیق کر کے عمل کرنا چاہیے پس اسکے طریق اسناد مین محمد بن اسحق بن یسار
راوی واقع ہوا ہی سو خود یہ شخص مختلف فیہ ہی اور موافق اصول حدیث کے قابل سند نہین ہی کیونکہ یحیی قطان
نے (کہ جنکو سارے ائمہ نے قابل سند تسلیم کیا ہی اور لکھا ہی کہ جسکو یحیی قطان چھوڑ دینگے ہم لوگ بھی اوسکو
چھوڑ دینگے) محمد بن اسحق کی نسبت لکھا ہی اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْحٰقَ کَذَّابٌ یعنی مین اس بات کی

۲ [margin] مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۹۶ و ۹۷
۳ [margin] الدلیل القوی
نصب الرایہ زیلعی
تلخیص
۴ [margin] میزان الاعتدال

گواہی دیتا ہون کہ محمد بن اسحق بڑا جھوٹا ہے اور اسیطرح سلیمان بن تیمی نے بھی اوسکو کذاب لکھا ہی اور امام مالک نے اوسکو دجال کہا ہی کما فی میزان الاعتدال اور کہا دارقطنی نے کہ اوسکے ساتھ حجت پکڑنا نہین ہو سکتا اور نسائی نے کہا لیس بالقوی نہین ہے مگر ہم صرف یحیی قطان سے دلیل لاتے ہین کیونکہ اونکی جرح مفسر ہی اور یہ اصول حدیث سے ہی کہ جب کسی شخص کو چند آدمی ثقہ اور عادل کہین اور چند آدمی اوسکو ضعیف و ناقابل استناد جانین اور کوئی شخص عارف بالاسباب ور مستند بوجہ تفصیل ضعیف کہتا ہی تو اعتبار ضعف کا ہوگا کما قال الحافظ ابن حجر فی شرح نخبة الفکر والجرح مقدم علی التعدیل واطلق ذلک جماعة ولکن محلہ ان صدر مبینا من عارف باسبابہ لانہ ان کان غیر مفسر لم یقدح فیمن ثبت عدالتہ وان صدر من غیر عارف بالاسباب لم یعتبر بہ ایضا یعنی کہا حافظ ابن حجر نے شرح نخبة الفکر مین کہ جرح مقدم ہی تعدیل پر اور عام رکھا ہی اس بات کو ایک جماعت نے لیکن اسکا موقع یہ ہی کہ جب وہ جرح مفسر ہو اوس شخص کی جو اسباب جرح کا پرکھنے والا ہی کیونکہ اگر مفسر نہوگا تو اوس شخص کے واسطے مضر نہوگا جسکی عدالت ثابت ہو چکی ہی اور اگر ایسے شخص سے وہ جرح صادر ہو جو اسباب جرح کو نہین جانتا تو اوس جرح کا بھی اعتبار نہوگا انتہی اور یہ مسلم ہی کہ یحیی قطان اسباب جرح کا بڑا جاننے والا ہی چنانچہ تہذیب التہذیب مین ہی قال ابراهیم بن محمد التیمی ما رأیت اعلم بالرجال من یحیی القطان یعنی کہا ابراہیم تیمی نے کہ مین نے کسیکو یحیی قطان سے زیادہ رجال کا جاننے والا نہین دیکھا اور نیز اوسی کتاب مین ہی امام احمد نے کہا بخدا ہمنے یحیی قطان کا مثل نہین دیکھا اور یہ بھی مسلم ہی کہ کذاب کا لفظ جرح مفسر ہی پس محمد بن اسحق لامحالہ ضعیف اور غیر معتبر ہوگا اور قطع نظر اسکے محمد بن اسحق کو تقریب مین مدلس بھی لکھا ہی اور مدلس ہونا حدیث کی روایت مین ایک خاص قسم کا عیب ہی اور علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری لکھتے ہین وفی حدیث عبادة محمد بن اسحق بن یسار وهو مدلس قال النووی لیس فیہ الا التدلیس اور نیز یہ مسلم ہی کہ مدلس جب لفظ عن سے روایت کرے تو وہ روایت متصل نہ سمجھی جاویگی اور یہ روایت جو محمد بن اسحق سے ترمذی وغیرہ مین مذکور ہی بلفظ عن مرقوم ہی پس یہ روایت ضرور منقطع ہوگی اور قابل حجت نہ رہیگی چنانچہ علامہ عینی لکھتے ہین المدلس اذا قال عن فلان لا یحتج بحدیثہ عند جمیع المحدثین مع انہ قد کذبہ مالک فضعفہ احمد وقال لا یصح الحدیث عنہ وقال ابو زرعة الرازی لا یقضی لہ بشیء یعنی مدلس جب بلفظ عن فلان روایت کرے تو اوسکی

حدیث تمام محدثین کے نزدیک قابل حجت نہوگی باوجود اسکے کہ محمد بن اسحٰق کو مالک نے جھوٹا کہا ہی اور امام احمد نے
ضعیف اور کہا کہ اوس سے حدیث کرنا صحیح نہین اور کہا ابوزرعہ رازی نے کہ اوسکی کسی بات کا اعتبار
نہین کیا جاسکتا پس یہ حدیث قابل عمل کے نرہی اور قطع نظر اسکے اقوال و آثار صحابہ و تابعین کو دیکھنا چاہیے
کہ امام کے پیچھے قرات کرنیوالے کے حق مین کیا کیا سخت وعیدین وارد ہوئین چنانچہ کہا حضرت عمرؓ اور سعد بن
وقاص رضؓ نے کہ وہ صحابی عشرۂ مبشرہ سے قطعی جنتی ہین کہ پتھر بھون مین اوسکے منہ مین جو الحمد پڑھے پیچھے
امام کے روایت کیا اس حدیث کو عبدالرزاق نے اپنی مصنف مین اور بھی امام محمد نے اپنی موطا مین اور
کہا علقمہ نے کہ آگ بھر لنی مُنہ مین بہتر ہی الحمد پڑھنے سے پیچھے امام کے یہ حدیث بھی موطای امام محمد مین ہی
اور فرمایا حضرت علی رضؓ نے کہ الحمد پڑھنا مقتدی کا دین کے خلاف ہی نقل کیا اس حدیث کو کفایہ مین اور
فرمایا عبداللہ بن مسعود رضؓ نے کہ مٹی بھر جاوے اوسکے مُنہ مین نقل کیا اسکو عینی نے اور فرمایا حضرت علی رضؓ نے
کہ جو کوئی پڑھے پیچھے امام کے وہ سنت پر نہین ہی روایت کیا اسکو امام جعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار
مین مع سند صحیح کے اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین بلفظ فَقَدْ اَخْطَاَ الْفِطْرَۃَ اور عبدالرزاق
نے اپنی مصنف مین بلفظ فَلَیْسَ عَلَی الْفِطْرَۃِ اور بھی روایت کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو استاذ بخاری
اور مسلم کے ہین اپنی مصنف مین ابراہیم سے کہ جو پڑھے پیچھے امام کے وہ فاسق ہی اور سعد بن وقاصؓ کہ قطعی
جنتی ہین اور زید بن ثابت جو جمع کرنیوالے قرآن شریف کے ہین فرماتے ہین کہ جسنے پیچھے امام کے پڑھا نماز
اوسکی جائز نہین اور کہا شمس الائمہ سرخسی نے کہ فاسد ہی نماز اوسکی کتنے صحابہ کے اقوال سے نقل کیا اسکو
کفایہ مین اور ذکر کیا اسکو ملا علی قاریؒ نے پس طالب کو اسقدر کافی ہی اور زیادہ بیان جو چاہو تو کتب
بسوطہ مین دیکھ لو چھٹا مسالہ غیر مقلدین نماز مین ناف سے اوپر ہاتہ باندھتے ہین بلکہ اکثر انمین سے
جو بڑے لامذہب جاہل ہین مثل عورتونکے سینہ پر ہاتہ باندھتے ہین اور طرہ یہ کہ داہنے ہاتہ کی اونگلیونکے
سرے بائین ہاتہ کی کہنی پر ہوتے ہین گویا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اکھاڑے مین خم ٹھوک کے ابھی کشتی لڑا چاہتے
ہین ابھی کیا رفتہ رفتہ یہ لوگ سینہ سے بھی تجاوز کرکے گلے پر ہاتہ باندھینگے غرض انھون نے دونون امرون
مین (یعنی ناف سے اوپر ہاتہ باندھنے اور داہنے ہاتہ سے بائین ہاتہ کے پونہچے کو نہ پکڑنے مین) خلاف
کیا ہی ان احادیث صحیحہ کا پہلی حدیث وہ ہی جسکو عالم ربانی امام محمد بن الحسن الشیبانی نے کتاب الآثار مین
باین اسناد روایت کیا ہی اَنَا اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَمِدُ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فِى الصَّلٰوةِ يَتَوَاضَعُ لِلّٰهِ تَعَالٰى قَالَ مُحَمَّدٌ يَضَعُ
بَطْنَ كَفِّهِ الْاَيْمَنِ عَلٰى رُسْغِ الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ فَيَكُوْنُ الرُّسْغُ فِى وَسْطِ الْكَفِّ یعنی خبردی
ہمکو امام ابو حنیفہؒ نے حماد سے وہ روایت کرتے ہین ابراہیم سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکڑتے
تھے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے درانحالیکہ عاجزی کرتے تھے خاص اللہ ہی کے لیے کہا محمد نے کہ رکھتے تھے آپ
داہنے ہاتھ کی ہتیلی کو بائین ہاتھ کے پونچے پر نیچے ناف کے پس ہوتا پونچا بائین ہاتھ کا بیچون بیچ مین داہنے ہاتھ
کی ہتیلی کے اور علامہ محدث شارح ترمذی ابو المحاسن رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فوز الکرام مین بعد ذکر کرنے اس
حدیث کے لکھا ہے هٰذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ یعنی سند اس حدیث کی درست اور صحیح ہے اسمین کیا شک کہ جس حدیث کے
راوی مثل امام اعظم ابو حنیفہؒ کے کہ قطعی تابعی ہین اور امام بخاری اور امام مسلم توانکے شاگردونکے شاگرد ہین اور
مثل حماد اور ابراہیم نخعی کے ہون تو صحت اسناد مین اوس حدیث کے ہرگز کسیکو شبہہ نہوگا دوسری حدیث
وہ ہے جو روایت کیا اوسکو امام ابو بکر بن ابی شیبہ نے جو استاد ہین امام بخاری و مسلم کے اپنی مصنف مین
نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ اَوْ سَاَلْتُهٗ قُلْتُ كَيْفَ يَضَعُ
قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِيْنِهٖ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهٖ وَيَجْعَلُهُمَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ یعنی خبردی ہمکو یزید بن
ہارون نے کہا اونہون نے خبردی ہمکو حجاج بیٹے حسان نے کہا اونہون نے سنا مین نے ابو مجلز سے
یا سوال کیا مین نے اونسے کہا مین نے کیونکر رکھے نمازی اپنے دونون ہاتھونکو نماز مین کہا ابو مجلز نے رکھے داہنے
ہاتھ کی ہتیلی کو بائین ہاتھ کی پشت پر اور گردانے دونون ہاتھونکو نیچے ناف کے انتہی اور بعد روایت اس حدیث
کے فوز الکرام مین مرقوم ہے وَهٰذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ اور تیسری حدیث وہ ہے جسکو امام احمد حنبل اپنی مسند مین روایت
کرتے ہین ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَسَدِيُّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ
زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ السُّوَائِيِّ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ فِى الصَّلٰوةِ
وَضْعُ الْاَكُفِّ عَلَى الْاَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی خبردی ہمکو محمد بن سلیمان اسدی نے کہا اونہون نے
خبردی ہمکو یحیی بن ابی زائدہ نے کہا اونہون نے خبردی ہمکو عبد الرحمن بن اسحق نے وہ روایت کرتے ہین زیاد بن زید
سوائی سے وہ روایت کرتے ہین ابو جحیفہ سے وہ روایت کرتے ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آپ نے نماز کی
سنتون مین سے رکھنا ہاتھونکا ہے اوپر ہاتھونکے نیچے ناف کے انتہی اور دار قطنی نے بھی مثل اسکے کسیقدر تغیر الفاظ
کے ساتھ مین ہیئین تحت السرہ کی روایت کی ہے اور بیہقی نے بھی اپنی سنن کبیر مین مثل اسکے روایت کی ہے چوتھی حدیث وہ ہے جسکو امام

۴ فوز الکرام ما ثبت فی وضع الایدی تحت السرۃ اور فیہ الرد عن العصمۃ التعظیم بالنقل والقیام

ابوداؤد اپنی سنن مین روایت کرتے ہین حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَلسُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی حدیث کی ہمکو محمد بن محبوب نے کہا اونہون نے حدیث کی ہمکو حفص بن غیاث نے عبد الرحمٰن بن اسحٰق سے وہ روایت کرتے ہین زیاد بن زید سے وہ روایت کرتے ہین ابو جحیفہ سے تحقیق کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت نماز مین ہاتھ پر ہاتھ کا رکھنا ہی نیچے ناف کے یعنی داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائین ہاتھ کے پونہچے پر نیچے ناف کے رکھے جیسا کہ تصریح اسکی اوپر حدیثون مین گذر چکی اب کوئی غیر مقلد صاحب یہ کہین کہ یہ حدیث موقوف بھی مروی ہی حضرت علی رض سے پس اس طریق سے سنت نبوی ثابت نہین ہوتی سو جواب شافی اسکا مطابق اصول حدیث کے یہ ہی کہ جب کوئی صحابی بلا اضافت مطلقًا اس طور کہے کہ اَلسُّنَّةُ كَذَا یا اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ كَذَا تو مراد اوس سے سنت نبوی ہوتی ہی اور وہ حدیث مرفوع ہوگی چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی معانی الآثار مین اور علامہ بدر الدین عینی اور محدث محمد ہاشم سندی وغیرہم ناقدین حدیث اس مقام پر لکھتے ہین اِنَّ قَوْلَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ هٰذَا اللَّفْظُ يَدْخُلُ فِي الْمَرْفُوْعِ عِنْدَهُمْ وَقَالَ عَبْدُ الْبَرِّ اَنَّ الصَّحَابِيَّ اِذَا اَطْلَقَ اسْمَ السُّنَّةِ فَالْمُرَادُ بِهٖ سُنَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی تحقیق کہ قول حضرت علی رض کا اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ یہ لفظ داخل ہی مرفوع مین محدثین کے نزدیک اور فرمایا عبد البر نے تحقیق کہ جب صحابی اطلاق سنت کو مطلقا بولے تو مراد اوس سے سنت نبوی ہی اور ملا علی قاری نے کشف المغطّٰی فی شرح الموطا مین لکھا ہی اَلصَّحَابِيُّ اِذَا قَالَ السُّنَّةُ يُحْمَلُ عَلٰى سُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اِذَا قَالَ الصَّحَابِيُّ اُمِرْنَا بِكَذَا اَوْ نُهِيْنَا عَنْ كَذَا اَوْ مِنَ السُّنَّةِ كَذَا فَكُلُّهٗ مَرْفُوْعٌ عَلَى الْمَذْهَبِ الصَّحِيْحِ الَّذِيْ قَالَهُ الْجَمَاهِيْرُ مِنْ اَصْحَابِ الْفُنُوْنِ یعنی جبکہ کہے صحابی اُمِرْنَا بِكَذَا یا نُهِيْنَا عَنْ كَذَا یا مِنَ السُّنَّةِ كَذَا پس ہر ایک ان تینون قسم کے الفاظ سے حدیث مرفوع ہی مذہب صحیح پر کہ جسکے قائل ہین تمام لوگ اصحاب فنون سے انتہی اور ابن امیر الحاج نے کتاب حلیۃ المحلی اور بغیۃ المہتدی مین اور شیخ قاسم بن قطلوبغا نے تخریج احادیث الاختیار مین لکھا ہی مثل حدیث مذکور حضرت علی رض کے ابن بطہ نے بروایت ابی ہریرہ رض حدیث روایت کی ہی اور رزین نے اپنی کتاب جامع الاصول مین بروایت رزین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث مرفوع ہی اور بھی

عینی شرح بخاری مین لکھتے ہین رَوَی ابْنُ حَزْمٍ مِّنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ مِّنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ وَضْعُ الْیَمِیْنِ
عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ وَھٰذَا یَعْضُدُ حَدِیْثَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ یعنی روایت کی ابن حزم نے
حدیث انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبوت کے اخلاق سے ہی رکھنا داہنے ہاتہ کا بائین پر نیچے ناف کے اور یہ حدیث قوت
دیتی ہی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انتہی پانچوین وہ حدیث ہی جسکو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو استاد
ہین امام بخاری اور امام مسلم کے اپنی مصنف مین لکھا ہی حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ
ابْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَمِیْنَهٗ
عَلٰی شِمَالِهٖ تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی حدیث کی ہمکو وکیع نے وہ روایت کرتے ہین موسی بن عمیر سے وہ روایت
کرتے ہین علقمہ بن وائل بن حجر سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ وائل سے کہا اونھون نے دیکھا مین نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھا آپنے داہنا ہاتہ اپنا بائین ہاتہ پر نیچے ناف کے انتہی اس مقام مین علامہ محدث
محمد ابو الطیب مدنی نے بعد کلام طویل کے شرح ترمذی مین لکھا ہی ثُمَّ اطَّلَعْنَا عَلٰی حَدِیْثٍ صَحِیْحٍ
بِحَمْدِ اللّٰہِ وَھُوَ سَنَدُ الْمَذْھَبِ وَمُؤَیِّدٌ لِحَدِیْثِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ وَھُوَ مَا اَخْرَجَهٗ
ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ فِیْ مُصَنَّفِهٖ یعنی پھر اطلاع پائی ہمنے حدیث صحیح پر شکر ہی اللہ تعالی کا اور وہ حدیث سند ہی
مذہب کی اور حدیث حضرت علیؓ کو تائید کرتی ہی اور یہ وہ حدیث ہی جو روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے
اپنی مصنف مین اور پھر بعد اسکے لکھا ہی وَھٰذَا حَدِیْثٌ قَوِیٌّ مِّنْ حَیْثُ السَّنَدِ پھر اونھون نے اس
حدیث کے قوی ہونے کے وجوہات اور شواہد اور راویونکی عدالت اور ثقاہت اور صحت سند و متن حدیث
کو تفصیل تمام لکھا ہی اس مختصر مین اسکی گنجایش نہین منصف عامل بالحدیث کو اسیقدر کافی ہی شعر
یکحرف بس ہست اگر شعور است ✦ ورنہ چو چراغ پیش کور است ✦ پس ثابت ہوگیا ان احادیث صحیحہ اور دلائل قویہ
سے کہ زیر ناف ہاتہ باندھنا موافق طریقۂ مسنونہ کے ہی اور دربارۂ سماع علقمہ کے اپنے باپ سے اس حدیث
مین کسیکو خدشہ گذرے تو جواب باصواب اوسکا اثبات سماع علقمہ مین مع شواہد و اقوال ثقات محدثین کے
بحث اخفای آمین مین دیکھ لیوے کہ ہم پہلے اسکے لکھ چکے ہین یہان حاجت اعادہ کی نہین اور اگر کسیکو
اسپر بھی اطمینان نہو اور زیادہ تفصیل چاہے تو کتاب الدُّرَّہ فی عَقْدِ الاَیْدِی تحت السُّرَّہ
مین ملاحظہ کر لیوے کہ جسکو محدث یلمعی علامۂ لوذعی مولوی وصی احمد صاحب سورتی نے تالیف کیا ہی
اور بحث جرح و تعدیل رواۃ کو مثل آئینہ کے صیقل بیان سے چمکا دیا ہی ساتوان رسالہ

غیر مقلدین کہتے ہین کہ دو نمازونکا ایک وقت مین کسی عذر سے جمع کرنا درست ہی حالانکہ یہ قول اونکا اس
حدیث کے مخالف ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی کہ عبداللہ بن مسعود رضہ نے فرمایا قسم ہی اوس ذات کی کہ
سوا اوسکے کوئی معبود نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہین پڑھی مگر اپنے وقت پر
لیکن دو نمازین کہ جمع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے عرفہ مین اور درمیان مغرب اور
عشا کے مزدلفہ مین انتہی اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جمع کرنا
مروی ہی وہ جمع صوری ہی حقیقی نہین ورنہ دونون حدیثون مین تناقض ہو جائیگا **آٹھوان مسألہ**
غیر مقلدین کہتے ہین کہ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہین ہوتی سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی
اس حدیث کا جو بخاری اور ابوداود مین آئی ہی اِنَّ اَبَا بَکْرَةَ اِنْتَھٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَھُوَ رَاکِعٌ فَرَکَعَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰی اِلَی الصَّفِّ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَکَ اللّٰہُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ یعنی تحقیق ابوبکرہ پہونچے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے جسوقت کہ آپ رکوع مین تھے پس ابوبکرہ نے رکوع کیا قبل اسکے کہ صف مین ملجائین پس یہ بات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی پس فرمایا آپ نے اللہ تعالی تیری حرص زیادہ کرے تو پھر ایسا
نکریا نماز کا اعادہ مت کر یا جلدی نکیا کر انتہی **نوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ کافر مر دیا اوسکی
عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے دار الاسلام مین آجاے تو اونکا نکاح باقی رہتا ہی ٹوٹتا نہین سو
اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابن ماجہ مین ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِنِکَاحٍ جَدِیْدٍ یعنی تحقیق آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص بن ربیع پر نکاح جدید کرکے لوٹا دیا انتہی اور
نیز خلاف کیا ہی غیر مقلدین نے اس حدیث کا جو ترمذی مین موجود ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِمَھْرٍ جَدِیْدٍ وَّنِکَاحٍ جَدِیْدٍ یعنی
تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص بن ربیع پر جدید مہر اور نکاح جدید
کرکے لوٹا دیا انتہی **دسوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مطلقا مکروہ نہین
سو اس مسألہ مین اونھون نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو نسائی مین وارد ہی عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ
اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ اَکْلُ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ

وَالْحَمِيرِ یعنی خالد بن ولیدؓ سے روایت ہی کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے اپنے کانون سے سنا کہ گھوڑے اور خچر اور گدھے کا گوشت کھانا حلال نہین انتہی اور نیز خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابوداؤد مین ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابن ماجہ مین ہی نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی **گیارہوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ بسم اللہ پکار کر کبھی نمازین مکروہ نہین بلکہ حدیث سے ثابت ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم مین انسؓ کی روایت سے آئی ہی قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْھُمْ یَقْرَاُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی فرمایا انسؓ نے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی پس مین نے کسیکو اونمین سے بسم اللہ پڑھتے ہوئے نہین سنا انتہی اور نیز خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسلم مین ہی قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ اَوَّلِ قِرَاءَۃٍ وَّلَا فِیْ اٰخِرِھَا یعنی فرمایا انسؓ نے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی پس وہ شروع کیا کرتے الحمد للہ رب العالمین سے اور نہ ذکر کرتے بسم اللہ کو اول قرات مین اور نہ آخر قرات مین انتہی **بارہوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ تیمم مین فقط ایک ضرب منہ اور ہاتھ کے لیے کافی ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو حاکم اور دارقطنی نے روایت کی ہی اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِلذِّرَاعَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم ایک ضرب ہی واسطے منہ کے اور ایک ضرب ہی واسطے ہاتھو کے کہنیون تک انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو طبرانی اور مسند بزار مین روایت ہی اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ

لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم دو ضربین ہین
ایک ضرب واسطے منہ کے اور ایک ضرب واسطے ہاتھون کے کہنیون تک انتہی **تیرہوان مسالہ** غیرمقلدین
کہتے ہین کہ بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب نفلین پڑھنی ثابت ہین سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا
ہی اس حدیث کا جو ابوداود مین علی شرط الشیخین طاؤس کی روایت سے موجود ہی کہ کہا اونھون نے سوال
کیے گئے ابن عمرؓ دو رکعتون سے قبل مغرب کے پس فرمایا نہین دیکھا مین نے کسیکو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین کہ انکو پڑھتا ہوا تھی اور خلفای راشدین اور اکثر صحابہ انکو اچھا نہین جانتے چنانچہ امام نووی
شرح مسلم مین لکھتے ہین وَلَمْ يَسْتَحِبَّهُمَا اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَّاٰخَرُوْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَمَالِكٌ وَّاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَقَالَ النَّخَعِيُّ هِيَ بِدْعَةٌ وَحُجَّةُ هٰؤُلَاءِ اَنَّ اسْتِحْبَابَهُمَا يُؤَدِّيْ اِلٰى
تَاْخِيْرِ الْمَغْرِبِ عَنْ اَوَّلِ وَقْتِهَا یعنی نہین مستحب جانا ان دونون رکعتونکو ابوبکر اور عمر اور عثمان
اور علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور امام مالک اور اکثر فقہا نے اور کہا ابراہیم نخعی نے کہ وہ بدعت
ہی اور حجت انکی یہ ہی کہ استحباب اسکا پہنچا دیتا ہی طرف تاخیر مغرب کے اول وقت اوسکے سے انتہی
چودہوان مسالہ غیرمقلدین کہتے ہین کہ محرم کو سلا ہوا کپڑا مثل پاجامہ کے پہننا جائز ہی اور کوئی
جنایت اسمین نہین سو اس مسالہ مین اونھون نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم اور
ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی مین ہی سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ
الحدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیے گئے کہ محرم کونسے کپڑے پہنے پس فرمایا آپ نے کہ نہ پہنے
کرتا اور نہ پگڑی اور نہ پاجاما انتہی **پندرہوان مسالہ** غیرمقلدین کہتے ہین کہ عورت حرہ بالغہ کو
بلا اذن ولی کے اپنا نکاح کرنا درست نہین سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا
جو مسلم اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور موطا امام مالک مین موجود ہی اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا
مِنْ وَّلِيِّهَا یعنی عورت بلا شوہر والی زیادہ مالک ہی نکاح اپنے کے ولی اپنے سے انتہی **سولھوان
مسالہ** غیرمقلدین کہتے ہین کہ سوای نماز وتر کے اور نمازون مین بھی بلا حدوث حوادث دعای قنوت پڑھنی
جائز ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث صحیح کا جو عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت
ہی قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَهْرًا وَّاحِدًا لِاَنَّهٗ

حَارَبَ حَيًّا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَنَتَ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ یعنی فرمایا اونھون نے ہرگز نہین قنوت پڑھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر مین مگر ایک مہینے تک اسلیے کہ آپ ایک قبیلہ مشرکین سے جہاد کرتے تھے
قنوت پڑھا تا بد دعا کرین اوپر انکے انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو عاصم بن سلیمان سے روایت ہی
کہ ہمنے انس رض سے کہا کہ ایک قوم کہتے ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز مین قنوت پڑھتے تھے
فرمایا جھوٹ کہتے ہین نہین قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ تک کہ بد دعا کرتے تھے
قبیلون پر مشرکین کے انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کتاب القنوت مین انس رض سے روایت ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے مگر جسوقت کسیکے واسطے دعا کرتے یا بد دعا کرتے
انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی نے
ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہی اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی آپ نے اور مین نے ابو بکر رض کے
پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اونھون نے اور مین نے عمر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اور
مین نے عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اور مین نے علی رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی پھر
فرمایا بیٹا بیشک یہ بدعت ہی انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظ نے سند اس
حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہی انتہی **سترھوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ جو مچھلی خود بخود مر جاے
اور اولٹی ہو جاوے تو اوسکا کھانا مکروہ نہین ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا
جو ابو داؤد اور ابن ماجہ مین جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا اَلْقَى الْبَحْرُ اَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوْهُ وَمَا مَاتَ فِيْهِ فَطَفَا فَلَا تَاْكُلُوْا یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شی ڈالدے دریا یا علیحدہ ہو جاوے اوس سے پس کھاؤ تم اوسکو
اور جو چیز دریا مین مر جاوے اور اولٹی ہو کر اوپر آ جاوے پس مت کھاؤ تم اوسکو انتہی **اٹھارھوان**
مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ ذی رحم محرم کو کوئی شی ہبہ کرکے پھر اوس سے واپس لینی جائز ہی سو
اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بیہقی اور دار قطنی اور مستدرک مین روایت
ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتِ الْهِبَةُ لِذِىْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ لَمْ يَرْجِعْ
فِيْهَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی شخص ذی رحم محرم کو کوئی چیز بخشدی جاوے

تو واپس نہ لیجاوے انتہی **انیسواں مسالہ** غیرمقلدین کہتے ہین کہ مرد کو مثل عورت کے تکبیر تحریمہ کے
وقت مونڈھون تک ہاتھ اوٹھانا چاہیے کانون تک نچاہیے سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی
اوس حدیث کا جو مسلم مین ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ
يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَوَضَعَهُمَا حِيَالَ اُذُنَيْهِ الحديث یعنی وائل بن حجر سے
روایت ہی کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتھونکو جب نماز مین داخل ہوے
تکبیر کہی اور کیا دونون ہاتھونکو مقابل کانونکے انتہی اسیطرح ابو داؤد اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی سے
روایت ہی اور بھی خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسند امام احمد اور مسند اسحق بن راہویہ اور سنن دارقطنی اور
شرح معانی الآثار مین براء بن عازب سے روایت ہی قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا صَلّٰى رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ حِذَاءَ اُذُنَيْهِ یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اوٹھاتے دونون ہاتھونکو یہانتک کہ دونون انگوٹھے مقابل کانونکے ہوجاتے انتہی
اور بھی خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مستدرک اور سنن بیہقی اور سنن دارقطنی مین انس سے روایت
ہی قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَحَاذٰى بِاِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ الحديث
یعنی کہا اونھون نے دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تکبیر کہی پس مقابل کیا اپنے دونون انگوٹھونکو
دونون کانونکے انتہی اور کہا حاکم نے اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شرط بخاری اور مسلم کے ہی
اور خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو ابوداؤد اور مصنف ابن ابی شیبہ اور شرح معانی الآثار مین براء
ابن عازب سے روایت ہی قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ
رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ قَرِيْبًا مِّنْ شَحْمَتَيْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ یعنی کہا اونھون نے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت تکبیر کہتے واسطے شروع نماز کے تو اوٹھاتے ہاتھونکو یہانتک کہ
دونون انگوٹھے قریب لو کان کے ہوجاتے پھر رفع یدین نہین کرتے تھے انتہی **بیسوان مسالہ** غیرمقلد
کہتے ہین کہ ظہر کی اول دو رکعتون مین برابر کی سورتین نہ پڑھے بلکہ کم زیادہ پڑھے سو اونھون نے اس مسالہ
مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسلم مین ہی اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ
فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلٰثِيْنَ اٰيَةً الحديث
یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے پہلی دو رکعتون مین نماز ظہر کی مقدار تیس آیت کے

ہر رکعت مین انتہی **اکیسوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ مرد اگر اپنا آلہ تناسل چھوے تو وضو ٹوٹجاتا ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسند امام احمد اور ترمذی اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ مین طلق بن علی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے کہا ایک مرد نے چھوا اپنے ذکر کو یا کہا جو مرد کہ چھوئے ذکر اپنا نماز مین تو کیا اوسپر وضو ہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین وہ ایک ٹکڑا ہی جسم تیریکا انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا ابن مدینی شیخ بخاری نے کہ یہ حدیث بسرہ کی حدیث سے بہتر ہی اور نزدیک امام بخاری کے بسرہ کی حدیث معلول ہی اور کہا امام طحاوی نے حدیث بسرہ کے متن اور اسناد مین اضطراب ہی اور کہا علامہ عینی نے بڑے تعجب کی بات ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ کے روبرو تو بیان نہین کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہین ہوئی اور بیان کیا تو کس سے بسرہ عورت سے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے پس حضرات غیر مقلدین کا بیان تقوی اور قوی حدیث پر عمل کرنا کہان چلا گیا کہ عورت کی حدیث کو ایسے معاملہ مین مرد صدوق کی حدیث قوی پر ترجیح دیدی ہی **بائیسوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث صحیح کا جو ابو داود اور نسائی وغیرہ مین حضرت جابر رض سے روایت ہی قَالَ كَانَ اٰخِرُ الْاَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ یعنی کہا اونھون نے آخر دو امرونکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے پکایا ہی انتہی اور امام محی الدین نووی شافعی محدث شرح مسلم مین لکھتے ہین کہ اختلاف کیا ہی علمانے اونٹ کے گوشت کھانے مین پس اکثر اس طرف گئے ہین کہ اوس سے وضو نہین ٹوٹتا چنانچہ خلفای راشدین حضرت ابو بکر صدیق اور عمر اور عثمان اور علی یہ چارون اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عبد اللہ بن عباس اور ابو الدرداء اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب اونکے اسی طرف گئے ہین اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر رض سے جواب دیا ہی کہ آخر دو امرونکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے مس کیا ہو انتہی **تیئیسوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ منی کا کپڑا دھا غت دینے سے پاک نہین ہوتا سو اونھون

نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسلم مین ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ یعنی عبد اللہ بن عباس سے روایت ہی کہا اونھون نے سُنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جب چمڑا دباغت دیا جاوے تو وہ پاک ہو جاتا ہی انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو ترمذی مین ہی اَیُّمَا اِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ یعنی جس قسم کا چمڑا دباغت دیا جائیگا وہ بیشک پاک ہو جائیگا انتہی ہر چند کہ حنفیہ کے نزدیک موافق آیت قرآنی کے سور کا چمڑا بھی ناپاک ہی مگر حضرات غیر مقلدین تو حدیث پر غایت درجے کا عمل کرتے ہین اور حدیث کے مقابلے مین قرآن کی بھی نہین سنتے اونکو ضرور سور کے چمڑے کی پاکی کا قائل ہونا چاہیے اور کسیطرح امام ابو یوسف پر اعتراض نکرنا چاہیے ورنہ اس صحیح حدیث کی مخالفت لازم آویگی اور دفتر عمل بالحدیث کے خلاف ہوگا کہ دار و مدار اور عملدرآمد ان غیر مقلدین کا ظاہر حدیث پر ہی جب ہمنے مطلق کمال کی طہارت بالدباغت بحدیث صحیح ثابت کی تو اب ونکو چون و چرا کی جگہ باقی نرہی چوبیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ جو شخص حدیث پر سے میوہ چورا وے اوسکا ہاتھ کاٹنا واجب ہی سو اونھون نے اس مسالے پر خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابو داود مین رافع بن خدیج سے روایت ہی اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِیْ ثَمَرٍ یعنی تحقیق اونھون نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین قطع ہی پھل چورانے مین انتہی اور ثمر اوس پھل کو کہتے ہین جو درخت مین لگا ہوا ہو چنانچہ قاموس مین ثمر کے معنی حمل الشجر کے لکھے مین انتہی پچیسوان مسالہ غیر مقلد ہین کہتے ہین کہ زمین سے اگر تھوڑی چیز نکلے تو اوسمین دسوان حصہ دینا نہین آتا سو اونھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُیُوْنُ اَوْ کَانَ عَثَرِیًّا اَلْعُشْرُ وَمَا سُقِیَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس شی مین جسکو ابر اور چشمون نے سیراب کیا ہو یا عثری ہو دسوان حصہ ہی اور عثری وہ زمین ہی جسمین پانی دینے کی حاجت نہو اور اوس چیز مین جو سیراب کیجائے آبپاشی سے بیسوان حصہ ہی انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسلم مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا سَقَتِ الْاَنْهَارُ وَالْغَیْمُ الْعُشُوْرُ وَفِیْمَا سُقِیَ بِالسَّانِیَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس زمین مین جسکو نہرین اور ابر سیراب کرین دسوان حصہ ہی اور جو زمین سانیہ سے سیراب کیجائے اوسمین بیسوان حصہ ہی

(اور سانیہ اوس اونٹ کو کہتے ہین جسپر پانی رکھکر زمین کے واسطے لے جاتے ہین) انتہی اور عبدالرزاق نے عمر بن عبدالعزیزؓ اور مجاہدؒ اور نخعیؒ سے روایت کی ہو کہ فرمایا اونھون نے اوس چیز مین جو زمین اوگا دے تھوڑی ہو یا بہت دسوان حصہ ہو انتہی اسیطرح ابن ابی شیبہ نے عمر بن عبدالعزیز اور مجاہد اور ابراہیم نخعی سے روایت کی ہو پس ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر مین دسوان حصہ دینا لازم آتا ہو کیونکہ یہ احادیث عام ہین قلیل اور کثیر دونون کو شامل ہین پس جن حدیثون مین پانچ وسق کا بیان ہو وہ زکوٰۃ تجارت مین وارد ہین کیونکہ قیمت وسق کی اوسوقت چالیس درہم تھی چنانچہ علامہ زیلعی وغیرہ نے اسکی تصریح کردی ہو بلکہ لفظ صدقے کا جو اوس حدیث مین موجود ہو اسی پر دال ہو اسلیے کہ صدقہ زکوٰۃ مین بولتے ہین اور خارج زمین پر عشر کا اطلاق آتا ہو علاوہ اسکے عام کو خاص پر ترجیح ہو اور بنایہ[1] مین لکھا ہو کہ علامہ ابوبکر بن عربی نے کہا ہو کہ قوی تر مذہبون کا اس مسئلے مین مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہو باعتبار دلیل و احتیاط کے انتہی پھر باینہمہ صحیحین کی حدیث کو ترک کرکے صدقہ زکوٰۃ کی حدیث پر قیاس کرنا کمال نادانی اور محض تقلید جامد کی نشانی ہو چھبیسوان مسئلہ غیر مقلدین کہتے ہین[2] کہ زیادہ عبادت کرنی بدعت ہو اور کثرت ریاضت دین مین جو نفس پر مشقت ہو خلاف طریقۂ سنت ہو سو اونھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو بخاری مین عائشہؓ سے روایت ہو کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَقُوْمُ لِیُصَلِّیَ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ فَیُقَالُ لَہٗ فَیَقُوْلُ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کرجاتے دونون قدم آپکے پس کہا جاتا آپ سے پس کہتے کیا مین بندہ شکر گذار نہون انتہی اور بھی خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو ترمذی مین مغیرہؓ سے روایت ہو قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتَّی انْتَفَخَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ اَتَتَکَلَّفُ ھٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ قدم آپکے آماس کر آئے پس کہا گیا آپ سے کہ آپ کیون ایسی تکلیف اوٹھاتے ہین حال آنکہ آپکے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوگئے ہین فرمایا کیا مین بندہ شکر کرنیوالا نہون انتہی کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہو اور بھی خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو ابن ماجہ اور نسائی مین مغیرہؓ سے روایت ہو قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ

[1] بنایہ چھاپہ لکھنوی صفحہ ۱۳۳

مسئلہ ۲۶ بدعت ہونا کثرت عبادت و ریاضت مین

[2] نزل الابرار صفحہ ۲۰۰

قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ آماس کر گئے قدم آپکے پس کہا گیا یا رسول اللہ خداے تعالیٰ نے آپکے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہین فرمایا کیا مین بندہ شکر گذار نہین ہون انتہی اور خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو نسائی مین ابو ہریرہ سے روایت ہے كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَتّٰى تَزْلَعَ قَدَمَاهُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسقدر نماز پڑھتے تھے کہ قدم آپکے پھٹ جاتے تھے انتہی ستائیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ وضو مین گردن کا مسح کرنا مکروہ بلکہ بدعت ہے حالانکہ اونھون نے خلاف کیا ہے ان احادیث صحیحہ کا اور چھوڑ دیا عمل سنت کو چنانچہ تحفۃ الطلبہ مین مرقوم ہے رَوٰى اَبُوْدَاوُدَ وَاَحْمَدُ مِنْ حَدِيْثِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ رَاْسَهٗ مَرَّةً وَاحِدَةً حَتّٰى بَلَغَ الْقَذَالَ یعنی روایت کی ابوداود اور احمد نے حدیث طلحہ بن مصرف سے اونھون نے اپنے باپ سے اونھون نے اپنے دادا سے فرمایا کہ دیکھا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ مسح کرتے تھے سر کا ایکدفعہ یہانتک کہ پہونچا مسح آپکا گدی پر اور شرح معانی الآثار مین ہے حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ابْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ مُقَدَّمَ رَاْسِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْقَذَالَ مِنْ مُقَدَّمِ عُنُقِهٖ یعنی مسح کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اول سر کا یہانتک کہ پہونچا مسح گدی پر اول گردن سے اور بھی دیلمی نے مسند الفردوس مین بروایت ابن عمر یہ حدیث لکھی ہے مَسْحُ الرَّقَبَةِ اَمَانٌ مِنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی مسح کرنا گردن کا پناہ اور باعث امن ہے طوق گردن سے قیامت کے دن اور بھی تاریخ اصبہان مین ابو نعیم نے بروایت ابن عمر یہ حدیث نقل کی ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عُنُقَهٗ وُقِيَ الْغُلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی تحقیق کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور مسح کرے اپنی گردن کا تو وہ محفوظ رکھا جائیگا طوق گردن کے عذاب سے روز قیامت مین اور وہ جو بعضون نے اس حدیث کو باوجود مرفوع ہونے کے ضعیف الاسناد کہا ہے سو یہ منافی معمول بہ ہونے کے نہین ہے اسواسطے کہ فضائل اعمال مین حدیث ضعیف پر بھی عمل کیا جاتا ہے اور یہ مسالہ متفق علیہ ہے اٹھائیسوان مسالہ غیر مقلدین بظاہر عمل بالحدیث واتباع سنت کا دم بھرتے ہین مگر بنظر حقیقت غور سے دیکھا جائے تو یہ لوگ حدیث پر بالکل عمل

نہین کرتے ہین بلکہ خدا و رسول سے بھی نہین ڈرتے ہین ہان زبانی دعوی عمل بالحدیث کا بہت کچھ ہو سو
گو وہان نہین یہ واہی نکالے ہوئے تو مین + کعبے سے ان بتون کو بھی نسبت ہی دور کی ۵ - اور نہین جانتے کہ ہم
تقلید نفس خبیث و باظہار دعوے عمل بالحدیث کے تقلید حضرات ایمہ مجتہدین اور طریقۂ سلف صالحین کو چھوڑکر اور راہ
اخلاص سنت نبوی سے موہنہ موڑ کر کس ضلالت و گمراہی کے گڑہے مین پڑے ہین اور کس نفسانیت کے کوچۂ تنگ
مین اڑے ہین کہ جہان جاتے ہین ذلت و رسوائی اوٹھاتے ہین خصوصًا حرمین شریفین مین تو غیر مقلدی کے اظہار سے
سزا پاتے ہین اور نکال دیے جاتے ہین بلکہ مصداق ان احادیث کے ہوتے جاتے ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بطور پیشین گوئی کے فرمایا اور انکے سب حالات اور علامات کو بتایا چنانچہ بروایت ابی ہریرہ صحیح مسلم مین وارد ہی
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِّنَ الْاَحَادِیْثِ
بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَ اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَ اِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَ لَا یَفْتِنُوْنَکُمْ یعنی ہونگے آخری زمانے مین
فریب کرنیوالے جھوٹے مکار لوگ لاوینگے تمہارے پاس ایسی حدیثین کہ نہ سنی ہونگی تم نے اور نہ تمہارے باپ دادون نے
سو بچاؤ تم اپنے تئین اونسے اور اونکو اپنے سے اسلیے کہ کہین گمراہ نہ کردین تمکو اور فتنہ و فساد مین نہ ڈالین تم کو
کہ عمل بالحدیث کے پردے مین علم والونکی صورت بناکر فریب اور جھوٹ اور افترا پردازی سے اپنی طرف جھکاتے ہین اور
نئے طریقے یعنی لامذہبی اور آزادی کی طرف سنت کے بہانے سے بلاتے ہین اور سلف صالحین اور اگلے بزرگان دین
کے عقائد اور طریقۂ حقہ سے بہکاتے ہین اور ایمہ مجتہدین اور فقہای متقدمین پر لعن طعن کرکے مقلدین کو اون سے
بدعقیدہ کراتے ہین اسیواسطے دوسری حدیث ترمذی مین وارد ہی وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَعَنَ
اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلَھَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دربارۂ علامات قیامت کے کہ اس امت کے پچھلے لوگ
اگلون کو برا کہینگے اور یہ بات ظاہر ہی کہ یہ لوگ حضرات مجتہدین اور فقہای متقدمین پر کیا کچھ لعن طعن کرتے ہین چنانچہ
نمونہ اوسکا کتاب ظفر مبین ہی کہ جسمین تمام مقلدین حنفیہ کو مشرک اور کافر لکھا ہی اور تقلید کو شرک اور حرام کہا ہی اور
مکہ معظمہ مین چارون مصلون کو ضلالت اور بدعت قرار دیا ہی نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ جو چاہے اس مضمون کو کتاب مذکور
کے صفحہ ۱۸۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ مین دیکھ لیوے و نیز کتاب تحقیق الکلام مطبوعہ ریاض ہند امرتسر مین تمام صوفیہ کرام خصوصًا
حضرت عارف باللہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور اونکی کتاب قول الجمیل کو نہایت برا لکھا ہی اور اونپر طعن کیا ہی چنانچہ
یہ مضمون صفحہ ۳ و صفحہ ۹ سے ۳۲ تک موجود ہی اسیطرح کتاب دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۱۲ مین و کتاب
اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور کے صفحہ ۶۹ مین و کتاب انتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت صدیق اکبر

اوصاف غیر مقلدین ۳

و دیگر صحابہ کو غاصب لکھا ہی اور حضرت ابوبکر کا کینہ حضرت فاطمہ کے ساتھ اور حضرت عمر کا بغض حضرت علی کے ساتھ ثابت کیا ہی اور حضرت عمر فاروق کو مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھیرایا ہی معاذ اللہ منہا اب اس سے بڑھکے بزرگ کونسے ہونگے اگلے بزرگان دین کو اور کیا ہونگے کہ صحابہ کرام کو بھی نہ چھوڑا اور تیسری حدیث بھی انھین غیر مقلدین کی شان مین ہی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَھَاءُ الْاَحْلَامِ یَقُوْلُوْنَ مِنْ خَیْرِ قَوْلِ الْبَرِیَّۃِ یَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ اَلْحَدِیْثَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلے گی آخر زمانے مین ایک قوم

اوصاف غیر مقلدین ۴

کم سن کم عقل زبان زد ہوگا اونکے قال قال رسول اللہ یعنی بغیر حدیث کے کلام نہ کرینگے پڑھینگے قرآن کو نہ اتریگا اونکے حلق سے نیچے یعنی اونکے دلون مین ایمان نہوگا اور خلوص دل سے قرآن پر عمل نہ کرینگے بھاگینگے دین سے جیسے تیر بھاگتا ہی کمان سے اور چوتھی حدیث ترمذی مین ہی وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْسِنَتُھُمْ اَحْلٰی مِنَ السُّکَّرِ وَقُلُوْبُھُمْ قُلُوْبُ الذِّیَابِ یعنی زبانین اونکی شکر سے زیادہ شیرین ہونگی یعنی بظاہر نرمی و شیرین

اوصاف غیر مقلدین ۵

کلامی سے لوگون کو راہ راست سے بہکائینگے ولیکن دل اونکے سختی و بیرحمی مین مثل بھیڑیون کے ہونگے کہ جب پورا قابو پا جاتے ہین تو کوئی دقیقہ دین کی خرابی کا فروگذاشت نہین کرتے ہین اور پانچوین حدیث وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ وَصْفِ ھٰذَا الْقَوْمِ مُشَمِّرُو الْاِزَارِ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کی علامت مشمر الازار

اوصاف غیر مقلدین ۶

یعنی اون لوگون کے اونچے اونچے پائینچے ہونگے اور بھی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گریبان کھلا رکھنا علامت قوم لوط سے ہی بس یہ دونون صفتین اکثر غیر مقلدین مین پائی جاتی ہین چھٹی حدیث کہ معجزہ پیغمبر کا ہی بارہ سو برس کے بعد ظاہر ہوا چنانچہ صحیح بخاری مین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا یعنی ای اللہ برکت دے ہمارے ملک شام مین اور ملک یمن مین وہان کچھ نجد کے لوگ تھے سو اونھون نے عرض کیا وَفِیْ نَجْدِنَا یعنی ملک نجد کے واسطے بھی دعا فرمایئے مگر آپنے پھر بھی دعای برکت شام و یمن کی فرمائی پھر اونھون نے باصرار واسطے دعا برکت نجد کے عرض کیا تو آپنے تیسری مرتبہ اوسکے حق مین فرمایا ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ یعنی ملک نجد مین زلزلے اور فتنے اوٹھینگے اور اوس سے نکلے گی امت شیطان کی سو موافق اس خبر مخبر صادق کے گروہ وہابیہ نے جو پیرو عبد الوہاب کے ہین ۱۲۰۳ھ ہجری مین جب دیکھا کہ انتظام سلطنت روم مین برہمی واقع ہی بصلاح و آمادگی محمد بن عبد الوہاب کے جانب حرمین چڑہائی کی اور ایک نیا مذہب آزادی کا

اسلام کے پردے مین بغرض ملک گیری ظاہر کیا اور بذریعہ اعلان عمل بالسنۃ کے تمام مقابر شہدا و مزارات اولیا
کو منہدم کر کے مسلمانان اہل تقلید سکنہ حرمین و غیرہا پر حکم جہاد کا دیدیا اور اونکے مال کی لوٹ اور قتل کو جائز
رکھا اور اونپر بہت ظلم کیا یہانتک کہ لشکر سلطانی نے اونپر فتح پائی اور ۱۲۳۳ھ ہجری مین اونکا بالکل استیصال کر دیا
چنانچہ مختصر حال اس فتنہ خروج وہابیہ کا علامہ شامی نے ردالمحتار حاشیۂ درمختار مطبوعہ مصر کی جلد سوم کے
صفحہ ۳۰۹ مین اسطرح لکھا ہے کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا
علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم المسلمون و ان من
خالف اعتقادہم مشرکون فاستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ و علمائہم حتی کسر اللہ
تعالی شوکتہم و خرب بلادہم و ظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلاث و ثلاثین و مائتین و الف
انتہی یعنی جیسا کہ ہمارے زمانے مین واقعہ گذرا کہ گروہ وہابیہ نے نجد سے خروج کر کے حرمین پر تغلب کیا اور اپنا
انتساب مذہب حنبلی کی طرف کرتے تھے لیکن اعتقادًا حنابلہ کو مسلمان جانتے تھے اور جو کوئی اونکے اعتقاد کے
مخالف ہوتا اوسکو مشرک کہتے اور مباح کر دیا قتل اہل سنت کا اور اونکے علما کا یہانتک کہ توڑ دیا اللہ تعالی نے
اونکی شوکت کو اور تباہ کر دیا اونکے شہروں کو اور فتح پائی اونپر لشکر اسلام نے ۱۲۳۳ھ ہجری مین غرض آجکل کے
غیر مقلد بھی اوسی گروہ وہابیہ مین داخل ہین اور اکثر عقائد اور مسائل مین اونھین کے پیرو اور معتقد ہین اور
محمد بن عبد الوہاب کی کتاب التوحید پر انکا عمل ہے جب بخیال خوف بلوہ و فساد کے سرکار انگریزی نے وہابیان
ہند سے تعرض کرنا شروع کیا اور انکے جابجا نگران اور خبرگیران رہنے لگے تب سے ان لوگون نے وہابی کا لقب
بدل ڈالا اور اپنے تئین دوسرے القاب سے مثل محمدی یا عامل بالحدیث یا غیر مقلد یا موحد وغیرہ سے مشہور کیا
اور کہتے ہین کہ ہمارا عمل قرآن و حدیث پر ہے تقلید ائمہ مجتہدین کی شرک و بدعت ہے ہمکو اس سے کچھ کام نہین پابندی مذہب
مین آزادی اسلام نہین جس حدیث پر چاہین عمل کر لیوین حالانکہ یہ آزادی ان غیر مقلدین کی عین پابندی
خواہش نفس کی ہے جسطرح اپنا جی چاہا اور جس حدیث مین اپنا مطلب نکل آیا اوسیکو اپنا معمول ٹھیرایا دین
کو اک بازیچۂ طفلان بنایا کبھی باتباع شافعیہ کے ایک چیز کو حرام جانا اور کبھی توافق حنفیہ کے اوسیکو حلال کر لیا
اور کبھی کسیکو جائز کہا اور کبھی ناجائز قرار دیا کفار کا بھی یہی طریقہ تھا تو حق تعالی نے اس آیت مین اونکی
خبر دی یحلونہ عاما و یحرمونہ عاما یعنی ایک سال اپنی خواہش نفس کے موافق ایک چیز کو کفار حلال کر لیتے
ہین اور دوسرے سال اوسیکو حرام بنا دیتے ہین اس صورت خلط کو تلفیق کہتے ہین اور اسی آیت سے تلفیق بالاتفاق

حال فتنہ وہابیہ کا بحوالہ ردالمحتار شامی

اثر عمل تلفیق کی

حرام ہوگئی اسیواسطے تقلید امام واحد کی واجب ہوئی تا اس سے رفع وہم تلفیق کا ہو آس مقام پر یہ تقریر ملا علی
قاری علیہ رحمۃ الباری کی نہایت مفید ہو اور قابل تمسک اہل تقلید ہو بل یجب حتماً ان یعین مذہباً من
هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ اِمَّا مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ فِي جَمِيْعِ الْوَقَائِعِ وَالْفُرُوْعِ وَاِمَّا مَذْهَبَ مَالِكٍ وَاِمَّا مَذْهَبَ
اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَغَيْرِهِمْ وَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ فِي الْبَعْضِ مَا يَهْوَاهُ وَمِنْ مَذْهَبِ
غَيْرِهِ فِي الْبَاقِيْ مَا يَرْضَاهُ لِاَنَّا لَوْ جَوَّزْنَا ذٰلِكَ لَاَدّٰى اِلَى الْخَبْطِ وَالْخُرُوْجِ عَنِ الضَّبْطِ وَحَاصِلُهُ يَرْجِعُ
اِلٰى نَفْيِ التَّكْلِيْفِ لِاَنَّ مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ اِذَا اقْتَضٰى تَحْرِيْمَ شَيْءٍ وَمَذْهَبُ غَيْرِهِ اِبَاحَةَ ذٰلِكَ
الشَّيْءِ بِعَيْنِهِ اَوْ عَلَى الْعَكْسِ فَهُوَ اِنْ شَاءَ مَالَ اِلَى الْحَلَالِ وَاِنْ شَاءَ مَالَ اِلَى الْحَرَامِ فَلَا يَتَحَقَّقُ
الْحِلُّ وَالْحُرْمَةُ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ لِاَنَّ حِفْظَ الدِّيْنِ وَاجِبٌ وَذٰلِكَ مَا يَحْصُلُ اِلَّا بِهِ فَيَكُوْنُ
وَاجِبًا لِاَنَّ مُقَدَّمَةَ الْوَاجِبِ وَاجِبٌ بِالْاِجْمَاعِ فَثَبَتَ اَنَّ تَقْلِيْدَ الْمَذْهَبِ الْوَاحِدِ وَاجِبٌ
لِاَنَّ مُقَدَّمَةَ الْوَاجِبِ وَاجِبٌ یعنی ایک مذہب کی تقلید کا اختیار کرنا واجب ہو مذاہب اربعہ سے مثلاً تقلید
شافعی کی جمیع مسائل مین وعلی ہذا القیاس تقلید حنفی کی آور یہ کسیکو جائز نہین کہ بعض مسائل شافعیہ کو حسب
خواہش نفس خود اختیار کرے اور بعض مسائل حنفیہ کو اپنی مرضی کے موافق لیلیوے اسواسطے کہ اگر یہ امر جائز ہو جاوے
تو تکلیف شرعی اوٹھ جاوے مثلاً مذہب شافعی مین ایک شی حرام ہو اور وہی شی مذہب حنفی مین حلال ہو یا بالعکس ایسکے
سو غیر مقلد کبھی اوسکو حلال کہتے ہین اور کبھی حرام پس حلت و حرمت متحقق نہوئی اور یہ بالاجماع باطل اور مردود
ہو اسواسطے کہ حفاظت ونگرانی دین کی واجب ہو اور یہ بات بدون تعیین مذہب احد کے حاصل نہین ہوتی
پس تعیین مذہب احد کی واجب ہوگی کہ مقدمہ واجب کا بھی واجب ہوتا ہو لیجئے ثابت ہوگیا کہ تقلید مذہب
واحد کی واجب ہو اور یہی مدعا ہو اور یہ ساتوین حدیث بھی ان لوگونکی عدم تقلید او آزادگی خبر دیتی ہو
اور عمل انکا مصداق اس حدیث کا ہوتا ہو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ اِلٰى هٰذِهِ مَرَّةً وَاِلٰى هٰذِهِ مَرَّةً رَوَاهُ
مُسْلِمٌ یعنی مسلم مین عبد اللہ بن عمر سے روایت ہو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منافق کی مثل
اوس بکری کی سی مثل ہو جو دو گلون کے درمیان ماری ماری پھرتی ہو کبھی اس ریوڑ مین جا ملتی ہو اور کبھی اس
ریوڑ مین جا گھستی ہو پس یہ حال منافق کا ظاہر ہو کہ کبھی ایمان کی طرف جھک جاتا ہو کبھی رکابی مذہب بن جاتا
ہو وہ کمبخت نہ ادھر کا ہوا نہ اودھر کا اور آٹھوین حدیث کتاب مجمع الزوائد مین طبرانی سے باب ما جاء

حدیث ساتوین

حدیث آٹھوین

فی الکذابین مین عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہو قَالَ وَاللّٰہِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیَکُوْنَنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ دَجَّالُوْنَ وَبَیْنَ یَدَیِ الدَّجَّالِ کَذَّابُوْنَ
ثَلَاثُوْنَ اَوْ اَکْثَرُ فَقُلْنَا مَا اٰیَاتُھُمْ قَالَ یَاْتُوْنَکُمْ بِسُنَّۃٍ لَمْ تَکُوْنُوْا عَلَیْھَا لِیُغَیِّرُوْا بِھَا سُنَّتَکُمْ وَدِیْنَکُمْ
فَاِذَا رَاَیْتُمُوْھُمْ فَاجْتَنِبُوْا وَعَادُوْا یعنی کہا اونھون نے قسم اللہ کی تحقیق سُنا ہم نے آنحضرتؐ سے کہ فرماتے
تھے کہ قریب قیامت کے آخر زمانے مین نکلینگے دجال اور قریب زمانہ دجال کے ایک جھوٹا فرقہ تیس آدمیون یا زیادہ
کا ظاہر ہوگا سو عرض کیا ہم نے یا رسول اللہ کیا علامتین ہین اوس فرقۂ کذاب کی فرمایا کہ لاوینگے وہ یعنی سکھاوینگے
تمکو ایک نیا طریقہ کہ تم اوس طریق پر نہوگے اور اوسکو سنت کہکے تم لوگون کو دھوکا دینگے تاکہ بدل دین اوسکے سبب سے
تمھاری سنت نبوی اور دین اسلام کو کہ جسپر تم عمل کرتے ہو اور ثابت قدم ہو پس جب دیکھو تم اوس قوم کذاب کو
تو دور رہو اونسے اور اونکو دین کا دشمن جانو اور اونسے عداوت رکھو انتہی پس اس حدیث سے لا مذہبون کا
حال صاف ظاہر ہو کہ نئی نئی باتین دین مین نکالتے ہین اور سنت کا نام لیکر مقلدین کو بہکاتے ہین اور
طریق تقلید کو اونسے چھوڑاتے ہین اور آپ اہل حدیث بنتے ہین اونکو اہل الرائے بناتے ہین نقل کو عقل کا
ڈھکوسلا بتاتے ہین اور فقہا کو سخت و سست باتین سناتے ہین افسوس ہو ان لوگونکی موٹی سمجھ پر کہحق تعالیٰ
خود ارباب عقل و رای کی تعریف فرماتا ہو اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدٰھُمُ اللّٰہُ وَاُولٰٓئِکَ ھُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی
وہی لوگ ہین جنکو اللہ نے ہدایت دی اور وہی ہین عقل والے وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی نہین سمجھتے
ہین مگر عقل والے انتہی اور یہ لوگ عقل کی بات سے چڑھتے ہین اور اہل الرائے سے بگڑتے ہین اور فقہا سے
جھگڑتے ہین گویا اپنی عقل سے لڑتے ہین اور اعتراف اپنی بلادت اور بے عقلی کا کرتے ہین اور طرہ یہ کہ ایمہ مجتہدین
کی تقلید کو تو شرک و بدعت کہین اور خود محمد بن عبد الوہاب نجدی و ابن تیمیہ و داود ظاہری و ابن حزم و
قاضی شوکانی زیدی یمانی کی تقلید کرین سو یہ ہین باتین اہل حدیث کی تجھے کیونکر اونکو بتاؤن مین +
تو نہین سمجھتا ہو فقہ کو تجھے کس طرح سے پڑھاؤن مین + اونتیسوان مسالہ غیر مقلدین بوحرمین شریفین
و دیگر بلاد عرب حجاز و شام و بیت المقدس و مسجد الحرام کے خاص و عام مقلدین کو مشرک و بدعتی کہتے ہین
اور اونکو خالص دیندار اور متقی پرہیزگار نہین جانتے ہین اور وہان کے طریقۂ تقلید ایمہ اربعہ اور چار
مصلون کی تعیین کو بدعت اور خلاف سنت بتاتے ہین سو اونھون نے (بسبب اس سوء ظن کے
کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنی بیشک بعض بدگمانی گناہ ہو) خلاف کیا ہو آیات قرآنیہ

مسائل بدعت و شرک اثبات تعلیق مقلدین قرآن و حدیث سے

واحادیث نبویہ کا کہ حق تعالیٰ نے اور اوسکے رسول مقبول نے اٹھائیان ان مقامات مقدسہ کی شان مین
کیا کچھ ارشاد فرمایا یعنی بطریق پیشین گوئی اونکے پرہیزگار او متقی ہونے اور قیامت تک اونکے طریق حق پر
رہنے کی خبر دی چنانچہ فرمایا حق تعالیٰ نے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ یعنی کہدے
ای محمد بیان کے رہنے والون سے کہ آگیا دین اسلام کا اور نہ ظاہر ہوگا طریقہ کفر وشرک کا اور نہ لوٹ آویگا
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ
یعنی بیشک لکھدیا ہمنے زبور مین بعد نصیحت کے کہ آخر مالک ہونگے زمین بیت المقدس کے میرے نیک بندے
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنْ اَوْلِيَاؤُهُ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ یعنی مسجد الحرام کے مالک ہی ہین جو پرہیزگار ہین و
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلٰثُ مِائَةٍ
وَسِتُّوْنَ صَنَمًا فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ
الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی روایت ہی عبد اللہ بن مسعود سے کہ داخل ہوئے آنحضرت
مکے مین درحالیکہ گرداگرد کعبے کے تین سو ساٹھ بُت تھے سو آنحضرت کونچا دیتے تھے اون بتون کو لکڑی سے
جو ہاتھ مین آپکے تھی اور فرماتے تھے کہ آگیا دین اسلام اور نکل بھاگا کفر باطل بے شک کفر باطل نکل بھاگنے
والا ہی یعنی سچے دین کا غلبہ آیا اور کفر مکے اور تمام عرب سے چلا گیا اور فرمایا آنحضرت نے غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَ
الْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْاِيْمَانُ فِيْ اَهْلِ الْحِجَازِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی سختی دلون کی اور ظلم وجفا ملک
شرقی مین ہی اور ایمان و اتقا اہل حجاز مین اور آنحضرت نے فرمایا اَلْاَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ
اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا رَوَاهُ اَحْمَدُ یعنی ابدال ملک شام
مین ہوتے ہین اور وہ چالیس آدمی ہین جب ونمین سے کوئی مرجاتا ہی تو اللہ تعالیٰ اوسکے قائم مقام کردیتا
ہی دوسرے کو اور حضرت نے فرمایا طُوْبٰى لِلشَّامِ قُلْنَا لِاَيٍّ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِاَنَّ مَلَائِكَةَ
الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ اَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ یعنی خوشحالی ہی واسطے اہل شام کے
عرض کیا ہمنے کس سبب سے فرمایا اسواسطے کہ فرشتے رحمٰن کے پھیلائے ہوئے ہین بازو اپنے ملک شام پر واسطے
محافظت کفر کے کہ وہان ابدال رہتے ہین اور حضرت نے فرمایا اَلْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ
الْحَدِيْدِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی مدینہ نکال پھینکتا ہی کافرون کو جیسے بھٹی نکال پھینکتی ہی لوہے کی میل کو
یعنی مدینے مین کفر نہین سما سکتا ہی اور فرمایا آنحضرت نے اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ آ[illegible]

اَلْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی تحقیق شیطان نا امید ہوگیا اس بات سے کہ عبادت
کرین لوگ اوسکی جزیرۂ عرب مین اور فرمایا آنحضرت نے اِنَّ الدِّیْنَ لَیَارِزُ اِلَی الْحِجَازِ کَمَا تَارِزُ الْحَیَّۃُ
اِلٰی جُحْرِھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی تحقیق دین سمٹ آویگا ملک عرب کی طرف جیسے سانپ سمٹ آتا ہی اپنے
بل کی طرف اور بخاری مین بروایت ابوہریرہ یہ حدیث اسطرح ہی اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَارِزُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ
کَمَا تَارِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا یعنی تحقیق ایمان سمٹیگا مدینے کی طرف جیسے سانپ سمٹتا ہی اپنے بل کیطرف
یہان سے معلوم ہوا کہ حجاز اور مدینہ دین و ایمان کا گھر ہی اور قیامت کے قریب ہر طرف سے کفر کا غلبہ ہوگا
تو آخر سب ملکون کے ایماندار سمٹکر مدینے مین امام مہدی کے پاس جمع ہونگے پس ایسے مقدس مقامات کے
مسلمانون کو بسبب تقلید ائمہ اربعہ کے بددین اور مشرک اور بدعتی کہ بیٹھنا اور اونکے مسلک اور مذہب کو
خلاف سنت سمجھنا کیسا بڑا گناہ ہی کہ صریح آیات و احادیث مذکورہ کا انکار کرنا ہی اللہ تعالی نے صحیح ارشاد
فرمایا کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا یعنی کیا بڑی بات ہوکر نکلتی ہی اونکے منہ سے
سب جھوٹ ہی جو کہتے ہین اور بخاری اور مسلم مین بروایت ابوہریرہ وارد ہی کہ حضرت نے فرمایا مَنْ اَرَادَ
اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ بِسُوْءٍ اَذَابَہُ اللّٰہُ کَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ یعنی جو کوئی مدینے کے رہنے والون سے برائی
کا قصد کریگا خدا اوسکو گلا ڈالیگا جیسے نمک پانی مین گھلتا ہی اور سوا اسکے ثبوت اور بقا دین محمدی کا حقیت
مذہب مقلدین پر موقوف ہی کہ یہ دین خاتم النبیین انھین حضرات مقلدین کی بدولت ہمکو پونہچا اور سعا واللہ
جب بزعم فاسد ان غیر مقلدین کے سب اہل تقلید مشرک و بدعتی ٹھہر جاوین تو دین محمدی کیونکر قابل
اعتبار کے رہیگا اور جب قابل اعتبار نرہا تو منقطع ہونا لازم آئیگا حالانکہ یہ دین حق المبین قیامت تک
باقی رہیگا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی یہ دین
قائم رہنے والا ہی لیکن بہت لوگ اس بات کو نہین جانتے اور بروایت سعد بن ابی وقاص مسلم مین حدیث
وارد ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لَا یَزَالُ اَھْلُ الْغَرْبِ ظَاھِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ حَتّٰی
تَقُوْمَ السَّاعَۃُ یعنی ہمیشہ رہینگے تمام عرب کے لوگ قائم دین حق پر یہانتک کہ قیامت قائم ہوجائیگی
اور فرمایا آنحضرت نے لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ وَلَا مَنْ
خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ وَھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی ہمیشہ رہیگا میری امت سے ایک گروہ
قائم امر الٰہی پر نہ ضرر پونہچا ئیگا اونکو مخذب اور مخالف اونکا یہانتک کہ آجائیگی قیامت اور وہ لوگ اوسی

حال پر ہونگے اور بخاری و مسلم مین مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا لَا یَزَالُ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ
ظَاهِرِیْنَ حَتّٰی یَاْتِیَهُمْ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ یعنی ایک گروہ میری امت سے ہمیشہ قائم اور غالب
رہیگا یہانتک کہ آویگی قیامت اور وہ غالب ہی رہیگا یعنی وہ لوگ ملقب باہل السنۃ والجماعت مقلدین
ہین کہ تمام فرقون مین امت محمدیہ کے سواد اعظم اور کثیر الافراد اور سب پر غالب ہین اور بالعکس اسکے یعنی
ایک جم غفیر اور گروہ کثیر غالب مقلدین کا تو گمراہ ہوجائے اور غیر مقلدین چند گنتی کے آدمی مغلوب راہ ہدایت
پر ہون تو ہرگز نہین ہوسکتا اسواسطے کہ اس سے اکثر امت کا گمراہ ہوجانا لازم آتا ہی حالانکہ یہ حدیث
صحیح بروایت ابن عمر منع کرتی ہی اسکو کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَةٍ وَاَنَّهُمْ لَا
یَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی ضَلَالَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَالطَّبَرَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِهٖ یعنی میری امت گمراہی
پر نہ جمع ہوگی اور وہ لوگ اکثر گمراہ نہونگے اور نیز یہی فرقہ مقلدین کا بسبب انکے کثیر ہونے کے ناجی ہوگا
کہ فرمایا حضرت نے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ یعنی پیروی
کرو تم بڑی جماعت کی کیونکہ جو تنہا رہا اوس سے جا پڑا دوزخ مین اور فرمایا حضرت نے عَلَیْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ
وَالْعَامَّةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ یعنی لازم پکڑو بڑی جماعت کو پس ظاہر ہی کہ بڑی جماعت یہی چارون مذہب کے
مقلدین ہین کہ تمام دنیا انہین لوگون سے بھری ہوئی ہی اور انہین مین لاکھون کروڑون اولیا واقطاب
وابدال وغوث ہو چکے اور اب بھی موجود ہین اور غیر مقلد تو ہزار مین ایک بھی نہ نکلیگا ــــ ہی شمار اونکا جو
کثرت سے گروہ دین ہون ٭ اونکی کیا گنتی ہزارون مین جو اک دو تین ہون ٭ تیئیسواں مسئلہ
ان غیر مقلدون نے واسطے بہکانے اور شک مین ڈالنے عوام مقلدین حنفیہ کے ایک نیا طریقہ یہ نکالا ہی
کہ ہمارے اِن سوالات کا کوئی جواب دے تو اسقدر انعام لے تا لوگون کو معلوم ہو کہ یہ سوالات نہایت
مشکل ہین کہ جوابات انکے کسی سے نہوسکینگے ورنہ یہ لوگ اشتہار جواب طلب بوعدہ انعام نہ دیتے چنانچہ
مولوی محمد حسین لاہوری مقتدای غیر مقلدین نے ایک ہزار روپے کا اشتہار اپنے پرچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵
جلد ششم بابت ماہ رجب ۱۳۰۰ ہجری مین اس مضمون کا دیا ہی کہ جو شخص اون اعتقادات اور عملیات کو
جو کہ فرقہ غیر مقلدین کی طرف ایک پرچہ جامع الشواہد مطبوعہ فیض محمدی لکھنؤ مین منسوب کیے ہین
اونکی کتب معتبرہ سے ثابت کردے تو ہزار روپے نقد پائے انتہی واہ کیا جعلی فرس تازی ہی اور کیسی
تجاہل عارفانہ دھوکے بازی ہی اور مجھے اس وعدہ انعام کی فضول شیخی پر نہایت تعجب آتا ہی باوجودیکہ

پرچہ فتواے جامع الشواہد مین مفتی لبیب نے پہلے ہی سے باین خیال کہ کسی منکر کو اون عقائد و اعمال کے مان لینے مین گنجایش انکار کی نہو ہر ایک عبارت کو بحوالہ سنہ صفحہ کتاب مع تصریح نام مطبع و مصنف کتاب کے صاف صاف لکھدیا ہی اور انھین غیر مقلدین کی چھپی ہوئی تحریر سے اونکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ کو بخوبی ثابت کر دیا ہی تو پھر اب اون مسائل کے طلب ثبوت مین اشتہار دینا کسقدر تجاہل اور فریب دہی عوام ہی اور کتنی بڑی دھوکے بازی کا یہ کام ہی نعوذ باللہ کیا ناظرین اوس اشتہار اور اس ملامت کی بوچھار سے (جو در حقیقت اونکے قائلین پر مینہہ کی طرح موسلا دھار لگاتار برستی ہی اور فرشتے صالح المومنین آمین کہتے مین) یہ سمجھینگے کہ مفتی لبیب نے جن کتابون کا حوالہ اوس فتوے مین دیا ہی یہ کفریات اونمین نہین ہین اور ناحق اونکے مولفین کیطرف منسوب کر دیے ہین نہین نہین ہرگز نہین مشتہر صاحب اگر غیرت کے پورے اور وعدے کے سچے مین تو پہلے اون کتابون کو کہ جنکا اوس پرچے مین حوالہ ہی بغور ملاحظہ فرمائین اگر اونکو وہان یہ کفریات نہ ملین تو ہمارے پاس تشریف لائین اور اونکا ثبوت لین اسیواسطے ہمنے اوس فتوے کو اس کتاب مین بھی چھپوا دیا ہی بعد اسکے حسب وعدہ ہزار روپیہ رائج الوقت ہمارے پیشکش کرین خیر اونکی عسرت پر ہم ترحم کرکے پانسو معاف کرتے ہین وہ پانسو ہی اپنے غیر مقلدین بھائیون سے چندہ کرکے یا جسطرح ممکن او بوصول ہو تحصیل کرکے ہمکو دین ورنہ پھر ایسے خیالی انعام دینے کے جھوٹے وعدون کا نام نہ لین اور قبل اسکے بھی ان مشتہر صاحب نے واسطے دھوکا دینے اور متردد کرنے مقلدین کے ایک اشتہار سوالات عشرہ کا بڑے شد و مد اور نہایت زور شور سے بوعدہ انعام دس روپیہ فی آیت و فی حدیث کے چھپوا کر مشتہر کیا تھا چنانچہ واسطے ملاحظہ ناظرین کے وہ اشتہار بجنسہ مندرجہ ذیل ہی۔

اشتہار

مین مولوی عبد العزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسمعیل صاحب ساکنان بلیہ وال اور جو اونکے ساتھ طالب العلم ہین جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیارپوری و میان نظام الدین صاحب و میان عبد الرحمن صاحب وغیرہ یعنی جملہ حنفیان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہون کہ اگر ان لوگون سے کوئی صاحب مسائل ذیل مین کوئی آیت یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو اور وہ اس مسئلے مین جسکے لیے پیش کیجاوے نص صریح قطعی الدلالۃ ہو تو فی آیت اور فی حدیث یعنی ہر آیت و حدیث کے بدلے دس روپیہ بطور انعام کے دونگا **اوّلاً** رفع یدین نکرنا آنحضرت کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اوٹھانیکے **ثانیاً** آنحضرت کا نماز مین خفیہ آمین کہنا **ثالثاً** آنحضرت کا

نماز مین زیر ناف ہاتھہ باندھنا رابعًا آن حضرت کا مقتدیون کو سورۂ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا خامسًا
آنحضرت یا باری تعالیٰ کا کسی شخص پر کسی امام کی ایمۂ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا سادسًا ظہر کا وقت
دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا سابعًا عام مسلمانون کا ایمان اور پیغمبرون اور جبرئیل کا مساوی
ہونا ثامنًا قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونا تشریح مثلًا کسی شخص نے ناحق کسیکی جورو کا دعوی کیا
کہ یہ میری جورو ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اوسکو
ملجاوے تو وہ عورت بحسب ظاہر بھی اوسکی بی بی ہے اور اوس سے صحبت کرنا بھی اوسکو حلال ہے تاسعًا
جو شخص محرمات ابدیہ جیسے مان یا بہن سے نکاح کر کے اوس سے صحبت کرلے تو اوسپر حد شرعی جو قرآن
یا حدیث مین وارد ہے نہ لگانا عاشرًا تجدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہو دہ در دہ سے کرنا تنبیہ
ان مسائل کی احادیث کی تلاش کرنیکے واسطے مین ان صاحبون کو اسقدر مہلت دیتا ہون جسقدر
یہ چاہین زیادہ مہلت مین انکو بھی گنجایش ہے کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیون سے مدد لین۔ المشتھر
ابو سعید محمد حسین لاہوری محمد حسین ابو سعید

حال آنکہ یہ سب مسائل کتب معتبرۂ حنفیہ مین جیسے فتح القدیر شرح ہدایہ لابن الہمام و شرح ہدایہ للعینی
و شرح معانی الآثار للطحاوی و برہان شرح مواہب الرحمن و مؤطا للامام محمد و کتاب الحجج للامام محمد و کتاب
الآثار للامام محمد و عمدۃ القاری شرح بخاری للعینی و لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح للشیخ الدہلوی
و مرقات شرح مشکوٰۃ لملا علی قاری و تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق و مستملی شرح منیۃ المصلی و عمدۃ الرعایۃ
فی حل شرح الوقایہ لمولانا محمد عبد الحی اللکھنوی و صریح الحمایہ علی شرح الوقایہ لمولانا محمد حسن السنبھلی وغیرہ
مین اچھی طرح ثابت ہوگئے ہین اور عمومًا جا بجا اس کتاب فتح المبین مین بھی لکھے گئے ہین اور خصوصًا
اسکے جواب مین بہت سے رسائل مثل دلائل کاملہ و اظہار الادلہ و عشرۂ کاملہ و عشرۂ مبشرہ و اشعار الاعلام
علی اشتہار العشرہ و انتصار الاسلام وغیرہ کے مطابع کانپور و امرتسر و دہلی و لودھیانہ مین چھپکر تمام ملک
پنجاب و ہندوستان مین پھیل گئے لیکن ابتک مشتہر صاحب نے باوجود قرآن و حدیث سے جواب با
صواب پانے کے ایفائے وعدہ نہ کیا اور کسی مجیب مصیب کو ایک ٹکا بھی ندیا پس معلوم ہوا کہ حضرت
کا بالکل ابانی جمع خرچ تھا اور پھر اوسپر طرہ یہ کہ فی الحال اونکے کسی متبع نے اوسی اشتہار کو دوبارہ
سنہ بارہ چھپوا کر لکھنؤ اور دہلی وغیرہ مین تقسیم کیا اور اوسکے نیچے لکھا افسوس کہ آجتک جواب اس اشتہار کا

مقلدین نے نہین دیا واہ رے تجاہل و صفائی کہ ساری دیگ ہضم ڈکار تک نہ آئی وعدہ خلافی کا تو یہ حال جواب پاکر بکر جانے مین یہ کمال کیون نہو ع تجاہل ہو تو ایسا ہو تجاہل ہو تو ایسا ہو ✤ اب ہم پوچھتے ہین جبکہ سوالات عشرۂ مشتہرہ درمیان مجتہدین ایمۂ دین کے مختلف فیہا ظنی اور قیاسی ٹہیرے بلکہ بعض انمین سے ایسے ہین کہ حضرات صحابہ مین جنکے باب مین حدیث اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ وارد ہی مختلف فیہ ہین جیسے رفع یدین وغیرہ کہ بعض صحابہ کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض صحابہ خلف الامام قراءت کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض صحابہ آمین جہر سے کہتے تھے اور بعض نہین اور احادیث مرفوعہ بھی ان امور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف وارد ہین اور جو مسائل مختار حنفیہ کے ہین اون سب کے دلائل اور ماخذ قرآن وحدیث سے ثابت ہین اور کوئی مسالہ کسی مجتہد کا خلاف قرآن وحدیث کے نہین ہی پھر آپکا ایسے مسائل اجتہادیہ و مختلف فیہا کے ثبوت مین آیت یا حدیث صحیح متفق علیہ اور نص صریح قطعی الدلالۃ طلب کرنا یہ کیسا سوال تعلیق بالمحال صریح البطلان قطعی لہذا ہی اسکو ادنیٰ علم والا بھی سمجھلیگا کہ جن مسائل مین ایمۂ مجتہدین و علماء محدثین کا سرے سے اختلاف چلا آیا ہو اور ہر ایک نے اونکو اپنے اپنے اجتہاد کے موافق قیاس اور ظن سے ترجیح دی ہو تو پھر اون مسائل کا سب کے نزدیک متفق علیہ اور قطعی ہونا ہرگز ممکن نہین (اختلاف مین اتفاق کیسا) بہلا اہل سنت جماعت کے یہان مشتہر صاحب کے ایسے سوالات جواب طلب مشروطہ فریب آمیز کو دخل کہان حضرت سائل تو ہنوز معنی عبارت اہل سنت وجماعت سے بھی واقف نہین اللہ اللہ کہان یہ اہل سنت وجماعت اور کہان یہ طریقۂ مبتدعہ کہ جس سے عبادات و اعمال مروجۂ خیر القرون کی اسناد طلب کرنا اور پھر اوسپر انعام کا وعدہ دینا کہان اصل کی نقل کہان نقل سے اصل اس عبث در عبث کا نتیجہ کیا بجز اسکے کہ سائل کو خواص جاہل جانین اور عوام ان سوالون سے دھوکا کھاوین اور اہل سنت کی کوئی غرض دینی اسمین متوقع نہین یہ طریقہ ایسا مشکوک و غیر مسلوک ہی کہ صحیح لذاتہ و حسن لذاتہ بھی بدون شہادت کسی قاعدۂ یقینی کے اہل حدیث کے اصول کے بموجب ہرگز عمل کے لائق و یقینًا توقع نجات کے قابل نہین جنکے اصول ظنی اوسکے کل فروعات بھی ظنی ہین اور جنکے اصول یقینی اوسکے کل فروعات بھی یقینی انحاصل اگر بطور جرح و تعدیل کے اہل حدیث کے وصول پر صحت کا ثبوت کسیکے معمول کی نسبت ہوا بھی ہو تو اوسکا کیا نتیجہ اور جسپر یہ دعوی بے معنی کہ اوسکی صحت مین کسیکو گفتگو نہو بغیر

گفتگو کے وجوہ صحت کیونکر سمجھا جائے پہلے تو سائل کو یہ چاہیے کہ اپنے مسائل معمول بہا کو بطریق جرح و تعدیل کے احادیث صحیحہ سے ثابت کردین کہ جس سے اونکی عبادات اور معاملات کے اعمال یقینی النجات ثابت ہو جاوین اور عنداللہ ماجور ہو کر انعام اخروی پاوین والا انعام دنیا کی خواہش ہو تو لامذہبی سے نیچریت کی طرف قدم بڑھاوین اور مزے اوڑاوین اور مباحث علمی کے جھگڑون مین نہ پڑین اور ہرگز ہرگز مسائل خلافیہ کے جواب کو بدلائل اتفاقیہ بوعدۂ انعام نہ طلب کرین ورنہ اونکو یا اونکے تلامذہ یا اساتذہ مین جنکو دعویٰ ہو اونپر واجب ہے کہ حسب شرائط خود ہمارے چودہ[۱۴] سوالات ذیل نمبر اول کا بھی جواب دین اور دس کے بدلے فی جواب ہم سے بیس[۲۰] روپیہ انعام لین اور اگر بیس[۲۰] سوالات نمبر دوم کے جوابات بغیر مدد اجماع و قیاس فقہی کے صرف قرآن و حدیث سے ثابت کرکے پیش کرینگے تو اینجانب فی آیت اور فی حدیث دس اشرفیان زرخالص کی انعام دینگے اور مثل مشتہر صاحب کے وعدہ خلافی نکرینگے۔

سوالات غیر مقلدین جواب طلب از غیر مقلدین

سوالات نمبر[۱]

اول[۱] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بوقت رکوع کرنے اور سر اوٹھانے کے ہمیشہ رفع یدین کرنا دوم[۲] آنحضرت کا نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے کے اوپر ہمیشہ ہاتھ باندھنا سوم[۳] آنحضرت کا نماز مین آمین بالجہر ہمیشہ کہنا چہارم[۴] حدیث قرأت خلف الامام کا بعد نزول آیت اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ کے مروی ہونا پنجم[۵] آنحضرت یا حق تعالیٰ کا ایمہ اربعہ مین سے کسیکی تقلید شرعی کو منع کرنا ششم[۶] کتاب و سنت سے قیاس و اجماع کا حرام ہونا ہفتم[۷] تین طلاق دیکر بدون حلالہ کرنے کے عورت کا نکاح شوہر اول سے کرا دینا ہشتم[۸] ایمہ اربعہ شیخ[۱] الاسلام ابن تیمیہ[۲] و داؤد ظاہری[۳] و ابن حزم[۴] و قاضی شوکانی زیدی کی تقلید کرنا نہم[۹] بغیر کسی عذر شرعی کے جمع بین الصلاتین کرنا یعنی ظہر و عصر کو ایک ساتھ اور مغرب و عشا کو ایک ساتھ پڑھنا دہم[۱۰] احادیث صحاح کا کتب صحاح ستہ مین منحصر ہونا اور سوا اونکے دوسری کتاب کی حدیث کو غیر معتبر سمجھنا یازدہم[۱۱] اس زمانۂ پر شور و فتن مین ہر شخص عامی کا قرآن و حدیث پر بلا تحقیق عمل کرنا اور اوسپر لوگون کو حکم دینا دوازدہم[۱۲] جو حدیثین امام اعظم کو بسند شیوخ تابعین یا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے واسطے سے پونہچی ہون اونکو بروایات رجال غیر تابعین کے ضعیف اور مخدوش سمجھنا سیزدہم[۱۳] حاجیون پر زیارت قبر شریف نبوی کا حرام یا مکروہ ہونا چہاردہم[۱۴] علمای حرمین شریفین اور جو لوگ اونکے پیرو ہون اور کل مقلدین کو مشرک و بدعتی کہنا اور غیر مقلدین کو

سوالات نمبر۲

اول کسی لامذہب کے جبے مین چوہا مرا ہوا نکلا اور اوس جبے مین سوراخ بھی ہی اور راوسی جبے اوس نے نمازین پڑھی ہین تو کتنے دنون کی نماز پھیرے حدیث صحیح سے ارشاد ہو **دوم** کسی شخص نے اپنے غلامون سے یہ کہا ہٰذَا حُرٌّ وَہٰذَا اَوْ ہٰذَا اس قول سے کون کون آزاد ہوگا **سوم** سر منڈوانے یا ناخن ترشوانے یا زخم کا چھلکا اوتار دینے سے تجدید وضو یا غسل یا مسح اوس موضع کا فرض ہوتا ہی یا نہین **چہارم** اندرون چشم وحاجب کا دھونا فرض ہی یا نہین **پنجم** جسکے ایک جانب دو ہاتھ پیدا ہوجاوین دونون کا دھونا فرض ہی یا ایک تصریح نص ارشاد ہو **ششم** داخل بزرت وناف وسوراخ بندمین پانی پونہچانا غسل مین ضرور ہی یا نہین **ہفتم** مجرد مباشرت فاحشہ یعنی التقای ختانین سے غسل واجب ہوتا ہی یا نہین یا کوئی اور شرط منصوص ہی **ہشتم** نفس لواطت سے غسل واجب ہوتا ہی یا نہین اور اسیطرح وطی زن جنّیہ اور جماع خنثی اور وطی بہیمہ وصغیرہ غیر مشتہاۃ موجب غسل ہی یا نہین **نہم** قرارت انجیل کا حالت جنابت مین کیا حکم ہی **دہم** دباغت سے جلد خنزیر ومار وموش بھی پاک ہوجائیگی یا نہین **یازدہم** کسقدر فصل وبعد سے تیمم جائز ہوگا **دوازدہم** عورت صاحب نفاس کو بھی بعد انقطاع نفاس بر تقدیر عجز تیمم جائز ہی یا نہین **سیزدہم** مقطوع الیدین والرجلین ومجروح الوجہ کا کیا حکم ہی بلا وضو نماز پڑھے یا مسح یا تیمم کرے **چہاردہم** جسکو پانی اور مٹی پاک میسر نہو وہ کیونکر نماز پڑھے **پانزدہم** عورت ومرد دونون توام پیدا ہوئے اونکے نکاح کی کیا صورت ہی **شانزدہم** کوئی شخص دریا یا تالاب کے پانی مین پایخانہ پھرے تو نہی اوسکی بغیر قیاس حدیث مَنْعُ الْبَوْلِ فِی الْمَاءِ الرَّاکِدِ کے ارشاد ہو **ہفدہم** جو پانی کہ لید یا گوبر کے کنڈون سے گرم کیا گیا ہو اوس سے وضو جائز ہی یا نہین **ہژدہم** جب آدمی سوتے سے جاگے اور بڑا مٹکا پانی کا زمین مین گڑا ہو اور چھوٹا کوئی برتن نہین تو وضو اور طہارت کیونکر کیسے **نوزدہم** جو روٹی کہ لید یا گوبر کی پکی ہو کھانا اوسکا جائز ہی یا نہین **بستم** جن گھڑون اور مٹکون کی مٹی لید اور گوبر کے ساتھ گوندھی گئی ہو جیسا کہ کمہارون کا دستور ہی استعمال اون برتنونکا جائز ہی یا نہین

تنبیہ۔ حسب شرائط مذکورہ ان مسائل کے جوابات لکھنے مین اسقدر مہلت دیجاتی ہی کہ وہ اپنے تمام برادران غیر مقلدین سے بھی خاطر خواہ مدد لین اور جواب باصواب دین ورنہ اس آیۂ کریمہ کے مورد مین اونکو داخل ہونا پڑیگا اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ

ترجمہ کیا اونکے اور شریک ہین جو راہ نکالی ہی اونھون نے اونکے لیے دین کی جسکا حکم نہین دیا اللہ نے

مسائلہ الکتیسوان ان غیر مقلدون کے اکثر عقائد اور اعمال اہل سنت جماعت کے بالکل مخالف ہین کہ بعضے مسائل مخترعہ و احکام مبتدعہ اونکے موجب کفر اور بعضے مبطل نماز اور بعضے موجب فسق و ابتداع ہین کہ تفصیل اوسکی موجب تطویل ہی نظر بران ہم یہان صرف **فتوای جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد** کو حسب وعدہ سابقہ درج کیے دیتے ہین تا ناظرین کو مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کا جھوٹا وعدہ انعام کرنا اون مسائل اور احکام کے وجہ ثبوت مین ظاہر ہو جاوے اور نیز ہر شخص جو اوسکو ملاحظہ کرے غیر مقلدون کے عقائد فاسدہ و مسائل کاسدہ سے بخوبی ماہر ہو جاوے

اہل سنت جماعت سے خارج ہین غیر مقلدین اعمال و عقائد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

(۱) علمای اہل سنت و جماعت اس مسئلے مین کیا فرماتے ہین کہ یہ گروہ وہابیین یعنی فرقۂ غیر مقلدین داخل ہی اہل سنت و جماعت مین یا خارج ہی انسے مثل اور فرقون ضالہ کے (۲) اور ہم مقلدون کو اونکے ساتھ مخالطت و مجالست کرنا اور اونکو اپنی مساجد مین باوجود خوف فساد کے آنے دینا درست ہی یا نہین (۳) اور اونکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہی بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل

جواب سوال اول

وہابیۂ غیر مقلدین (کہ قطع نظر عقائد کے جنکی علامات ظاہری اس ملک مین ائمہ اربعہ مین سے کسیکی تقلید نکرنا اور فقہ کو مخالف حدیث کے کہنا اور مقلدون کا نام مشرک اور بدعتی رکھنا اور اپنے تئین موحد اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چڑھنا اور نفس انعقاد مجلس میلاد خیر العباد اور فاتحہ خوانی و عرس اولیاء اللہ کو شرک و بدعت کہنا اور بغیر کسی امام کی تقلید کے نماز مین آمین پکار کے کہنا اور وقت رکوع اور قومے کے رفع یدین کرنا اور نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا اور جو ایسا نکرے اوسکو برا کہنا) مثل دیگر فرقون ضالہ رافضی و خارجی وغیرہما کے اہل سنت و جماعت سے خارج ہین کیونکہ اونکے بہت سے عقائد اور مسائل مخالف اہل سنت و جماعت کے ہین چنانچہ بموجب تحریر اونھین کی کتابون کے چند عقائد اور مسائل بقید نام کتاب و عدد صفحہ کے بطور نمونہ بیان کیے جاتے ہین تا پھر کسی منکر کو اونکے ثبوت مین گنجایش انکار اور شبہے کی باقی نہ رہے

پہلے انکے عقائد سنیے

اول یہ کہ خداے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہین چنانچہ صفحہ ۵ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ مرادآباد تصنیف مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین مین مندرج ہی **دوم** انبیا علیہم السلام سے احکام دینی مین بھول چوک کے قائل ہین جیسا کہ مولوی حسین خان صفحہ ۱ کتاب رد تقلید بکتاب المجید مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی مین اس مضمون کا اقرار کرتے ہین اور طرہ یہ کہ اوسکی صحت پر مولوی نذیر حسین و شریف حسین وغیرہما اکابر غیر مقلدین کی مہرین بھی ثبت ہین حال آنکہ انبیا علیہم السلام تبلیغ احکام مین بالاتفاق معصوم ہین **سوم** یہ کہ آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہین چنانچہ یہ مضمون صفحہ ۱۶۲ و نظر المومنین مصنفہ اخوند صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہی کہ اونھون نے خَاتَمُ النَّبِيِّين کے الف لام کو عہد خارجی کا لکھا ہی جسکے معنی یہ ہین کہ بعض کے خاتم ہین نہ سبکے حال آنکہ آپ کل انبیا کے خاتم اور نبی آخر الزمان ہین کہ بعد آپکے کوئی نبی نہوگا **چہارم** کہتے ہین کہ حدیث آحاد سے یعنی سواے حدیث متواتر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت نہین ہوتا جسکا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت سے سواے ایک دو معجزون کے زیادہ صادر نہوئے کیونکہ سواے قرآن کے اور معجزات حدیث متواتر سے ثابت نہین ہوتے چنانچہ یہ مضمون کتاب دلیل محکم مطبوعہ دہلی تصنیف مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہی **پنجم** اجماع کل امت کا جسکی سند ہمکو معلوم نہو حجت شرعی نہین ہی جیسا کہ صفحہ ۱۳ کتاب معیار الحق مطبوعہ لاہور مصنفہ مولوی نذیر حسین مین و صفحہ ۴۲ کتاب اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور تصنیف مولوی عبد اللہ مہدی معروف جھاؤ ساکن مؤ مین موجود ہی **ششم** مجتہد کا قیاس شریعت مین قابل اعتبار کے نہین ہی چنانچہ اوسی کتاب معیار الحق کے صفحہ ۹ مین اور اعتصام السنہ کے صفحہ ۳۶ مین مرقوم ہی **ہفتم** کتاب دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور مصنفہ ملا معین کے صفحہ ۲۱۹ مین لکھا ہی کہ حضرت امام مہدی کے زمانے مین رجعت ہوگی یعنی جو لوگ اونکی صحبت مین بدون ملاقات کے مرگئے ہین اور دنیا پا اونھون نے زمانۂ امام کو تو بحکم خداے تعالیٰ قبرون سے قبل قیامت کے زندہ ہو کر اونسے مستفید ہونگے چنانچہ اصل عبارت عربی اوس کتاب کی یہ ہی مَنْ مَاتَ عَلَى الْحُبِّ الصَّادِقِ لِلْإِمَامِ الْعَصْرِ الْمَهْدِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَلَمْ يُدْرِكْ اَوْ اَنَّهٗ اَذِنَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَنْ يُحْيِيَهٗ فَيَفُوْزُ فَوْزًا عَظِيْمًا فِيْ حُضُوْرِهٖ وَهٰذِهٖ
رَجْعَتُهٗ فِيْ عَهْدِهٖ حال آنکہ مسالہ رجعت کا نزدیک اہل سنت جماعت کے مردود ہی چنانچہ امام نووی
شارح مسلم لکھتے ہین کہ رجعت باطل ہی اور معتقد اسکے رافضی ہین پس معلوم ہوا کہ یہ طریقہ رفاض کا
ہی نہ اہل سنت کا ہشتم کہتے ہین کہ بارہ امام اور حضرت فاطمہ زہرا معصوم ہین یعنی اونسے خطا کا ہونا
محال ہی اور حضرت ابوبکر صدیق اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم کہ مخالف ہوئے حضرت علی کی بیعت خلافت
مین اور حضرت فاطمہ کے ارث دینے مین وہ سب کے سب خطاوار ہین اور نیز یہ کہتے ہین کہ عصمت آنحضرت
کی عقلی ہی اور عصمت امام مہدی کی نقلی چنانچہ یہ مضمون اوسی کتاب دراسات کے صفحہ ۲۱۳ مین مرقوم
ہی حالانکہ یہ عقیدہ بھی خاص رافضیون کا ہی کہ بارہ امام اور چودہ معصوم اونکے یہان مقرر ہین اور ہمارے
یہان تو سواے پیغمبرون کے کوئی دوسرا معصوم نہین جیسا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی
تحفہ اثنا عشریہ کے باب دہم مین لکھتے ہین - مذہب اہل سنت نیست کہ کسے را غیر نبی معصوم دانند انتہی
نہم اوسی کتاب دراسات مین حدیث اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ کو بمقابلہ
عصمت اہل بیت کے موضوع قرار دیا ہی اور حدیث اِقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ
سے جواز اقتداے شیخین کا قائل ہوا ہی اور وجوب استحباب کو بالکل اوڑا دیا چنانچہ عبارت عربی اوسکی
یہ ہی وَالْحَدِيْثُ الْاَوَّلُ مَوْضُوْعٌ وَاِلَّا لَكَانَ قَوْلُهٗ اِهْتَدَيْتُمْ فِيْهِ خَاصَّةً مِمَّا يَدُلُّ عَلٰى
عَدَمِ خَطَائِهِمْ وَالثَّانِيْ مِنْهُ جَوَازُ الْاِقْتِدَاءِ بِهِمَا وَهُوَ لَا يَقْتَضِيْ عَدَمَ خَطَائِهِمَا بِوَجْهٍ
قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنی کتاب سیف المسلول مین حدیث اَصْحَابِيْ کی نسبت لکھا ہی
کہ مِنْهُ مَشْهُوْرٌ وَقَدْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِاَسَانِيْدَ مُتَنَوِّعَةٍ يَرْتَقِيْ بِهَا اِلٰى دَرَجَةِ الْحَسَنِ اور
دوسری حدیث اس موقع پر ہی کہ فرمایا آنحضرت نے مین نہین جانتا کہ زندگی میری کتنی ہی پس اقتدا کرو
تم ابوبکر اور عمر کی افسوس کہ باوجود اقتضاے صیغہ امر کے جواز اقتدا لیا اور وجوب استحباب بالکل چھوڑ دیا
دہم حضرت ابوبکر صدیق حضرت فاطمہ زہرا کے ساتھ اور حضرت عمر حضرت علی کے ساتھ معاذ اللہ عداوت
اور کینہ رکھتے تھے چنانچہ صفحہ ۹۶ کتاب اعتصام السنہ مذکور مین مسطور ہی یازدہم چارون اماموں کے
مقلد اور چارون طریقون کے متبع یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ
وغیرہ سب لوگ مشرک اور کافر ہین چنانچہ اوسی کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۹ مین لکھا ہی اور مولوی

محمد یٰسین نے رسالہ اشعار الحق جواب رسالہ تنویر الحق مین سب مقلدون کو اخوان یزید اور رافضی پلید
اور شیطان و کافر لکھا ہی اور اسیطرح مولوی محی الدین نومسلم کتب فروش لاہوری نے بھی کتاب
ظفر المبین مطبوعہ لاہور مورخہ رمضان ۱۲۹۶ ہجری کے صفحہ ۱۸۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ مین تقلید کو شرک
اور حرام اور مقلدین حنفیہ کو مشرک ور کافر لکھا ہی اور چارون اماموں کے مصلون کو ضلالت اور
بدعت قرار دیا ہی جسکا جی چاہے دیکھلے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا **تنبیہ** مقام عبرت ہی اور کتنی بڑی جرأت
ہی کہ جب انھون نے علمای مقلدین اور اولیای کاملین کو بے دہڑک مشرک ور کافر لکھدیا تو اب انکے
کفر و الحاد مین کیا شک باقی رہگیا افسوس صد افسوس ان ناعاقبت اندیشیون اور بیخبرون کو اتنی
بھی خبر نہین کہ ہماری اس بیہودہ تقریر اور ناشایستہ تحریر سے خود ہمارے امام المحدثین اور مقتدای عالمین
حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ الباری بھی معاذ اللہ کافر و مشرک ہوئے جاتے ہین بدین وجہ کہ وہ بھی
مقلدین امام شافعی رحمۃ اللہ کے اور داخل ہین زمرۂ مقلدین شافعیہ مین جیسا کہ زبدۃ المحدثین
عمدۃ المفسرین عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنی کتاب الانصاف فی
بیان سبب الاختلاف مین لکھا ہی وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ فَاِنَّهٗ مَعْدُوْدٌ
فِيْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ وَمَنْ ذَكَرَهٗ فِيْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ الشَّيْخُ تَاجُ الدِّيْنِ السُّبْكِيُّ وَقَالَ
اِنَّهٗ تَفَقَّهَ بِالْحُمَيْدِيِّ وَالْحُمَيْدِيُّ تَفَقَّهَ بِالشَّافِعِيِّ وَاسْتَدَلَّ شَيْخُنَا الْعَلَّامَةُ عَلٰى اِدْخَالِ
الْبُخَارِيِّ فِي الشَّافِعِيَّةِ بِذِكْرِهٖ فِيْ طَبَقَاتِهِمْ وَكَلَامُ النَّوَوِيِّ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ شَاهِدٌ لَهٗ
انتہی یعنی جسطرح ابو جعفر بن جریر طبری شافعی المذہب ہین اسیطرح امام محمد بن اسمعیل بخاری بھی مقلدین
شافعیہ مین شمار کیے گئے ہین اور جس شخص نے اونکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی وہ امام تاج الدین سبکی
ہین اور اونھون نے فرمایا کہ امام بخاری نے علم فقہ سیکھا ہی امام حمیدی سے اور حمیدی نے امام
شافعی سے اور دلیل لائے ہین ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل ہونے پر شافعیہ مین ساتھ مذکور
ہونے اونکے طبقات شافعیہ مین اور کلام امام نووی کا جو ذکر کیا ہم نے اوسکو گواہی دے رہا ہی
اس بات کی کہ امام بخاری شافعی المذہب ہین انتہی پس جب ایسے بڑے امام المحدثین نے بدون تقلید کے
دین مین چارہ نہ دیکھا ناچار مذہب شافعی اختیار کیا تو اب ان لامذہبون کو بتقلید امام بخاری علیہ الرحمہ
کے ضرور چاہیے کہ کسی مذہب کو اختیار کرین اور اپنی لامذہبی پر ہزار بار نفرین اور دھتکار کرین —

ثبوت امام بخاری علیہ الرحمۃ کا شافعی المذہب ہونے کا

دوازدہم جو شخص ایمان باللہ والیوم الآخر و تصدیق بما جاء بہ النبی رکھے اور حلال کو حلال اور
حرام کو حرام جانے اوس شخص کو غیر مقلدین مسلمان متقی اور مصداق اس آیت کا جانتے ہین اُولٰئِکَ
الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ چنانچہ یہ مضمون رسالہ ثبوت الحق الحقیق تصنیف مولوی
نذیر حسین مطبوعہ چشمۂ فیض دہلی محلہ پیپل مہادیو کے صفحۂ اول مین مندرج ہی حال آنکہ صرف موصوف
بالایمان ہونے اور تصدیق بما جاء بہ النبی کرنے سے مسلمان متقی کذائی نہین ہوسکتا ورنہ باوجود مرتکب ہونے
محرمات قطعیہ کے اور تارک ہونے واجبات حتمیہ کے متقی اور مصداق ہونا اس آیت کا لازم آتا ہی اور یہ
بالاتفاق تمام علمای اہل سنت کے نزدیک باطل ہی بلکہ متقی کذائی ہونے مین اتصاف بالحسنات
اور احتراز عن السیئات بھی ضرور ہی اور مصداق آیۂ مذکورہ کے وہی لوگ ہین جو باوجود موصوف بالایمان
ہونے کے موصوف بالفضائل العملیہ بھی ہون جیسے بذل اموال و ایتای زکوٰۃ و اقامت صلوٰۃ
و ادای صوم و حج و ایفای عہود و مواثیق و صبر و استقلال بوقت مصیبت و ملال غرض کہ جملہ
ضروریات دین اور مستحسنات اسلام پر بھی عمل ہو سیزدہم اوسی کتاب ثبوت الحق الحقیق کے صفحہ
۳ و ۴ و ۷ مین مولوی نذیر حسین نے تقلید کو بدعت مذمومہ اور مخالف طریق اسلام قرار دیا ہی اور
ایمۂ مجتہدین کو مثل احبار و رہبان یعنی علمای یہود و ترسا کے بنایا ہی اور حضرات مقلدین کو مصداق
ان آیات کا ٹھیرایا ہی اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَ رُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمُ
اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا حال آنکہ یہ آیتین یہود و نصاری
و کفار مشرکین کی شان مین وارد ہین افسوس کہ مصداق اوسکے مومنین و مجتہدین اسلام ٹھیرائے جاوین
اس سے بڑھکر تعصب اور گمراہی کیا ہوگی ؎ از برون طعنہ زنی بر بایزید ✤ وز درونت ننگ
میدارد یزید ✤ خیال کرنا چاہیے کہ تفسیر آیات سے ظاہر ہوتا ہی کہ بنی اسرائیل نے جو تحریم ما احل اللہ
اور تحلیل ما حرم اللہ مین اپنے احبار و رہبان کی اتباع کی تو کافر و مشرک ہوگئے ہم پوچھتے ہین کہ وہ
تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیۂ ضروریہ کی تھی یا ایسے محرمات و مباحات کی کہ جنکی حرمت و اباحت
مین اختلاف اور ضرورت اجتہاد کی ہی پس در صورت اول مولوی صاحب کو ایمۂ اربعہ رضی اللہ
عنہم کی نسبت بھی تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیۂ ضروریہ کی ثابت کرنا چاہیے حتی کہ اونکے
مقلدین بسبب اتباع کرنے کے ایسی تحلیل و تحریم مین مشرک و کافر قرار دیے جاوین اور بدون اثبات

اس امر کے مقلدین ایمہ کو مشرک قرار دینا قیاس ناروا اور اجتہاد بیجا ہی آور در صورت ثانی معاذ اللہ
صحابہ کرام کا مشرک کافر ہونا لازم آتا ہی کیونکہ اونھون نے لفظ اَنتِ طَالِقٌ ثَلاثًا سے طلقات
ثلاثہ واقع ہونے مین حضرت عمر رض کا اتباع کیا ہی تا کافر ہونا خود بدولت اور اونکے اکابر کا مثل قاضی
شوکانی و ابن القیم وغیرہم کے لازم آتا ہی اسواسطے کہ اونھون نے لفظ مذکور سے طلقات ثلاثہ نہ واقع
ہونے مین ابن تیمیہ و داؤد ظاہری و ابن حزم کی تقلید کی ہی پس شق اول تو بدیہی البطلان ہی کہ
صحابہ سے تحریم ما احل اللہ ہرگز نہین ہو سکتی اور شق ثانی بزعم مولوی صاحب کے متعین ہو گئی اب اسکا
کیا جواب ہی کیون ایسی بات کیجیے کہ اولٹا الزام اوسکا اپنے اوپر لیجیے **چہاردہم** رسالۃ الاحتوا علی
مسالۃ الاستوا تصنیف نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال مطبوعہ گلشن اودہ لکھنؤ مین لکھا ہی
کہ خدا عرش پر بیٹھا ہی اور عرش اوسکا مکان ہی آور دونون قدم اپنے کرسی پر رکھے ہین اور کرسی اوسکے
قدم رکھنے کی جگہ ہی آور ذات خدا کی جہت فوق اور طرف علو مین ہی آور اوسکو فوقیت جہت کی ہی نہ فوقیت
رتبہ کی آور وہ عرش پر رہتا ہی آور اوترتا ہی ہر شب کو طرف آسمان دنیا کے آور اوسکے لیے دہنا بایان
ہاتھ اور قدم اور ہتیلی اور اونگلیان اور دو آنکھین اور منہ اور پنڈلی وغیرہ سب چیزین بلا کیف
ثابت ہین اور جو آیتین اس بارے مین ہین سب محکمات ہین آیات متشابہات نہین اور اون
آیات و احادیث مین تاویل نکرنا چاہیے سب آیتین اور حدیثین اپنے ظاہر معنی پر محمول ہونگی اور
اسی ظاہر معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہیے انتہی حال آنکہ یہ مذہب فرقہ مجسمہ و مشبہہ و جہلہ حنابلہ
کا ہی آور مخالف ہی اہل توحید و ارباب تنزیہ سنت جماعت کے چنانچہ اس رسالے کے رد مین رسالہ استیلا
علی الاحتوا مطبع مصطفائی لاہور مین چھپ چکا ہی آور دوسرا رسالہ بھی اسکے جواب مین موسوم
بہ ضوء الایمان فی تنزیہ الرحمن مطبع رحیمی لودھیانہ مین مطبوع ہوا ہی ان دونون رسالون مین
مذہب اہل حق کو خوب تفصیل سے لکھا ہی اور نواب صاحب کے عقائد کا رد بخوبی کیا ہی کہ وہ حق تعالے
کے صفات واردہ فی الشرع پر ہرگز ایمان نہین لائے ہین بلکہ ظواہر معنی متشابہات پر اپنی رائے
اور تاویل اور تفسیر کے موافق ایمان لائے ہین اور اس سے مصداق زائغین اور مفتنین فی الدین
کے بنگئے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ
مِنْہُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَۃِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِیْلِہٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ یعنی جن لوگونکے دلون مین

کجی اور گمراہی ہو سو وہ پیروی کرتے ہین ظواہر معنی آیات متشابہہ کی بغرض فتنہ انگیزی اور رواسطے چاہنے حقیقت اوسکی کے حالانکہ حقیقت اوسکی اللہ ہی جانتا ہی پس اس بارے مین مذہب اہل سنت جماعت کا یہی ہی کہ آیات واحادیث صفات باری تعالی باعتبار الفاظ اور کلمات کے محکم ہین یعنی صاف اور واضح الدلالہ ہین اور باعتبار مفاہیم اور معانی کے متشابہ ہین یعنی اونکے کئی کئی معنی ہین اور اجمالاً اوسکے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا کافی ہی اور بلا ضرورت اوسکی تفسیر اور تاویل نکرین اور حق تعالی کو اون صفتون کے حقائق سے پاک اور منزہ جانین اور اوسکے مرادی معنون کو علم الٰہی کے سپرد کردین اور اوسکی کیفیت سے ساکت اور خاموش رہین اور اوسکے کسی معنی کو معین نکرین مثلاً یہ نہ کہین کہ استوا بمعنی استقرار یا جلوس کے ہی یا ید بمعنی قدرت یا جارحہ کے ہی یا وجہ بمعنی ذات یا منہ کے ہی بلکہ اتنا کہنا کافی ہی کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہی اور صاحب ید اور صاحب وجہ ہی کیونکہ ظاہر معنی متشابہات کے لینے سے اللہ تعالی کے واسطے جسم اور صورت اور جہت تحتانی و فوقانی اور مکان و زمان و جوارح و دیگر لوازم جسمیت من صفات الحوادث والممکنات ثابت ہوتے ہین حال آنکہ اللہ تعالی قدیم ہی اور ان چیزون سے منزہ اور پاک ہی اور اوسکا نہ منہ ہی اور نہ ہاتھ ہی اور نہ وہ چڑھتا ہی اور نہ اوترتا ہی اگرچہ بے کیف سہی فَافْهَمْ وَخُذْ هٰذَا مِنْ عَقَائِدِ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِيْنَ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الظَّوَاهِرِيَّةِ وَالْغَيْرِ الْمُقَلِّدِيْنَ

پانزدہم بیس رکعت تراویح کو بدعت اور ضلالت جانتے ہین اور اس بارے مین حضرت عمر رضہ کو صریح خاطی اور مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھیرتے ہین چنانچہ نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے کتاب الانتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت عمر رضہ کو نہایت بیباکی سے صاف خاطی اور بدعت ضلالہ کا مخترع لکھا ہی کہ عبارت عربی اوسکی یہ ہی وَاَمَّا قَوْلُهٗ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ فَلَيْسَ فِي الْبِدْعَةِ مَا يُمْدَحُ بَلْ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ اِلَّا طَرِيْقَتُهُمُ الْمُوَافِقَةُ بِطَرِيْقَتِهٖ مِنْ جِهَادِ الْاَعْدَاءِ وَتَقْوِيَةِ شَعَائِرِ الدِّيْنِ وَنَحْوِهَا وَمَعْلُوْمٌ مِنْ قَوَاعِدِ الشَّرِيْعَةِ اَنَّهٗ لَيْسَ لِخَلِيْفَةٍ رَاشِدٍ اَنْ يَّشْرَعَ طَرِيْقَةً غَيْرَ مَا كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ نَفْسَهُ الْخَلِيْفَةَ الرَّاشِدَ سَمّٰى مَا رَاٰهُ مِنْ تَجْمِيْعِ صَلَاتِهٖ لَيْلَ رَمَضَانَ بِدْعَةً وَلَمْ يَقُلْ اِنَّهَا سُنَّةٌ اس تقریر سے صاف ظاہر ہی کہ نواب بھوپال نے جماعت تراویح کو مخالف حکم آنحضرت کے سمجھکر اوسپر اطلاق سنت کا ناجائز خیال کیا ہی حال آنکہ قول و فعل صحابۂ کرام بھی سنت کی

جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
من بعدی انتہی اور سوای اسکے اس بیس رکعت تراویح کو بدعت عمری کہنا رافضیون کا قول ہی کما ذکرہ
السیوطی فی جوامعہ اور آٹھ رکعت تراویح کو سنت کے بہانے سے راحت نفس کی سمجھکر پڑھنا اور بیس
رکعت کو بدعت عمری کہکے مشقت کے سبب سے چھوڑ دینا تو صریح اہین تقلید خواہش نفسانی ہی نہ اتباع
سنت رسول رحمانی بلکہ آنحضرت کی سنت فعلی کو بنظر تخفیف محنت کے لینا ہی اور سنت قولی کو تو باعث
مشقت کے چھوڑ دینا ہی سبحان اللہ دعوی یہ کہ ہم پوری پوری سنت پر عمل کرتے ہین اور عمل یہ کہ
آدھی سنت پر چلتے ہین اور وہ آدھی بھی پوری نہین اور اوسپر طرہ یہ کہ جو تمام امت محمدیہ شرق سے
غرب تک بیس رکعت تراویح کی پڑھتے ہین اور سنت قولی وفعلی دونون پر عمل کرتے ہین بدعتی اور
تارک سنت نبوی ہو جائین اور خود جو نیم سنت پر چلتے ہین عامل بالسنہ کہلائین یہ بھی عجیب دھوکے
کی بات ہی جو پیرو سنت کہلاتے ہین وہ راہ سنت پر نہین آتے ہین اور جو سنت کو بجالاتے ہین وہ بدعتی
کا خطاب پاتے ہین کیا اندھیر ہی اور کیسا اولٹ پھیر ہی کہ غیر مقلد نے صرف آٹھ رکعت پڑھکے فراغت
پائی تخفیف عبادت کی راحت اوٹھائی اور مقلد نے ہر چند کہ بیس رکعت ادا کرنے مین بار مشقت اوٹھایا
لیکن ہر دو سنت کے میدان تکمیل پیروی سے قدم نہ ہٹایا ع سودا قمار عشق مین شیرین سے
کوہکن + بازی اگرچہ پانہ سکا سر تو کھو سکا + کس منہ سے پھر تو آپکو کہتا ہی عشقباز + اے روسیاہ
تجھسے تو یہ بھی نہو سکا + شمارہ دہم کتاب منہج المومنین مطبوعہ مطبع محمدی لاہور تصنیف قاضی
محمد حسین ساکن اچر ضلع مالوان کے صفحہ ۹۷ سے تا ۱۰۴ مین لکھا ہی کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ
کہنے والا کافر و مشرک ہی کہ اوسنے یہ تینون شرک کیے اشراک فی العلم اور اشراک فی التصرف اور اشراک
فی العبادۃ اور اسیطرح سے یا رسول اللہ کہنے والا بھی کافر و مشرک ہی حالانکہ یہ کہنا بالکل تعصب و
نفسانیت سے بھرا ہی اور خود معترض علم معرفت سے بے بہرہ ہی شمارہ یازدہم اوسی کتاب کے صفحہ
۱۹ مین لکھا ہی جو کوئی اذان مین وقت سننے اشھد ان محمدا رسول اللہ کے انگوٹھون کو چوم کے
آنکھون پر رکھے وہ بدعتی ہی اور جسقدر اس بارے مین حدیثین ہین وہ سب موضوع اور بناوٹی ہین
اور عمل کرنا اسپر موجب ضلالت ہی حالانکہ یہ کہنا بھی بالکل حماقت اور جہالت ہی شمارہ دوازدہم اوسی
کتاب کے صفحہ ۱۲۶ سے تا ۱۲۸ مین مرقوم ہی کہ آنحضرت کا عالم برزخ مین احوال اور اعمال امت پر واقف

بدیہی البطلان ہی اور اعتقاد ایسا موجب شرک جلی اور مستلزم اثبات علم غیب ہی کہ یہ خاصہ علام الغیوب کا ہی اور جو بواسطہ ملائکہ کے احوال امت پر آپ مطلع کیے جاتے ہین سو یہ بھی غیر متیقن ہو غیر ثبت ہی اور قابل اعتبار کے نہین ہی کہ سواے ارباب سیر کے کسی نے معتبرین اہل حدیث سے اسکو نقل نہین کیا بلکہ حدیثین اسکے خلاف پر وارد ہین حال آنکہ احادیث سے یہ بات ثابت ہی کہ قبر شریف مین آنحضرت پر احوال و اعمال امت پیش کیے جاتے ہین جن لوگونکے اعمال صالحہ ہوتے ہین تو آپ خوش ہوتے ہین اور اعمال بد ہوتے ہین تو آپ اونکے حق مین دعا و استغفار کرتے ہین **نوزدہم** اوسی کتاب مین صفحہ ۱۳۰ سے تا ۱۳۳ لکھا ہی کہ میت کو ادراک اور سماع ثابت نہین ہی ارواح مفارقہ کو تعلق اور حیات صرف بقدر سقایتا کون ویتلذ ذ بہ حاصل ہی اور جو حدیثین کہ شرح الصدور مین دربارۂ اثبات سماع موتی کے وارد ہین وہ قابل تمسک نہین کہ اکثر حدیثین وہین رسائل جلال الدین سیوطی کی طبقۂ رابعہ سے لکھی ہین اور احادیث طبقۂ رابعہ اس قابل نہین ہین کہ کسی عقیدے یا عمل کے اثبات مین سند اور تمسک ہون حالانکہ عقیدہ اہل سنت آئین یہ ہی کہ ادراک اور سماع اموات کو حاصل ہی اور یہ بات قرآن و حدیث سے ثابت ہی **بستم** اوسی کتاب کے صفحہ ۱۳۴ مین مرقوم ہی کہ ارواح انبیاے کرام و اولیاے عظام سے بعد مفارقت کسی طرح کا فیض نہین ہی اور افعال اختیاریہ و غیر اختیاریہ مین استفاضہ انسے شرعا و عقلا ناجائز بلکہ بدیہی البطلان ہی ورنہ بعثت انبیا کی مرۃ بعد اخری بیکار اور بیفائدہ ہوجاتی اور ایکہی وجود شریف حضرت آدم علیہ السلام کا قیامت تک کافی ہوجاتا اور وہ آثار افادہ و استفادہ و تعلیم و تعلم کے جو آنحضرت سے بعد انتقال کے زمانۂ صحابہ مین پائے گئے وہ سب بے اصل معلوم ہوتے ہین ورنہ اگر قبر شریف سے تعلیم و افادہ ہوتا تو آپکے تعیین کفن و کیفیت دفن و غسل و دیگر مسائل عبادات و معاملات مین فیما بین صحابہ اختلاف نہ پڑتا اور نوبت محاربات و منازعات کی نہ آتی اور اسیطرح اختلاف تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین و مفسرین و محدثین کا ہرگز نہ رہتا بلکہ کارخانہ قیاس و اجتہاد و استنباط مسائل و تتبع روایات احادیث و فقہ کا درہم برہم ہوجاتا انتہی خدا بچائے ایسی سوء عقیدت اور بدگمانی سے کہ صریح اس سے معجزات انبیا اور کرامات اولیا کا انکار پایا جاتا ہی لا حول و لا قوۃ الا باللہ **بست و یکم** اوسی کتاب کے صفحہ ۱۳۵ مین مرقوم ہی کہ استمداد اہل قبور سے بایطور کرنا کہ یا حضرت واسطے حصول مطالب کے دعا فرمائیے یہ خلاف شرع بلکہ موجب شرک ہی کہ یا حضرت کہنا سماع کو چاہتا ہی

اور ادراک وسماع اہل قبور سے بالکل منتفی ہی اور نیز واسطے دعاے اہل قبور کے کوئی اثر مترتب نہین ہی
پس دعا کرانا ان سے لغو ہی انتہی پس یہ عقیدہ بھی خلاف اہل سنت کے ہی **بست و دوم** اور اوسی
صفحہ ۲۵ امین لکھا ہی کہ سفر کرنا بقصد تحصیل برکت کے امکنۂ ثلاثہ یعنی مسجد نبوی و مسجد حرام و مسجد
بیت المقدس کی طرف بحکم حدیث لَا تُشَدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الخ منصوص ہی
اور بجز ان مقامات کے اور کسی قبر نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے جانا ناجائز ہی کہ خود حدیث صحیح کی
موجود ہی کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِیْ وَثَنًا اور دعا مانگی آپ نے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ
وَثَنًا یعنی اے اللہ نہ بنا میری قبر کو بت کہ لوگ وسکی پرستش کرین اور بیان سے معلوم ہوا کہ وثن
صنم سے عام ہی کہ صورت وغیر صورت دونون پر بولا جاتا ہی اور بھی یہ بات دریافت ہوئی کہ قبر بھی
بر تقدیر پرستش کے داخل اوثان ہی اور مصنف ابو بکر بن شیبہ مین مروی ہی کہ ایک شخص آنحضرت کی قبر
شریف کے پاس کھڑا ہو کے کچھ عرض حال کر رہا تھا پس زین العابدین علی بن حسین نے اوسکو منع
کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہی لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا پس بیان سے یہ بات نکل آئی کہ جس
طرح بت پرست بتون کے آگے عرض حال کرتے ہین اسطرح کسی قبر کے آگے نہ کیا جاوے ورنہ وہ قبر
حد اوثان مین داخل ہو جاویگی اور اجتناب اوس سے واجب ہوگا اسیواسطے خواجہ بہاء الدین نقشبند نے
فرمایا ع تو تا کور مردان را پرستی + بگرد کار مردان کن درستی + انتہت خُلَاصَةُ مَا فِی
تُحْفَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ بَلْ هٰذَا مَهْلَكَةٌ مِّنَ الْاِضْلَالِ لِعَوَامِّ الْمُقَلِّدِیْنَ اب ان غیر مقلدون کا کیا
کہنا کہ جسطرح محمد بن عبد الوہاب نجدی نے آنحضرت کے مزار شریف کو اسی کج فہمی کے سبب صنم اکبر
قرار دیکر انہدام کا حکم لگا دیا تھا یہ بھی ویسا ہی کیا چاہتے ہین اور یہ خبر نہین کہ خود حق تعالی مانعین
زیارت نبوی پر لعنت فرماتا ہی اسواسطے کہ جب یہ حدیث صحیح دربارۂ وعید غیر مجوزین زیارت نبوی
کے وارد ہو گئی مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ یعنی جسنے حج کیا اور نہ زیارت کی میری قبر کی
سو اوسنے بیشک مجھپر ظلم کیا جب اللہ تعالی مطلق ظالمون کے حق مین ارشاد فرماتا ہی کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ
عَلَى الظّٰلِمِیْنَ پس جو لوگ کہ آنحضرت پر ظلم کرنا جائز رکھینگے وہ تو اللہ کے نزدیک بہت بڑے پکے
ملعون ہونگے **بست و سوم** ختم پنج آیت و سوم میت و مصافحۂ جمعہ و معانقۂ عیدین و مجلس
میلاد خیر العباد و عمل اسقاط میت وغیرہ یہ سب امور بدعت اور ضلالت ہین چنانچہ یہ مضمون کتاب

تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالہام تصنیف ابو عبد اللہ قصوری عرف غلام علی مطبوعہ ریاض ہند
پریس امرتسر مورخہ ۱۲۹۸ھ کے صفحہ ۱۵ مین مرقوم ہی [۲۴] **بست و چہارم** اوسی کتاب کے صفحہ ۲۰
و ۲۱ مین لکھا ہی کہ تاثیر اوراد و اعمال سلب امراض و افاضہ توبہ عاصی و تصرف خیال و آگاہی نسبت
اہل اللہ و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقائع آیندہ و دیگر تصرفات اولیاء اللہ و کشف قبور و کشف
ارواح و تعویذات و طریق دفع بلیات وغیرہ من اعمال المشایخ الصوفیہ سب شرک اور بدعت مین اور
خلاف حدیث و سنت اور صفحہ ۲۸ مین بعد انکار و رد بیعت صوفیہ کے لکھا ہی کہ بہت بڑا استدلال
اس بیعت کے حرام ہونے پر یہ ہی کہ بیعت مروجہ یعنی پیری مریدی سے دین اسلام مین اسقدر فتور
اور فسادات پڑے مین کہ جنکا شمار امکان سے باہر ہی شرک فی الالوہیت و شرک فی الربوبیت
و شرک فی الدعا جسقدر اقسام شرک کے ہین سب اسی سے پیدا ہوئے ہین اور صفحہ ۲۸ مین لکھا ہی سچ
پوچھو تو یہی بیعت مروجہ باعث ہوتی ہی کلمات کفریہ و اعتقادات حلولیہ کی جسکو فنا فی اللہ اور
فنا فی الشیخ سے تاویل کرتے ہین انتہی مقام حیرت اور جاے عبرت ہی کہ اس شخص نے بتقلید نفس
پلید بلکہ باتباع خبث یزید کے حضرات صوفیہ کرام کی شان مین کیسی کیسی صریح بے ادبیان کی ہین کہ
گویا گالیان دی ہین منتقم حقیقی اسکا بدلا لیوے یا اوسکو ہدایت دیوے [۲۵] **بست و پنجم** اوسی کتاب
کے صفحہ ۳۲ مین لکھا ہی کہ درود مستغاث اور دلائل الخیرات و کبریت احمر و درود اکبر وغیرہ کتب
درود سب بے اصل اور محض اختراعی ہین بلکہ یہ درود ہی نہین انتہی خدا بچاوے ایسے خیالات
واہیہ اور مقالات بیہودہ سے کہ بالکل خباثت اور آنحضرت سے صاف عداوت معلوم ہوتی ہی
بست و ششم اوسی کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ مین فرط محبت عقلی کو آنحضرت کے ساتھ شرک لکھا ہی
اور آپکے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے کو مشرک کہا ہی نعوذ باللہ منہا اور اسی بنا پہ صفحہ ۴۲ مین حضرت
مولانا نظام الدین گنجوی رح کو مشرک لکھدیا ہی کہ اونھون نے بسبب فرط محبت کے سکندرنامہ
مین یہ بیت نعتیہ لکھی ہی ؎ چہ گویم کہ عیسے بموکب روان ✣ یسار و یمینش خضر و موسی دوان ✣
اور لکھا ہی کہ اس فرط مدح مین دوسرے پیغمبرونکی تحقیر اور توہین ہوئی جاتی ہی حال آنکہ اگر غور سے
دیکھا جاوے تو ایسے سید المرسلین خاتم النبیین کی سواری معراج کے ساتھ ساتھ جلو مین ہونا
پیغمبرونکا موجب کمال تعظیم اہل موکب ہی و نہایت عزت و تکریم ہمراہیون کا سبب ہی اور اتحاد

سے ثابت ہو کہ شب معراج مین آپ بمقام بیت المقدس سب پیغمبرون کے پیشوا اور امام ہوئے اور سبھون نے
آپکے پیچھے اقتدا کی اور نماز پڑھی اسیطرح سے آسمانون مین بھی پیغمبرون نے بتعظیم تمام آپکا استقبال کرکے
ملاقات کی اور اپنی اپنی حد انتہا تک آنحضرت کی سواری کے ساتھ رہے اسمین تو کوئی توہین پیغمبرونکی
نہین نکلتی ہان البتہ بزرگی اور سرداری آپکی سب پیغمبرون پر ظاہر ہوتی ہے اسمین کیا قباحت ہے کہ خود
حق تعالی نے آپکو سارے پیغمبرون کا سردار اور بادشاہ بناکے بھیجا اور سب اہل اسلام کا بھی یہی اعتقاد ہے
کہ آپ افضل الانبیا اور سید المرسلین ہین پس اس شعر کے سبب حضرت نظامی کو مشرک کہنا قصوری
صاحب کی عقل کا قصور ہے اور دماغ مین اونکے بالکل فتور ہے **بست و ہفتم** اوسی کتاب کے صفحہ
۵۴ سے صفحہ ۵۹ تک لکھا ہے کہ الہام صرف دل کے خیال کو کہتے ہین خواہ خدا کی طرف سے ہو خواہ شیطان
کی جانب سے خواہ وہ خیر ہو خواہ شر اور الہام ہر ایک کو ہوتا ہے مکھی سے لے انسان تک اور کافر سے
لے مسلمان تک اسمین کسیکی خصوصیت نہین ہے اس الہام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجھنا خطا ہے الا
ہر ایک مومن اولیاء اللہ ہے اور الہام کسیکا خاصہ نہین انتہی کلامہ واہ واہ اب کیا پوچھنا ہے کہ مکھی مچھر
اور مشرک و کافر کو بھی الہام ہونے لگا اور ہر مومن خواہ فاسق ہو یا فاجر اولیاء اللہ ہوا لاحول ولا
قوۃ ایسی سمجھ کے آدمی سے خدا بچا دے اور کسی مسلمان کو انکے دام وسوسۂ شیطانی مین نہ پھنسائے
ظاہر ہو کہ وسوسہ امور شر مین شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور الہام امور خیر مین رحمن کی جانب سے
ہوتا ہے جیسا کہ علما نے بیان کیا الالہام القاء معنی فی القلب بطریق الفیض من الخیر [illegible]
بست و ہشتم اوسی کتاب کے صفحہ ۴۴ و ۴۵ مین لکھا ہے کہ سب افعال و اقوال آنحضرت
صلعم کے تشریعی اور محمود نہین ہین اور عصمت مطلقہ آپکے واسطے ثابت نہین ہے ورنہ معاذاللہ آپکی
بعض خطاؤن پر اعتراض نکرتے انتہی خلاصۃ کلامہ بیان تو ملا قصوری آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے بھی خوش عقیدہ نہین ہے اور اونکو پیغمبر معصوم نہین سمجھتا ہے اور آپکے بعض قول و فعل کو
خلاف شرع اور نامحمود بتاتا ہے اور ساتھ انہین کی امت مین ہوکر اونہین پر اعتراض جماتا ہے اور نسبت
اسکی صحابہ کیطرف لگاتا ہے معاذاللہ اگر کوئی بادشاہ دین ہوتا تو اس گستاخی اور بے ادبی کی ضرور سزا دیتا
اور دائرۂ اسلام سے خارج کرکے بدلا اسکا قرار واقعی لیتا خیر اب ہم ملا قصوری کے اس قصور
سراپا فسق و فجور کو منتقم حقیقی کے سپرد کرتے ہین کہ وہ اپنے حبیب پر افترا اور اعتراض کرنیوالونکو

خوب سمجھلیگا جو چاہیگا اسکی سزا دیگا حالانکہ عقیدہ اہل سنت کا آنحضرتؐ کی نسبت یہ ہی کہ جملہ افعال
و اقوال آپکے محمود اور مشروع مین اور مطلق عصمت آپکو حاصل ہی سب صحابہ آپکے حکم کے تابع
اور فرمان بردار تھے کسی نے آپ پر اعتراض نہین کیا بلکہ بعض معاملات مین بطریق مشورہ اور مقتضاے
مصلحت وقت کے عرض حال کرتے تھے اور آپکو ہر کام مین امام مطلق اور پیشواے برحق سمجھتے تھے
اور کسی نے مخالفت اور عدول حکمی آپکی نہین کی کہ اسپر یہ آیت واضح الدلالۃ ناطق ہی وَمَا كَانَ
لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ
وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا یعنی نہین لائق ہی واسطے کسی مومن کے
اور نہ مومنہ کے جبکہ مقرر کردے اللہ اور رسول اوسکا کوئی کام یہ کہ ہووے واسطے اونکے اختیار
اپنے کام سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اوسکے رسول کی سو وہ بالکل گمراہ ہو گیا انتہیٰ
ونیز اوسی کتاب کے صفحہ ۵۵ مین تضمین و اقتباس قرآنی کو کفر اور ممنوع لکھا ہی اسی بنا پر
شیخ سعدیؒ و حضرت جامیؒ و حافظؒ ایسے بزرگون کو کہ جنکی جلالت و عظمت و ثقاہت متفق علیہ
زمانہ ہی کافر بنا دیا اور اونپر تکفیر کا فتوی لگا دیا صرف اس قصور پر کہ سعدی نے گلستان مین
کہ زنہار از قرین بد زنہار ٭ وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ ٭ اور جامی نے زلیخا مین کہ
شد از سبحان گردون صدا ده ٭ کہ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ ٭ اور حافظ نے
دیوان مین کہ چشم حافظ زیر بام قصر آن حور سرشت ٭ شیوهٔ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ داشت ٭ کو آیات سے تضمین کرکے قرآن کو سیاق سے نکالکر اپنے جنس کلام سے
کیون کر دیا اسواسطے کہ یہ آیتین جس محل اور موقع پر نازل ہوئی تھین اوسکے خلاف بیان وارد
کیا ہی حالانکہ پہلے شعر مین تضمین آیت کی نہین ہی کیونکہ آیت تو فقط وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہی
یا فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہی پس قصوری صاحب کا فہم قرآن مین سراسر قصور ہی ورنہ کبھی اسکو
آیت قرار دیکر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد نہو جاتے اور یہ سمجھنا کہ شعر جامی مین آیت سیاق
سے نکل گئی صرف منشاے سوء فہمی ہی اور عقل کی کمی ہی کوئی عاقل اسکو نہ کہیگا کہ آیت اپنے
سیاق سے نکل گئی کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہی کہ جب آنحضرت شب معراج مین آسمان
پر پہنچے تو ملائکہ نے آپکا یہ عروج اور مرتبہ دیکھکر اس آیت کو جو خاص بیان معراج مین وارد ہی

حکایۃً بطور تسبیح باری تعالیٰ کے بعینہ پڑھ دیا یا اوسکا مضمون ادا کر دیا جیسے احادیث مین وارد ہی کہ آنحضرتؐ بوقت افتتاح صلوٰۃ کے آیت اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِيَ الخ جو خاص حضرت ابراہیمؑ کے حق مین وارد ہی نقلاً و حکایۃً پڑھا کرتے تھے اور علی ہذا القیاس شعر حافظ مین بھی جو استعارہ لطیف عارفانہ و تشبیہ بلیغ شاعرانہ ہی وہ ہرگز منافی سیاق آیت کے نہین ہی جو شاعر ہی وہ اسکے مضمون باریک سے ماہر ہی اور جو قصوری ہی وہ اس نازک خیال کے فہم سے قاصر ہی

اور پھر انکے عملیات دیکھیے

اول یہ کہ پانی اگرچہ نہایت ہی قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہین ہوتا جبتک کہ رنگ اور بو اور مزا اوسکا نہ بدلے اور پانی پاک ہی اور پاک کرنے والا چنانچہ یہ مضمون طریقہ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ مصنفہ قاضی شوکانی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۵۵ مین نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے لکھدیا ہی اور یہ وہ کتاب ہی کہ جسپر خود مولوی نذیر حسین نے اپنی مہر لگا کر لکھا ہی کہ اسپر موحدین بے دھڑک عمل کرین اور دیباچے مین خود نواب مترجم لکھتے ہین کہ تبع سنت اسپر آنکھ بند کر کے عمل کرے اور اپنی اولاد اور بی بیونکو پڑھاوے اور یہی مضمون کتاب فتح المغیث بفقہ الحدیث مطبوعہ مطبع محمدی لاہور کے صفحہ ۵ مین بھی مندرج ہی یہ وہی کتاب طریقہ محمدیہ ہی کہ جسکا نام بدلکے نواب بھوپال نے دوبارہ اور سہ بارہ بھوپال اور لاہور مین چھپوا دیا غرض مطلب اوسکا یہ ہوا کہ کسی کنوین مین سور یا کتا یا بلی ڈوب مرے کہ جس سے پانی کے اوصاف ثلاثہ مین تغیر نہ آیا ہو یا ایک لوٹے یا ایک پیالے پانی مین یا ایک گھڑے مین اسقدر گو یا موت یا شراب یا کوئی نجس شی پڑ جاوے جس سے اوسکا رنگ و بو اور مزہ نہ بدلنے پاوے یا اوسمین کتا یا سور منہ ڈالے تو وہ پانی پاک اور پاک کرنے والا ہی اوس سے وضو نماز درست ہی اور پینا اوسکا جائز اگرچہ یہ مخالف ہی نص صریح کے اور منافی ہی اس حدیث صحیح کے اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ یعنی جب کتا کسی برتن مین منہ ڈالدے تو اوس برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیے مگر غیر مقلدین ظاہریہ شاید اسکا یہ جواب دین کہ بیان حدیث مین صرف کتے کے منہ ڈالنے سے برتن دھونے کا حکم آیا ہی نہ پانی ناپاک ہونیکا اور نہ ذکر ہی کتے کے پینے کا جیسا کہ داؤد ظاہری نے فرمایا کہ بموجب اس حدیث کے لَا يَبُولَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ پانی مین پیشاب کرنا منع

نہین ہی مگر پاخانہ پھرنا جائز ہی کیونکہ حدیث مین اسکی ممانعت نہین آئی - دوم گو اور موت آدمی کا اور لعاب اور لینڈ کُتے کا اور خون حیض اور نفاس کا اور گوشت سور کا یہ سات چیزین نجس اور پلید ہین اور سواے انکے بول پسر شیرخوار کا اور پیشاب اور گو سور کا اور بول کتے کا اور گدہے اور گھوڑے اور خچر اور بندر اور ریچھ اور بھیڑیا اور بلی اور شیر وغیرہ حیوانات کا بول و براز اور چربی وخون و منی و شراب یہ سب چیزین پاک ہین چنانچہ اوسی کتاب طریقہ محمدیہ کے صفحہ مین اور فتح المغیث کے صفحہ ۵ مین یہ عبارت بجنسہ لکھی ہی کہ نجاست گو اور موت ہی آدمی کا مطلق مگر موت لڑکے شیرخوار کا اور لعاب ہی کتے کا اور لینڈ بھی اور خون ہی حیض ونفاس کا اور گوشت ہی سور کا اور جو اسکے سوا ہی اوسمین خلاف ہی اور اصل اشیا مین پاکی ہی اور نہین جاتی پاکی مگر نقل صحیح سے کہ جسکے معارض کوئی نقل دوسری نہو انتہی پس جب ان سات چیزون مین نجاست وپلیدی کا حصر ہوگیا تو دیگر اشیاے مذکورہ کے پاک ہونے مین کیا کلام رہا بلکہ خود اسکی تصریح کردی کہ اصل اشیا مین پاکی ہی چنانچہ روضہ ندیہ شرح درر بہیہ مطبوعہ کے صفحہ ۹۰ مین بھی نواب بھوپال اس مقام پر لکھتے ہین وَلَا يَخْفَى عَلَيْكَ اَنَّ الْاَصْلَ فِي كُلِّ شَيْءٍ اَنَّهُ طَاهِرٌ اور پھر اوسی کتاب کے صفحہ ۱۷ مین دربارہ پاکی منی کے لکھتے ہین وَالْحَقُّ اَنَّ الْاَصْلَ الطَّهَارَةُ وَالدَّلِيْلُ عَلَى الْقَائِلِ بِالنَّجَاسَةِ فَنَحْنُ بَاقُوْنَ عَلَى الْاَصْلِ اور پھر صفحہ ۱۷ مین دربارہ پاکی شراب وگوشت مردار وخون مسفوح کے ارشاد فرماتے ہین فَتَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ لَا يَدُلُّ عَلَى نَجَاسَةِ ذٰلِكَ فَتَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَاللَّحْمِ الَّذِيْ دَلَّتْ عَلَيْهِ النُّصُوْصُ لَا يَلْزَمُ مِنْهُ نَجَاسَتُهُ بَلْ لَا بُدَّ مِنْ دَلِيْلٍ اٰخَرَ عَلَيْهِ وَاِلَّا بَقِيَ عَلَى الْاُصُوْلِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهَا مِنَ الطَّهَارَةِ فَمَنِ ادَّعٰى خِلَافَهُ فَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ اور بھی کتاب نہج المقبول من شرائع الرسول مطبوعہ بھوپال کے صفحہ ۲۰ مین نواب بھوپال نے اپنے بیٹے نور الحسن خان کی طرف سے لکھا ہی کہ منی اور شراب اور دیگر مسکرات وخون روان پاک ہی اور نجاست کُتے اور سور کے گوشت کی مختلف فیہ ہی چنانچہ عبارت فارسی اوس کتاب کی بجنسہ نقل کی جاتی ہی - وشستن منی از براے استقذار بودہ ست نہ بنا بر نجاست ونیز نجاست خمر ودیگر مسکرات ودلیلے کہ صالح تمسک باشد موجود نیست وہر نجس حرام ست وہر حرام نجس نیست ودلیست کہ اصل درہمہ چیزہا طہارت ست ودر نجاست سگ ولحم خوک خلاف ست وہر خون واذی نجس نیست ودم مسفوح حرام ست نہ نجس انتہی سوم اوسی طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۱۸ مین اور فتح المغیث

کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ مین لکھا ہی کہ واجب نہین زکوٰۃ مگر اونٹ گائے بکری مین اور اموال تجارت مین بھی زکوٰۃ نہین ہی اور زیور پر بھی اس مفتی نے عدم وجوب زکوٰۃ کا حکم لگا دیا ہی چنانچہ کتاب نہج المقبول مطبوعہ مذکور کے صفحہ ۲۰۵ مین اس مضمون کو لکھا ہی خلاصہ اسکا یہ ہوا کہ تجارت اور سوداگری کے مال مین اگرچہ کروڑہا روپے کا ہو اور مثل بھینس اور بھیڑ وغیرہ جانورون مین اگرچہ کروڑہا روپے کے ہون اور سونے اور چاندی کے زیور مین اگرچہ کروڑہا روپے کا ہو زکوٰۃ نہین ہی پس جب لوگ یونہین زکوٰۃ کے ادا کرنے مین باوجود فرض ہونے کے سستی اور غفلت کرتے تھے اور تاہم اموال تجارت اور زیور مین ہزارون اور لاکھون روپے کی زکوٰۃ نکالتے تھے اور غربا اہل اسلام اوس سے فیض پاتے تھے اب مجتہد غیر مقلدین نے حکم لگا دیا کہ زکوٰۃ ان چیزون مین واجب نہین بہانہ بازون اور حیلہ سازونکو سند مل گئی افسوس کہ دروازہ خیر کا بند ہو گیا اور مجتہد صاحب بھی مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ کے پورے پورے مصداق ہو گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ **چہارم** ایک طلاق سے زائد دو طلاقین دی ہون یا تین اور بیچ مین رجوع نہ کیا ہو تو دو طلاقین یا تین طلاقین واقع ہونگی اور اوسکے خاوند کو وہ عورت بغیر حلالہ (یعنی بغیر نکاح دوسرے شوہر کے) درست ہو جاوگی چنانچہ یہ مسئلہ اوسی کتاب طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۲۶ مین مرقوم ہی اور اسیطرح صفحہ ۲۰ فتح المغیث مین لکھا ہی کہ حلالہ کرنا حرام ہی (یعنی مطلقۂ ثلاثہ کا نکاح دوسرے شخص سے کرا کے پھر اپنے نکاح مین پھیر لینا) حالانکہ یہ مسئلہ تمام اہل اسلام بلکہ نص قرآن کے خلاف ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی جو اپنی بیوی کو تین طلاقین دے تو پھر نکاح اوس عورت کا اوس مرد سے جائز نہوگا جب تک کہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نکرے پس بموجب نص قرآنی کے جو نکاح ثانی مطلقہ کا بعد حلالہ کرنے کے زوج اول پر حلال تھا اوسکو مجتہد صاحب نے اپنی راے سے حرام کر دیا **پنجم** مرد پر سونے کا زیور حرام ہی نہ اور چیزونکا چنانچہ یہ عبارت طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۳۰ و فتح المغیث کے صفحہ ۳۵ مین واقع ہی جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ مرد کو خواہ وہ مولوی ہو یا واعظ مفتی ہو یا قاضی کنگنا ہو یا چھڑا یا چاندی کی بالیان بالے کڑے چھڑے کنگن وغیرہ زیور درست ہی ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند **ششم** اوسی کتاب فتح المغیث کے صفحہ ۶ مین لکھا ہی اور کافی ہی مسح کرنا بعض سر کا اور مسح کرنا پگڑی عمامے پر انتہی جسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر بعض سر کا مسح کرے تو پگڑی عمامے پر مسح کرنا کافی ہی حالانکہ یہ خلاف نص قرآنی کے ہی وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ

سلہ [illegible]

سلہ [illegible]

ہفتم اوسی فتح المغیث کے صفحہ مین لکھا ہی کہ وضو لیٹنے سے ٹوٹتا ہی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نیند کو
کچھہ دخل نہین فقط لیٹنے سے بغیر سوئے وضو جاتا رہتا ہی حال آنکہ یہ باطل ہی ہشتم اوسی کتاب کے
صفحہ مین مرقوم ہی کہ توڑنے والی تیمم کی وہی چیزین توڑنے والی وضو کی ہین انتہی پس اس سے
معلوم ہوا کہ پانی کے دیکھنے اور اوسپر قدرت پانے سے تیمم نہین ٹوٹتا حال آنکہ یہ غلط ہی نہم اوسی
کتاب کے صفحہ امین لکھا ہی کہ اگر خلل پڑے نماز مین امام کی تو وہ خلل امام پر ہی نہ مقتدیون پر انتہی اس سے
ظاہر ہوا کہ اگر امام جنبی ہووے یا اوس سے کوئی فرض ترک ہوئے یا اوسکا کپڑا نجس ہووے یا اوسنے
وضو نہ کیا ہو یا وضو اوسکا ٹوٹ گیا ہو تو فقط امام کی نماز فاسد ہوگی اور مقتدیون کی نماز مین کچھہ نقصان
نہ آویگا حال آنکہ یہ باطل ہی دہم اوسی کتاب کے صفحہ ۱۵ مین لکھا ہی کہ حرام ہی زکوۃ بنی ہاشم اور اونکے
غلامون پر اور آسودہ اور تندرست کما ؤ پر انتہی اسکا یہ مطلب ہوا کہ مصرف زکوۃ کے واسطے بیماری
لازم ہی اور اگر فقیر تندرست ہوگا تو اوسکو زکوۃ لینی حرام ہوگی حال آنکہ یہ محض غلط ہی یازدہم
اوسی کتاب کے صفحہ ۲۵ مین مرقوم ہی کہ جائز ہی دودہ پلانا بڑی عمر والیکا اگرچہ داڑھی رکھتا ہو واسطے جائز
ہونے نظر کے انتہی یہ بات تو موافق مطلب بعض یارون کے کہی یعنی اگر کوئی جوان مرد کسی عورت
مرضعہ پر عاشق ہو تو وہ اس دودہ پینے کے بہانے سے اوس عورت کو ہر روز دیکھا کرے اور
اوسکی چھاتیان پکڑے پس جب عورت سے یہ بات حاصل ہو تو پھر پردہ چہ معنی دارد دوازدہم
وضو مین بجاے پانون دھونے کے مسح فرض ہی چنانچہ فتاواے ابراہیمیہ مصنفۂ مولوی ابراہیم غیر مقلد
مطبوعۂ مطبع دہرم پرکاش آرہ آباد کے صفحہ ۲ مین مسطور ہی حال آنکہ یہ رافضیون کا دستور ہی سیزدہم
پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا اور ڈھیلا لینا بدعت ہی چنانچہ کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۷
مین تصریح اسکی موجود ہی اور بدعت انکے نزدیک ایسا فعل ہی کہ جو آنحضرت کے بعد ہوا ہو اور ہر بدعت
ضلالت ہی اور ہر ضلالت فی النار پس ہر بدعتی انکے نزدیک ناری اور دوزخی ٹھیرا تو کلوخ اور پانی
سے استنجا کرنے والا بھی دوزخی ہوا حال آنکہ یہ سنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہی پس بقول
انکے معاذ اللہ حضرت عمرؓ بھی بدعتی اور دوزخی ٹھیرے چہاردہم جو کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے
اور انزال نہو تو اوسکی نماز بغیر غسل کے درست ہی چنانچہ کتاب ہدایت قلوب قاسیہ جواب گلزار آسیہ
تصنیف مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۳۶ مین موجود ہی پانزدہم تیرہ کھو

زیادہ نوافل پڑھنا اور تہائی رات سے زیادہ عبادت مین جاگنا بدعت مذمومہ ہی چنانچہ کتاب معیار الحق مصنفۂ مولوی نذیر حسین مطبوعۂ دہلی کے صفحہ ۲۲ مین مذکور ہی خلاصہ یہ کہ اکثر شب یا تہائی رات سے زیادہ عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام وصحابۂ کرام واولیاے عظام مثل حضرت غوث اعظم وغیرہ سے ثابت ہی انکے نزدیک گناہ ہی معاذ اللہ **شانزدہم** خالہ سوتیلی یعنی جسکا باپ ایک ہو اور مان جدا جدا اوس سے اوسکے بھانجہ کا نکاح درست ہی چنانچہ فتوالے مُہری مولوی عبد القادر غیر مقلد امام کالی مسجد دہلی مین مرقوم ہی کہ جسپر اونکے اُستاذ مولوی نذیر حسین کی مہر بھی ثبت ہی **ہفدہم** پنیر شام کا جو سور کے پنیر مایہ سے بنایا جاتا اوسکا مشہور ہی یا اور چیزین مثل جوخ کے جنمین سور کی چربی پڑتی مشہور ہی جب وہ آنحضرت کے پاس آتی تھین تو آپ بلا دریافت کہاتے تھے چنانچہ یہ عبارت فتواے مُہری مولوی عطا محمد مندرجہ کتاب اظہار الحق مطبوعہ مطبع اتالیق ہند لاہور کے صفحہ ۱ مین مرقوم ہی اور اس رسالہ مین مولوی نذیر حسین وغیرہ علماے غیر مقلدین کی بھی مُہرین موجود ہین اور اسکے چھپوانے مین مولوی نذیر حسین نے بڑی کوشش فرمائی چنانچہ خود مصنف رسالۂ مذکور نے عنوان کتاب مین اس امر کی تصریح کردی ہی اب جاے انکار باقی نہین نعوذ باللہ من ذلک کہ آنحضرت صلعم پر ایسی ایسی حرام چیزون کے استعمال کرنے کا سراسر بہتان اور اتہام ہی اور پھر ایسے خرافات مضامین کی اشاعت مین علما کا سعی اور کوشش کرنا باعث سوء انجام وموجب ہدم اسلام ہی نہین معلوم غیر مقلدین ایسی باتون کو بمقابلۂ مقلدین کے از راہ نفسانیت جان بوجھکر چھپواتے ہین یا بسبب نادانی اور بے سمجھی کے ایسے امور اونسے ظہور مین آتے ہین بہر حال ؎ فَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي فَتِلْكَ مُصِيبَةٌ + وَإِنْ كُنْتَ تَدْرِي فَالْمُصِيبَةُ أَعْظَمُ

جواب سوال دوم

ایسے غیر مقلدون سے جو عقائد وعملیات مذکورہ کے قائل ہین مخالطت اور مجالست کرنا اور اونکو مساجد مین آنے دینا شرعًا ممنوع اور باعث خوف فتنۂ دین ہی کیونکہ مسائل متذکرہ بالا سے معلوم ہوا کہ وہ اہل بدعت ہین اور مخالف ملتِ اہل سنت ہین اور مجالست ومخالطت اہل بدعت سے شرعًا ممنوع ہی کما قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ اخْتَارَنِي وَاخْتَارَ لِي أَصْحَابِي فَجَعَلَ لِي مِنْهُمْ أَنْصَارِي وَأَصْهَارِي وَإِنَّهُ سَيَجِيءُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَنْتَقِصُونَهُمْ فَلَا تُوَاكِلُوهُمْ وَلَا تُشَارِبُوهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوهُمْ وَلَا تُصَلُّوا مَعَهُمْ وَلَا تُصَلُّوا عَلَيْهِمْ انتہی

یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق اللہ تعالی نے اختیار کیا مجکو اور اختیار کیا میرے واسطے میرے صحابہ کو پس
گردانا اون لوگون کو انصار اور سسرال میری اور بیشک قریب ہی کہ آخر زمانے مین ایک قوم ایسی آویگی
کہ محقر جانیگی اونکو سو کہانا پینا اور آپس مین اونکے ساتھ نکاح کرنا چھوڑ دو اور نہ نماز پڑھو ساتھ اونکے
اور نہ اونکے جنازے پر اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے اس آیت وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ
کی تفسیر مین فرمایا ہی در حقائق تنزیل مذکور ست کہ سہل بن عبد اللہ تستری فرمودہ اند کہ مَنْ صَحَّ إِيمَانُهُ
وَأَخْلَصَ تَوْحِيدَهُ فَإِنَّهُ لَا يُؤَانِسُ إِلَى الْمُبْتَدِعِ وَلَا يُجَالِسُهُ وَلَا يُؤَاكِلُهُ وَلَا يُشَارِبُهُ وَيُظْهِرُ مِنْ نَفْسِهِ
الْعَدَاوَةَ وَمَنْ دَاهَنَ بِمُبْتَدِعٍ سَلَبَهُ اللّٰهُ تَعَالَى حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ وَمَنْ تَحَبَّبَ إِلَى
مُبْتَدِعٍ نَزَعَ اللّٰهُ تَعَالَى نُورَ إِيمَانِهِ مِنْ قَلْبِهِ یعنی مرد صحیح الایمان را باید کہ با بدعتیان انس نگیرد
وہم مجلس وہم کاسہ وہم نوالہ بایشان نشود وہر کہ با بدعتیان دوستی پیدا کند نور ایمان وحلاوت آن
از وی بر گیرند انتہی اور طحاوی نے حاشیہ درمختار کی کتاب الذبائح مین فرمایا ہی وَهٰذِهِ الطَّائِفَةُ
النَّاجِيَةُ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْيَوْمَ فِي الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ وَهُمُ الْحَنَفِيُّونَ وَالْمَالِكِيُّونَ وَالشَّافِعِيُّونَ
وَالْحَنْبَلِيُّونَ وَمَنْ كَانَ خَارِجًا مِنْ هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ
أَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ انتہی یعنی یہ گروہ نجات پانیوالا جمع ہی آجکے دن چارون مذہب مین اور وہ
لوگ حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی ہین اور جو شخص ان چارون مذہب سے اس زمانے مین خارج ہو
سو وہ بدعتی اور دوزخی ہی اور یہی مضمون اور بہت سی کتب دینیہ مین موجود ہی ضرورۃً اسی قدر قلیل پر اقتصار کیا

جواب سوال سوم

اگرچہ درصورت مراعات مذہب مقتدی کے بشرطیکہ امام کسی مفسد و مبطل صلوٰۃ کا مرتکب نہو اقتدا کرنا
جائز ہی لیکن اب معلوم ہوا کہ انکے پیچھے نماز درست نہین ہی کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ
بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہین اور سوا اسکے جبکہ شافعی المذہب متعصب کے پیچھے اقتدا
جائز نہوئی جیسا کہ فتاواے عالمگیری و جامع الرموز مین مرقوم ہی اَمَّا الْاِقْتِدَاءُ بِالشَّافِعِيِّ
فَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا لَمْ يَتَعَصَّبْ أَيْ لَمْ يُبْغِضِ الْحَنَفِيَّ یعنی شافعی کے پیچھے اقتدا کرنا مضایقہ نہین
بشرطیکہ متعصب نہو یعنی حنفیون سے بغض وعداوت نہ رکھتا ہو پس ان غیر مقلدین لامذہب کے
پیچھے تو بطریق اولی اقتدا جائز نہوگی کہ یہ تو حنفیون کے نام سے جلتے ہین اور مقلدین کو علانیہ برا کہتے ہین

بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہین آور اس سے بڑھکر ایک بات ان لامذہبون کے حق مین محدث نامی
علامۂ شامی نے حاشیۂ ردالمحتار مین لکھی ہی کہ ہمارے زمانے کے وہابی عبدالوہاب نجدی کے پیرو
اور تابع مثل خارجیون کے ہین جنھون نے حضرت علیؓ کی مخالفت کر کے اونکے لشکر سے خروج کیا تھا
پس جب لامذہب مثل خارجیون کے ٹھیرے اور خارجی مثل باغیون کے ہوئے تو جو حکم باغیون
کا ہی وہی حکم لامذہبون کا ٹھیرا کَمَا فِی الْهِدَایَۃِ وَلَا یُصَلّٰی عَلٰی بُغَاۃٍ بَلْ یُکَفَّنُوْنَ وَیُدْفَنُوْنَ
یعنی اونکے جنازے کی نماز نہ پڑہی جاوے صرف اونکو کفن دیکے دفن کردین وَحُکْمُ الْخَوَارِجِ عِنْدَ
جُمْهُوْرِ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ حُکْمُ الْبُغَاۃِ وَذَهَبَ بَعْضُ الْمُحَدِّثِیْنَ اِلٰی کُفْرِهِمْ یعنی حکم خارجیون کا
نزدیک جمہور علماء محدثین و فقہا کے حکم باغیون کا ہی اور بعض محدثین تو اونکے کفر کے قائل ہوگئے (شامی صفحہ ۳۰۹ جلد ۳ مطبوعہ مصر)

واضح ہو

کہ شہر دہلی مین فیمابین ہر دو فریق کے نوبت نزاع کی یہانتک پوہچی کہ عدالت دیوانی اور فوجداری مین
مقدمات دائر ہوگئے تھے سو صاحب کمشنر بہادر دہلی نے فریقین کے بعض لوگون کو اپنی کوٹھی پر بلا کر
واسطے دفع فساد کے باہم ملاپ کرانا چاہا چنانچہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۲۹۸ھ ہجری کو ایک کاغذ لکھا گیا کہ کوئی شخص
ایک دوسرے سے متعرض نہو اور بشرط مراعات عدم مفسدات نماز کے ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھے
سو وہ ایک فیصلہ باہمی تھا نہ فتواے شرعی بچند وجہ اول یہ کہ حکام والاشان کو دینی امور مین کچھ
مداخلت نہین نہ وہ فتوون پر دستخط کرتے ہین دوم نہ اوسمین سوال علماے دین سے ہی نہ بحوالہ کتب
دینیہ اوسکا جواب رقم ہی سوم اوسپر مواہیر اور دستخط کرنے والے سب علما نہین بلکہ اکثر طلباے مولوی
نذیر حسین اور بعض عوام سکناے شہر ہین گو اونکے نام بڑے لمبے چوڑے لکھے گئے ہین تاکہ مولوی معلوم
ہون اور بعض طرفین کے مولوی بھی ہین آور ظاہر ہی کہ اس فتوے کو علماے اہل سنت نے بطیب خاطر منظور
نہین کیا بلکہ بلحاظ حاکم اعلی اسکے اوسپر مُہرین کر دین چنانچہ مولوی منصور علی صاحب ساکن مسجد نئی سڑک
چاندنی چوک نے باوجود طلبی انکار مُہر کر کے اپنی مہر نکی اور یہ ظاہر ہی کہ اگر وہ فتوی ہوتا توان عوام کی مُہر اوسپر
کیون ہوتی مگر غیر مقلد وہابی اوسکو فتوی سمجھکر بڑی شہرت دی تاکہ اور لوگ بھی دھوکے مین آجاوین
اور بالفرض اگر یہ فتوی بھی ہو تو اس سے اونکی وہ کتابین کہ جنمین حضرات مقلدین کو کافر و مشرک
لکھا ہی سب باطل ہوگئین کہ آخر اونکے مُنھ سے حق صادر ہوگیا کہ مقلدین کے پیچھے نماز جائز رکھی

وهو المقصود واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد الراجی

وصی احمد السنی الحنفی السورتی

مواہیر و دستخط علمای دہلی و کانپور وغیرہ

ہو الموفق

الجواب صحیح والمجیب مصیب حررہ قاضی شیخ احمد عفا اللہ عنہ

(مہر: قاضی شیخ احمد)

ہو العلی

اصاب واجاد من اجاب بما افاد واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واحکم حررہ العبد الخامل محمد عادل عاملہ اللہ تعالی بفضلہ الشامل وجعلہ من الآمنین یوم الفزع الاکبر والزلازل

(مہر: حاکم محمد شریف عادل)

ہو المصوب

ایسا شخص گروہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے اور نماز اوسکے پیچھے نہ پڑھنا چاہیے۔ کتبہ الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی عفی عنہ

(مہر: محمد علی)

ہو الموفق

مجیب لبیب نے جو مسائل و احکام مخالف فرقۂ اہل سنت وجماعت غیر مقلدین کے فرقۂ اہل سنت سے خارج ہونے پر بطور دلیل کے اونکی کتابون سے لکھے ہین اونمین سے بعض احکام اونکی بعضی کتابون مین راقم نے بھی دیکھے ہین غیر مقلدین کے یہ مسائل مخترعہ و احکام مبتدعہ بلا شبہہ قابل رد و انکار ہین کہ اونمین سے بعضے موجب کفر اور بعضے موجب فسق و ابتداع اور عموما یہ سب احکام اہل سنت کے نزدیک محض لغو اور بے اعتبار ہین ایسے احکام مخالف اہل سنت کا معتقد و ملتزم بلا شبہ اہل سنت کی جماعت سے خارج ہے اور جب وہ شخص ایسے مسائل مخالف کے التزام سے اہل سنت کی جماعت سے خارج ہوا تو اوسکے پیچھے اہل سنت کو نماز پڑھنا ناجائز ہے اور اگر ایسے شخص کے مسجد مین آنے سے فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہو تو انسداد فتنے کے لیے مسجد مین آنے سے منع کرنا بہتر ہے واللہ اعلم۔ کتبہ محمد عبد اللہ الحسینی الواسطی البلگرامی عاملہ اللہ بلطفہ العمیم السامی

(مہر: محمد عبد اللہ الحسینی)

مدرس ... مدرسہ عربیہ

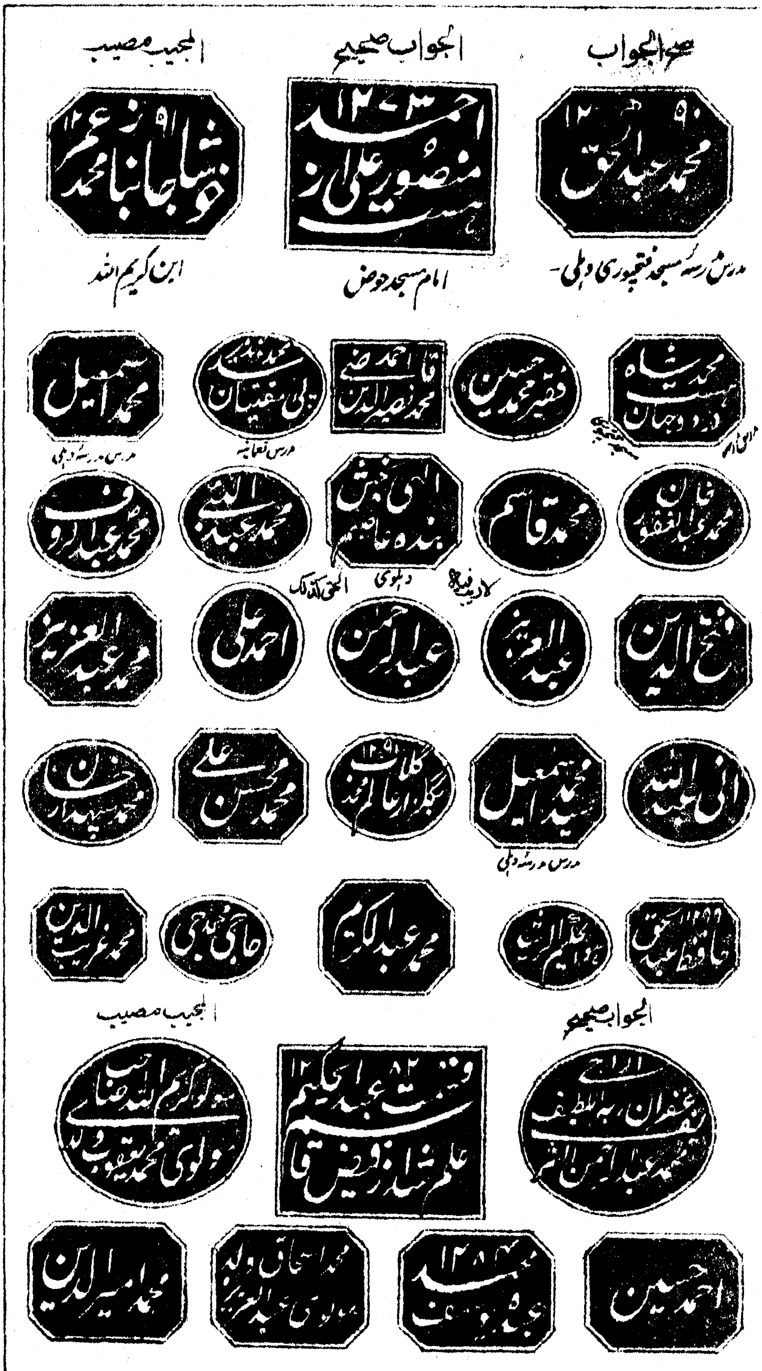

فی الحقیقت اگر ان لوگون کے یہ عقائد اور یہ اعمال ہین تو ایسا ہی ہو جیسا مجیب صاحب نے جواب دیا۔

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب — محمد ظہور الاسلام ۱۲۹۰

صح الجواب۔

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم — فخر الحسن

هو الفتاح

فی الواقع اس فرقۂ لامذہب کو کہ جنکے عقائد موافق تحریر مفتی تحریر ہین اہل سنت جماعت سے خارج سمجھنا اور اونکے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور بسبب فتنہ و فساد کے اونکو مساجد مین آنے نہ دینا بجا اور درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

حررہ الراجی عفو ربہ القوی الحافظ فتح محمد الفاروقی الحنفی الدہلوی — حافظ فتح محمد — ذلک فضل اللہ ۱۲۹۰

بے شبہہ جو غیر مقلدین ایسے ہون کہ عقائد اونکے خلاف اہل سنت وجماعت و سلف صالح کے ہون اور مقلدین کو اپنے زعم فاسد مین مشرک و بدعتی سمجھتے ہون تو اونکے پیچھے نماز پڑھنا اور اونکو بسبب فتنہ و فساد کے اپنی مساجد مین آنے دینا جائز نہین۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفا عنہ اللہ الہادی۔ الفرنجی محلی — ابو الحسنات محمد عبد الحی ۱۲۵۵

ہذا مولانا مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی

مواہیر و دستخط علماے مقام لودہیانہ و دیوبند

تخمیناً عرصہ ۵۰ سال یعنی ۱۲۵۴ھ سے ۱۳۰۰ھ تک اس فرقے کو خوب دیکھا مسائل مندرجہ فتواے ہذا کے سوا بڑی بڑی مخالفت حدیث پر یہ فرقہ جری ہے مولانا اسحق صاحب مرحوم بر ملا انکو ضال مضل وعظ مین فرمایا کرتے اور یہ لوگ باہر نکل کے کہتے کہ میان صاحب کا مذہب وہی ہے جو ہمارا ہے ظاہر مین ایسا کہدیا ہے اسیطرح ہر عالم دیندار کو ہم مذہب اپنا بتلا کر دین محمدی سے اور قرآن و حدیث سے منحرف کرتے ہین انکے دین محمدی سے مخالف ہونے اور سنت جماعت کے مخالف اور دشمن ہونے مین کچھ شک و شبہہ نہین ہے جیسے روافض و خوارج کے پیچھے نماز پڑھنی ویسے ہی انکے پیچھے نماز پڑھنی ہے انکی امامت جائز نہین ہے تفصیل طول رکھتی ہے واللہ اعلم۔ — عبد الرحمن پانی پتی ۱۲۸۰

چونکہ گروہ شرذمۂ لامذہبیہ اہل بدع اور ہوا مین سے ہین اسلیے انسے حتی الامکان احتراز ضروریات سے ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ الراجی رحمۃ ربہ الباری ابو البشیر عبد العلی القادری — عبد العلی ۱۲۸۰

یہ فرقہ غیر مقلدین بیشک خارج اہل سنت وجماعت سے ہے اُنسے مجالست کرنی ایسی ہے جیسے کہ اہل ہوا اور بدع سے امامت انکی جائز نہین کیونکہ عقائد اور عملیات انکے مخالف حدیث و قرآن کے ہین - واللہ اعلم بالصواب

عبد الرحمن

باسمہٖ سبحانہٗ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ غَزْوَۃِ خَیْبَرَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ یَعْنِی الثُّوْمَ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ یعنی جو شخص کہ کھائے لسن کو پس نزدیک نہ پہنچے مسجد ہماری کے اور موطأ امام محمد مین عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ ایک عورت مجذومہ کو طواف کرنے سے مانع آئے - اور فرمایا کہ تو اپنے گھر مین بیٹھ اور لوگون کو ایذا نہ دے - اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر عزیزی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یون نقل کی ہے کہ ایکدن ایک واعظ کو مسجد کوفے مین دیکھکر فرمایا کہ یہ کون شخص ہے - لوگون نے عرض کیا کہ یہ واعظ ہے لوگون کو گناہون سے روکتا ہے - حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہے - اوسنے کہا کہ مجھکو ناسخ منسوخ کا علم نہین - حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے نکالدو اور نیز شاہ عبد العزیز صاحب نے تحت بیان آیہ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ کے لکھا ہے کہ طعن کرنا سلف پر سخت ترین ایذاے لسانی سے ہے اور اشباہ مین لکھا ہے کہ موذی کو مسجد مین آنے سے منع کرنا چاہیے اگرچہ ایذا اوسکی لسانی ہو - **فائدہ** پس جبکہ روکنا مسجد کے آنے سے بسبب موجود ہونے ایک امر کے امور مذکورہ سے درست ہوا تو غیر مقلدون کو جو جامع امور مذکورہ کے ہین نکالنا بطریق اولی درست ہوا اور بسبب لحوق مرض باطنی کے جو جذام سے بڑھکر ہے مساجد مین انکے آنے سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے اور خداے تعالی مفسدون کو دوست نہین رکھتا کما قال اللہ تعالی وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ٥ باقی تحقیق اس مسئلے کی رسالہ انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد مین جو اس عاجز کی تالیفات سے ہے موجود ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم

رقمہ

خادم العلما محمد حبیب الرحمن لودیانوی - المرقوم ۱۳۰۰ھ

حبیب الرحمن ۱۳۰۰

عقائد اس جماعت کے جبکہ خلاف جمہور ہین تو بدعتی ہونا ظاہر ہے اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقیہ اور تبرا کنا سلف صالحین کا فسق یا کفر ہو تو اب نماز اور نکاح اور ذبیحے مین انکے احتیاط لازم ہی جیسے روافض کے ساتھ احتیاط چاہیے۔

حررہ محمد یعقوب النانوتوی عفا عنہ القوی

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ　ابو الخیرات سید احمد عفی عنہ　محمود حسن عفی عنہ　محمد محمود دیوبندی عفی عنہ

حامدًا ومصلیا - فی الحقیقت یہ گروہ غیر مقلدین اور لامذہب خارج ہین اہل سنت وجماعت سے انکو اہل سنت وجماعت مین سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہے کسواسطے کہ اہل سنت وجماعت منحصر ہین مذاہب اربعہ مین اور جمیع اہل سنت حنفی ہین یا مالکی یا شافعی یا حنبلی جو کوئی بالکلیہ ان چار مذہبون مین سے اس زمانے مین ایک کا بھی مقلد اور پیرو نہو اور اپنے تئین انمین سے ایک کی طرف منسوب نکرے وہ اہل سنت سے نہین بلکہ وہ خارج مذہب اہل سنت وجماعت سے ہے اور مثل دیگر فرقہ ضالہ روافض وخوارج ومعتزلہ وجبریہ وقدریہ وغیرہم کے ہے قال الطحاوی فی شرح الدر المختار فعلیکم یا معشر المومنین باتباع الفرقة الناجیة المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالی وحفظه وتوفیقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفتهم وهذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی المذاهب الاربعة وهم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا من هذه المذاهب الاربعة فی ذلك الزمان فهو من اهل البدعة والنار انتهی - وقال فی التفسیر الاحمدی قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للائمة الاربعة انتهی وقال فی الاشباه والنظائر تحت القاعدة الاولی ما خالف للائمة الاربعة فهو مخالف للاجماع وان کان فیه خلاف غیرهم فقد صرح فی التحریر ان الاجماع قد انعقد علی عدم العمل بمذهب مخالف للائمة الاربعة انتهی قال الفاضل الجلیل الفقیه المحدث المفسر الشیخ ولی الله الدهلوی فی عقد الجید اعلم ان الاخذ بهذه المذاهب الاربعة مصلحة عظیمة وفی الاعراض عنها کلها مفسدة کبیرة قال رسول الله صلعم

اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار انتہی قال القاضی ثناء اللہ فی التفسیر المظہری فان
اھل السنة قد افترق بعد القرون الثلثة والاربعة علی اربعة مذاہب فلم یبق مذہب فی فروع
المسائل سوی ہذہ المذاہب الاربعة فقد انعقد الاجماع المرکب علی بطلان قول یخالف
کلھم وقد قال رسول اللہ صلعم لا تجتمع امتی علی الضلالة وقال اللہ تعالی ومن یتبع
غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا انتہی پس ثابت ہوا حصر اہل سنت
وجماعت کا اس زمانے مین مذاہب اربعہ مین اور جس کسیکا قول کہ مخالف ایمہ اربعہ کے ہوگا وہ مردود
اور باطل ہوگا بسبب مخالف ہونے اہل سنت وجماعت کے اور نہ مانا جائیگا اور یہ لامذہب لوگ قائل
ہین جواز خروج کے مذاہب اربعہ سے اور حصر مذاہب اربعہ کو باطل سمجھتے ہین چنانچہ معیار الحق مطبوعہ
لاہور کے صفحہ ۳۰ مین مولوی نذیر حسین نے لکھا ہے۔ جبکہ اہل سنت وجماعت منحصر اور مجتمع ہوئے مذاہب
اربعہ مین بالاجماع تو اب اس انحصار اور اجماع کا باطل کہنے اور سمجھنے والا اور قائل جواز خروج مذاہب اربعہ کا
اہل سنت وجماعت مین سے نہین ہے اور مثل دیگر اہل مذاہب باطلہ اور فرق ضالہ روافض وخوارج اور
جبریہ اور قدریہ اور مرجیہ وجہمیہ وغیرہم کے ہے پس جبکہ لامذہب اور غیر مقلدین اہل سنت وجماعت سے
خارج ہین تو اہل سنت وجماعت کی نماز لامذہبون کے پیچھے نہین ہوتی اور بالکل غیر جائز اور نادرست ہے
اور انکے ساتھ مخالطت اور مجالست اور موانست رکھنے سے بھی اہل سنت وجماعت کو پرہیز اور اجتناب
چاہیے کیونکہ مجالست اور مخالطت و مصاحبت اہل شر وفساد اور اہل بدعت کے ساتھ بموجب حدیث
صحیح کے بالاجماع ممنوع ہے وقال الامام النووی فی شرح صحیح المسلم قبیل کتاب القدر فی باب استحباب
مجالسة الصالحین ومجانبة قرناء السوء فیہ تمثیلہ صلی اللہ علیہ وسلم الجلیس الصالح
بحامل المسک والجلیس السوء بنافخ الکیر فیہ فضیلة مجالسة الصالحین واھل الخیر
والمروة ومکارم الاخلاق والورع والعلم والادب والنہی عن مجالسة اھل الشر واھل
البدع ومن یغتاب الناس او یکثر فجرہ وبطالتہ ونحو ذلک من الانواع المذمومة
انتہی اور حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمة اللہ علیہ مثنوی مین فرماتے ہین ؎ دور شو از
اختلاط یار بد * یار بد بدتر بود از مار بد * مار بد تنہا ہمین بر جان زند * یار بد بر جان و بر ایمان
زند * تا خندان باغ را خندان کند * صحبت نیکانت از نیکان کند * صحبت صالح ترا صالح کند *

صحبت طالح ترا طالح کند ٭ پس اہل سنت وجماعت کو فرقہ ضالہ لامذہبان غیر مقلدین کی صحبت سے بہت احتراز کرنا اور بچنا اور بھاگنا چاہیے فرواص صحبتہم الکذما تفرو امن الاسد اسواسطے کہ صحبت کو بڑا اثر ہو حضرت خواجہ عزیزان علی رامتینی رحمتہ اللہ علیہ محبوب العارفین ہین فرماتے ہین ؎ منشین با بدان کہ صحبت بد ٭ گرچہ پاکی ترا پلید کند ٭ آفتابے بدین بزرگی را ٭ ذرۂ ابر ناپدید کند ٭ جس حالت مین کہ یہ غیر مقلدین خارج از اہل سنت وجماعت اور داخل اہل بدعت و فرق ضالہ ہوا یکہ مین ٹھیرے اور نماز اہل سنت وجماعت کی ان لامذہبون کے پیچھے غیر صحیح و ناجائز و نادرست ہوئی اور مخالطت اور مجالست بھی حسب روایات مذکورہ انسے ممنوع ہوئی تو اہل سنت وجماعت کو چاہیے کہ ان لامذہبون کو اپنی مساجد سے نکال دین اور ہرگز نہ آنے دین اسواسطے کہ انکے آنے سے مسجدون مین شر و فساد و فتنہ پیدا ہوتا ہو قال اللہ تعالی وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ و قولہ تعالی وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ اور حدیث شریف مین آیا ہو کہ جو کوئی وقت نماز کے لسن پیاز گندنا وغیرہ بدبودار چیز کہ جسکے کھانے سے منہ مین بدبو پیدا ہو کھا کر مسجد مین آوے تو اوسے دخول مساجد سے منع کرو عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم من اکل من ھذہ الشجرۃ فلا یقربن مسجدنا ولا یؤذینا بریح الثوم رواہ مسلم وعن ابن عمر ان رسول اللہ صلعم قال من اکل من ھذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن المساجد رواہ مسلم وعن عمر بن الخطاب قال انکم ایھا الناس تاکلون شجرتین لا اراھما الا خبیثتین ھذا البصل والثوم ولقد رایت رسول اللہ صلعم اذا وجد ریحھما من الرجل فی المسجد امر بہ فاخرج الی البقیع فمن اکلھما فلیمتھما طبخا رواہ مسلم قال النووی فی شرح صحیح المسلم فی باب نہی من اکل ثوما او بصلا او کراثا او نحوھا مما لہ رائحۃ کریھۃ عن حضور المسجد حتی یذھب ذلک الریح واخراجہ من المسجد قولہ صلعم من اکل ھذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن المساجد ھذا تصریح بنہی من اکل الثوم ونحوہ عن دخول کل مسجد وھذا مذھب العلماء کافۃ انتہی پس یہ احادیث صحیحہ دال ہین اس امر پر کہ جس شخص کی ذات سے لوگون کو تکلیف و ایذا پہنچے اوسے مسجد مین نہ آنے دینا چاہیے پر ظاہر ہو کہ لامذہبون کے مسجدون مین آنے سے شر و فساد و فتنہ پیدا ہوتا اور لوگ بے علم بیخبر بیچارے انکی صحبت سے بگڑتے اور خراب ہوتے ہین پس لازم و مناسب ہو

اہل سنت وجماعت کو کہ لازم ہوں غیر مقلدوں کو اپنی مسجدوں میں نہ آنے دیں اور ان مفسدوں شریروں کو اپنی مساجد سے اخراج کریں اور نکالدیں والسلام علی من اتبع الهدی وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین - حرره الفقیر المفتقر المذنب الراجی الی رحمة الله الاکبر العلی الولی القوی الغنی محمد احسن الدین ابو النصر المعروف بسید محمد اکبر علی الحسنی الجیلانی الحنفی القادری الچشتی النقشبندی الدهلوی غفر الله له ولوالدیه واحسن الیهما والیه

بتحقیق مفتیں در مسجد ہم موجب فتنہ است والفتنة اشد من القتل وال بر اخراج کردن این شریر با علانیہ ہویداست **اولاً** این فرقہ ما تولین متشابہات اند بلکہ مثل محکمات میدانند چنانچہ در رسالہ احتوی علی العرش استوی از نواب بھوپال موجود ست واینہمہ بیان عقیدہ باوی متفق اند حالانکہ انصرام تام از متشابہات بکلام عزوجل وما یعلم تاویله الا الله ثابت پس مورد من فسر القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار ہمین شریرہ مبطلہ اند **ثانیاً** منکرین قیاس واجماع اند بنا علیہ مجتہدین را بدسگویند ومقلدین را مشرک میدانند حالانکہ بکتاب الله ثابت ست بقوله عزوجل فاعتبروا یا اولی الابصار وبحدیث نبوی نیز وهو هذا ما روی ان النبی صلعم حین بعث معاذا الی الیمن قال کیف تقضی یا معاذ فقال بکتاب الله قال فان لم تجد فی کتاب الله قال فبسنة رسول الله قال فان لم تجد قال اجتهد برائی فقال علیه السلام الحمد لله الذی وفق رسول رسوله بما یرضی به رسوله فان لم یکن القیاس حجة لانکر علیه حمد الله علیه **ثالثاً** کتمان بطلان عقیده خود عند ظهور الحق بل یسکتون عند اهل الحق اذا غلبوا علیهم خذلهم الله تعالی بقول حبیبه صلی الله علیه وسلم من سکت عن الحق فهو شیطان اخرس فثبت ان هذا قوم لا یحصی قبائحهم وخیانتهم فی الدین فحسب علیهم ضرب النعل من اهل الحق والکمال الذین استقروا هذه الضابطة ان لا یدخلون هذا القوم فی مساجدنا ولا یصحب معهم ابداً والله تعالی علیهم بما کانوا یفعلون - فقط

کتبه تراب اقدام اهل الاسلام عبد الضعیف الملتجی محمد عبد السلام الکاشمیری وطنا والحنفی مذهبا والچشتی النظامی الفخری النیازی منسوبا الیه غفر الله له فی حیاته ویدخله الجنة بعد مماته آمین

مواہیر و دستخط علمای شہر اندور و چھاونی

الجواب صحیح هكذا فی كتب الفقه والحديث — خادم شرع رسول الله قاضی حبیب الله اندوری

الجواب صحیح والمجیب مصیب — خادم الطلبه سید حسین علی — خادم الطلبه عبد الحمید

صح الجواب	لاریب فیه	الامر كذلك	اصاب من اجاب
حافظ محمد حسین خان	احمد جان ولایتی	محمد عیسے خان ساکن	سید محمد یعقوب پنجابی
اندوری	اندوری	شہر اندور	اندوری

صح الجواب خادم العلما عبد الواحد حال وارد شہر اندور — صح الجواب سید غیاث الدین ساکن مدن محل وارد اندور

فرقہ جدیدہ غیر مقلدین کے عقائد جو مجیب مصیب نے ارقام کیے فی الواقع اہل سنت وجماعت وسلف صالحین کے خلاف ہین اور یہ فرقہ بدعتی مفسد مفارق الجماعت اور اہل سنت جماعت سے خارج ہے اور مخالطت اور مجالست فرقہ مذکورہ کے ساتھ ہرگز جائز نہین ہے اور اپنی مسجدون مین ہرگز آنے دینا نہین چاہیے اور نماز اس فرقہ مذکورہ کے پیچھے ہرگز ہرگز جائز نہین ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ الراقم خیر خواہ المسلمین

قد اطلعت علی هذا الجواب المسطور بتمام ما فیه من اللؤلؤ المنثور فوجدته موافقا بالكتاب والسنة والدلائل قد جاء الحق وزهق الباطل اشكر الله علی حسن توفیق المجیب المصیب واسأل الله ان یعطیه فی الدارین اكمل النصیب۔

حرره حافظ محمد اکرم قاضی کمپ مئو۔ فقط۔

اعظم الله اجر من اجاب فانه قد نطق بالقول الصواب الی بما یشهد به السنة والكتاب ویقبله اولو الالباب بمقه تراب اقدام اهل العلم اضعف عباد الله المنان محمد ثناء الله عرف بعبد الرحمن نائب قاضی کمپ مئو

ما قاله المجیب المصیب حق سدید و بالحق المحض عتید جزاه الله خیر الجزاء عنا وعن المسلمین امین یارب العالمین ویا مجیب دعاء السائلین فی كل آن وحین۔ سطره الراجی غفران الله المستعان

محمد فضل الرحمن قاضی دار القضاء اجین

جو عقائد غیر مقلدین کے اونھین کی کتب معتبرہ سے بیان کیے گئے۔ درحقیقت خلاف عقیدہ

اہل سنت وجماعت مین انکو مفسد دین جانکر انسے مخالطت نکرین۔ عاجز محمد عبد الرحمن اندوری

صح الجواب   اصاب من اجاب

مواہیر مشاہیر علمای دار الاسلام مصطفےٰ آباد عرف رامپور

بلا شبہہ یہ فرقہ ضالہ جسکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ مخالفہ فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے مجیب مصیب نے بحوالۂ رسائل اور فتاوے باطلہ اونکے نقل کیے اور اکثر اوسکے راقم الحروف کی نظر سے بھی گذرے مبتدع ہے اور اسکے حق مین یہی حکم ہے جو مجیب مصیب نے تحریر کیا۔ واللہ سبحانہ الموفق

هذا هو الحق عندی   الجواب هو الصواب   هذا هو الحق الصریح والصدق القراح

الجواب صحیح والرای نجیح   الجواب حق   الجواب هو الصواب   لا شک فیہ   ذالك كذالك

العبد   العبد   العبد   العبد   العبد

مولوی لبل التعلیم خوند   محمد یعقوب عفی عنہ   سید حبیب احمد   محمود عالم عفی عنہ   خضر شاہ عفی عنہ

یہ شخص امام اس گروہ غیر مقلدین کا سنی نہین ہے۔ رافضی ہو تو عجب نہین۔ یہ بیچارہ عاسیون کو اپنے ساتھ جہنم مین لے جانا چاہتا ہے واللہ اعلم۔

کتبہ سید عبد الحق۔ سابق متوطن کانپور حال باشندۂ رامپور۔

فی الواقع عقیدہ اس فرقۂ جدیدہ وجماعت مستحدثہ کا ایسا ہی ہے جیسا کہ مجیب نے ثابت کیا

من قال سوی ذالك فقد قال محالا

العبد

عابد حسن عفی عنہ

واقعی یہ فرقہ باطلہ کہ جس کے جواب میں علماے دین ہمارے جو کچھ تحریر فرماتے ہیں درست ہے۔

العبد الراجی الی رحمۃ اللہ محمد کریم اللہ

الجواب صحیح العبد — محمد کریم اللہ — المجیب مصیب العبد

فدا احمد عفی عنہ — الجواب هو الصواب — سعید احمد عفی عنہ

فدا احمد ۱۲۵۸ — محمد سعید الرحمن — احمد سعید ۱۲۹۳

ولی اللہ — محمد حسین ۱۲۹۰

صاحب رحمہ اللہ

ان حضرات مشیخت مآب حاسدین مفسدین دین و معاندین مجتہدین و مقلدین اور انکے مریدین و معتقدین کے حق میں جنکو حضرت حق جل جلالہ و عم نوالہ نے آزادی کا طوق گلے میں ڈالکر ہندوستان کا شیخ نجد بنا کر چھوڑا ہے جسقدر شمشیر دست و زبان کے ذریعے

مقابلہ برمحل کیا جائے تھوڑا ہے فی الحقیقت یہ سب کے سب ضال اور مضل ہیں اور سلسلۂ مذاہب اربعۂ فقہ سے خارج اور محمدی بنکر دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں رخنہ انداز و مخل اور انکے عقائد پر بکائد منجر بکفر وشرک والحاد ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد وہو الموفق الی سبیل الرشاد ومنہ المبدأ والیہ المعاد۔ الا لا یتفوہ بذلک العقائد المذکورۃ الا من لہ ذہن سقیم واللہ سبحانہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم کتبہ العبد الآثم ابو المجیل معین الدین محمد عبد الجلیل صانہ اللہ عن کل دمیل وزمیل

اصاب من اجاب

ہو الموفق

ان ہذا الجواب موافق للسنۃ والکتاب

کتبہ العبد المذنب محمد عبد القادر

الجواب صحیح والمجیب مصیب

ہو المستعان

فی الحقیقت یہ جواب باصواب معین مقلدین اور حق الیقین ہے

محمد عبد القادر

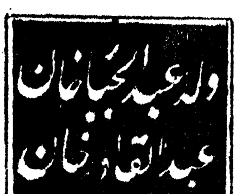

ان ہذا الجواب صحیح

ہو الرحمن الرحیم

لا شک ان ہذا الجواب صحیح والمجیب مصیب فقط

حررہ الاثیم محمد عبد الکریم

فتوای مفتیان حرمین شریفین برد کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین

مؤلفہ محی الدین لاہوری نومسلم کتاب فروش +

بسم الله الرحمن الرحيم

وبه نستعين حامدا لله تعالى ومصليا على نبيه وآله اجمعين - اما بعد فما قولكم دام فضلكم في رجل يقول ان اكثر مسائل كتب الفقه خلاف القرآن والحديث وان الائمة الاربعة رحمهم الله تعالى ليسوا على الحق لاسيما الامام ابا حنيفة النعمان اقواله مخالفة للقرآن والحديث وانما تلقى في جميع عمره الاسبعة عشر حديثا ويزعم انه مخالف للقرآن والحديث وشنع عليه تشنيعا فاحشا وصنف في ذلك كتابا وسماه الظفر المبين في رد مغالطات المقلدين وطبعه وافشاه وذكر فيه بعض المسائل المذكورة في كتب الحنفية وسطرا يضا في رقم مائة من الكتاب المسطور قائلا ان هذه المخالفة للقرآن والحديث وقال من قلد ابا حنيفة تقليدا شخصيا فهو مرتكب بالحرام او مشرك واستدل بقوله تعالى اتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وتعال كل ذلك مخالف للقرآن وللاحاديث الفلانية واعرض عن الاحاديث التي استدل العلماء الامام رحمه الله تعالى وارضاه وهذا لاجل ان يصد الناس عن العمل بالفقه بقوله مسائل الفقه مردودة خصوصا مسائل الامام رح ويغر كل من عمل بها من عوام الناس ويدعوهم ويرغبهم في العمل بالحديث مطلقا سواء كان ناسخا ومنسوخا ضعيفا او موضوعا حتى ترك الناس العمل بالكتب المعتبرة كالهداية والنقاية والبحر والمنتقى والهندية والكنز وشروحه والدر وحواشيه ويخرج كل من عمل بهذه الكتب المجلة المعظمة من الاسلام ويلقبهم بالمشركين نعوذ بالله تعالى منه فما حكم هذا الرجل المصنف لهذا الكتاب ومن يعمل بكتابه فتونا ما جورين

الجواب

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ حكم هذا الرجل المتصف بالصفات المذكورة انه ضال مضل ساع في الارض بالفساد قد زين له سوء عمله فهو واتباعه من حزب الشيطان الا ان حزب الشيطان هم الخسرون ويحسبون انهم على شيء الا انهم هم الكاذبون وقوله من قلد ابا حنيفة كان مشركا دليل على انه خارج عن جماعة المسلمين وقد ورد في الحديث الشريف اتبعوا السواد الاعظم

فمن شک ثم شدد فی النکیر کما یقوله فی حق الهدایة التی هی هدایة الی احکام الاسلام وفیما عطف علیها من المعتبرات التی تشوم صدورها عن الاعلام فهذه هفوة منه تشیر بزندقته نعوذ بالله تعالی منها وقد تقرر ان اهانة العلوم والعلماء کفر خصوصًا التکلم بالفاحشة فی حق الائمة الاربعة رحمهم الله تعالی وقد انعقد الاجماع خلفا عن سلف علی وجوب تقلید واحد منهم لان المجتهد مفقود بعد المائة الرابعة کما فی اذکار النووی حیث لم یوجد بعد هذا التاریخ من یستکمل شروط الاجتهاد ومن ادعاه فدون ذلک خرط القتاد لاسیما اقدمهم الامام ابو حنیفة النعمان لازالت منهله علی ضریحه الاقدس سحب الرحمة والرضوان کیف وقد درک جمعًا من الصحابة رضی الله تعالی عنهم وممن جزم بذلک الحافظ الذهبی والحافظ العسقلانی وغیرهما اشهد له النبی صلعم بالخیریة لانه من التابعین بلا شبهة ولا ابهی ففی الحدیث الشریف مرفوعا خیر امتی القرن الذی بعثت فیهم ثم الذی یلونهم الی اخره انتهی من جامع الحافظ السیوطی روی الشیخان عن ابی هریرة والذی نفسی بیده لو کان الدین معلقا بالثریا لتناوله رجل من فارس قال الحافظ السیوطی هذا الحدیث الذی رواه الشیخان اصل صحیح یعتمد علیه فی الاشارة لابی حنیفة وهو متفق علی صحته وفی حاشیة الشبراملسی قال العلامة شیخنا یعنی الحافظ السیوطی من ان ابا حنیفة هو المراد من الحدیث ظاهر لا شک فیه لانه لم یبلغ من ابناء فارس فی العلم مبلغه احد انتهی وقد تبعه کثیر من ائمة الدین وکل منهم قر بفضله واثنی علیه علی رؤس الاشهاد بین المسلمین فقد روی عن خلف بن ایوب انه قال صار العلم من الله تعالی الی محمد صلی الله علیه وسلم ثم صار الی الصحابة رض ثم صار الی التابعین ثم صار الی ابی حنیفة فمن شاء فلیرض ومن شاء فلیسخط انتهی فیجب علی کل من اراد ان لا یخرج عن جماعة المسلمین ان یتباعد عن هذا الرجل لطعنه فی ائمة الدین ویجب زجره الی الدرجة التی بها انتهی عن هذا العمل الفضیح والکلام فی هذا المقام یطول فیما حررناه کفایة عند ذوی الدین وارباب العقول والله یقول الحق وهو یهدی السبیل

نمقه الفقیر محمد امین بالی الحنفی مفتی المدینة المنورة عفی عنه

من ائمة الحنیفة فی مسجد خیر البریة المدرس بالحرم الشریف النبوی

الحمد لله وحده من مدد الکون + استمد التوفیق والعون + الحکم فی هذا الرجل انه ضال مضل قوله المسطور بدع وضلالة لا یقولها الا مبتدع خارج عن طریقة علماء الشریعة وخصوصًا نهیه عن اتباع الکتب المدونة فی المذاهب الاربعة فان تلک المذاهب مستمدة من الکتاب والسنة فهی عبارة عن شریعة رسول الله صلی الله علیه وسلم التی من خرج عنها کان محکوما بکفره فیلزم علی ولاة الامر ان ... السواد الاعظم

من امة محمد صلى الله عليه وسلم اجتمعوا على الضلالة وان مائة الوف منهم من العلماء العظام والاولياء الكرام وغيرهم ممن من الصلحاء الفخام الذين اتفقت كلمة اهل السنة والجماعة على جلالتهم وعظم درجتهم وصلاحهم وورعهم وصلابتهم في امر الدين كانوا مبتدعين ضالين وماتوا على البدعة والضلالة حاشا ثم حاشا ان يكونوا كذلك وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امتي او قال امة محمد على ضلالة ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ في النار رواه الترمذي وقال اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ في النار فيجب على ولاة الامور صانهم الله عن الاجور ردع هذا الضال المضل بشديد النكال ولو بالقتل - نسأل الله التوفيق والهداية لاقوم طريق والله سبحانه وتعالى اعلم امر برقمه خادم الشريعة والمنهاج عبد الرحمن ابن عبد الله سراج الحنفي مفتي مكة المكرمة كان الله لهما حامدا مصليا مسلما

لاشك ان ذلك الرجل ضال مضل حامدا مصليا مسلما اصاب من اجاب والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب حرره محمد عبد الحق عفي عنه

تقاریظ دلپذیر و عبارات بے نظیر مثبتہ بمواہیر و دستخط علمائے دار العلم و العمل فرنگی محل لکھنؤ

حامداً و مصلیاً و مسلماً میں نے اس کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مؤلفہ جامع فضائل و فواضل مولوی منصور علیخان مرادآبادی کو جابجا دیکھا مؤلف ظفر المبین محی الدین نے جسقدر ائمہ دین علیہم اور اکابر دین پر طعن بیجا کیا ہے کہ جس سے جملہ مقلدین غیر مقلدین متنفر ہیں اور ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین کی تلاوت کر رہے ہیں اوسکے ازالے کے واسطے یہ کتاب کافی ہے حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

حامداً و مصلیاً احقر نے اکثر مضامین کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کے جابجا دیکھے موافق عقائد اہل سنت و جماعت مقلدین حنفیہ کے ہیں فی الواقع واسطے جواب مغالطات ظفر المبین مؤلفہ محی الدین لاہوری کے کافی اور دفع مطاعن ائمہ مجتہدین کے لیے وافی ہیں - واللہ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب - حرره عبده الاثیم خادم العلماء والفقراء ابو الحیا محمد عبد الحلیم عفا عنه الله الکریم بمقام فرنگی محل لکھنؤ - ۵ جمادی الاخری سنہ ۱۲۹۳

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم

خاکسار نے جو مضامین کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کے دیکھے تو بہت صحیح اور مستند اہل سنت و جماعت مذہب مقلدین حنفیہ کے پائے ہر چند کہ مصنف کتاب کی استعداد بخوبی تمام ہم جانتے تھے یعنی معقولات مین یہ شخص بھی سیکڑون مین ایک فرد ہی مگر اب اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ شخص جامع علوم بھی ہی بڑی شفقت و محنت کی اللہ جزای خیر دے اور کل اہل اسلام کو عقائد باطلہ سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین ثم آمین فقط حررہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ حنفی مدرس اول عربی کیننگ کالج لکھنؤ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ

فی الواقع کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مؤلفہ فاضل اکمل عالم باعمل مخزن محاسن خفی وجلی مولوی محمد منصور علی صاحب مرادآبادی ضاعف اللہ علمہ وعمرہ فقیدہ کتاب لاجواب ہی بلکہ نیر ہدایت و مصباح ہی فقیر حقیر نے جابجا چند اقوال دیکھے بغایت صحیح پائے فیاض مطلق مؤلف کو اجر جزیل عطا کرے اور جملہ ناظرین و سامعین کو فائدہ تام بخشے - حررہ محمد امان الحق تجاوز عن جرائمہ رب الفلق ابن الحاج محمد برہان الحق قدس سرہ

باسمہ سبحانہٗ

یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی کتاب ہی - الظفر المبین کا جواب لاجواب ہی - اسکے مصنف نے رد اعتراضات مین سعی بلیغ فرمائی ہی - اور تائید ایزدی سے ظفر پیکر ظفر پائی ہی - اللہ تعالی مصنف کو اجر عظیم عطا کرے - اور معترض کو ہدایت کرکے آیندہ ایسے اعتراضات باطلہ سے بچائے آمین - حررہ فخر الدین محمد عفا عنہ

ھو العلیم

یہ کتاب فتح المبین بلاشبہہ حسب تسمیہ فتح مبین بر مخالفین مقلدین ہی مضمون اسکا بلاشک ذریعہ تائید دین ہی مصنف کو خدائے تعالی جزائے خیر دے کہ تصنیف ونکی فارق بین الباطل والحق بالتحقیق ہی حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ ابن مولانا ومرشدنا الحافظ المولوی محمد عبد الرزاق دام فیضہم الآفاق

ھو الحق

یہ نسخہ نہایت عمدہ پسندیدہ اولی الالباب ہی - ظفر مبین کا جواب لاجواب ہی - اسکے مصنف نے تردید اعتراضات بیجا مین کوشش بہت فرمائی ہی - بفضل ایزدی سے ظفر پر ظفر پائی ہی - خالق اکبر مصنف کو جزائے جزیل و ثواب جمیل مرحمت فرمائے - اور معترض کو ایسے اعتراضات واہیات سے آیندہ بچائے آمین یا رب العالمین

حررہ الراجی الی رحمۃ رب الفلق خادم العلماء اہل الحق المدعو بمحمد عنان الحق غفر الغفار ذنوبہ وستر الستار عیوبہ ابن مولانا ومرشدنا الحاج المولوی محمد برہان الحق قدس سرہ الفرنگی محلی + + +

فی الواقع این کتاب فتح المبین در رد مغالطات محی الدین مؤلف ظفر مبین عدیم البدل ست بلکہ حجت معتقدین اہل سنت دستور العمل ست کہ از مطالعۂ آن در دام مکائد فرقۂ ظواہریہ نیایند و بر جادۂ تقلید خود پا بر جا مانند مصنف عالی مقام درین کتاب ہدایت انتساب کاری کردہ کہ در دفع ہر اعتراض دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ از قرآن و حدیث آوردہ کہ تا خصم نام نہاد عامل بالحدیث را از تسلیم آن چارہ نباشد و شیرازۂ دفتر شبہاتش

درہم پاشد واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ کتبہ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفا عنہ اللہ الہادی ابن مولانا المولوی المفتی محمد یوسف الفرنگی محلی۔

لا الہ الا ہو العلی الرب الحکیم

نحمدہ و نشکرہ علی ما اصطفی مولانا و مقتدانا نبینا المصطفی بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ بالفتح المبین علی الملحدین غیر المقلدین لمن ہو رسول من اللہ یتلو صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ فی الطریقۃ الانیقۃ الحنیفۃ الحنفیۃ القویمۃ والدین الثابت الی یوم الدین۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ ان الدین عند اللہ الاسلام ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وہو فی الآخرۃ من الخاسرون۔ و نصلی و نسلم علیہ و علی المحبوبین المنسوبین الیہ من آلہ البررۃ الفقہاء العرفاء۔ وصحبہ الخیرۃ الخلفاء الحنفاء و سائر الاخیار التابعین لہم باحسان۔ سیما الائمۃ الاربعۃ الذین ہم للدین المتین اربعۃ ارکان۔ خصوصا علی امامنا ابی حنیفۃ شریفۃ والحنفاء الخلفاء الاعلام۔ منہاج الملۃ سراج الامۃ اعظم ائمۃ الاسلام اما بعد شفیق صدیق مظہر خلوص عمیق جوہر آئینۂ علوم گوہر خزینۂ فنوم فضائل و شمائل نشان مولوی محمد منصور علی خان سنی المذہب حنفی المشرب مرادابادی مقام لا زال کاسمہ بعلمہ محمودا منصورا علیا علی الخصام نے اندنون بہ زبان اردو تمام کتاب نایاب مطبوع ارباب لباب مسمی بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف فرمائی۔ اور مقامات چیدہ سے ساعات عدیدہ میں اس خاکسار خادم صغار و کبار کے مطالعے میں درآئی۔ بملاحظہ تقریرات سنجیدۂ جوابات پسندیدہ کاسرۃ الاسنان کے ہفوات سطاعن پر ضغائن غیر مقلدین مجتہدین سے بنسبت ائمۂ دین خصوص حضرات بابرکات حنفیۂ عالیشان کثرہم اللہ الرحمن معاشرہم فی کل مکان و زمان کے ساتھ اسانید صحیحہ و عبارات فصیحہ کے سزاوار تحسین و ثناخوانی معانی و مبانی و بانی کی پائی سلمہ اللہ تعالی وابقاہ والی مدارج الکمال رقاہ ولم یجعل لہ فی الکونین ضیرا وجزاہ فی الدارین خیرا آمین فآمین رب العالمین

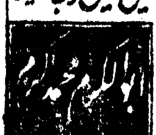

حررہ المفتقر الحقیر المقر بالجرم التقصیر خادم نعال العلماء الحنفاء النعمانیہ و متشبث ذیال الاولیاء والاصفیاء الجیلانیہ ابو الکرم محمد اکرم الانصاری النظامی محتدا و اللکنوی الفرنگی محلی مولدا تجاوز الرب الاکرم عما اجرم

الحمد لله الکریم وحده کما کان اهله من ورثه جنت النعیم بن مولانا الحافظ الحاج المولوی محمد نعیم دام بالفیض العمیم

حامدا ومصلیا ومسلما

مین تصدیق کرتا ہون کہ مولوی منصور علیخان صاحب مؤلف کتاب ہذا نے بہت قلیل زمانے مین مقدمات

جواب ظفر المبین کا مہیا ہی اور مسکاید غیر مقلدین کو بعبارات وتقاریر محققین ظاہر

وہویدا کر دیا ہی جزاہ اللہ خیر الجزاء - حررہ العاصی محمد عبد العزیز الفرنگی محلی غفر اللہ ذنوبہ

ہو الموفق

درحقیقت الفتح المبین فی کشف مکاید غیر المقلدین جسکو جامع کمالات صوری ومعنوی مولوی محمد منصور علی

خان صاحب مراد آبادی نے تالیف کیا دریا کو کوزے مین بھر دیا کتاب بے نظیر تحریر دلپذیر ہی بخصوص فرق

ضالہ کے حق مین بے نیام شمشیر ہی - راقم آثم نے جا بجا چند اقوال دیکھے صحیح ودرست پائے خداوند عالم مؤلف

کو جزای خیر عطا کرے اور سایر مستفیدین ومسترشدین کو نفع بخشے - نمقہ خادم

اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر اللہ الرحیم ابن مولانا المولوی علی محمد رحمہ اللہ الصمد الفرنگی محلی

نحمدہ ونستعینہ

مولوی منصور علی خان صاحب نے یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی تحریر فرمائی - رد اعتراضات الظفر المبین مین

فتح کامل پائی - کیون نہو ایک تو اونمین تائید مذہب حق حنفی منظور ہی - اور الحق یعلو ولا یعلی مشہور

ہی - دوسرے اونکا نام نصرت سے مشتق ہی - اور الاسماء تنزل من السماء حق ہی - اللہ تعالی اونہین

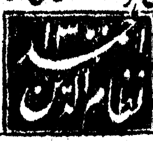

اجر عظیم عطا فرمائے اور معترض کو راہ صواب دکھائے - آمین ثم آمین

حررہ نظام الدین احمد عفا عنہ اللہ الاحد ابن مولانا الحافظ المولوی فخر الدین احمد

باسمہ سبحانہ

الحمد للہ الذی اصطفی مولانا بالہدایۃ والملۃ الحنیفۃ - وہدی قلوبنا الی تقلید ائمۃ فی الطریقۃ

الشریفۃ - والصلوۃ والسلام علی رسولہ خیر الانام - وعلی آلہ واصحابہ المجتہدین فی شرایع الاسلام

اما بعد کیا ہم ہین کیا ہماری زبان ہی - کہان خداوند عالم کہان اوسکی شان ہی - کیونکر حرف شکر زبان

پر لاوین کہ پیشگاہ عزت مین بضاعت مزجات ہی - اپنے کو دیکھین یا اوسکو چھوٹا منہ بڑی بات ہی کیسی

کیسی نعمتون سے ہر دم ہمکو سرفرازی ہی - کیسی ہماری تنگ چشمی اور کیسی اوسکی بے نیازی ہی - اس تعالی

کا بعد انسان کو عقل دیکر کیسا ممتاز کیا - ولقد کرمنا بنی آدم کے خلعت خاص سے سرفراز کیا - حق وباطل

مین فرق دکھایا - جاء الحق وزہق الباطل کا مژدہ سنایا - کیونکر احاطہ نیازمندی سے قدم باہر رکھین

اور کسطرح تقلید کو تو زین سر عجز او ٹھائین - کل و سکے احسانمند و ممنون ہین - اوسکے سامنے عاجز و نگون
ہین جسنے ذرا بھی سرکشی سے سر اوٹھایا - ذلیل ہوا اور پچتایا - چنانچہ سابق مین سرکشان خود بین و بدگمان
اسلاف متین نے ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین تصنیف کرکے اپنی لیاقت غیر معتبرہ کو ظاہر کیا - بزعم خود
مجتہدان عالیشان پر غلطیون کا الزام دیا - جہال ناقص الیقین کو سبز باغ دکھایا حضرات اکابر کو اپنی بد تہذیبی کے
نشانۂ تیر ملامت بنایا - من عمل صالحا پر طعن و لعان کیا - تیرہوین صدی مین لعن آخر ھذہ الامۃ اولھا
کے مضمون کو بیان کیا - چاند پر خاک ڈالی اپنے منہ پر آئی کیا فائدہ ہوا بقول شخصے لکل فرعون موسیٰ
ولکل دجال عیسیٰ - بعونہ تعالیٰ عزشانہ فاضل جلیل عالم نبیل صاحب طبع وقاد و ذوالایادی - مولوی
محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی نے کس متانت و دیانت سے جواب دیا ہے - اور کیسے عمدہ طرز سے
مہذبانہ دلائل پیش کرکے خصم کو قائل کیا ہے - ماشاء اللہ کیسی کتاب مستطاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین
تالیف فرمائی کہ جسکے دیکھنے سے سرکش وہابیون نے گردن جھکائی - حق تو یہ ہے کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ کی تفسیر
کبیر ہے - کہ ہر دلیل اوسکی برہنہ شمشیر ہے - ہر سطر اوسکی خصم کے واسطے تیر جگر دوز ہے - اور ہر نقطہ اوسکا منکرین کے لیے
شعلۂ جان سوز ہے - کتاب کیا ہے دستور العمل اہل سنت ہے کہ ہر ہر نقطہ اوسکا تیرہ دلون کے واسطے چراغ ہدایت ہے

حق تعالیٰ اس کتاب سے مقلدین کے دلون کو پر نور کرے اور غیر مقلدونکے تعصب
نفسانیت کو دور کرے - آمین ثم آمین - حررہ خادم الطلبہ ابو الغنا محمد عبد المجید
غفر لہ اللہ الوحید ابن مولانا المولوی الحافظ ابی الحیا محمد عبد الحلیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم الفرنگی محلی

هو الحکیم الحلیم

حامدًا للہ المجید الحمید - ومصلیا ومسلما علی رسولہ الوحید - وآلہ الکرماء - واصحابہ الرحماء
ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین - من الائمۃ والمجتهدین - سیما امامنا الاعظم - ومقتدانا
المکرم - قطب دائرۃ الشریعۃ والاحکام - ناظم نظام الملۃ والاسلام - سیدنا ابی حنیفۃ وعلمائہ
واتباعه المتقین - جزاهم اللہ عنی وعن سائر المسلمین - خیر الجزاء - الی یوم البقاء - اما بعد
یہ رسالہ نافعہ رد غیر مقلدین مین ایک بہادر مشہور ہے - ہر جملہ اسکا جملہ مخالفین پر منصور ہے - کیونکر نہو کہ فاضل
نحریر عالم عدیم النظیر مشہور بین الاماثل والاقران مولوی محمد منصور علی خان صاحب کی عمدہ تالیف ہے
برگزیدہ تصنیف ہے - جسقدر بتعمق نظر فقیر سراپا تقصیر کے دیکھنے مین آئی - فوائد سے مملو زوائد سے خالی پائی
مضامین اسکے نہایت نفیس - عبارت اسکی بدرجہ سلیس - ہر سطر گویا شطر ہدایت ہے - ہر برہان قامع
ضلالات ہے - خداوند کریم اپنے فضل عمیم سے اسکو مقبول فرماوے - اور بحرمت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ

والتحیۃ مخالفین کو راہ راست پر لاوے۔ اللھم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ برحمتک
یا ارحم الراحمین۔ حررہ الفقیر الی اللہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید
غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ابن سلطان الشریعۃ برہان الطریقۃ مولانا الحافظ
محمد عبد الحلیم مد ظلہ الظلیل وفیضہ العمیم۔ الفرنگی محلی اللکنوی

هو العليم الحكيم

للہ در المجیب حیث اتی باجوبۃ صالحۃ منقولۃ فی کتب الفقہاء بترجمۃ معناہ مرۃ وبتوضیح اخری
فی دفع شبہۃ خلجت بتوہم ورودہا علی مخالفۃ اقوال المقلدین الحدیث والاخبار الصحیحۃ
المرویۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیث صارت تلک الشبہ ہباءً منثوراً من غیر تعصب واعتساف
علی منظر الانصاف بالفاظ عذبۃ وبیانات طریۃ وکفی بہذا فمن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور
ولو علی طور سیناء وعین الرضیٰ عن کل عیب کلیلۃ + ولکن عین السخط تبدی المساویا +

حررہ العبد الآسی محمد انور علی ——— محشی کتب صرف ونحو ومعقول ومنقول
عفا اللہ الولی المرادآبادی ——— مطبوعہ ومصنف نور الحواشی شرح نفیسی

المجیب مصیب فیما اجاب فالہ درہ فیما اجتہد واصاب

نمقہ العبد الراجی رحمۃ ربہ الولی ——— مدرس مدرسہ جونپور داماد وبرادرزادہ
المدعو بمحمد عباس علی ——— حضرت مولانا موصوف القدر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیداست کہ در روزگار کون و فساد امری بزرگ تر از صلاح دین خواستن و باحقاق حق بر خاستن نبودہ است و بخشایش
ایزدی و توفیق ازلی بجز کسانیکہ جمیلہ شان ہمہ سعادت است و زیور پیرایۂ آنہا تمام کرامت بالیقین دولت سر و علانیہ
پس بشارت باد فخر المعاصرین حامی دین نصیر الائمہ محی السنہ مولوی محمد منصور علی خان را کہ این عطیۂ کبریٰ را
ارزانی داشتند و اعلام نصرتش بنیروی بازوی ان حزب اللہ ہم الغالبون بر افراشتند سکۂ کرامتش بر کارگاہ
تحقیق جاری و نقد وقت مخالفان ہمہ وقف کساد بازاری بتسوید این جواب لاجواب کہ سواد و بیاضش عین
صدق و ثواب است و حروف و معانیش مقاصد دقیقہ و اسرار مشکلہ حضرات سلف را فتح باب لفظ لفظش مقرون
جہان معنی حکمیہ و زورق ورق و رقش آئینہ ایست پیکر تابید نفوس قدسیہ رو برو و جمع باکتب فقہیہ گرہا ثابۃ اللہ کاجیاد
کید الخائنین مشوش بود و بمصداق یحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون لیس و پیش
پیداشت انشرحی حالمینا انی بدست آمد و پای حقیقت بر صراط مستقیم باثورہ ثبات یافت تقریر غریب چنان نقش

تحقیق بستہ کہ خصم بیچارہ اگر مضطربانہ زبان بہ تحسین نکشاید چہ کند و براہین عقلیہ و نصوص قطعیہ
چنان بکرسی قبول نشستہ کہ طاعن شرمسار آزادی خریدار اگر بجادۂ تسلیم و تقلید قدم نہ نہد بچار و دہ بنید
سعادت طلبان موافق را از ضغطۂ تردد در رستگاری رسید و بحقائق دقائق کامگاری مگر محرومان مخالف
را نیز بتفضیح و تذلیل سد باب گستاخی و شوخ چشمی شدہ بوجہ تقلیل جنایت و امتناع منکر تخفیف عقوبت
و توفیق ندامت متوقع است پس شکر گفتنش بر مخالف و موافق واجب و مَن لم یَشکرِ النّاس
لم یشکرِ اللہ از آنجا کہ از کلمۂ حق خموشیدن خصوصاً بوقت حاجت و استشہاد بحکم و لا تکتموا الشہادۃ
و من یکتمہا فقد اثم قلبہ امریست ممنوع میگویم سراپا معائب فتح محمد تائب کہ مضامین متفرقہ و
مجتمعۂ فتح المبین بچشم انصاف دیدم و بمیزان شعور و تحقیق سنجیدم دعاویش صحیح براہینش قوی جوابش
مسلم سعیش مشکور عملش مقبول یافتم واللہ اعلم
و علمہ اتم۔ العبد المذنب فتح محمد تائب عفی عنہ

هو العلیم الحکیم

الحق کہ این نسخہ نسخہ ایست پر تاثیر کہ در دفع مواد فاسدۂ مس قلب منکران تقلید بمنزلۂ اکسیر مصنف
علامہ انتصاراً للحق کہ خودش نیز اسم بامسمی است مصروف بر دہ مقولات و خرافات پوچ دریا در ہوائے مؤلف
ظفر مبین علم خامۂ انصاف در مصاف مخالفین سراپا اعتساف برافراشت و در دیدہ حسد الا بصار
کور باطن خاک مذلت انباشت جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ و شکر
سعیہ الذی بذلہ لاحقاق الحق و اہتداء الوریٰ۔
نمقہ الفقیر الشہیر بحافظ فتح محمد فاروقی الحقیر۔ +

حامداً و مصلیاً

بعد تحمید علام الغیوب و پس توحید ستار العیوب نعت سید الابرار و آلہ الاطہار و اصحابہ الاخیار کے
اس احقر العباد و اصغر الافراد نے کتاب فتح المبین جواب باصواب ظفر المبین کے اکثر مقامات کو
جو غور سے دیکھا تو جوابات مجیب مصیب کو مزیل اعتراضات و دافع مغالطات مؤلف ظفر مبین کے
پایا اللہ تعالیٰ جزاے خیر مجیب لبیب کو عطا فرماوے اور ناظرین کو راہ راست
تقلید سلف صالحین کی دکھاوے۔ حررہ خادم الشرع المتین محمد شمس الدین عفی عنہ

هو عالم الغیب

اسمین کچھ شک نہین کہ مؤلف ظفر مبین نے محض نفسانیت اور تعصب سے فقہاے مجتہدین خصوصاً

احناف مقلدین کی نسبت اتہام بیجا کیا ہی اور مسائل خلافیہ مین ناحق کا الزام دیا ہی سلف صالحین اور حضرات ایمۂ دین پر جو کچھ اسنے اپنی خباثت اور جہالت سے مطاعن و اعتراضات کیے ہین اور اپنے زعم فاسد اور عقیدۂ کاسد اور طبع حاسد مین غلط کو صحیح اور ضلالت کو ہدایت سمجھکر بیجا خود میان مٹھو بنکر ٹین ٹین کی ہی اور عمل بالحدیث کا مدعی ہی یہ سب مکر و فریب کے رنگ تھے دین کے پردے مین دنیا کمانے کے ڈھنگ تھے چنانچہ عالم باعمل مناظر بے بدل فاضل یگانہ علامۂ زمانہ مولانا محمد منصور علی خان صاحب نے اس کتاب فتح المبین مین اونکے دھوکے بازیون کی ساری قلعی کھولدی اور بزور لبیدہ جوابات دندان شکن کے خوب ہی اونکی خبر لی۔ اب اونکو اور اونکے تابعین کو چون و چرا کی جا نہ رہی خیریت اونکی اسی مین ہی کہ اس کتاب کو دیکھکر سیدھی راہ اختیار کرین اور اپنی کج فہمی پر بار بار پھٹکار کرین ورنہ اگر چھیڑ چھاڑ سے باز نہ آوینگے اور ذرا بھی اسکی تردید مین قلم اوٹھائینگے تو بالضرور ہمارے مولانا صاحب موصوف میدان معرکۂ مناظرہ مین علم اوٹھائینگے پھر تو شبدیز قلم کی ٹاپون سے ہر ایک کی سرکشی کو مثل نقش پا کے خاک مین ملائینگے اور جبتک کہ ہر مدعی سے حقیت مذاہب اربعہ پر مچلکہ نہ لے لینگے اس میدان سے قدم نہ ہٹائینگے۔

وما علینا الا البلاغ ۔ حررہ الراجی رحمۃ ربہ الولی
محمد حامد علی عفا اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی ۔

هو الفارق بين الخطاء والصواب

اکثر مضامین اس کتاب فتح المبین کے بجواب ظفر المبین نہایت عمدہ اور لائق عمل اہل سنت جماعت ہین اور باعث ہدایت وہابیان سراپا ضلالت ہین کیونکر نہون کہ اسکے ہر ہر مسائلے کا مضمون موافق قرآن و حدیث کے صاف صاف ہی جو جواب ہی بلا تعصب و اعتساف ہی سچ پوچھیے تو واسطے فتحیابی بہادران مقلدین کے میدان مناظرے مین ہر فقرہ اس کتاب کا ایک ذوالفقار آبدار ہی اور ہر سطر اسکی واسطے دفع فتنۂ مخالفین کے ایک ننگی تلوار ہی اور ضمیمۂ تنبیہ الوہابیین کا تو کیا کہنا کہ اوسکے ہر ہر مسائلے مین مصنف علام نے ایک عجیب التزام کیا ہی کہ مدعیان عمل بالحدیث کو مخالفت سنت کا صریح الزام دیا ہی اگر ان مخالفین کو کچھ بھی عقل ہو تو حق بجانب اہل الرائے کے جانین اور دل سے حقیت مذہب مقلدین کو مانین خصوصًا اس ضمیمے کو دیکھکر راہ حق پر آئین لا مذہبی کو چھوڑ کر مقلد بنجائین حق تعالی اس فرقۂ ظواہریہ پر مقلدین اہل باطن کا پرتو ڈالے۔ اور انکو راہ راست تقلید پر لگا کر آزادی کی دلدل سے نکالے۔ آمین ثم آمین

یارب العالمین - حررہ العبد الفقیر محمد بخش عفا اللہ القدیر۔

تقاریر مثبتہ دستخط و مواہیر علما نحریر و فضلا مشاہیر شہر کانپور

هو الفتاح العلیم

الحمد للہ وحدہ الذی صدق وعدہ ونصر عبدہ والصلوۃ والسلام علی من لا
نبی بعدہ اما بعد اس کتاب لاجواب مسمیٰ بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کو فنا کسار نے
دیکھا مؤلف علام نے اسکو نہایت تحقیق و صحت سے لکھا شاہد مقصود کو لآلی متلالی نصوص آیات
قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے مزین فرمایا مضمون صدق مشحون جاء الحق وزهق الباطل ان
الباطل کان زهوقا کا جلوہ دکھایا + دفع جدال و الزام الد الخصام بوجہ احسن کیا جواب با صواب نے
دندان شکن دیا - دلائل عقلیہ و نقلیہ سے اسکو آئینہ حق نما بنایا صیقل براہین قطعیہ سے زنگ
تعصب کو مٹایا + فی الواقع یہ قول منصور ہے + اسمین کلام حق مسطور ہے - حق سبحانہ و تعالیٰ اسکے
مؤلف علام فطین فہام عالم عامل فاضل کامل مناظر بے نظیر متکلم نحریر والا مناقب مولوی
محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی سلمہ اللہ الہادی کو جزائے خیر عطا فرمادے اور آفات دارین
سے بچاوے جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ منصورا وکان سعیہ مشکورا

کتبہ العبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبد الغفار اللکنوی ثم الکانپوری

هو الملهم بالصواب

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب فتح المبین کے شائع ہونے سے ظفر مبین پایۂ اعتبار سے ساقط
ہوگئی اور اوسکے مؤلف محی الدین کی ساری وقعت جاتی رہی تمام لاہور اور بلاد ہندوستان
مین فتح المبین کا ڈنکا بجا لامذہبون کی شکست فاش کا گھر گھر چرچا ہوا کہ اب مقلدین نے کتاب
فتح المبین کا ایسا ہتھیار پایا ہے کہ جسکے مقابلہ مین غیر مقلدون سے کچھ نہ بن آئیگا اور جو کسی نے
ذرا بھی چون وچرا کی تو مقلدون سے قائل معقول ہو کر منہ کی کھائیگا - حق تعالیٰ اس کتاب کے
مصنف علامہ اور اسکے دیکھنے والون کو منکرین تقلید اور طاعنین فقہ پر ہمیشہ مظفر و منصور رکھے
اور ان لامذہبون کے زور و فریب سے ہر وقت ہم کو
دور رکھے - آمین یارب العالمین - حررہ العبد المذنب
محمد یعقوب تجاوز عنہ علام الغیوب - مہتمم کمیٹی تجارت کانپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا للہ علی آلائہ و مصلیا و مسلما علی افضل رسلہ و خاتم انبیائہ بعد ازین نہفتہ مباد کہ درین وقت
کساد بازار علم بعضے از کم مایگان جہالت نشان حرفے چند از ترجمۂ اردوے مشکوٰۃ شریف و غیر آن
دریافتہ خود را در عداد علما گرفتہ اند و طعن و تشنیع برا کابر مجتہدین و سب و شتم علماے ربانیین را
ذریعۂ شہرت خود فہمیدہ درین راہ پرخار کورانہ رفتہ اند و از جہل مرکب و سوء ادب کہ در جبلت این
طائفہ مخمر ست علم بعض احادیث را محیط جملہ احادیث دانستہ اگر کدامی مسائل فقہی را خلاف حدیثے
در نظر خود مے پندارند علی الاطلاق مخالف کتاب و سنت انگاشتہ بر مجتہدان دین زبان سب و شتم
می کشایند از انجملہ شخصے ست کہ کتابے در ہمچنین طعن و تشنیع ائمۂ دین موسوم بالظفر المبین فی
مغالطات المقلدین بمعرض تحریر در آوردہ بے علمی خود را بر اہل علم آشکارا گردانید و از کمال تعصب و
نفسانیت بمخالفت حدیث نبوی لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا
البذی مبالات نکردہ خود را از کجا تا کجا رسانید اگرچہ این ہمہ گریزی و بے راہ روی او بہر تغلیط عامہ
و بغرض انحراف جماعے از تقلید مجتہدان بود لیکن از ان جہت کہ خداے تعالیٰ براے ہر مبطلے
محققے و براے ہر شوریدہ سرے سر کوبے مقرر فرمودہ ست وحید عصر عالم مفیض حاضر و بادی
مولوی محمد منصور علی خان مرادآبادی جعلہ اللہ مؤیدا بالایادی و کاسمہ منصورا علی الاعادی کمر
ہمت بر رد و ہفوات او بر بستہ رشتۂ تالیف این کتاب رشادت نصاب را بانامل تحقیق بر کشود و بمصقل
قلم ہدایت رقم زنگ تلمیع و رنگ ترصیع از آئینۂ الحق یعلو ولا یعلیٰ بر زدود فصار کیدہ فی
نحرہ و امن المومنون من ضرہ و شرہ بارک اللہ فی علم ہذا المؤلف و عیشتہ و ذات

یدہ و ایدہ بتحقیق الحقائق فی رد الباطل و طردہ ہذا
وانا العبد الراجی شفاعۃ النبی الامی التہامی محمد عبد اللہ بن الحاج
السید آل احمد الحسینی الواسطی البلگرامی رزقہما اللہ النعیم المقیم و جعل

ہو الحق المبین

اما بعد الحمد لخالق الکل والصلوۃ علی افضل الرسل و علی آلہ و اصحابہ ہداۃ السبل
اس احقر خادم الطلبہ نے ان ایام مین جو کتاب فتح المبین جواب ظفر مبین کے متعدد مقامات کو دیکھا تو
فی الحقیقت یہ کتاب لاجواب سراسر صواب ہے مضمون اسکا موافق ما قال الرسول والاصحاب ہے
پسندیدہ اولی الالباب ہے قابل ہدیۂ اصحاب ہے رعایت قواعد اصول و فروع مین دلیل نایاب ہے

نظر عاقل مین مؤلف ظفر مبین جو صاحب شتم و سباب ہی جسکے نزدیک ایمہ ہدی کو برا کہنا ثواب ہی قابل
عتاب اور مستحق عقاب ہی کیونکر فتح المبین کی تعریف نہ کی جاوے مؤلف اسکا عمدۃ الاماثل مقصود علیہ
بالاماثل برگزیدۂ اقران فخر زمان فاضل اجل عالم اکمل مقبول بارگاہ لم یزلی مولوی محمد منصور علی
سلمہ ربہ العلی ہی۔ خداوند کریم حضرت مؤلف کو جزائے خیر عطا فرماوے اسکے
مقابل کو عناد اور تعصب سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔ حررہ الہی بخش مدرس مدرسہ فیض عام کانپور

هوالملهم للصواب

مین نے اس کتاب کو جابجا دیکھا جواب شافی تو ہر جگہ پایا مگر بعض جگہ تو نہایت ہی عمدہ دندان شکن
جواب دیا ہی اسمین عمدگی نفس جواب کے علاوہ یہ امر بھی لائق تحسین ہی کہ ایسے غیر مہذب فرقے کے مقابلے
مین مصنف علام نے تہذیب و متانت کو نہایت دخل دیا ہی جزاہ اللہ تعالی خیر الجزا
کتبہ العبد الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی اصلح اللہ حالہ الخفی والجلی۔ فقط۔

تقاریظ بلاغت مضمون و تقاریر فصاحت مشحون علمای بریلی و بداون

هو حافظ دین الاسلام

بعد حمد و صلوۃ کے واضح ہو کہ شریعت حقۂ اسلامیہ مین اختلاف ایمہ صحابہ و علما کا موجب رحمت
حق سبحانہ کا ٹھیرا دیا گیا ہی اور احادیث کا اختلاف بھی بیان حلت و حرمت وغیرہ مین بخوبی ہویدا
ہی پس منجملۂ ایمہ اربعہ مجتہدین اہل سنت کے جس مجتہد کی تقلید درصورت عدم طاقت اجتہاد کے
کیجاویگی موجب نجات ہی اور اپنے نفس کی لذت کے واسطے حلال و حرام کو بدل دینا اور برائے
نام کبھی حنفی اور کبھی شافعی بنجانا محض خرافات اور طعن کرنا خاص کر حضرت امام صاحب پر سراسر
گمراہی ہی کہ اجتہاد اور تقوی اور ورع اور تبحر آپکا مسلّم جمہور ایمہ دین ہی اوسکا انکار کرنا دستور شیاطین
پس اس زمانے مین گمراہون نے باتباع روافض کے جو رسائل طعن مسائل حنفیہ مین لکھے ہین
وہ سب مطاعن یک قلم باطل ہین کہ احادیث و اقوال صحابۂ کرام سے وہ سب مسائل ثابت
ہین چنانچہ اہل سنت نے اپنے رسائل مین اسکی تحقیق کر دی ہی خاصکر یہ رسالہ کہ جسکا نام نامی
فتح المبین ہی جابجا میرے دیکھنے مین جو آیا تو مین نے اسکو تحقیق حق کے ساتھ بخوبی موصوف
پایا۔ حق سبحانہ و تعالی مصنف کو جزائے خیر عطا فرماوے اور گمراہون
کو راہ ہدایت پر لاوے۔ کتبہ محمد عبد القادر بدایونی عفی عنہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے نزدیک یہ کتاب فتح المبین نہایت مفید اور نافع ارباب تقلید ہے اور ادلۂ سمعیہ وقیاسیہ مندرجہ اس کتاب کی درست وسدید مبنی بر صراط مستقیم ونہج رشید اور کیون نہو مصنف کتاب مولوی منصور علی خان صاحب مرادآبادی حفظہ اللہ تعالے عن شرور الاعادی سے مین خوب واقف ہون واقعی نہایت ذی استعداد صاحب طبع سلیم ومذہب مستقیم ہین ایام تحصیل مین بھی جب اس بندۂ ہیچمیرز ہیچمدان ناکارۂ زمان پر اکثر عنایت فرماتے تھے اور اپنے حسن اعتقاد سے بعزمیت استفادہ بہنگام انتصاب بندہ بمدرسۂ اول مرادآباد بعض کتب معقول ومنقول بصورت سبق سناتے تھے تو خود رنگ استقامت اونکی ناصیۂ حال سے ظاہر ونور سلامت اونکی پیشانی پر تابان ودرخشان تھا اور طبیعت گونہ سیّالہ ووقّادہ وقوت مدرکہ جیدہ ونقادہ تھی اگرچہ حنفیہ کی جانب سے اس باب مین بکثرت کتب مشتمل بر اجوبۂ دندان شکن تصنیف ہوگئی ہین بندہ کو مزید حاجت کچھہ تحریر کی نہین ہے تاہم اسقدر برادران اہل اسلام کی خدمت مین التماس مختصر ضروری تصور کرتا ہون کہ شیوع اسقدر اس طریقۂ بے قیدی ومطاعن ایمہ خصوصا رئیس المجتہدین ورأس المحدثین امام ابو حنیفہ کوفی رحمہ اللہ کا اس وجہ سے ہوا کہ اکثر کم استعداد اشخاص ارباب اذہان قاصرہ نے جب ان ظواہر احادیث کتب مروجۂ شافعیہ وغیرہ مشکوٰۃ مصابیح وترمذی یا اونکے تراجم کا مطالعہ کیا جو اکثر مقصور بر احادیث مناسبۂ مذہب شافعی ومالک وغیرہما ہین اور مضامین ظاہرہ سے بجانب بواطن معانی ومغز ولب لباب مقصود بغور وفکر خائض انتقال کرنا اونکی قوت سے باہر تھا اور نہ طرق استنباط مسائل سے کچھہ مناسبت بلکہ اجنبیت محضہ علاوہ ازان وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم جو کچھہ اونمین کسیقدر اہل علم بھی تھے وہ اسقدر غبار تعصب ونفسانیت مین آلودہ اور بحجر کینہ وخلاف وکدورت سینہ مین حنفیہ کے مستغرق کہ موارد انصاف ومواد تحقیق وتنقیح مقام سے بمراحل بعید آسیر یہ اور باعث جرأت وجسارت کہ مسانید وکتب حدیث حنفیہ مثل شرح عینی وصغانی وغیرہ بر بخاری وشروح مشکوٰۃ از جانب حنفیہ ومعانی آثار طحاوی وشرح عینی بر معانی آثار ومسانید امام ودیگر مؤیدات حنفیہ اکثر کمیاب یا نایاب ان وجوہ اور انکے امثال سے اِن اذہان قاصرین مین یہ خیال بندھا کہ یہ مسلک حنفی مبنی بر محض درائے وعقل مثل فلسفہ مخالف احادیث صحیحۂ نبویہ ہے اور اگر کہین کوئی حدیث مطابق بھی اونکے آگئی تو وہ ضعیف ہے کیونکہ صحاح وحسان تو محصور انھین صحاح ستہ مین ہین اور اسیوجہ سے

انکا اصحاب الرای نام رکھا گیا ہی کشف ان وساوس و شبہات کا اگرچہ قرار واقعی اس ناچیز نے
اجوبۂ راضیہ اور مقدمۂ حواشی شرح وقایہ مین کردیا ہی مگر اسوقت اوس سے قطع نظر کرکے صرف اسقدر
عرض پر اکتفا کرتا ہون کہ حنفیہ کی جانب ہر ہر مسائلۂ خلافیہ و غیر خلافیہ مین نصوص قرآنی و احادیث
بکمال صحت و قوت متن و سند بکثرت موجود و موافقت مذہب امام احمد ابن حنبل کی جو مبنی
بر ظواہر احادیث و آثار ہی بمذہب امام الائمہ اکثر مسائل مین ادل دلیل ہی مطابقت مذہب حنفی
کی ظاہر اخبار و آثار کے ساتھ خیر اس سب سے درگذریے تو جسطرح ہم عامیان بے دست و پا کو مسائل
اجتہادیۂ غیر منصوصہ مین بدون تقلید کوئی چارہ نہین ہی اسیطرح مسائل منصوصۂ خلافیہ مین بھی
بغیر تقلید امام کوئی صورت بطور استقامت ممکن نہین ہی یہ موازنہ ہر دو کفۂ جانبین کا اور رجحان
ایک پلے کا بنظر اسعانی و عمیق و رحلۂ نصوص متعلقۂ مسائلہ با مراعات جمیع اطراف و جوانب مراتب
و مدارج از روے یقین و جزم و مراتب مختلفۂ ظن و اسناد و متن از روے رجال و اضطراب
و دلالت و اقتضا و صراحت و اشارت و غیر ذلک حصرا و تعین ائمہ مجتہدین بالخصوص ربعۂ متنا سبہ
کا تھا جو ہمہ تن اسی نقادی اور پرکھنے مین بالکمال فراغ جہد در طرق اجتہادیہ تمام عمر اپنی جان
صرف کرگئے اور وہ بھی بوجہ سہولت اسباب و قلت آرا و اختلاف و قدسیت و ملکیت نفوس
و آلات برکات و انوار قرب عہد نبوی یہ امر متعذر الحصول بارادۂ تائید و تفضیل دین محمدی اونکی
ارواح مقدسہ کو عنایت کردیا گیا تھا ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء ورنہ ذرا غور فرمائیے
کہ کتاب صحیح بخاری جو در باب صحت بعد کتاب اللہ الباری معدود ہی اوسکے رجال احادیث مین
بھی بکثرت کلام موجود اور انتقادات دارقطنی وغیرہ مشہور و مشہود ہان یہ کہیے کہ رجحان اوسمین
بجانب توثیق و تعدیل ہی مگر اختلاف مین شک نہین پھر اگر حدیث صحیح باصح الاسانید بھی ملجاوے
تو عمل اوسپر اوسوقت ممکن ہی کہ عدم منسوخیت اوسکی معلوم ہو اور کوئی معارض عقلی و نقلی
راجح یا مساوی موجود نہو ناسخ و منسوخ کے علم کی کیفیت کہ جسقدر اہتمام و اعتنا سے شان اس
بارے مین بلکہ عامۂ ابواب مین کلام باری کا کیا گیا ہی اور مساعی بلیغۂ جلیلہ و جہود جمیلۂ جزیلہ
اسمین صرف کیے گئے ہین اوسکا عشر عشیر بھی دوسری شی مین نظر نہین آتا اور اس نظم معجز کے
نسخ تلاوت و نسخ حکم وغیرہ کی باتم تفصیل بحث و تفتیش کی گئی ہی تاہم جو اختلافات تعداد منسوخات
و تعیین ناسخ و منسوخ مین بکثرت واقع ہوئے وہ کسیقدر مطالعۂ تفسیر اتقان سیوطی سے ظاہر ہین
پھر احادیث کا کیا حال پوچھنا ہی کہ تو اریخ ارشاد کا علم تو اور چیز ہی شان ورود بھی اکثر مین نامعلوم

اور اگر کچھ علم ہوا بھی تو اکثر بطرق ضعیفہ ہان البتہ وہ زمانہ قرب عہد کسیقدر صالح و سزاوار تنقیح و تنقید تھا جس سے کوئی امر ایسا حاصل ہونا ممکن تھا کہ اوس سے طبیعت کو سکون و طمانیت حاصل ہو جائے اگرچہ بطور قطع و جزم دشوار ہو پھر معارض کو خیال کیجیے کہ فقدان معارض عقلی کے مقامات تو شاید کچھ نکل بھی آئین اگرچہ عدم علم سے علم عدم ضروری نہین ہو مگر معارض نقلی کے مفقود ہونے کا علم ہونا تو ایسا امر متعسر بلکہ قریب بہ متعذر ہو کہ غالباً یہ اونھین نقادین سلف مجتہدین کا حصہ تھا اسوقت مین تو اگر کوئی مجتہد مطلق اونسے اعلے درجے کا بھی پیدا ہو تو بظاہر ماورائے امام مہدی مؤید بتائید غیبی کے اس امر پر باتم طرق حاوی و قابض ہونا اوسکا محال عادی نظر آتا ہو اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم کا معارض نقلی ہو کہ جو مشاہدۂ عین شریعت غرائے حنیفہ سے اصول شرعیہ مقررہ کے اکناہ وحقائق بنمط سرایت و حلول فی مواد الشریعۃ معلوم کرکے اوسکے انہار و بحور کے سیلان و روانگی با احاطۂ اشکال و اعماق مجاری کے طرق و مناہج پر وقوف کلی حاصل کیا جاتا ہو جو مخصوص موہوب و بھین ارباب اجتہاد و مکاشفان شریعت کے ساتھ تھا یہ مضمون خبر اوس منبع اور اوس نمط روانگی و طرز سیلان و جریان کے مخالف نہو چنانچہ موضوعیت حدیث بھی بعض جگہ اون مجاری ظاہرہ کے وقوف سے ارباب تحدیث نے دریافت کی ہو مگر تدقیق نظر و تعمق فکر اس باب کی جو اون ارباب اجتہاد کو حاصل تھی اصحاب تحدیث کو اوسمین سے حصۂ یسیرہ حاصل تھا بلکہ بغایت نظر جلی اس امر کی عنایت ہوئی تھی اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہو کہ مضمون خبر کسی صریح آیت یا ظاہر نص و مفسر و محکم یا اشارت و دلالت و اقتضا یا عموم و اطلاق یا خصوص و تقیید کسی آیت کریمہ کی معارض و منافی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہو کہ کسی دوسری صحیح حدیث کے مخالف ہو گو وہ حدیث صحیح مابین دفتین بخاری یا مسلم مکتوب و مسطور نہو خواہ رجال اسناد اوسکے رجال الصحیحین یا احد الصحیحین ہون یا نہون اور علے شرط البخاری یا مسلم ہون یا نہون مگر وہ حدیث اونکی قوت ضبط و عدالت سے واصل بدرجۂ صحت ہو بلکہ حسن بھی معارض صحیح اوسوقت ہو سکتی ہو کہ قوت دلالت و مزید صراحت و قطعیت مدلول مین صحیح سے بغایت اقوی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہو کہ مضمون خبر کی وہ حدیث معارض واقع ہو کہ گو بوجہ روات سافلہ بہ نسبت ہمارے اس طرق وصول سے اوسمین ضعف ناشی ہوا ہو مگر زمانہ مجتہد مستدل تک کے روات مین ضعف اصلا نہو اور وہ استدلال اوسکا بھی وجہ و تام ہو اور شاید کہ اکثر احادیث خفیہ مین اگر ہو تو اسی طرز کی مطعونیت لاحقۂ زمانۂ مابعد الہم

طاری ہوگئی ہوگی جس سے مسائل امام مین کچھ اختلال نہین ہو سکتا جیسا کہ شیخ عبدالحق بھی شرح سفر السعادت مین تحریر فرماتے ہین بلکہ بعض متعصب نفس روایت امام سے اوس حدیث کو ضعیف کہتے ہین نہ بروات مابعد و نہ بروات ماقبل جیسے حدیث نہی قرارت فاتحہ خلف الامام اور فقدان ایسے معارضات کا علم بدون احاطہ و تعمق کامل جمیع احادیث مرویہ صحاح و سنن و مسانید و مستدرکات و مصنفات و معاجم و دیگر اصناف تصانیف حدیث علی وجہ الاستیعاب مع الامعان الکامل کے نہین ہو سکتا جنمین سے آجکل کے محدثین اہل تخفیف کو اکثر کے نام بھی مسموع نہوئے ہونگے چہ جاسے معاینہ صورت چہ جاے عبور و مطالعہ باقی احاطہ و استیعاب در اوسپر عبور کامل تو اور چیز ہی علاوہ ازان اسباب مہیا بھی ہو تو حصر جمیع کتب اوس مقدار مہیا مین ممنوع بلکہ غیر ظاہر اور بفرض محال وہ حصر بھی مسلم تو حصر جمیع احادیث صادرہ کا اس مجموع مین کیا ثبوت کل متفرقات کے بحیث لایشذ عنہ شئی مکتوب مدون ہونے پر کیا دلیل و برہان قائم ہی محتمل ہی کہ مثلا امام کو وہ حدیث پونہچی ہو جو انمین غیر مدون ہی پہر ہماری عقل بلا وجہ ثبوت جانبین فیصلہ مقدمہ کر دینے پر کسطرح قادر ہو سکتی ہی یا کسی جانب کو ترجیح دیسکتی ہی اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ یہ مضمون خبر کسی حدیث مشہور النحوی یا اقوال و تعامل و عمل رآمد صحابہ یا مذہب راوی کے صراحۃً مخالف ہو یا بروایت واحد فیما یعم بہ البلوی یا متعلق ابتدای احکام و حدود یا عدم علم خلفای راشدین ہو یا با وجود اہم فرائض عامہ و احکام ضروریہ کے غیر مشہور و مستفیض فیما بین الصحابہ ہو اور سوا اسکے اور بہت وجوہ ہین اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ اجماع یا مقتضای اجماع کے خلاف ہو اور ایک قسم یہ ہی کہ باوجود روایت غیر فقیہ کے جمیع اقیسہ ظاہرہ شرعیہ کے منافی ہو پہران سب باتون اور پہر معارضے کے جمیع اخبار و اصناف کا احاطہ تام کرنا ہم بانصاف آپ ہی سے پوچھتے ہین کہ آپ سے یا اس سے کچھ قبل کسی سے ہو سکتا ہی پہر یہ سب اس تقدیر پر ہی کہ وہ حدیث قطعی الدلالۃ علی معناہ غیر محتمل تاویل و تخصیص ہو اور غالبا اگر احادیث معارضہ و مخالفہ خفیہ کہین نکل بھی آئین تو تاویلات کثیرہ و معانی جمہ کے محتمل تخصیصات بسیار و احتمالات بیشمار او نمین راہ پائے ہوے کہ اگر مضامین متعلقہ غیر ظاہرہ ہی بوجہ کسی حدیث ضعیف غیر الکسر متعدد ۃ الطرق قابل احتجاج کی وجہ سے اخذ کرکے معمول بہ ہون تو اسکا نام مخالفت کون رکھ سکتا ہی بلکہ اگر بنظر اثر ضعیف غیر شدید الضعف و با کثرۃ الطرق یا وجود قطعی الدلالۃ ہونے کے بنظر تطبیق بین الحدیثین معنی محتمل غیر ظاہر حدیث قوی کے لیے جائین تو اسکا نام بھی مخالفت حدیث نہین ہی ہان اگر ہو تو مخالفت ظاہر ہو وغیر ضرورت کہہ سکتے ہو یہ کل مضمون جبکہ وقت بالبداہت بربنای لزوم عقلی و نقلی تقلید بہ کیفیکہ باشد متعلق جملہ مسائل قیاسیہ

واجتہادیۂ غیر قیاسیہ بطور احسان وتبرع تحریر کیا گیا ورنہ اس سے قطع نظر کرکے اگر دیکھیے تو ہر طالب تحقیق وتنقیح با انصاف کو بعد مطالعۂ مؤطای محمد ومعانی آثار طحاوی وکتاب الآثار امام محمد ومسانید امام اعظم و مرقات و لمعات و فتح البیان و مواہب الرحمن و برہان و عقود الجواہر و شرح عینی بر بخاری و ہدایہ و شرح صفائی بر بخاری و فتح القدیر و شرح عینی بر معانی الآثار وادلۂ کاملہ دیگر مؤیدات الحنفیہ یہ امر واضح و ہویدا و بدیہ انصب العین مثل عین الیقین کالشمس فی نصف النہار ہو جائیگا کہ ادلۂ سمعیہ و احادیث و نصوص بجانب حنفیہ نہایت صریح و قوی و صحیح ظاہر الدلالۃ جملہ مسائل خلافیہ وغیر خلافیہ پر موجود ہیں بلکہ بمعاینۂ فتح القدیر یہ عجب نہیں کہ بعد عبور و استیعاب نظر حق بین انصاف پسند یک لخت بیساختہ برعکس مشہور یہ کہہ اوٹھے کہ امام شافعی اصحاب الرای میں سے ہیں اور امام ابوحنیفہ رح اصحاب ظواہر میں سے جیسا کہ شیخ عبد الحق بھی اسی طور کا مضمون تحریر فرماتے ہیں بلکہ اگر صرف اصول حنفیہ دربارۂ اتباع حدیث ضعیف و مرسل و منقطع وغیرہ و ترک قیاس بمقابلۂ ہر قسم حدیث و اقوال صحابہ و تقلید صحابی و تابعی مشہور الافتا بزمانۂ صحابہ مطالعہ کیے جائیں تب بھی شاید حنفیہ کو ظاہریہ کہہ دینا کچھ بعید نہو گا باقی تحقیق و تفصیل عامۂ مسائل حنفیہ بربنای نصوص و اخبار و آثار و سنن و احادیث ہمارے حاشیۂ شرح وقایہ موسوم بصرح الحمایہ علی شرح الوقایہ اور اوسکے مقدمے و شرح مسند امام بروایت حصکفی مسمی بہ تنسیق النظام فی مسند الامام میں مذکور ہیں جسکو منظور و مطمح نظر ہو اونکا مطالعہ کرے

العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ ربہ ذی المنن المدعو بمحمد حسن عفا اللہ عنہ ما جناہ فی السر والعلن السنبھلی سکنا الاسرائیلی نسبا والحنفی مذہبا

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حمداً لك یا من عمت نعماؤہ وشملت آلاؤہ - وجودہ واجب قدیم وصلوٰۃ وسلاما علی خاتم الانبیاء وآلہ الاصفیاء وصحبہ الاصدقاء الاکرمین عند اللہ العظیم وبعد فلا یخفی علی من طالع الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین انہ کتاب حسن ضخیم وعلم لا صنع العالم الامجد الفاضل الارشد الکریم ابن الکریم محمد منصور علی بن محمد حسن علی المرادابادی رحمہ الرب الرحمن الرحیم وانی لقد شفته مقاما بعد مقام من اولہ واوسطہ والختام فوجدته موافقا للسنۃ والکتاب الکریم ولا شک فی ان مصنفہ اید الحنفیۃ عموماً وروح روح ابی حنیفۃ خصوصاً جزاہ اللہ تعالی وایانا خیر الجزاء ورزقنا شفاعۃ خیر الشافعین یوم عظیم وثبتنا علی ملۃ حنیفۃ ونصرنا علی اعداء ابی حنیفۃ وادخلنا معہ جنات النعیم - وانا الفقیر المذنب العاصی بانواع المعاصی الخاطی الاثیم خادم الفقراء والعلماء الراجی رحمۃ ربہ المحسن الرحیم ومستمد کرمہ ولطفہ العمیم ابوبکر علی [illegible] اللہ الشہیر علی احمد محمود اللہ شاہ القادری

الجشتی النظامی المذاقی کان للہادی الباقی العزیز الحکیم بن سیدی لولد مولائی الماجد۔ ذی العز والجاہ الحافظ علی سداللہ الحاجہ الرئیس القادری المجیدی الصدیقی المحمدی الارشدی البدایونی سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ وزاد فی فضلہ الجسیم۔ یوم الاربعاء الثامن عشر من اولی الجمادیین والمائۃ الثالثۃ بعد الالف من ہجرۃ رسول الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم احسن التسلیم +

محمد و اللہ ثنا علی احمد

عبدہ اعجاز احمد نوشہ مذاقی شیخوپوری عفی عنہ

اعجاز احمد

ھذا التحریر صحیح خادم القوم السید عنایت احمد نقوی بن السید مطیع احمد بدایونی

عنایت احمد نقوی

غضب ہی جودتِ طبع مصنف + لکھوں کیا مدحتِ سحر البیانی + جو ہوتی نیلگوں ورقوں پہ تحریر + تو کہتا میں کتاب آسمانی + سبحان اللہ مضامین ہیں یا گلدستۂ ریاحین۔ طبع کی روانی ہی یا جادو بیانی۔ جو مضمون ہی یکتا ہی۔ جو طرز ہی وہ نرالا ہی۔ ہر جواب لاجواب۔ ہر اعتراض زبان عدو پر مقراض تحقیق و تدقیق مصنف علام قابل داد۔ ہمین طعن و تشنیع کا پورا پورا انسداد اسکی یہ اعجاز بیان اہل خرد کے واسطے بہار ہو کج فہموں کے حق میں کھٹکتا ہوا خار ہو

محمد امیر احمد

حامدًا ومصلیا۔ فتح المبین کتاب بہت ٹھیک اور باصواب ہی۔ جو اسکے مطالب حقہ کو نمانے دونوں جہان مین خراب ہی۔ یہ تحقیق و تدقیق بن پڑنا ابوحنیفۂ کوفی صوفی کی کرامت ہی۔ جو اسپر بھی نہ سمجھے اوسکی بیان در پردہ اور دہان ظاہر اشاست ہے فقط

نا کس عبد الغفار

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ حضرت مؤلف فتح المبین کی سعی و حمایت دین و نصرت مذہب مقلدین کا دل و جان سے شاکر ہون خواہ غائب ہون خواہ حاضر ہون۔ آن غیر مقلدون کی طرف سے خصوصًا منجانب مؤلف ظفر مبین محی الدین کہ درحقیقت ممیت الدین ہی جو زبان درازیاں اور دریدہ دہنیان نسبت ائمہ مجتہدین اور علماے مقلدین کے معرض ظہور مین آئین سب کا جواب باصواب بدلائل احادیث و قرآن کے اس کتاب مین مذکور ہی اور ہر طعن کا دفعیہ نہایت تہذیب کے ساتھ بحوالہ کتاب و سنت مسطور ہی مصنف علام نے تحریر جوابات مین منصب حفظ مراتب کا بخوبی ادا فرمایا فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ جسکے دیکھنے سے ہر ایک کی آنکھون مین ہدایت کا نور آیا آن لامذہبون کا فتنہ دجال کے فتنے سے کم نہین ہی آنمین سے دشمن مقلد تو دشمن دین ہی بلکہ ایسے دشمنون کا دوست بھی مصداق منہم المقرین ہی مسلمانون کی صورت مقلدون سے کدورت لاحول ولاقوۃ جہان تقلید کو چھوڑا لامذہب ہوگئے۔ ادہر کے نہ ادہر کے

درمیان مین مذبذب ہوگئے پھر جو اس تذبذب سے نکلے تو خاصے آزاد بنکر نیچریت مین کامل ہوئے پرانے فشن کو چھوڑکر نئی روشنی والون مین شامل ہوئے اب کیا پوچھنا کہ ٹھیٹ اسلام کے نیچری ہین اور ترقی قومی اور ہمدردی کے کلمات زبان پر جاری ہین علمای سلف پر لعن وطعن کی بوچھاڑ ہے حضرات صوفیہ پر ژٹل قافیون کی بھرمار ہے یہ مجرد خیال وامکان ذاتی نہین بلکہ واقعی ہے کہ مصادیق وافراد اس معنی کے علیگڈہ و دہلی و لکھنؤ و حیدرآباد و مدراس و کلکتہ و عظیم آباد وغیرہ مین موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھ آوے اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم واجعلنا منھم - امین یارب العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لاسیما علی ھذا النبی المجتبی والحبیب المرتجی والہ واصحابہ اھل التقی والنقی وعلماء امتہ ومجتھدی ملتہ والمقلدین لھم باحسان دائما ابدا حضرت حق تبارک وتعالی نے اپنی رحمت کاملہ ونعمت شاملہ سے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم پر قرآن عظیم وذکر حکیم نازل فرمایا تبیانا لکل شیء جسمین ہر چیز کا روشن بیان ہے مگر اوسکی ہر ظہر کے لیے ایک بطن ہے اور ہر بطن کے لیے ایک اہل وتلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العلمون ٥ کہاوتین کہ تو سبکی لیے ہین پر اونکی سمجھ اونھین کو ہے جو علم والے ہین الرحمن فسئل بہ خبیرا اہل خبرت سے سوال ضرور ہے ہر فہم قاصر اوسکے ادراک سے معذور ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ٥ ذکر والون سے پوچھو اگر تمھین خبر نہو ع وکل العلم فی القرآن لکن ٭ تقاصر عنہ افہام الرجال ٭ اگر قرآن عزیز کو سب سمجھ لیتے تو وہ تو تفصیل کل شئ ہے حدیث بھی محض مہمل وبیکار رہ جاتی اسی لیے ارشاد فرماتے ہین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ نہ پاؤن مین تم مین کسیکو اپنے تخت پر تکیہ لگائے کہ آئے اوسکے پاس میرا کوئی حکم جو مین نے کرنے کو کہا یا نکرنے کو تو بولے مین نہین جانتا ہم نے جو خدا کی کتاب مین پایا اوسکی پیروی کی رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ والبیہقی فی دلائل النبوۃ عن ابی رافع رضی اللہ تعالی عنہ اور فرماتے ہین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ سن لو مین دیا گیا قرآن اور اوسکے ساتھ اوسکا مثل یعنی حدیث الحدیث اخرجہ الدارمی وابو داؤد وابن ماجۃ

عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہین انہ سیاتی ناس یجادلونکم بشبہات القران فخذوھم بالسنن فان اصحاب
السنن اعلم بکتاب اللہ رواہ الدارمی عن عمر بن الاشجع ای عزیز اسی گمراہی کی شامت
ہے کہ وہ پیٹ بھر اینٹھکر اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے جب اوسے حدیث پونہچے کہتا ہے ہم یہ حکم
قرآن مین نہین پاتے قاتلھم اللہ انی یؤفکون ○ جان ای برادر ایسا ہی ہوتا تو عیاذًا باللہ حضرت
حق سبحانہ وتعالیٰ کا یہ ارشاد وما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتھوا جو تمھین
رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے باز رہو محض لغو تھا لہذا حضور سید المرسلین صلوات اللہ
وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین نے قرآن کے مجملات کی تقریر مشکلات کی تفسیر محتملات کی تعیین مبہمات کی
تبیین مطویات کا اظہار مخفیات کا اسفار فرمایا اور وجہ شریعت غرا و بیضا سے نقاب وحجاب کو اوٹھایا
فصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی الہ قدر رجاھہ وجلالہ وفضلہ وکمالہ با اینہمہ
تو صحابہ کرام وفحول مجتہدین کی تسکین ہوئی کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا نفرماتے
تو ان ارکین ملت و اساطین شریعت کا ذہن ثاقب و فکر صائب بھی دامن ادراک سے کوتاہ دست
رہجاتا اسیلیے ارشاد ہوا یعلمھم الکتٰب والحکمۃ یہ نبی اونھین کتاب وحکمت سکھاتا ہے صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کتاب عزیز خود سمجھ مین آسکتی تو تعلیم کی کیا حاجت تھی مگر ابھی احادیث کی
غیر فقہا و صحابہ کرام کے حق مین وہی کیفیت تھی جو قرآن عظیم کی صحابہ و فقہا کے سامنے لہذا اسیدنا
سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اجلہ ائمہ محدثین و شیوخ بخاری ومسلم سے ہین ارشاد فرماتے
ہین الحدیث مضلۃ الا للفقہاء حدیث گمراہ کردینے والی ہے مگر مجتہدون کو امام عبدالرحمن
بن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہین السنۃ المتقدمۃ من سنۃ اھل المدینۃ
خیر من الحدیث اہل مدینہ کی سنت قدیم روش حدیث سے بہتر ہے سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ فرماتے ہین العمل اثبت من الاحادیث تابعین مین کچھ لوگون کو اونکے خلاف
پر حدیثین پہونچتین تو فرماتے ما نجھل ھذا ولکن مضی العمل علی غیرہ ہین یہ حدیثین
معلوم ہین مگر عمل تو انکے خلاف پر ہو چکا ہے محمد بن ابی بکر بن جریر سے جب اونکے بھائی کہتے
لم لم تقض بحدیث کذا تم نے فلان حدیث پر کیون نہ حکم دیا جواب دیتے لم اجد الناس
علیہ مین نے لوگون کو اسپر نہ پایا کل ذلک نقلہ الامام العلامۃ ابن الحاج فی مدخلہ
لاجرم تقلید کی ضرورت ہوئی اور اوسکے وجوب مین کسیطرح کا کلام نرہا اور کیونکر نہو گی حالانکہ

ہر شخص جمع ادلۂ شرع و حفظ آیات و احادیث و احکام و غور کامل و فحص بالغ و تامل صادق و مراعات وجہ ترجیح و تطبیق و دفع تعارض و تمییز ناسخ و منسوخ و علم اقسام نظم و معنی و مواضع اجماع و انواع حدیث و نقد رجال و ادراک مورد و مقتضی و اسباب نزول و طرق تعلیل سے متصف نہ اوسپر غیر مجتہد کو قدرت میسر ہی کیا یہ مرضی ہو کہ ان مدہوشون کی طرح ہر جاہل بے تمیز خر بے لجام و شتر بے مہار کر دیا جائے آہ عزیز و تم کیا اور تمھاری بساط کتنی بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لم تجدوا ماء کے معنی پانی حقیقۃً نپانا سمجھکر ایک زخمی کو تیمم کی اجازت نہ دی وہ نہایا اور انتقال فرمایا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہوئی ارشاد فرمایا قتلوہ قتلھم اللہ الا سألوا اذا لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال اونھون نے اوسے قتل کر دیا اللہ اونھین قتل کرے کیون نہ پوچھا جب نجانتے تھے کہ تھکے کی دوا تو پوچھنا ہی ہو رواہ ابو داؤد عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللطمۃ للہ ایک سفیہ جاہل کہے کہ خدا و رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہین نہ اوسکے لیے بڑا علم چاہیے کہ قرآن تو ان پڑھون کے سمجھانے کو اوترا ہو ای غافلو اگر یہی بات ہو تو کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سیدنا عبد اللہ بن عباس و حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے تعلیم کتاب کی دعا مانگنا کار واہ البخاری والامام احمد محض عبث و تحصیل حاصل و تشبیہ بالغزل تھا نہین نہین جبرًا ماننا پڑیگا کہ بیشک خدا و رسول کا کلام سمجھنا سخت دشوار ہی اور بیشک اوسکے لیے علم غزیر و سامان کثیر درکار ہی لہذا حضرت حق تعالیٰ و تقدس کی رحمت عامہ و رافت تامہ نے کہ اس امت مرحومہ کے حال پر روز ازل سے نہایت وفور متوجہ ہی ان اکابر دین و عمائد یقین کو توفیق بخشی کہ شریعت مطہرہ کی ہر گنجلک کو بیان اور ہر مشکل کو آسان کر دیا حکم فاعتبروا یا اولی الابصار کا بار ثقیل اپنے دوش ہمت پر اوٹھایا فجزاھم اللہ عن الاسلام خیر جزاء وھنا ھم بکل سرور یوم الرؤیۃ واللقاء امین۔ اب جسطرح حضور پر نور نبوت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کی حدیث عیاذًا باللہ کچھ قرآن سے جدا نہ تھی بلکہ اوسی کے مکنونات و غیبیات کو منصۂ ظہور مین لانے والی تھی اسی لیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسبنا کتاب اللہ فرمانا صحیح و مقبول ٹھہرا اسیطرح ان آبای امت و فقہای شریعت مظاہر علیہ انما انا لکم عن انا لہ الی اللہ علیکم کے ارشادات بھی مُظہر احکام خدا و رسول ہین نہ مثبت والعیاذ باللہ تعالیٰ تو امنین سے کسی پر طعن کرنا بعینہ قرآن و حدیث پر حرف رکھنا ہی علی الخصوص حضرات مطہرہ ائمۂ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ انھین جو حسن قبول

تلقی امت بالاقتدا سے بہرہ وافی ملا وہ اونپر ایک خاص فضل الٰہی تھا یہانتک کہ صدہا سال سے فرقۂ ناجیۂ اہل سنت انھین کے اتباع مین منحصر اور انھین کے اتباع پر مقتصر ہی کما اثر العلامۃ الطحطاوی فی حاشیۃ الدر وہ محروم اور سخت محروم ملوم اور پورا ملوم وہ بے برکت بے سعادت خودی پسند بے قید وبند جو ان حضرات مین سے کسی پر معاذ اللہ بحکم عناد وطینت فساد اونکی تشنیع کرکے اپنی زبان کو آلودۂ ہزار خباثت کرے یہ سب ایمۂ رشد وہدی ہین اور ان سب کے پیرو سالکان راہ خدا جزاہم اللہ عنا خیر الجزاء علماے دین تصریح فرماتے ہین کہ حضرات ایمۂ مجتہدین اماتنا اللہ علی حبہم واتباعہم بالیقین تمام اولیاے باقین سے افضل و اکمل ہین قال سیدی عبد الوہاب الشعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ فاعتقادنا ان کل من الصحابۃ والتابعین والایمۃ المجتہدین کان مقامہم اکبر من مقام باقی الاولیاء بیقین پھر انسے عداوت ملک جبار قہار جل جلالہ سے لڑائی باندھنا ہی قال ربنا تبارک وتعالیٰ فیما یروی عنہ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من عادی لی ولیا اذنتہ بالحرب رواہ البخاری جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھیگا مین اوس سے لڑائی کا اعلان کردونگا۔ اُف ری ہمت ان لوگون کی اور بل بے جگرے ان بہادرون کے جو خدا سے خم ٹھوک کر لڑنے کو طیار ہین ربنا نسألک حسن الادب مع جمیع اولیائک آمین اللہ تعالیٰ اس کتاب مستطاب فتح المبین کے مؤلف کو جزای خیر کرامت فرمائے کہ اونھون نے دشمنان دین کی سرکوبی فرما کر قلوب مومنین کو شفا اور صدور منکرین کو زیادت غیظ وشقا بخشی فرحم اللہ من شفی واشتفی واغنی وکفی والسلام علی من اتبع الہدی۔ قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ عبدہ المفتاق الیہ الکل علیہ عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی

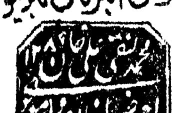

اصلح اللہ احوالہ وجعل الی خیر مآلہ وبمثلہ لکل مؤمن و مؤمنۃ آمین ثم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

عبارات مثبتۂ مواہیر ودستخط علماے دیوبند وسہارنپور وگنگوہ

باسمہ سبحانہ۔ بعد حمد وصلوۃ معلوم ہو کہ اس کتاب کو بندے نے اکثر مقامات سے دیکھا حق یہ ہی کہ بعض جا پر تو بہت ہی عمدہ لکھا ہی اور بعض مقام پر بقدر ضرورت جواب دیا

بہرحال مضمون اسکا ردہفوات محی الدین مؤلف ظفرمبین کے لیے کافی ہی اور واسطے ہدایت مخالفین کے وافی فقط حررہ رشید احمد گنگوہی۔

رشید احمد گنگوہی

ہم مدرسین مدرسۂ دیوبند جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب کے ہمزبان ہین اور مہراسی پر کرتے ہین۔ فقط

محمد یعقوب ۱۲۹۰ — محمد محمود ۱۲۹۰ — رحیم بخش عفی عنہ

حامداً ومصلیاً۔ مین نے اس کتاب کو مقامات متفرق سے دیکھا مصنف سلمہ اللہ تعالی نے جوابات مین طریق انصاف اختیار کیا اور خیانت مؤلف مطاعن کو ظاہر کردیا ہی اور حق کو باطل سے جدا فرمادیا۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزا۔ اس فرقے نے ایمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو مثل آجکل کے نیم ملاؤن خطرۂ ایمان کے گردانا ہی بلکہ اونسے بھی کم کہ اونکی تقلید چھوڑ کر انکی پیروی اختیار کی ہی استاذی جناب مولانا حافظ احمد علی صاحب سہارنپوری مرحوم فرماتے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ترمذی ہین لیکن اونھون نے فقہا کی ذیل مین کہین بھی اپنے استاد کا نام نہین لیا پس جب بخاری ایسے شخص باوجود اس علم وفضل کے اس قابل نہوئے کہ اونکا فقہا اور مجتہدین کی ذیل مین نام لیا جاوے تو اور کس شمار مین ہین پس اصل یہ ہی کہ جسکو نور عقل وفہم سے ازل مین نصیب نہین ملا وہ مجتہدین کے مقام کو کیا سمجھے ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ فقط

محمد مظہر [illegible]

الحمدللہ ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ✽ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید ✽ کتاب ظفر المبین ایک زمانے مین نظر سے گذری تھی بعض بعض مقامات جو اوسکے دیکھے گئے بجز طعن وتشنیع ایمہ سلف کے اوسکے مؤلف کا مقصد اور کچھ نہ معلوم ہوا افسوس جہانتک مؤلف صاحب کی زبان نے یاوری کی اوسیقدر اپنے مقصد کے ادا کرنے مین درگذر نہین کیا معاذ اللہ من شرور انفسنا [illegible] جواب بھی وہ جواب لکھا گیا ہی کہ جسکا جواب نظر نہین آتا۔ اللہ تعالی مصنف علام کو جزای خیر عطا فرماوے اور اس نسخے کو مقبول خاص وعام کرے حررہ خلیل الرحمن [illegible] مولانا احمد علی السہارنپوری علیہ الرحمۃ والرضوان

خلیل الرحمن

تقاریظ [illegible] مواہیر ودستخط علماے کاملین شہر مرادآباد وعلیگڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ

الحمد للہ الذی قال من یرد اللہ خیرا یفقھہ فی الدین **اما بعد** فقد طالعت ھذا الکتاب المسمّٰی بفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین و تاملت فیہ فوجدتہ حقاً صریحا وصدقا نصیحا بالاذعان والیقین قد سلک المصنف سلمہ اللہ تعالی مسلک ارباب التحقیق وابطل مکائدھم ومطاعنھم بتقریر انیق علی الاصول الراسخۃ للامام الفھام القمقام الذی ھو سراج لامۃ نبی اخر الزمان الشیخ المشھور بابی حنیفۃ نعمان۔ جزاہ اللہ عنا وعن جمیع المسلمین۔ حررہ العبد المفتقر الی رحمۃ اللہ الغنی ابو المکارم المدعو بمحمد قاسم علی المرادابادی

محمد قاسم علی

حامدا ومصلیا ومسلما بندۂ نحیف نے کتاب فتح المبین کو چند جا سے بامعان نظر وغور کامل دیکھا تو الفاظ وعبارات بغایت درست اور جوابات اوسکے اعلی درجے کے نہایت حسبت پائے سچ تو یہ ہی کہ یہ کتاب اپنی نوع مین لاجواب ہی مسائل فقہیہ کی احادیث نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوۃ وسلام کے ساتھ عمدہ تطبیق دی ہی اور ہر ہر مسالے کا ماخذ کتاب وسنت سے خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہی اور بڑی خوبی اس کتاب کی یہ ہی کہ باوجود اس امر کے کہ فی زماننا ہذا مناظرات باہمی تعصب وتعند سے کم خالی ہوتے ہین۔ فریقین کی تحریرات مین افراط وتفریط تک نوبت پہونچ جاتی ہی مگر مؤلف کتاب موصوف عالم نبیہ ومحدث فقیہ مولانا مولوی محمد منصور علی خان صاحب جعل اللہ سعیہ مشکورا ولا زال ھو کاسمہ مظفرا ومنصورا کو کمال انصاف ہی اور غایت تہذیب کہ با اینہمہ گستاخی وشوخی کلام مخالف کہ جسکی تحریر تعصب وعناد سے مالامال ہی اور بہ نشۂ تعصب وس شخص نے سلف صالحین وائمہ مجتہدین کے حق مین بانی درازی کرکے اپنے کو فوارۂ لعنت بنایا ہی۔ لیکن مولوی صاحب موصوف نے انصاف کو ہاتھ سے نہین دیا اور بحکم ارشاد ہدایت بنیاد واذا مروا باللغو مروا کراما کے عمل کیا اور بطور جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کے بھی اونکے حق مین لکھنے دکھنے سے اپنی زبان وقلم کو روکا۔ غرض یہ کتاب از جملہ مغتنمات ہی وداخل باقیات الصالحات۔ اللہ تعالی مؤلف کتاب کو جزائے خیر اور برادران اسلام کو توفیق عمل عنایت کرے۔ کتبہ بقلمہ خادم الطلبۃ احقر الزمن احمد حسن الحسینی الامروہی غفر اللہ لہ ولوالدیہ جمیعا۔ فقط

احمد حسن ۱۲۹۰

عبد الغنی — خادم حسن — خلیل اللہ — الجواب صحیح محمد حسن

حامدًا ومصلیا۔ فی الواقع یہ کتاب لاجواب ردّ متین فتح مبین ہے۔ کتبہ احقر البرایا اسمٰعیل غفراللہ لہ ولوالدیہ

(مہر: محمد اسمٰعیل)

حامدا ومصلیًا۔ اما بعد فانی نظرت فی ھذا الکتاب المستطاب فوجدتہ تذکرۃً لطالبی سبیل الرشاد وتبصرۃً لمن یبتغی للاستقامۃ والسداد فبشری لمن یطلب الصواب وطوبیٰ لاولی الالباب وواویلا لمن لم یتخذہ خلیلا وحسرتا لمن لم یجد منہ سبیلا ویجزی اللہ عنا المصنفہ جزاءًا موفورا ویجعل سعیہ مشکورًا نمقہ خادم طلبۃ العلم فی المدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ فی بلدۃ مرادآباد الموسوم بعبد الحق صانہ الحق۔ فقط

(مہر: عبد الحق ۱۲۹۹)

فی الواقع کتاب فتح المبین مؤلفہ جناب فاضل اجل مولانا مولوی محمد منصور علی خانصاحب دام فیوضہم غیر مقلدون کے ردمین ایسی تالیف ہوئی ہے کہ آجتک کوئی کتاب اس بارے مین ایسی خوبی سے دیکھنے مین نہین آئی افراط وتفریط سے خالی ہے حق وانصاف سے مالامال ہے عمدہ بات اس کتاب مین یہ ہے کہ مؤلف دام فیوضہم نے تقلید کو بھی ہاتھ سے نہین دیا اور محدثین کی بھی کمال طرفداری کی ہے یہ بات اور کتابون مین کمیاب بلکہ نایاب ہے۔ کیون نہو کہ مصنف علام کا حق پسندی طریقہ ہے اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا کتبہ احقر الزمن محمد روشن عفااللہ عنہ۔ فقط

(مہر: محمد روشن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یقول العبد الضعیف لطف اللہ انی طالعت ھذا السفر السامی بل البحر الطامی فوجدتہ محتویا علی تحقیقات انیقۃ وتقریرات رشیقۃ ومشتملا علی ما ھو کاف لدفع اوھام الزائغین وشاف لاثبات ما ھو الحق المبین جزی اللہ مصنفہ خیر الجزاء وحصل اٰمالہ بحرمۃ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء

(مہر: لطف اللہ ۱۲۹۶) مدرس مدرسۂ علیگڈہ از ارشد تلامذۂ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب

عبارات مستندۂ مثبتۂ مواہیر ودستخط علمای اعلام وفضلای کرام شہر رامپور

مضامین فتح مبین کے اکثر جگہ سے دیکھے گئے مطابق عقائد اہل سنت والجماعت کے اوسکو صحیح پایا۔ فی الواقع مصنف کتاب نے بکمال کوشش جوابات عمدہ اغلاط اور شبہات ظفر المبین کے لائق قبول ارباب دیانت اور عقول کے تحریر کیے بعد اسکے خصم نحوی اور معاند غبی کو گنجایش افترا

و تکلم بیجا باقی نرہے - جزاہ اللہ تعالیٰ عنا و عن جمیع المسلمین خیرالجزاء - فقط - العبد الراقم

احسن اللہ ... محمد حسین ...

حامداً و مصلیاً و مسلماً - نقیر نے کتاب فتح المبین کے اکثر مقامات دیکھے - تحقیق اسکی قرین حق گوئی و انصاف ہے - اور مضمون اسکا دور از اعتساف ہے - نمقه العبد المذنب الاواہ محمد لطف اللہ عفی عنہ ابن مولانا الحاج مفتی محمد سعد اللہ غفر اللہ لہ -

یعتصم برسول اللہ خادم شرع مفتی محمد لطف اللہ سنہ ۱۲۵۸ ہجری

بسم الله الرحمن الرحيم - الحمد لله الذي خلق الانسان وهداه واوضح له بينات من الفرقان والهدى وجعل مساعيهم في اخذ ناصيتهم اليه شتى فيوفق من يشاء لما يحبه ويرضى فيعطيه الفهم والزكا والفقه في الدين والتقى ويشرح صدره وييسره لليسرى ويضل من شاء ان يهوى ويذله في الدنيا ويخزيه في الاخرى فيجعل صدره ضيقا حرجا كانما يصعد في السماء وييسره للعسرى والصلوة والسلام على خير البرية والورى افضل من اوحى اليهم ربهم وعلمهم شديد القوى من اطاعه فقد اطاع الله ونجى ومن عصاه فقد تاه وهوى وضل وغوى - وآله واصحابه الذين هم شموس براقع الترفع والعلا واقمار ظلام الاحوى ونجوم الدجى وعلى من تبعهم باحسان المكدى من المجتهدين وائمة الدين الذين هم الدرجات العلى آتاهم ربهم من لدنه ذكرى لا سيما الاربعة الذين فاح من انوار رياضهم القدس نفحات الانس والرضا فعطر مشام العالم وعرف عرفهم وشذى وظهر انوار مقباس حقايقهم وتجلى فضاء فضاء الخلق الى المنتهى وبرزوا كنوز الدقائق الاسنى فلاح فلاح العالمين واسنى فمن امن بهم بان قلدهم باعيانهم فقد استمسك بالعروة الوثقى ومن ظلم واطغى فاعرض عنهم وابى فلعله باخع نفسه على آثار من تبع هواه بما سعى ومقتهم في الاخسرين اعمالا الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا **وبعد** فان عادة الله قد جرت وسنة الله قد مضت في حفظ دينه وشرع امينه في كل زمان ومكان من بدء طلوع ذكائه

الی الآن ان یبعث المحق علی عقبی المبطل الزاہق لیقذف الحق علی الباطل فیدمغہ
فاذا ہو زاہق کما قال العلامۃ ابن عابدین علی قول الدر ر ولا یخلو الوجود عمن
یمیز ہذا حقیقۃ لا ظنا جزم بذلک آخذا مما رواہ البخاری من قولہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا تزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق وذلک لانہ سبحانہ وتعالی محافظ
لما اوحی الی عبدہ ما اوحی وہو متم نورہ ولو کرہ الکافرون کرہا فما اراد احد ممن
مضی ان یطفی نورہ الا وقد ذلہ اللہ واخزی وما نہض فرد من اتی یرید ان یلبس الحق
بالباطل الا ونکسہ اللہ واذری فکانہا کلمۃ سبقت من ربنا الذی لہ الاسماء
الحسنی علی تصدیق القول الدائر والمثل السائر لکل فرعون موسی فلذا بعث
ہذا الحبر النبیل والبحر الوبیل المحرز قصبات السبق علی اقرانہ واشباہہ فی کل
فن یحوی المحسود البالغ من کل علم اقصی الذری اعنی المولوی منصور علیخان
المرادابادی صاحب ہذا الکتاب المتین المسمی بالفتح المبین لارغام قدوۃ المضلین
وزبدۃ المفسدین من الفرقۃ النجدیۃ المفتنۃ الحادثۃ الشائعۃ الذائعۃ فی زماننا
شیوع الشمس وذیوع الذوی ولقد راینا کتابہ ہذا وخطابہ الاہی مع ذلک الکفل
الاعزل الغمر القدم المافون الخب الاعشی فوجدناہ قداتی فی مباحثہ ببیان
شاف وبرہان کاف وتبیان اوفی فللہ درہ حیث سلک مسلک الاقتصاد فی اماطۃ
الاذی عن طریق الحق وسبیل السوی فمن صدق بہ وارتضی وسلمہ وتصدی
فقد اذعن للحق المتلقی واہتدی وتقلص عن شوب الظلم واتقی وصدق
بالحسنی فاما من استکبر واستغنی وادبر وتولی وسعی فی خلافہ وتلہی فقد
اعتدی وطغی وتعدی وعتی وکذب بالحسنی یبعث یوم الرجعی فی طائفۃ وذعم
اللہ وقلی ویحشر فی زمرۃ من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی وفقنا اللہ سبحانہ
وتعالی وسائر اخواننا لما ینال بہ القربی من امتثال
ما امرنا والاجتناب عما نہی وصلی اللہ علی سیدنا و
مولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین ابدا ابدا۔

متبع السنۃ ١٢٩٦
سراج الدین محمد
ابو الذکا

محمد عبد القادر ١٢٨٥

محمد حسن ١٢٩٩

محمد امداد حسین ١٢٨٥

جو گوہر علی
بدریای عرفان

حامد حسین ١٢٩٩

باسمه سبحانه
ان هذا الجواب
حق صحیح صریح
والمجیب نجیح فقط
حبیب الله شاه ۱۲۹
محمد عنایت الله ولد

ابو النعمان محی
الدین محمد اعجاز حسین مجددی
عفی عنه وعن والدیه والمسلمین
سنه ۱۲۹۹ هجری

حامداً ومصلیاً
اصاب من اجاب
فجزاه الله خیر الجزاء
عنی وعن سائر النظراء
علی خان ۱۲۹۲
محمد زکریا

تقاریر مستنده وعبارات مصدقه علمای مشاهیر وفضلای نحریر شهر دهلی

الحمد لله رب العالمین والصلوة علی سید المرسلین وعلی آله المجتبین واصحابه المنتخبین واتباعه المنتصرین وانصاره المجتهدین **اما بعد** فیقول الصدیقی السنی الحنفی محمد شاه اوصله الله سبحانه وتعالی شانه الی ما یرضاه لما کان نظام الانام باحکام الاحکام وکان احکام الاسلام بالعلماء الاعلام لان العلماء ورثة الانبیاء کما فی حدیث رواه احمد والترمذی وابوداود وابن ماجة والدارمی وکان حکم الانبیاء والمرسلین ان من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه وان لم یستطع فبقلبه وذلك اضعف الایمان رواه مسلم وغیره من المحدثین وکان حکم الزمان ان الزمان السابق خیر من اللاحق بحکم حدیث خیر امتی قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم الحدیث متفق علیه حتی صار ترجمته هکذا کل یوم بدتر بحکم حدیث قال علیه الصلوة والسلام لا یاتی علیکم الزمان الا الذی بعده شر منه حتی تلقوا ربکم رواه البخاری حتی کان آخر الزمان اشد الاشد خرج طلاب الدنیا بالدین والدجاجلة الکذاب فیخترعون فی صور المشائخ والعلماء مسائل فاسدة وعقائد باطلة کما فی مجمع البحار فی بحث الدال بحکم حدیث فانه قال علیه السلام یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتهم احلی من السکر وقلوبهم قلوب الذیاب رواه الترمذی وقال علیه السلام یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم بالاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاهم

لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم وکان حال لسفلۃ وعادۃ الجھلۃ
اغترارھم بالامور المحدثۃ واسراعھم الی قبول الاقوال الباطلۃ عند العلماء
العظام والفضلاء الکرام کما صرح بہ مسلم صاحب الصحیح حیث قال فی صدر
الصحیح لما نتخوف من عواقب الشرور واغترار الجھلۃ لمحدثات الامور واسراعھم
الی اعتقاد خطاء المخطیین والاقوال الساقطۃ عند العلماء رأینا الکشف عن فساد
قولہ ورد مقالتہ بقدر ما یلیق بھا من الرد اجدی علی الانام واحمد للعاقبۃ ان شاء
اللہ تعالی انتھی قام العلماء الاعلام والفضلاء العظام قدیما وحدیثا مشمرین
لنصرۃ الدین والشرع المتین بالقدح والجرح والرد بالجد علی اھل البدع والاھواء و
اھل الزیغ والاغواء بالدلائل الواضحۃ والبراھین الساطعۃ من الادلۃ الاربعۃ
الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس کالائمۃ الاربعۃ فلم یزالوا ھکذا وھکذا
حتی قام جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول سالک مسالک المتقدمین
ھالک اساس المبتدعین المولوی محمد منصور علیخان المراد آبادی ادامہ اللہ ذو المنن
والایادی فانہ صنف فی کشف مکائد غیر المقلدین فسماہ بالفتح المبین فی کشف مکائد
غیر المقلدین فلما رایتہ فی المواضع المتفرقۃ والمقامات

المنتشرۃ فوجدتہ کتابا مستطابا جعل اللہ تعالی سعی مصنفہ
وسعیہ سعیا مشکورا واجرا موفورا وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ اما بعد مین نے اس کتاب فتح المبین رد ظفر مبین کو دیکھا
بہت عمدہ کتاب ہے اور خوب ہی جواب باصواب ہے کیون نہو بحکم یعرف الرجال بالاقوال مولانا
مولوی منصور علی خان صاحب کی استعداد ولیاقت کو ہزار آفرین اگرچہ مؤلف ظفر مبین پیشوائے
غیر مقلدین یعنی محی الدین کتب فروش ولد ہری چند جاٹ (جو چند روز سے مشرف باسلام ہوا
تہا اور جسکو سوا اردو کتابین دیکھنے کے اور کچھ لیاقت نہین نہ مذہب حنفی سے ماہر نہ اوسکے
دلائل سے واقف اور پہر احادیث مین اپنی عادت قدیمانہ کے موافق دغابازی وحیلہ سازی
بلکہ محض بے ایمانی سے اعتراض جا بجا کرتا ہے) قابل جواب ولائق خطاب نہ تہا مگر بحکم
مصرعہ جو باسفلہ گوئی بنرمی وخوشی * فزون گردش کبر وگردن کشی * مصنف موصوف نے
اس کتاب مین اوسکی خوب ہی خبر لی اور ظفر مبین کے خرافات کی بخوبی تردید کر دی ورنہ اوسکے

اگر ایسا جواب باصواب نہ پاتے تو یہ جاہل لوگ اتراتے اور گلی کوچون مین بغلین بجاتے اللہ اللہ
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کو (کہ جنکی عبداللہ بن مبارک وکیع یحیی بن معین وغیرہم ایمۂ حدیث مدح
فرمائین اور جنکے وفور علم وکثرت قبول پر اونکے معاصر رشک مین آئین) یہ فرقہ (کہ جسنے تیرھوین
صدی مین سینگ نکالے اور بخطا طریقہ ٹٹیون کی آڑ مین شکار کھیلنا یعنی عمل بالحدیث کے
پیرایے مین آزادانہ خواہش نفسانی کو کام مین لانا کبھی پانچون نمازون کو بلا عذر ایک ہی وقت
مین پڑھ لینا کبھی درصورت جماع بلا انزال بغیر غسل نماز ادا کرنا مال تجارت مین زکوٰۃ نہ دینا چاندی
کے زیورات کو مرد کے لیے درست بتانا مطلقۂ ثلاثہ کو بغیر حلالہ کے جائز کرنا ختم نبوت کا انکار کرنا
حضرت عمرؓ کو بدعتی کہنا حضرت علیؓ وعباس وفاطمہ زہرا رضؓ وابوبکر صدیق رضؓ کو مصداق سباب
المؤمن فسوق وقتالہ کفر کا بنانا عبادت تمام شب کو بدعت سیئہ قرار دیکر تمام اولیاے کرام
وصحابۂ عظام کو جو شب بھر یاد الٰہی مین مصروف رہتے تھے برا بتانا اکل شحم خنزیر کو آنحضرت علیہ
السلام کی طرف منسوب کرنا انبیاء علیہم السلام کی عصمت کا منکر ہونا وغیر ذلک من القبائح التی
لا یحسن ذکرہا فی ہذا المقام) برا کہے اور ایمۂ کرام اور اونکے اتباع کو (کہ جنھون نے کمال
محنت وعرق ریزی سے قرآن واحادیث واقوال صحابہ کو درست کیا ناسخ منسوخ مطلق مقید کو
مشرح فرمایا تاکہ بوالہوس لوگ قرآن واحادیث کو اپنی خواہش نفس کے تابع کرکے دین مین فتور
نہ مچائین آزادی کے مزے نہ اوڑائین) مشرک وتارک احادیث وقرآن قرار دیوین اور اپنی
اس ہواے الحادی ونفس الدغالی کو عمل بالحدیث بناوین چہ خوب ست ؎ از صحن خانہ تا لب
بام از ان من + وز سقف خانہ تا بہ ثریا از ان تو + کیون نہو مخبر صادق نبی علیہ السلام نے
اس گروہ کی ایک مدت پیشتر خبر دی تھی عن انس بن مالک وابی سعید الخدری عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقۃ قوم یحسنون
القیل ویسیئون الفعل یقرؤن القران الخ حتی قال یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا منا
فی شئ رواہ ابوداؤد یعنی انس سے روایت ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت
مین اختلاف پڑیگا ایک قوم ہوگی کہ اونکی باتین اچھی اور کام برے ہونگے قرآن پڑھین گے
لیکن اونکے حلق کے نیچے نہ اوتریگا یہانتک فرمایا کہ قرآن کی طرف بلائینگے اور کسی بات مین میرے

نہونگے - خیر اب مین ختم کلام کرتا ہون اور اس بحث کو تمام کرتا ہون -
حررہ ابو محمد عبد الحق الدہلوی - مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری دہلی -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - خدا کی حمد مجھ ایسے سے ہو کیا + لکھوں مین نعت کیا میرا ہی رتبا +
امابعد یہ خاکسار ابوادریس محمد عبدالرب حنفی قادری دہلوی ثم السہارنفوری بھائی مسلمانون کو بعد سلام مسنون الاسلام کے آگاہ کرتا ہی کہ یہ فتنہ لاندہبون نے جو چند سال سے اوٹھایا ہی یہ ہم رنگ اوس فتنے کا ہی کہ جسمین حضرت عثمان رضہ شہید ہوئے اور قاتل اونکے جہنم مین گئے اوس فتنے کا سردار نومسلم عبداللہ بن سبا یہودی تھا کہ وہ خاص اسی فتنے کے واسطے مع قوم یہود کے مسلمان ہوا تھا پس اس فتنے کے سردار لالہ انت رام صاحبزادے لالہ کوٹی مل کے مع اپنی قوم کے خاص اسواسطے مسلمان ہوئے کہ اسلام اور مسلمانون مین فتنہ ڈالین عبداللہ بن سبا نے بھی محبت اہل بیت کی اوٹ رکھکر مسلمانون کو حضرت عثمانؓ سے بغی کیا اور سبکو یہی پٹی پڑھائی کہ قابل ور لائق خلافت کے حضرت علیؓ تھے نہ کہ حضرت عثمانؓ اِن لالہ صاحب نے بھی عمل بالحدیث کے پردے مین فقہ اور فقہا سے مسلمانون کو بدظن کراکے کہنا شروع کیا کہ صحیح بخاری کتاب رسول اللہ چھوڑ کر ہدایہ شرح وقایہ پر کیون عمل کرتے ہو جیسے اوسوقت کے جاہل مسلمان اطراف وجوانب کے اوس یہودی کے دہوکے مین آگئے اور یہ نہ جانا کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت انصار اور مہاجرین کے مشورے سے ہوئی اور حضرت علیؓ نے بھی خود اونسے بیعت کرلی پھر ہم کیون اس یہودی کے بہکانے مین آوین ایسے ہی اسوقت کے کم فہم مسلمانون نے یہ نجانا کہ فقہ اور فقہا آج کل کے تو نہین زمانۂ پیغمبر سے فقہ اور فقہا امت مین چلے آتے ہین بلکہ زمانۂ حضرت صلعم مین جو صحابہ صاحب فقاہت تھے وہ داخل شورۂ پیغمبر ہوا کرتے تھے پیغمبر صلعم بحکم وشاورھم فی الامر کے اونھین سے مشورہ لیتے تھے اُردو سیر کی کتابون مین اگر ملاحظہ کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ جنگ بدر اور جنگ احد اور جنگ احزاب اور جنگ حنین اور فتح مکہ مین پیغمبر صلعم مشورہ فقہاے صحابہ سے لیتے تھے یا سفہاے صحابہ سے جو دیہات کے لوگ مسلمان تھے جیسے اوس یہودی اور اوسکی قوم نے حضرت عثمانؓ کے فضائل جو دربار نبوت سے عطا ہوئے تھے فراموش کرکے کان لم یکن کردیے تھے ویسے ہی اس ہنود قوم نومسلم نے بعنی فقہ کے اور فضائل فقہا کے جو آیات اور احادیث سے ثابت تھے سب دیکھ بھالکر بُھلادیے تھا قال اللہ تعالی فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا وقال رسول اللہ صلعم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد اور جیسے اوس یہودی نے بعض اچھے اچھے لوگ مسلمانون مین سے مکروفریب کرکے اپنے ساتھ کرلیے تھے

ویسا ہی اس قوم ہنود نے بعض علمای اسلام کو کہ جنکی خلقت ارض طین سے ہی اور درحقیقت وہ مقلد بال وجاہ کے ہین اپنے ڈھنگ پر لگا لیا اور جیسے اوس قوم ہنود نو مسلم نے ایکدم سے مسلمانون کو عقائد کفریہ ہنودیہ تعلیم نہ کیے بلکہ رفتہ رفتہ اس سررشتے کو جاری کیا - اور بعض اونکے اس کام پر مسلط ہوئے کہ محبت اہل بیت کی فرض ہی حضرت عثمان کو قتل کرنا اجر عظیم ہی سو وہ اونسے ظہور مین آیا بعض کو اس کام پر مامور کیا کہ حضرت عثمان کو حضرت علی رض نے قتل کروایا اونھون نے شام مین جاکر حضرت معاویہ کو طالب قصاص خون خلیفہ برحق کا بنایا اور حضرت شاہ ولایت کا ناک مین دم کروایا بعض اس کام پر مامور ہوئے کہ عقیدے مسلمانون کے تباہ اور خراب کرین کسی نے یہ درس جاری کیا کہ حضرت شاہ ولایت کو نبوت ہوئی تھی جبرئیل سے وحی لانے مین خطا ہوئی بعض نے یہ تعلیم شروع کی کہ حضرت شاہ ولایت خود ذات خدا تھے اونھون نے قصہ ہی پورا کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ ایسا ہی اس قوم ہنود نو مسلم نے عقائد ہنودیہ کفریہ ایکدم سے مسلمانون کو تعلیم نہ کیے بلکہ اول مسلمانون کے دلون کسے شان و قعت دین اسلام اوٹھانی شروع کی بعض اسپر تجویز ہوئے کہ اونھون نے مسلمانون کے دلون سے شان فقاہت کہ عبارت سمجھ کا ملی سے ہی اور وقعت فقہا کی کہ وہ اعلے درجے کے صحابہ اور تابعین تھے اوٹھادی یہانتک کہ تراویح بیس رکعت کی کہ سنت فاروقی ہی اور شرق سے غرب تک تمام مسلمانون کی معمول بہ ہی بعض اہل اسلام کے دلون سے اوٹھادی کہ اونھون نے اوسکو بدعت عمری جانکر آسانی نفس کے واسطے ترک کیا اور لباس رفض کا پہن لیا بعض نے یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ علم صرف نحو فقہ عقائد معانی بلاغت تفسیر سب موقوف کروا کر فقط ترجمہ قرآن مجید کا لڑکون اور بوڑھون کو حفظ پڑھانا شروع کیا اور یہ لوگون کے قلب مین ڈالا کہ تحصیل علوم کرنے سے کچھ فائدہ دین کا نہین دیکھو تمام لوگ علم پڑھکر تباہ ہوگئے ہم تمکو فقط قرآن شریف کے معانی بتاتے ہین کہ اوس سے قیامت مین پوچھ ہی اور مضمون یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا کو قطعًا فراموش کیا بعض نے انہین سے ایسا امر خطیر اختیار کیا کہ اولو العزم علمای امت کی مذمت (جیسے ایمہ اربعہ اور اتباع اونکے کہ اونھون نے جد وجہد تحقیق حدیث مین اپنے جان و مال کو سب قربان کیا اور اونکی کارگذاریان جناب باری عز اسمہ مین مشکور ہوئین اور وہ مقبول کافہ انام وحجۃ اہل اسلام ہوئے) اس نہج سے کرنی اور لکھنی شروع کی کہ اونھون نے اپنے قیاس سے مخالفت کی حدیث رسول اللہ کی اور فقہ کی کتابین خلاف سنت کے لکھین چنانچہ اندنون

ایک کتاب مسمی بہ ظفر المبین لالہ ہرچند بن دیوانچند صاحب کھتری نے کسی عالم ناعاقبت اندیش سے لکھواکر اپنے نام سے چھاپی اوسمین لکھا ہر کہ امام اعظم نے سو مسائلے حدیث صحیح کے مخالف لکھے اور یہ نجانا کہ کہان مین اور کہان تصنیف میری اور کہان وہ ذات عالی صفات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کہ اونکی تقلید زمانۂ بارہ سو برس سے ہر ہر زمانے کے لاکھون علما اور کروڑون فضلا و اولیا و ابدال نے اختیار کی ہر حتی کہ اوس جماعت نومسلم کے پیشواؤن نے بھی اونکی تقلید اپنی بڑی عزت سمجھکر کے قبول کی ہر لیکن لالہ صاحب نے امام صاحب کی جناب پاک مین بڑی گستاخی کی اور یہ نہ غور کیا کہ ہم جنکے نام لیوا ہین اونکا تو امام صاحب کے ساتھ یہ عقیدہ ہر اور مقلد ہین وہ امام کے کیونکر اونکی شان مین گستاخی کرین چنانچہ کہا صاحب المعیار نے قال إمامنا وسيدنا الإمام الأعظم أبو حنيفة اور صاحب دراسات اللبیب نے امام صاحب کی بہت تعریف لکھی ہر امیر بھوپال نے اپنی کتاب تحفۃ النبلا مین لکھا ہر کہ امام صاحب کے جنازے پہ پچاس ہزار مسلمانون نے نماز پڑھی اور چار سو تینتالیس فقہای محدثین مقلدین کے محاسن اور مناقب اوسی کتاب مین اونھون نے لکھے ہین اور اونھون نے اپنی کتاب تقصار مین تمام اولیای مقلدین کے مفاخر و محامد کیسی عمدگی کے ساتھ ذکر کیے ہین کہ یہ قوم نومسلم اگر اونکو دیکھکر ایمان لاوے تو اپنی غلط فہمی بھولجاوے مولوی سید نذیر حسین کو مین نے سوال لکھکر دیا تھا کہ آپ مقلد ہین یا نہین اور جو مقلد ہین تو امام صاحب کے یا کسی اور کے اونھون نے جواب اوسکا اپنی مہر سے مزین کرکے مجھے دیا کہ ہان ہین فروعات جزئیہ مین امام صاحب ہی کا مقلد ہون وہ میرے پاس موجود ہر لالہ صاحب نے یہ دھوکا کیسا دیا کہ امام صاحب نے سو مسائل مخالف حدیث صحیح کے ہین اگر اس مضمون کو لکھا تھا تو اپنے مقتداؤن کی مہرین اوس کتاب پر کرالینی تھین کہ اونکا بھی ما فی الضمیر معلوم ہوجاتا اور عقیدۂ دلی ظہور مین آتا اب معلوم ہوا کہ لالہ صاحب ہی منکر امام صاحب کے فضل وکمال کے ہین خیر اسکا کچھ مضایقہ نہین نہین ہر معتقد اونکا اگر حاسد تو گیا نم ہو ٭ ہوا ہے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا ٭ اور لالہ صاحب ایسے خوشی مین آئے کہ سرذفتر علمای امت پر صدہا عیب لگائے یہ نجانا کہ عنایت الٰہی سے ڈنکا اونکے مذہب کا از شرق تا غرب اوسی دھوم دھام سے آجتک بج رہا ہے جیسا کہ شروع مین تھا ظاہر ہر کہ یہان حنفی مذہب کے علما ڈٹے ہی دل ہین دیکھو تو کیسی انکی زراعت دین لامذہبی کی خاک اوڑاتے ہین اور انکے باغ وبہار کی رونق مٹاتے ہین اس ظفر المبین کی

کیسی ہزیمۃ المبین بناتے ہین انتصار الحق کو کیا کچھ کم جانا آجتک جواب اوسکا نصیب نہین ہوا اور جو کتب و رسائل مقلدین کی ہر چہار طرف سے ژالہ باری ہو رہی ہی اس فرقے کی سخت جان ہی کہ نہین نکلتی اگر کچھ بھی غیرت کو کام فرماتے تو مُنہ نہ دکھاتے اور اس ظفر المبین کے جواب جو چند در چند ہوئے ملاحظے مین گذرے ہی ہونگے اب فتح المبین آپکو تحفہ بھیجی جاتی ہی قبول کیجیے خدا کے واسطے انصاف کو ہاتھ سے ندینا آپنے ہر دہوکے کا جواب صاف صاف لینا اور چھیڑ چھاڑ شعر اشعار سے کہ طرز عاشقانہ پر اس کتاب مین ہی دلیرانہ مین برجبین نہ لانا میدان استفاضہ سے ہرگز قدم نہ ہٹانا ؎ جا سکتا کوئی اوس بت خود کام تک نہین * جا دے اگر تو کام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو * دو چار گالیان ہی ہمین خط مین لکھ کے بھیج * گرچہ دعا سلام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو * چنانچہ مین نے چہل حدیث کو صحاح ستہ سے نقل کر کے بڑی امید سے تحفہ اس فرقۂ نامبارک کو ارسال کیا تھا کوئی تو کچھ نہ بولا مگر رنجیت سنگہ عرف مولوی محمد سعید صاحب نے وہ گالیان مجھے لکھین کہ اوسکے دیکھنے سے بے اختیار مجھے ہنسی آگئی اور اونکی تحریر سے قطعًا معلوم ہو گیا کہ ہمشیرہ کا نکاح کرنا معیوب ہی مگر خرچی پر چلانا خوب ہی آیسا ہی جواب اس کتاب کا ہوگا خیر اب وہ کچھ ہی لکھین مصنف صاحب یعنی مولانا منصور نے تو ایسے وقت مین یہ کتاب اس فرقۂ ناصواب کے جواب مین لکھی کہ دَوْرِ زمانے کا آخر ہی اہل مجالس اوٹھے جاتے ہین جلسہ درہم برہم ہو چلا شمع اسلام سنبھالا لے رہی ہی بادِ مخالف کے جھونکے از حد چل رہے ہین اوسمین بھی جماعت علما کے اتفاق سے اعدا کے دانت کھٹے تھے اور کسیکو کچھ بن نہ آتی تھی جو سامنے آتے تھے اپنا سا مُنہ لیکر رہجاتے تھے اس فرقۂ ناعاقبت اندیش نے وہ تفرقہ امت مین ڈالا کہ اپنے بیگانے ہو گئے دوست دشمن بن گئے بھائی کو بھائی قہر کی نگاہ سے دیکھنے لگا عیادت و تعزیت سب موقوف ہو گئی حمایت و نصرت بھی کوچ کر گئی حسد کا بازار گرم ہوا کہ ایک ایک کو دیکھ نہین سکتا وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُجْرِمُوْنَ الغرض یہ ایسی کتاب ہی کہ واسطے دفع تاریکی جہالت کے ایک روشن آفتاب ہی ؎ کتابے فکر خرشند ذکائے * کہ ذرہ ذرہ ازوے پُر ضیائے * زخلّاقِ جہان عرض من اینست * دہد فتح المبین را اسم بقائے * مصنف را دہد روزی فراوان * زراحت روح ریحان ہم رضائے * خدا منصور اردشمن نامش * بر اعدا یش بود نازل بلائے * تقلب منکرِ تقلیدیان * زتاثیر کلامش ہی دعائے * بحق احمد و اصحاب و آلش * بود مقبول یا رب این دعائے *

تقاریظ مثبتہ دستخط و مواہیر علماے مشاہیر مقام پیلی بھیت

الحمد للہ الذی جعلنا من امۃ حبیبہ محمد صاحب القرآن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم الی ما تعاقب الملوان ۔ ووفقنا لتقلید الامام الاعظم التابعی ابی حنیفۃ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان ۔ بعد اسکے واضح ہو کہ اس زمانے مین کسقدر ضعف اسلام ہو کہ دینداری برائے نام ہو اخلاص و اتفاق کی کہین صورت نظر نہین آتی ہو جدہر دیکھیے اختلاف و فساد کی ترقی ہوتی جاتی ہو علم و عمل نایاب ہو جہالت کا ہر طرف فتح باب ہو تعن وطعن کا بازار گرم ہو نہ کسیکو خدا کا خوف ہو نہ رسول سے شرم عجب دور ہو ظرفہ طور ہو زمانۂ خیر القرون ثلاثہ یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا گذر گیا بلکہ اوسکے بعد بھی ہزار برس سے زیادہ گذر گئے اور اس درمیان مین لاکھون علماے معتبرین اور اولیاے کاملین پیدا ہوئے اور سبھون نے اتفاق کیا کہ مذہب حق ان چارون مذاہب مین منحصر ہو چنانچہ کوئی حنفی کوئی شافعی کوئی مالکی کوئی حنبلی ہوا اسیطرح برابر سلسلہ ان چارون مذاہب کا چلا آیا اور ہر ایک نے اسی اتباع اور تقلید مین مرتبہ قربت و ولایت کو پایا لیکن اس تیرہوین صدی مین کہ اشر القرون ہو چند سال سے فرقہ وہابیہ نجدیہ نے ایک نیا پانچوان طریقہ نکالا ہو کہ وہ کسی مذہب کو نہین مانتے ہین بلکہ اپنے زعم فاسد مین اوسکو بدعت اور ضلالت جانتے ہین حضرات ایمہ اربعہ اور اونکے مقلدین کو مشرک اور بدعتی ٹھہراتے ہین اور اونکے مسائل کو مخالف قرآن و حدیث کے بتاتے ہین انکے کذب و افتراے شریعت مین فساد کے رخنے پڑگئے اور لوگون کے دلون مین عقائد فاسدہ انکے گڑ گئے بے شبہ زمانہ قیامت کا قریب آیا انھین کذابون اور مفتریون کے حق مین مخبر صادق نے بطور پیشین گوئی کے یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون فرمایا چنانچہ مصدق اس حال کی اور شاہد اس مقال کی ایک کتاب کذب اور بہتان کی لب لباب موسوم بنظفر مبین نتیجہ عداوت و کین تصنیف محی الدین کہ در حقیقت ممیت الدین اور مفسد بالیقین ہو دیکھنے مین آئی جس سے مسلمانان مقلدین خصوصاً عوام حنفیہ اپنے امام اعظم سے بدظن ہونے لگے اور تقلید سے ہاتھ دھونے لگے فقہاے سلف پر لعن طعن کے آوازے آتے تھے جہلا لا مذہبی کی طرف جھکے جاتے تھے شیاطین نے دین مین فساد ڈالنے کا موقع پایا لامذہبون نے مقلدون کو بہکایا بیان کیا خوب یہ مضمون برجستہ حسب حال انکے زبان قلم پر آیا

سب غیر مقلد ہین بلا شک گمراہ		کہتے ہین ایمہ کو برا شام و پگاہ	

غرضکہ جب اس فساد کو ہمارے مولانائے فاضل جلیل علامہ نبیل فقیہ اجل محدث بے بدل مولوی محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی دام بالنعم والایادی نے ملاحظہ فرمایا تو میدان مناظرہ میں نیزۂ قلم کو اوٹھایا اور سیف زبان کو چمکایا پھر تو کوئی مخالف سامنے نہ آیا ہر مفسد نے فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین کا نتیجہ پایا حتی کہ مولانا منصور نے تمام عالم میں فتح و نصرت کا ڈنکا بجایا اور اس کتاب فتح المبین کو در خرافات ظفر المبین میں بجوابات دندان شکن تصنیف فرمایا۔ جزاہ اللہ عنی وعن سائر المقلدین خیر الجزاء وحفظہ عن جمیع طوارق الآفۃ والبلاء۔ حررہ الفقیر الی رحمۃ اللہ الغنی وصی احمد الحنفی السورتی

نحمدہ ونستعینہ۔ میں نے اس کتاب کو دیکھا اور مصنف علام کو فتحیاب پایا اور جن احادیث سے مؤلف نے تمسک کیا ہر سب قوی اور صحیح اور محتج بہ ہیں اس کتاب کے چھپنے سے نہایت طبیعت خوش ہوئی اسواسطے کہ در بارۂ قمع اور قلع اوہام فرقۂ نجدیہ کے آجتک ایسی کتاب نظر نہیں پڑی اللہ تعالی اسکے مصنف اور چھپوانے والے کو جزائے خیر دے۔ اور اسکے مضامین کو ذریعۂ ہدایت فرقۂ وہابیہ کرے آمین ثم آمین حررہ عبد اللطیف السورتی

تقاریر بے نظیر و تقاریظ دلپذیر علمای مشاہیر لاہور و امرتسر مع دستخط و مواہیر

الحمد للہ وکفی، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد فقد طالعت الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین علی سبیل الاجمال للاستعجال فوجدت دلائلہ ساطعۃً کالشمس فی الضحی، وبراہینہ لامعۃً کالقمر فی الدجی، لم لا وقد حققہ المصنف المولوی محمد منصور علی خان المراد آبادی سلمہ اللہ ذو الایادی لرد اصحاب الظواہر الذین لا یمیزون بین الغث والسمین، والمہین والمتین، وتنبہ بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ التی لا تجتمع علی ضلالۃ اصلا، ثم بقیاس الفقہاء المجتہدین الذین ہم ہداۃ الشریعۃ الغراء، جعل اللہ سعیہ مشکورا فی الآخرۃ والاولی
نمقہ فقیر محمد الدین الحنفی اللاہوری مصنف کتاب روضۃ الادباء

باسمہ سبحانہ۔ فتح المبین راکہ مولوی محمد منصور علی خان صاحب در رد مغالطات ظفر المبین مؤلفہ محی الدین تالیف نمودہ اند از مواضع مختلفہ مطالعہ نمودم مصنف علام جزاہ اللہ خیر الجزاء داد تحقیق و تدقیق دادہ اند و دلائل حنفیہ ابرار و اقوال ظاہریہ کہ از کوچۂ تحقیق محض نابلند اند بزبان رد غا نمودہ اند

حررہ خادم شریعت رسول اللہ خلیفہ حمید اللہ قاضی لاہور عفی عنہ

خلیفہ حمید اللہ

حامداً ومصلیاً ومسلماً - امابعد فتح المبین فی کشف مکائد
غیر المقلدین یوم الاحد ۲۵ ربیع الاول کو میرے پاس پونہچی اور دوسرے روز بباعث
عجلت وقت کے واپس دی گئی اگرچہ پوری پوری واقفیت اس کتاب کی حاصل نہین ہوئی
لیکن بعض بعض مقامات اس کتاب کے مطالعے مین آئے چونکہ مشتے نمونہ خروار ہوتا ہے
اسلیے میری راے ناقص مین یہ کتاب بہت فائدہ مند اور ظاہریہ
کے لیے جواب کافی ہے - حررہ الفقیر البگوی غلام محمد امام مسجد بادشاہی لاہور

فقیر نور احمد

حامداً ومصلیاً - امابعد فقد رأیت ہذا الکتاب من اولہ الی اخرہ فوجدتہ
مطابقاً بالقرآن والحدیث والاجماع والقیاس - سعی المصنف فیہ سعیاً کثیراً و
ادی حق الترد تحدیثاً وتفسیراً جزاہ اللہ عنا وعن سائر
المسلمین خیر الجزاء - فقیر محمد الحنفی الجہلمی نوراللہ لاہوری

فقیر محمد

باسمہ سبحانہ - نظرت فی ہذا الکتاب المستطاب فوجدتہ مطابقاً لاہل السنۃ و
الجماعۃ جعل اللہ سعی المصنف عندہ ماجوراً وعند الناس
مشکوراً - العبد الاثیم فقیر برہان الدین ولد مولوی عبدالرحیم -

برہان الدین

حامداً ومصلیاً ومسلماً - کتاب لاجواب کاسر رؤس ملفقین مسمی بفتح المبین جو ماشاء اللہ
چشم بد دور اسم بامسمی ہے ردمجموعہ مفتریات اعداے دین ہے اسم اللہ القوی المتین جسکا نام برا
نام ظفر المبین ہے میری نظر سے گذری اور مین نے اسکو بنظر اجمالی ملاحظہ کیا فی الواقع یہ کتاب
لامذہبون کے فرقہ طاغیہ باغیہ گندم نما جو فروش کی قلعی کھولتی ہے اور حق نمائی مین آئینہ
سکندری کا حکم رکھتی ہے اعداے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کے قلع وقمع مین سیف صارم کا
کام دیتی ہے خداوند تعالے عز اسمہ حضرت مصنف علام کو جزاے خیر عطا فرماوے کہ اتباع
شیخ نجدی کا سر خوب ہی توڑا اشیاع عدو مبین ائمہ مجتہدین کا کیا ہی بھانڈا پھوڑا واہ واہ
سبحان اللہ کیا کہنا ہے - اب مقلدین حقانیین خم ٹھوک کر دندناتے ہوئے دل کھولکر بے دھڑ
یہ کہین جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا اور بیچارے لامذہب
غریق دریاے خجالت اپنے کیے سے منفعل ہوکر کہین یَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا اگر اب
بھی لامذہب باطل پرست اپنی ہٹ دھرمی اور بہتان بندی سے جو اس شیعہ نجدیہ کا

شیوهٔ فاسده هر بازنه آمین تو بجز خاموشی انکا کیا جواب هر ع جواب جاهلان باشد خموشی + ع
گر نه بیند بروز شپره چشم + چشمهٔ آفتاب را چه گناه + والسلام علی من اتبع الهدی
حرره الراجی رحمة ربه الباری ابو البشیر عبد العلی القادری مفتی و مدرس مدرسه اسلامیه امرتسر

تقاریظ مثبته مواهیر و دستخط علمای مشاهیر آره و هوگلی و کلکته +

الحمد لله الذی لولاه ما اهتدینا + والصلوة والسلام علی رسوله محمد الذی ارسل لیه انا فتحنا لك فتحا مبینا + وعلی آله واصحابه الذین هم مقتدانا + وعلی الائمة المجتهدین هم وسیلتنا فی القرب والاقتداء برسولنا ونبینا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد الذی خاتم الانبیاء ورحمة للعالمین ٥ اما بعد میگوید کمینهٔ امت کمترین اهل سنت بندهٔ گمنام محمد علی اکرم نام خادم الحدیث ورجاله الکرام - الآروی وطنا والحنفی مذهبا والسدتی مشربا والصدیقی العلوی نسبا و بواسطه و بواسطتین الحقی تلمذا والمکی اصلا والمدنی مدفنا ان شاء الله تعالی که چون زمزمهٔ قبول اسلام مولوی محی الدین وامثال ایشان بگوشم رسید بادای شکر باری تعالی هر موی تنم صورت زبان گرفت که درین هنگام که کساد بازاری اهل اسلام بحدیست تا هم مردمان در زمرهٔ اسلام داخل میشوند وبجماعت مؤمنین رغبت میکنند در مسرت و شکر این بودم که ناگاه اتفاق دیدن کتاب ظفر المبین مؤلفهٔ ایشان گردید سرتم متبدل برنج شد در ماتے متحیر ماندم که الهی این چه معامله است آیا این نو مسلمان در پردهٔ اسلام آمده افتراق اهل اسلام اراده کرده یا چه مطلوب ایشانست آخر کار دانستم که مولوی صاحب که هرچند باسلام گرویده اند لکن هنوز ادب که سر آمد اخلاق ایمان ست از کسے نیاموخته اند بل بگوش جان نه شنیده اند ع حافظا علم ادب ورز که در حضرت شاه ❁ هر کرا نیست ادب قابل صحبت نبود + نتیجه تالیف این کتاب چنان گردیده که هر ناقص العلم آنرا دیده از جادهٔ ادب پا بیرون نهاده و یا اگر او خود مؤدب ست از مقلد این کتاب و مؤلف آن بجنگ درپیوست کم کسی ست که از دیدن این کتاب نتیجهٔ بد نه برداشته باشد جمیع معاندین دین را دستاویز سیت خوش وبے ادبان را تمسکے است خوب و در حق حنفیان تبرائیست که بران جا بنا زیبا وجنگ کردن ضرورت افتاده ست خلاصه آنکه مؤلف رساله عجب شور و فساد در دین متین انداخته که در اخوان دین افتراق و تباغض بحدیسے پیدا گردیده که قابل بیان نیست دانسته بودم که اسلام آوردن اغیار موجب موافقت و تحابب باخود خواهد شد بخلاف آن ذریعهٔ تفارق و وسیلهٔ تباغض فیما بین گشت

ے تو براے وصل کردن آمدی ٭ نی براے فصل کردن آمدی ٭ نعوذ باللہ من ذلک
تالیف این کتاب بلا ٹمیست ومطالعۂ آن ابتلائے پروردگار عالم مومنین را ازان دور تر دارد
واز فضل خود ایشان را مؤدب سازد ے از خدا خواہیم توفیق ادب ٭ بے ادب محروم شد
از فضل رب ٭ بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد ٭ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ٭ وہر چند این فقیر
ازین وادی درگذشتہ است کہ بمیان غوغاے طلبہ در آید و بمیدان لا ونعم وجنگ وجدال با منکرین
پردازد دوستان تکلیف این معنی بسیار رسیدہ ہند لکن مرکب من چنان بالا رفتہ ہست کہ آواز این
اشرار نیز در انجا سمع مارا منجر اشد لکن شخصے این کتاب را پیش من دفعۃً آوردہ خواندن گرفت پس
دہ دل من چنان ریختند کہ نزدم ونزد احبابم بفضلہ تعالی اکثر کتب حدیث موجود ست جوابے
کافی تحریر کنم و مؤلف این کتاب را احادیث متمسک حنفیان کہ ہنوز آنرا نہ شنیدہ تبلیغ کنم کہ مسائلہ
حنفیان نہ آنچنانست کہ کدامی مسالہ را حدیثے نباشد بلکہ بر ہر مسائلہ حنفیان ودیگر ائمہ حدیثی ست
ثابت وآیتی ست محکم کسے آنرا مے فہمد وکسے بے ادب آنرا بگوش نمے آرد و بہمدرین تردد وجمع
کتب واستنباط بودم کہ ناگاہ رسالۂ جواب ورد این کتاب مسمی بفتح المبین نزدم رسید اکثر جاہای
آنرا دیدم جوابے شافی دریافتم پروردگار در اعانت مؤلفش بموجب وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ
مَا كَانَ فِي عَوْنِ أَخِيهِ باشد۔ بر تمام اہل اسلام عموماً وبر حنفیان خصوصاً اداے شکر مؤلف
ضرور ست کہ جوابے خوب نوشتہ اند ہر چند آنچہ من مے نوشتمے بطرز دگر میشدے لکن این کتاب ہم
قابل استناد ولائق اعتماد ست اہل سنت را باید کہ برین کتاب عمل نمایند واز مطالعۂ ظفر المبین

احتراز فرمایند فقط کتبہ المسکین خادم الحدیث والرجال۔
محمد علی اکرم نعمدہ اللہ واساتذہ ووالدیہ برحمتہ ومغفرتہ

الحمد للہ الذی کفی وحدہ ٭ والصلوۃ والسلام علی نبیہ الامی الذی لا نبی بعدہ ٭
وعلی آلہ الطیبین ٭ واصحابہ الطاہرین ٭ وعلی الائمۃ الاربعۃ المجتہدین المقبولین
کلہم اجمعین ٭ اما بعد فقد اطلعت ما حررہ من المضامین ٭ فی ہذا الکتاب الفتح المبین
فی کشف مکائد غیر المقلدین ٭ فی جواب الظفر المبین ٭ فی رد مغالطات المقلدین ٭
فوجدتہ احسن التصنیفات للمصنفین ٭ واجمل التالیفات للمؤلفین ٭ وحسبتہ
حاویا علی تحقیقات المذاہب ٭ وجامعا علی تدقیقات المآرب ٭ ورأیتہ موافقا
لما ہو فی الشریعۃ لاہل السنۃ والجماعۃ منصوصا علیہ ٭ فینبغی لنا الرجوع عند

اختلاف الرواة اليه ، فهذا بفضله تعالى لقلع ضلالة الاشقياء كاف ، ولنفع هداية الاتقياء واف ، فلا شك ان المؤلف قد اجاد فيما اراد ، وسلك سبيل السداد والرشاد ، وكلما اجاب ، فاصاب ، فكان سعيه مشكورا ، فلذلك صار كاسمه على المخالفين منصورا ، فبئما لفوه اللامذهبون فى كل واد يهيمون ، لما لم يبق لهم من الجواب ، فبغيظهم يموتون ، فيا ايها اللامذهبون موتوا بغيظكم ، ولا تلوموا غيركم ، فانكم مفسدون فى الارض لا مصلحون ، لم تقولون مالا تعلمون ، فتوبوا الى بارئكم ، واستغفروه من ذنوبكم ، فتنجوا ، والا فتهلكوا ، لان الشريعة عبارة عن هذه المذاهب الاربعة فحسب وهى فيها قد انحصرت ، فان هذه المذاهب قد دونت ، وقواعدها قد ضبطت ، واصولها بالنصوص قد انطبقت ، وبفضله تعالى احكامها فى كل البلاد جرت ، وفروعها فى جميع الجهات انتشرت ، فبحار هدايتها فى قلوب المسلمين تموجت ، ودررها المكنونة فى صدور المومنين قد استقرت ، فنفوس المقلدين بضوئها انجلت ، فرأت بها ما رأت ، وحصلت بها ما حصلت وعرفت بها ما عرفت ، فلذلك ترى ان الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فيها قد اجتمعت ، لان الشريعة من غير هذه المذاهب فى الدنيا ما وجدت ، والطاعة احكام الشريعة للناس قد فرضت ، فان لم تحتسب هذه المذاهب الاربعة للشريعة معتبرة فالشريعة عن الدنيا عدمت ، لان ما سواها من المذاهب ليست كمثلها فى ضبط القواعد والاصول ، وفى ربط العلة والمعلول ، بل كلها قد اندرست ، وفى بعض كتبها التى بقيت اقوال المعاندين فيها قد دخلت ، فتغيرت ما تغيرت ، فكيف تكون هى الشريعة التى من الشارع شرعت ، فما اعتبرت احكامها المنتشرة فيها وما حسبت ، فلا محالة ان هذه المذاهب الاربعة لاجراء الاحكام للشريعة قد بقيت لانها من التغيرات قد حفظت ، لما من الدلائل التى قد ذكرت ، والاختلافات التى بين المذاهب نظرت ، فهى رحمة للعالمين من خالق الثقلين خلقت ، فمن كان خارجا عن المذاهب الاربعة فى هذا الزمان ، فهو من اهل البدعة والنار ومتبع الشيطان ، كيف لا وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امتى او قال امة محمد على الضلالة ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ فى النار ، وقد قال

الله تعالیٰ من یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیراً o
فکما یجب علینا الایمان والتصدیق بکل ماجاءت به الرسل وان لم نفهم حکمته
فکذالک یجب علینا الایمان والتصدیق بکلام الائمۃ الاربعۃ وان لم نفهم علته، فان قلت
هذا شرک قلت لا، لانهم کانوا من اولی الامر واهل الذکر المعروفین المقبولین وقد
وجب الله تعالیٰ علینا اتباعهم بقوله اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم،
فان الله تعالیٰ قد عطف اولی الامر منکم علی الرسول والمعطوف والمعطوف علیه فی
الحکم مساویان، فاین الشرک فی هذا الکلام مقیم، ان هذا الا بفهمک السقیم،
وامرنا ان نسأل عنهم عما لا نعلم بقوله فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون، و
هدانا ان نرد المسائل الیهم ونثق باستنباطهم بقوله وَلَوْ رَدُّوهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰى اُولِى الْاَمْرِ
مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ، واخبرنا بان الائمۃ منا یهدوننا بقوله وجعلنا منهم
ائمۃ یهدون بامرنا، فکیف لا یجب اتباعهم علینا، وکما لا یجوز لنا الطعن فیما جاءت
به الانبیاء مع اختلاف شرائعهم، فلذالک لا یجوز الطعن فیما استنبطه الائمۃ المجتهدون
بطریق الاجتهاد والاستحسان مع اختلاف استنباطاتهم لانهم ما استدلوا و
ما استنبطوا الا بالحدیث ومن الحدیث وبالقرآن ومن القرآن، اما ان لم یجدوا
فیهما وفی قضیۃ الصحابۃ رضی الله عنهم الرب المستعان، حکماً من الاحکام او رکناً
من الارکان، فقاسوا ما قاسوا باتحاد العلۃ والبرهان، فصار هذا القیاس صلاً
رابعاً لنا بنص الحدیث والقرآن، اما القرآن - فاعتبروا یا اولی الابصار - وغیر ذالک
من الآیات التی الفتها فی کتابی تذکرۃ المذاهب لمطالعۃ الاخوان، واما الحدیث
فعن ابن عباسؓ قال اتی رجل النبی صلی الله علیه وسلم فقال ان اختی نذرت
ان تحج وانها ماتت فقال النبی صلعم لو کان علیها دین اکنت قاضیه قال نعم
قال فاقض دین الله وهو احق بالقضاء، اخرجه البخاری - وعن ابن مسعود
ما راٰه المؤمنون حسناً فهو عند الله حسن - وغیر ذالک من الاحادیث التی جمعتها
فی التذکرۃ فارجعوا الیها ان شئتم یا ایها الخلان، فهذه الائمۃ الاربعۃ هم
العلماء الذین قیل فی ثنائهم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، فاولئک هم
الامناء للشارع علی شریعته من بعده فلا اعتراض علیهم فیما بینوه للخلق واستنبطوه

من الشريعة لاسيما الامام الاعظم رح فلا يجوز لاحد الاعتراض عليه لكونه
من اجل الائمة واقدمهم تدوينا للمذهب واقربهم مسندا الى الرسول صلعم
ومشاهدا لفعل الصحابة واكابر التابعين رضي الله عنهم اجمعين، وكيف يجوز لنا لامثالنا
الاعتراض عليه لقد اجمع السلف والخلف على جلالته وعلمه وفضله وورعه
وزهده وعفته وعصمته وسخاوته وعبادته وكثرة مراقبته لله تعالى وخوفه
منه فمن قال غير ذلك فهو من جملة الجاهلين المتعصبين المنكرين على ائمة
الهدى المقبولين، بفهمه السقيم، وبعناده الذي بقلبه المقيم، بل يجب على
كل مكلف ان يشكر الله تعالى على ايجاده مثل الامام ابى حنيفة رح فى الدنيا،
الم تر كيف بذل الجهد وسعى الامام الاعظم فى استنباط احكام الشريعة الغراء،
وانضباط اركان الطريقة البيضاء، واماطة الاذى وسبيل المعرفة العليا، الم تر
كيف استحكم به الشرع المبين، واهتدى به الخلائق كلهم اجمعين، فانه بوبه مبوبا
وفصله مفصلا، وهذبه مهذبا، ورتبه مرتبا، ونقحه تنقيحا، وعلله تعليلا،
وميزه تمييزا، ويسره تيسيرا، اتعرف مثله من الائمة فى الدنيا، فلا تجد نظيره
فيها، فاذا عرفت انه افضلهم فلا تنس فضله واعمل بقوله تعالى، ولا تنسوا
الفضل بينكم، واذا عرفت انه احسنهم فلا تشتغل عنه واعمل بقوله تعالى وَاتَّبِعُوا
أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ، فظهر من هنا ان من انكر مسائل الامام المستنبطة
من الكتاب والسنة واقضية الصحابة رض فهو كافر، لانه انكر الشريعة وكل من انكر
الشريعة فهو كافر، فمنكر المسائل كافر، وكذلك من لعن او طعن فى الامام الهمام
فهو ليس بمؤمن، لانه طعن اولعن المومن الذى اكمل المومنين، واجلهم واحسنهم
فى الدين، وكل من طعن اولعن المومن فهو ليس بمؤمن، فطاعن الامام اولاعنه
اوفاحشه ليس بمؤمن، كيف لا وقد قال رسول الله صلعم ليس المؤمن بطعان
ولا لعان ولا فاحش ولا بذى كذا فى التيسير، وايضا قال لا يرمى رجل رجلا
بالفسق والكفر الا ردت اليه ان لم يكن صاحبه كذلك - اخرجه البخارى، وكذلك
من سب الامام فهو فاسق. لانه سب المسلم، وكل من سب المسلم فهو فاسق فمن
سب الامام فهو فاسق، كيف لا وقد قال رسول الله صلعم سباب المسلم فسوق

وقتاله كفر اخرجه الخمسة كذا فى التيسير، وقد قال الله تعالى والذين يوذون
المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا، وكذلك
من ضار الامام فهو ملعون لانه ضار مؤمنا وكل من ضار مؤمنا فهو ملعون فمن
ضار الامام فلا شك انه ملعون، كيف لا وقد قال رسول الله صلعم ملعون من
ضار مومنا او مكر بها اخرجه الترمذى كذا فى التيسير، وقد قال الله تعالى اِنَّ الَّذِيْنَ
يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وكذلك
من لم يوقر الامام فهو خارج عن اهل الاسلام، لانه لم يوقر كبيرنا الامام الهمام وكل من لم يوقر
كبيرنا فهو ليس من اهل الاسلام فمن لم يوقر الامام فهو ليس من اهل الاسلام، كيف لا وقد قال النبى
صلعم ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم يوقر كبيرنا اخرجه الترمذى، فلذلك وقرح الامام الشافعى
عند زيارة قبره فى البغداد، فارضاهما الله تعالى عن العباد، وهكذا كلها فى كتابى التذكرة، فما يقال
لهرى چند بن ديوان چند المؤلف الظفر المبين فى رد مغالطات المقلدين، الذى
اسلم خدعا للمسلمين، كما اسلم عبد الله بن سبا خدعا للمومنين، فاستفت عن
نفسك، ولا تستفت عن غيرك، فهو كفاية لك، الم تر كيف هذى بشناعة الامام
فيه فقال تارة ان الامام ما تلقى من احاديث الرسول الا سبعة عشر حديثا، وشنع
عليه تشنيعا فاحشا، تقليدا للمتاخرين المتعصبين المعاندين، فيا عجبا مع ذلك
ينكر التقليد لامام المجتهدين، وقال تارة ان الامام قد خالف الحديث والقرآن
فى مسائل فلان وفلان وعدها بالبيان، واحتج عليه بالاحاديث التى وافقت
لما تهواه نفسه من الصحاح، واعرض عما استدل بها الامام المصاحب للفلاح
تنفيرا للمقلدين الصالحين، عن عمل الفقه للائمة المجتهدين المقبولين، وقال
تارة ان الامام قد خالف فى هذه المسئلة الفلانية حديث الصحيحين، ليعلم
الحمقاء والسفهاء ان الصحيحين قد كانا قبل الامام ارضاه الله تعالى عن جميع المومنين
المقلدين، فلعله لا يعلم هو نفسه ولا مقلده بفتح اللام ان صاحبى الصحاح بالنسبة
الى الامام كطالب العلم، لا بل كآحاد الرعية من السلطان الاعظم، كيف لا و
قد قال الامام سفيان الثورى رحمه انا بمقابلة ابى حنيفة كالعصفور عند الباز،
وايضا قال مخاطبا لابى حنيفة رح انت سيد العلماء، الا تعلم ان المسلم الشافعى

تلميذ البخاري - والبخاري تلميذ للامام احمد بن حنبل رح - فاحمد تلميذ للامام
الشافعي رح - والشافعي تلميذ للامام محمد رح - ومحمد تلميذ للامام الاعظم رحمهم
الله تعالى كلهم اجمعين - فاعرف منازلهم ومدارجهم، واحفظ منا فيهم بدرجاتهم
فلا تقل ان ادلة الامام ضعيفة، ولا يا درالية بالفاظ قبيحة، تقليد المتعصبين فتحشر
مع الخاسرين، اما الصحاح وان كانت اصح الكتب بالنسبة الى ما بعدها، لكنها لا
عبرة لها بمقابلة الاحاديث التي استدل بها الامام الهمام قبلها، لكونه اقربهم
الى الرسول، فلذلك تلقت الامة الاستدلال بالقبول - فلا ينبغي لاحد ان
يطعن في الامام الهمام بروايات الصحاح التي بعد المائتين وثلثة مائة دونت
فلاشك ان فيها اقوال المعاندين المتعصبين والمنافقين قد دخلت، فلذلك قال ابن حجر
في نخبة الفكر ان الخبر اما يكون له طرق بلا عدد معين او مع عدد حصر بما فوق
الاثنين او بهما او بواحد فالاول هو المتواتر وهو المفيد للعلم اليقيني بشروطه
والثاني هو المشهور والثالث العزيز وليس شرطا للصحيح خلافا لمن زعمه والرابع
القريب وكلها سوى الاول آحاد فيها المقبول والمردود لتوقف الاستدلال على
البحث عن احوال رواتها دون الاول الخ، الا تعلم ان اسمعيل بن علية الذي قال
للقران مخلوق واهلك بحكمه تلميذه الخليفة المامون خلقا كثيرا وجما غفيرا
وابو بكر بن شيبة الذي وضع في كتابه بابا للرد على الامام ابي حنيفة واخوه عثمان بن
شيبة وغيرهم الرواة للبخاري قد كانوا متعصبين ومنكرين على الامام الهمام
فالحقية او الصداقة من الرواة النازلين من الامام بالتعصب او بتداول الزمان و
الايام - قد فقدت، لان الآية السابقون السابقون اولئك المقربون الخ والاحاديث
خير القرون قرني - الى - ثم يجئ قوم تسبق شهادة احدهم يمينه ويمينه شهادته اخرجه
البخاري، وفي رواية اوصيكم باصحابي - الى - ثم يفشوا الكذب - وفي رواية ثم تظهر
الكذب وغير ذلك التي في التذكرة كتبت - في فقدانها قد سبقت، بل على كذب
الرواة النازلين قد شهدت، فاين الاعتماد على جميع روايات الصحاح وكيف يرد
بها الاحاديث التي استدل بها الامام المصاحب للصحابة، ولا شك ان اعتبار الروايات
باعتبار الرواة واعتبارهم باعتبار قرب زمانهم الى الرسول صلى الله عليه وسلم

مع قوة عدالتهم وايمانهم وفضلهم وعلمهم وورعهم وزهدهم وعفتهم وخوفهم من الله تعالى ولاشك انه قد ثبت ان الامام الاعظم التابعى اقربهم سندًا الى الرسول صلعم، واقدمهم تدوينا للمذهب، واكملهم ايمانا، واجملهم اسلاما، واعلمهم علما، وافضلهم فضلا، واورعهم ورعا، واحسنهم دينا، فانصف فى قلبك و استفت عن نفسك، اتعرف مثله فى هذه الامور المتعرفة من رواة الصحاح الناذلين عنه فى الدرجة البعيدة التى قد شهدت بكذبه الاحاديث المذكورة، فينبغى لنا العمل بالاحاديث التى استدل بها الامام، ولو ضعفها المتأخرون تقليدا لاكثر المعاندين لذلك الامام الهمام، اولرؤيتهم التغيرات فيها لبعد الزمان وتداول الايام، ولو لم يوجدن كلها فى الصحاح، لما قال صاحبوها تركنا الاكثر من الاحاديث الصحاح، فتامل فى هذا الكلام فانه ادق الدقائق، واحسن الحقائق، قد زلت فيه اقدام اكثر الخلائق، فلقد نبهتكم عليه يا ايها الاخوان، بنصرة الله المستعان فان خضتم وتدبرتم ايها الخلان، فتجدوا كلها فى كتب اهل الكشف والعرفان والله اعلم بالصدق والصواب، واليه المرجع والمآب، هذا ما كتبه الحقير الفقير الى المفتقر الى ربه الكبير، خادم المقلدين محمد عبد القادر غفرله ولوالديه رب العالمين، المدرس الاول للمدرسة المحسنية فى بلدة الهجلى صانها عن الآفات هو العلى۔

باسمه سبحانه۔ فما كتب مولانا المنصور على، من الدليل والبرهان الجلى، كاف لجواب غير المقلدين، الذين رأيهم غير متين، وينبغى ان يقال انه ذو الفقار على لقطع براهين البنا نيه، وماحٍ لادلتهم الواهيه، وجعل الله المنصور منصورا على المفسدين، بمقتضى اقوال القائلين، لكل من اسمه نصيب، وهذا شئ ليس بعجيب، الراقم غلام سلمانى العباسى عفا الله عنه الدين۔ سوم مدرس مدرسۂ محسنیۂ ہوگلی

نحمده ونستعينه ـــ اجمع سادات الفقهاء وفحول العلماء من السنة والجماعة على صحة التقليد ووجوبه احتياطا لسد باب الفساد فى الاركان الاسلامية، وتاليفا لقلوب المسلمين فى الامور الشرعية، فلاشك ان القول ببطلانه قول يخرب

بناء الاصول الاسلاميه + ويفرق بين صلحاء الامة المصطفويه + قد اجاد مصنف
هذا الكتاب فی رد اعتراضات المبطلين الساعين فی ارض الله بالفساد فی الدنيا والدين
والمريدين باطفاء نور الله الساطع فی اقطار العالم كالشمس فی ضحو النهار بالافتراء علی
سادات الايمة المرحومين فجزاه الله تعالى عن المسلمين خير الجزاء
فی الدنيا والاخرة امين + هذيه رقمه عبد العلی الاسلام آبادی عفی عنه

لله در المجيب الفاضل اللبيب قد اجاد فی جواب غير المقلدين المفسدين + لا دنيا لهم
ولا دين - وبئس القوم قد ظهروا فی زماننا - وهم يشتمون ايمة ديننا - ويقولون ان
الايمة المجتهدين - قد اهدموا بناء الاسلام والدين + بآرائهم الباطلة واقيستهم
الفاسدة + واظهروا طريقا خلاف الحديث والمثانی - واضل الناس ولا مثلهم
فيه ثانی - والمقلدون سلكوا طريقا غير حق - وانهم على الباطل ونحن على الحق +
لانا نعمل بالقرآن وحديث خير البريه + وهم يعملون بآراء ابی حنيفة + هيهات
هيهات هذا لو كالكدرايهم - ومن قلة بضاعتهم - اما فهموا ان الايمة ركن الاسلام
وما كان غرضهم انهدام بناء الاسلام والانعدام - وقد ادرك امامنا الاعظم صحابا
عدة + وليس فی ذلك شئ من الريب والشبهه - وقد بلغ فی العلم والعمل درجة
القصوی + واجتهد من القرآن والحديث من المبتدأ الی المنتهی - والاستنباط
والقياس كله مستنبط من كلام الله - ومن حديث خير البريه - وكان فی خير القرون
الامام ابو حنيفه رح - وفی الزهد والورع كان عديم المثال بلا شك وشبهة + وكيف
يكون اتباع الايمة من ضلال + من غير قيل وقال + لان المقلدين اتبعوا اولی الامر
منهم + وما اخذوا سبيل الشر والكيد مثلهم + الا ايها الاخوان ان كيدهم ككيد
الشيطان + لا ينبغی للعاقل ان يقع فی شركهم - لانه ما نجی كل من وقع فی فخهم
واما رأيتم انهم سلكوا طريق التلهی الحرام + واخذوا طريق الهجرة الدائم + ففی حين
من الاحيان ياخذون دلائل الروافض والمعتزلة - ويلزمون حنفية من براهينهم
الباطله - وربما يستدلون بدلائل الشافعيه - ليغلبون على المقلدين لابی حنيفة
فظهر الآن ان غير المقلدين - رايهم غير متين + وهم مضل ومضل - وما سلموا
من الخلل والزلل - فنعم ما قال القائل المرء يقيس على نفسه - فنسبوا الضلال

الی الحنفی دون غیرہ + للہ در المصنف ۔ لا فض فوہ فانہ کلما اجاب + قد اصاب
واجاد بما اراد ۔ فهذا نعم الکتاب ۔ وحبذا الخطاب ۔ لمطالعۃ
اولی الالباب ۔ نمقہ محمد راشد اول مدرس مدرسۂ عربیۂ محسنیۂ ہوگلی ۔

ھیہات ھیہات ان متوھبۃ الزمان قد زوروا القول تزویرا + وضلوا واضلوا کثیرا +
وعتوا عتوا کبیرا + مع انھم لا یفقھون الا قلیلا + وتاھبوا لھدم دعائم الدین + وشمروا
لاستیصال قوائم الیقین + فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون + و
تشبثوا بالاثل رکیکۃ + وتمسکوا ببراھین ضعیفۃ + فمثلھم کمثل العنکبوت + وان
اوھن البیوت لبیت العنکبوت + وعموا وصموا عن حجج بینۃ + وعمھوا وغووا عن محاجۃ
واضحۃ + فھو کبوا متن عمیاء + وخبطوا خبط عشواء + ان اولیاؤھم الا الطاغوت
یخرجونھم من النور الی الظلمات + فیا لیت شعری کیف تبادروا الی التشنیع والطعن
علی الامام الھمام القمقام + اسوۃ الائمۃ الکرام + قدوۃ الانام + نبراس الملۃ
الحنفیۃ البیضاء + ذی الاخلاق السنیۃ والسناء + قامع البدعۃ + محی السنۃ +
سراج الامۃ النبویۃ + صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وسلم ۔ للہ در
المجیب ما اجود ما اجاب ۔ لقد جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا
اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین
والشھداء والصالحین + ربنا اغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار +
بحرمۃ النعلین الشریفین المعظمین لحبیبک ورسولک خاتم النبیین والمرسلین
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اجمعین ۔ آمین
ثم آمین + نمقہ اکبر علی عفی عنہ مدرس مدرسۂ عالیۂ کلکتہ

من طعن علی الائمۃ سیما علی الامام الھمام مقتدی الائمۃ العظام + اعنی
لشریعۃ خاتم الانبیاء علیہ وعلیھم السلام امامنا وسیدنا ومولانا الامام ابی حنیفۃ
رحمہ اللہ تعالی فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث ۔ فللہ در
المجیب العالم النحریر حیث اوضحہ بسوط الجواب غایۃ الایضاح + وشغلہ عن النباح
اللھم لا تجعلنا مع القوم الظالمین ادخلنا فی عبادک
الصالحین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین +
من اجاب فقد اصاب

لقد جاد الحبیب النحریر فیما افاد، واتی بما یفحم من اراد فی الارض الفساد، وبالغ فی اشاعۃ الخیر واحیاء الدین، وسعی سعیاً کاملاً فی ازالۃ الشکوک عن قلوب المفسدین، فجعل اللہ سعیہ الجمیل مشکوراً، وابقی ذکرہ فی بطون الصحائف مرقوما ومسطوراً، وھدی جماعۃ المخاصمین الی سبیل الرشاد، وصانھم عما یقتضیہ البغی والعناد، انہ ھو الموفق والمعین، فی کل ساعۃ وحین، وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین، حررہ العبد الاواہ،

محمد محمود اللہ عفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ، مدرس مدرسۂ عالیۂ کلکتہ

محمد محمود اللہ

تقاریظ مثبتہ دستخط و مواھیر علمای مشاھیر حیدر آباد دکن و مدراس

الجواب صحیح درکتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تصنیف مولوی صاحب جامع معقول و منقول کشاف دقائق فروع و اصول جناب مولوی محمد منصور علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ والبقاہ مرقوم فرمودہ اند صحیح و خلاف آن باطل جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء باید کہ جمیع مسلمانان بران عمل لازم و واجب دانند اگر نام این کتاب دامغ التلبیس یا ہدایۃ الطلبین نہادہ شود بجا ست

العبد المذنب عنایت علی

محمد اسمٰعیل سوختہ بیجا پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم وقد رأیت ھذا الکتاب کلہ من اولہ الی آخرہ وجدتہ صحیحا کامل الجواب لاریب فیہ وختمت علیہ علی صحتہ اعنی کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین لمولانا وبالفضل اولانا مولوی محمد منصور علی صاحب جزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن جمیع المقلدین لمذھب امام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ خیر الجزاء، وانا الفقیر الضعیف حامل نعال العلماء العاملین والصوفیین الکاملین۔ محمد اکبر علی عفا اللہ عنہ، فقط

المھر للسلطان ۔۔۔

اللہ محمد رسول اللہ ۔ المتمسک بفضل الملک ۔۔۔

محمد علی

قد اصاب من اجاب

محمد ابو سعید ۱۲۹۱

خلف الرشید مولوی محمد ۔۔۔

جناب مولوی محمد اکبر علی خان ۔۔۔

باسمہ العلی الاعلی

کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف جناب مولوی محمد منصور علی خان صاحب دامت برکاتہم ابتدا سے تین سو چھتیس صفحہ مطبوعہ تک ملاحظے میں آئی ۔ اگرچہ یہ کتاب دلائل قویہ و براہین جلیہ

سے منظفر و منصور ہو اور تمک شبہہ و اعتراض
سے دور ہو جزی اللہ سبحانہ عنا المؤلف الفاضل
خیر الجزا۔ مرقوم ۱۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳ ہجری
حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ المنان طراز ش خان

اجاب

مد اللہ
حادسیہ نعت غزلوی
عبد قاضی اہل
سنت مدرس

عبد اللہ بن قاضی الملک
کان اللہ لہما

محمود بن قاضی الملک
بدر الدولہ کان اللہ لہما

بہادر
طراز ش خان

الجواب صحیح والمجیب مصیب
احمد بن قاضی الملک

محمود ۱۲۸۶

احمد

سبحان اللہ اس کتاب کے دیکھنے سے
جلا ہے چشم و تصنیفہ قابل حاصل ہوتا ہے

محمد اکرام

واقعی یہ جواب لاجواب
باصواب ہے۔ محمد عبد الکریم
عفی عنہ وعن اسلافہ

الکریم ۱۲۸۶
محمد عبد

قد اصاب من
اجاب۔ محمد
شہاب الدین عفی عنہ

محمد
شہاب الدین

ابو الحامد سلطان محمود
الحنفی بن مولانا غلام قادر
القادری عفی عنہا و
عن اسلافہما۔

ابو الحامد سلطان محمود الحنفی
بن مولانا غلام قادر القادری

صح الجواب
سید علی رضا المبین
کان اللہ لہ۔

۱۲۸۴
علی رضا
سید

یہ کتاب موافق مذہب اہل سنت وجماعت کے صحیح ہے۔ علی موسی رضا عفی عنہ۔

تاریخ تصنیف کتاب ہذا از تازہ اختراعات ناظم نکتہ دان شاعر فصیح اللسان کاشف مکائد لامذہبان دافع مطاعن وہابیان حافظ فتح محمد صاحب فاروقی حنفی دہلوی متخلص بہ مقلد

خدا کو ملکو ہو جو اچھا ہیں فرقہ میں فسل اور جو لا مذہب
دین حق میں جو آیا نام سے ہیں لا مذہب
خدمت کو ... ہیں ... یہ تقلید ہیں کی
کیا ہو حقا ہے ... سر پہ لا مذہب

بر لکھتے اماموں کو ہیں یہ بدکار لا مذہب
خصوصاً ہیں انہیں انکا امام اعظم کے مذہب سے
مقلد کے ہیں لیسے درپے آزار لا مذہب
فقیہوں کی برائی کر کے بہکاتے ہیں لوگوں کو

نکالا ہے نیا اک پانچواں لا مذہبی مذہب
مگر سب شیخ نجدی کے ہیں پیرو کار لا مذہب
بدی ان پر اماموں کی نہیں کرتے ہیں لیکن
چلا شک میں شیاطین کے رفیق اور یار لا مذہب

چکھادین ہم مزا انکو ذرا سا سبب یہ کا
جہان مین جو دہی مطعون ہین جو بد کردار لامذہب
سزا دیکر بتادین معنی و ماہیت انکو
تو ہم بھی صاف کہدینگے ہین اہل النار لامذہب
شر انکے آب و گل مین ہے کبھی بھی انکے دلمین ہے
مگر کہتے ہین گرم فساد کا بازار لامذہب
جہان دیکھو منہ آتے ہین جاہل ہر مقلد کے
مقابل اہل مذہب کے گئے ہین ہار لامذہب
عجب یہ فرقۂ وہابیہ ہے فتنۂ دوران
اگرچہ لڑنے آوین باندھکر ہتھیار لامذہب
انھون نے شہر دہلی مین بہت ابسر اوٹھایا ہے
شراب شرک و بدعت سے ہین خود سرشار لامذہب
مقلد گلشن دین نبی کے ہین گل تازہ
کہ مکہ مین مقلد ہین بلا انکار لامذہب
بٹین ایسے یہ کعبے مین کہ دم ہو ناک مین انکا
کہین سنتے نہون باتین پس دیوار لامذہب
گریبان کھولکر پھرتے ہین یہ سب صورت وحشی
رکابی مذہب اور مطلب کے ہین بس یار لامذہب
خوشامد کا ہی دین اور روٹیونکا انکا مذہب ہے
ہین شر مین بھی شرار الناس کے سردار لامذہب
ہی عامل بالحدیث انکا لقب لیکن حقیقت مین
سمجھتے ہی نہین قرآن کے بھی اسرار لامذہب
نہین یہ مانتے قرآن کی آیات صریحہ کو
سمجھتے ہین صلوٰۃ اور صوم کو دشوار لامذہب
نہین یہ مانتے ہین منقطع موقوف و مرسل کو

ہمارے سامنے آوین اگر اک بار لامذہب
تبرا کرتے ہین مثل روافض یہ مقلد پہ
کرین جا کر کسی عالم سے استفسار لامذہب
تعصب سے یہ اندھے امر حق کو حق نہین کہتے
کبھی ہرگز نہونگے راست او ہموار لامذہب
جہان جاتے ہین طوفان کرتے ہین برپا اک نیا فتنہ
مگر کھاتے ہین زک زک ہزارون بار لامذہب
مقلد معرکہ نہین کرتے رہتے ہین انھین سے جنگ
جہان دیکھو وہان لڑنے کو ہین طیار لامذہب
یہ کیا ہونگے مقابل معرکہ آرائی مین ہم سے
اوٹھادے جائینگے اگر روز جمعہ یار لامذہب
گل تقلید انکی آنکھون مین کانٹا سا چبھتا ہے
مگر باغ شریعت مین ہوئے ہین خار لامذہب
تقیہ مثل شیعہ انکے مذہب مین بھی جائز ہے
عقائد گر وہان اپنے کرین اظہار لامذہب
ہین سادات انہین اکثر ہین فساد ذات انکی طینت مین
پہاڑی ہین بنائین اپنا گھر کہسار لامذہب
یہ سب دنیا کے بندے ہین صلوٰۃ بندگی کیسا
کہ ہین کھانے کمانے مین بڑے ہشیار لامذہب
بدی کا خون سودا ہی بھرا ہی انکی رگ رگ مین
نہ عالم ہین نہ عامل بلکہ ہین مکار لامذہب
نہین تصدیق ہے انکے دلونمین نور ایمانی
حدیثون کا بھی کرتے ہین صریح انکار لامذہب
رد آیت ہین یہ مصداق یہ قاتلوا انساناکے
نہین محبت کے قابل کہتے ہین آثار لامذہب

بزرگان سلف پر یہ ہمیشہ طعن کرتے ہین
اوٹھائینگے بہت ذلت سر دربار لامذہب
اگر کہتے ہین وہ ناری مقلد کو تعصب سے
نہونگے خواب غفلت سے کبھی بیدار لامذہب
زبان اور دلمین انکے نام کو بھلا نہین اصلاح
فساد اور شیطنت کا کرتے ہین ہر کار لامذہب
کبھی بازی نہین پائی انھون نے بحث مین ہم سے
اگرچہ ہوا ہر ایک راہ دہر ہون عیار لامذہب
ولیکن اہل تقلید انکو دم بھر مین بھگا دیوین
نہ ٹھیرین توکدم بھاگین دم پیکار لامذہب
کہا کرتے ہین یہ تقلید کو سب شرک او بدعت
نہین دیکھینگے ہرگز خلد کا گلزار لامذہب
مقلد سے یہان لڑتے ہین اور تکرار کرتے ہین
بلا شک ہین فریبی جعلی و مکار لامذہب
مسلمانو بچو ہردم تم انکے فتنۂ و شر سے
بجا ہی گر کہون ہین سید الاشرار لامذہب
جہان کھانیکو دیکھا روٹیونکی سی کیتے ہین
جدھر دیکھو ادھر ہین بندۂ زردار لامذہب
بظاہر خیر کا دم بھرتے ہین اور خوف الباطن
مگر ظاہر مین بنتے ہین بڑے ابرار لامذہب
یہ کیا جانین حدیثونکے دقائق اور حقائق کو
اگرچہ حسب ظاہر کرتے ہین اقرار لامذہب
فرائض بھی نفل کرتے ہین اور تارک ہین سنت کے
زوائد کو ہین کہتے زائد و بیکار لامذہب
رسالہ ہی جو اک اظہار حق رکھا ہے نام اوسکا

مصنف اور سکا ہی اک نظم و بد اطوار لامذہب
کیا بہتان رسول اللہ پر بھی سید ابرار لامذہب
کہ قبر شیخ نجدی کی ہیں ہیچ در زوار لامذہب
وہی یہ کام کرتے ہیں جو کچھ انکا جی چاہے
کہ اپنے گھر میں بن بیٹھے ہیں خود مختار لامذہب
کبائر ہوں بلا سے کچھ نہیں لیکن جہان مولود
کریں خود اپنی بے دینی پر استغفار لامذہب
بجا ہی جیسے اس فتح المبین کی فتح کا ڈنکا
جو دیکھیں سنیں یہ چپ بیٹھے اشعار لامذہب
مقلد ہونگے اس تاریخ سے خندان شاد گل

خلاف نفس شرع کی چربی کو لکھا صلاۃ لامذہب
کہ ہر وہ بے ادب بے دین و ناہنجار لامذہب
کہے جو یا رسول اللہ یہ مشرک اوسکو کہتے ہیں
ہوئے ہیں نفس امارہ کے خدمتگار لامذہب
گنوار اکثر ہیں سمجھتے ہیں شبہات کو مسکات
دہان کرتے ہیں بیجا بحث و تکرار لامذہب
بحق احمد مرسل مقلد یکقلم سب ان
ہزیمت پاتے ہیں ہر دم دم گفتار لامذہب
ہوئی فتح المبین سے صاف ظاہر انکی بے دینی
ولیکن چلتے کھائینگے دلوں میں خار لامذہب
لکھی تاریخ اسکی - ہیں بڑے مکار لامذہب

ہوا ہمکو یہ ثابت کھاتے ہیں ہیچ و لامذہب
زیارت سے مزار مصطفی کے منع کرتے ہیں
پہنتے ہیں مگر خود شرک کا زنار لامذہب
کریں حرمت کی حلت اور حلت کی کریں حرمت
کہیں ڈھونڈھے چلے تیلی دھنیا لامذہب
دعا کر اے مقلد حق تعالی سے یہی ہر دم
رہے باقی نہ کوئی نام کو زنہار لامذہب
کہاں ابا ملیں گے آتش بغض و عداوت میں
مسلمان نام کے ہیں پر نہیں دیندار لامذہب
مقلد لیے اوڑا کے پاؤں اور سر کو دہائی کے

ایضاً نتیجہ ریز قلم بلاغت رقم سخن سنج فائق مولوی عبد الخالق صاحب لائق

امام زمان فخر دین بو حنیفہ
گروہے ز ناقص خیالان ارذل
ز تحقیق و تدقیق فکر مصنف

گرہ کامل بشرع آمدہ بلکہ اکمل
بنام ایزد این نسخہ تصنیف گشتہ
دقائق شد آسان مسائل شدہ حل
جوابات دندان شکن شد مدلل

شدہ معترض بروی از راہ بہتان
پی رد لا مذہبان مضلل
بتاریخ آن زد رقم کلک لائق

تواریخ — طبع

از تازہ فکر علامہ افاضت مآب مولانا محمد منصور علی صاحب مصنف ہذا الکتاب عم فیضہم

نحمد ربنا و نصلی علی
قد طبعت نسخۃ فتح مبین
فیہ بفقہ و حدیث و آی
ایدنا اللہ علی المفسدین

سیدنا خاتم للمرسلین
للمحققین بدت نصرۃ
رد علی مذاہب لا مذہبین
جاء کمن المصنف تاریخہ

نحن نحن الآن لرد الظفر
ان لہم ذلک حبل متین
قد حصل الفتح لنا بالجدل
انا فتحنا لک فتحا مبین

از نتائج فکر علامہ وحید مولوی حافظ محمد عبد الحمید از علمای دار العلم و العمل فرنگی محل

بنام ایزد این نسخہ مطبوع شد
ز تصنیف نحریر حبر اریب

بطبع غریب و بصنع عجیب
با وصاف ہر علم و فن متصف

بود نام نامیش فتح المبین
مفسر محدث فقیہ و ادیب

ادیب آنکه منصور شد بر حریف
بقول عرب اَلتَّصِیْبُ یُصِیْبُ
ہر آنکس که خواند بصدق این کتاب
رقم زد با قوی دلائل مجیب
کسانیکه تقلید برہم زنند
تو گوئی که آمد قیامت قریب
ظفر یاب کن اہل تقلید را
ز قرآن معجز نمائے غریب

حریف آنکه باشد ہزیمت نصیب
قلم شد سر دشمنان یک قلم
ہر آئینه گردد به سنت مصیب
زہے آب و رنگ مضامین او
فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ مُهِیْبٍ
شد آنکس که بیمار لا مذہبے
الٰہی بحق رسول حبیب
ندا از لب ہاتف آمد چنین

بہر یک رسد آنچه مقسوم ہست
قلم را علم کرد چون آن لبیب
جوابات سرکوب دندان شکن
ز باغ سُنَن میدہد نفخ طیب
بآخر زمان شد بپا فتنها
نه او را علاجے نه او را طبیب
چو تاریخ نصرت قرین خواستم
کہ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ

ایضاً از تازہ فکر صاحب التنبیہ والتبکیت المحدث المولوی وصی احمد صاحب سورتی مدرس مدرسہ پیلی بھیت

ذرا انصاف کی آنکھوں سے اے وہابیو دیکھو
ہر اک بات اسکی رد میں ہے کی کیا دلکشا عمدہ
عجب ہوا ہی بلیغ حوصلا سکا نہ عدو سے
خفی کیا دلکشا عمدہ جلی کیا دلکشا عمدہ
جو پوچھا سال چھپنے کا لب ہاتف سے یون نکلا

کتاب اب یہ مصنف نے لکھی کیا دلکشا عمدہ
الکتاب اس حسن خوبی کی نہیں چھاپی گئی ہے تک
اور اسکی لوح و پیشانی بنی کیا دلکشا عمدہ
ضمیمے کو جو دیکھا خصم منکر بہی تو بول اٹھا
کتاب دِ محی الدین چھپی کیا دلکشا عمدہ

جوابا اسمین ثابت ہین سنت کے دلائل ہے
که خطاطان خوشخط نے لکھی کیا دلکشا عمدہ
ہر اسکا نسخ و نستعلیق ہر اک خوشنما خوشخط
که حق بات اسمین ظاہر ہو گئی کیا دلکشا عمدہ
جو کاٹو سر وہابی کا تماشا ہے اسی سن مین

سن تصنیف ہے پیدا وصی کیا دلکشا عمدہ

ایضاً از بندۂ اثیم محمد عبد الحکیم عفا عنه الله الکریم بحرمة نبیه الرحیم

فتح المبین کی طبع نے کس دھوم دھام سے
اس کے نشار طبع نے اوسکو چھپا دیا
الزامی اجوبے سے مصنف نے یک قلم
ہر مسئلہ کا شرع سے اخذ بتا دیا
وہابیت کی بیخ کو چیکا اور کہاڑ کر
میدان صفحہ تیغ زبان سے کھا دیا
اتباع شیخ نجد نے کہائی ہے کیا شکست

سارے جہان مین فتح کا ڈنکا بجا دیا
لا مذہبون مین اس سے پڑی کیا ہی کھلبلی
جتنے مطاعن انکے تھے سبکو اوٹھا دیا
سارے معاملات نہان کر دیے عیان
تقلید حق کو دلمین ہر اک کے جما دیا
پھر کیا مجال تھی که یه کرتے مقابله
پائی سزا خیال ظفر کو بھولا دیا

لا مذہبی کی آگ جو بھڑکی تھی ہر طرف
تو آپیونکو خواب گران سے جگا دیا
قرآن اور حدیث سے کیا کیا دیے جواب
سب اونکے داؤ گھات کا خاکا اوڑا دیا
طبل و علم دوات و قلم لشکر سخن
الدم مین سبکو تیغ دو دم سے بھگا دیا
اس معرکے مین مارے دلیلو نکی مار کے

فوج عدو کو ہند سے رنگون تک ہٹا دیا اب ہمکو ان مخالفونسے خوف کچھ نہین للکار کر شکست کو انکی سُنا دیا۔	تا یون سے خنگ خامہ کی میدان جنگ مین اللہ نے تو فتح کا تمغا دلا دیا تہی فکر سال غیب سے آواز آگئی	مانند نقش پا کے سرا کو مٹا دیا ڈنکے کی چوٹ ہمنے تو اس نظم رزم مین فتح المبین نے فتح کا ڈنکا بجا دیا ۱۳۰۱ھ

ولہ تاریخ تصنیف مشتمل بر صنعت ذو بحرین و ذو قافیتین و ذو تجنیسین

تا گل این نسخہ نصرت شگفت زد دلم از جوشش منصور باد ۱۳۰۱ھ	مے وزد از مذہب منصور باد ۱۳۰۱ھ مصرع سالش زدہ کلکم رقم	سر زدہ چون امر حق از حرف او نصرت حق حامی منصور باد ۱۳۰۱ھ

اشتہار

مقلدین ملت حنیفہ و متبعین سنت شریفہ پر واضح ہو کہ جو مجتہد لامذہبان پنجاب منحرف جادۂ صواب طاعن ایمہ مجتہدین مولوی غلام محی الدین نے ایک کتاب ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین ایسے سخت الفاظ خلاف تہذیب کے ساتھ لکھی تھی کہ جس سے تمام مقلدین ہند کا سواد اعظم جوش مین آیا اور تقلید مذہب سعین مین ہوائے نفس کی آزادی نے قدم جمایا تو ناچار واسطے دفع فساد دین و رفع عناد منکرین کے عالم باعمل فاضل بے بدل جناب مولانا محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی شاگرد رشید علامۂ وحید جناب مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نے اس کتاب کو تصنیف فرمایا اور بعنوان شایستہ انصافانہ بغیر تعصب کے حدیث و قرآن کے دلائل سے ہر اعتراض کو اوٹھایا اور حنفیہ کے ہر مسئلے کا ماخذ کتاب و سنت سے بتایا بعد اسکے اس بندہ اثیم محمد عبد الحکیم حنفی نے اس کتاب کو تا ہندسہ (۳۸۴) مع دو ورق ٹیٹل کے مطبع نجم العلوم فرنگی محل مین باجرت سنگ چھپوا کر واسطے تصدیق و اعتبار کے جا بجا بلاد ہندوستان و حرمین شریفین مین علمائے نامی کے پاس بھیجا باوجود اس مستعدی و سرگرمی کے دو برس کا زمانہ اسیر مہرین کرانے اور تقریظین لکھوانے مین گذرا پھر ضمیمہ کا تا تمامی مع فہرست اغلاط ایک مدت تک مطابع دیگر مین چھپتا رہا اب بفضلہ تعالیٰ بصرف زر کثیر با اینہمہ تاخیر اس مجموعہ کی تکمیل ہوگئی اور بنظر تقویت دین و منفعت مقلدین قیمت اسکی مع محصول (عـہ) رکھی گئی اور چونکہ حق تصنیف اس کتاب کا مصنف صاحب ممدوح سے بطریق ہبہ حاصل کیا گیا ہی لہذا اعلان کیا جاتا ہی کہ کوئی صاحب اس کتاب کے چھپوانے کا قصد نفرمائین ورنہ مرتکب جرم حق تلفی حفظ کتاب کے حسب قانون ایکٹ (۲۵) سنہ ۱۸۶۷ء ماخوذ ہو کر بسبب نفع کے بدلے نقصان اوٹھائین ہان جسقدر نسخے مطلوب ہون مقامات مندرجہ آخر کتاب سے منگوا لین۔

ای شہرت سکون و یا یہا لام ۲ مذہب منصور اصطلاحی ہست کہ مراد از مسلک حنفی دہب وی جمہور اہل تقلید ہست و کاہ بمعنی ہمو ۱۲۱ + ۳ منصور نام ولی مشہور کہ حسین بن منصور ہست و کاہ کنایہ از حرف و سخن و بمعنی شراب ہم آمدہ و استعمال ہر دو الفاظ در محاورہ ہست ۴ منصور نام مصنف این کتاب و باد دعائیہ کلمہ مخفف بود ہست ۱۲ × ×

جدول اغلاط فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ موسوم بہ تنبیہ الوہابیین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۱	کمر	مگر	۴۳	۱	لین	سے	۶۵	۴	بلانا	پلانا
۱۳	۱۵	پتحری	پتھری	۴۷	۴	امامہ	اسامہ	۶۶	۱۷	بدأ	بداؤ
۶	۱۶	یکذب	یکذِب	۵۵	۲	اوسکا اونکو	اونکا اوسکو	۶۸	۱۸	کانَ اشکل	کانَ اعطل
〃	۱۷	چھوٹ	جھوٹ	۵۶	۲ ۳	[illegible]	[illegible]	〃	—	اِلیٰ مَنْ	اِلیٰ آمِنْ
۱۴	۱	قال قال	قال					〃	۱۹	اگرموقوف گردون مین	موقوف کرنا میرا
〃	۴	کما او نحوہ کے	+								
〃	۲۰	ترمذی	ترمذی کی	〃	۱۲	اجلت	انجلت	〃	〃	تو اچھا جاننا مین	اچھا ہو میرے نزدیک
۱۶	۹	یاصحیح	صحیح	۵۷	۱۳	المعے	المعنے				
۱۸	۱۳	کی	کی ہی	〃	۱۴	تخصیصہا	تخصیصہا	۶۹	۱۳	ایسے	ایسے ہی
〃	۲۱	افقہ	افقہ	〃	۱۶	العلماءُ	العلماءِ	۷۰	۱۹	فسوق	فسوخ
۱۹	۱۰	کہ	کرفناہت	〃	۱۸	الاکثرُ	الاکثرِ	۷۱	۸	نیا	الغنا
〃	۱۱	بات کے	+	〃	〃	اکثرُ	اکثرِ	۷۴	۴	ضروری	ضرور
۲۱	〃	اوراور	اور	۵۸	۱	طرف	کے ساتھ	〃	۹	کہ	ایسا
۳۱	۳	الصباغۃ	الصباحۃ	〃	۲ و ۳	یعنی منافقی	سے لیے گئے	۷۷	۱۲	دلائل	دلائل
〃	۸	منہا	فیہا	〃	۶	پس	ہی پس	۷۸	۲۰	بیر	احد
۳۲	۲	اوس سے	فیہ	〃	۸	اشنین	اثنین	〃	۲۱	اسکے اوسکو	اوسکو
〃	۶	او	اور	〃	۱۳	۲۸	۳۸	۸۰	۴	آپنے	اپنے
〃	۷	مذہب	مذہب	۵۹	۲	لیے	سے	۸۱	۳	مین	سے
〃	۱۵	باپندی	پابندی	〃	۸	اشَدّہ	اشُدّہ	۸۲	۹	شخص	+
۳۴	۱	واجب	واجب علی الاطلاق	〃	۱۱	اشَدّہ	اشُدّہ	۸۳	۷	تحریم	تحریم
〃	〃	کہ	+	۶۰	۱۹	پھر	پس	۸۴	۱۷	تشفع	یلتقم
۳۸	۲	او	اور	۶۱	۱۲	ارضعتکم	ارضعنکم	〃	۱۸	العُقُود	العَقود
۳۹	۳	الذین	اللذین	۶۴	۱۰	جاہر	جاتا ہے	〃	۲۱	للاصطاد	للاصطیاد
۴۱	۸	موجود	موجود	〃	۲۱	ہی	بھی	۸۵	۱۴	تحقیقاً	تحقیقاً
۴۲	۱۸	انکا	انکا	۶۵	۱	بھی	+	〃	〃	رخص	رُخَص

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۸	المتلیف	المتلکف	۱۰۹	۱۱	ویحل	یحل	۱۵۳	۱۵	الآثار	معانی الآثار
۸۹	۱	لمال	کمال	〃	〃	شَرابَ	مشروب	۱۵۴	۵	ہم	+
〃	۲	ثقاہت	کمال			الطلاءَ	الطلاءِ	۱۵۵	۹	حدیت	حدیث
〃	۱۰	مانتے تو	مانتے جناب من	۱۱۹	۱۸	یہ	+	〃	۱۰	ملبہ	تنبیہ
۹۱	۱	تنزیبیہ	تنزیہ	〃	۹	کا ہر	کا	〃	۱۸	اون	اوس
۹۴	۹	التفضیل	التفصیل	۱۲۳	۲۱	کھوڑے	کھڑے	〃	۲۱	حدیت	حدیث
〃	۲۱	اکثر	واکثر	۱۲۴	۷	قبلها	قبلهما	〃	〃	ہے	ہی
۹۵	۱۹	تمنّا	تمنّا	〃	〃	〃	〃	۱۵۶	۱۷	ندر	نذر
۹۶	۴	اوس	اوس سے	۱۲۵	۶	اشدُ	اشدَ	۱۵۸	۹	سکے	+
〃	۱۶	دیوے	لیوے	〃	۱۱	تذعوا	تدّعوا	۱۵۹	۱	ہین	ہی
〃	۱۹	سے	نے	〃	۱۶	لا تذکوا	لا تزکوا	〃	۹	ہرروز	ہرروزہ
۹۷	۱	ردکرنا	ردکرے	۱۳۰	۲	نقل	نفل	۱۶۰	۷	مرویة	مرویہ
〃	۵	الکانی بالکافی	الکافی بالکافی	۱۳۵	۲	ایسے نہیں چکا	ایسا نہیں جکا	〃	۱۶	وہ	اوروہ
〃	۱۴	یا بعد	اور بعد	۱۳۶	۸	ابو الزنا	ابو الزناد	۱۶۱	۱	تغریب	تقریب
۹۸	۱۱	تو	+	۱۳۷	۱۴	لا یکبر	لا یکبر	〃	۲۰	جزا	جزء
۹۹	۵	المجنونُ	المجنونِ	۱۴۰	۱۴	مطق	مطلق	۱۶۳	۵	فعل	قیل
۱۰۱	۱۴	کہ	+	۱۴۱	۴	جو	جنھون نے	۱۶۴	۱۰	کہ	+
۱۰۲	۶	جو	+	〃	۱۵	ذلک لا	ذلک لما	〃	۱۸	ایجاب کے	کے
〃	〃	آئی ہے	+	〃	۱۶	کانت	کانت	۱۷۱	۹	منکَ	منکِ
〃	۷	جو نماز مجھ	نماز مجھ کے	۱۴۲	۴	صاحب	+	۱۷۲	۱۵	الشبہات	الشبہات
		ہیں آئی ہے	عدم جواز ہیں	۱۴۵	۱	فاذعوا	وادعوا	〃	۱۹	اسکو	انکو
〃	۱۶	لکاذبا	لکاذبا	۱۴۹	۱۳	کو	کا	۱۷۳	۷	کوثہ	کوثہ
۱۰۳	۱	سعد	سعد تو	۱۵۰	۱۲	مین ہی اسوسطے	ہی اسواسطے	۱۷۸	۱	ابن	بن
〃	۲	ہوتی	سعدی	۱۵۱	۹	کا	کے	۱۸۲	۲	جت	حجت
۱۰۷	۴	او	اور	〃	۲۰	پڑھی	پڑھتی	۱۸۳	۵	کھلیان	کھلیان سے
〃	۱۹	عصیۃ	عصبۃ	۱۵۲	۱۲	النخفی	النخعی	۱۸۸	۱۱	اغسلہ	اغسلہ
۱۰۹	۱۰	بدال	بدل	〃	۲	کیا	کہا	〃	۱۳	الغلام	الغلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۱	۱۴	بھی	+	۲۰۸	۱۷	اعطیتکما	اعطیتکمُا	۲۵۸	۱۲	کالاظہر	الاظہر
۱۹۲	۳	او	اور	۲۰۹	۱۹	ہاتھو	ہاتھوں	۲۵۹	۴	حصہ	درجے
〃	۱۴	گی	کی	۲۱۲	〃	قنت	قنتَ	۲۶۵	۲۰	بلاواسطۂ	بلاواسطہ
〃	۱۵	ہو	تھی	۲۱۳	۱	غیار	غبار	۲۷۰	۱	بمعنی	معنی
۱۹۳	۲	ہوجانے	ہوجائے	۲۱۴	۷	عثمان نے	عثمان سے	〃	۵	جب	اوس وقت
〃	۵	ہنرلے	بھنرلے	〃	۱۵	ورنہ	کیونکہ	〃	۱۰	اوسکے	اوسکو
〃	۱۹	جب	جب تک	〃	۱۶	قبل	بعد	〃	۱۷	تقدیرہ	تقدیرہ
۱۹۶	۱۶	اسی	اس	۲۱۹	۶	ہوتا	ہوتا کہ	[illegible]	۵	کہ	+
۱۹۸	۶	تلفی	تلقی	〃	۹	تو	تو تو	〃	۱۵	بھی	+
〃	۹	کرادیتے	کرادیئے	۲۲۰	۸	مگر	تو	[illegible]	۱	[illegible]	لیا
〃	۱۴	نقصدن	نقصان	۲۲۵	۲	اوراسوجہ	اسوجہ	[illegible]	۱۳	معنی	معنی بھی
〃	۱۹	حرم	حرام	۲۲۶	۱۶	افضلُ	افضلَ	۲۸۵	۲	[illegible]	سے
۱۹۹	۱۶	انتقصتَ	انتقصتُ	۲۲۷	۱۰	جیر	جیز	[illegible]	۲	مگر	لیکن
〃	۲۱	انّما	إنّما	۲۲۸	۲	[illegible]	لغیرہ	[illegible]	۱۲	[illegible]	[illegible]
								〃	۱۳	[illegible]	[illegible]
۲۰۰	۲۰	تو	+	۲۳۲	۱	مَن	مِن	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۰۱	۲۱	فرماما	فرمایا	〃	۱۳	بکلمۃ	بکلمۃ	[illegible]	[illegible]	〃	〃
۲۰۲	۲	ہاتھ	ہاتھ	۲۳۳	۸	یسئم	یسئم	۲۸۰	[illegible]	اللہ	[illegible]
〃	۵	ادعی	ادّعی	〃	۹	بنت	نیت	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]
〃	۶	صاجب	صاحب	〃	۱۰	کہ میروز	کہ میرا روزہ	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]
〃	۱۷	نیس	تیس	۲۳۵	۶	جب	جیسے	〃	۱۳	[illegible]	[illegible]
۲۰۴	۶	تگ	تک	۲۳۷	۴	اینا	اپنا	۲۸۱	۱۱	سے	[illegible]
〃	۱۲	یحلس	یجلس	۲۴۰	۲۱	اعلب	اغلب	〃	۱۲	[illegible]	[illegible]
								〃	۲۱	نووی	نووی سے
۲۰۶	۵	فال	قال	۲۴۴	۱۹	حدیث سے	سے حدیث میں	۲۸۲	۶	الحسینی	الحسینی
〃	۲۱	پوچھی	پوچھا	۲۴۵	۱۶	فاذ	فاذا	〃	۸	الحمصی	الحمصی
۲۰۸	[illegible]	من انّ	منہ انّ	۲۴۹	۱	کی	سے	[illegible]	۲	الاسودی	[illegible]
〃	۱۱	علیاِ	علیہِ	〃	۱۹	اوس	اور احادیث کی	〃	۱۲	[illegible]	[illegible]
〃	۱۲	المتصدَق	المتصدِّق	۲۵۸	۵	فیسمو	فیسمع	[illegible]	۵	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۴	۷	عجرہ	عجرز	۲۸۷	۱۷	ابوالغفور	ابویعفور	۳۲۵	۷	علمہ	علقمہ
〃	۱۵	یحیی بن	یحیی بن	۲۹۱	۷	فمن	فان	۳۲۹	۱۳	اگر	کہ
۲۸۶	۲	مثلَ	مثلُ	۲۹۲	۲۰	ابنُه	ابنِه	〃	〃	تو	مگر
〃	۲۱	الصغیر	الصفیر	۲۹۳	۶	کثیرۃ	کثیرۃً	۳۳۰	۹	تو	سو
۲۸۷	۱	الحکم	اور حکم	〃	〃	بناء کثیر	بنا کثیر	۳۳۱	۱۰	استنزّ	استنزِ
〃	۳	ابورویہ	ابورویہ	〃	۸	[illegible]	[illegible]	۳۳۲	۱۵	خوبیں	خویش
〃	۴	النحری	النحوی					۳۳۳	۱۶	تو	اور
〃	〃	سفیان	شہاب ابوسفیان	۲۹۶	۱	شعر	اس مضمون کا شعر	۳۳۴	۵	ضمرۃ	صبرۃ
〃	۵	السبعی	الشعبی	〃	〃	کرتیری	تیری	〃	〃	معوَّذ	معوِّذ
〃	۶	ابی	ابوالنجارق ابو	〃	۱۶	حدیث	حدیث سے	〃	۱۱	ضمرہ	صبرہ
〃	〃	علی	عدی	〃	۱۷	اور جلال الدین	جلال الدین سیوطی	〃	۱۸	البخاری	+
〃	۸	علی	اور علی	۲۹۸	۱	فان	اِنّ	۳۳۴	〃	مابۃ	ماجۃ
〃	〃	النزواد	الزراد	۲۹۹	۱۴	ازواج قربت کرنے	باندھتے تہبند	〃	۱۹	والترمذی	والبخاری والترمذی
〃	〃	عمر	عمرو	〃	۱۷	قامل	قابل				
〃	〃	بن عبید اللہ	+	۳۰۱	۱۳	تُر	طو	۳۳۶	۹	سوئے	سوئے کروٹ پر
〃	۱۰	محارز	محارب	۳۰۲	۸	امرأۃً	امرأۃٌ	〃	۱۳	وہ	وہ کروٹ پر
〃	۱۱	بن ابی عبد	[illegible]	۳۰۳	۲۱	مومنون	مومنو	۳۳۷	۱	الحدادِ	الحذاءِ
				۳۰۴	۱۰	ہوتی	کرتے	〃	۴	ثلثا	ثلثی
۲۸۷	۱۱	مسلم	[illegible]	۳۰۵	۱	ابیکَ	ابیکِ	〃	۵	الحداد	الحذاءِ
				〃	۳	فاعطنیہا	فاعطیہا	〃	۱۳	صداد	حذاء
〃	۱۲	نحول	مخول	۳۰۷	۴	استبعدَ	استبعِدَ	〃	۱۷	〃	〃
〃	۱۳	المحلی	المجلی	۳۱۲	۱۹	ابوحنیفہ	ابوحنیفہ کے	۳۴۰	۱	یوُد	یوَد
〃	۱۴	الهشیم	الہیثم	۳۱۳	۶	اعلام	علم	۳۴۳	۱۰	مراد	مروی
〃	۱۵	الکندری	الکندی	۳۱۶	۲	کہا	+	〃	۱۶	ییبست	یبست
〃	۱۶	ابی الجہیم	و ابوبکر بن الجہم	〃	۷	کہا	کہ	۳۴۴	۱	العشاءِ	العشاءَ
〃	〃	ابوحباب	ابوجناب	۳۱۷	〃	فقہ	فقیہ	۳۴۶	۹	برِّ	برَّ
〃	〃	ابوالسوار کی	ابوالسوار	۳۲۴	۵	بسرۃ لان فیہا	البسرۃ لان فیہ	۳۵۰	۷	او	اور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۰	۷	ایسے	ایسے ہی	۴۰۶	۲	مُبَتَیِّنَا	مُبَتِّنَا	۴۲۰	۹	انلو	التلو
۳۵۱	۱۸	جب	جب تک	″	″	مفسِّرا	مفسَّرا	۴۲۱	۸	بھاگیں گے	نکل جائیں گے
۳۵۲	۵	ثم	ثم الذین	۴۰۷	۱۱	بلبفظ	بلفظ	″	۹	بھاگتا	نکل جاتا
۳۵۳	۲۰	وجہ سے	وجہ سے بھی	۴۰۸	۱۷	الاسدیِ	الاسدیُ	۴۲۲	۱۰	حنابلہ	اپنے ہی
۳۵۵	۱	کسی	اوسی	۴۰۹	۱۲	اَنَّ	اِنَّ	۴۲۳	۱۷	او	اور
″	″	بوجہ	توبوجہ	″	″	″	″	۴۲۴	۸	جبیر	جبیبر
″	″	ضعیف	ضعف	″	۱۵	اعلم	اسم	″	برحاشیہ	حقیقت	حقیت
″	۴	سب پر	سب	″	۱۷	نَهَيْنَا	نُهِينَا	۴۲۵	۵	اِنَّ	اَنَّ
۳۶۰	۱۷	جس	اوس	″	۱۹	″	″	۴۲۶	۱۹	الغَرب	العَرب
۳۶۴	۱	بالاخرِ بالاخرِ	بالاخرِ فالاخرُ	″	۲۰	مذہیب	مذہب	۴۲۸	۵	اوش	اوس
۳۷۴	۱۵	تَظْهَرُ	تُظْهِرُ	″	۲۳	رزبن	رزین	۴۲۹	۲۲	ابانی	زبانی
۳۷۶	۴	کرتے	کرتے ہیں	۴۱۱	۹	فَذَكَرَ	فَذُكِرَ	۴۳۰	۸	سے ثابت	+
۳۸۱	۱۲	جائل	جاہل	۴۱۲	۲۳	التتم	التیمُّمُ	″	۲۲	وصول	اصول
۳۸۲	۱۴	الضُعُف	الضِعْف	۴۱۳	۲۱	نمازومین	نمازون	۴۳۱	۱۴	جمع	جمع حقیقی
۳۸۶	۲۳	مفسرنانے	مفسرین نے	۴۱۴	″	مستدررک	مستدرک	۴۳۳	۲۲	او	اور
۳۸۷	۱۳	پونچا	ہر	۴۱۵	۱۱	النسن	النس	″	۲۳	اوکے	اونکے
۳۸۸	۳	اخفا	اخفی	۴۱۶	۱	لونجاتا	لوٹجاتا	۴۳۶	۸	شائشتہ	شائستہ
″	۱۸	ابویلی	ابویعلی	″	۴	و	وہ مگر	۴۳۹	۱۱	المکنات	الممکنات
″	″	صبرانی	طبرانی	″	۲۳	[illegible]	[illegible]	۴۴۰	۳	پڑھا	پڑھنا
۳۸۹	۲۲	باپ سے	باپ سے ظاہر					۴۴۳	۱	والہام	والالہام
۳۹۳	۱۱	مجاهدِ	مجاهدٍ	۴۱۷	۱۰	جگ	جگہ	۴۴۷	۸	جاتی	جاتی جاتی
″	۲۱	الرازیِ	الرازیُ	″	۱۲	خدیجہ	خدیج	۴۵۷	۲۱	ان	ان فی
″	۲۲	الشاذکونیُ	الشاذکونیِ	″	″	کقول	یَقول	۴۵۸	۱۸	یتحاصل	یحاصل
″	۲۳	المخناطینَ	المخناطینِ	″	۱۳	چورائے	چورانے	۴۵۹	۲	تفروا	تفرون
۳۹۵	۷	صلّ	صلی	″	۱۵	لکھے بین	لکھے ہیں	″	۱۶	دیکھا	دیکھنا
۳۹۷	″	اَنہ	اِنہ	۴۱۹	۱۲	ابنِ	ابنُ	″	″	البقیہ	البقیع
۴۰۶	۳	صول	اصول	۴۲۰	۹	بہالو	بِمَالَم	″	۱۷	السلم	المسلم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵۹	۱۷	کل	اکل	۴۶۵	۱۲	العمل	بها	۴۶۷	۶	لله	الله
۴۶۰	۱۹	هذه	علی هذه	//	۱۳	بالفقه	الفقه	//	۸	طرق	طریق
//	//	یدخلون	یدخلوا	//	۱۴	القاس	الناس	۴۷۱	۲	بچتایا	بچتایا
//	۲۰	مساجدنا	ساجدهم	//	۱۸	فتونا	افتونا	۴۷۳	۲۱	مزمل	مزیل
		ولایصحب	ولایصاحبوا	//	۲۰	فلوبنا	قلوبنا	۴۸۷	۱۸	الکل	المتوکل
//	۲۲	الیه	+	//	۲۱	هدا	هذا	۴۸۹	۱	خیرا	بہ خیرا
۴۶۱	۱۷	انی	التی	//	//	ساء	ساع	۴۹۰	۴	ببتغی	ینبغی
۴۶۳	۱	کر	+	//	۲۲	اتیاعه	اتباعه	//	//	للاستقامة	الاستقامة
۴۶۵	۸	فاجشا	فاحشا	//	۲۳	الهم	انهم	۴۹۳	۱	سبحانه	سبحانہ
//	//	المملدین	المقلدین	۴۶۶	۱۲	بناء	ابنا	۴۹۵	۱۶	نفس	نغص
//	۹	الحنلفیة	الحنفیة	//	۱۷	فیما	وفیما	//	۲۰	سیئون	سیئون
//	۱۰	المخالقة	المخالفة	//	۲۱	السورة	المشهورة	۴۹۶	۱۹	سفہاے	غیر فقہاے
//	//	شیخصیئا	+	//	۲۲	بقولها	یقولها	تمت			

تنبیہ متعلق بر تغلیط معترض۔ ناظرین اہل علم کو تو حال جہالت و بے علمی مؤلف ظفر مبین کا معلوم ہی کہ اس شخص کو سوا ے اُردو کتابین دیکھنے کے عربی و فارسی دانی کی بالکل لیاقت نہین بلکہ اُردو بھی ٹھیک نہین اسپر یہ دعوی کہ ہم فقہ و حدیث بھی جانتے ہین بھلا اس بات کو یار لوگ کب مانتے ہین جسکو صحیح لفظ تک بولنا نہین آتا وہ معنی کی غلطی کو کب سمجھیگا چنانچہ یہی ایک نمونہ اوسکا ہی کہ جب لفظ (عقود و فسوق) کا صفحہ ۲۶۲ سطر ۲۱ ظفر مبین مطبوع سابق ۱۳۰۸ھ مین چھپگیا تو ہمکو گمان ہوا کہ یہ غلطی سہواً ہوگئی ہی کہ اس کتاب کے غلطنامہ مین بھی صحت اوسکی رہگئی لیکن جب پھر دوبارہ ۱۳۰۹ھ مین یہ کتاب چھاپی گئی تو وہی غلطی (فسوق) کی تا ف صفحہ ۲۶۲ سطر ۲۱ مین بدستور سابق رہگئی اور طرہ یہ کہ دوبارہ غلطنامہ مین بھی صحت اوسکی نہین کی صحت کیا خاک کرتے کہ مؤلف صاحب کو تو یہ لفظ اسیطرح غلط یاد تھا اور اسیقدر آپکا مبلغ استعداد تھا پس ہمنے بھی اس کتاب کے صفحہ ۲ سطر ۱۹ مین بحکم نقل کفر کفر نباشد اصل تحت عبارت قال بعینہ اوسی لفظ غلط کو لکھوا دیا لیکن اس کتاب کے غلطنامہ مین تصحیح اوسکی بجاے صحیح کردی ہی خیر یہ تو اونکی نثر کا حال تھا اب انکی نظم کا کمال سنیے کہ ملکہ زباندانی و موزونیت طبع تو خاک نہین شعر کہنے کو اندھی و نظم پر جان دیتے ہین بلکہ درحقیقت اس فن کی جان لیتے ہین چنانچہ ظفر مبین کی تاریخ مین یہ مصرعہ آپکا ع ثواب سو شہیدون کا ہین مفت + کسقدر غلط ہی کہ باوجود جائز رکھنے اضافت ناجائز لفظ ثواب کے اُردو کی طرف پھر بھی لفظ (کا) مہمل اور بیکار رہا جاتا ہی اور اگر ثواب کو بقطع اضافت پڑھین تو ناموزونی مصرعہ کا کچھ علاج نہین ع جز اینکہ طعنہ زند خلق چند با اطفال + لاحول ولا قوة ایسی شاعری اور شعر گوئی پہ ہزارون بار نفرین اور لاکھون بار پھٹکار ہے بلکہ اہمین اپنی حماقت اور جہالت کا اظہار ہے

اعلان

چونکہ اس کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ
تنبیہ الوہابین کی تالیف و طبع کرانے مین زر کثیر صرف ہوا ہو و نیز
حق تصنیف اسکا مصنف صاحب سے بطریق ہبہ بالعوض لیکر مطبع نجم العلوم
واقع فرنگی محل لکھنؤ مین محفوظ رکھا گیا ہی لہذا کوئی صاحب بدون
اجازت مہتمم مطبع مذکور اس کتاب کے چھپوانے کا قصد نفرمائین
اور بارتکاب جرم حق تلفی حفظ کتاب کے قانوناً ماخوذ ہوکر نفع
کے بدلے نقصان نہ اوٹھائین - ہان جسقدر نسخے مطلوب
ہون ڈیڑہ روپیہ قیمت مفصلہ ببجکر مقامات مذکورہ ذیل سے
منگوالین — قیمت فی جلد (عہ) محصول ڈاک (۲ر)

لکھنؤ فرنگی محل مولوی محمد یعقوب صاحب مہتمم اخبار کارنامہ
چوک لکھنؤ حافظ محمد عبد الستار خان صاحب تاجر کتب

چوک لکھنؤ حافظ محمد عبد الواحد خان صاحب
تاجر کتب